Maktaba Tul Ishaat.com

مکمل و مدلل

فتاویٰ دار العلوم دیوبند

جلد ۱۳

الشركة والقسمة والمضاربة والوقف

افادات

مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب عثمانی

مرتب

حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری

ملاحظہ

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری

حسب خواہش

حضرت مولانا مفتی ابو القاسم نعمانی مہتمم دار العلوم دیوبند

ناشر جامعہ دار العلوم دیوبند

Maktaba Tul Ishaat

تمام فنون کے کتب ہمارے ویب سائٹ اور پلے سٹور سے فری ڈاون لوڈ کریں۔ ہم روزانہ کی بنیاد پر اس میں مزید نئے کتب شامل کر رہے ہیں نئے شامل شدہ کتب لیے روزانہ ہمارے پلے سٹور اور ویب سائٹ کو باقاعدگی سے چیک کیا کریں۔

اپنی کتاب کو ہمارے ویب سائٹ پر شائع کرنے کے لیے رابطہ کریں

تفاسیر	خطبات	منطق
احایث	سیرت	معانی
فقہ	تاریخ	تصوف
سوانح حیات	صرف	تقابل ادیان
درس نظامی	نحو	تجوید
لغت	فلسفہ	نعت
فتاوی	حکمت	تراجم
اصلاحی	بلاغت	تبلیغ و دعوت
آڈیو دروس	مناظرے	تمام فنون

maktaba.tul.ishaatofficial@gmail.com

Maktaba Tul Ishaat.com

مکمل ومدلل

فتاوی دار العلوم دیوبند

جلد ۱۳

الشرکۃ، والقسمۃ، والمضاربۃ، والوقف

افادات | مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب عثمانیؒ

مفتی اوّل دار العلوم دیوبند (ولادت: سنہ ۱۲۷۵ھ وفات: سنہ ۱۳۴۷ھ)

مرتّب | حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری

استاذ حدیث وفقہ دار العلوم دیوبند

ملاحظہ | حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری

شیخ الحدیث وصدر المدرسین دار العلوم دیوبند

حسب ہدایت | حضرت مولانا مفتی ابو القاسم صاحب نعمانی مدظلہ

مہتمم دار العلوم دیوبند

ناشر

مکتبہ دار العلوم دیوبند

Maktaba Tul Ishaat.com

جملہ حقوق بحق دارالعلوم دیوبند محفوظ ہیں

نام کتاب : مکمل ومدلّل فتاوٰی دارالعلوم دیوبند ﴿جلد۱۳﴾

مسائل : الشّرکۃ والقسمۃ والمضاربۃ والوقف

افادات : مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانیؒ

مفتی اوّل دارالعلوم دیوبند (ولادت: سنہ ۱۲۷۵ھ وفات: سنہ ۱۳۴۷ھ)

مرتب : مفتی محمد امین صاحب پالن پوری استاذ حدیث وفقہ دارالعلوم دیوبند

ملاحظہ : حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری دامت برکاتہم

شیخ الحدیث وصدر المدرسین دارالعلوم دیوبند

سن اشاعت : 2016

تعداد صفحات : ۵۴۲

تعداد فتاوٰی : ۹۰۲

ناشر : مکتبہ دارالعلوم دیوبند، یوپی، انڈیا ۲۴۷۵۵۴

Maktaba Tul Ishaat.com

فہرست مضامین

- پیش لفظ (از مرتب) ۴۱
- آگاہی ۴۴

شرکت اور بٹوارہ کا بیان

- سوداگری میں مردوں کے ساتھ عورتوں کی شرکت درست ہے ۴۵
- مشترک کاروبار کی آمدنی میں دونوں شریکوں کا حصہ برابر ہے ۴۵
- مشترک کاروبار میں کوئی ٹھیکہ ایک کے نام سے ہو تب بھی دوسرا نصف نفع کا مستحق ہوگا ۴۶
- کوئی شریک کام نہ کرے اور نفع برابر لے تب بھی شرکت درست ہے ۴۶
- مشترک تجارت میں کم کام کرنے والے کا نفع کتنا ہوگا؟ اور وہ اپنے نفع میں سے زیادہ کام کرنے والے کو کچھ دے سکتا ہے یا نہیں؟ ۴۶
- مالک مشین کے ساتھ سلائی کے کام میں شرکت کرنا ۴۷
- شرکت میں خریدی ہوئی جائداد کا حکم ۴۸
- شرکت کا روپیہ اگر کم وبیش ہو تو نفع اور نقصان کس طرح تقسیم کیا جائے؟ ۴۹
- خسارہ تمام شرکاء پر حسبِ حصص تقسیم کیا جائے گا ۴۹
- نفع ونقصان کے متعلق شریک کا بیان بحلف معتبر مانا جائے گا ۵۰
- مشترک مال میں سے ایک شریک کا اپنی ضرورت میں کچھ رقم خرچ کرنا —— اور کم رقم والے کا حصہ ۵۱
- مشترک جائداد میں شرکاء کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا ۵۲
- ایک شریک کا دوسرے شرکاء کی اجازت کے بغیر مکان کی مرمت کرنا ۵۲
- ایک شریک کا دوسرے شرکاء کی اجازت کے بغیر مشترکہ مکان میں تعمیر کرنا ۵۳

Maktaba Tul Ishaat.com

- ایک شریک کا دوسرے شرکاء کی اجازت سے مکان تعمیر کرنا ۵۴
- بعض شرکاء کے لیے نفع کے علاوہ مزید تنخواہ مقرر کرنا درست نہیں ۵۵
- مشترک ترکہ میں سے کھانا اور خرچ کرنا کیسا ہے؟ ۵۵
- مشترک تالاب میں ڈالی ہوئی مچھلیوں کا حکم ۵۶
- مشترک تالاب میں بعض شرکاء کی چھوڑی ہوئی مچھلیوں کا حکم ۵۶
- مشترک زمین میں جو خودرو درخت ہیں ان کے مالک کون ہیں؟ ۵۷
- تقسیم شدہ زمین کی پیداوار میں اشتراک کا حکم ۵۷
- کارکن شریک کی خیانت پر شرکاء کے چند اعتراضات اور ان کے جوابات ۵۸
- میاں بیوی کی تجارت میں بیوی کا حصہ ۶۲
- میاں بیوی نے مل کر جو کچھ کمایا اس میں بیوی نصف کی حقدار ہے ۶۳
- باپ اور بیٹوں نے مل کر تجارت کی تو سب کا حصہ برابر ہوگا ۶۳
- باپ کے روپیوں سے بیٹے نے جو نفع کمایا وہ سب باپ کا ہے ۶۴
- کاروبار میں بیٹا باپ کی مدد کرتا ہے تو پوری آمدنی باپ کی ملک ہے ۶۴
- باپ کا اپنے بیٹوں کے نام مکان خرید کرنے اور ان کو اپنے ساتھ تجارت میں لگانے کا حکم ۶۷
- ایک بیٹے نے اپنے ذاتی روپے سے جو جائداد خریدی اس کا مالک تنہا وہی ہے ۶۸
- بیٹے نے اپنی کمائی سے جو مکان بنایا ہے اس کو باپ خالی نہیں کرا سکتا ۶۸
- باپ نے بیٹوں کو اپنی مالیت تقسیم کر دی پھر بیٹوں نے مشترک کاروبار کیا تو اس کا حکم ... ۶۹
- ایک بھائی نے اپنی ذاتی محنت سے جو مال جمع کیا ہے اس میں دوسرے بھائی کا حصہ ہے یا نہیں؟ ۷۰
- ایک بھائی نے اپنی آمدنی سے جو زیور اور گھریلو سامان اکٹھا کیا ہے اس میں دوسرے بھائی کا حق ہے یا نہیں؟ ۷۱

Maktaba Tul Ishaat.com

- دو بھائیوں کے درمیان جو دکان مشترک ہے اس میں تیسرے بھائی کا کوئی حصہ نہیں ۷۲
- ایک بھائی کی علیحدہ تجارت کا حکم ۷۳
- بھائیوں کی علیحدہ املاک کا حکم ۷۳
- ایک بھائی کا کاروبار میں شریک نہ ہونا ۷۴
- سرمایہ اور شرط کے بغیر بھائی کی تجارت میں عملاً شریک ہونا محض تبرّع ہے ۷۵
- جو بیٹا باپ سے علیحدہ رہتا ہے اس کا کمایا ہوا مال باپ کے ترکہ میں شامل نہ ہوگا ۷۶
- جو بیٹا باپ کے ساتھ رہتا ہے اس کا کمایا ہوا مال باپ کے ترکہ میں شامل ہوگا ۷۷
- بڑے بھائی کا اپنا اور نابالغ بھائی کا روپیہ تجارت میں لگانا ۷۸
- ایک بھائی کا مشترک مال میں سے اپنے بیٹے کو کاروبار کے لیے رقم دینا ۷۸
- مشترک کاروبار میں فوت شدہ بھائی کی اولاد کا حصہ ۷۹
- فوت شدہ شریک کا روپیہ تجارت میں لگانا ۷۹
- مشترک ترکہ سے جو نفع ہوا اس کا حقدار کون ہے؟ ۸۰
- شرکت کی چند فاسد صورتیں ۸۱
- شرکتِ فاسدہ کی ایک صورت اور اس کا حکم ۸۳
- شرکاء بددیانت ہوں تو کیا کرے؟ ۸۳
- شرکت میں تہمت سے بچنا ۸۴
- طوائف کے ساتھ تجارت میں شرکت کرنا ۸۴
- جس کمپنی کے قواعد خلاف شرع ہوں اس کے شیر زخریدنا درست نہیں ۸۴
- حصہ داروں کو اپنا روپیہ مانگنے اور لینے کا حق ہے ۸۶
- مشترک آمدنی سے خریدی ہوئی جائداد کی تقسیم ۸۶
- مشترک مکانات کی تقسیم کیسے ہوگی؟ ۸۷

Maktaba Tul Ishaat.com

- بعض شرکاء کی عدم موجودگی میں جائداد کی تقسیم ۸۷
- باپ اور بعض بیٹوں نے مل کر جو مال کمایا اس کو کس طرح تقسیم کیا جائے؟ ۸۸
- دو بھائیوں نے مل کر جو مال کمایا اسے کس طرح تقسیم کیا جائے؟ ۸۹
- بھائیوں کے درمیان مشترک ساز وسامان کس طرح تقسیم کیا جائے؟ ۹۰
- مشترک ترکہ اور بڑے بھائی کے نام پر خریدی ہوئی جائداد کی تقسیم ۹۰
- مشترک ترکہ سے جاری دکان کے ساز وسامان کی تقسیم ۹۲
- باہمی رضامندی سے تقسیم کرنے کے بعد کوئی فریق دعویٰ نہیں کرسکتا ۹۲
- شرکاء تقسیم پر راضی نہ ہوں تو کیا کرے؟ ۹۳
- خلافِ شرع تقسیم کو فسخ کرسکتے ہیں یا نہیں؟ ۹۴
- نادرست تقسیم کو درست کرنا ضروری ہے ۹۶
- تقسیم کے بعد ہر شریک کا اپنے حصے میں تصرف کرنا ۹۶

مضاربت کا بیان

- کسی کو روپیہ دے کر اس سے کچھ زائد لینا سود ہے ـــــ اور مضاربت کی صحیح صورت ۹۷
- مضاربت کی چند جائز صورتیں ۹۸
- چند ارباب مال کے روپیوں کو ملا کر تجارت کرنے کا حکم ۹۹
- مضاربت میں نفع ونقصان کا شرعی حکم ۱۰۰
- صحتِ مضاربت کے لیے نفع میں شرکت کا شائع ہونا ضروری ہے ۱۰۰
- مضارب پر نقصان کی شرط لگانا باطل ہے ۱۰۳
- مضاربت میں روپیہ ایک کا اور کام دونوں کا ہو تو معاملہ فاسد ہے ۱۰۶
- مضاربتِ فاسدہ میں مضارب کو اجرتِ مثل ملے گی اور پورا نفع رب المال کا ہوگا ۱۰۶

Maktaba Tul Ishaat.com

- روپیہ والے کی اجازت کے بغیر مضارب کا کسی کو کوئی چیز دینا جائز نہیں ۱۰۷
- مضاربت میں نقصان کا اور مضارب کی خوراک کا ذمہ دار کون ہے؟ ۱۰۷
- سفر خرچ اور نقصان وضع کرنے کے بعد باقی ماندہ نفع حسبِ شرط تقسیم کیا جائے گا ۱۰۸
- پونجی چوری ہوجائے تو مضارب کے ذمہ ضمان نہیں ۱۰۸
- مضاربت کو شرکت عنان میں تبدیل کرنا ۱۰۹
- مضارب کے انتقال کے بعد اس کے حصہ کا نفع اس کے ورثاء کو دیا جائے گا ۱۰۹
- مدرسہ کا روپیہ مضاربت پر دینا ۱۱۰

وقف کا بیان

وقف کی شرطیں اور احکام

- وقف کی تعریف اور صحت وقف کی شرط ۱۱۱
- جائز شرطوں کے ساتھ وقف کرنا ۱۱۲
- وقف کب تام ہوتا ہے؟ ۱۱۳
- اپنی جائداد وقف کرنے کا محض ارادہ کرنا ۱۱۳
- وقف کو شرط موجود پر معلق کرنے کا حکم ۱۱۴
- وقف کو معلق کرنا صحیح نہیں ۱۱۴
- وقف مسجّل کی تعریف ۱۱۴
- صحت وقف کے لیے صرف مالک کی اجازت اور رضامندی کافی ہے ۱۱۵
- صحت وقف کے لیے واقف کا قبضہ مانع نہیں ۱۱۵
- وقف کے ثبوت کے لیے شہادتِ شرعیہ ضروری ہے ۱۱۶

Maktaba Tul Ishaat.com

- مشاع کا وقف صحیح ہے ۱۱۷
- اسباب خانہ داری کو وقف کرنا ۱۲۰
- وقف نہ کرنے کا وعدہ کرنا ۱۲۱
- وارثوں کو محروم کرنے کی نیت سے وقف کرنا اچھا نہیں ۱۲۲
- اپنی مملوکہ زمین اور باغ کو وقف کرنا جائز ہے ۱۲۲
- شوہر کے ترکہ سے بیوی کو جو جائداد ملی ہے اس کو عورت وقف کرسکتی ہے ۱۲۳
- جو زمین کاشت کار کے قبضہ میں ہے اس کو مالک سے خرید کر وقف کرنا ۱۲۴
- جس زمین میں کاشت کار کا حق ہے مالک اس کو وقف کرسکتا ہے ۱۲۴
- عورت اپنی جائداد کو شوہر کی اجازت کے بغیر وقف کرسکتی ہے ۱۲۵
- وقف کی آمدنی سے کوئی زمین خرید کر وقف کرنا درست ہے ۱۲۵
- وقف کی آمدنی سے خریدے ہوئے مکانات بھی وقف ہیں ۱۲۶
- اشیاء منقولہ کا وقف جائز ہے یا نہیں؟ ۱۲۶
- تمام منقولہ اور غیر منقولہ املاک کو وقف کرنے کی وصیت کرنا ۱۲۸
- بادشاہِ وقت کا سرکاری افتادہ زمین کو وقف کرنا ۱۲۹
- جو زمین سیکڑوں لوگوں کے درمیان مشترک ہے اس کو وقف کرنے کا طریقہ ۱۳۰
- کسی وارث کا مشترک ترکہ میں سے روپیہ وقف کرنا اور حرام ترکے کا وارث کے حق میں کیا حکم ہے؟ ۱۳۰
- وقف کے چند احکام ۱۳۱
- دوسرے کی جائداد کو اپنی جائداد کے ساتھ ملا کر وقف کرنا ۱۳۲
- اپنی اور بہن کی جائداد کو مرض موت میں وقف کرنا ۱۳۳
- قرض کی ادائیگی سے بچنے کے لیے اپنی جائداد وقف کرنا ۱۳۴

Maktaba Tul Ishaat.com

- جو روپیہ دوسروں کے ذمے قرض ہے اس کا وقف صحیح نہیں ۱۳۴
- سرکاری کاغذات میں کسی زمین کو وقف لکھ دینے سے وہ زمین وقف نہیں ہوگی ۱۳۵
- جو دوسرے کی زمین میں رہتا ہے وہ اس زمین کو وقف نہیں کرسکتا ۱۳۶
- چڑھاوے کی آمدنی وقف نہیں ہوسکتی ۱۳۶
- جو مکان بیوی کو مہر میں دے دیا ہے اس کو وقف کرنا صحیح نہیں ۱۳۷
- موقوفہ جائداد کو دائمی کرائے پر دینا ۱۳۷
- موقوفہ زمین میں سے کچھ زمین حق دار کو دے دی گئی تو بقیہ زمین کا وقف باقی رہے گا ... ۱۳۸
- وقف میں سے اولاد صغار کے لیے خورد ونوش اور شادی وغیرہ کے بہ قدر لینے کی شرط لگانا ۱۳۸
- وقف نامے میں بیع کی شرط لگانا ۱۳۹
- وقف میں تاحیات مالک رہنے کی قید لگانا ۱۳۹
- ناجائز آمدنی سے خریدی ہوئی جائداد کو وقف کرنا ۱۴۰
- واقف کی شرائط کا لحاظ رکھنا ضروری ہے ۱۴۰
- واقف کی شرائط پر عمل کرنا ضروری ہے ۱۴۲
- واقف کا یہ شرط لگانا کہ ”جب تک میں زندہ رہوں گا وقف کی آمدنی اپنے خرچ میں لایا کروں گا“ ۱۴۳
- غیر شرعی اور جعلی وقف نامے کا حکم ۱۴۳
- وقف شدہ پانی کے نل میں خرابی پیدا ہوجائے تو کیا کرے؟ ۱۴۴
- اموال موقوفہ میں سے چُرائے ہوئے روپے کا ضمان لازم ہے ۱۴۴
- تجارت میں لگائے ہوئے اوقاف کے مال میں نقصان ہوجائے تو نفع کی طرح نقصان بھی اس مال میں محسوب ہوگا یا نہیں؟ ۱۴۵
- وقف کے مصارف میں ردوبدل کرنا ۱۴۵

Maktaba Tul Ishaat.com

- موقوفہ زمین کے درخت بھی وقف کے حکم میں ہیں ۱۴۶
- موقوفہ جائداد میں مالکانہ تصرف کرنا ۱۴۶
- موقوفہ اراضی کی تقسیم درست نہیں ۱۴۷
- واقف کا بیٹا وقف شدہ مکان کو واپس نہیں لے سکتا ۱۴۷
- وقف کرکے اس سے رجوع کرنا صحیح نہیں ۱۴۸
- وقف کا انکار معتبر نہیں ۱۵۰
- موقوفہ مکان واقف کو واپس دینا درست نہیں ۱۵۰
- موقوفہ کتابوں کو واپس لینا صحیح نہیں ۱۵۰
- وقف کی تنسیخ کا کسی کو اختیار نہیں ۱۵۱
- غصے کی حالت میں وقف کردہ جائداد کا حکم ۱۵۱
- مرض موت میں اپنی جائداد وقف کرنا ۱۵۲
- مرض موت میں وقف کرنے کا حکم ۱۵۲
- مرض موت میں اپنی تمام جائداد وقف کرنا ۱۵۴
- بیماری اور بے ہوشی کی حالت میں وقف کرنا ۱۵۴
- مرض موت میں مشترک زمین میں سے اپنا حصہ وقف کرنا ۱۵۴
- موقوفہ مکان میں وراثت جاری نہیں ہوتی ۱۵۵
- نومسلم کی موقوفہ جائداد میں اس کی کافر اولاد وراثت کا دعویٰ نہیں کرسکتی ۱۵۷
- کافر گورنمنٹ کا مسلمانوں کے اوقاف پر قبضہ کرنا ۱۵۷

وقف کے مصارف کا بیان

- وقف کی آمدنی ان ہی مصارف میں صرف ہوگی جو وقف نامے میں درج ہیں ۱۵۹

Maktaba Tul Ishaat.com

- موقوفہ زمین کی آمدنی معینہ مصارف کے بجائے زائد امور میں صرف کرنا ۱۵۹
- وقف کا مصرف ختم ہوجائے تو جمع شدہ آمدنی کہاں خرچ کی جائے؟ ۱۶۰
- واقف اور جہت وقف ایک ہوں تو ایک وقف کی آمدنی دوسرے پر خرچ ہوسکتی ہے ۱۶۰
- ایک وقف کی آمدنی دوسرے اوقاف کی تعمیر میں صرف کرنا ۱۶۱
- ایک وقف کی آمدنی سے دوسرے وقف کی مرمت کرنا ۱۶۱
- ایک وقف کی آمدنی دوسرے اوقاف کے حساب وکتاب میں صرف کرنا درست نہیں .. ۱۶۲
- واقف بھی مصارفِ وقف میں تبدیلی نہیں کرسکتا ۱۶۲
- متولی کے قبضہ سے پہلے واقف کا جہت وقف میں تبدیلی کرنا ۱۶۳
- وقف کرنے کے بعد واقف کا شرائط میں کمی بیشی اور تغیر وتبدل کرنا ۱۶۳
- واقف اگر محتاج ہوجائے تو وقف کی آمدنی سے اس کی اعانت درست ہے ۱۶۴
- واقف کا وقف کی آمدنی کو ذاتی مصارف میں خرچ کرنا ۱۶۵
- واقف کے سویم وغیرہ میں متولی کا اموال وقف میں سے خرچ کرنا ۱۶۵
- موقوفہ دکان کی آمدنی سے اولادِ واقف کی امداد کرنا ۱۶۶
- موقوفہ جائداد کی آمدنی کو امور خیر میں صرف کرنے کی وصیت کرنا ۱۶۶
- وقف کی زائد آمدنی سے مظلوم کی مدد کرنا ۱۶۷
- مساجد واوقاف کی ضرورت سے زیادہ آمدنی سے مجاہدین اور مظلومین کی مدد کرنا ۱۶۷
- مستحق تک رقم پہنچانے کے لیے منی آرڈر کرنا اور اس کی فیس وقف کی آمدنی میں سے ادا کرنا ۱۶۸
- وقف کی آمدنی کا جو حصہ غرباء کی ادویہ کے لیے خاص کیا گیا ہے اس کو غیر ادویہ میں صرف کرنا درست نہیں ۱۶۸
- جو جائداد مسکینوں کی دواؤں کے لیے وقف کی گئی ہے اس کے مصارف ۱۶۹
- واقف کا جائداد کو اپنے نام پر روک کر اس کی آمدنی مسجد ومدرسہ اور فقراء کے لیے مقرر کرنا .. ۱۷۰
- واقف کی شرط کے مطابق موقوفہ جائداد فروخت کرکے اس کی قیمت تعمیر مسجد میں لگانا درست ہے ۱۷۰

Maktaba Tul Ishaat.com

- وقف شدہ شکستہ قرآن مجید کسی شخص کو پڑھنے کے لیے دے سکتے ہیں، مالک بنانا جائز نہیں ۱۷۱
- جو موقوفہ زمین واقف کی غرض پر پوری نہ اترے اس کو کیا کیا جائے؟ ۱۷۱
- شاہی اوقاف کی آمدنی کا مصرف ۱۷۲
- شاہی اوقاف میں شرائط کا لحاظ ضروری نہیں ۱۷۳

اوقاف کی خرید وفروخت، استبدال اور ابطال کا بیان

- موقوفہ زمین کو فروخت کرنا کب جائز ہے؟ ۱۷۴
- موقوفہ جائداد کو بیچنا اور تبدیل کرنا ۱۷۵
- وقف کردہ جائداد کو بیچنا اور ہبہ کرنا ۱۷۶
- واقف کو بھی وقف شدہ جائداد بیچنے کا حق نہیں ۱۷۷
- موقوفہ اراضی کو فروخت کرنا جائز نہیں ۱۷۸
- موقوفہ زمین بیچنے، خریدنے اور اس میں تعاون کرنے کا حکم ۱۷۸
- موقوفہ جائداد کو اُدھار فروخت کرنا ۱۷۸
- موقوفہ کنویں کا پانی فروخت کرنا درست نہیں ۱۷۹
- وقف نامے میں وقف کو بیچنے اور بدلنے کی شرط لگانا ۱۷۹
- انجمن یا مدرسے کے نام وقف شدہ ردّی اخبارات کو فروخت کرنا ۱۷۹
- وقف کے مال سے خریدی ہوئی ملکیت کو مسجد کی تعمیر کے لیے فروخت کرنا درست ہے ۱۸۰
- موقوفہ خام مکانات کو مسمار کر کے پختہ مکان بنانا ۱۸۰
- موقوفہ زمین میں اپنے مکان کی نالی بنانا ۱۸۱
- موقوفہ چٹائیوں کو ذاتی کام کے لیے استعمال کرنا ۱۸۱
- کسی شخص کا موقوفہ زمین اپنے نام کرالینا ۱۸۱

Maktaba Tul Ishaat.com

- موقوفہ زمین پر بہ طریق موروثیت قبضہ رکھنا ناجائز ہے ۱۸۲
- موقوفہ مرہونہ جائداد کو مال وقف سے چھڑانا ۱۸۲
- اوقاف کی آمدنی میں سے کسی کو قرض دینا ۱۸۳
- اموالِ وقف میں سے اسلامی سلطنتوں کو بہ ضرورت اور مسلمانوں کو سود سے بچانے کے لیے قرض دینا ۱۸۳
- قرض کی ادائیگی کے لیے موقوفہ جائداد کی نیلامی ۱۸۴
- واقف کا پوتا وقف کو فسخ نہیں کرسکتا ۱۸۴
- موقوفہ مکان ودکان کو واقف واپس نہیں لے سکتا ۱۸۵
- واقف کا کوئی بھی وارث وقف کو باطل نہیں کرسکتا ۱۸۵
- استبدال وقف کی چند صورتیں اور ان کا حکم ۱۸۵
- محض وقف کی نیت کی تھی، وقف نہ کیا تھا تو استبدال جائز ہے ۱۸۶
- واقف کی شرط کے موافق متولی اشیاء موقوفہ کو دوسری جگہ منتقل کرسکتا ہے ۱۸۷

وقف کی تولیت کے مسائل

- متولی کون ہوسکتا ہے؟ ۱۹۰
- وقف کی تولیت کا حق دار کون ہے؟ ۱۹۰
- وقف کی تولیت کا مستحق کون ہے؟ ۱۹۱
- جماعت مسلمین کا متولی مقرر کرنا درست ہے ۱۹۱
- کیا جمہور اہل اسلام قاضی کے قائم مقام ہیں؟ ۱۹۲
- خانقاہ وغیرہ کی تولیت کسی قوم اور خاندان کے ساتھ خاص نہیں ۱۹۳
- واقف کی اولاد تولیت کی زیادہ حق دار ہے ۱۹۳
- متولی کی اولاد نہ ہو تو اس کے مرنے کے بعد وقف کا متولی کون ہوگا؟ ۱۹۴

Maktaba Tul Ishaat.com

- واقف کی اولاد کے بجائے دوسرے شخص کو متولی بنانا ۱۹۴
- واقف کا اپنے لڑکے کے بجائے دوست کے لڑکے کو متولی بنانا ۱۹۵
- مقبرے کے اخراجات کے لیے جو جاگیر دی گئی ہے اس کا متولی کون ہوگا؟ ۱۹۵
- واقف کی بیوی کو متولی بنانا ۱۹۷
- عورت بھی اوقاف کی متولی ہوسکتی ہے ۱۹۷
- نابالغ کو متولی بنانا ۱۹۸
- بھائیوں کی موجودگی میں بہن یا بھانجہ بھانجی متولی ہوسکتے ہیں یا نہیں؟ ۱۹۹
- جس شخص کے بھائی فاسق ہوں اس کو مسجد کا متولی بنانا ۱۹۹
- ترک تعلق کرنے والے کی تولیت کا حکم ۱۹۹
- اپنی لڑکی کی شادی نہ کرنے والے کو متولی بنانا ۲۰۰
- قاضیٔ شہر کا خود بہ خود متولی بن جانا درست نہیں ۲۰۰
- کوئی شخص متولی ہونے کا دعویٰ از خود نہیں کرسکتا ۲۰۲
- امام کی بیوی اور لڑکی کا خود بہ خود متولی بن جانا ۲۰۲
- موجودہ متولی اگر نیک اور امانت دار ہو تو اسی کو باقی رکھا جائے ۲۰۳
- متولی کے اختیارات ۲۰۳
- متولی کا اختیارات شرعی سے تجاوز کرنا ۲۰۳
- فاسق وفاجر مسجد کا متولی ہوسکتا ہے یا نہیں؟ ۲۰۵
- محرم میں پٹہ کھیلنے والا مسجد کا متولی نہیں ہوسکتا ۲۰۵
- شیعہ مذہب والا سنیوں کا متولی نہیں ہوسکتا ۲۰۶
- سود خور اور رشوت خور کو اوقاف کا متولی یا مہتمم بنانا ۲۰۶
- سٹے باز اور جواری کو اوقاف کا متولی، ناظم یا معتمد بنانا ۲۰۶
- شرابی اور زانی کو متولی اور پیشوا بنانا ۲۰۸
- غاصب وشرابی اور خائن کو مسجد کا منتظم بنانا ۲۰۹

Maktaba Tul Ishaat.com

- خائن شخص کو وقف کا متولی بنانا درست نہیں ۲۰۹
- واقف اور متولی کو یہ حق نہیں کہ خائن کو متولی بنائیں ۲۱۱
- خائن متولی کو علیحدہ کرنے میں فتنہ وفساد ہو تو سکوت بہتر ہے ۲۱۲
- سرکاری آدمیوں کو وقف کا متولی بنانا ۲۱۲
- فاسق کی تولیت درست نہیں ۲۱۳
- دروغ گو اور غاصب کو متولی اور مہتمم بنانا ۲۱۳
- متولی کے چند تصرفات کا حکم ۲۱۴
- فاقہ کشی کے وقت متولی، وقف کی آمدنی اپنی ذات پر خرچ کرسکتا ہے یا نہیں؟ ۲۱۵
- وقف کا متولی وقف کی آمدنی سے حق محنت لے سکتا ہے یا نہیں؟ ۲۱۵
- کام کیے بغیر متولی کو اجرت لینا درست نہیں ۲۱۵
- متولی؛ وقف کا مال اپنی ضرورت میں خرچ کرسکتا ہے یا نہیں؟ ۲۱۵
- متولی کا مسجد کی آمدنی کو اپنی ذاتی ضرورت میں صرف کرنا ۲۱۶
- متولی نے وقف کی اصلاح کے لیے جو رقم خرچ کی ہے اس کو وقف کی آمدنی میں سے لے سکتا ہے ۲۱۶
- متولی کا وقف کے مال سے ملازمین کو پنشن دینا ۲۱۶
- متولی اور مہتمم کا وقف یا مدرسہ کی رقم کسی کو قرض دینا ۲۱۷
- وقف کی آمدنی سے افطاری اور ختم قرآن پر شیرینی تقسیم کرنا ۲۱۷
- واقف کی شرط کے مطابق متولی کا تصرف کرنا ۲۱۸
- متولی کو شرائط واقف کے مطابق تغییر وتبدیل کا اختیار ہے ۲۱۹
- متولی کا چندے کی رقم خرچ کرکے وقت ضرورت ادا کرنا ۲۲۰
- واقف تاحیات متولی رہ سکتا ہے ۲۲۰
- بیع نامے میں جس کا نام تحریر ہے وہ مسجد کی تولیت کا دعوی کرسکتا ہے یا نہیں؟ ۲۲۱
- متولیوں کا تجویز کردہ قانون واقف کے قانون کے مانند قابل نفاذ نہیں ۲۲۲

Maktaba Tul Ishaat.com

- فوت شدہ متولیہ نے جو تنخواہ وصول نہیں کی اس کا حکم ۲۲۲
- حق تولیت میں وراثت جاری نہیں ہوتی ۲۲۳
- واقف یا متولی کا وقف نامے کی پابندی نہ کرنا ۲۲۳
- متولی کا ایسے کام کرنا جو واقف کی شرائط کے خلاف ہوں ۲۲۴
- متولی کا واقف کی شرائط کے مطابق عمل نہ کرنا ۲۲۵
- ایک متولی کا دوسرے متولیوں سے مشورہ کیے بغیر استاذ مقرر کرنا ۲۲۵
- جو امر خلاف شرع ہے اس میں کثرت رائے معتبر نہیں ۲۲۶
- متولی کے تقرر میں اختلاف ہو تو اکثریت کا اعتبار ہوگا ۲۲۶
- مسجد کی تولیت وانتظام میں دوسرے محلے والوں کا دست اندازی کرنا ۲۲۷
- مزار کی نگہداشت وانتظام میں متولی کے چچا وغیرہ کی مداخلت ۲۲۷
- اوقاف کے متولیوں سے، والیٔ ریاست حساب طلب کرسکتا ہے یا نہیں؟ ۲۲۸
- امانت دار متولی سے حساب وکتاب کا مطالبہ کرنا ۲۳۰
- کون سا فسق موجبِ عزل ہے؟ ۲۳۱
- مال وقف کو ناجائز مصارف میں صرف کرنے والے متولی کو معزول کرنا ۲۳۴
- فتنہ انگیز متولی کو معزول کرنا ۲۳۵
- بدکار متولی اور مہتمم کو معزول کرنا ۲۳۵
- بدخواہ متولی کو معزول کرنا ۲۳۶
- خائن متولی کو معزول کرنا ۲۳۶
- جو خود بہ خود متولی بن گیا ہو اس کو علیحدہ کرنا ۲۳۸
- چندہ دینے والے؛ متولی اور مہتمم کو برخواست نہیں کرسکتے ۲۳۹
- موقوفہ جائداد کو نجی اغراض میں استعمال کرنے والے متولیوں کو علیحدہ کرنا ۲۳۹
- افیون استعمال کرنے والے کو معزول کرنا ۲۴۰
- جس متولی سے لوگ خوش نہیں اس کو علیحدہ ہوجانا چاہیے ۲۴۰

Maktaba Tul Ishaat.com

- ایک متولی کا دوسرے متولی کو معزول کرنا ۲۴۱
- واقف متولی کو بلاوجہ بھی معزول کرسکتا ہے ۲۴۲
- واقف کی وفات کے بعد اس کے مقرر کیے ہوئے متولی کی علیحدگی ۲۴۲
- مدرسہ کے بانی اور مہتمم کو معزول کرنا ۲۴۴
- واقف کے مقرر کیے ہوئے امام ومتولی کو مسجد کا بانی معزول نہیں کرسکتا ۲۴۵
- واقف کی اولاد کا امام ومؤذن کو معزول کرنا ۲۴۵
- امام ومؤذن کو مقرر اور معزول کرنے کا حق دار کون ہے؟ ۲۴۶
- شرائط واقف کی خلاف ورزی کرنے والے متولی کو معزول کرنا ۲۴۷
- مسجد کے متولی پر بدگمانی کرنا ۲۴۷

وقف علی الأولاد کے احکام

- اولاد پر وقف کرنا شرعاً درست ہے ۲۴۹
- اولاد پر وقف کرنے کا شرعی طریقہ ۲۵۲
- اولاد پر وقف کرنے میں قاعدۂ شرعیہ: للذکر مثل حظ الأنثیین کا لحاظ رکھنا ضروری ہے؟ ۲۵۲
- وقف علی الاولاد کے صحیح ہونے کی اہم شرط ۲۵۳
- وقف کی آمدنی کو شرعی حصص کے موافق اولاد پر تقسیم کرنے کی شرط لگانا ۲۵۴
- اپنی جائداد اولاد پر وقف کرنا — اور ایک تہائی آمدنی کارِ خیر میں خرچ کرنے کی شرط لگانا ۲۵۵
- جو جائداد اولاد پر وقف کی گئی ہے اس کی آمدنی صرف صلبی اولاد پر تقسیم کی جائے گی ۲۵۵
- وقف علی الاولاد کی آمدنی کے مصارف ۲۵۶
- جس جائداد کی آمدنی کا کسی کے لیے وعدہ کیا ہو اس کو وقف کرنا ۲۵۶
- اولاد پر وقف کرنے میں کسی کی حق تلفی ہو تو واقف گنہ گار ہوگا یا نہیں؟ ۲۵۷
- وقف علی الاولاد میں ایک بیٹے کے لیے تمام آمدنی مقرر کرنا ۲۵۷
- ایک بیٹے کے نام وقف کرنا، دوسرے کو محروم رکھنا ۲۵۸

Maktaba Tul Ishaat.com

- وقف علی الاولاد میں بعض ورثاء کو محروم رکھنا ۲۵۹
- وقف علی الاولاد میں کسی کا حصہ کم اور کسی کا حصہ زیادہ مقرر کرنا ۲۵۹
- بیوی کو محروم کرنے کی غرض سے مرض موت میں اپنی کل جائداد اولاد پر وقف کرنا ۲۶۰
- اولاد پر وقف کی ہوئی جائداد بیوی کے دین مہر میں نیلام ہوسکتی ہے یا نہیں؟ ۲۶۱
- واقف کی بیوی اپنا مہر موقوفہ جائداد سے وصول کرسکتی ہے یا نہیں؟ ۲۶۲
- واقف کے لڑکے کی بیوی اپنا مہر موقوفہ جائداد کی آمدنی سے وصول کرسکتی ہے یا نہیں؟ ۲۶۲
- مرض موت میں اولاد پر کتابیں وقف کرنا ۲۶۳
- اولاد پر وقف کی ہوئی جائداد میں وراثت جاری نہیں ہوتی ۲۶۴
- رشتے دار یا وارث کو متولی بنانا ضروری نہیں ۲۶۴

وقف کے متفرق مسائل

- موقوفہ جائداد کو دست برد سے بچانا مسلمانوں کا دینی فریضہ ہے ۲۶۶
- قرآن مجید اور کتابیں وقف کرنے کا ثواب ۲۶۷
- وقف کا ثواب واقف ہی کو پہنچتا ہے ۲۶۸
- باپ کی وفات کے بعد باپ کی خرید کردہ کتابیں بیٹے نے وقف کیں تو ثواب کس کو ملے گا؟ ۲۶۸
- دَین مہر کے عوض شوہر کی جائداد پر قبضہ کرکے اسے وقف کرنا ۲۶۹
- وقف کے نگراں کا وقف کی جگہ سے دینی تعلیم دینے والے کو بے دخل کرنا ۲۶۹
- ملازمین اوقاف کو تعطیلات کی تنخواہ دینا، اور وظیفہ مقرر کرنا ۲۶۹
- وقف کی آمدنی سے متولی کو تنخواہ دینا ۲۷۰
- اگر سرکار موقوفہ زمین کو جبراً لے کر اس کی قیمت دے تو کیا کرنا چاہیے؟ ۲۷۰
- مسافر خانے کے لیے وقف کی ہوئی جگہ میں یتیم خانہ تعمیر کرنا ۲۷۱
- مریض کا آمدنیٔ وقف سے خرچ لینا ۲۷۱

Maktaba Tul Ishaat.com

- موقوفہ اشیاء کو خریدنے والا جو چاہے تصرف کرسکتا ہے ۲۷۲
- متبرک مقامات وقف ہیں یا مملوک؟ ۲۷۲
- موقوفہ جائداد پر ناجائز قبضہ ختم کرانے کے لیے عدالت سے رجوع کرنا ۲۷۲

احکام مسجد

مسجد اور اس کی زمین سے متعلق مسائل

- اپنے شہر کی مسجد کے لیے وقف کرنا زیادہ ثواب کا باعث ہے ۲۷۴
- مسجد شرعی کے لیے زمین کا وقف ہونا ضروری ہے ۲۷۴
- مسجد ہونے کے لیے مکان کا وقف ہونا ضروری ہے ۲۷۵
- مسجد کے ارادے سے خریدی ہوئی زمین مسجد بنانے یا وقف کرنے سے پہلے مسجد نہیں ہوتی ۲۷۵
- کسی جگہ کو نماز کے لیے خاص کردے مگر مسجد کا ارادہ نہ کرے تو کیا حکم ہے؟ ۲۷۶
- کسی زمین پر مسجد بنانے کے بعد اس کو وقف کرنا ضروری نہیں بلکہ وہ خود بخود وقف ہوجاتی ہے ۲۷۷
- کسی زمین میں مسجد بنا کر نماز پڑھ لینے سے وہ زمین مسجد ہوجاتی ہے ۲۷۷
- کسی جگہ تعمیر مسجد کے لیے بنیاد کھدوا کر اس کو بھروانا مسجد ہونے کے لیے کافی ہے ۲۷۹
- مسجد اللہ کی ملک ہوتی ہے بانی کی نہیں ۲۸۰
- مسجد کبیر کی تعریف ۲۸۰
- مسجد پر مسجد کے احکام کب لاگو ہوتے ہیں ۲۸۱
- مسجد تعمیر ہونے کے باوجود ''مسجد شرعی'' نہ ہونے کی ایک صورت ۲۸۱
- مسجد کے احاطے میں بنا ہوا مسافر خانہ بھی وقف ہوتا ہے ۲۸۲
- زمین کرائے پر لے کر اٹھارہ بیس سال کے لیے مسجد بنانا ۲۸۲
- مسجد کی تعمیر کچھ باقی رہ جائے تو وہ وقف ہے یا نہیں؟ ۲۸۲

Maktaba Tul Ishaat.com

- سرکار سے قیمۃً یا عاریۃً لی ہوئی زمین پر مسجد بنانے کا حکم ۲۸۳
- کوئی مکان مسجد کے واسطے اس شرط پر وقف کرنا کہ ”فلاں شخص اپنے روپے سے مسجد تعمیر کرادے“ ۲۸۵
- کمپنی کے ساتھ شرطیہ معاہدہ پر مسجد بنانا ۲۸۶
- جس زمین میں کاشت کار کا حق ہے مالک اس کو مسجد کے لیے وقف کرسکتا ہے ۲۸۷
- عاریت کی زمین میں بنائی ہوئی مسجد کا حکم ۲۸۸
- طویل مدت کے لیے کرایے پر لی ہوئی زمین میں مسجد بنانے کا حکم ۲۸۸
- دُکان کے اوپر مسجد تعمیر کرا کے وقف کردے تو کیا حکم ہے؟ ۲۸۹
- غصب کردہ زمین کو وقف کرنا اور مسجد بنانا ۲۹۰
- مسجد کی زمین غصب کرنا ۲۹۰
- مغصوبہ زمین اور قبرستان میں تعمیر مسجد اور نماز کا حکم ۲۹۲
- اجارہ پر لی ہوئی زمین میں مسجد بنانے کا حکم ۲۹۲
- جو زمین دائمی پٹے پر لے رکھی ہے اس کو وقف کرنا اور مسجد بنانا ۲۹۳
- ایک مکان کے متعلق دو وقف نامے لکھے تو دوسرا وقف نامہ معتبر نہیں ہوگا ۲۹۳
- غلطی سے سرکاری نالی کی جگہ مسجد کے صحن میں آجائے تو کیا حکم ہے؟ ۲۹۴
- سرکاری سڑک کو مسجد میں شامل کرلی تو کیا حکم ہے؟ ۲۹۵
- مسجد پر انگریز حکومت قبضہ کرلے تو کیا حکم ہے؟ ۲۹۵
- مسجد کے نام خرید کردہ زمین کے درمیان گلی ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟ ۲۹۵
- گھر کے صحن میں جو چبوترا نماز کے لیے خاص کردیا گیا ہے اس کا حکم ۲۹۶
- گھر کے کونے میں بنائی گئی مسجد کا شرعی حکم ۲۹۶
- گھر کے جس چبوترے پر گھر کے لوگ نماز پڑھتے تھے وہ شرعی مسجد نہیں ۲۹۶
- بالائی منزل کو مسجد بنانے سے نیچے والی منزل بھی مسجد ہوجاتی ہے ۲۹۷

Maktaba Tul Ishaat.com

- گھر میں مسجد بنائی مگر اس کا راستہ الگ نہیں کیا ۲۹۷
- باہمی رضامندی سے مشترکہ زمین کو مسجد بنانے کے بعد اس سے رجوع کرنا اور ملکیت کا دعوی کرنا صحیح نہیں ۲۹۸
- مشترک زمین کو مسجد بنانے کے بعد کوئی شریک بیچ نہیں سکتا ۲۹۸
- بعض شرکاء نے مشترکہ زمین مسجد یا مدرسے کے لیے وقف کردی، یہ وقف جائز ہے یا نہیں؟ ۲۹۹
- بعض حصہ داروں کی اجازت کے بغیر مشترکہ زمین میں مسجد بنانا ۲۹۹
- مالک زمین کی اجازت کے بغیر بنائی ہوئی مسجد کا حکم ۲۹۹
- ایک شریک نے مشترک زمین میں مسجد بنالی بعد میں دیگر شرکاء نے اجازت دے دی؛ تو کیا حکم ہے؟ ۳۰۱
- بلا اجازت کسی کی زمین کو مسجد میں شامل کرنا ۳۰۱
- شرکاء کی اجازت کے بغیر مشترک درخت فروخت کرکے ان کی قیمت سے مسجد بنانا.... ۳۰۲
- مشترکہ زمین میں شرکاء کی اجازت کے بغیر مسجد بنانا ۳۰۳
- اکثر شرکاء کی اجازت سے مشترک زمین میں تعمیر شدہ مسجد کا حکم ۳۰۳
- مسجد سے متصل مکان کو جبرًا مسجد میں شامل کرنا ۳۰۴
- خاص راستے کو مسجد میں شامل کرنا ۳۰۴
- کمپنی کے منیجر کی اجازت سے بنائی ہوئی مسجد کا حکم ۳۰۶
- مقبوضہ زمین میں مسجد بنانا ۳۰۶
- کسی کی زمین میں زبردستی مسجد بنانا ۳۰۷
- مالکوں کی رضامندی کے بغیر ان کے کنویں کو مسجد میں شامل کرنا ۳۰۷
- دوسری مسجد بنانا کب درست ہے؟ ۳۰۸
- مسجد منہدم ہوجائے تو دوسری جگہ نئی مسجد بنانا کیسا ہے؟ ۳۰۹

Maktaba Tul Ishaat.com

- غیر آباد علاقے کی مسجد کو محفوظ کر کے نئی مسجد بنانا ۳۱۰
- بہ ضرورت دوسری مسجد بنا کر پہلی مسجد کو عیدگاہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟ ۳۱۰
- نئی تعمیر کے وقت پرانی مسجد کی جگہ قصداً چھوڑ دینا ۳۱۱
- محلے والے پرانی مسجد توڑ کر نئی مسجد بنا سکتے ہیں ۳۱۱
- اجنبی شخص بہ غرض توسیع، مسجد کو گرا کر از سرِ نو تعمیر کرا سکتا ہے یا نہیں؟ ۳۱۱
- مسجد کی توسیع کے درمیان کسی بزرگ کا مزار نکل آئے تو کیا کرنا چاہیے؟ ۳۱۲
- جو زمین مسجد میں داخل ہو چکی ہے اس کو مسجد سے خارج نہیں کر سکتے ۳۱۲
- ویران مسجد کی حفاظت کرنا مسلمانوں کا دینی فریضہ ہے ۳۱۳
- مسجد کی قدیم بناء میں تبدیلی کرنا ۳۱۴
- بغیر ثبوت کے مسجد کی زمین پر ملکیت کا دعویٰ کرنا ۳۱۴
- مسجد کے بارے میں تکیہ داروں کا دعوئے ملکیت باطل ہے ۳۱۵
- بانی کی اولاد کا مسجد میں ملکیت کا دعویٰ کرنا باطل ہے ۳۱۵
- مساجد اور مدارس موقوفہ کسی کی ذاتی ملکیت نہیں ۳۱۵
- عورت نے اپنا مکان مسجد کے نام وقف کر دیا تو اس میں اس کی اولاد کا حصہ ہوگا یا نہیں؟ ۳۱۶
- مسجد کی زمین کو دوبارہ ملک میں لانے کی کوئی صورت نہیں ۳۱۶
- نئی مسجد بنا کر پرانی مسجد کو مدرسہ بنانا ۳۱۷
- مسجد کی زائد پڑی ہوئی زمین میں مدرسہ بنانا ۳۱۷
- مسجد کی حدود میں واقع مدرسے کا حکم ۳۱۸
- مسجد کو ویران کر کے قبرستان بنانا جائز نہیں ۳۱۸
- مسجد کی جگہ مسافر خانہ اور مسافر خانے کی جگہ مسجد بنانا ۳۱۹
- احاطۂ مسجد کے ایک کونے سے دوسرے کونے میں مسجد کو منتقل کرنا ۳۲۰

Maktaba Tul Ishaat.com

- مسجد یا کسی وقف کو بیچنا جائز نہیں ۳۲۰
- مسجد کو دوسری جگہ منتقل کرنا درست نہیں ۳۲۱
- معاوضہ لے کر مسجد کی زمین میونسپلٹی کو دینا ۳۲۳
- جن مساجد کا حال معلوم نہیں ان کو دوسری جگہ منتقل کرنا جائز نہیں ۳۲۴
- بدبو کی وجہ سے مسجد کا تبادلہ کرنا ۳۲۴
- تمام نمازیوں کے اتفاق سے مسجد کو دوسری جگہ منتقل کرنا ۳۲۵
- مسجد کے بدلے میں دوسری زمین لینا درست نہیں ۳۲۵
- جس جگہ کو وقف کر کے مسجد بنا دیا وہ ہمیشہ کے لیے مسجد ہوگئی ۳۲۶
- راستہ کی پریشانی کی وجہ سے مسجد کو منتقل کرنا ۳۲۷
- جس مسجد کا رُخ ٹھیک قبلہ کی جانب نہ ہو اس کا تبادلہ جائز نہیں ۳۲۷
- برائے نماز بنائے ہوئے کوٹھے کا تبادلہ درست نہیں ۳۲۸
- وقتی طور پر بنائی ہوئی مسجد میں زراعت کرنا درست ہے ۳۲۸
- مسجد کو شہید کرنے اور اس کام سے روکنے والوں کا حکم ۳۲۸
- مسجد ویران ہونے کے بعد بھی اس کا احترام لازم ہے ۳۲۹
- مسجد کی بے حرمتی کا اندیشہ ہو تو اسے احاطہ کر کے محفوظ کر دیا جائے ۳۳۰
- سیلاب کی زد میں منہدم شدہ مسجد کی جگہ گھر بنانا ۳۳۱
- مسجد کے اندرونی و بیرونی حصے کا حکم ۳۳۱
- مسجد کے صحن میں حوض بنانا ۳۳۲
- مسجد کے صحن کا حکم ۳۳۲
- مسجد کے صحن کا حکم بانی کی نیت پر موقوف ہے ۳۳۳
- مسجد کے صحن میں وضوخانے کی نالی بنانا کیسا ہے؟ ۳۳۳

Maktaba Tul Ishaat.com

- ذاتی مکان کے صحن میں جو مسجد بنائی گئی ہے وہ ویران ہوجائے تو کیا کرے؟ ۳۳۴
- گندے پانی کی نالی پر مسجد کا صحن بنانا ۳۳۵
- مسجد کے نیچے یا اوپر دُکانیں اور مکانات بنانا ۳۳۵
- مسجد کی پرانی جگہ میں وضو کی نالی یا راستہ بنانا ۳۳۷
- مسجد کے غسل خانوں کی زمین سرکاری سڑک میں دینا ۳۳۷
- اہل محلّہ کا مسجد کے فرش پر برآمدہ بنانا ۳۳۷
- مسجد کی زمین میں کمرہ بنانا ۳۳۸
- مسجد کے پڑوسی کا مسجد کی دیواروں پر کڑیاں اور گاڈر رکھنا ۳۳۹
- کسی شخص کا مسجد کی دیوار پر اپنے مکان کی دیوار بنانا ۳۴۰
- مسجد کی دیوار اور پشتے پر اپنی دیوار بنانا درست نہیں ۳۴۱
- مسجد کی دیوار میں پڑوسی کی شرکت صحیح نہیں ۳۴۱
- مسجد کی چھت پر اپنا گھریلو سامان رکھنا درست نہیں ۳۴۱
- مسجد کی زمین میں تصرف کرنے والے کا حکم ۳۴۲
- کسی شخص کا مسجد کے کنویں کا نصف حصہ اپنے مکان میں شامل کرکے اس کا کرایہ دینا ۳۴۲
- کرائے پر دیا ہوا مکان مسجد بنانے کے لیے خریدنا ۳۴۳
- مسجد کی زمین میں بنائے ہوئے قبرستان کو برابر کرکے مسجد میں داخل کرنا ۳۴۴
- مسجد کے نیچے دُکانیں اور اوپر مسجد بنانا ۳۴۵
- مسجد کے نیچے نئی دکانیں بنانا درست نہیں ۳۴۷
- مسجد کے ضروری اخراجات کے لیے مسجد کے نیچے دکانیں بنانا ۳۴۷
- مسجد کی تعمیر ثانی کے وقت مسجد کے نیچے دکانیں بنانا جائز نہیں ۳۴۸
- مسجد کے نیچے گودام، پاخانہ، غسل خانہ وغیرہ بنانا درست نہیں ۳۵۰

Maktaba Tul Ishaat.com

- مسجد کے کمرے کو دُکان میں شامل کرنا جائز ہے ۳۵۲
- مسجد کے دالان کو تیل کا گودام بنا کر کرائے پر دینا ۳۵۲
- مصالحِ مسجد کے لیے مسجد میں تہہ خانہ وغیرہ بنانا درست ہے ۳۵۲
- گاؤں والوں کا امام کو مسجد ہبہ کرنا صحیح نہیں ۳۵۴
- مسجد کے لیے زمین وقف کرنے کے بعد اپنی بیٹی کو ہبہ کرنا ۳۵۵
- مسجد کی جگہ قیمۃً یا مفت کسی کو دینا جائز نہیں ۳۵۵
- مسلمانوں کا مسجد سے دست بردار ہونا جائز نہیں ۳۵۵
- مسجد کو شہید کر کے اس کی جگہ بازار یا عمارت بنانا درست نہیں ۳۵۶
- مسجد کو شہید کر کے کارخانہ بنانا ۳۵۷
- مسجد کو شہید کر کے امام کے لیے کمرہ بنانا ۳۵۸
- مسجد کو شہید کر کے سڑک میں شامل کرنا ۳۵۸
- مسجد کی زمین میں ''اکھاڑا'' بنانا ۳۵۸
- مسجد کی زمین پر مکان بنا کر اسے کرائے پر دینا جائز نہیں ۳۵۹
- مسجد کے احاطے میں کرائے پر دینے کے لیے مکان بنانا ۳۶۰
- امام کا مسجد کی زمین میں اپنی رہائش کے لیے مکان بنانا ۳۶۰
- کیا نئی مسجد بنا کر پرانی مسجد کو گھر بنانا جائز ہے؟ ۳۶۱
- مسجد کی زمین کو امام باڑا، یا تعزیہ گاہ بنالینا جائز نہیں ۳۶۱
- مسجد کے اوپر کچہری کرنا شرعًا درست نہیں ۳۶۲
- مسجد کے نچلے حصے میں اپنی قبر بنانا جائز نہیں ۳۶۲
- مسجد کے احاطے میں مردے دفن کرنا ۳۶۲
- مسجد اور اس کی زمین سے ناجائز فائدہ حاصل کرنا ۳۶۳

Maktaba Tul Ishaat.com

- مسجد کا کوئی حصہ مندر یا تعزیہ گاہ کی گذرگاہ کے لیے چھوڑنا ۳۶۳
- مسجد کی زمین پولیس چوکی بنانے کے لیے کرائے پر دینا ۳۶۴
- مسجد کے کسی حصے کو کرائے پر دینا ۳۶۴
- مسجد کی افتادہ زمین فروخت کرنا ۳۶۵
- کسی کی ضرورت کی وجہ سے مسجد کی زمین فروخت کرنا ۳۶۵
- جس جگہ مسجد کے آثار ہوں اس کو بیچ سکتے ہیں یا نہیں؟ ۳۶۶
- ویران مسجد یا اس کی موقوفہ زمین فروخت کرنا ۳۶۶
- مسجد کی موقوفہ زمین کے معاوضے میں ملی ہوئی زمین کو بیچنے کا حکم ۳۶۷
- مسلمانوں کی آبادی نہ ہونے کی وجہ سے مسجد کو فروخت کرکے دوسری مسجد بنانا ۳۶۷
- مسجد کو فروخت کرنے والے کا شرعی حکم ۳۶۸
- مسجد کے لیے وقف شدہ کمرے کا دروازہ صحن مسجد میں کھولنا درست ہے ۳۶۸
- مسجد کی افتادہ زمین میں اسکول بنانا ۳۶۹
- استطاعت کے باوجود مسجد آباد نہ کرنا ۳۶۹
- مسجد ہونے کے لیے چھت اور منارہ ضروری نہیں ۳۶۹
- جو زمین تعمیر کے بعد احاطۂ مسجد سے باہر رہ گئی اس کو فروخت کرنا ۳۷۰
- مسجد کے موقوفہ مکان کی حفاظت ضروری ہے ۳۷۱
- مسجد کی زمین میں مہاجن کے تصرفات کا حکم ۳۷۱
- مسجد کو توڑ کر میونسپلٹی کے خرچ سے دوسری جگہ مسجد بنانا ۳۷۲
- جنازہ گاہ کی تعمیر کے لیے جمع کی ہوئی اینٹوں سے مسجد کے صحن کا فرش بنانا ۳۷۲
- قبروں کی اینٹوں سے بنائی ہوئی مسجد کا حکم ۳۷۳
- مسجد سے علاحدہ چبوترے پر نماز پڑھنے کا حکم ۳۷۳
- متولی کی اجازت کے بغیر مسجد کی مرمت کرنا ۳۷۳

Maktaba Tul Ishaat.com

- تعمیر ثانی کے وقت مسجد کی بچی ہوئی جگہ میں کمرہ بنانا ۳۷۴
- مسجد کے غسل خانے کی کڑی مسجد کی دیوار پر رکھنا ۳۷۴
- مسجد کے وضوخانے کو مسجد کی دُکان میں شامل کرنا ۳۷۵
- فاحشہ عورت کی وقف کی ہوئی مسجد گرا کر اپنے تصرف میں لانا ۳۷۵

اوقافِ مسجد سے متعلق مسائل

- تین مسجدوں کے لیے ایک مکان ۳۷۶
- مسجد سے متعلق زمین میں دوسری مسجد بنانا ۳۷۷
- مسجد کی موقوفہ زمین میں تعمیر کردہ عمارتیں بھی وقف ہیں ۳۷۷
- نمازیوں کے بیٹھنے کے لیے مسجد سے متصل جو مکان بنایا گیا ہے وہ مسجد کے حکم میں نہیں ۳۷۸
- مسجد کے لیے مسجد سے متصل جگہ میں کمرہ بنانا ۳۷۹
- مسجد کے کمروں کو مسجد میں شامل کرنا ۳۸۰
- مسجد کے اوقاف کو بیچنا جائز نہیں ۳۸۱
- مسجد کے اوقاف کو فروخت کرنا ۳۸۲
- مسجد کی فاضل آمدنی سے مدرسہ کھولنا یا دوسری مسجد میں خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ۳۸۲
- مسجد کی تعمیر کے لیے مسجد کے نام وقف کردہ زمین کو فروخت کرنا ۳۸۳
- مسجد کے وقف شدہ کھیت کو بیچ کر دوسری جائداد خریدنا ۳۸۳
- مسجد کے موقوفہ مکان کو فروخت کر کے اس کی قیمت مسجد میں لگانا ۳۸۴
- مسجد کی موقوفہ جائداد بیچ کر اس کی قیمت مسجد کی آراستگی میں صرف کرنا ۳۸۴
- موقوفہ اراضی کو فروخت کر کے مسجد کا قرض ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ۳۸۵
- مسجد کو حجرہ میں تبدیل کر کے طلبہ پر وقف کرنا یا کرایہ پر دینا ۳۸۵
- مسجد کے شکستہ مکان کی زمین کسی کو کرائے پر دینا ۳۸۶
- مسجد کے نیچے جو کمرہ ہے اس کو کرائے پر دینا ۳۸۶

Maktaba Tul Ishaat.com

- مسجد کے موقوفہ مکان کو رہن رکھنا جائز نہیں ۳۸۷
- مذکورہ صورتوں میں موقوفہ جائداد کا استبدال جائز ہے ۳۸۷
- مسجد کے لیے وقف شدہ جائداد کو ہبہ کرنا ۳۸۹
- آدھا مکان مسجد کے لیے اور آدھا مدرسے کے لیے وصیت کرنے کا حکم ۳۸۹
- واقف وقف کردہ مکان کے بجائے اس کی قیمت دے سکتا ہے یا نہیں؟ ۳۸۹
- مسجد کے اوقاف کو سڑک میں شامل کرنے کا حکم ۳۹۰
- مسجد کے اوقاف کی آمدنی سے اوقاف سے متعلق مقدمات کے مصارف ادا کرنا درست ہے ۳۹۰
- مسجد کی موقوفہ زمین میں مُردے دفنانے کا کسی کو حق نہیں ۳۹۱
- مسجد کے اوقاف میں جانور باندھنے والے پر جرمانہ عائد کرنا ۳۹۱
- مسجد کے موقوفہ مکان یا درخت کو فروخت کرکے اس کی قیمت امام باڑا پر صرف کرنا ۳۹۱
- مسجد کے نام وقف شدہ برتنوں کو فروخت کرکے زمین خریدنا ۳۹۲
- مسجد کی اشیاء موقوفہ کو امام یا کسی اور کا اپنے گھر میں استعمال کرنا ۳۹۲
- قرآن کی تعلیم کے بہانے مسجد کے اوقاف سے ذاتی نفع اٹھانا ۳۹۲
- مسجد کی موقوفہ زمین کا کوئی حصہ اپنے مکان میں شامل کرنا اور اس کے بدلے میں دوسری زمین دینا ۳۹۳
- واقف نے جو شرط لگائی ہے اس پر عمل کرنا ضروری ہے ۳۹۴
- مسجد میں شامل کرنے کے لیے جو مکان وقف کردیا اس میں وارثوں کا کچھ حق نہیں... ۳۹۴
- مسجد کے اوقاف پر قبضہ کرنا جائز نہیں ۳۹۴
- ملکیت کا دعویٰ کرنے والوں کے قبضے سے مسجد کے موقوفہ مکان کو نکالنا ضروری ہے ... ۳۹۵
- مسجد کے موقوفہ مکان میں مدرسہ بنانا ۳۹۶
- جامع مسجد کی موقوفہ جائداد میں اسی کی آمدنی سے مدرسہ جاری کرنا ۳۹۶
- مسجد کو ضرورت نہ ہو تو اس کے اوقاف کی آمدنی کہاں صرف کی جائے؟ ۳۹۸
- وقف کی آمدنی مسجد کی ضرورت میں صرف کرنا ۳۹۸

Maktaba Tul Ishaat.com

- ایک مسجد کے اوقاف کی آمدنی دوسری مسجد میں صرف کرنا ۳۹۸
- ایک مسجد کے اوقاف کی آمدنی سے دوسری مسجد کے مکانات وغیرہ کی مرمت کرنا ۳۹۹
- مسجد کے اوقاف کی آمدنی کوڈول، رسّی اور حمام کے مصارف میں صرف کرنا ۴۰۰
- ایک مسجد کے نام موقوفہ جائداد کی آمدنی دوسرے کارِ خیر میں صرف کرنا ۴۰۱
- مسجد کے اوقاف کی آمدنی سے مسجد کے احاطے میں باغ لگانا ۴۰۱
- مسجد کے اوقاف کی آمدنی سے سرکاری ٹیکس ادا کرنا اور ملازمین کو پنشن دینا ۴۰۲
- مسجد کے اوقاف کی آمدنی لاوارث کی تجہیز وتکفین یا مزار پر صرف کرنا ۴۰۳
- مسجد کے اوقاف کی آمدنی سے امام ومؤذن کو تنخواہ دینا ۴۰۳
- مسجد کی موقوفہ زمین جو امام کے نام پر درج ہے اس کی آمدنی کس کا حق ہے؟ ۴۰۴
- نیلام شدہ تکیہ؛ مسجد کی رقم سے مسجد کے نام چھڑایا تو وہ کس کی ملک ہے؟ ۴۰۴
- تکیہ کے شکستہ کمروں کی اینٹ مسجد میں لگانا ۴۰۴
- مسجد کی حدود یا مسجد کے اوقاف میں دکان بنانا ۴۰۵
- مسجد کی حدود یا مسجد کے صحن میں دُکانیں بنانا جائز نہیں ۴۰۶
- حدودِ مسجد کے باہر دکانیں یا کمرے بنا کر ان کا کرایہ مسجد میں صرف کرنا درست ہے ... ۴۰۸
- مسجد کی دُکان ناجائز چیزوں کی تجارت کرنے والے کو کرائے پر دینا ۴۰۸
- مسجد کی موقوفہ دکانوں کی آمدنی سے مسافروں اور عالموں کی خدمت کرنا اور رمضان المبارک کی افطاری میں صرف کرنا ۴۰۸
- ایک مسجد کی دکانوں کی آمدنی دوسری مسجد کی تعمیر، خانقاہ یا مکاتب میں صرف کرنا ۴۰۹
- مسجد کی دکانوں کی آمدنی سے افطاری اور تراویح میں ختم قرآن پر شیرینی تقسیم کرنا ۴۰۹
- مسجد کی دکانوں کی آمدنی باغ کی آرائش میں لگانا ۴۱۰
- جس مسجد کے نیچے دکانیں ہوں اس میں نماز پڑھنے سے مسجد کا ثواب ملے گا یا نہیں؟ ... ۴۱۱
- مسجد کی موقوفہ دکانوں سے کفار کا قبضہ ہٹانے کے بعد ان کو دوسرے مصارف کے لیے وقف کرنا ۴۱۱

Maktaba Tul Ishaat.com

- مسجد کے درخت کس کی ملکیت ہیں؟ ۴۱۲
- مسجد کے احاطے میں اُگنے والے درخت کس کی ملکیت ہیں؟ ۴۱۲
- مسجد کے اطراف میں لگے ہوئے پھل دار درختوں کا حکم ۴۱۳
- مسجد کے پھل دار درختوں کے پھلوں کا حکم ۴۱۴
- مسجد کی موقوفہ زمین کے درختوں کو فروخت کرنا درست نہیں ۴۱۴
- جس درخت کو مسجد کے لیے وقف کردیا اس کی لکڑی کو اپنے تصرف میں لانا ۴۱۵
- مسجد کے احاطے سے درخت کٹوا کر اس جگہ دکانیں بنوانا جائز ہے ۴۱۵
- مسجد کے درختوں سے فائدہ اٹھانے کی ایک صورت ۴۱۶
- تعزیہ کی گذرگاہ کے لیے مسجد کے درختوں کی پھیلی ہوئی شاخیں کاٹنا ۴۱۶

مسجد کی تولیت کے احکام

- مسجد کی تولیت سے متعلق چند سوالات اور ان کے جوابات ۴۱۸
- مسجد کا متولی اور مدرسے کا مہتمم کیسا ہونا چاہیے؟ ۴۱۸
- مسجد کی تعمیر ومرمت اور نظم ونسق کا اختیار کس کو ہے؟ ۴۱۹
- بانی اور واقف میں سے مسجد کی تولیت کا حق دار کون ہے؟ ۴۲۱
- بانیٔ مسجد کی اولاد کے ہوتے ہوئے دوسرا شخص متولی ہوسکتا ہے یا نہیں؟ ۴۲۱
- غیر مسلم بھی مسجد کا متولی ہوسکتا ہے ۴۲۱
- خائن وفاسق اور بدکار شخص مسجد کا متولی اور رکن نہیں ہوسکتا ۴۲۲
- جھوٹے اور نماز کی پابندی نہ کرنے والوں کو مسجد کی کمیٹی کا ممبر ومنتظم بنانا درست نہیں . . ۴۲۲
- بدزبان متولی؛ تولیت کے لائق نہیں ۴۲۳
- سودخوار مسلمان مسجد کا متولی ہوسکتا ہے یا نہیں؟ ۴۲۳
- مسجد وغیرہ کے لیے کتنے متولی ہونے چاہئیں؟ ۴۲۴
- انگریزوں سے اظہار محبت کرنے والے کو مسجد کا متولی بنانا ۴۲۴

Maktaba Tul Ishaat.com

- مسجد کے منتظمین کا طرز عمل کیسا ہونا چاہیے؟ ۴۲۵
- مسجد کے متولیوں اور قوم کو باہمی اتفاق سے کام کرنا چاہیے ۴۲۵
- قاضی شہر کا مسجد کی تولیت کا دعویٰ کرنا ——— کمیٹی ہونے کی صورت میں متولی کی ضرورت نہیں ۴۲۶
- بعض واقفین نے نئی مسجد بنالی تو قدیم مسجد میں ان کی تولیت باقی ہے یا نہیں؟ ۴۲۷
- جو شخص اپنی زمین میں مسجد بنائے اس کو تولیت سے خارج کرنے کا کسی کو حق نہیں ۴۲۷
- چندہ کر کے مسجد بنانے والا مسجد کا بانی اور واقف نہیں ۴۲۸
- متولی کو مسجد کے گرانے کا اختیار کب ہوتا ہے؟ چندے سے بنی ہوئی مسجد کا متولی کون ہوگا؟ ۴۲۸
- جو مسجد سنی اور شیعہ دونوں کے استعمال میں ہو وہ کس کے انتظام میں رہے گی؟ ۴۲۹
- مسجد کے موقوفہ مکان میں متولی کا بلا کرایہ رہائش اختیار کرنا ۴۳۰
- مسجد کا کچھ حصہ متولی اپنے مکان میں شامل کرلے تو کیا حکم ہے؟ ۴۳۰
- متولی کا مسجد کے احاطے میں مکان بنانا ۴۳۱
- متولی کا مسجد کی گھڑی اپنے ذاتی استعمال میں لانا ۴۳۱
- متولی کو مسجد کی چیزیں اپنے استعمال میں لانا ۴۳۱
- متولی: مسجد کی رقم بطور قرض لے سکتا ہے یا نہیں؟ ۴۳۲
- متولیوں کا اوقاف مسجد کی آمدنی سے کھانا بنا کر خود کھانا اور قوم کو کھلانا ۴۳۲
- متولی کے ذمے مسجد کی جو واجب الاداء رقم ہے اس کو معاف کرنے یا کرانے کا کسی کو حق نہیں ۴۳۳
- مسجد کی دکانوں کی آمدنی سے مسجد کی ضروریات پوری نہ کرنے والے متولی کا حکم ۴۳۳
- متولی کو مسجد کی دکان کا کرایہ کم کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ۴۳۴
- متولی مصلحۃً مسجد کی دکان کم کرایہ ادا کرنے والے کو دے سکتا ہے ۴۳۴
- متولی: مسجد کا موقوفہ مکان فروخت کردے تو کیا حکم ہے؟ ۴۳۵
- متولی بوقت ضرورت ایک مسجد کی آمدنی دوسری مسجد میں صرف کرسکتا ہے یا نہیں؟ ۴۳۶
- متولی مسجد کی موقوفہ جائداد کی آمدنی میں سے کچھ رقم کسی کو دے سکتا ہے یا نہیں؟ ۴۳۷

Maktaba Tul Ishaat.com

- موجودہ متولی کی رائے پر عمل کرنا ضروری ہے ۴۳۷
- مسجد کی کمیٹی کا مسجد کی زمین میں مدرسہ بنانے سے روکنا ۴۳۸
- متولی محلے والوں کو مسجد کی تعمیر سے نہیں روک سکتا ۴۳۸
- چند لوگوں کا مسجد کے متولی سے حساب طلب کرنا ۴۳۹
- مسجد کے متولی سے خیانت کی رقم وصول کرنا ۴۳۹

مسجد کی آمدنی اور اس کے مصارف کا بیان

- مسجد کی آمدنی اور مصارف کے چند احکام ۴۴۰
- مسجد کا روپیہ مسجد ہی میں صرف کرنا چاہیے ۴۴۲
- اگر کسی نے مسجد کے لیے یہ کہہ کر روپیہ دیا کہ بہتر مصرف میں صرف کیا جائے تو وہ روپیہ کہاں صرف کرنا چاہیے؟ ۴۴۳
- مسجد کی آمدنی سے نمازیوں کو افطاری کھلانا یا رمضان میں ختم قرآن پر شیرینی تقسیم کرنا ۴۴۳
- ایک وقف کی آمدنی دوسرے وقف میں صرف کرنا ۴۴۴
- ایک مسجد کی رقم دوسری مسجد میں صرف کرنا ۴۴۶
- ایک مسجد کے لیے جو چندہ کیا گیا اس کو دوسری مسجد میں صرف کرنا ۴۴۷
- ایک مسجد کی نہایت زائد آمدنی کو دوسری مسجد یا مدرسہ میں بوقت ضرورت صرف کرنا ... ۴۴۷
- مسجد کی آمدنی سے امام و مؤذن اور مفتی و واعظ وغیرہ کو تنخواہ دینا ۴۴۸
- مسجد کا مال فروخت کر کے اس کی قیمت امام کو دینا ۴۴۸
- کیا مسجد کے مال سے مسجد کے لیے تجارت کرنا جائز ہے؟ ۴۴۹
- مسجد کے روپے سے اپنا کاروبار کرنا ۴۴۹
- مسجد کے مال کو جلسہ کی روشنی وغیرہ میں خرچ کرنا ۴۵۰
- نمازیوں کے سامان کی حفاظت کے لیے مسجد کی آمدنی سے دربان مقرر کرنا ۴۵۱
- مسجد کی آمدنی سے وعظ و تذکیر وغیرہ کے لیے کسی عالم کو مقرر کرنا ۴۵۱

Maktaba Tul Ishaat.com

- مسجد کا مال تعزیہ داری اور سویم وغیرہ میں خرچ کرنا جائز نہیں ۴۵۳
- مسجد کی آمدنی سے مسجد میں نقش ونگار کرنا ۴۵۴
- وقف کی آمدنی پانی گرم کرنے میں صرف کرنا ۴۵۴
- مسجد کی رقم سے اخبارات ورسائل خریدنا ۴۵۵
- اوقاف مسجد کی نالشات کے مصارف مسجد برداشت کرسکتی ہے یا نہیں؟ ۴۵۵
- مسجد کا مال: مسجد کے مقدمہ میں صرف کرنا شرعًا جائز ہے یا نہیں؟ ۴۵۵
- مسجد کی آمدنی سے مسجد کی رہن شدہ اراضی کو چھڑانا ۴۵۶
- مسجد کی مرمت کے لیے جو روپیہ دیا گیا ہے اس کو مسجد کے دیگر کاموں میں صرف کرنا.. ۴۵۶
- مسجد کی رقم سے خریدی ہوئی دکان کا حکم ۴۵۷
- مسجد کا مال جو دوسرے وقف پر خرچ کیا گیا، مسجد کو واپس کرنا ضروری ہے ۴۵۷
- مسجد کے روپے سے مسجد کے لیے مکان خریدنا ۴۵۸
- مساجد کی زائد آمدنی اسلام کی اشاعت اور فتنوں کے ختم کرنے میں صرف کرنا ۴۵۸
- اوقاف مساجد کی آمدنی نوائب مسلمین محاربات اور امداد میں صرف کرنا ۴۶۰
- مسجد کی فاضل آمدنی بچوں کی تعلیم یا تبلیغ میں صرف کرنا ۴۶۲
- مسجد کی بچی ہوئی رقم سے کنواں تیار کرانا ۴۶۳
- روشنی کے لیے مسجد کی زائد آمدنی سے جنریٹر کا انتظام کرنا ۴۶۳
- مسجد کی زائد آمدنی سے مدرسہ بنانا ۴۶۴
- مسجد کی فاضل آمدنی سے دینی مدرسہ قائم کرنا ۴۶۴
- مسجد کی آمدنی سے مسجد کے مدرسے کا قرض ادا کرنا ۴۶۶
- مسجد کا روپیہ مدرسے میں خرچ کرنا ۴۶۶
- مسجد کے روپے سے مسجد سے متعلق مدرسے کی مرمت کرنا ۴۶۷
- مسجد کا روپیہ امام کو بطور قرض دینا ۴۶۸
- مسجد کا روپیہ کسی باعزت مسلمان کو قرض حسنہ کے طور پر دینا ۴۶۹

Maktaba Tul Ishaat.com

- مسجد کی رقم سے عام لوگوں کے فائدے کے لیے رسّی، ڈول وغیرہ خریدنا ۴۶۹
- مسجد میں نل نصب کرنے کی غرض سے دی گئی رقم سے مسجد میں دکان بنانا ۴۶۹
- مسجد کی رقم خورد برد کرنا ۴۷۰
- مسجد کی آمدنی میں زکوٰۃ واجب نہیں ۴۷۰
- مسجد کی رقم خائن سے وصول کرکے امانت دار شخص کے پاس رکھنا ۴۷۰
- امانت دار ہندو کے پاس مسجد کا خزانہ رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ ۴۷۱
- ایک شخص نے مسجد کی تعمیر کے لیے جو روپیہ رکھ چھوڑا ہے اس کو مدرسہ کی تعمیر میں صرف کرنا ۴۷۱

مسجد کی اشیاء اور بوسیدہ چیزوں کا بیان

- امام کا مسجد کے قرآن اٹھا کر رکھ دینا —— اور زائد قرآن مدارس میں دینا یا فروخت کرکے ان کی قیمت مسجد میں لگانا ۴۷۳
- مسجد کے نام وقف کی ہوئی کتابیں مدرسے کو دینا ۴۷۴
- مسجد اور اس کے سامان سے متعلق چند احکام ۴۷۴
- آباد مسجد کا سامان دوسری مسجد میں لے جانا درست نہیں ۴۷۵
- ایک مسجد کی چٹائی وغیرہ اٹھا کر دوسری مسجد میں لے جانا ۴۷۶
- ایک مسجد کی جانمازیں دوسری مسجد میں دینا ۴۷۶
- مسجد کی صفیں و دیگر سامان عیدگاہ میں لے جانا اور استعمال کرنا ۴۷۷
- ایک مسجد کا زائد سامان دوسری مسجد میں دے سکتے ہیں یا نہیں؟ ۴۷۸
- ایک مسجد کا سامان دوسری مسجد میں دینا کب درست ہے؟ ۴۷۹
- مسجد کے ردّی سامان کا حکم ۴۷۹
- مسجد کے پرانے سامان کا حکم ۴۸۰
- مسجد کی پرانی اشیاء کو مدرسہ میں لگانا درست نہیں ۴۸۰
- ایک مسجد کی شہتیر دوسری مسجد میں لگانا ۴۸۰

Maktaba Tul Ishaat.com

- مسجد کی کڑیوں وغیرہ کوفروخت کرکے نئی خریدنا ۴۸۱
- مسجد کی بوسیدہ کڑیاں فروخت کرکے ان کی رقم مسجد میں لگانا درست ہے ۴۸۱
- مسجد کی پرانی کڑیاں اور شہتیر وغیرہ خرید کر اپنے گھر میں لگانا درست ہے ۴۸۲
- مسجد کے پرانے پنکھے، یا بوریے دوسری مسجد میں یا مدرسے میں لگانا ۴۸۳
- ایک مسجد کے لوٹے اور بوریے بہ وقت ضرورت دوسری مسجد میں عاریت کے طور پر دینا ۴۸۳
- ایک مسجد کے ضرورت سے زائد لوٹے اور صفیں دوسری مسجد میں منتقل کرنا ۴۸۳
- مسجد کی تعمیر سے بچے ہوئے سامان کا حکم ۴۸۴
- مسجد کو توڑنے کے بعد اس کی چھت اور دیواروں کی مٹی راستے میں ڈالنا ۴۸۴
- مسجد کی ضرورت سے زائد چیزوں کو خریدنا، بیچنا اور نیلام کرنا ۴۸۵
- مسجد کی چیزوں کو استعمال کرنا اور ان میں ناجائز تصرف کرنا ۴۸۵
- کسی خاص کام کے لیے دیا ہوا روپیہ دوسرے مصرف میں صرف کرنا ۴۸۵
- کیا امام؛ مسجد کی اشیاء اپنے کام میں لاسکتا ہے؟ ۴۸۶
- مسجد کے محافظ کو مسجد کی اشیاء کا ذاتی استعمال درست نہیں ۴۸۶
- مسجد کے ڈول اور رسّی سے پانی بھر کر گھر میں لے جانا کیسا ہے؟ ۴۸۶
- مسجد کے زائد تیل کو بیچ کر امام کی تنخواہ دینا جائز ہے ۴۸۷
- مسجد کا ٹین دوسری جگہ منتقل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ۴۸۷
- مسجد کی اشیاء فروخت کرنے کا حق کس کو ہے؟ ۴۸۷
- مسجد کے ملبے کو فروخت کرکے اس کی قیمت اسی مسجد میں لگانا درست ہے ۴۸۸
- مسجد کے برآمدے اور حجرے کے ملبے کو فروخت کرکے مسجد کو پختہ بنانا ۴۸۸
- جو مسجد دریا برد ہوگئی اس کے سامان کو کہاں صرف کیا جائے؟ ۴۸۹
- دریا برد ہونے والی مسجد کی لکڑی اور اینٹیں استعمال کرنا ۴۹۰
- منہدم مسجد کا سامان دوسری مسجد میں منتقل کرنا ۴۹۰
- منہدم مسجد کی تعمیر ضروری ہے یا نہیں؟ ۴۹۱

Maktaba Tul Ishaat.com

- مسجد کے شکستہ جھاڑ واور بوسیدہ فرش فروخت کرنا ۴۹۲
- مسجد کی بچی ہوئی اینٹ سے مدرسہ بنانا ۴۹۲
- مسجد کی اینٹوں اور کڑیوں کا حکم ۴۹۲
- مسجد کی اینٹیں اپنے مکان میں لگانا اور مسجد کی زمین پر قبضہ کرنا ۴۹۳
- مسجد کی تعمیر کے لیے تیار کی ہوئی اینٹوں کو بیچنے کا حکم ۴۹۳
- شکستہ مسجد کی اینٹوں اور سامان کا حکم ۴۹۴
- مسجد کے زائد از ضرورت سامان کے چند احکام ۴۹۶
- ویران مسجد کی اینٹیں دوسری مسجد میں لگانا درست ہے ۴۹۷
- خاص صورت میں مسجد کی اینٹیں مدرسے میں لگانا جائز ہے ۴۹۷
- واقف کی غرض کے خلاف اینٹوں کو لگانا ۴۹۸
- مسجد کے پتھر مکان میں لگانا ۴۹۸
- مسجد کے پتھر امام باڑے میں لگانا ۴۹۹
- مسجد کی ضرورت سے زائد موم بتیاں فروخت کرنا ۴۹۹

مسجد کے چندہ سے متعلق مسائل

- جو لوگ مسجد کے لیے چندہ دے چکے وہ اس کے مالک رہے یا نہیں؟ ۵۰۰
- بیٹے کی شادی کے موقع پر مسجد میں جو رقم دی اس کا ثواب ملے گا یا نہیں؟ ۵۰۰
- مسجد کے لیے جبرًا چندہ وصول کرنا ۵۰۱
- چندہ کر کے پختہ مسجد کو از سر نو تعمیر کرنا ۵۰۲
- دو مسجدوں کا چندہ یک جا اکٹھا کرنا ۵۰۲
- مسجد کے چندے میں بیس روپے کا وعدہ کر کے پانچ روپے دینا ۵۰۲
- جو رقم ایک مسجد کے پمپ کے لیے جمع کی گئی ہے اس کو دوسری مسجد کی ضرورت میں صرف کرنا ۵۰۳
- مسجد کی دیوار کے لیے جمع کیا ہوا چندہ مسجد کے غسل خانے اور حمام میں لگانا ۵۰۳

Maktaba Tul Ishaat.com

- مسجد کے دروازوں کے لیے جو روپیہ دیا گیا ہے اس کو مناروں پر خرچ کرنا ۵۰۴
- جدید مسجد کی تعمیر کے لیے جو چندہ جمع کیا گیا ہے اس کو جامع مسجد کی مرمت میں صرف کرنا ۵۰۴
- مسجد کے لیے روپے دینے کا ارادہ کرنے کے بعد مسجد کے بجائے کنویں میں لگانا ۵۰۵
- ایک مسجد کا چندہ دوسری مسجد کی دکان کی مرمت میں لگانا ۵۰۵
- مسجد کی تعمیر کے لیے کیا ہوا چندہ فقراء کو دینا ۵۰۵
- مسجد کے لیے باراتیوں کی دی ہوئی رقم قبرستان میں صرف کرنا ۵۰۶
- مسجد کا چندہ دوسرے کاموں میں صرف کرنا ۵۰۶
- مسجد کا چندہ؛ خیرات، نیاز، اور مدارس وغیرہ میں دینا ۵۰۶
- مسجد میں چندہ دینے والا اپنی رقم واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟ ۵۰۷
- امام کا مسجد کے چندے میں سے کچھ رقم اپنے ذاتی خرچ میں صرف کرنا ۵۰۷
- مسجد میں جو رقم دی گئی اس کا حق دار کون ہے؟ ۵۰۸
- کافر نے مسجد میں جو صدقہ دیا ہے اس کا شرعی حکم ۵۰۸
- مسجد کے پھلوں کی نیلامی —— اور مشرک کے چندہ کا حکم ۵۰۸
- انجمن کی آمدنی مسجد کی تعمیر میں صرف کرنا ۵۰۹
- مسجد کے واسطے وقف کیا ہوا روپیہ واپس لینا ۵۰۹
- عصری تعلیم یافتہ حضرات سے مسجد کے لیے چندہ لینا ۵۰۹
- غرباء کے لیے جمع کیا ہوا چندہ مسجد میں لگانا ۵۱۰

مسجد میں نامناسب مال صرف کرنے کا بیان

- اپنے اور مشترک مال سے بنائی ہوئی مسجد کا حکم ۵۱۱
- حج کے لیے جمع کیے ہوئے روپیوں سے مسجد بنانا ۵۱۱
- صدقۂ فطر و دیگر صدقات واجبہ کی رقم مدرسے کی تعمیر میں لگانا ۵۱۲
- قربانی اور عقیقہ کے چمڑوں کی قیمت اور دیگر صدقات واجبہ کو مسجد میں صرف کرنا ۵۱۲
- زکوۃ کا روپیہ مسجد کی تعمیر میں لگانا ۵۱۳

Maktaba Tul Ishaat.com

- چرم قربانی کا روپیہ مسجد میں لگانا ۵۱۳
- چرم قربانی کی رقم مسجد کی ضروریات میں خرچ کرنا ۵۱۳
- گورنمنٹ کے روپیوں سے مسجد کی مرمت کرانا ۵۱۴
- فوجی سرمائے سے بنائی ہوئی مسجد کا حکم ۵۱۴
- جو جائداد کسی پیر کے نام پر وقف کی گئی ہے اس کی آمدنی مسجد یا مدرسے میں خرچ کرسکتے ہیں یا نہیں؟ ۵۱۵
- ریاء اور فخر کے طور پر دیا ہوا روپیہ مسجد میں لگانا ۵۱۵
- بے نمازی یا کافر کی بنائی ہوئی مسجد کا حکم ۵۱۶
- مزاروں کی آمدنی سے مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں؟ ۵۱۶
- بیمار کے ہاتھ پر باندھا ہوا اور نذر کا روپیہ مسجد میں لگانا ۵۱۶
- قصابوں کا؛ ذبیحہ کی اجرت مسجد اور قبرستان میں دینا ۵۱۷
- قرض لے کر مسجد بنوانے کا حکم ۵۱۷
- جرمانے کا روپیہ مسجد میں لگانے کا حکم ۵۱۷
- نکاح خوانی کی اجرت مسجد میں دینا ۵۱۷
- بائسکوپ اور سرکس کی آمدنی سے مسجد کی مرمت کرنا ۵۱۸
- کسی پر بدفعلی کا شبہ ہو تو اس کا پیسہ مسجد میں لگانا کیسا ہے؟ ۵۱۸
- جھاڑو دینے والے مسلمان کا روپیہ مسجد میں لگانا ۵۱۹
- دنگل کے ٹکٹ سے حاصل ہونے والا روپیہ مسجد میں لگانا ۵۱۹
- شورہ کی آمدنی کا روپیہ مسجد میں لگانا کیسا ہے؟ ۵۲۰
- ہڈی کی تجارت کے روپے سے تعمیر کرائی ہوئی مسجد میں نماز صحیح ہے ۵۲۰
- ہندو اور مسلمان کا مخلوط چندہ مسجد میں لگانا ۵۲۱
- حرام آمدنی سے خریدی ہوئی اشیاء مسجد میں دینا مکروہ ہے ۵۲۱
- مخلوط اور مشتبہ مال کا مسجد میں لگانا درست نہیں ۵۲۲

Maktaba Tul Ishaat.com

- حلال وحرام آمدنی والے شخص کی بنائی ہوئی مسجد میں نماز پڑھنا ۵۲۲
- حلال روپے سے مسجد کو دوبارہ تعمیر کرنے سے سابقہ خباثت دور ہوجاتی ہے ۵۲۳
- مخلوط آمدنی والے کا یہ اقرار کرنا کہ ”میں نے حلال مال سے چندہ دیا ہے“ معتبر ہے یا نہیں؟ ۵۲۴
- حرام کمائی والے کا روپیہ مسجد کے چندے میں مخلوط ہوگیا ہو تو کیا حکم ہے؟ ۵۲۵
- حرام آمدنی سے خریدی ہوئی جائداد کو کارِ خیر میں صرف کرنا ۵۲۵
- مسجد کے غسل خانے ونالی وغیرہ میں حرام مال لگانے کا حکم ۵۲۵
- سود کے روپیوں سے بنائی ہوئی مسجد میں نماز ادا کرنا ۵۲۶
- سودخوار کے چندے سے مسجد میں ٹین ڈالنا ۵۲۶
- سودی قرض لے کر کاروبار کرنے والوں سے پتھر خرید کر مسجد میں لگانا ۵۲۶
- بینک سے سود لے کر مسجد کے لیے جائداد خریدنا ۵۲۷
- رہن کے عوض یا سود پر قرض لے کر مسجد کی مرمت کرانے کا حکم ۵۲۷
- مسجد کی تعمیر میں سود کا روپیہ لگانے کا حکم ۵۲۷
- شراب کی آمدنی سے مسجد تعمیر کرنا ۵۲۸
- جو شخص شراب کا ٹھیکہ لیتا ہے اس کا مسجد کے واسطے اینٹیں دینا ۵۳۰
- جو شخص خنزیر وغیرہ کا ٹھیکہ لیتا ہے اس کے روپیہ سے مسجد کا شامیانہ بنانا ۵۳۰
- سرکاری چوری کا سامان مسجد میں لگانا ۵۳۱
- جرمانے کا روپیہ مسجد میں لگانا درست نہیں ۵۳۲
- شراب فروش نے جس مسجد کی تعمیر ناتمام چھوڑ دی تھی اس کے انتقال کے بعد اس کے ورثاء کا مسجد کے لیے اس کو ہبہ کرنا ۵۳۳
- طوائف کا اپنی جائداد مسجد کے لیے وقف کرنا ۵۳۴
- طوائف کے مال سے مسجد بنانا ۵۳۴
- طوائف کا مال مسجد اور دیگر کارِ خیر میں لگانا ۵۳۵
- طوائف کا اپنی کمائی سے مکان خرید کر مسجد کی ضروریات کے لیے وقف کرنا ۵۳۵

Maktaba Tul Ishaat.com

- طوائف کی بنائی ہوئی مسجد کا حکم ۵۳۶
- زنا کی آمدنی سے حاصل کردہ جائداد وزیورات کو مسجد کے لیے وقف کرنا ۵۳۸
- زنا کی آمدنی سے تعمیر کی ہوئی مساجد میں نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ ۵۳۸
- زنا کی آمدنی سے ادا کیا ہوا کرایہ مسجد میں صرف کرنا ۵۳۹
- ہیجڑے کی آمدنی مسجد یا عیدگاہ میں لگانا ۵۴۰
- ہندو یا بھنگی چمار کا مال مسجد میں لگانا درست ہے ۵۴۰
- مسجد میں لگے ہوئے مال کا غیر طیب ہونا گواہوں سے ثابت نہیں ہوسکتا ۵۴۰
- مندر کا چندہ مسجد میں صرف کرنا ۵۴۱
- مسجد کے کبوتروں کو بیچ کر ان کی قیمت مسجد میں صرف کرنا ۵۴۱
- دباغت کے بغیر مردار کے چمڑے کی خرید وفروخت کرنا اور اس تجارت سے جو نفع ہو اس کو مسجد یا عیدگاہ میں صرف کرنا ۵۴۱
- دوسروں کی اینٹیں بلا اجازت مسجد میں لگانا جائز نہیں ۵۴۲

Maktaba Tul Ishaat.com

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم أما بعد :

''فتاویٰ دارالعلوم دیوبند'' کی بارہ (۱۲) جلدیں ایک مدت سے شائع ہورہی ہیں؛ جن میں ''کتاب الطھارۃ'' سے'' کتاب اللقطۃ ''تک کے مسائل ہیں، کتاب اللقطہ سے آگے ترتیب کا کام کافی دنوں سے موقوف تھا، اب حضرت اقدس مولانا بدرالدین اجمل صاحب رکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند دامت برکاتہم کی تحریک اور مؤقر اراکین مجلس شوریٰ کی تجویز کی بناپر کتاب اللقطہ سے آگے ترتیب فتاویٰ کا کام دوبارہ شروع کیا گیا ہے، جس کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

سب سے پہلے حضرت مولانا بدرالدین اجمل صاحب دامت برکاتہم کے دل میں یہ داعیہ پیدا ہوا کہ دارالعلوم دیوبند کے فتاوی کا ڈیڑھ سوسالہ ذخیرہ جوسیکڑوں کی تعداد میں بڑے بڑے رجسٹروں میں محفوظ ہوتے ہوئے بھی غیر محفوظ ہے کیونکہ کاغذ بوسیدہ ہوچکے ہیں اور آپس میں ایسے چپک گئے ہیں کہ کھول کر پڑھنا مشکل ہوتا ہے، مزید پھٹ جانے کا قوی اندیشہ ہے، اس لیے جدید ٹکنالوجی کی سہولت سے انھیں کمپیوٹر اور سیڈیز کے ذریعہ محفوظ کرلیا جائے، اور انٹرنیٹ کے ذریعہ ان کی افادیت کو عام کرنے کی کوشش کی جائے ——— موصوف نے اپنی یہ تجویز جن حضراتِ اکابر کے سامنے رکھی انھوں نے ہمت شکنی نہیں کی بلکہ یہ کہا کہ بھائی! اتنا بڑا کام کیسے کروگے؟ یہ تو بہت نازک، دیرطلب اور بہت ہی احتیاط والا کام ہے۔

بالآخر حضرت مولانا بدرالدین اجمل صاحب نے شعبۂ کمپیوٹر کے ذمہ دار مولانا عبدالسلام صاحب قاسمی اور ان کے شعبہ سے متعلق دیگر حضرات کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا اور ان سے تعاون کی اپیل کی، چونکہ یہ ان کا فن تھا اس لیے وہ حضرات مولانا کی تجویز کو بہت جلد سمجھ گئے اور فوراً ہر قسم کے تعاون کے لیے مستعد ہوگئے ——— بعدہٗ مولانا عبدالسلام صاحب قاسمی نے قلیل مدت میں دو مجموعے نمونے کے طور پر تیار کرائے، حضرت مولانا بدرالدین اجمل صاحب نے جب یہ نمونے مجلس شوری میں

Maktaba Tul Ishaat.com

پیش فرمائے تو مجلس شوری نے اتنے بڑے منصوبے کی اجازت دیدی۔

(ماخوذ از ''میرے مرشد میرے شیخ'' ص:۱۲۸-۱۳۲)

پھر حضرت مولانا غلام رسول خاموشؔ صاحب کار گذار مہتمم دارالعلوم دیوبند دامت برکاتہم کی زیر سرپرستی اور مولانا عبدالسلام صاحب قاسمی کی زیر نگرانی دو مفتیوں نے حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب قدس سرہ کے تمام فتاویٰ پر قدیم رجسٹروں میں ابواب فقہیہ کے کوڈ لگائے، پھر مولانا عبدالسلام صاحب قاسمی نے ابواب فقہیہ کے کوڈ کے ساتھ تمام فتاویٰ کی کمپیوٹر کتابت اور اس کی تصحیح اپنی نگرانی میں کرائی، پھر جن ابواب پر ہمیں کام کرنا تھا ان کو ابواب فقہیہ کی ترتیب کے مطابق کتابت شدہ فتاویٰ کمپیوٹر سے نکال کر ہمارے حوالے کیے گئے۔

پھر ہم نے ان فتاوی کا بغور مطالعہ کیا، جو فتاویٰ مکرر یا ناقص تھے ان کو حذف کر دیا اور قابل اشاعت فتاویٰ کا انتخاب کیا، پھر منتخب کردہ فتاوی کی قدیم رجسٹروں سے ملا کر دوبارہ تصحیح کی تا کہ کوئی غلطی باقی نہ رہ جائے، اور مفتی صاحب نے اپنے فتاوی میں جو حوالے درج فرمائے تھے ان کو اصل مراجع سے ملا کر دیکھا، جو اغلاط تھیں ان کی تصحیح کی اور موجودہ ایڈیشنوں کے مطابق باب اور فصل وغیرہ کی تفصیل کے ساتھ حاشیہ میں حوالے درج کیے، کیونکہ مفتی صاحب کے فتاویٰ میں قدیم ایڈیشنوں کے مطابق حوالے درج تھے، اور اکثر جگہ صرف عربی عبارتیں تھیں کسی کتاب یا باب کا حوالہ نہیں تھا، اسی طرح اکثر احادیث شریفہ اور آیات کریمہ مفتی صاحب کے فتاویٰ میں بغیر حوالے کے درج تھیں ان کے حوالے بھی حاشیہ میں درج کیے، اور جو احادیث ناقص تھیں ان کو مکمل حاشیہ میں نقل کر دیا تا کہ اہل علم کو کوئی دشواری پیش نہ آئے۔

ان تمام دشوار ترین مراحل کو طے کرنے کے بعد منتخب کردہ فتاویٰ کو ابواب وفصول پر مرتب کیا، اور جہاں ضرورت محسوس کی گئی وہاں حاشیہ میں حوالے نقل کیے، نیز عناوین اور علامات ترقیم سے فتاوی کو مزین کیا، اور جو فتاویٰ فارسی یا عربی زبان میں تھے ان کا اردو میں ترجمہ کیا، اور غیر معروف الفاظ کی بین القوسین یا حاشیہ میں مختصر وضاحت کی، تا کہ عام قارئین بھی مفتی صاحب کے فتاویٰ سے بھرپور استفادہ کر سکیں۔

نیز ہر سوال کے اخیر میں بین القوسین نمبر سلسلہ اور ہجری سنہ درج کر دیا تا کہ فتاویٰ کی اشاعت کے بعد کوئی ضرورت پیش آئے تو قدیم رجسٹروں میں اس فتوے کو آسانی سے دیکھا جا سکے، اس سے پہلے مولانا عبدالخالق صاحب سنبھلی اور احقر نے شائع شدہ فتاویٰ کی بعض جلدوں پر ضمیمے لکھے تھے، اس وقت بعض فتاوی کو قدیم رجسٹروں سے ملانے کی ضرورت پیش آئی تو تلاشِ بسیار کے بعد وہ فتاوی ہمیں قدیم

Maktaba Tul Ishaat.com

رجسٹروں میں ملے، آئندہ کسی کو ایسی دشواری پیش نہ آئے اس لیے ہم نے ہر سوال کے اخیر میں نمبر سلسلہ ہجری سنہ کے ساتھ درج کر دیا ہے۔

یہ تمام کام احقر نے مفتی مصطفیٰ امین پالن پوری اور مفتی محمد مبین حیدرآبادی کے تعاون سے انجام دیے، اس کے بعد احقر نے منتخب کردہ تمام فتاوی کو خوب غور سے دیکھا، جس فتوے میں احقر کو تردد ہوا اس کو قدیم رجسٹروں سے ملا کر دیکھا تاکہ کوئی فروگذاشت باقی نہ رہ جائے، الغرض احقر نے اور احقر کے دونوں معاونین نے فتاوی کی اس جلد کی تصحیح اور اس کو خوب سے خوب تر بنانے کی پوری کوشش کی ہے، اس کے باوجود اگر کسی صاحب کو کوئی غلطی نظر آئے تو ہمیں آگاہ فرمائیں، تاکہ اگلے ایڈیشن میں اس کی اصلاح کی جاسکے۔ لیکن یہ بات یاد رکھیں کہ جن جدید ایڈیشنوں کے حوالے ہم نے حاشیہ میں درج کیے ہیں ان میں بعض جگہ اغلاط ہیں، ہم نے قدیم نسخوں اور اصل مراجع سے ملا کر کئی جگہ عبارتوں کی تصحیح کی ہے۔

جب فتاوی کی یہ جلد تیار ہوگئی تو برادر محترم حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری شیخ الحدیث وصدر المدرسین دارالعلوم دیوبند دامت برکاتہم کی خدمت میں اس کو پیش کیا جو ترتیب فتاوی کی علمی سرپرستی فرمارہے ہیں، موصوف نے پوری جلد کو بہت غور سے از اوّل تا آخر دیکھا، موصوف کے ملاحظہ اور تصویب کے بعد اس جلد کو شائع کیا جارہا ہے۔

اخیر میں ہم تمام اراکین شوریٰ خصوصًا حضرت اقدس مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند اور حضرت مولانا بدرالدین اجمل صاحب دامت برکاتہم کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ ان حضرات کی مساعی جمیلہ سے ترتیب فتاوی کا کام دوبارہ شروع ہوا —— نیز حضرت مولانا غلام رسول صاحب خاموش کارگذار مہتمم دارالعلوم دیوبند اور حضرت مولانا عبدالخالق صاحب مدراسی نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند کے بھی ہم شکرگذار ہیں کہ ترتیب فتاوی کے کاموں میں جب کوئی انتظامی دشواری پیش آئی تو ان حضرات نے اس کو دور کرنے کی بھرپور کوشش فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمروں میں برکت عطا فرمائیں اور ان کے سایۂ عاطفت میں اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں! آمین یارب العالمین!

محمد امین پالن پوری غفرلہٗ

استاذ حدیث وفقہ دارالعلوم دیوبند

۲۰/ ذی الحجہ ۱۴۲۹ھ بروز جمعہ

Maktaba Tul Ishaat.com

آگاہی

اس جلد میں جن کتابوں کے حوالے بار بار آئے ہیں وہ درج ذیل کتب خانوں کی مطبوعات ہیں

اسمائے کتب	مطبوعہ
صحاح ستہ	مکتبہ بلال دیوبند
موطین	مکتبہ بلال دیوبند
شرح معانی الآثار	مکتبہ بلال دیوبند
مشکوٰۃ شریف	کتب خانہ نعیمیہ دیوبند
ہدایہ	الامین کتابستان دیوبند
فتاوی شامی	دارالکتاب دیوبند
فتاوی ہندیہ	دارالکتاب دیوبند
بدائع الصنائع	دارالکتاب دیوبند
شرح وقایہ	دارالکتاب دیوبند
حلبی کبیری	دارالکتاب دیوبند
طحطاوی علی مراقی الفلاح	دارالکتاب دیوبند
البحر الرائق	زکریا بک ڈپو دیوبند

Maktaba Tul Ishaat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الشرکۃ والقسمۃ

شرکت اور بٹوارہ کا بیان

سوداگری میں مردوں کے ساتھ عورتوں کی شرکت درست ہے

سوال: (۱) شراکت اناث کی ذکور کے ساتھ معاملہ سوداگری میں جائز ہے یا نہیں؟ (۷۶۵/۱۳۳۸ھ)

الجواب: درست ہے۔(۱)

مشترک کاروبار کی آمدنی میں دونوں شریکوں کا حصہ برابر ہے

سوال: (۲) دو شخص دست کار، دکان دار، مشترک ہیں؛ ایک شخص کسی اور جگہ جا کر کام کرتا ہے، ایک گھر پر کام کرتا رہتا ہے، اس کی آمدنی میں جو گھر پر رہتا ہے کس قدر حصہ ہوگا؟ (۶۸۵/۱۳۳۴ھ)

الجواب: دونوں کا حصہ برابر ہے(۲) فقط

---

(۱) أما الشرائط العامّة: فأنواعٌ منها أهلية الوكالة (بدائع ۵/۷۷ شرائط الشركة) وفيه فی بيان شرائط الوكالة: وأما الذي يرجع إلى الوكيل فهو أن يكون عاقلا (بدائع ۵/۱۶ كتاب الوكالة)

(۲) وحكمها الشركة في الربح (الدرالمختار مع الرد ۶/۳۷۰ كتاب الشركة، مطلبٌ: شركة العقد)

Maktaba Tul Ishaat.com

مشترک کاروبار میں کوئی ٹھیکہ ایک کے نام سے ہوتب بھی دوسرا نصف نفع کا مستحق ہوگا

سوال: (۳) زید اور بکر نے شرکت میں کاروبار شروع کر دیا، اور نصف نصف دونوں کا مقرر ہوا لیکن کچھ ٹھیکہ ایسا ہوا کہ اس کا اقرار صرف بکر کے نام سے ہوا تھا، اور زید نے بکر کا اعتبار کر کے اس کے نام ٹھیکہ پختہ کرا دیا تھا، اور زید و بکر کا باہم یہی اقرار تھا کہ منافعہ نصف نصف دونوں کا ہوگا؛ لیکن بکر نصف منافعہ ٹھیکہ مذکور کا زید کو دینے سے انکار کرتا ہے؛ شرعًا زید اس منافعہ کا حقدار ہوسکتا ہے یا نہیں؟ (۱۲۰۷/۱۳۴۰ھ)

الجواب: اس صورت میں زید شرعا نصف نفع کا مستحق ہے(۱) فقط

کوئی شریک کام نہ کرے اور نفع برابر لے تب بھی شرکت درست ہے

سوال: (۴) زید کے سو(۱۰۰) روپے ہیں اور بکر کے بیس، دونوں نے کہا: فلاں تجارت کریں جو نفع یا نقصان ہو وہ نصفا نصف ہوگا، اور زید نے کہا کہ میں اس تجارت میں کوئی کام نہ کروں گا، یہ معاملہ شرعًا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲۲۴/۱۳۳۹ھ)

الجواب: یہ صورت شرکت کی درست ہے کما فی عامة کتب الفقه (۲) فقط

مشترک تجارت میں کم کام کرنے والے کا نفع کتنا ہوگا؟ اور وہ اپنے نفع میں سے زیادہ کام کرنے والے کو کچھ دے سکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۵) زید، عمر، بکر تینوں نے مل کر تجارت شروع کی، زید نے پچیس ہزار روپے عمر اور بکر کو

---

(۱) وحكمها الشركة فى الربح (الدر المختار مع الردّ ۳۷۰/۶ كتاب الشركة ، مطلبٌ : شركة العقد)

(۲) قوله : ومع التفاضل فى المال دون الربح أى بأن يكون لأحد هما الف وللآخر ألفان مثلا واشترطا التساوى فى الربح، قلت : والظاهر أن هذا محمولٌ على ما إذا كان العمل مشروطا على أحدهما (رد المحتار ۳۷۷/۶ كتاب الشركة ، مطلبٌ : فى توقيت الشركة روايتان)

Maktaba Tul Ishaat.com

بہ شرط ذیل دیے کہ تم دونوں تجارت کرو اور جو منافعہ یا نقصان تجارت میں ہو وہ چہار حصہ میں تقسیم ہوگا، دو حصے زید کے، اور ایک حصہ عمر اور ایک بکر کا ـــــ تجارت کے وقت عمر اور بکر میں اس بات کی کچھ شرط نہیں ہوئی تھی کہ دونوں کام تجارت کا برابر کریں گے یا کم وبیش، عمر نے پورے تین سال تجارت میں کام کیا اور بکر نے تین سال میں صرف سات ماہ کام کیا تو بکر پوری چوتھائی پانے کا مستحق ہے یا نہیں؟ اگر بکر اپنے حصہ میں سے عمر کو کچھ دے تو درست ہے یا نہیں؟ مگر بکر کی اپنے تمام منافع میں یہ نیت ہے کہ میرے حصہ میں جس قدر منافعہ حاصل ہوگا اس میں سے علاوہ حوائج ضروری کے کل روپیہ مکہ معظّمہ جا کر خرچ کروں گا تو اس صورت میں بکر، عمر کو اپنے روپے میں سے دے سکتا ہے یا نہیں؟ فقط (۱۶۱۰/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اس صورت میں بکر پورا چوتھائی حصہ پانے کا مستحق ہے، لیکن اگر وہ اپنی رضا سے عمر کو اپنے حصے میں سے کچھ دے دے تو درست ہے، اور اس نیت کی وجہ سے کہ مکہ معظّمہ جا کر روپیہ خرچ کروں گا وہ مال بکر کی ملک سے خارج نہیں ہوا، بکر جو چاہے تصرف کرسکتا ہے اور جس کو چاہے دے سکتا ہے(۱) فقط

مالک مشین کے ساتھ سلائی کے کام میں شرکت کرنا

سوال: (۶) ابوخان نے کپڑا سینے کی مشین سنگر کمپنی سے ایک سو ستر روپے میں اُدھار خریدی، پانچ روپے ماہواری کے حساب سے، ۹۰ روپے خریدار نے کمپنی کو دے دیے باقی اس سے ادا نہ ہو سکے؛ کیوں کہ کام آنا بند ہوگیا، مجبوراً اس نے ایک مہاجن کے پاس ۵۵ روپے میں مشین گروی رکھی، زید اور عمر نے اس سے کہا کہ اگر تم اس بات پر راضی ہو جاؤ کہ کام کپڑا سینے کا ہم تم سب مل کر کریں گے لیکن آمدنی میں سے چھ آنہ فی روپیہ مزدوری کا ہم دونوں کو دیا کرو تو ہم ۵۵ روپے دے کر مشین چھڑا لاویں، وہ راضی ہوگیا۔ زید اور عمر نے روپے دے کر مشین چھڑالی، اور ابوخان نے ان کے روپے کی ادائیگی کا ایک سال کا وعدہ کیا اور یہ شرط کی کہ اگر ایک سال میں روپیہ ادا نہ کروں تو مشین زید اور عمر کی ملک سمجھی جاوے، اب ہر سہ اشخاص مل کر کام کپڑا سینے کا کرتے ہیں، اور فی روپیہ چھ آنہ حسب اقرار مزدوری میں سے زید اور عمر لیتے

(۱) لکن هذا مقيدٌ بأن يشترطا الأكثر للعامل منهما أو لأكثرهما عملا أما لو شرطاه للقاعد أو لأقلهما عملا فلايجوز (رد المحتار ۶/۳۷۷ كتاب الشركة ، مطلبٌ : في توقيت الشركة روايتان)

Maktaba Tul Ishaat.com

ہیں؛ یہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ (۶۷۶/۱۳۴۰ھ)

الجواب: اس طرح شرکت کرنا درست ہے کہ مشین ایک شخص کی ہو، پھر وہ مالک مشین، اور دوسرے لوگ اس سے کام سلائی کا کریں، اور نفع میں حسب قرارداد سب شریک ہوں، البتہ یہ امور جو اس میں شرط کیے گئے ہیں کہ ہم مشین اس شرط پر چھڑاتے ہیں الخ یا یہ کہ بعد ایک سال کے اگر روپیہ ادا نہ کیا تو وہ مشین تمہاری ہے؛ یہ شروط باطلہ ہیں ایسا نہ کرنا چاہیے، اور ان شرطوں کی وجہ سے اصل معاملہ بھی خراب ہو جاتا ہے؛ لہٰذا ان شرطوں کو حذف کر دینا چاہیے(۱)

شرکت میں خریدی ہوئی جائداد کا حکم

سوال: (۷) عمرو زید نے ایک جائداد مشترک خریدی، زید ہر طرح سے وسعت مالی رکھتا ہے، اور عمر مفلس و نادار ہے، زرِ ثمن جائداد زید نے دیا، بعد انتقال زید، وارثانِ زید جائداد مذکورہ بالا میں سے حصہ نصف جائداد عمر سے لینا چاہتے ہیں، عمر کہتا ہے کہ زید بیشک میرا شریک تھا، زرِ ثمن میں نے ہی دیا ہے تمہارا کچھ حق اس جائداد میں نہیں ہے، اور وارثان زید کہتے ہیں کہ اگر روپیہ ہمارے مورث نے نہیں دیا ہے تو ہم وہ زرِ ثمن اب دیتے ہیں ہم کو نصف جائداد دو، اور مورث کے انتقال سے اس وقت تک جو منافعہ ہوا ہے وہ تم ہم کو دو، بموجب حکم شرع حق پر کون ہے؟ (۲۸۹/۱۳۳۵ھ)

الجواب: جب زید و عمر دونوں مشتری جائداد مذکور کے ہیں تو دونوں شریک نصف نصف کے ہیں، اور ان کے بعد ان کے ورثہ قائم مقام ان کے ہیں، لہٰذا زید کے ورثہ کا قول اور مطالبہ شرعاً صحیح اور حق ہے، فی رد المحتار: قوله: ولزمه نصف الثمن: بناء على أن مطلق الشركة يقتضي التسوية الخ (۲) فقط واللہ اعلم

---

(۱) خياطٌ وتلميذٌ اشتركا في الخياطة على أن يقطع الأستاذ الثياب ويخيط التلميذ والأجر بينهما نصفان ..... ينبغي أن تصح هذه الشركة (فتاوى هندية ۳۳۱/۲ قبيل الباب الخامس في الشركة الفاسدة) وفيه: الشركة تبطل ببعض الشروط الفاسدة (هندية ۳۳۵/۲)

(۲) الشامي: ۳۹۶/۶ كتاب الشركة ـ فصلٌ في الشركة الفاسدة .

Maktaba Tul Ishaat.com

شرکت کا روپیہ اگر کم وبیش ہو تو نفع اور نقصان کس طرح تقسیم کیا جائے؟

سوال: (۸) دو شخص شریک تجارت ہیں ایک بوجہ عدیم الفرصتی کے شریک کار نہ ہوتے ہوئے دوگنا روپیہ دے دیتا ہے، دوسرا شخص ایک حصہ روپیہ اور ایک حصہ کے عوض تجارت کے کاروبار کا ذمہ دار ہوتا ہے، ایسی صورت میں اگر خسارہ رہے تو شرعًا کیا حکم ہوگا؟ (۲۲۹۹/۱۳۴۱ھ)

الجواب: شرکت کا روپیہ اگر کم وبیش ہو اور منافع کا حصہ کم روپیہ والے کا زیادہ اور زیادہ روپیہ والے کا کم مقرر کیا جاوے تو یہ بھی درست ہے، اور نفع اور نقصان میں دونوں شریک ہوں گے، نقصان کی صورت میں زیادہ روپے والے پر زیادہ نقصان، اور کم روپے والے پر کم نقصان عائد ہوگا؛ غرض نقصان حسب حصہ اصل ہوگا (۱)

خسارہ تمام شرکاء پر حسبِ حصص تقسیم کیا جائے گا

سوال: (۹) عبدالغفور نے فضل احمد سے آلو کی تجارت کے لیے ایک ہزار چار سو روپے اور محمد یحییٰ سے سات سو روپے لیے، بعدہٗ عبدالغفور نے اپنے ماموں محسن کو باجازت فضل احمد ومحمد یحییٰ کے شریک کرلیا اور خود عبدالغفور نے ستر روپے اور محسن نے ۶۱۵ روپیہ اس تجارت میں اپنا لگایا، دو ہزار سات سو پچاسی روپے کا مال لایا گیا، کچھ مال فروخت ہونے کے بعد محسن نے عبدالغفور کو اور مال لانے کے لیے روانہ کیا۔ بکری کے روپے میں سے ۸۱۵ روپے دے کر روانہ کیا اور کہہ دیا کہ چالیس پچاس من خریدنا، عبدالغفور نے سوچا کہ ساٹھ من خریدوں خرچ ریل وغیرہ کا برابر ہی ہوگا اور روپیہ بھی کافی ہے، عبدالغفور نے فضل احمد سے دریافت کیا کہ تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا کہ جس قدر مناسب سمجھو اور جس قدر نفع کے ساتھ ہو جاوے اس قدر لاؤ، چنانچہ عبدالغفور ساٹھ من لایا، فروخت ہونے پر مبلغ ۳۹۹ روپے دس آنے چھ پیسے خسارہ ہوا، اب محسن کہتے ہیں کہ میں اس مال کا شریک نہیں جو دوبارہ ساٹھ من آیا ہے؛ کیوں کہ ہماری بتلائی ہوئی مقدار سے زیادہ لایا گیا، حالاں کہ محسن نے اپنی ہی رائے سے روپیہ دے کر عبدالغفور کو بھیجا

(۱) وفی الدرالمختار: والربح علی ماشرطا، قال الشامی: وقید بالربح لأن الوضیعة علی قدر المال وإن شرطا غیر ذلك (۶/۳۷۹ کتاب الشرکة ـ مطلبٌ : فی تحقیق حکم التفاضل)

Maktaba Tul Ishaat.com

تھا، اب محسن نے پانچ سواٹھتر روپے نقد وصول کر لیے تو خسارہ سب کے ذمہ پڑے گا یا نہیں؟ اور محسن کے ذمہ اس مکان کا کرایہ ڈال سکتے ہیں جس میں مال فروخت کیا گیا ہے یا نہ؟ کیونکہ محسن اپنے حصہ سے جو اس کو بعد خسارہ کے ملنا چاہیے اس قدر زیادہ وصول کر چکے ہیں کہ کرایہ مکان کا ادا ہو جائے؛ شرعًا کیا حکم ہے؟ (۸۱۱/۱۳۴۰ھ)

الجواب: خسارہ موافق حصص کے جملہ حصہ داروں پر پڑے گا (۱) اور محسن کے ذمہ کل کرایہ مکان مذکور کا ڈال سکتے ہیں فقط

نفع ونقصان کے متعلق شریک کا بیان بہ حلف معتبر مانا جائے گا

سوال: (۱۰) نور محمد وابراہیم نے بحصہ مساوی ایک دکان کپڑے کی کھولی، شروع میں نور محمد کا تین سو پچاس روپیہ اور ابراہیم کا صرف ۹۰ روپیہ (تھا) ابراہیم باہر سے مہاجنوں کے یہاں سے مال لاتے رہے، اور دونوں آدمی فروخت کرتے رہے، بعد اس کے ابراہیم مال باہر لے جا کر فروخت کرتے رہے، جس قدر مال باہر لے جاتے تھے اس میں سے بکری کا کچھ روپیہ تو لاتے تھے اور باقی کے متعلق یہ کہتے تھے کہ وہاں پر مال پڑا ہے، کچھ دنوں یہی سلسلہ جاری رہا بعد میں تھوڑا مال اور کچھ رقم وہاں سے واپس لائے، ساڑھے چار ہزار روپیہ ابراہیم نے دبالیا۔ دریافت کرنے پر لاعلمی ظاہر کی اس کے بعد مہاجنوں نے ابراہیم سے اپنے روپے کا تقاضہ کیا اس نے جواب دیا کہ ہمارے پاس کچھ نہیں سب نقصان ہو گیا، بعدہٗ نور محمد کو دکان سے نکالنے کی تدبیر کی اور بقیہ مال پر خود قبضہ کرنا چاہا جب نور محمد کو یہ معلوم ہوا تو انھوں نے دو مہاجنوں کا قرض بقیہ مال سے ادا کر دیا، باقی مہاجنوں کا قرض ابھی تک باقی ہے اس صورت میں عنداللہ دونوں پر روپے کا ادا کرنا برابر واجب ہے یا کم وبیش، یا صرف ایک ہی پر؟ (۸۵۱/۱۳۴۵ھ)

الجواب: شرکت میں شریک امین ہوتا ہے اور اس کا قول معتبر ہوتا ہے نفع اور نقصان میں کما فی الدر المختار: وهو أی الشریك أمین فیقبل قوله بیمینه فی مقدار الربح والخسران والضیاع والدفع لشریکه (۲) لہٰذا جو کچھ نفع ونقصان کے متعلق ابراہیم کا بیان ہے وہ بحلف معتبر مانا

(۱) حوالہ سابقہ۔

(۲) الدرالمختارمع الشامی ۳۸۵/۶ کتاب الشرکة – مطلبٌ : أقر بمقدار الربح ثم ادعی الخطاء .

Maktaba Tul Ishaat.com

جاوے گا اور نقصان دونوں پر پڑے گا، اور قرض خواہوں کا مطالبہ صرف ابراہیم سے ہوگا جب کہ معاملہ کرنے والا ان سے ابراہیم تھا اور عقد شرکت میں ایک دوسرے کا کفیل نہ ہوا تھا پھر ابراہیم نصف اس کا نور محمد سے لے گا قال فی الدر المختار: والربح علی ما شرطا.... و یطالب المشتری بالثمن فقط لعدم تضمن الکفالة الخ قال المحقق الشامی: هٰذا إذا لم یذکر الکفالة الخ (۱) فقط

مشترک مال میں سے ایک شریک کا اپنی ضرورت میں کچھ رقم خرچ کرنا ـــــ اور کم رقم والے کا حصہ

سوال: (۱۱) تین شخصوں نے مل کر تجارت کی، اور ایک شریک نے برضا دیگر شرکاء کچھ روپیہ شادی میں صرف کیا یہ روپیہ مجرا ہوگا یا نہ؟ نیز شخص مذکور متوفی کا حصہ عند الشرکۃ چوں کہ کم تھا، اس لیے تقسیم ترکہ کے وقت اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہوگا یا برابر طریقہ سے تقسیم کی جائے؟ (۴۵۱/۱۳۴۵ھ)

الجواب: شرکت کے روپے سے جس شریک نے بھی جو زائد رقم صرف کی ہے وہ حساب کے وقت ضرور مجرا ہوگی، پھر اگر سب حصہ دار منافع میں برابر کے شریک تھے تو رأس المال کی کمی سے کسی کے حصۂ نفع میں کمی نہیں کی جاسکتی، اور اگر نفع بقدر رأس المال طے ہوا تھا تو اسی کے موافق عمل کیا جائے گا، یعنی متوفی کا جس قدر اصل روپیہ تھا نفع بھی اسی لحاظ سے محسوب ہوگا، غرض عقد شرکت جن شرائط کے تحت منعقد ہوا تھا، اب بوقت تقسیم ان کے موافق عمل کیا جاوے گا (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۱۲) تین شخصوں نے شرعی حیثیت سے تجارت کی، اور مال مشترک میں سے ایک شریک نے اپنی ذات خاص کے لیے رقم صرف کی تو یہ رقم اس کے حصہ میں محسوب ہوگی یا نہیں؟ اگر محسوب ہوگی تو یہ دین اور دین مہر دونوں تقسیم ترکہ سے مقدم ہوں گے یا نہیں؟ اور ان دونوں دینوں میں ان کے مستحقین کو ان کے حصے کے موافق جو کچھ منافعہ آئے گا وہ بھی دیا جائے گا یا صرف ان کا دین ادا کرنے پر جو کچھ رقم رہے گی جس میں منافعہ بھی شامل ہے وارث باہم تقسیم کر سکتے ہیں؟ (۴۹۳/۱۳۴۵ھ)

الجواب: جو کچھ اس شریک نے اپنی ذات خاص یعنی اپنی دختر کی شادی میں خرچ کیا وہ اس کے

---

(۱) الدر المختار مع الشامی ۶/۳۷۹ کتاب الشرکة – مطلبٌ : فی تحقیق حکم التفاضل .

(۲) قاعدة : الشرط لما صح وجب الوفاء به شرعًا (قواعد الفقه : ۸۵ شرح السیر ۳/۲۹۶) وفیه: یلزم مراعاة الشرط بقدر الإمکان (قواعد الفقه : ۱۴۳)

Maktaba Tul Ishaat.com

حصہ میں محسوب ہوگا، اگر نفع میں اس قدر گنجائش ہے تو اس کے حصہ کے نفع میں محسوب ہوگا، اور دوسرے شرکاء کو اس قدر نفع دے دیا جاوے گا؛ گویا نفع کی تقسیم ہوجاوے گی، اور اگر نفع میں اس قدر گنجائش نہیں ہے تو اصل میں سے کم کردیا جاوے گا؛ یعنی اس کا روپیہ کم رہ جاوے گا اور یہ دین نہیں ہے بلکہ اس نے اپنے نفع کو یا اصل میں سے کم لے لیا(۱) فقط

مشترک جائداد میں شرکاء کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا

سوال: (۱۳) جدی جائداد مشترک میں چند شریک ہیں اگر ان میں سے ایک شریک ذاتی تعلق کی بناء پر کسی غیر مستحق کو جائداد مذکورہ کا کوئی حصہ دیدے تو شرعًا درست ہے یا نہیں؟ اور دینے والے کے حصے میں یہ چیز محسوب ہوگی یا نہیں؟ (۱۵۸۲/۱۳۴۳ھ)

الجواب: جائداد مشترکہ میں بدون تقسیم کے کسی شریک کو اس قسم کے تصرف کا اختیار نہیں ہے؛ لیکن اگر باقی اس کو جائز رکھیں کہ وہ حصہ خاص اس شریک کے حصہ میں لگا دیا جائے تو یہ تصرف جائز ہوجائے گا اور یہ حصہ اس کے تقسیم میں لگایا جائے گا (۲)

ایک شریک کا دوسرے شرکاء کی اجازت کے بغیر مکان کی مرمت کرنا

سوال: (۱۴) بکر کہتا ہے کہ میں نے ایک مکان کی مرمت میں تین سو روپے صرف کیے ہیں، مگر اس رقم کا صرفہ ظاہر نہیں ہے، نہ بکر نے دیگر شرکاء کی اجازت سے یہ رقم صرف کی، ایسی حالت میں بکر کس قدر رقم کا دیگر شرکاء سے مطالبہ کرسکتا ہے؟ آیا اپنے دعوی کے موافق پوری رقم پائے گا یا جو موقع پر اندازہ کرنے سے ثابت ہوا اس قدر رقم کا (۱۶۷/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: بکر نے اگر ضرورت کی وجہ سے اس مکان کی مرمت کی ہے تو وہ خرچ مشترک ہوکر سب شرکاء کے ذمہ ہوگا، اور قول بکر اس بارے میں معتبر ہوگا۔

---

(۱) وما اشتراه أحدهم لنفسه يكون له ويضمن حصة شركائه من ثمنه إذا دفعه من مال المشترك (ردالمحتار ۳۷۲/۶ كتاب الشركة – مطلبٌ: فيما يقع كثيرًا.....)

(۲) وكل منهما أجنبي في نصيب الآخر، حتى لا يجوز له التصرف فيه إلا بإذن الآخر كغير الشريك، لعدم تضمنها الوكالة (مجمع الأنهر كتاب الشركة ۵۴۳/۲ دار الكتب العلمية، بيروت)

Maktaba Tul Ishaat.com

ایک شریک کا دوسرے شرکاء کی اجازت کے بغیر مشترکہ مکان میں تعمیر کرنا

سوال: (۱۵) ایک مکان پانچ حصہ داروں کا بحصہ برابر مشترکہ ہے، ایک حصہ دار نے چار حصہ داروں کی عدم موجودگی میں چوبارہ (مکان کے اوپر کا وہ کمرہ جس کے چاروں طرف کھڑکیاں ہوں) اپنی لاگت سے بنالیا ہے، شرعًا اس میں کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۲/۸۸۵ھ)

الجواب: اس صورت میں جو چوبارہ ایک شریک نے بلا اجازت وامر دیگر شرکاء کے بنایا ہے اس میں جملہ شرکاء حق دار ہیں، اور وہ چوبارہ بھی مثل اصل مکان کے پانچوں شریکوں میں مشترک ہے، اور خرچ کرنے والا دیگر شرکاء سے ان کے حصہ کا روپیہ بھی نہیں لے سکتا بلکہ وہ متبرع سمجھا جائے گا۔ کما فی الشامی: أن الشريك إذا لم يضطر إلى العمارة مع شريكه الخ فهو متبرع الخ (۱) فقط

سوال: (۱۶) جدید تعمیر جو کہ ایک شریک نے بدون اذن دیگر شرکاء کے مشترکہ جگہ میں بنائی ہو اپنی لاگت اور مصارف سے وہ تعمیر کس کی ہوگی؟ بانی کی یا شرکاء میں مشترک رہے گی؟ (۱۳۴۳/۱۰۰۵ھ)

الجواب: جدید تعمیر جو ایک شریک نے بلا اذن دوسرے کے کی ہے؛ اس کے متعلق شامی میں یہ تفصیل ہے: والذی تحصل فی هذاالمحل أن الشريك إذالم يضطر إلى العمارة مع شريكه بأن أمكنه القسمة فانفق بلا إذنه فهو متبرع وإن اضطر وكان الشريك يجبر على العمل معه فلا بد من إذنه أو أمر القاضي فيرجع بما أنفق وإلا فهو متبرع وإن اضطر وكان شريكه لايجبر فإن أنفق بإذنه أوبأمر القاضي رجع بما أنفق وإلَّا فبالقيمة الخ (۱) فقط (اس عبارت کا ماحصل یہ ہے کہ اگر ایک شریک دوسرے شریک کے ساتھ تعمیر کرنے میں مضطر و مجبور نہیں ہے (مثلاً مشترک مکان اتنا بڑا ہے کہ اس کی تقسیم ممکن ہے) پھر بھی ایک شریک نے دوسرے شریک کی اجازت کے بغیر مکان میں تعمیر کی تو تعمیر کرنے والا اپنے شریک سے اس کے حصے کا خرچہ وصول نہیں کرسکتا کیونکہ وہ متبرع اور احسان کرنے والا ہے۔

اور اگر ایک شریک تعمیر کرنے میں مجبور ہے اور دوسرے شریک کو اس کے ساتھ تعمیر کرنے پر شرعًا مجبور کیا جاسکتا ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں: پہلی صورت یہ ہے کہ ایک شریک نے دوسرے شریک کی اجازت یا قاضی کے حکم سے مکان میں تعمیر کی ہو تو تعمیر کرنے والا اپنے شریک سے اس کے حصے کا خرچہ

(۱) رد المحتار على الدر المختار ۶/۴۰۲ مطلبٌ : في الحائط إذا خرب .... كتاب الشركة .

Maktaba Tul Ishaat.com

وصول کرسکتا ہے ـــــ اور دوسری صورت یہ ہے کہ ایک شریک نے دوسرے شریک کی اجازت یا قاضی کے حکم کے بغیر مکان میں تعمیر کی ہو تو تعمیر کرنے والا اپنے شریک سے اس کے حصے کا خرچہ وصول نہیں کرسکتا، کیونکہ تعمیر کرنے والا قاضی سے نالش کرکے اپنے شریک کو تعمیر پر مجبور کرسکتا تھا، پھر بھی اس نے ایسا نہیں کیا اس لیے وہ تعمیر میں مضطر نہ ٹھہرا، بلکہ متبرع اور محسن ہوا۔

اور اگر ایک شریک تعمیر کرنے میں مضطر ہے اور دوسرے شریک کو شرعًا مجبور نہیں کیا جاسکتا تو اس کی بھی دو صورتیں ہیں: پہلی صورت یہ ہے کہ ایک شریک نے دوسرے شریک کی اجازت یا قاضی کے حکم سے مکان میں تعمیر کی ہو تو تعمیر کرنے والا اپنے شریک سے اس کے حصے کا خرچہ وصول کرسکتا ہے ـــــ اور دوسری صورت یہ ہے کہ ایک شریک نے دوسرے شریک کی اجازت یا قاضی کے حکم کے بغیر مکان میں تعمیر کی ہو تو تعمیر کرنے والا اپنے شریک سے اس کے حصے کا خرچہ وصول نہیں کرے گا، بلکہ اس کے حصے کی قیمت وصول کرے گا، کیونکہ یہ متبرع اور محسن نہیں، بلکہ اپنے مال کی حفاظت کی خاطر تعمیر کرنے میں مضطر ہے۱۲محمد امین پالن پوری)

ایک شریک کا دوسرے شرکاء کی اجازت سے مکان تعمیر کرنا

سوال: (۱۷) ایسے مکان میں جس کی حیثیت معمولی تھی اور اس میں صرف تین پلہ مکان اور ایک چھوٹا باورچی خانہ تھا، تین اشخاص شریک تھے، بعد کو برضامندی دو شرکاء کے ایک شریک نے اپنی طرف سے مکان مذکور کو از سر نو پہلے سے اعلیٰ حیثیت پر تعمیر کیا، اور بجائے تین پلہ مکان کے ایک باورچی خانہ، اور دس پلہ مکان تعمیر کرائے، اب وہ دونوں شرکاء اپنا اپنا حصہ چاہتے ہیں، آیا دونوں شرکاء اپنا اپنا حصہ کس طرح لیں گے؟ سابق حیثیت کی بناء پر یا موجودہ حالت کے موافق؟ وہ دونوں شرکاء دوسرے مکان پر سکونت پذیر ہیں مگر ان کی اجازت سے مکان بنایا (۱۲۷۱/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: مکان مذکور ہر سہ شرکاء کا ہے، اور چونکہ بہ اذن باقی شرکاء کے تعمیر ہوئی اس لیے خرچ تعمیر جملہ شرکاء پر حسب حصص عائد ہوگا۔ کما فی الدر المختار: والضابط أن كل من أجبر أن يفعل مع شريكه إذا فعله أحدهما بلا إذن فهو متطوع وإلا لا الخ (۱) اور شامی میں ہے: بخلاف ما إذا كان مريد الإنفاق غير مضطر وكان صاحبه لا يجبر كدارٍ يمكن قسمتها وامتنع الشريك من

(۱) الدر المختار مع الشامي ۶/۴۰۰ كتاب الشركة .

Maktaba Tul Ishaat.com

العمارة فإنه لايجبر فلو أنفق عليها الآخر بلا إذنه فهو متبرعٌ الخ (۱) پس لفظ بلا اذنہ کی قید سے معلوم ہوا کہ اگر عمارت باذن باقی شرکاء ہوگی تو خرچہ ان کے ذمہ بھی عائد ہوگا اور مالک سب شرکاء رہیں گے۔فقط

بعض شرکاء کے لیے نفع کے علاوہ مزید تنخواہ مقرر کرنا درست نہیں

سوال: (۱۸) زید دکان میں اپنے ساتھ چار شریک بکر، خالد، جعفر، امین ملا کر کل پانچ شریک قرار دیتا ہے؛ جن میں زید اور بکر دو بڑے حصہ دار ہیں اور باقی تین چھوٹے حصہ دار ہیں، اور چونکہ پچھلے تینوں شریک خالد، جعفر اور امین کے حصوں کا نفع ان کے حق المحنت کو دیکھتے ہوئے ناکافی ہے؛ اس لیے زید چاہتا ہے کہ نفع کے علاوہ خالد کو چار سو روپے ماہوار اور جعفر و امین کو ڈھائی ڈھائی سو روپے ماہوار دکان سے دیا کرے، ایسا کرنا شرعًا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۴۳۳/۱۳۴۳ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: وشرطها أی شرکة العقد کون المعقود علیه قابلا للوکالة الخ وعدم مایقطعها کشرط دراهم مسماة من الربح لأحدهما الخ (۲) آخر جملہ عبارت مذکورہ کشرط دراهم مسماة الخ سے معلوم ہوا کہ یہ صورت چار سو روپے وغیرہ دینے کی شرعًا درست نہیں ہے، اور اس سے شرکت باقی نہیں رہتی اور شرکت فاسد ہو جاتی ہے۔فقط

مشترک ترکہ میں سے کھانا اور خرچ کرنا کیسا ہے؟

سوال: (۱۹) دو بھائی ہیں ایک بالغ اور دوسرا نابالغ، مال دونوں کا مشترکہ ہے؛ اس میں سے کھانا اور خرچ کرنا کیسا ہے؟ (۱۸۱۶/۱۳۴۱ھ)

الجواب: بڑے بھائی کو چاہیے کہ جو کچھ وہ مال مشترک میں سے خود خرچ کرے اس کو اپنے حساب میں لگاوے اور حساب لکھتا رہے، تو پھر اس میں سے دوسروں کو جن کو وہ کھلاوے کھانا درست ہے۔فقط

سوال: (۲۰) ایک شخص شریف خاندان کا ہے، اور اس کا والد فوت ہو گیا ہے یعنی دنیا سے دار عقبیٰ

(۱) الشامی ۶/۴۰۰ کتاب الشرکة ، مطلبٌ مهمٌّ :فی ما إذا امتنع الشریك من العمارة .....

(۲) الدرالمختارمع الرد ۶/۳۷۰ مطلبٌ : شرکة العقد ، کتاب الشرکة .

Maktaba Tul Ishaat.com

کوانتقال کرگیا ہے، اوروہ شخص پڑھنا چاہتا ہے، کتب عربیہ کچھ پڑھا ہوا بھی ہے لیکن تکمیل کرنا چاہتا ہے، اوراسی صاحب کے دو بھائی ہیں چھوٹے چھوٹے، ایک دوتین سال کا، دوسرا چار پانچ سال کا ہے، اب یہ شخص شرعی فتوی پوچھتا ہے کہ مال مشترکہ سے جو کہ ان کے والد مرحوم کا متروکہ ہے جس میں وہ دو بھائی صغیرسن بھی شریک ہیں قبل التقسیم اپنی تعلیم کے لیے خرچ کرسکتا ہے یانہیں؟ یابعد تقسیم خرچ کرے؟

(۱۳۴۱/۲۶۶۰ھ)

الجواب: یہ صورت جائز ہے کہ وہ قبل از تقسیم کے معلم وغیرہ کی تنخواہ کے لیے اپنے خرچ میں ترکہ متروکہ سے زیادہ لیوے، لیکن اس کو حساب لکھتے رہنا چاہیے تاکہ آئندہ اس زائد رقم کو بوقت حساب اپنی طرف لگاوے، ان صغیر بھائیوں کے حساب میں نہ لگاوے۔

مشترک تالاب میں ڈالی ہوئی مچھلیوں کا حکم

سوال: (۲۱) ایک تالاب کے بہت مالک ہیں، سب شرکاء نے مچھلیاں خرید کر یا کہیں سے پکڑ کر علی السویة اس تالاب میں ڈالی ہیں، اگر کوئی ایک شریک اس تالاب سے مچھلی پکڑے تو اس کو سب شرکاء میں بقدر سہام تقسیم کرنا ہوگا یانہیں؟ (۱۳۳۷/۲۵۸۵ھ)

الجواب: سب شرکاء مالک ہیں سب کو علی السویة تقسیم کرنی چاہیے(۱)

مشترک تالاب میں بعض شرکاء کی چھوڑی ہوئی مچھلیوں کا حکم

سوال: (۲۲) ایک تالاب میں چار شریک ہیں، دو نے مچھلیاں خرید کر چھوڑیں تو جن دو نے نہیں چھوڑیں وہ پکڑ کر کھائیں تو جائز ہے یانہیں؟ (۱۳۴۳/۱۴۵۲ھ)

الجواب: جس شریک نے مچھلیاں تالاب میں ڈال دی ہیں، ساری مچھلیاں اسی کی ملک ہیں دوسرے

---

(۱) فإذا كان سعيهم واحدًا ولم يتميز ماحصله كل واحدٍمنهم بعمله يكون ماجمعوه مشتركا بينهم بالسوية وإن اختلفوا في العمل والرأى كثرةً وصوابًا (رد المحتار ۳۷۲/۶ كتاب الشركة، مطلبٌ فيما يقع كثيرًافى الفلاحين .....) وفى الشامى : والربح فى شركة الملك على قدر المال (۳۸۲/۶ كتاب الشركة، مطلبٌ: اشتركا على أن مااشتريا من تجارة .....)

Maktaba Tul Ishaat.com

شرکاءکوان کے پکڑنے یاان پرتصرف کرنے کاحق بصورتِ مسئولہ ہرگزنہیں ہے کمامرفی الشرکة الفاسدة ففی الدر المختار: کما لو دفع لرجلٍ دابة لیوجرها والأجر بینهما فالشرکة فاسدة والربح للمالك الخ (۱) ہاں اگردوسرے شرکاءاس میں مچھلیوں کی پرورش سے مانع ہوجائیں گےتو آئندہ کے لیے مچھلیوں کے چھوڑنے والے کوتالاب میں ان کی اجازت کے بدون مچھلیوں کوچھوڑنانہیں چاہیے؛ لیکن شرکاءکواس کی مملوکہ مچھلیوں کا کھانا کسی طرح جائزنہیں ہے(۲)

مشترک زمین میں جوخودرودرخت ہیں ان کے مالک کون ہیں؟

سوال: (۲۳) مشترک زمین میں جودرخت ہوں خواہ پھلدار ہوں یاغیر پھلدار ہوں، خودرو ہوں، اس کے مالک زمین والے ہوں گے یاعوام لوگ؟ (۶۱۶/۱۳۴۰ھ)

الجواب: جولوگ مالک زمین ہیں وہی ان درختوں کے مالک ہیں۔

تقسیم شدہ زمین کی پیداوار میں اشتراک کاحکم

سوال: (۲۴) زیداورعمرنے جوکسی زمانہ میں تقسیم اراضی مابین خودکرلی تھی، اوراب پھراشتراک کرناچاہتے ہیں اس طورسے کہ ماخرج من الارض نصفانصف مشترک ہواوراراضی حال سابق پر بدستور منقسم رہے اگریہ صورت جائزہے فبہا؛ ورنہ کوئی حیلہ احسن ایسے اشتراک کامرقوم فرمایاجاوے؟ (۴۴/۱۲۲۸-۱۳۴۵ھ)

الجواب: جب کہ زیدوعمرنے اراضی باہم تقسیم کرلی، اور ہرایک کی زمین علیحدہ علیحدہ منقسم محدودہ ہوگئی تو ہرایک اس غلہ وپیداوارکا مالک ہوگا جواس کی زمین میں پیداہوا، دوسرے کی زمین کے غلہ کے کسی جزوکا مالک نہیں ہوسکتا، اوراس کل زمین کا غلہ مشترکہ نہیں ہوسکتا، کیونکہ جب زمین ہرایک کی علیحدہ ہے تو غلہ بھی ہرایک کا علیحدہ رہے گا، اگروہ دونوں ہردوزمین کے غلہ کومخلوط بھی کرلیں گےتو یہ شرکت ملک ہوگی،

(۱) الشامی: ۳۹۳/۶ فی أوائل الشرکة الفاسدة.

(۲) وکل منهما أجنبی فی نصیب الآخر، حتی لا یجوز له التصرف فیه إلا بإذن الآخر کغیر الشریك، لعدم تضمنها الوکالة (مجمع الأنهر کتاب الشرکة ۵۴۳/۲ دارالکتب العلمیة، بیروت)

Maktaba Tul Ishaat.com

اس میں ہر ایک اپنے اپنے حصہ کا مالک ہوتا ہے، اور اس کا حصہ اسی قدر ہے جو اس کی زمین کی پیداوار ہے نہ کم وبیش وهی ضربان: شركة ملك: وهي أن يملك متعدد اثنان فأكثر عيناً أو دينا بإرث الخ . أو بيع أو غيرهما بأى سبب كان جبريا أو اختياريّاالخ و كل من شركاء الملك أجنبى فى مال صاحبه (درمختار)(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کارکن شریک کی خیانت پر شرکاء کے چند اعتراضات اور ان کے جوابات

سوال: (۲۵) زید، عمر، بکر، خالد، اور فاروق پانچ مسلمان ایک ایک ہزار روپے کے شریک ہوئے کہ راب خرید کر کھانڈ بنائی اور فروخت کی جائے، خالد رأس المال کا امین اور کارکن قرار پایا مگر نفع نقصان میں برابر کا شریک رہا۔ فاروق چوں کہ کھانڈ بنانے سے واقفیت رکھتا ہے اور اس کا عمل بھی مشروط تھا اس لیے اس کا نفع ونقصان میں ربع کا حصہ رہا۔ اور باقی تین ربع میں چار شخص تین آنے کے شریک رہے، زید، عمر، بکر روپیہ دے کر علیحدہ ہوگئے، خالد نے راب خریدی، اور فاروق نے کام کیا، ختم سال پر جب کھانڈ وغیرہ سب فروخت ہوچکی تو خالد نے ظاہر کیا کہ تجارت میں نقصان ہوا جس کی مقدار تقریباً دو ہزار ہے۔ کسی شریک نے حساب کی کوئی جانچ نہ کی، اور یہ سمجھ کر کہ بازار کا نرخ گرنے کے سبب خسارہ ہوا ہے عجب نہیں، دوسرے سال اس کی تلافی ہوجائے گی، خالد سے کہا کہ جو روپیہ رأس المال مشترکہ میں بچا ہے اس سے دوبارہ پھر تجارت کرو۔ فاروق نے اس کو تسلیم نہ کیا اور خسارہ کا روپیہ چار آنہ فی روپیہ مجرا دے کر اپنی رقم لے لی، اس لیے اب چار آدمیوں میں شرکت رہی، اور خالد نے راب خرید کر کھانڈ تیار کی اور فروخت کرائی، ختم سال پر خالد نے کہا کہ اس مرتبہ پھر خسارہ ہوا اور سال اول ودوم کا خسارہ ملا کر سات سو روپیہ خسارہ میں اور تین سو روپیہ باقی راس المال میں ظاہر کیا، تب شرکاء نے حساب طلب کیا اور خالد نے ہر دو سال کا گوشوارہ جس میں مال کے مختلف نرخ پر خرید تاریخ وار اور اسی طرح مصارف اور فروختگی مال یعنی کھانڈ وغیرہ کی تفصیل وار ظاہر کر کے نقصان دکھا دیا۔ شرکاء کو خالد امین شریک پر یہ اعتراضات ہیں:

(الف) کل سرمایہ ابتدائی پانچ ہزار روپے تھا اور گوشوارہ سے معلوم ہوا کہ راب کی خرید پانچ ہزار

(۱) الدرالمختار مع الشامی ۶/۳۶۴ فی أوائل كتاب الشركة .

Maktaba Tul Ishaat.com

دوروپے کی اور قریبًا یک صدروپیہ تیاری میں صرف ہوا ہے یعنی ایک سودوروپے کا اضافہ خالدامین نے بلا اجازت شرکاء اپنے پاس سے کیا ہے۔ یہ خلط موجب فساد ہے جس سے شرکت ہی فاسد ہوگئی کہ بلا اجازت واطلاع شرکاء عمل میں آیا۔

(ب) سال دوم میں خسارہ کی رقومات اول تو معلوم نہیں ہوئیں، اور حساب سے علم متحقق بھی مانا جائے تو فاروق سے ربع نقصان کا مجرا غلط ہے، اس کو رأس المال کا روپیہ کم پہنچا؛ اس لیے رقم سرمایہ چہار شرکاء کی مجہول ہوگئی کہ حقیقت کچھ تھی اور سمجھی گئی کچھ، اور اس کی اب تصحیح بھی ہوجائے تو زیادہ سے زیادہ رقم مجموعی چار شرکاء کی ڈھائی ہزار روپے ہوگی، مگر خالد کے گوشوارہ سے معلوم ہوا کہ اس نے راب چھ ہزار روپے کی خریدی، اور نقصان سب کا بہ عدد رؤس شرکاء منقسم کیا، قطع نظر اس کے کہ اپنی طرف سے اضافہ رقم کرکے خسارہ کو سب پر ڈالنا ظلم ہے یہ کثیر اضافہ تصریح شرکاء کے خلاف اور بغیر اذن ہی نہیں بلکہ خلاف اذن ہوا ہے، جس کا اثر مختصر تجارت پر تیاری مال میں تاخیر وغیرہ پر پڑا اور موجب نقصان ہوا؛ اس لیے یہ خلط مستقل مفسد للشرکۃ اور موجب للضمان ہوا۔

(ج) ہر دو گوشوارہ میں خرید شدہ وفروخت شدہ مال کے نرخ ظاہر کیے گئے ہیں۔ شرکاء کہتے ہیں کہ بلا دلیل ہیں جب تک رسیدات بائع ومشتری نہ ہوں ہم ماننے پر مجبور نہیں۔ خالدامین شریک کہتا ہے کہ میں امین تھا اس لیے مجھ پر بدگمانی کا کسی کو حق نہیں، اور نہ مشتری بائع سے رسید لینے کا قاعدہ، رہا اضافہ رقم سو اس کو میرا ذاتی قرار دے کر خسارہ کو عدد رؤس الاموال پر تقسیم کرلو مگر اس خلط کا اثر شرکت کے بطلان پر نہیں پڑسکتا کہ مجھ پر ضمان واجب ہو۔

(د) گوشوارہ سے معلوم ہوا کہ ہر سال میں راب خرید شدہ مثلاً چار سو من ہے اور فروختگی میں کھانڈ منجھا اور شیرہ سب کا مجموعہ سوا تین سو من ہے، اس لیے شرکاء کہتے ہیں کہ پچھتر من مال کم ہوا اس کا پورا کرنا یا قیمت دینا تم پر لازم ہے، امین شریک کہتا ہے: یہ چھیج (نقصان) میں گیا۔ شرکاء کہتے ہیں کہ کام کرنے والوں سے ہم نے تحقیق کی کہ مجموعہ راب سے اس کی ہر سہ اجزاء تیار شدہ میں پانچ سات فیصدی سے زیادہ کمی نہیں ہوتی اور اس کمی کو بھی شیرہ میں پانی ملا کر پورا کرلیتے ہیں، حالاں کہ محقق ہے کہ پانی بہ افراط تم نے بھی ملایا ہے، پھر تیس فیصدی مال میں کمی تمہارے زیر نگرانی ملازموں کی خیانت وسرقہ بھی اگر ہو تو اس کا ضمان تم پر ہے کہ حق امانت ونگرانی کا ادا نہیں کیا، خالد کہتا ہے کہ میرے پاس بجز اس کے کچھ جواب

Maktaba Tul Ishaat.com

نہیں کہ جونگرانی میں نے کی صرف اسی پر مجھے قدرت تھی اور میں نہیں بتا سکتا کہ اتنی کمی کیوں اور کس طرح ہوئی مگر مجھ پر ضمان ہرگز واجب نہیں ہے۔

الحاصل خالد کہتا ہے کہ میں امین تھا اور مجھ پر کوئی بار تاوان نہیں ہے، اور شرکاء کہتے ہیں کہ تم نے ہماری منشاء کے خلاف اضافہ رقم وخلط وغیرہ ایسے تصرفات کیے جن پر ہم کسی طرح راضی نہیں، اور تمہاری بے توجہی اور ملازموں پر کام چھوڑ دینے سے خلاف متعارف اتنا کثیر نقصان لاحق ہوا، لہٰذا یہ ساری تجارت تمہاری ذاتی تھی اور ہمارا رأس المال تم کو واپس کرنا پڑے گا۔

لہٰذا استفسار ہے کہ یہ شرکت کس قسم کی ہے؟ اور صحیح ہے یا فاسد؟ اور بے احتیاطی ونزاع فریقین میں حق کس طرف ہے؟ اور شرعی فیصلہ نقصان ورأس المال کے متعلق آخر کیا ہے؟

(ھ) گوشوارہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خالد نے اپنا ذاتی مال بھی بازار کا نرخ قائم کر کے شریک کیا اور نیز بازاری نرخ پر خود خریدا بھی ہے۔ اس صورت میں بائع ومشتری ایک ہی شخص ہوا، یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کا اثر کیا ہوگا؟ فقط (۱۰۶۳/۱۳۴۵ھ)

الجواب: (الف) یہ امر موجب فساد شرکت نہیں ہے جیسا کہ روایات کتب فقہ سے جو آئندہ منقول ہیں واضح ہو جاوے گا۔

(ب) یہ امر بھی موجب فساد شرکت نہیں؛ غایۃ الامر یہ ہے کہ جس قدر زیادہ روپے کی راب خریدی گئی وہ خاص خریدنے والے کے ذمہ ہے، اگر یہ تسلیم ہو کہ شرکاء نے رقم موجودہ سے زیادہ رقم کی راب خریدنے کی اجازت نہ دی تھی، روایات فقہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر کوئی شریک رقم موجودہ شرکت سے زیادہ مال خریدے اور قرض کرے تو اگر باقی شرکاء کی اجازت نہیں ہے تو اس کا ذمہ دار خاص خریدنے والا ہے، اس کا نفع ونقصان اسی کی طرف عائد ہوگا وہ شرکت فاسدہ نہ ہوگی۔ قال فی الدر المختار: ویبیع بما عز وھان خلاصة بنقد ونسیئة الخ قوله بنقد و نسیئة متعلق بقوله یبیع، وأما الشراء فإن لم یکن فی یده دراهم و لادنانیر من الشرکة فاشتری بدراهم أو دنانیر فهو له خاصةً، لأنه لو وقع مشترکا تضمن إیجاب مال زائد علی الشریك وهو لم یرض بالزیادة علی رأس المال ولو الجیة، و مفاده أنه لو رضی وقع مشترکا لأنه یملك الاستدانة بإذن شریکه (۱)(رد المحتار)

(۱) ردالمحتار ۶/۳۸۳ کتاب الشرکة .

Maktaba Tul Ishaat.com

وفی الدرالمختار: و يطالب المشترى بالثمن فقط لعدم تضمن الكفالة، و يرجع على شريكه بحصته منه إن ادّى من مال نفسه أى مع بقاء مال الشركة وإلَّا فالشراء له خاصةً لئلا يصير مستدينًا على مال الشركة بلا إذن بحر، وفى الشامى: قوله وإلَّا أى وإن لم يبق مال الشركة أى لم يكن فى يده مال ناض بل صار مال الشركة أعيانا وأمتعةً فاشترى بدراهم أو دنانير نسيئة فالشراء له خاصةً دون شريكه، لأنه لو وقع على الشركة صارمستدينا على مال الشركة واحد شريكى العنان لا يملك الاستدانة إلَّا أن يأذن له فى ذٰلك الخ بحر (۱)(شامي)و فى موضع آخر من الدرالمختار: فقال ذواليد قد استقرضت ألفا فالقول له إن المال فى يده لأنه حينئذٍ أمين فقد ادعى أن الألف حق الغير بخلاف ما إذا لم يكن فى يده لأنه يدعى دينا عليه فلوقال لى فى هٰذا المال الذى فى يدى كذا يقبل أيضا كما يقبل أنه للغير تأمل، وهى واقعة الفتوىٰ و به افتيت رملى على المنح. وافتى أيضا فى الخيرية : فيما إذا قال الذى فى يده المال كنت استدنت من فلان كذا للشركة و دفعت له دينه بأن القول قوله بيمينه الخ ويؤيده ما فى الحامدية عن المحيط السرخسى فى فصل ما يجوز لاحد شريكى العنان: لو استقرض أحدهما مالا لزمهما لأن الاستقراض تجارة و مبادلة معنى لأنه يملكه المستقرض و يلزمه ردمثله الخ وكذا فى الخانية من فصل شركة العنان لكن فى الخانية: أيضا قال : أحد شريكى العنان اِني استقرضت من فلان ألف درهم للتجارة لزمه خاصةً دون صاحبه لأن قوله لا يكون حجة لإلزام الدين عليه الخ (۲)(ردالمحتار)ان عبارات سے یہ واضح ہوا کہ اگر کوئی شریک رقم شرکت سے زیادہ مال خریدے تو اس زائد مال میں یہ اختلاف ہے کہ وہ دونوں شریکوں پر لازم ہوگا یا خاص خریدنے والے کے ذمہ رہے گا، جب کہ دوسرے شریک کی اجازت نہیں لی گئی، لیکن فساد شرکت کسی طرح اس میں نہیں ہے بلکہ ان عبارات سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ رجحان فقہاء کا اسی طرف ہے کہ جو مال قرض خریدا گیا وہ جملہ شرکاء میں مشترک ہوگا بہرحال اس سے شرکت فاسد نہیں ہوتی۔

(ج) خالد کا رکن کا یہ قول صحیح ہے کیونکہ وہ امین ہے، اور نفع ونقصان میں اس کا قول معتبر ہوتا ہے،

(۱) الشامى ۶/۳۷۹،۳۸۰ كتاب الشركة .

(۲) رد المحتار ۶/۳۹۷ كتاب الشركة .

Maktaba Tul Ishaat.com

اور یہ قول بھی اس کا صحیح ہے؛ غایۃ الامر یہ ہے کہ رقم زائد کو اس کے ذمہ رکھا جاوے قال فی ردالمحتار: وتفرع علی کونه أمانةً ما سئل قاری الهداية عمن طلب محاسبة شريكه فأجاب: لايلزم بالتفصيل (شامی ۳/ ۳۴۷) قوله فأجاب الخ .حيث قال : إن القول قول الشريك والمضارب فی مقدار الربح والخسران مع يمينه و لايلزمه أن يذكر الأمر مفصلاً والقول قوله فی الضياع والرد إلى الشريك قلت: بقی ما لو ادعى على شريكه خيانةً مبهمة ففی قضاء الأشباه لايحلف(۱)(شامی)

(د) ظاہر ہے کہ یہ شرکت عنان ہے اور بوجہ امور مذکورہ یہ شرکت فاسد نہیں ہوئی، اور خالد امین ہے قول اس کا دربارہ نفع ونقصان معتبر ہے، اور شرکاء کا محاسبہ تفصیلی موجب ضمان علی الامین نہیں ہے، اور تفصیل اس کی روایات منقولہ بالا سے واضح ہے۔

(ھ) غالباً مراد یہ ہے کہ خالد نے راب خرید شدہ میں اپنی راب بھی ملادی اور اس کا ثمن معین کر کے لکھا تو یہاں بیع وشراء کچھ نہیں ہے؛ غایۃ یہ ہے کہ اس نے اپنا مال بھی مال خرید شدہ میں ملادیا تو یہ امر موجب فساد شرکت مذکورہ نہیں ہے اور اگر بالفرض بائع ومشتری ایک ہو، اور یہ بیع ناجائز ہو تو وہ مال ملک خالد میں رہا تو خلط اس کا بھی موجب فساد شرکت نہیں ہے۔ کما مر فی العبارات. فقط

میاں بیوی کی تجارت میں بیوی کا حصہ

سوال: (۲۶) زید کے لڑکا پیدا ہوا، اس کی ہمشیرہ ہندہ نے بوجہ خوشی زید کے لڑکے کو موافق رواج کے ہنسلی، کھنڈوے (گلے کا ہار اور کنگن) چڑھائے جن کی قیمت چھ روپے تھی، زید نے اپنی بہن ہندہ کو اپنے لڑکے کی خوشی یا ہنسلی کھنڈوے چڑھانے کے صلہ میں دو بھینسیں دیں، ایک بھینس ہندہ نے فروخت کر کے اس کی قیمت سے اپنے شوہر کے روپے میں ملا کر تجارت غلہ کی کی، اور نفع ہوا، دوسری بھینس کا بچہ ہندہ نے اپنے گھر رکھا اور بھینس کو بیچ کر کچھ اور روپیہ شوہر کے روپیوں میں سے ملا کر اور بھینسیں شوہر سے خرید لیں، دو بھینسیں معہ ایک بچہ کے فی الحال موجود ہیں، مگر چارہ ان کا شوہر کے ذمہ رہا بلا کسی شرط کے، اور گھی، دودھ وغیرہ دونوں زوجین کے صرف میں آتا رہا، اور یہ معلوم نہیں کہ ہنسلی اور کھنڈوے ہندہ کے

(۱) ردالمحتار ۶/ ۳۸۷ – ۳۸۸ کتاب الشرکة .

Maktaba Tul Ishaat.com

روپے کے تھے یا شوہر کے روپے سے بنوائے گئے تھے؛ اس صورت میں اس مال تجارت کا معہ منافع کے اوران تینوں جانوروں کا مالک شوہر ہے یا ہندہ؟ (۶۹۰/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: ہمشیرہ زید نے جو اس کے لڑکے کو خوشی میں ہنسلی وکھنڈوے دیے ہیں وہ عرفًا اس کی طرف سے ہبہ ہے، اور زید نے جو اس کی طرف سے اس کے مقابلہ میں اس کو بھینسیں دی ہیں وہ عوض ہبہ ہے، پس اس صورت میں یہ ہبہ بعوض متصور ہوگا؛ اور اس نے شوہر کے ساتھ جو شرکت تجارت کی ہے اس میں بقدر اپنے حصہ کے وہ اپنے مال کی مالک ہے؛ شامی میں ہے: **وإذا اجتمع بعملهما أموال كثيرة فقيل هي للزوج وتكون المرأة معينة له إلا إذا كان لها كسب عليحدة فهو لها وقيل بينهما نصفان**(۱)

میاں بیوی نے مل کر جو کچھ کمایا اس میں بیوی نصف کی حقدار ہے

سوال: (۲۷) زید اور اس کی زوجہ دونوں مل کر کماتے تھے، بعد انتقالِ زید اس کی زوجہ نصف مال کی حق دار ہے یا نہیں؟ (۱۲۴/ ۱۳۴۵ھ)

الجواب: ہے۔(۲)

باپ اور بیٹوں نے مل کر تجارت کی تو سب کا حصہ برابر ہوگا

سوال: (۲۸) زید کے دو لڑکے عمر و بکر تھے، زید نے ان دونوں کو لے کر تجارت شروع کی، مگر رأس المال زید و عمر کا تھا بکر کی جانب سے فقط عمل تھا نہ کہ رأس المال۔ قبل تجارت دونوں پسر باپ کی عیال میں نہیں تھے، بلکہ کسب حلال سے اوقات بسر کرتے تھے، اور ماں باپ کے لیے بھی خورد ونوش کا انتظام کرتے تھے، اور بکر جو عمل کرتا ہے اجرت وغیرہ نہیں لیتا بلکہ تجارت میں صرف کرتا ہے، اب تینوں شخص تجارت میں علی التساوی شریک ہوں گے یا بکر نوکر ہوگا؟ (۲۲۹۴/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: **قال في الشامي: يؤخذ من هذا ما أفتى به في الخيرية في زوج امرءة وابنها اجتمعا في دار واحدة وأخذ كل منهما يكتسب عليحدة ويجمعان كسبهما ولايعلم**

(۱) الشامي: ۶/ ۳۹۲ فصلٌ في الشركة الفاسدة.

(۲) حوالہ سابقہ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

التفاوت ولاالتساوی ولاالتمییز فأجاب: بأنه بینهما سویة وکذلك لواجتمع إخوة یعملون فی ترکة أبیهم ونما المال فهو بینهم سویة ولو اختلفوا فی العمل والرأی الخ ثم هذا فی غیرالابن مع أبیه لما فی القنیة: الأب وابنه یکتسبان فی صنعة واحدة ولم یکن لهما شئ فالکسب کله للأب إن کان الابن فی عیاله لکونه معیناله الخ (۱) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جب ہر دو پسر باپ کی عیال میں نہیں ہیں تو سب برابر کے شریک ہیں۔فقط

باپ کے روپیوں سے بیٹے نے جو نفع کمایا وہ سب باپ کا ہے

سوال: (۲۹) میرے والد مرحوم نے کسی قدر روپیہ میرے بھائی مرحوم کو دیا تھا، اور وہ اس سے روزگار کرتے تھے، اور میرے والد کوئی کام نہیں کرتے تھے، اب ان کا انتقال ہوگیا ہے، لہٰذا عرض یہ ہے کہ جس قدر روپیہ میرے والد کا ہے، اور جس قدر میرے بھائی نے اس میں بڑھایا ہے وہ سب ترکہ والد ہی کا شمار ہوگا یا اصل ان کا اور نفع میرے بھائی کا ہوگا؟ اور میرے والد نے اپنی حیات میں بارہا میرے بھائی سے اپنا روپیہ طلب کیا تھا۔(۱۲۰۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: والد کے روپے سے جو کاروبار تجارت تمہارے بھائی نے کیا تھا وہ سب اصل مع نفع تمہارے والد کا ہے، سب ورثہ پر بقدر حصہ تقسیم ہوگا (۲)

کاروبار میں بیٹا باپ کی مدد کرتا ہے تو پوری آمدنی باپ کی ملک ہے

سوال: (۳۰) بیٹا اپنے باپ کے گھر اور عیال میں ہمیشہ سے سکونت پذیر ہے، باپ کو اس کے کاموں میں مدد دیتا ہے جدا نہیں، کاروبار کرنے سے پہلے اس کے پاس کچھ مال نہ تھا جو کچھ تھا باپ ہی کا تھا، اور باپ بدستور کسب معیشت میں مشغول ہے دونوں کا کاروبار متحد ہے؛ یہی بیٹا فوت ہوا، پس جو کچھ اس کی کمائی ہے اور اس کے پاس پایا جاوے، جو بھی ہو نقد وجنس، دواب ومواشی وغیرہ جو دونوں کی

(۱) الشامی :۶/۳۹۲ کتاب الشرکة – فصل في الشرکة الفاسدة .

(۲) سوال کے آخری جملے سے معلوم ہوتا ہے کہ باپ نے بیٹے کو روپے قرض دیے ہیں، اور یہ بھی اشارہ ہے کہ بیٹے کی مستقل معیشت ہے، باپ کے ماتحت کاروبار نہیں ہے، اگر واقعہ ایسا ہے تو نفع سائل کے بھائی کا ہوگا، اور جتنا روپیہ سائل کے والد نے دیا تھا وہ ترکہ شمار ہوگا ۱۲ سعید احمد پالن پوری۔

Maktaba Tul Ishaat.com

کمائی سے حاصل ہوا ہو، یہ سب شرع شریف کی رو سے باپ کی ملک ہے جو زندہ ہے، یا اسی بیٹے کا ترکہ؟ اور اس میں ارث کے احکام جاری ہوں گے یا نہیں؟ اور جو کچھ اس کے زیر قبضہ اور زیر قفل ہو، وہ کس کی ملک ہے؟ کس دلیل سے؟ یہ جو زیر قبضہ اور زیر قفل ہے وہ بھی مکسوبات بالا میں سے ہے، اس کی زوجہ کا مہر کس پر کس جائداد سے ادا کرنا لازم وواجب ہے؟ اور اس کے زیر استعمال فروش ولحاف جو ہوں اس کی زوجہ مفت لے سکتی ہے یا کسی حق میں مجرا کر کے دیا جاوے؟ ایسے بیٹے کا بصورت وبحالت مذکورہ بالا کچھ ترکہ ہے یا نہیں؟

اور جن کی معیشت بذریعہ وعظ گوئی یا فتوی دہی یا امامت مساجد یا خادمیت یا پیری مریدی سے جاری ہو، ان میں اگر مذکورہ بالا صورت اور واقعہ پایا جاوے حکم اس کا بھی ایک ہی ہے یا کچھ فرق ہے؟ تجویز میں ان کو مساوات ہے یا اور کچھ؟ جس پر ایسے واقعات اور قضایا میں علماء اسلام وفقہاء اعلام کا فتوی کتب معتبرہ فقہیہ میں ثابت ہو اسی کی عطاء سے مشکور فرمایا جاوے۔

فتاوی خیر الدین رملی وتنقیح فتاوی حامدیہ کی کتاب الدعوی اور ردالمحتار شرح درمختار کے شرکتِ فاسدہ کے باب میں جو فتوی اس قسم قضایا کے بارہ میں ثابت ہے، وہ فتوی صورت مسئولہ پر راست آتا ہے یا نہیں؟ ان میں جو سوال وجواب ہے وہ اس سوال وجواب پر راست آتا ہے یا نہیں؟ جو حق ہو اس سے مطلع فرمایا جاوے۔ حدیث: كل أحد أحق بماله من والده وولده والناس أجمعين (السنن الكبرى للبيهقي عن حيان الجمحي) اور جامع صغير سيوطي. المرء أحق بمكا سبه وغیرہ کے منطوق سے فتوی کتب مذکورہ پر کچھ نقض نہیں آتا؟ حدیث مذکور صحیح ہے یا نہیں؟ حیان جمحی صحابہ میں سے ہیں یا نہیں؟ (۱۸۴۸/۱۳۳۸ھ)

الجواب: ردالمحتار میں فتاوی خیریہ کے سوال وجواب کو نقل کر کے یہ لکھا ہے: ثم هذا في غير الابن مع أبيه ؛لما في القنية: الأب وابنه يكتسبان في صنعة واحدة ولم يكن لهما شيء فالكسب كله للأب إن كان الابن في عياله لكونه معينالله ألاترى لوغرس شجرة تكون للأب الخ (۱) (۳/۳۴۹ شركة فاسدة) پس صورت مسئولہ کے مطابق یہ روایت قنیہ کی ہے، اور یہی صورت مسئولہ کا جواب ہے کہ جو کچھ بیٹے کے پاس ہے وہ بھی باپ کا ہے، بیٹے کا ترکہ اس میں کچھ نہیں ہے، پس اسی کے موافق احکام مرتب ہوں گے —— اور حدیث كل أحد أحق بماله الخ بھی

(۱) الشامي: ۶/۳۹۲ كتاب الشركة – فصل في الشركة الفاسدة .

Maktaba Tul Ishaat.com

اسی روایت قنیہ کی مؤید ہے؛ کیونکہ سوال میں یہ ہے کہ جو کچھ تھا باپ کا تھا، اسی میں بیٹے نے بھی باپ کے ساتھ مل کر عمل وکسب کیا تو بیٹا اس صورت میں معین باپ کا ہوا، اور مال سب باپ کا ہوا لقوله عليه السلام: كل أحد أحق بماله من والده و ولده والناس أجمعين (۱) پس جب کہ وہ مکسوبہ مملوکہ باپ کا ہے تو بیٹے کی زوجہ ودیگر ورثہ کا اس میں کچھ حق نہ ہوگا، اور زوجہ کا مہر اس میں سے نہ لیا جاوے گا، البتہ وعظ گوئی اور خادمیت مسجد وغیرہ کی صورت اس سے علیحدہ ہے، اس میں ہر ایک آمدنی اس کی ملک ہوگی جس کو ملے، اور بصورت اختلاط وعدم تمیز تساوی پر محمول ہوگی؛ اس صورت میں بھی حدیث مذکور سے استدلال ہوگا۔

اور حدیث مذکور صحیح ہے ''جامع صغیر'' میں اس پر علامت صحت لکھی ہے اور ''سراج منیر شرح جامع صغیر'' میں اس کو صحیح کہا ہے۔

اور ''اصابہ واسد الغابہ'' سے معلوم ہوتا ہے کہ حیان جمی ابن جبلہ تابعی ہیں صحابی نہیں ہیں اس صورت میں حدیث مرسل ہوگی بہر حال قابل استدلال ضرور ہے۔ فقط

سوال: (۳۱) زید کا فرزند عمر اپنے باپ کے ساتھ کاروبار آمد وخرچ میں مشترک رہا، دستاویزات قرضہ جات بھی بالاشتراک موجود ہیں؛ کیا وہ جائداد جو بعد زید موجود ہے فقط زید کی متصور ہوگی یا مشترک قرار دی جاکر بعد قطع اشتراک جو حصہ زید کا ہوگا وہ تقسیم کیا جائے گا؟ (۴۹۲/۱۳۴۲ھ)

الجواب: وہ تمام ترکہ باپ کا شمار ہوگا، اور سوال سے معلوم ہوا کہ عمر اپنے باپ کی شرکت میں کاروبار کرتا تھا اور خرچ مشترک تھا، اس سے معلوم ہوا کہ عمر اپنے باپ کے عیال میں تھا علیحدہ نہ تھا؛ پس عمر معین اپنے باپ کا سمجھا جائے گا اور ترکہ کل زید کا ہوگا، اور جملہ ورثہ پر حسب حصص تقسیم ہوگا جیسا کہ شامی جلد ثالث شرکت فاسدہ میں بیان کیا ہے: ثم هذا في غير الابن مع أبيه لما في ''القنية'' الأب وابنه يكتسبان في صنعة واحدة ولم يكن لهما شيء فالكسب كله للأب إن كان الابن في عياله لكونه معينا له ألا ترى لو غرس شجرة تكون للأب الخ (۲)

سوال: (۳۲) زید لکڑی کی تجارت کرتا تھا، جب اس کی اولاد ہوئی تو دولڑکے بلا کسی معاہدہ کے اس

(۱) السنن الكبرى للبيهقي ۷/۹۰ دار الكتب العلمية بيروت.

(۲) الشامي : ۶/۳۹۲ في أوائل الشركة الفاسدة .

Maktaba Tul Ishaat.com

کے ہمراہ کام کرنے لگے، اور تجارت میں ترقی کرتے رہے، اور وہ دونوں معہ بیوی بچوں کے زید کے عیال میں رہتے رہے، ان دونوں لڑکوں میں سے ایک فوت ہوگیا، اس کی اولاد موجود ہے، اب زید بغرض رفع نزاع اپنی جائداد، مکانات اور اسباب تجارت اپنے موجود لڑکے اور پوتے اور ناتی (نواسہ) اور بیوی پر تقسیم کرنا چاہتا ہے اس طور سے کہ عنداللہ گنہگار نہ ہو تو ہر ایک کو کس قدر دیوے؟ یہ دونوں لڑکے جو شریک فی العمل تھے شریک تجارت تھے یا اجیر؟ اور مال کا مالک صرف زید ہے یا لڑکے بھی؟ (۲۸۱۰/۱۳۴۱ھ)

الجواب: وہ تمام ترکہ (۱) زید کا ہے، لڑکے جو کام کرتے تھے وہ شریک ترکہ نہیں ہیں بلکہ وہ باپ کے معاون اور مددگار سمجھے جاتے ہیں، جیسا کہ شامی میں تصریح کی ہے: **في القنية: الأب وابنه يكتسبان في صنعة واحدة ولم يكن لهما شيٌ فالكسب كله للأب إن كان الابن في عياله لكونه معيناله الخ** (۲) (شامی ج:۳) پس جب کہ معلوم ہوا کہ وہ تمام ترکہ زید کا ہے تو اس کو اختیار ہے کہ اپنی حیات میں اپنے وارثوں اور قرابت داروں کو جس طرح چاہے تقسیم کرے؛ مگر کسی کو ضرر پہنچانا مقصود نہ ہو، اور حسب ضرورت جس کو جس قدر حاجت مند سمجھے تقسیم کر دیوے، وراثت کے قاعدہ کے موافق تو ظاہر ہے کہ بیٹوں کے ہوتے ہوئے پوتے اور پوتیاں محروم ہو جاتے ہیں؛ اور نواسہ اور نواسیاں تو اولاد دختری کے ہوتے ہوئے بھی محروم ہو جاتے ہیں اس لیے وراثت کا قاعدہ زندگی میں ملحوظ رکھنے کی ضرورت نہیں ہے کہ اس میں پوتوں وغیرہم کا نقصان ہے، البتہ اس کی ضرورت ہے کہ اضرار یعنی ضرر رسانی کسی کی مقصود نہ ہو جیسا کہ درمختار میں ہے: **ولا بأس بتفضيل بعض الأولاد في المحبة لأنها عمل القلب وكذا في العطايا إن لم يقصد به الإضرار الخ** (۳)

باپ کا اپنے بیٹوں کے نام مکان خرید کرنے اور ان کو اپنے ساتھ تجارت میں لگانے کا حکم

سوال: (۳۳) (الف) زید نے دو چھوٹے لڑکوں کے نام دو مکان مسکونہ خرید کیے، اور مرمت

(۱) لفظ ترکہ مجازاً بمعنی مملوکہ استعمال کیا ہے، کیونکہ ابھی زید باحیات ہے ۱۲

(۲) الشامي :۶/۳۹۲ في أوائل الشركة الفاسدة .

(۳) الدرالمُختار مع الشامي : ۸/۴۳۴ كتاب الهبة – قبيل باب الرجوع في الهبة .

Maktaba Tul Ishaat.com

وغیرہ اپنے روپے سے کراتا ہے تو وہ مکان پدر کے ہیں یا بیٹے کے؟

(ب) زید نے پسران خود کو اپنے ساتھ تجارت کے کاروبار میں لگا رکھا تھا، ایک پسر کا انتقال ہو گیا تو اسباب تجارت میں سے اس کے ورثہ کو حق ملے گا یا نہیں؟ (۳۲/۷۴۴-۱۳۳۳ھ)

الجواب: (الف) وہ دونوں مکان زید کے ہیں۔

(ب) وہ سب اسباب تجارتی وغیرہ باپ کا ہے، پسر متوفی کے ورثہ کا اس میں کچھ حق نہیں ہے(۱)

ایک بیٹے نے اپنے ذاتی روپے سے جو جائداد خریدی اس کا مالک تنہا وہی ہے

سوال: (۳۴) باپ اور چار فرزند ایک مکان میں رہتے تھے، اور باپ کو وظیفہ ملتا تھا، فرزند اکبر نے جو جائداد اپنی محنت سے خریدی اس کا مالک کون ہے؟ (۱۳۴۲/۳۰۲۸ھ)

الجواب: فرزند اکبر نے اگر وہ جائداد اپنے کسب اور محنت اور اپنے ذاتی روپے سے خرید کی تھی تو مالک اس کا تنہا وہی ہے، دوسرے بھائیوں کا اس میں کچھ حصہ اور حق نہیں ہے(۲) فقط

بیٹے نے اپنی کمائی سے جو مکان بنایا ہے اس کو باپ خالی نہیں کرا سکتا

سوال: (۳۵) زید کے بیٹے نے اپنی کمائی سے ایک مکان بنایا ہے، زید کا کوئی حصہ اس تعمیر میں نہیں ہے، اب زید نے اپنے بیٹے کو نوٹس دیا ہے کہ تم نے جو مکان بنایا ہے وہ میری ملکیت ہے اس لیے دو ہفتہ کے اندر میرا مکان خالی کر دو ورنہ مکان معہ سامان فروخت کر دیا جائے گا، یہ کہنا زید کا صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۸۱۱ھ)

---

(۱) الأب والابن يكتسبان في صنعة واحدة ولم يكن لهما شيئٌ فالكسب كُله للأب الخ (ردالمُحتار: ۶/۳۹۲ كتاب الشركة – فصلٌ في الشركة الفاسدة)

(۲) وماحصله أحدهما فله، قال الشامي: قوله وماحصله أحدهما أى بدون عمل الآخر – وفيه تحت قوله " مطلبٌ اجتمعا فى دارٍ واحدةٍ.....ثم ذكر خلافا فى المرأة مع زوجها إذا اجتمع بعملهما .....إلى قوله .....إلَّا إذا كان لها كسبٌ عليحدة فهو لها الخ (رد المحتار ۶/۳۹۲ كتاب الشركة – فصلٌ في الشركة الفاسدة)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: اگر اس مکان کی زمین بھی بیٹے کی مملوکہ تھی اور تعمیر بھی بیٹے نے کرائی، زید کا اس میں کچھ صرف نہیں ہوا تو زید اس مکان کا مالک نہیں ہے، اور بیٹے سے اس کو خالی نہیں کرا سکتا، اور کچھ تصرف بیع وشراء کا اس میں نہیں کرسکتا، اور اگر زمین زید کی تھی اور زید نے وہ زمین اپنے بیٹے کو مکان تعمیر کرانے کے لیے دے دی تھی تب بھی زید اس کو واپس نہیں لے سکتا۔ فقط

باپ نے بیٹوں کو اپنی مالیت تقسیم کردی، پھر بیٹوں نے مشترک کاروبار کیا تو اس کا حکم

سوال: (۳۶) زید نے اپنے لڑکوں یحییٰ، خالد، بکر، عمر، یونس اور یوسف کے لیے بموجب حکم شریعت ایک وصیت نامہ لکھدیا جس میں موجودہ قرضہ اور مالیت کو تقسیم کردیا، اور یہ ہدایت کردی کہ یحییٰ اپنا کاروبار الگ کرے، اور باقی چار بھائی خالد کی زیرنگرانی اس کام کو چلائیں جو کہ ''یحییٰ وخالد اینڈ برادرس'' کے نام سے ہورہا ہے؛ لیکن پھر ہرشش برادران نے باہمی سمجھوتہ کرلیا کہ حتی الامکان ہرشش برادران مشترکہ ہی کام کریں، چنانچہ تین سال تک تو کاروبار بحسن وخوبی کرتے رہے، اور اس تین سال میں والدین ویحییٰ نے قرضہ وغیرہ امور خانگی تقریبات سے بھی فراغت پالی۔ چوتھے سال اسی کام کو یحییٰ، یونس ویوسف نے انجام دیا۔

علاوہ ازیں ایک دوسرا کام یحییٰ نے اپنی قوت بازو سے بیوپار شروع کرکے اس کی آمدنی کو مشترکہ کاروبار میں شامل کردیا، بعد اختتام سال چہارم خالد آیا اور اسی کام مشترکہ کو اپنی تحویل میں لے کر یونس کو دوسرے کام پر لگادیا، اور یحییٰ ویوسف نے دوسری جگہ جاکر ایک نئے کارخانے کی بنیاد ڈالی، چنانچہ خالد نے پورے سال اسی کام کو تنہا بلا امداد غیرے اپنی قوت سے کیا، بعد اختتام سال پنجم زید نے بلحاظ حالت موجودہ تجدید وصیت نامہ وتقاسمہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کرنا چاہا تو خالد جو اس کاروبار کا مالک ہوگیا تھا منافعہ چار سال تک کا حساب پیش کردیا، زید نے سال پنجم کی نسبت کہا: تو خالد نے بدیں عذر حساب دینے سے انکار کردیا کہ وصیت نامہ سابقہ کی رو سے علیحدہ علیحدہ ہوگئے، دوسرے مجھے اس سال میں کسی نے امداد نہیں دی؛ لہٰذا یہ میری ملکیت خاص ہے، مشترکہ حساب میں شامل کرنا نہیں چاہتا۔ اور یحییٰ نے اس

Maktaba Tul Ishaat.com

منافع کی تقسیم کو منع کیا جو بیوپار کہ اس نے خاص اپنی ذمہ داری سے کیا تھا؛ لہٰذا خالد و یحییٰ کے عذرات قابل سماعت ہیں یا نہیں؟ فیصلہ شرعی اس بارے میں کیا ہونا چاہیے؟ (۳۱۱/۱۳۴۳ھ)

الجواب: زید نے جو اپنے ہر شش پسران کو مال موجودہ تقسیم کیا اور ہبہ کیا، اگر یہ ہبہ بقاعدہ شرعیہ صحیح و نافذ تھا یعنی ہبہ مشاع کا نہ تھا، بلکہ مال موجودہ کو تقسیم کر کے علیحدہ علیحدہ ہر ایک پسر کا قبضہ اس کے حصہ منقسمہ پر کرادیا، اور پھر ان پسران نے باہم اشتراک کے ساتھ کاروبار تجارت کیا تو اس وقت جس قدر مال وسامان موجود ہے وہ سب پسران کو بہ حصہ مساوی تقسیم ہوگا، اور اگر ہبہ مذکورہ بقاعدہ شرعیہ صحیح و نافذ نہیں ہوا بوجہ مشاع ہونے اور مشترک ہونے حصص کے جیسا کہ ظاہر حال اور قرائن سے معلوم ہوتا ہے، تو پھر پسران مالک حصص موہوبہ کے نہیں ہوئے، اور وہ سامان و مال زید کی ملک سے خارج نہیں ہوا، اور اب تک تمام مال وسامان موجودہ کا مالک زید ہے، اور اب اس کو اختیار ہے کہ جس طرح چاہے تقسیم کردے، اور اگر وہ تقسیم نہ کرے گا یا وہ تقسیم شرعًا صحیح نہ مانی گئی تو زید کے بعد جملہ پسران بہ حصہ مساوی مالک و وارث ترکہ زید کے ہوں گے، چنانچہ روایت ذیل جو شامی میں ہے پہلی اور دوسری صورت کی دلیل ہے:

تنبيه: يؤخذ من هذاما أفتى به في الخيرية في زوج امرء ة وابنها اجتمعا في دار واحدة وأخذ كل منهما يكتسب عليحدة ويجمعان كسبهما ولايعلم التفاوت ولاالتساوى ولا التمييز فأجاب: بأنه بينهما سوية، وكذلك لواجتمع إخوة يعملون في تركة أبيهم ونما المال فهو بينهم سويةٌ ولو اختلفوا في العمل والرأى اهـ، وقد منا أن هذا ليس شركة مفاوضة مالم يصرحا بلفظها أوبمقتضياتها مع استيفاء شروطها، ثم هذا في غير الابن مع أبيه لما في القنية: الأب وابنه يكتسبان في صنعة واحدة ولم يكن لهما شيٌ فالكسب كله للأب إن كان الابن في عياله لكونه معنيا له، ألا ترى لوغرس شجرة تكون للأب الخ (۱) فقط

ایک بھائی نے اپنی ذاتی محنت سے جو مال جمع کیا ہے اس میں دوسرے بھائی کا حصہ ہے یا نہیں؟

سوال: (۳۷) ایک شخص صرف ایک مکان چھوڑ کر رحلت کر گیا، اس کے دو لڑکے بکر و عمر یک جا

(۱) الشامي ۳۹۲/۶ كتاب الشركة – فصلٌ في الشركة الفاسدة .

Maktaba Tul Ishaat.com

رہتے تھے، بکر نے اپنی ذاتی کوشش سے مال جمع کیا، اب دونوں بھائی علیحدہ ہونا چاہتے ہیں، عمر کل مال کا نصف حصہ طلب کرتا ہے، بکر دینے سے انکار کرتا ہے کہ یہ کل مال میری محنت کا ہے، صرف مکان میں سے نصف حصہ دوں گا؛ اب عمر شرعاً بکر کی جائداد میں سے نصف حصے کا مستحق ہے یا صرف مکان میں سے؟ (۱۵۷۸/۱۳۳۷ھ)

الجواب: شامی جلد ثالث کتاب الشرکۃ میں ہے: **كذلك لو اجتمع إخوة يعملون في تركة أبيهم ونما المال، فهو بينهم سوية ولو اختلفوا في العمل والرأي الخ.** ص:۳۴۹(۱) پس اگر ان دونوں بھائیوں کا اجتماع اس طرح رہا ہے جو روایت مذکورہ میں مذکور ہے تو دونوں بھائی برابر تقسیم کریں گے، اور اگر ایسا نہیں ہے بلکہ باپ نے سوائے مکان کے کچھ ترکہ نہ چھوڑا تھا اور کسب دونوں کا نہ تھا، بلکہ صرف ایک بھائی نے کسب کیا اور مال حاصل کیا، اور دوسرے بھائی کا اس میں کسب شامل نہیں ہوا تو پھر وہ مال حاصل شدہ اور مکسوبہ سب اسی کا ہے جس نے اپنی کسب سے حاصل کیا اور دوسرے بھائی کی شرکت صرف اس ترکہ میں ہے جو باپ نے چھوڑا تھا۔ فقط

ایک بھائی نے اپنی آمدنی سے جو زیور اور گھریلو سامان اکٹھا کیا ہے اس میں دوسرے بھائی کا حق ہے یا نہیں؟

سوال: (۳۸) خالد کے تین لڑکے زید، عمر، بکر ہیں، لڑکوں کی ماں صاحب جائداد ہے، زید گھر کا کام اور سیر وغیرہ کا کام کرتا ہے، عمر اور بکر ملازمت کرتے رہے۔ اور جو کچھ ہوسکا گھر بھی دیتے رہے، عمر نے کوئی جائداد سوائے معمولی چیزوں کے کچھ نہیں فراہم کی، لیکن بکر نے اپنی بیوی کا زیور اور اثاث البیت منقولہ پیدا کیا؛ عمر چاہتا ہے کہ موروثی جائداد باپ ماں کی حیات میں تقسیم کرالی جاوے، اور بکر کا ذاتی پیدا کردہ اثاث البیت منقولہ بھی تقسیم کرالے؛ ایسی حالت میں عمر کے کیا حقوق شرعاً بکر کے اثاث البیت پر ہیں؟ (۹۷۵/۳۲ – ۱۳۳۳ھ)

الجواب: بکر نے جو زیور اور سامان خانہ داری اپنی آمدنی ملازمت سے حاصل کیا وہ اسی کا ہے

(۱) رد المحتار ۳۹۲/۶ كتاب الشركة – فصل في الشركة الفاسدة .

Maktaba Tul Ishaat.com

زید یا عمر کا کچھ حق اس میں نہیں ہے۔(۱)

دو بھائیوں کے درمیان جو دکان مشترک ہے اس میں تیسرے بھائی کا کوئی حصہ نہیں

سوال: (۳۹) زید، عمر، بکر تین حقیقی بھائی ہیں، جن کے پاس ماں باپ کے ترکہ سے کوئی جائداد مکان سکنی کے علاوہ نہ تھی، زید وعمر مل کر اپنے رسوخ سے ساہوکار سے بطور قرض کچھ اجناس لائے اور آپس میں مل کر اس کی تجارت کرتے رہے، تیسرا بھائی بکر ان کی تجارت میں شامل نہ رہا، بلکہ بطور خود ایک دکان کرتا رہا، لیکن گھر میں تینوں بھائی مع اہل وعیال کے اکٹھے رہے، اور مصارف کی یہ صورت رہی کہ گھر کے بڑے بڑے مصارف مثل اناج اور لباس ولکڑی وغیرہ زید وعمر کی دکان سے صرف ہوتی رہی، بکر کی دکان سے بھی معمولی مصارف جیسے نمک، مرچ، ہلدی، شکر وغیرہ گھر کے لیے آتے رہے، چند سال اسی طرح گزرے، چنانچہ زید، عمر کی دکان میں کافی منافعہ ہوا، مگر بکر کو چنداں منافعہ نہ ہوا۔

اب یہ تینوں بھائی ایک دوسرے سے علیحدہ ہونا چاہتے ہیں، اور زید وعمر کہتے ہیں کہ ہماری دکان کا منافعہ انصافًا ہم دونوں میں منقسم ہونا چاہیے کیونکہ بکر نہ اس میں عملاً شریک تھا نہ اور کسی طرح اس کی شرکت اس میں رہی نہ شرکت عقد نہ شرکت ملک؛ کیونکہ باپ کے ترکہ میں سے اس میں ایک حبہ بھی نہیں لگا، اور نہ باپ نے کوئی جائداد نقدی وجنسی چھوڑی تھی، لیکن بکر اس دکان سے بھی تیسرے حصہ کا طلب گار ہے، اور کہتا ہے کہ میں بڑی دکان کی تجارت میں کسی طرح شریک نہ تھا مگر سکونت اور عیال تینوں بھائیوں کا ایک ہی گھر میں تھا، اور میں بھی اپنی چھوٹی دکان سے گھر کے مصارف کے لیے کچھ نہ کچھ دیتا رہا حکم شرعی کیا ہے؟ (۱۸۱۵/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: اس صورت میں بکر کا مطالبہ بڑی دکان کے تیسرے حصہ کا محض بیجا اور غلط ہے، اس دکان میں اس کی شرعًا کسی قسم کی شرکت نہیں ہے(۲) فقط

---

(۱) لقوله عليه السلام: كل أحد أحق بماله من والده وولده والناس أجمعين (السنن الكبرى للبيهقي ۷/۹۰۷ دارالكتب العلمية، بيروت)

(۲) وكذلك لو اجتمع إخوة ..... شامي ۶/۳۹۲ كتاب الشركة، فصلٌ في الشركة الفاسدة.

Maktaba Tul Ishaat.com

ایک بھائی کی علیحدہ تجارت کا حکم

سوال: (۴۰) چار حقیقی بھائیوں کا کاروبار ساتھ ہوتا ہے، جائداد اور ملکیت وغیرہ سب شرکت میں ہیں، خورد ونوش بھی ساتھ ہی ہے، ان میں سے ایک بھائی کسی سے روپیہ قرض لے کر اور بھائیوں سے الگ تجارت بھی کرتا ہے، اور اپنے بھائیوں کے ساتھ بھی برابر تجارت میں مصروف رہتا ہے، اوقات فاضلہ میں اس تجارت کی دیکھ بھال کرتا ہے تو اس صورت میں اس خاص تجارت میں جو کچھ نفع ونقصان ہوگا وہ اسی ایک کے ذمہ ہوگا یا سب بھائی اس میں شریک ہوں گے؟ (۸۱۵/۱۳۳۵ھ)

الجواب: اس علیحدہ تجارت کے نفع ونقصان کا کوئی بھائی شریک وذمہ دار نہ ہوگا (۱) فقط

بھائیوں کی علیحدہ املاک کا حکم

سوال: (۴۱) ایک شخص کے وارثوں میں دو بیٹے اور ایک بیوی ہے، بیس سال تک ایک ساتھ ہم طعام رہ کر دونوں بیٹوں نے جدا جدا کمائی وکسب کیا، اور روزی کا مال جدا جدا رکھ کر جائداد ومکانات و تالاب وغیرہ خریدے اور بنائے۔ اس وقت وہ لوگ جدا ہونا چاہتے ہیں تو وہ جائداد اور مکانات وتالاب وغیرہ کس طرح ان لوگوں میں تقسیم ہوں گے؟ آیا وہ جائداد ومکانات وغیرہ جدا جدا جس نے خریدا یا بنایا ہے اس کا ہی ہوگا یا ورثاء میں بہ حصہ مساوی منقسم ہوگا؟ (۹۴۲/۱۳۴۵ھ)

الجواب: جب کہ ان دونوں بیٹوں نے جدا جدا کمایا، اور اپنے اپنے مال مکسوبہ سے علیحدہ علیحدہ جائداد خریدی اور مکانات وغیرہ بنوائے، تو ہر ایک اپنے اپنے مکسوبہ اور جائداد خرید کردہ کا مالک ہوگا، باقی ورثہ کا اس میں کچھ حق وحصہ نہیں ہے۔ قال فی ردالمحتار: یؤخذ من هٰذا قال: ما أفتٰی به فی "الخیریة" فی زوج امرأة وابنها اجتمعا فی دار واحدة وأخذ کل منهما یکتسب علیحدة و یجمعان کسبهما ولا یعلم التفاوت ولا التساوی ولا التمییز فأجاب: بأنه بینهما سویة الخ (۲)

---

(۱) وفی "الدرر" لایستحق الربح إلا بإحدی ثلثٍ: بمالٍ، أو عمل، أو تقبل (ردالمحتار: ۳۹۱/۶ کتاب الشرکة مطلبٌ: فی شرکة التقبل)

(۲) ردالمحتار: ۳۹۲/۶ کتاب الشرکة – بعد فصل فی الشرکة الفاسدة.

Maktaba Tul Ishaat.com

اس عبارت میں قید ویجمعان کسبھما الخ سے معلوم ہوا کہ اگر وہ دونوں باہم اپنے مکسوبہ مال کو جمع نہ کریں تو ہر ایک اپنے اپنے مکسوبہ مال وجائداد کا مالک ہے۔ لاخفاء فیہ. فقط

ایک بھائی کا کاروبار میں شریک نہ ہونا

سوال: (۴۲) کلاہ محمد، وصی محمد، نور محمد اور عبدالرحیم چاروں حقیقی بھائی تھے، سب کا کھانا پینا ایک میں تھا، لیکن کاروبار صرف تین بھائی مل کر کرتے تھے، نور محمد اپنا وقت سیر لاابالی میں بسر کرتے تھے۔ اتفاقاً ایک تاجر آیا جس نے فریب دے کر گھر کا سارا مال مع زیورات کے بلکہ باہر سے بھی جس قدر مال مل سکا سب لے کر چلتا بنا جس کی تعداد قریب ۴۲ ہزار کی تھی، اس سے ایک پیسہ بھی وصول نہ ہوا جس کی وجہ سے تینوں بھائی سخت خسارہ اور نقصان میں پڑے، آخر کار مایوس ہوکر تینوں بھائیوں نے بڑی جانفشانی سے پھر کاروبار شروع کیا اور بڑی مشکل سے ۱۸ ہزار روپے قرضہ ادا کیا تھا کہ عبدالرحیم کا انتقال ہوگیا، اس وقت ۲۴ ہزار روپے قرضہ باقی تھا، اور پونجی کچھ نہ تھی؛ عبدالرحیم نے ایک لڑکا عبدالرحمٰن اور ایک دختر نور بی بی اور ایک زوجہ مریم اور تین بھائی چھوڑے۔

اس کے بعد کلاہ محمد، وصی محمد نے روزگار بڑھایا اور خدا کے فضل سے باقی کل قرضہ ادا ہوگیا، اور کچھ پونجی بھی ہوگئی جس سے ایک مکان بھی رہنے کو خریدا؛ دس برس کے بعد وصی محمد کا انتقال ہوا، انہوں نے دو لڑکے محمد ایوب، محمد عثمان اور ایک زوجہ نور بی بی اور دو بھائی چھوڑے، نور بی بی نے اپنا حصہ رسدی ترکہ وصی محمد سے ابن الزوج محمد عثمان، محمد ایوب کو ہبہ کردیا۔

کاروبار تجارت میں ترقی ہوتی رہی؛ کلاہ محمد کا انتقال ہوگیا، انہوں نے دو لڑکے محمد اسماعیل، عبدالغفار، دو دختر رحمت وزینب ایک زوجہ عائشہ چھوڑی؛ پھر رحمت کا انتقال ہوگیا ایک لڑکا عبدالقدوس ایک لڑکی زبیدہ اور شوہر عبدالغنی چھوڑا؛ پھر زینب نے وفات پائی ایک لڑکا ابوالقاسم اور دو لڑکیاں آمنہ اور سکینہ اور شوہر محمد رفیق چھوڑا؛ پھر محمد عثمان مرے، دو لڑکیاں جمیلہ اور جنت ایک زوجہ سائرہ ایک بھائی حقیقی محمد ایوب چھوڑا؛ پھر محمد ایوب کا انتقال ہوا ایک بیوی سکینہ تین لڑکے اکرام اور محمد اور لقمان اور چار لڑکیاں رابعہ، آسیہ، سلمٰی، اسماء، چھوڑی۔

اب سوال یہ ہے کہ اس کاروبار جائداد میں جس میں تین بھائی کلاہ محمد، وصی محمد، عبدالرحیم، ایک

Maktaba Tul Ishaat.com

ساتھ کام کرتے تھے، اور ایک بھائی نور محمد کچھ نہ کرتے تھے، ہر ایک بھائی کتنے کتنے حصہ کا مستحق ہے؟ نور محمد کا بھی کچھ حصہ ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کتنا؟ اور عبدالرحیم جب مرے تھے اس وقت سوائے قرض کے اور کچھ نہ تھا تو ان کا بھی حصہ اس کاروبار میں ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کتنا؟ پھر ان چاروں بھائیوں کا حصہ ان کے ورثاء پر کس طرح تقسیم ہوگا؟ (۹۹/۱۳۴۱ھ)

الجواب: شامی فصل شرکت فاسدہ میں ہے: **وكذلك لو اجتمع إخوة يعملون في تركة أبيهم ونما المال فهو بينهم سوية، ولو اختلفوا في العمل والرأي الخ** (۱) (شامی: ۳/۳۴۹)

اس روایت سے یہ معلوم ہوا کہ اگر باپ کے ترکہ میں کئی بھائی تجارت اور کاروبار کریں، اور اس کو بڑھاویں تو وہ سب بھائی اس میں برابر کے حصہ دار ہیں، اگر چہ ان کا عمل اور کوشش مختلف ہو، لیکن جو بھائی بالکل اس کاروبار سے علیحدہ رہا، اور اس نے کسی قسم کی بھی اعانت بھائیوں کے کام میں نہ کی اور کسی قسم کا عمل نہ کیا تو روایت بالا کے مفہوم سے معلوم ہوا کہ وہ اس نما میں شریک نہ ہوگا، صرف اصل ترکہ سے جو کچھ اس کو پہنچا وہ اس کا مالک ہوگا، اور بعد میں جب کہ وہ مال سب ضائع ہوگیا تو پھر از سر نو جن بھائیوں نے کام شروع کیا اور تجارت کو بڑھایا، اور ترکہ پدری کچھ موجود نہ رہا تو وہ انہیں کا ہے، یعنی جن بھائیوں نے قرض ادا کر کے پونجی بڑھائی اور نفع حاصل کیا وہ صرف انہیں کا حق ہے، اور ان کے بعد ان کی اولاد کو حصہ رسد ملے گا۔ فقط

سرمایہ اور شرط کے بغیر بھائی کی تجارت میں عملاً شریک ہونا محض تبرّع ہے

سوال: (۴۳) زید کے تین لڑکے ہیں عمر، بکر، خالد۔ زید کی زندگی میں عمر نے نوکری کی، لیکن زید کو کچھ نہ دیتا تھا حتی کہ زید عمر کی زوجہ وغیرہ کے اخراجات کا متکفل تھا؛ کچھ دنوں کے بعد عمر نے ملازمت کے روپے سے تجارت شروع کی، زید کے انتقال کے بعد بکر تجارت میں بغیر کسی شرط اور بغیر روپے دیے ہوئے شریک ہوگیا، اور چار برس تک عمر و بکر دونوں کام کرتے رہے، اس کے بعد باہم نفاق پیدا ہوگیا، اور دونوں علیحدہ ہوگئے؛ اس صورت میں مال تجارت سے بکر کو کچھ حصہ ملے گا یا نہیں؟ اور خالد بھی مستحق

(۱) ردالمحتار ۶/۳۹۲ كتاب الشركة ـ بعد فصل في الشركة الفاسدة .

Maktaba Tul Ishaat.com

کسی حصہ کا ہے یا نہیں؟ (۹۶۱/ ۱۳۴۵ھ)

الجواب: عمر جب کہ اپنے باپ زید سے اس کی زندگی میں بے تعلق ہو چکا تھا تو اس نے اپنے کسب سے جو تجارت کی وہ سب اسی کی ہے، باپ یا اس کے دوسرے بھائیوں کا اس میں کچھ حق نہیں، بکر نے اپنے بھائی عمر کے ساتھ جو شرکت کی اور اس کے ساتھ مل کر جو کام کیا وہ شرعاً محض تبرع سمجھا جائے گا، کیونکہ یہ شرکت کوئی شرعی شرکت نہیں جس پر شرعی احکام جاری ہوسکیں؛ پس اس مال تجارت میں عمر کا کوئی شریک نہیں اس کا شمار باپ کے ترکہ میں نہ ہوگا کہ خالد یا اور دوسرے وارث اس میں شریک ہوسکیں (۱) لیکن اس میں بھی شبہ نہیں کہ عمر کا یہ فعل شرعاً جائز نہ تھا کہ اس نے اہل وعیال کے نفقہ کو باپ کے ذمہ ڈال کر اپنی نااہلی کا ثبوت دیا، اس کا گناہ عمر کی گردن پر ہے، اور اس لحاظ سے اگر وہ اس روپے میں اپنے دوسرے بھائیوں کو بھی شریک کرے تو کچھ نہ کچھ اخراجات نفقہ کی مکافات ہوسکے گی۔

جو بیٹا باپ سے علیحدہ رہتا ہے اس کا کمایا ہوا مال باپ کے ترکہ میں شامل نہ ہوگا

سوال: (۴۴) زید صاحب علم و مُکْنَتْ ایک قریہ میں پیش امام تھا، منکوحہ اولیٰ سے ایک ہی ولد (عمر) پیدا ہوا، زید نے اپنے لڑکے عمر کی شادی کر کے امامت پر اپنا قائم مقام کر دیا۔ اور کچھ جائداد مملوکہ و زیورات جو عمر کی والدہ کا تھا عمر کے پاس بلا ہبہ چھوڑ کر قریہ ثانیہ میں امام ہوگیا، اور بعد فوت ہونے زوجہ اولیٰ کے زید نے نکاح ثانی قریہ ثانیہ میں کرلیا، اس سے کچھ اولاد نہیں ہوئی، پھر نکاح ثالث سے چند اولاد ہوئی جو موجود ہے، اور زید نے قدرے جائداد قریہ ثانیہ میں اور زیورات پیدا کیے، اور عمر نے قریہ اولیٰ میں کچھ ترقی امامت کی آمدنی سے کی، بعدہ زید کا انتقال ہوگیا ——— اب عمر کہتا ہے: جو جائداد و زیورات میرے پاس ہیں وہ میرا مملوکہ ہے، اور قریہ ثانیہ میں جو جائداد و زیورات ہیں وہ متروکہ زید کا ہے، لہٰذا مجھ کو اس میں سے بھی حصہ ملنا چاہیے، اور فریق ثانی کہتا ہے کہ کل جائداد و زیورات متروکہ

(۱) ثم هذا في غير الإبن مع ابنه لما في القنية الأب وابنه يكتسبان في صنعة واحدةٍ ولم يكن لهما شيٌ فالكسب كله للأب إن كان الإبن في عياله الخ (ردالمحتار: ۳۹۲/۶ كتاب الشركة ـ فصلٌ في الشركة الفاسدة) مذکورہ بالا روایت سے معلوم ہوا کہ بیٹا علیحدہ ہو تو اس کا مال باپ کا مال نہ سمجھا جائے گا. واللہ اعلم.

Maktaba Tul Ishaat.com

زید کا ہے؛ اس صورت میں شرعی فیصلہ کیا ہے؟ (۸۷۳/۱۳۴۵ھ)

الجواب: اس واقعہ کے متعلق پہلے بھی سوال آیا تھا اس سے معلوم ہوا تھا کہ عمر علیحدہ رہتا تھا، زید کی عیال میں نہ تھا، اور عمر نے اپنے کسب امامت سے جائداد خریدی اور ترقی دی۔ تو اس صورت میں بموجب روایت شامی عمر کے پاس جو کچھ مکسوبہ واندوختہ ہے وہ زید کے ترکہ میں شامل نہ ہوگا، اور جو ترکہ زید کا قریہ ثانیہ میں ہے اس میں سے باقی اولاد کے ساتھ عمر بھی حصہ پاوے گا الأب وابنه يكتسبان في صنعة واحدة ولم يكن لهما شيٌ فالكسب كله للأب إن كان الابن في عياله لكونه معينا له الخ (شامی عن القنية ص:۳۴۹) پس قیدان كان الابن في عياله سے معلوم ہوا کہ اگر پسر علیحدہ رہتا ہو، اور باپ کے ساتھ شامل نہ ہو تو اس کے پاس جو کچھ مکسوبہ ہے وہ باپ کا ترکہ نہ ہوگا (۱) فقط

جو بیٹا باپ کے ساتھ رہتا ہے اس کا کمایا ہوا مال باپ کے ترکہ میں شامل ہوگا

سوال: (۴۵) زید دو پسر داشت، یکے از آنہا در حالت پیری پدر خود از عیال پدر علیحدہ گردیدہ، قدرے اموال فراہم گردانید، و پسر دیگر در عیال پدر بودہ از کسب خود بر پدر خود نفقہ گردانید، وقدرے اموال حاصل گردانید، بعد مرگ پدر پسر یکہ علیحدہ بود از اموال پسر یکہ در عیال پدر بود حصہ می طلبد، و اموال مکسوبہ خود را بوجہ علیحدگی ملک خاص خود قرار دادہ برادر خود را محروم می گرداند؟ فقط (۱۵۳۴/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: پسر یکہ در عیال پدر بود مکسوبہ او کہ شامل مکسوبہ پدر شد ملک پدر است، و بعد از مرگ پدر در ترکہ اش شامل است، ہر دو پسر در آں بحصہ مساوی حق دارند و مالک اند، پسر یکہ در عیال پدر نبود مکسوبہ او خالص ملک اوست، پسر دیگر را دراں حصہ نمی رسد۔ كذا في الشامي (۲) فقط

ترجمہ: **سوال**: (۴۵) زید کے دو لڑکے ہیں، ان میں سے ایک نے والد کے بوڑھاپے میں ان کی عیال سے علیحدہ ہو کر کچھ اموال فراہم کیے، اور دوسرا بیٹا والد ہی کی عیال میں رہ کر اپنی کمائی سے والد پر خرچ کرتا رہا اور کچھ مال واسباب بھی حاصل کر لیے، والد کی وفات کے بعد وہ بیٹا جو علیحدہ ہو گیا تھا باپ

(۱) الشامي:۳۹۲/۶ كتاب الشركة – بعد فصل في الشركة الفاسدة .

(۲) رد المحتار ۳۹۲/۶ كتاب الشركة – فصلٌ في الشركة الفاسدة .

Maktaba Tul Ishaat.com

کی عیال میں رہنے والے بیٹے کے مال میں سے حصہ طلب کرتا ہے، اور اپنا کمایا ہوا مال واسباب علیحدگی کی وجہ سے اپنی خاص ملکیت قرار دیکر دوسرے بھائی کو محروم کرتا ہے؟

الجواب: جو بیٹا باپ کی عیال میں تھا اس کا کمایا ہوا مال واسباب باپ کے مکسوبہ میں شامل ہوکر باپ ہی کی ملکیت ہوگا، اور اس کے مرنے کے بعد ترکہ میں شمار ہوگا، لہٰذا دونوں بیٹے اس میں برابر حصے کے حقدار ہیں؛ اور جو بیٹا باپ کی عیال میں نہیں تھا اس کا کمایا ہوا مال خاص اسی کی ملک ہے اس لیے دوسرے بیٹے کو اس میں سے کوئی حصہ نہ پہنچے گا۔

بڑے بھائی کا اپنا اور نابالغ بھائی کا روپیہ تجارت میں لگانا

سوال: (۴۶) حسینی نابالغ مرحوم اپنے بڑے بھائی نبی صاحب کی شرکت میں ہی رہتے تھے، اور نبی صاحب نے اپنا اور اپنے بھائی کا روپیہ تجارت میں لگایا تو جو منافعہ ہوا وہ کس کا ہے؟ (۶۶۴/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: وہ نفع دونوں کا ہے(۱) فقط

ایک بھائی کا مشترک مال میں سے اپنے بیٹے کو کاروبار کے لیے رقم دینا

سوال: (۴۷) امین الدین، کریم الدین، قسیم الدین تینوں بھائی ہمیشہ سے ساتھ شامل ہیں معہ مال ومتاع کے، امین الدین کے کسی پسر نے اپنے والد سے کچھ روپیہ طلب کیا کہ میں علیحدہ کاروبار کروں گا، امین الدین نے پسر مذکور کو روپے دیتے وقت یہ کہا کہ جب مجھ کو روپے کی ضرورت پڑے گی میں اس روپے کو لے لوں گا۔ جب تم کو ترقی ہوجاوے دے دینا، پسر مذکور نے کاروبار کیا — بحمداللہ — ترقی پائی، اور روپیہ والد کا ادا کردیا۔ جو روپیہ امین الدین نے پسر مذکور کو دیا تھا وہ مشترکہ میں سے دیا تھا یعنی سب بھائیوں کا تھا، اور روپے دیتے وقت دیگر شرکاء سے اجازت نہیں لی تھی؛ لیکن سب کو اس کا علم پورے طور سے تھا، مگر قسیم الدین وکریم الدین کو اس کا علم نہیں تھا کہ واپسی کے وعدہ پر روپیہ دیا گیا ہے، تو

(۱) وكذلك لو اجتمع إخوة يعملون في تركة أبيهم ونماالمال فهو بينهم سوية ولو اختلفوا في العمل والرأى . (الشامى : ۳۹۲/۶ كتاب الشركة – فصلٌ فى الشركة الفاسدة)

Maktaba Tul Ishaat.com

اس صورت میں قسیم الدین وکریم الدین پسر مذکور کے چچا ترقی یافتہ مال میں سے حصہ پانے کے مستحق ہیں یا نہ؟ (۶۱۳/۱۳۴۱ھ)

الجواب: اس صورت میں قسیم الدین وکریم الدین پسر مذکور کے مکسوبہ میں سے حصہ پانے کے مستحق نہیں ہیں۔ فقط

مشترک کاروبار میں فوت شدہ بھائی کی اولاد کا حصہ

سوال: (۴۸) زید کے انتقال کے بعد زید کے نقد متروکہ سے اس کے تینوں لڑکوں کا کاروبار تجارت شامل رہا، پھر ان میں سے عمر نامی نے انتقال کیا، اور اس کی اولاد بھی اپنے دونوں چچا کے ساتھ شامل ہے، اور رأس المال تجارت زید کا متروکہ تھا جس سے تینوں بھائی کاروباری کیجائی کرتے آئے، مگر دونوں چچا نے مکانات وجائداد وغیرہ بعد انتقال عمر کے جو کچھ اسی مشترکہ مال تجارت سے حاصل کیا یا کرتے ہیں وہ سب اپنے ہی نام سے خرید کرتے ہیں، اور متوفی بھائی کی اولاد اس وقت تک ان دونوں کے ساتھ ہے، ایسی صورت میں عمر کی اولاد جملہ جائداد واسباب تجارت میں حسب حصہ رسدی برابر کے حصہ دار اور شریک شرعًا ہیں یا نہیں؟ (۸۹۷/۱۳۴۳ھ)

الجواب: جب کہ عمر کا ترکہ وحصہ دونوں بھائیوں نے شامل تجارت مثل اپنے حصہ کے رکھا تو منافع میں عمر کی اولاد مثل دوسرے بھائیوں کے مالک وشریک ہے، جب تک اشتراک باقی ہے نفع میں سب بہ حصہ برابر شریک ہیں یعنی عمر کا حصہ بھی مثل باقی دو بھائیوں کے ہوگا، اور عمر کی اولاد اس کی مستحق ہے(۱) فقط

فوت شدہ شریک کا روپیہ تجارت میں لگانا

سوال: (۴۹) زید جائداد ونقد چھوڑ کر فوت ہوا، نقد کم تھا، زید کے بعد زید کے شرکاء نے زید کے نقد کو تجارت میں لگا کر تجارت کو چلایا یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور نفع ونقصان زید کے روپے کو پہنچتا ہے، یا نہیں؟ (۱۰۷۷/۱۳۳۹ھ)

---

(۱) وكذلك لو اجتمع إخوة يعملون في تركة أبيهم ونما المال فهو بينهم سويّةٌ ولواختلفوا في العمل والرأيِ (ردالمحتار ۶/۳۹۲ كتاب الشركة – فصلٌ في الشركة الفاسدة)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: بعد انتقالِ زید سلسلہ تجارت ختم ہوگیا، اور شرکاء سے معاملہ تمام ہوگیا، پس اگر شرکاء نے زید کے روپے کو تجارت میں لگائے رکھا تو نقصان زید کے روپے پر نہ پڑے گا، نفع کا اختیار ہے لگاویں یا نہ لگاویں (۱) فقط

مشترک ترکہ سے جو نفع ہوا اس کا حقدار کون ہے؟

سوال: (۵۰) زید متوفی کے ترکہ میں مبلغ ستائیس سو روپے نقد تھے، اور اس نے بوقت وفات حسب ذیل وارث چھوڑے ایک زوجہ عائشہ، ایک دختر فاطمہ، تین پسر، چونکہ زید متوفی تاجر تھا اس لیے رقم مذکور تجارت میں لگا چکے تھے؛ متوفی کی زندگی ہی میں اور اس کے بعد بھی وارثوں نے اپنا اپنا حصہ نہیں لیا بلکہ سلسلہ تجارت کو جاری رکھ کر تقریباً دس سال کا عرصہ گذار دیا، مگر رقم مذکور کی آمدنی سے تینوں بیٹے اپنے مصارف لیتے رہے، لیکن فاطمہ اور عائشہ نے آج تک ایک پیسہ بھی نہیں لیا، بلکہ ساری جائداد نقدی وجنسی پر متذکرہ بالا تینوں لڑکے قابض ومتصرف رہے، فاطمہ وعائشہ کا خورد ونوش بھی ترکہ متوفی سے نہیں نکلا۔

اب ترکہ مذکورہ کی تقسیم ہورہی ہے اور بہی کھاتہ کی رو سے تینوں لڑکوں نے اپنے مصرف میں سات ہزار روپے بمدت دس سال لائے ہیں، اور تقریبًا گیارہ ہزار روپے اس وقت بھی موجود ہیں جس میں اصلی رقم مبلغ ستائیس سو روپے بھی شامل ہیں کہ جس سے بطور منافعہ رقم مذکور اٹھارہ ہزار حاصل ہوئی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ فاطمہ اور عائشہ کا حصہ صرف گیارہ ہزار کی موجودہ رقم سے ادا کیا جائے گا یا اٹھارہ ہزار سے؛ کیوں کہ فاطمہ وعائشہ دعویٰ کرتی ہیں کہ رقم مذکور ہم پانچوں وارثوں کے درمیان بہ شرکت ملک مشترک تھی، جس میں سے تینوں بیٹوں نے ہماری اجازت کے بدون ہی اپنے لیے سات ہزار روپے خرچ کیے ہیں اور ہم نے کچھ بھی نہیں لیا؟ (۱۸۱۵/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: صورت مذکورہ فی السوال میں شرکت عقد نہ تو صراحۃً منعقد کی گئی اور نہ از روئے قواعد فقہیہ ہوسکتی ہے؛ کیونکہ زید کا ترکہ اکثر عروض تجارت یعنی سامان وغیرہ ہے، اور اس میں شرکت عقود نہیں ہوسکتی جیسا کہ خلاصہ الفتاویٰ میں ہے: الشركة إنما تصح بالدراهم والدنانير والتبر لايصلح

(۱) وتبطل الشركة بموت أحدهما (تنوير الأبصار مع الشامي ۶/۳۹۴ فصلٌ في الشركة الفاسدة)

Maktaba Tul Ishaat.com

رأس مال الشركات في ظاهر الرواية، وفي رواية كتاب الصرف: التبر كالنقود والمعتبر فيه العرف الخ(۱) لہٰذا زید کا ترکہ ورثہ زید میں بہ شرکت ملک مشترک ہے، اور شرکت ملک میں ایک شریک کو دوسرے شریک کے حصے میں تصرف کرنے کا شرعاً کوئی حق نہیں، لہٰذا تینوں بیٹوں نے جو دس سال کی مدت تک عائشہ وفاطمہ کے حصے پر بلا ان کی اجازت کے تاجرانہ تصرفات کیے وہ عقد شرکت کے تحت میں داخل نہیں ہو سکتے، اور جو کچھ منافع اس مدت میں حاصل ہوئے وہ اصل رأس المال کی طرح وارثوں میں حسب حصہ تقسیم ہوں گے، یعنی صورت مذکورہ میں اٹھارہ ہزار کو اصل قرار دے کر اس کا آٹھواں آٹھواں حصہ عائشہ وفاطمہ کو دیا جائے گا۔

علامہ شامی نے اس مسئلہ کے متعلق ایک مستقل جزئیہ میں بھی حکم تحریر فرمایا ہے:

تنبيه: يقع كثيرا في الفلاحين ونحوهم،أن أحدهم يموت فتقوم أولاده على تركته بلا قسمة ويعملون فيها من حرث وزراعة وبيع و شراء واستدانة ونحو ذلك، وتارةً يكون كبيرهم هو الذي يتولى مهماتهم ويعملون عنده بأمره وكل ذلك على وجه الإطلاق والتفويض لكن بلا تصريح بلفظ المفاوضة ولا بيان جميع مقتضياتها مع كون التركة أغلبها أو كلها عروض لا تصح فيها شركة العقد، ولا شك أن هذه ليست شركة مفاوضة خلافا لما أفتىٰ به في زماننا من لا خبرة له،بل هي شركة ملك كماحررته في تنقيح الحامدية، ثم رأيت التصريح به بعينه في فتاوى الحانوتي ماذاكان سعيهم واحدًا ولم يتميز ماحصله كل واحد منهم بعمله يكون ماجمعوه مشتركًا بينهم بالسوية وإن اختلفوا في العمل والرأى كثرةً وصوابًا كما أفتى به في الخيرية الخ(شامي كتاب الشركة ج:۳)(۲)

شرکت کی چند فاسد صورتیں

سوال:(۵۱) زید وبکر مسلمان اور موہن غیر مسلم یہ تینوں شخص ایک ٹھیکے میں شریک ہیں، صورت یہ ہے کہ گورنمنٹی سڑک پر کنکر بچھوانا ہے، ان میں صرف زید روپیہ لگاتا ہے، اور کام متعلقہ زیادہ تر ملازم

(۱) خلاصة الفتاوىٰ ۲۹۴/۴ كتاب الشركة – الفصل الأول مطبوعة نول كشور لكنؤ.

(۲) الشامي : ۳۷۲/۶ كتاب الشركة – مطلبٌ : في مايقع كثيرًا في الفلاحين .....

Maktaba Tul Ishaat.com

کے سپرد ہے جس کی نفری اور انتظام وغیرہ بھی زید ہی کرتا ہے، تھوڑی بہت نگرانی ہر سہ فریق کرتے ہیں، آپس میں یہ قرار پایا ہے کہ منافع خالص سے دو حصے زید اور ایک ایک حصہ بکر اور موہن لیں؛ کیا یہ معاملہ جائز ہے؟ (۱۰۷۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: معاملہ شرکت مذکورہ کا مطابق شریعت کے نہیں ہے؛ کیوں کہ شرکت میں روپیہ سب شرکاء کا ہونا چاہیے(۱) اور اگر مضاربت اس کو کہا جاوے تو مضاربت میں عمل دوسرے کا یعنی مضارب کا ہونا چاہیے، رب المال یعنی زید کا عمل شرط کرنا مفسد عقد ہے۔ **کما فی ردالمحتار وغیرہ** (۲)

سوال: (۵۲) زید نے گھوڑی خریدی، اور بکر سے کہا کہ سرکار گھوڑیوں کے نام پر ربع زمین دیتی ہے، اور میرا لڑکا خالد شاید چھوٹی عمر کا ہو اور گھوڑی پالی ہوئی سرکار نامنظور کرے، اگر ہمارے نام سے گھوڑی منظور کرے تب بھی تمہارا اور ہمارا نصف حصہ ہے، اور اگر تمہارے نام سے گھوڑی منظور کرے تو بھی حصہ برابر رہا، اور نصف قیمت گھوڑی کی بکر نے زید کو دیدی، خالد کی گھوڑی نامنظور ہوئی اور بکر کی پالی ہوئی گھوڑی منظور ہوئی، یہ شرکت جائز ہے یا نہیں؟ اور زمین سے جو آمدنی ہوئی وہ کس کا حق ہے، جب کہ گھوڑی بکر کے نام سے منظور ہوئی، اور خالد کے نام سے منظور نہیں ہوئی (۱۰۱۲/۱۳۴۵ھ)

الجواب: یہ شرکت صحیح نہیں ہے، اور بظاہر اقسام شرکت میں سے کسی قسم میں داخل نہیں ہے، لہٰذا جو کچھ گھوڑی کے پیش کرنے کی وجہ سے بکر کے نام سے اراضی ملی اس کا نفع بکر کو ہی ملے گا، اگر وہ تبرعًا زید کو کچھ دیدے تو یہ جائز ہے، درمختار میں ہے: **بخلاف شرکة دلالین و مغنین الخ ووُعَّاظٍ و سُؤَّالٍ لأن التوکیل بالسؤال لا یصح، قوله لأن التوکیل بالسؤال لا یصح و ما لا تصح فیه الوکالة لا تصح فیه الشرکة** (شامی ۳/۳۴۸) (۳) فقط

---

(۱) قال فی البدائع: أما الأول وهو الشرکة بالأموال، فهو أن یشترك إثنان فی رأس مالٍ الخ (بدائع ۵/۷۳ فی اوائل کتاب الشرکة)

(۲) وعبارة الشامی: واشتراط عمل رب المال مع المضارب مفسد للعقد لأنه یمنع التخلیة فیمنع الصحة (الشامی: ۶/۳۸۳) وفي الهندیة: فإن شرط أن یعمل رب المال مع المُضارب تفسد المُضاربة (هندیة: ۴/۳۸۷)

(۳) الدرالمختار و الرد ۶/۳۸۹-۳۹۰ مطلبٌ: فی شرکة التقبل ـ کتاب الشرکة.

Maktaba Tul Ishaat.com

شرکتِ فاسدہ کی ایک صورت اور اس کا حکم

سوال:(۵۳) زید نے عمر کو کہا کہ اگر تم تجارت میں روپیہ دو گے تو دو تہائی نفع ہمارا ہوگا، اور ایک تہائی تمہارا، اور یہی نقصان کا حال ہوگا، اس معاملہ کے بعد زید نے عمر کو کچھ روپیہ دیکر مال خریدنے کے لیے بھیجا، عمر نے اپنے وطن جا کر روپیہ واپس کر دیا، یہ لکھ کر کہ اب مال خریدنے کا موقع نہیں ہے، اس کے بعد زید نے عمر کو یہ لکھا کہ ہم نے موافق وعدہ کے مال خرید لیا ہے اگر تم کو شریک ہونا ہے تو روپیہ بھیج دو، عمر نے دو ہزار بھیج دیا؛ پس عمر اس صورت میں شریک ہو گیا یا نہیں؟ اور یہ شرکت صحیح ہوئی یا نہیں؟ (۱۱۵۲/۱۳۳۷ھ)

الجواب: یہ شرکت فاسدہ ہے کہ اس میں اول روپے کی مقدار بیان نہیں کی گئی، اور نقصان بہر حال تہائی عمر کے ذمہ کیا گیا، لہٰذا یہ شرکت فاسدہ ہے، اور حکم شرکت فاسدہ کا یہ ہے کہ جس قدر ہر ایک کا روپیہ ہوگا اسی قدر نفع نقصان اس کو ملے گا (۱) فقط

شرکاء بددیانت ہوں تو کیا کرے؟

سوال:(۵۴) ایک دکان میں زید اور دیگر چند اشخاص نے شریک ہو کر اس امر پر عہد و حلف کیا کہ ہم شرکت دکان سے علیحدہ نہ ہوں گے، اور نہ کسی شریک کی حق تلفی کریں گے، اور نہایت ایمانداری سے کام کو انجام پہنچاویں گے، اب بخلاف اس کے بعض شرکاء بددیانتی اور حق تلفی دیگر شرکاء کی کرتے ہیں، زید کو یہ خوف ہے کہ عہد شکنی میں کچھ مؤاخذہ نہ ہو؛ اس صورت میں کیا کرنا چاہیے؟ (۱۲۰۶/۱۳۳۵ھ)

الجواب: اس حالت میں زید اگر شرکت سے علیحدہ ہو جاوے تو اس پر کچھ مؤاخذہ نہیں ہے، بلکہ ایسے بددیانت لوگوں کی شرکت میں اندیشہ مؤاخذہ کا ہے، لہٰذا زید کو ضروری ہے کہ وہ شرکت کو چھوڑ دیوے (۲) فقط

---

(۱) والربح في الشركة الفاسدة بقدر المال ولا عبرة بشرط الفضل (الدرالمختار مع الشامي: ۳۹۳/۶ كتاب الشركة: فصلٌ في الشركة الفاسدة) وفي الشامي: والوضيعة بينهما على قدر رأس مالهما أبدًا (ردالمحتار ۳۷۸/۶ كتاب الشركة – مطلبٌ: في توقيت الشركة روايتان)

(۲) قال رسول صلى الله عليه وسلم: المرءُ على دين خليله فلينظر أحدكم من يخالل (مشكوٰة: ص:۴۲۷ باب الحب في الله ومن الله)

Maktaba Tul Ishaat.com

شرکت میں تہمت سے بچنا

سوال: (۵۵) میری، ایک عورت قوم جاٹ کے ساتھ زراعت میں شرکت ہے، اس کے خاندان والے صدہا قسم کے اتہامات لگاتے ہیں؛ کیا حکم ہے؟ (۱۶۵/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: جب کہ اس مسماۃ کی شرکت سے اتہامات لگتے ہیں تو ایسی تہمت سے بچنا چاہیے، کیوں کہ موقع تہمت سے بچنے کا شریعت میں حکم ہے(۱) فقط

طوائف کے ساتھ تجارت میں شرکت کرنا

سوال: (۵۶) حلال آمدنی والے کو طوائف کے ساتھ تجارت میں شرکت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۶۵۸/۱۳۴۵ھ)

الجواب: یہ صورت شبہ سے خالی نہیں ہے، اور احتیاط اس میں بہتر ہے(۲) فقط

جس کمپنی کے قواعد خلافِ شرع ہوں اس کے شیئر زخریدنا درست نہیں

سوال: (۵۷) ایک کمپنی قائم ہوتی ہے، اس کے شیئر نکالے جاتے ہیں، اس کو لوگ خرید کرتے ہیں؛ ایسی کمپنی میں شرکت جائز ہے یا نہیں؟ (۱۵۲۲/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اس قسم کی کمپنی کے قواعد خلاف شرع ہوتے ہیں شرکت ان میں درست نہیں ہے۔

سوال: (۵۸) آج کل تاجرانہ کمپنیاں جس طور سے قائم ہیں کہ بہت سے لوگوں کا روپیہ اس میں شامل ہوتا ہے اور وہ سالانہ مقررہ نفع مثلاً چالیس فیصدی یا اس سے کم وبیش حصہ داروں میں تقسیم کرتے

---

(۱) روی الخرائطی فی مکارم الأخلاق عن عمر من قوله بلفظ من أقام نفسه مقام التهمة فلایلومنّ من أساء الظن به (کشف الخفاء ومزیل الإلباس ۳۳۳/۲)

(۲) عن الحسن بن علی قال :حفظت من رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم دَع مایریبك إلٰی مالا یریبك الحدیث(مشکوة: ص:۲۴۲ باب الکسب وطلب الحلال)

Maktaba Tul Ishaat.com

رہتے ہیں اور حصہ دار اپنے حصہ کو فروخت بھی کر سکتے ہیں اگر کمپنی کا کام عمدہ چل رہا ہو تو اس کے حصوں کی قیمت بڑھ جاتی ہے، اور ایسے ہی نقصان کی حالت میں حصوں کی قیمت میں کمی بھی ہو جاتی ہے، پس ان حالات میں کیا کوئی مسلمان بھی ایسے کاروبار میں شریک ہوسکتا ہے؟ (۶۲۸/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: قواعد اور معاملات ان کمپنیوں کے اکثر خلاف شرع اور حرام ہوتے ہیں مثلاً فیصدی کچھ مقدار نفع کی معین کر دینا یہ بھی مفسد معاملہ شرکت وغیرہ ہے، اسی طرح اکثر قواعد وشرائط خلاف شرع ہوتے ہیں، اور فروخت کرنا کسی حصہ دار کا اپنے حصہ کو زیادہ وکم رقم پر بھی حرام ہے؛ پس ایسے معاملات میں مسلمانوں کو شرکت درست نہیں ہے۔ فقط

سوال: (۵۹) فی زمانہ ٹراموی وریلوی کمپنی ودیگر کارخانہ جات کے حصص جسے یہاں کی اصطلاح میں شیئر کہتے ہیں خریدے جاتے ہیں، اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ایک کمپنی پارچہ بافی یا آہن سازی کی مقرر کی جاتی ہے اور اس کا سرمایہ مقرر کر کے اس کے حصص فروخت کیے جاتے ہیں اور اس کے کارکنان بھی تنخواہ دار مقرر ہوتے ہیں اور نفع بھی حصہ رسد تقسیم کرتے ہیں اور کچھ روپیہ نفع میں سے جمع رہتا ہے جو سود پر دیا جاتا ہے اور سود اس کا نفع میں شامل کر کے حصہ داروں کو تقسیم کیا جاتا ہے۔ اور ان حصص کی قیمت کمپنی کے نفع نقصان کے اعتبار سے بڑھتی گھٹتی رہتی ہے، حصہ داران اپنے حصوں کو اسی بھاؤ سے فروخت کرتے ہیں، بیع کی صورت یہ ہوتی ہے کہ بائع دلال سے کہتا ہے کہ میں اپنی فلاں کمپنی کا حصہ فروخت کرنا چاہتا ہوں دلال فروخت کر دیتا ہے، یہاں مشتری کسی چیز پر قبضہ نہیں کرتا بلکہ ایک کی جگہ دوسرے کا نام لکھا جاتا ہے؛ یہ حصص خریدنے جائز ہیں یا نہیں؟ (۵۳۴/ ۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: ایسی کمپنی میں شریک ہونا شرعًا جائز نہیں ہے کہ شرائط ومعاملات اس کے سب خلاف شریعت ہیں اور حرام ہیں اور سود کا معاملہ اس میں داخل ہے، پھر کسی دوسرے کا کوئی حصہ کسی شریک کا لینا اور خریدنا بھی درست نہیں ہے؛ کیونکہ شرائط صحت بیع وشراء اس میں مفقود ہیں، اور اگر اس کو بیع وشراء پر حمل نہ کریں بلکہ یہ خیال کریں کہ ایک شریک اپنی جگہ دوسرے کو شریک کمپنی بناتا ہے اور خود علیحدہ ہوتا ہے تو یہ بھی درست نہیں ہے کیونکہ ایسی کمپنی کی شرکت ہی درست نہیں ہے۔ فقط

Maktaba Tul Ishaat.com

حصہ داروں کو اپنا روپیہ مانگنے اور لینے کا حق ہے

سوال: (۶۰) ایک شخص کچھ روپیہ ایک کمپنی میں دے کر حصہ دار بنتا ہے اور کمپنی کا یہ قانون ہے کہ روپیہ کبھی کسی زمانہ میں واپس نہیں ہوگا۔ صرف نفع ملا کرے گا، کیا یہ قانون جائز ہے؟ اور باوجود اس قانون کے حصہ داروں کو اپنا روپیہ مانگنے کا اور لینے کا حق ہے یا نہیں؟ (۱۹۲/۱۳۴۱ھ)

الجواب: یہ قانون شرعًا صحیح نہیں ہے۔ حصہ داروں کو اپنا روپیہ مانگنے اور لینے کا حق حاصل ہے۔ فقط

مشترک آمدنی سے خریدی ہوئی جائداد کی تقسیم

سوال: (۶۱) عمر و زید دو برادر حقیقی نے اپنی رضامندی سے اپنے متعلقین کا کھانا پینا شرکت میں رکھا، اور نوکری کے ذریعہ سے جو روپیہ کماتے تھے کھا پی کر جو روپیہ پس انداز ہوتا تھا، عمر اس کی جائداد خرید کر دونوں برادر کے نام بیع نامہ لکھا لیتا ہے، اور بہ حصہ مساوی جائداد خریدی جاتی تھی، اس وقت قبضہ عمر کا اور ورثہ زید کا نصفا نصف ہے، بعدہٗ دو موضعوں کے بسوات عمر نے اس طرح خرید کیے کہ ایک موضع کے بسوے اپنے برادر زید کے نام بذریعہ بیع نامہ لکھائے، اور دوسرے موضع کے بسوے اپنے فرزند کے نام لکھائے، اور بعد تحریر بیع نامہ بارہ سال تک دونوں کا قبضہ رہا، پھر زید کے دل میں بدنیتی پیدا ہوئی، اور برادر عمر پر عدالت دیوانی میں نالش دائر کر دی کہ یہ جائداد جو عمر نے اپنے پسر کے نام خریدی تھی یہ میری آمدنی اور روپے سے خریدی تھی مجھے دلا دی جائے، عدالت سے دونوں فریق نے مقدمہ پنچایت میں منتقل کرا لیا، اور زید نے پنچوں کو رشوت دیکر اپنے موافق کرا لیا، اور حقیت عمر (عمر کی ملکیت) اس کے قبضہ سے نکل گئی، پھر زید مر گیا۔

اب عمر یہ دریافت کرتا ہے کہ عمر نے جو جائداد مذکورہ اپنے پسر اور زید کے نام خریدی تھی زید نے بدنیتی سے وہ بھی ناحق خود لے لی، پھر زید مر گیا، اب اس کے ورثہ کے قبضہ میں وہ حقیت عمر کی ہے ورثہ کو اس کا رکھنا کیسا ہے؟ (۸۹۶/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: قال فی ردالمحتار: وإن لم یعرف مقدار ما کان لکل منهما صدق کل واحد

Maktaba Tul Ishaat.com

منهما إلى النصف لأنهما استويا في الاكتساب و كان المكتسب في أيديهما، فالظاهر أنه بينهما نصفان ـــــ إلى أن قال ـــــ و كذلك لو اجتمع إخوة يعملون في تركة أبيهم و نما المال فهو بينهم سوية، ولو اختلفوا في العمل و الرأي الخ (۱) اس سے معلوم ہوا کہ ایسی صورت میں دونوں بھائی برابر برابر شریک ہیں دونوں میں جائداد نصف نصف تقسیم ہونی چاہیے، زید نے جو کچھ ناحق لیا یہ اس کے لیے جائز نہیں، اور اس کے ورثہ کے حق میں بھی جائز نہیں ہے، واپس کرنا چاہیے یا معاف کرانا چاہیے، اور مورث نے جو مال حرام ذریعہ سے حاصل کیا وہ ورثہ کے حق میں بھی حرام ہے جب کہ ان کو علم اس کی حرمت کا ہو۔ فقط

مشترک مکانات کی تقسیم کیسے ہوگی؟

سوال: (۶۲) مکاناتِ مشترکہ کی تقسیم شرعاً کیسے ہوگی؟ (۱۳۴۳/۶۰۹ھ)

الجواب: جو مکانات مشترکہ ہیں ہر ایک کی تقسیم علیحدہ علیحدہ کی جائے گی کما فی الدر المختار: دورٌ مشتركةٌ أو دارٌ وَضَيْعَةٌ أو دارٌ و حانوتٌ قُسم كلٌّ وحدها (۲) وفي الكنز: دورٌ مشتركةٌ أو دارٌ وَضَيْعَةٌ أو دارٌ و حانوتٌ قُسم كلٌّ عليحدة (۳) فقط

بعض شرکاء کی عدم موجودگی میں جائداد کی تقسیم

سوال: (۶۳) اگر چند گز زمین چند شرکاء میں مشترک ہو، اور بعض شرکاء موجود ہوں بعض موجود نہ ہوں؛ تو شرکاء موجودین آیا شرعاً یہ اختیار رکھتے ہیں کہ اس مشترک زمین میں سے اپنے حصے کی قدر تقسیم اور جدا کر کے اس میں کوئی تصرف کر لیں، اور باقی زمین دوسرے شرکاء کے لیے چھوڑ دیں؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر قرائن سے معلوم ہو کہ دوسرے شرکاء اس کو جائز رکھیں گے تو کیا حکم ہے؟ اور جو بعض نابالغ ہوں تو کیا حکم ہے؟ (۱۳۹۴/۳۲-۱۳۳۳ھ)

---

(۱) ردالمحتار: ۳۹۲/۶ كتاب الشركة – فصلٌ في الشركة الفاسدة .

(۲) الدرالمختار مع الرد: ۳۱۵/۹ كتاب القسمة .

(۳) البحر الرائق شرح كنز الدقائق: ۲۷۶/۹ كتاب القسمة .

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: اس زمانہ میں کہ رفع الی القاضی متصور نہیں، شرکاء موجودین کو یہ جائز ہے کہ بحضور عدول اہل محلّہ اپنا حصہ جدا اور تقسیم کر کے اس میں تصرف کریں، اور شریک غائب یا نابالغ کے حصے کو محفوظ رکھیں، اور جب کہ قرائن سے رضاء غائب کی معلوم ہو تو جواز بدرجہ اولی ہے جیسا کہ روایات ذیل سے مفہوم ہوتا ہے:

وأن لغير الوصي التصرف لخوف متغلب، وعليه الفتوى (درمختار) وفي الشامي: وإنما لم يحصر التصرف في الوصي إشارة إلى جواز تصرف غيره كما إذا خاف من القاضي على ماله أي مال الصغير، فإنه يجوز لوأحد من أهل السكة أن يتصرف فيه ضرورةً الخ (۱) وفي العالمغيرية أيضًا: والكرم والأرض إذا كانا بين رجلين وأحد هماغائب أو كان الأرض بين بالغ ويتيم، يرفع الأمر إلى القاضي فإن لم يرفع الحاضر وزرع الأرض بحصته طاب له فتاوى قاضي خان (۲) ويناسبه روايات جواز أخذ الدين من جنس الدين من مال مديونه، ومن خلاف الجنس أيضًا ففي الدرالمختار وأطلق الشافعي أخذ خلاف الجنس للمجانسة في المالية قال في المجتبىٰ: وهو أوسع فيعمل به عند الضرورة (درمختار) قال القهستاني: وفيه إيماء إلى أن له أن يأخذ من خلاف جنسه عند المجانسة في المالية وهذا أوسع، فيجوز الأخذ به وإن لم يكن مذهبنا؛ فإن الإنسان يعذر في العمل به عند الضرورة كما في الزاهدي انتهى، قلت: وهذا ما قالوا: إنه لامستند له لكن رأيت في شرح نظم الكنز للمقدسي ..... إن عدم جواز الأخذ من خلاف الجنس كان في زمانهم إلخ والفتوى اليوم على جواز الأخذ عندالقدرة من أي مال كان إلخ (ردالمحتار ج:۳ كتاب السرقة) (۳)

باپ اور بعض بیٹوں نے مل کر جو مال کمایا اس کو کس طرح تقسیم کیا جائے؟

سوال: (۶۴) زید کے پانچ فرزند بالغ ہیں اور دو فرزند و ایک دختر نابالغ ہیں، زید نے اپنی ذاتی

(۱) ردالمحتار: ۱۰/۳۵۴ كتاب الوصايا، في آخر باب الوصي وهو الموصى اليه .

(۲) هندية: ۲/۳۴۱، ۳۴۲ كتاب الشركة، فصلٌ في المتفرقات.

(۳) الشامي: ۶/۱۱۷ كتاب السرقة، مطلبٌ: يعذربالعمل بمذهب الغير عند الضروة .

Maktaba Tul Ishaat.com

محنت سے ہزار روپے کے نقود واجناس وغیرہ کسب کیے، پھر بالغ پسران کی معیت میں چار ہزار کا مال کمایا، فی الحال زید کے پاس پانچ ہزار کا مال موجود ہے، اموال مشترکہ میں کس نے کس قدر کسب کیا اور کس قدر محنت کی یہ منضبط نہیں ہوسکتا، ایک پسر ولید نے تقریباً آٹھ سال تک طالب علمی کی، اور نقود مشترکہ میں سے بہت روپیہ خرچ کیا، طالب علمی سے فارغ ہوکر تھوڑے عرصہ تک کسب معاش میں شریک رہے، دوسرے پسر ولی احمد کی ابھی تک شادی نہیں ہوئی، اب زید اور فرزند باہم جدا ہونا چاہتے ہیں، پس تقسیم اموال ان میں کیوں کر ہوگی؟ اور نابالغ اولاد کو بھی حصہ ملے گا یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۲۰۴۹ھ)

الجواب: اس صورت میں وہ تمام مال زید کا مملوکہ ہے، اگر زید اس مال کو اولاد پر تقسیم کرنا چاہتا ہے تو جملہ اولاد بالغ اور نابالغ کو برابر تقسیم کرے، اور اگر زید نے اپنی حیات میں تقسیم نہ کیا تو زید کے انتقال کے بعد جملہ ورثہ حسب حصص شرعیہ حصہ پائیں گے جیسا کہ شامی میں ہے:

ثم هذا في غير الابن مع أبيه لما في القنية: الأب وابنه يكتسبان في صنعة واحدة ولم يكن لهما شيٌ فالكسب كله للأب إن كان الابن في عياله لكونه معينا له ألا ترىٰ لوغرس شجرة تكون للأب الخ(۱) فقط

دو بھائیوں نے مل کر جو مال کمایا اسے کس طرح تقسیم کیا جائے؟

سوال: (۶۵) دو بھائی پندرہ بیس سال سے ایک ساتھ زندگی بسر کر رہے تھے، اور دونوں نے ایک ساتھ جائداد و اسباب کسب کیا، اب دونوں بھائی علیٰحدہ ہوگئے، اس صورت میں مال مکسوبہ اور جائداد کس طرح تقسیم ہونی چاہیے؟ آیا دونوں اپنے اپنے مال مکسوبہ کو لے لیں یا تمام کو مشترک قرار دے کر تقسیم کرلیں؟ (۱۳۴۵/۳۵ھ)

الجواب: اس صورت میں مال مکسوبہ اور سامان و جائداد وغیرہ دونوں میں نصف نصف کرلیا جاوے

كما في ردالمحتار للشامي: في زوج امرأة و ابنها اجتمعا في دار واحدة، وأخذ كل منهما يكتسب على حدة، و يجمعان كسبهما، ولايعلم التفاوت ولاالتساوي ولاالتمييز؛ فأجاب: بأنه بينهما سويةٌ، وكذٰلك لو اجتمع إخوة يعملون في تركة أبيهم، ونماالمال، فهو بينهم

(۱) ردالمحتار: ۳۹۲/۶ كتاب الشركة ، فصلٌ في الشركة الفاسدة .

Maktaba Tul Ishaat.com

سوية ولو اختلفوا في العمل والرأى الخ(۱)(شامی ج:۳) فقط

بھائیوں کے درمیان مشترک ساز وسامان کس طرح تقسیم کیا جائے؟

سوال: (۶۶) زید، عمر، بکر، بھائی حقیقی ہیں، حیات والدین سے زید بصیغہ ملازمت جملہ اخراجات خانگی وغیرہ کا کفیل ہے، اوراب بعد ممات بھی ہے، پس بصورت علیحدہ ہونے کے ہرایک کا شرعا کیا حصہ ہے؟ (۲/۷-۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: اگر سب بھائی کماتے ہیں، اور سب شریک رہے، اور کمی بیشی کا حال معلوم نہیں تو جو کچھ گھر میں موجود ہے بوقت علیحدگی سب برابر برابر تقسیم کریں گے، اور جو کچھ باپ نے چھوڑا ہے اس کو بھی سب برابر برابر تقسیم کریں گے (۲) فقط

مشترک ترکہ اور بڑے بھائی کے نام پر خریدی ہوئی جائداد کی تقسیم

سوال: (۶۷) ایک مسماۃ فوت ہوئی، اس کا ترکہ اس کے دو بیٹوں محمد حسن وعبدالغفار کے قبضہ میں آیا، اوراس کے بعد اس کی دولڑکیاں مریم وبی بی کے حصے بھی جو والد کے ترکہ سے ملے تھے بذریعہ ہبہ نامہ موسومہ محمد حسن وعبدالغفار مشترکہ دونوں بھائیوں کی طرف منتقل ہوئے، اب تک کاروبار خورد و نوش ایک ساتھ رہا، اوراس اثناء میں جو جائداد غیر منقولہ خرید ہوئی اس کے وثیقوں پر بڑے بھائی محمد حسن کا نام لکھا گیا، اب دونوں بھائی علیحدہ رہنا چاہتے ہیں تو شرعا دونوں بھائیوں کا حصہ علیٰحدہ ہوگا یعنی برابر ہوگا یا کم وبیش؟ (۱۱۸۹/۱۳۴۱ھ)

الجواب: اس صورت میں تمام جائداد محمد حسن اور عبدالغفار کے درمیان انصافاً تقسیم ہوگی، نصف جائداد عبدالغفار کو اور نصف جائداد محمد حسن کو ملے گی، وثیقوں پر بڑے بھائی کا نام ہونا یا تمام امور میں عبدالغفار ہی کا سربرآوردہ ہونا کچھ مؤثر نہیں کما في الشامي: يقع كثيرًا في الفلاحين ونحوهم

(۱) ردالمحتار: ۳۹۲/۶ كتاب الشركة، بعد فصل في الشركة الفاسدة.

(۲) فإذا كان سعيهم واحدًا ولم يتميز ماحصله كل واحد منهم بعمله يكون ماجمعوه مشتركًا بينهم بالسويَّة وإن اختلفوا في العمل والرأى كثرةً وصوابًا (ردالمحتار: كتاب الشركة، مطلبٌ: فيما يقع كثيرًا ..... ۳۷۲/۶)

Maktaba Tul Ishaat.com

أن أحد هم يموت فتقوم أولاده على تركته بلا قسمة و يعملون فيها من حرث وزراعة و بيع و شراء واستدانة و نحو ذٰلك ، و تارة يكون كبيرهم هو الذى يتولى مهماتهم و يعملون عنده بأمره ..... فإذا كان سعيهم واحدا و لم يتميز ما حصله كل و احد منهم بعمله يكون ما جمعوه مشتركا بينهم بالسوية و إن اختلفوا فى العمل والرأى كثرة وصوابا الخ(۱)(۳/۳۴۸)فقط

سوال:(۶۸) ایک شخص جس کے چار لڑکے ہیں، اور کچھ زمین ومکان اور سامان خانگی چھوڑ کر فوت ہوگیا ہے، سامان خانگی کچھ اس کا زرخرید ہے اور کچھ جدی ہے، اور کچھ بڑے لڑکے نے اپنا سامان خانگی بطور امانت بند کر کے زیر نگرانی والد کے رکھا ہوا تھا، اور تیسرا لڑکا خرید کر باپ کو دیتا رہا اس نے یہ فیصلہ نہیں کیا کہ یہ میری ملکیت ہے یا باپ کی، اور جو لڑکا بڑے سے چھوٹا ہے اس نے کچھ نہیں خریدا وہ جو کچھ نقد لاتا تھا باپ کو دیتا تھا، اور بڑا و تیسرا لڑکا تھوڑا بہت باپ کو بھی دیتے رہے ہیں اور علیحدہ سامان بھی خرید کرتے رہے ہیں، چوتھے بیٹے نے باپ کو کچھ نہیں دیا، اور باپ کے مرنے پر تجہیز وتکفین میں بھی حصہ نہیں لیا، اب وہ لڑکے علیحدہ ہونا چاہتے ہیں تو شرعًا زمین ومکان، سامان خانگی وغیرہ کی کس طور سے تقسیم ہوگی؟ (۱۳۴۲/۱۵۹۴ھ)

الجواب: شامی میں منقول ہے: يؤخذ من هذا ما أفتى به فى الخيرية فى زوج امرء ة وابنها اجتمعا فى دار واحدة وأخذ كل منهما يكتسب على حدة ويجمعان كسبهما، ولايعلم التفاوت ولا التساوى ولا التمييز، فأجاب: بأنه بينهما سوية، وكذلك لواجتمع إخوة يعملون فى تركة أبيهم ونما المال فهو بينهم سوية ولواختلفوا فى العمل والرأى الخ ثم هذا فى غير الابن مع أبيه لما فى القنية: الأب وابنه يكتسبان فى صنعة واحدة ولم يكن لهما شئ فالكسب كله للأب إن كان الابن فى عياله لكونه معينا له ألا ترى لو غرس شجرةً تكون للأب الخ (۲) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سوائے اس سامان کے جو بڑے لڑکے نے اپنے لیے خرید کر بطریق امانت بند کر کے باپ کے پاس رکھا ہے، باقی جملہ مکان وزمین وسامان ترکہ پدری شمار ہو کر تمام پسران کو بہ حصہ برابر تقسیم ہوگا۔ فقط

(۱) رد المحتار :۶/۳۷۲ كتاب الشركة – مطلبٌ : فى مايقع كثيرًا فى الفلاحين .....
(۲) ردالمحتار :۶/۳۹۲ كتاب الشركة ، مطلبٌ: اجتمعافى دار واحدة واكتسبا.....

Maktaba Tul Ishaat.com

سوال: (۶۹) زید نے ایک زوجہ ایک والدہ دولڑکے ایک بالغ دوسرا نابالغ وارث چھوڑے، زید کی وفات کے بعد جملہ ورثہ شامل رہتے رہے، جائداد موروثی کا تقاسم نہیں ہوا، حالت اشتراک ہی میں کچھ جائداد اور خریدی گئی اور اس کے وثیقہ جات میں پسر کلاں بالغ کا نام درج ہوا؛ ایسی صورت میں وقت تقاسم پسر نابالغ اس جائداد میں سے حصہ پائے گا یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۵۸۱ھ)

الجواب: جو جائداد بحالت اشتراک خریدی گئی، اگر وہ جائداد مشترکہ کی آمدنی سے خریدی گئی ہے اگرچہ نام پسر کلاں کا بوجہ اس کے کارکن وغیرہ ہونے کے درج ہوا ہے وہ بھی جملہ ورثہ زید کے بالاشتراک ہے، پسر نابالغ بھی اس میں سے مثل پسر بالغ کے حصہ پائے گا، شامی جلد ثالث میں ہے: **وكذلك لو اجتمع إخوة يعملون في تركة أبيهم ونماالمال فهو بينهم سوية**(۱)(**كتاب الشركة**) فقط

مشترک ترکہ سے جاری دکان کے ساز وسامان کی تقسیم

سوال: (۷۰) عمرو وخالد ہر دو برادر نے دکان شرکت میں کی، اور عمرو اپنا اور اپنے اہل وعیال کا خرچ دوسری جگہ سے کرتے تھے، اور خالد اپنے اہل وعیال کا خرچ دکان ہی میں سے کرتے تھے اور یہ دکان مشترک ترکہ سے جاری تھی، اب سوال یہ ہے کہ ترکہ اثاثہ دکان کی تقسیم کس طرح ہوگی؟ آیا اس اثاثہ دکان کی تقسیم ہوگی جو مورث اعلی کے انتقال کے وقت موجود تھا یا کل اثاثہ اور اس وقت تک جو منافعہ ہوا وہ بھی تقسیم ہوگا؟ خالد کا انتقال ہو گیا اس کے ورثہ موجود ہیں (۱۳۳۴-۳۳/۱۰۹۱ھ)

الجواب: دکان کا تمام سامان جواب تک مع منافعہ موجود ہے دونوں بھائیوں عمرو وخالد پر برابر تقسیم ہوگا خالد کا نصف حصہ اس کے وارثوں کو ملے گا، اور عمرو اپنے نصف کا خود مالک ہے۔(۱) فقط

باہمی رضامندی سے تقسیم کرنے کے بعد کوئی فریق دعویٰ نہیں کرسکتا

سوال: (۷۱) دو شخص نے ایک زمین مشترکہ کا ٹھیکہ لیا، بعدہٗ اپنی رضامندی سے تقسیم کرلی جس کو پچاس برس گذر چکے، اب چونکہ زمین باوقعت ہوگئی ہے تو وہ فریق جس کے پاس کچھ زمین کم ہے وہ کہتا ہے کہ مجھے زمین پوری برابر کردو، اس صورت میں شرعًا کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۳/۲۲۱۵ھ)

(۱) الشامي: ۳۹۲/۶ بعد فصل في الشركة الفاسدة .

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: جب کہ پہلے باہمی رضامندی سے زمین مذکور تقسیم کرلی گئی تو اب کوئی فریق کسی دوسرے فریق پر کچھ دعوی نہیں کرسکتا(۱) فقط

شرکاء تقسیم پر راضی نہ ہوں تو کیا کرے؟

سوال: (۷۲)اس موضع میں چند آدمی زمین دار ہیں ،اور آبادی یہاں کی آپس میں تقسیم ہے، یہاں کا رواج اور واجب العرض (۲) کی شرط یہ ہے کہ جو شخص جس زمین افتادہ پر قابض ہوگیا وہی اس کا مالک ہے، اب سب شرکاء دل سے راضی ہوں یا نہ ہوں مگر اس کا قبضہ نہیں ہٹا سکتے ،زید کا بھی ایک ایسی ہی زمین پر قبضہ ہے، اور وہ زمین اس قدر ہے کہ اگر تقسیم ہو تو زید کے حصے میں اس سے زائد آئے ،مگر متفرق اور مختلف جگہ، تو یہ قبضہ شرعًا جائز ہے یا نہیں؟ اگر ناجائز ہے تو کس صورت سے اپنا حق حاصل کریں؟ کیونکہ اگر سرکاری تقسیم کرائیں تو آج کل بے ایمانی اتنی ہے کہ مالیت سے زائد صرف کریں تب کہیں بڑی دقت سے اپنا حق وصول ہو، اور اس پر بھی ضروری نہیں کہ جمیع شرکاء اس تقسیم سے بہ دل راضی ہوں، اور نجی طور سے تقسیم کرنا تو تقریبًا ناممکن ہے؛ ایسی حالت میں کیا کرنا چاہیے یعنی ایسا قبضہ کسی زمین پر بقدر اپنے حصے کے کرلینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کوئی جواز کی صورت اپنا حق حاصل کرلینے کی کیا ہوسکتی ہے؟ (۳۸۴/۷ ۱۳۳ھ)

الجواب: شرعی طریق سے تقسیم جائداد واراضی وغیرہ مشترکہ کی دو ہی صورتیں ہیں کہ یا بذریعہ حاکم کے تقسیم ہو، یا برضامندی باہمی تقسیم ہو، البتہ اگر شرکاء کسی طرح باہمی رضامندی سے تقسیم نہ کریں، اور سرکاری طور سے بھی تقسیم دشوار ہو، اور اپنا حق نہ مل سکتا ہو تو اس وقت بحالت مجبوری بقدر اپنے حق کے

---

(۱) قال صاحب البدائع : ومنها اللزوم بعد تمامها فی النوعین جمیعًا حتی لا یحتمل الرجوع عنها إذا تمت ..... بیان ذلك أن الدار إذا كانت مشتركةً بین قوم فقسمها القاضی أو الشركاء بالتراضی فخرجت السهام كُلها بالقرعة لایجوز لهم الرجوعُ (بدائع الصنائع:۵/۴۷۸ كتاب القسمة – بیان أوصاف القسمة) وفی الشامي: تنبیه : إذا قسم القاضی ..... إلی أن قال: ولا رجوع بعد تمام القسمة (۹/۳۱۶كتاب القسمة ، مطلبٌ : فی الرجوع عن القرعة)

(۲) وہ شرائط جو قانونی بندوبست کے خاتمے پر مالکوں اور کاشت کاروں کے درمیان کاشت وغیرہ کے بارے میں لکھی جائیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

قبضہ کرسکتا ہے جیسا کہ فقہاء نے دربارۂ اخذ حق خود فتوی دیا ہے(۱)

خلافِ شرع تقسیم کو فسخ کر سکتے ہیں یا نہیں؟

سوال: (۷۳) زید کے ورثہ بالغین اور نابالغین: دو بیویاں، اور ہر ایک بیوی کے مساوی اولاد ذکور واناث، اور ہر جانب میں بالغین و نابالغ، بالغوں نے تقسیم کے لیے پنچ مقرر کیے، پنچوں نے حصہ تقسیم شرعی کے مطابق نہیں کیا، ایک فریق کو زیادہ ایک فریق کو کم دیا، جس فریق کو کم ملا اس نے پنچوں سے عذر کیا، مگر بعد میں فہمائش سے اس تقسیم کے مطابق عمل درآمد کیا، اور ہر فریق اپنے حصے پر قابض ومتصرف ہوگیا، بیع وغیرہ جملہ تصرفات اپنے اپنے حصے میں کیے، زمانہ کے بعد نابالغ ہر فریق کے بھی بالغ ہوگئے، باوجود کمی زیادتی کے علم کے انھوں نے بھی کوئی انکار نہیں کیا، بلکہ برابر مالکانہ تصرف بیع اجارہ وغیرہ کرتے رہے، ایک زمانہ مدید یعنی سالہا سال کے بعد بوجہ رنجش باہمی کے نابالغوں نے نالش دائر کردی کہ جائداد پھر تقسیم ہو۔

اب قابل دریافت امر یہ ہے کہ جب شرکاء اس تقسیم پر راضی ہوگئے، اور سب کو اس کی کمی زیادتی کا علم اول ہی سے تھا تو اب بعد رضا بھی اس تقسیم کو فسخ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر کر سکتے ہیں تو ان روایات کا کیا مطلب ہے جس میں صاف مذکور ہے کہ بعد رضا حق فسخ نہیں ہے، یہ تو بظاہر مصالحت کی صورت ہے کہ ایک فریق بوجہ فہمائش پنچوں کے، یا کسی مصلحت کی بناء پر اپنے کم حصے پر راضی ہوگیا۔ پھر اگر یہ فعل پنچوں کا ناجائز ہوا اور قابل نفاذ نہ تھا تب بھی جب وہ بلا اکراہ شرعی یا قانون کے اس پر راضی ہوکر سالہا سال تک مالکانہ متصرف رہے تو اب اس کے فسخ کا حق کیسے حاصل ہوگا؟ (۳۲/۱۹۳۵-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اصل یہ ہے کہ حکم محکم اور قاضی کا خلاف شریعت نافذ نہیں ہوتا، اور میراث وحصص شرعیہ میں کمی بیشی کردینا حکم یا قاضی کو جائز نہیں، اور یہ تقسیم جو متفرع ہے اسی حکم پر قسمت بالتراضی

(۱) فكانت القسمة منهما بالتراضي أو بطلبهمامن القاضي رضًا من كل واحد منهما بزوال ملكه الخ (بد ائع الصنائع: ۴۶۲/۵ كتاب القسمة ، في الفصل الأول) ـــ وفي الشامي: أن عدم جواز الأخذ من خلاف الجنس كان في زمانهم لمطاوعتهم في الحقوق ، والفتوى اليوم على جواز الأخذ عند القدرة من أي مالٍ كان لا سيما في ديارنا لمداومتهم للعقوق (ردالمحتار ۶/۱۱۷ كتاب السرقه – مطلبٌ : يُعذَر بالعمل بمذهب الغير عندالضرورة)

Maktaba Tul Ishaat.com

مابین الورثہ بھی نہیں ہے، اور فہمائش سے یا بلا فہمائش سکوت کرنا موجب ابطال حق نہیں ہے، چنانچہ جس جگہ فقہاء ان تصرفات پر سکوت کرنے کو سبب عدم سماع دعویٰ لکھتے ہیں، وہیں یہ بھی تصریح ہے کہ یہ عدم سماع بخوف حیل وتزویر ہے نہ یہ کہ صاحب حق کا حق اس سے ساقط ہوجاتا ہے۔

باع عقارا أوحيوانا أوثوبا، وابنه اوامرأته أوغيرهمامن اقاربه حاضر يعلم به،ثم ادعى الابن مثلا انه ملكه لاتسمع دعواه الخ (درمختار مسائل شتى)(۱)

اس پر علامہ شامی لکھتے ہیں: ثم اعلم أن عدم سماعها ليس مبنيًاعلى بطلان الحق حتى يرد أن هٰذا قول مهجور، لأنه ليس ذلك حكما ببطلان الحق وإنما هو امتناع من القضاة عن سماعهاخوفًامن التزوير الخ، وإلا فقد قالوا: إن الحق لايسقط با لتقادم كما فى قضاء "الأشباه" فلا تسمع الدعوىٰ فى هٰذه المسائل مع بقاء الحق للآخرة، ولذا لو أقر به الخصم يلزمه(۲)(شامی ج:۵ مسائل شتی)

اور باب التحکیم میں ہے: ألا ترى أن البيع قد ينعقد ابتداءً بالتعاطى،لكن إذا تقدمه بيع باطل أو فاسد وترتب عليه التعاطى لاينعقدالبيع لكونه ترتب على سبب آخر فكذا ههنا، ولهذا قال السلف:القاضى النافذحكمه أعزمن الكبريت الأحمر (۳) وفى الدرالمختار: من باب القسمة ولو ظهرغبن فاحش لايدخل تحت التقويم فى القسمة فإن كانت بقضاء بطلت اتفاقا لأن تصرفَ القاضى مقيد بالعدل ولم يوجد،ولووقعت بالتراضى تبطل أيضًا فى الأصح لأن شرط جوازها المعادلة ولم توجد فوجب نقضها الخ (۴)

پس بالفعل پنچوں کو چاہیے کہ پہلی تقسیم کو باطل وناجائز سمجھ کر از سرنو موافق شرع کے تقسیم کریں، پہلی تقسیم جو کہ بالغین اور نابالغین کے درمیان تھی وہ سب باطل ہے، اور بعض کے قبض وتصرف سے دوسرے بعض کا حق باطل نہیں ہوا، اور وہ جملہ تصرفات "بناء الفاسد على الفاسد" کے قبیل سے ہیں، اور ہر ایک فریق کا تصرف مالکانہ بیع واجارہ اور کاغذات سرکاری میں اس کے مطابق عمل درآمد کرانا اور کوئی عذر نہ کرنا سبب اسقاط حق کا اور اپنے حق کے چھوڑنے پر رضامند ہونے کا نہیں ہے، اور اگر تراضی بھی ہو تو پھر

(۱) الدرالمختار مع ردالمحتار :۱۰/۳۸۷– ۳۸۸ ، مسائل شتى .
(۲) ردالمحتار ۱۰/ ۳۸۸ ، مسائل شتى .
(۳) ردالمحتار على الدرالمختار : ۸/۱۱۲ كتاب القضاء ، فى أوئل باب التحكيم .
(۴) الدرالمختار مع الشامى : ۹/۳۲۱ كتاب القسمة ، قبيل فروع .

Maktaba Tul Ishaat.com

بھی تقسیم سابق باطل ہے اور فسخ کی جاسکتی ہے کما مر من قوله: ولو وقعت بالتراضی تبطل أیضًا.

نادرست تقسیم کو درست کرنا ضروری ہے

سوال: (۷۴) ہندہ نے عمر کی چالاکی سے اور خود عمر نے جو ترکہ جدی سے نفع حاصل کیا اور اپنے حصہ شرعی سے زائد لیا اس کی ادائیگی اور واپسی ہندہ وعمر کو لازمی ہے یا نہیں؟ اور ایسی تقسیم کی نسبت کیا حکم ہے؟ (۶۵/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: وصحت برضا الشركاء إلاإذاكان فيهم صغير أو مجنون لانائب عنه الخ (۱) وفيه أيضًا: ولوظهر غبن فاحش لايدخل تحت التقويم الخ فإن كانت بقضاء بطلت اتفاقًاالخ ولووقعت بالتراضی تبطل أيضًا فی الأصح لأن شرط جواز ها المعادلة ولم توجد فوجب نقضهاالخ (۲) ان روایات سے واضح ہے کہ صورت مسئولہ میں تقسیم صحیح نہیں ہوئی اس تقسیم کو توڑ کر صحیح تقسیم ہونی چاہیے، اور جس کے پاس زیادہ پہنچا اس کو واپس کرنا چاہیے، ہندہ بھی واپس کرے اور عمر بھی واپس کرے۔ فقط

تقسیم کے بعد ہر شریک کا اپنے حصے میں تصرف کرنا

سوال: (۷۵) ایک بزرگ صاحب خانقاہ کی اولاد ہے جس کا تنازع بدیں بنیاد قائم ہے، ایک فریق کہتا ہے کہ جو میدان سفید خانقاہ کے متعلق پڑا ہوا ہے جو کہ موجودہ متنازعین کے بزرگان نے مشترکہ خریدا تھا، اس کے سفید پڑے رہنے سے کوئی فائدہ نہیں، اور زائرین کو بلا مکان تکلیف ہوتی ہے، لہٰذا اپنے اپنے نام کا مکان تیار کرایا جاوے، دوسرا فریق اس کے خلاف ہے؛ اس صورت میں شرعی حکم کیا ہے؟ (۱۱۷۸/۱۳۳۸ھ)

الجواب: وہ زمین سب کی ہے اس کو تقسیم کر کے اپنے اپنے حصے میں ہر ایک شریک جو چاہے تصرف کرے، اور یہ اس وقت ہے کہ وہ زمین وقف نہ ہو اگر وقف ہے تو اس میں کسی کو تصرف مالکانہ درست نہیں ہے کما فی الدرالمختار وغیره: الوقف لايُمْلَكُ وَلايُمَلَّكُ الخ (۳)

(۱) الدرالمختار مع الشامی: ۹/۳۱۰ كتاب القسمة – بعد بيان أوصاف القاسم.

(۲) الدرالمختار مع الرد: ۹/۳۲۱ مسائل شتىٰ.

(۳) تنويرالأبصارمع الرد: ۶/۴۲۱ كتاب الوقف – بعد مطلب مهم: فرق أبو يوسف بين قوله.....

Maktaba Tul Ishaat.com

كتاب المضاربة

مضاربت کا بیان

کسی کو روپیہ دے کر اس سے کچھ زائد لینا سود ہے — اور مضاربت کی صحیح صورت

سوال: (۱) ایک مسلمان کا روپیہ ایک ہندو تاجر کے پاس جمع ہے، اس روپے سے ہندو تجارت کر کے منتفع ہوتا ہے، اس نفع میں سے ایک رقم معین کر کے ماہوار اس مسلمان کو دیتا ہے؛ وہ نفع ہندو سے لینا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۳۵۳/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: اس طرح لینا نہ چاہیے بلکہ اگر مسلمان کو نفع لینا منظور ہے تو اس کی صورت جواز کی یہ ہے کہ اس ہندو سے کہے کہ تم تجارت کرو، اور جو کچھ نفع ہو اس میں سے نصف تمہارا اور نصف میرا، یا تہائی میرا اور دو تہائی تمہارا؛ غرض نفع کو مقرر کر دیا جائے، اور اگر نفع نہ ہوا تو روپیہ والے کو کچھ نہ ملے گا، یہ صورت مضاربت کی ہے۔ اگر معاملہ کو صحیح کرنا ہے اور روپے سے نفع اٹھانا منظور ہے تو موافق شریعت کے معاملہ کو صحیح کر لیا جائے یعنی بطریق مذکور معاملہ صاف کر لیا جائے، ورنہ ویسے روپیہ دے کر اس سے کچھ زائد لینا سود ہے (۱) فقط

---

(۱) هي ..... شرعًا عقد شركةٍ بمال من جانب رب المال وعمل من جانب المضارب..... وكون الربح بينهماشائعًا فلو عين قدرًا فسدت (الدرالمختار مع الشامي : ۸/۳۷۳، ۳۷۶ كتاب المضاربة)

Maktaba Tul Ishaat.com

مضاربت کی چند جائز صورتیں

سوال: (۲) نبی بخش خان نے مبلغ آٹھ ہزار (۸۰۰۰) روپیہ الٰہی بخش خان کو سوداگری کے واسطے بدین طور دیا کہ تجارت میں سے یہ اصل روپیہ میرا ہوگا، اور نفع میں سے ایک حصہ میرا اور ڈیڑھ حصہ تمہارا، الٰہی بخش خان اس بات کو منظور کر کے دکان کر رہا ہے؛ یہ معاملہ شرعًا جائز ہے یا نبی بخش خان کے واسطے نفع لینا سود قرار پائے گا؟ (۹۹۹/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: یہ صورت شرعًا درست ہے اور یہ مضاربت ہے جو کہ ایک عقد مشروع ہے، پس نبی بخش کو نفع میں سے ایک حصہ من جملہ اڑھائی حصوں کے اپنے لیے مقرر کرنا اور ڈیڑھ حصہ الٰہی بخش مضارب کا رکن کا مقرر کرنا جائز ہے یہ سود نہیں ہے جیسا کہ درمختار میں ہے: هی.....عقد شركةٍ في الربح بمال من جانب رب المال وعمل من جانب المضارب الخ(۱)(درمختار كتاب المضاربة)اس کے بعد شرائط صحت مضاربت بیان کیے گئے ہیں حيث قال: وشرطها أمور سبعة كون رأس المال من الأثمان الخ وكون رأس المال عينًا الخ وكونه مسلمًا إلى المضارب الخ وكون الربح بينهما شائعًا الخ وكون نصيب كل منهما معلومًا عند العقد الخ (۲) اور شرائط مضاربت میں سے یہ بھی ہے کہ نقصان ہونے کی صورت میں نقصان مضارب پر نہ پڑے گا، اور اگر ایسی شرط کی گئی تو وہ شرط باطل ہے، اور یہ بھی شرط ہے کہ رب المال یعنی مالکِ روپیہ کا عمل شرط نہ کیا جاوے۔ فقط

سوال: (۳) زید نے بکر کو سو (۱۰۰) روپیہ برائے تجارت اس طرح دیا کہ منافعہ جو ہو وہ نصفا نصف تقسیم ہوگا؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۳۰۰/ ۱۳۳۹ھ)

الجواب: یہ صورت مضاربت کی ہے اور جائز ہے كماصرح به في كتب الفقه (۳)

---

(۱) الدرالمختار مع الردّ: ۳۷۳/۸ .

(۲) الدرالمختار مع الردّ ۳۷۶/۸، شرائط المضاربة .

(۳) أما تفسيرها شرعًا فهي عبارة عن عقد على الشركة في الربح بمالٍ من أحد الجانبين والعمل من الجانب الآخر (هندية : ۲۸۵/۴) وفي الدرالمُختار مع الردّ: هي ...عقد شركةٍ في الربح بمالٍ من جانب رب المال وعملٍ من جانب المضارب (الدرالمُختار مع الردّ: ۳۷۳/۸)

Maktaba Tul Ishaat.com

سوال: (۴) اگر کوئی شخص کسی دکاندار کو روپیہ اور اپنی طرف سے ایک یا زیادہ ملازم بھی دیوے تو اس روپیہ کا منافعہ حلال ہوگا یا سود؟ (۱۸۵/۱۳۴۳ھ)

الجواب: یہ صورت مضاربت کی ہے اس کے جواز کی صورت یہ ہے کہ اس روپے سے تجارت کرکے جس قدر نفع دکاندار کو ہو اس کو شائع طور سے مابین مضارب ورب المال تقسیم کرنا قرار پائے مثلاً یہ کہ جو کچھ نفع ہوگا اس کا نصف کارکن دکاندار کو ملے گا اور نصف صاحب مال کو، اور یہ جائز نہیں ہے کہ روپیہ معین نفع کا ہو، یہ سود ہے(۱)

چند ارباب مال کے روپیوں کو ملا کر تجارت کرنے کا حکم

سوال: (۵) زید بطور مضاربت چند اشخاص سے روپیہ نقد لے کر مال خرید کر تجارت نصف منافعہ سے کرتا ہے، جو شخص زید کو جس قدر روپیہ جس وقت بغرض مضاربت دیتا ہے زید وہ روپیہ لے کر فوراً مال خرید لیتا ہے اور دوسرے لوگوں کے روپے نقد رکھ لیتا ہے، ماہ دو ماہ یا زائد گذرنے کے بعد مال خریدتا ہے سب لوگوں کا روپیہ ایک جگہ مشترک رکھتا ہے، اور مال مشترک خریدتا ہے، بعد سال تمام کے روپیہ کی مقدار سب کو منافع دیتا ہے اور نصف خود لیتا ہے؛ یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟ (۱۴۶۵/۱۳۳۹ھ)

الجواب: مضاربت کے مسائل میں ایک رب المال کے روپے کو دوسرے رب المال کے روپے سے یا اپنے روپے سے خلط کرنا (ملانا) دراصل ناجائز اور ممنوع وموجب ضمان ہے لیکن اگر تجار میں یہ معروف ہے اور موافق عرف کے ہر ایک رب المال کی طرف سے خلط کی اجازت ہے تو پھر جائز ہے، اور اس خلط سے مضارب پر ضمان نہیں ہے لیکن ہر ایک رب المال کے روپے اور نفع کا حساب علیحدہ علیحدہ صحیح طور سے کرے، اور جو کمی وبیشی ہو جائے اور ایک رب المال کے نفع میں سے دوسرے کو پہنچ جائے جیسا کہ بعض صور مسئول عنہا میں ایسا ہی ہے تو اس کی معافی اور مؤاخذہ سے براءت کی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ ارباب الاموال سے معاف کرالیوے، درمختار میں ہے: لایملك المضاربة والشركة

(۱) وكون الربح بينهما شائعًا فلو عين قدرًا فسدت (الدرالمختار مع الشامی: ۳۷۶/۸ شرائط المضاربة)

Maktaba Tul Ishaat.com

والخلط بمال نفسه إلّابإذن أو اعمل برأيك الخ وفي الشامي: قوله بمال نفسه وكذا بمال غيره كما في البحر وهذا إذا لم يغلب التعارف بين التجار في مثله الخ (۱) فقط

مضاربت میں نفع ونقصان کا شرعی حکم

سوال: (۶) اگر کوئی شخص روپیہ واسطے تجارت کے دوسرے شخص کو دے تو شرعًا کتنا حصہ روپیہ والے کا ہوگا اور کتنا تجارت کنندہ کا؟ اور نقصان حسب حصص ہوگا یا راس المال والے کا تمام سمجھا جائے گا؟ (۱۳۴۲/۸۸۰ھ)

الجواب: اگر کوئی شخص تجارت کے لیے کسی دوسرے شخص کو کچھ روپیہ دے تو شرعی حکم اس میں یہ ہے کہ جس طریق سے ان دونوں میں نفع کے متعلق طے ہوجائے اس کے موافق عمل درآمد ہوگا، مثلاً اگر نصف نصف نفع کی تقسیم قرار پائی ہے تو نصف نصف تقسیم ہوگا، اور اگر ثلث اور دوثلث کی تقسیم قرار پائی تو اسی طرح عمل درآمد ہوگا؛ غرض یہ کہ شرعًا ان کو اختیار ہے کہ جس طرح چاہیں نفع کے متعلق باہم معاملہ طے کرلیں؛ لیکن یہ ضروری ہے کہ روپے کی مقدار کسی کے لیے معین نہ کی جائے یعنی یہ نہ ہو کہ دس بیس روپے کسی کے لیے معین کیے جائیں بلکہ نصف یا ثلث وغیرہ کی شرکت ہو یعنی جس قدر نفع ہو اس کی تقسیم دونوں حسب شرط مقررہ کرلیں اور اگر نفع کچھ نہ ہو یا نقصان ہو تو روپے والے کے ذمہ پڑے گا اور محنت کرنے والے تاجر کی محنت رائیگاں جائے گی۔ فقط

صحتِ مضاربت کے لیے نفع میں شرکت کا شائع ہونا ضروری ہے

سوال: (۷) فریق اول کے کاروبار میں فریق دویم مثلاً ایک سو (۱۰۰) روپے لگاتا ہے، اور نفع اس طریق سے مقرر ہوا کہ ایک آنہ فیصدی منافعہ دیا جاوے گا، اس صورت سے شرکت کرنا اور نفع معین کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۳-۳۲/۱۶۱۶ھ)

الجواب: اس طرح معاملہ کرنا شریعت میں جائز نہیں ہے، بلکہ نفع میں اس طرح شرکت ہونی

(۱) الدرالمختار والشامي: ۸/ ۳۷۷، في أوائل كتاب المضاربة.

Maktaba Tul Ishaat.com

چاہیے کہ جو کچھ نفع کل روپے پر یا اس کے سو(۱۰۰) روپے پر ہو اس کا آدھا یا تہائی یا چوتھائی شخص اول کے لیے مثلا ہونا چاہئے یہ صورت جو سوال میں مذکور ہے شرعا فاسد ہے(۱) فقط

سوال: (۸) پانچ آدمیوں نے پندرہ سو(۱۵۰۰) روپیہ تجارت چرم کے لیے اس طور سے جمع کیا کہ کسی کے پانچ سو(۵۰۰) اور کسی کے تین سو(۳۰۰) اور کسی کے دوسو(۲۰۰) اور یہ طے ہوا کہ دس آنہ فی روپیہ نفع ونقصان میں حصہ لیا جائے، اور چھ آنہ فی روپیہ نفع ونقصان کے مالک کام کرنے والے ہوں گے؛ یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۲/۱۹۵۴ھ)

الجواب: شرکت بطریق مذکور جائز ہے، اور مضاربت کی صحت کے لیے یہ ضروری ہے کہ نفع میں مضاربین کا حصہ مشترکہ مقرر ہو اور نقصان ان پر نہ ڈالا جائے، نقصان صرف روپے والوں کا ہوگا، مضارب کی محنت ضائع ہوگی (۲) فقط

سوال: (۹) زید نے تجارت فنڈ کی بنیاد ڈالی، عمر، بکر وغیرہ نے حصے خرید کیے، اب زید منیجر حصہ دار باقی حصہ داروں کو بدیں شرط روپیہ دیتا ہے کہ بارہ روپیہ آٹھ آنہ فیصدی سالانہ کے حساب سے منافعہ لیا جائے گا، اور وہ منافعہ رقم کے ساتھ جمع ہو کر حسب شرائط مقررہ فنڈ اصل ونفع حصہ داروں پر تقسیم ہوگا، اور یہ روپیہ حصہ دار کے سوا دوسرا نہیں لے سکتا؛ آیا اس فنڈ میں حصہ لینا، اور اپنی ضرورت کے وقت ہندو کے سود در سود سے بچنا جائز ہے یا نہیں؟

اور دو ہزار مدرسہ عالیہ دیوبند کا جو روپیہ تجارت مدراس میں ہے اور اس کا نفع ہمیشہ دوسو روپیہ آتا ہے (اس کی) کیا صورت ہے؟ (۱۳۴۳/۱۴۸۶ھ)

الجواب: اس صورت کو کہ روپیہ تجارت میں دے کر نفع معین لیا جائے فقہاء نے فاسد لکھا ہے؛ اور مضاربت کا معاملہ اس تعیین سے فاسد ہو جاتا ہے جیسا کہ عام کتب فقہ درمختار وشامی وہدایہ وغیرہ میں اس کی تصریح ہے۔

---

(۱) وشرطها..... كون الربح بينهما شائعا فلو عين قدر افسدت (الدر المُختار مع الشامي: ۸/۳۷۶ كتاب المضاربة، شرائط المضاربة)

(۲) وإذا استوفى رأس المال فإن فضل شيءٌ كان بينهما لأنه ربح وإن نقص فلا ضمان على المضارب (هداية: ۳/۲۶۷)

Maktaba Tul Ishaat.com

اور مدرسہ عالیہ دیوبند کا جو روپیہ تجارت مدراس میں داخل ہے اس کا نفع معین نہیں ہے کم وبیش ہوتا رہتا ہے، اور اگر وہ لوگ رقم معین بھیج دیتے ہیں تو بوقت حساب جو واقعی نفع ہوتا ہے وہی حساب میں لگاتے ہیں۔ فقط

سوال: (۱۰) زید نے خالد کو جو کہ سوداگر ہے، پانچ سو (۵۰۰) روپیہ بدیں معاہدہ قرض دیا کہ اس روپے سے خالد جو کاروبار تجارت مناسب جانے کرے، اور جو منافعہ تجارت ہو اس میں سے صرف ایک آنہ فی روپیہ زید کو دے، باقی کل رقم منافعہ خالد اپنے حق المحنت میں لے، اور جو نقصان تجارت میں ہو اس میں بعد فہمید حساب وکتاب زید صرف آدھا آنہ فی روپیہ کے حساب سے اصل میں مجرا دے گا، باقی کل تاوان خالد ادا کرے گا؛ یہ معاہدہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۶۹۸/۱۳۳۵ھ)

الجواب: یہ شرط کرنا مضاربت میں کہ زید فی روپیہ آدھا آنہ کا شریک نقصان ہے الخ مفسد مضاربت ہے، اس شرط سے مضاربت فاسد ہوگئی، اور یہ معاملہ ناجائز ہوگیا — اور یہ صورت مضاربت کی ہے اس کے صحیح ہونے کی صورت یہ ہے کہ زید نفع میں جتنا چاہے اپنا حصہ شائع مقرر کرے: نصف یا ثلث یا ربع، سولہواں حصہ مثلاً ایک روپیہ نفع کا ہو تو اس میں ایک آنہ زید کا ہے، اور اگر نقصان ہو تو وہ کل زید پر پڑے گا۔

سوال: (۱۱) ایک شخص نے تاجر کو کچھ روپیہ لکڑی خریدنے کے واسطے اس طرح پر دے کر کہ اگر لکڑی کی تجارت میں نفع ہو کم ہو یا زیادہ، تو تاجر روپے والے کو فی لکڑی ایک آنہ نفع کا دیگا، اور اگر نقصان ہو اکم ہو یا زیادہ تو تاجر روپے والے سے فی لکڑی ایک آنہ نقصان لے گا؛ یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟ (۱۵۸۹/۱۳۴۲ھ)

الجواب: اس طریق سے تجارت کے لیے روپے دینا شرط مذکور کے ساتھ ناجائز ہے، یہ مضاربت فاسدہ ہے، اور صحیح طریق اس کا یہ ہے کہ روپیہ والا اگر تجارت کے لیے کسی کو روپیہ دیوے تو یہ صورت کی جاوے کہ جو کچھ نفع ہو اس میں دونوں نصف یا ثلث کے شریک ہوں یعنی آدھا نفع روپے والے کا اور آدھا تجارت کرنے والے کا، یا ایک ثلث یا ربع روپے والے کا اور باقی دوسرے کا یا بالعکس، غرض یہ کہ جو کچھ نفع ہو وہ دونوں کا ہو اور اگر نقصان ہو تو وہ روپے والے کا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

سوال: (۱۲) میں ایک دکاندار ہوں ایک صاحب یہ کہتے ہیں کہ ایک ہزار (۱۰۰۰) روپیہ میرے پاس ہے یہ تم اپنی تجارت میں لگالو مجھ کو اس کا منافعہ اتنا دیدیا کرو کہ میرا گذر ہوجائے۔ اتنی رقم کا حساب علیحدہ رکھنا ناممکن ہے، میری رائے یہ ہے کہ مبلغ آٹھ روپیہ ماہوار میں ان کو دے دیا کروں یہ جائز ہے یا نہ؟ (۲۲۳/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: یہ صورت مضاربت کی ہے اس میں نفع کی مقدار معین کرلینا مفسد مضاربت ہے بلکہ یہ ہونا چاہیے کہ جو نفع واقعی ہو اس کا نصف یا ثلث وغیرہ ہونا چاہیے پس اس صورت میں آٹھ روپیہ ماہوار ان کا مقرر کرلینا جن کا ایک ہزار روپیہ تجارت میں شامل ہو صحیح نہیں ہے، بلکہ صورتِ جواز یہ ہے کہ جو نفع واقعی ایک ہزار (۱۰۰۰) روپیہ کا سالانہ ہو اس کا نصف مثلاً ان کو دیا جائے، اور نصف کارکن یعنی دکان دار رکھے یا جس مقدار پر تصفیہ ہوجائے مثلاً ایک ثلث نفع روپے والے کا اور دو ثلث دکاندار کا یا برعکس، غرض روپیہ معین نہ ہونا چاہیے البتہ صورتِ جواز یہ ہوسکتی ہے کہ ملتوی طور سے (یعنی آئندہ حساب کی شرط پر) ان کو آٹھ روپیہ ماہوار دیا جائے، اور پھر سال بھر میں حساب نفع کا کرکے جو نفع ان کے حصہ کا ہو اس میں سے یہ روپیہ وضع کرکے کمی وبیشی کا حساب کرلیا جائے **فلو عين قدرا فسدت** (درمختار) (۱) فقط

مضارب پر نقصان کی شرط لگانا باطل ہے

سوال: (۱۳) چار شخصوں نے ایک ہزار (۱۰۰۰) روپیہ کسی تجارت میں لگایا، اور چھ شخصوں کو کام کرنے کے لیے دیا مگر سب لوگوں میں یہ شرط طے ہوئی کہ روپے والوں کو فی روپیہ دس آنہ اور کام کرنے والوں کے چھ آنہ ہوں گے، اور نقصان میں بھی شریک ہوں گے۔ یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲۷۱/۱۳۴۲ھ)

الجواب: مضاربت میں یہ صورت درست ہے کہ روپیہ والوں کو دس آنہ فی روپیہ اور چھ آنہ کام کرنے والوں کو ملیں گے، لیکن کام کرنے والوں پر نقصان کی شرط کرنا باطل ہے بلکہ نقصان مضاربت میں صرف روپیہ والوں پر پڑتا ہے اور نفع حسب شرط تقسیم ہوگا **قال في الشامي: إلّا بطل الشرط كشرط**

(۱) الدرالمختار مع الشامي: ۳۷۶/۸ في أوائل كتاب المضاربة .

Maktaba Tul Ishaat.com

الخسران علی المضارب الخ(۱) فقط

سوال: (۱۴) زید نے چار آدمیوں کو روپیہ دیا کہ باغ کے آم خریدو، ایک حصہ نفع میں میرا ہے، اگر نقصان ہوا تو ایک حصہ نقصان کا میں برداشت کروں گا؛ یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟ (۱۰۵۷/۱۳۳۹ھ)

الجواب: مضاربت میں نفع میں مضارب اور رب المال دونوں شریک ہوتے ہیں، اور نقصان صرف رب المال کے ذمہ پڑتا ہے، پس اگر مضارب کو شریک نقصان کیا جائے تو معاملہ فاسد ہے کذا فی عامة کتب الفقه(۲) فقط

سوال: (۱۵) زید مال خرید کر عمر کو فروخت کے واسطے دیتا ہے، اور شرط نصف نصف نفع کی ہے، مگر یہ بھی شرط لگائی ہے کہ نقصان میں بھی دونوں شریک رہیں گے؛ آیا شرط نقصان جائز ہے یا نہ؟ (۳۰۷/۴۴ ۱۳۴۵ھ)

الجواب: اس صورت میں بکر کو نقصان میں شریک کرنا جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ صورت مضاربت کی ہے، مضاربت میں نفع میں دونوں شریک ہوتے ہیں موافق شرط کے، اور نقصان صرف مال والے کے ذمہ پڑتا ہے، کام کرنے والے کی محنت ضائع ہوتی ہے۔ فقط

سوال: (۱۶) زید نے بکر کو سو (۱۰۰) روپے تجارت کے لیے دیے، اور نفع ہر دو کا متعین ہو گیا، مگر زید کہتا ہے کہ اگر نقصان ہو تو اس کا ذمہ دار میں نہیں ہوں؛ یہ جائز ہے یا نہ؟ (۴۷۱/۴۴- ۱۳۴۵ھ)

الجواب: یہ صورت مضاربت کی ہے، اس میں یہ ضروری ہے کہ نفع میں دونوں شریک ہوں جیسا کہ سوال میں درج ہے، مگر یہ شرط کرنا کہ صاحب مال یعنی زید نقصان کا ذمہ دار نہ ہوگا ناجائز ہے اور مفسد مضاربت ہے؛ یعنی اس سے مضاربت فاسد ہو جاتی ہے (۳) شرعًا نقصان کا ذمہ دار روپیہ والا ہوتا ہے اور

---

(۱) الدرالمختار مع الشامی : ۳۷۶/۸ كتاب المضاربة ، شرائط المضاربة .

(۲) وماهلك من مال المضاربة يصرف إلى الربح لأنه تبعٌ فإن زاد الهالك على الربح لم يضمن ..... لأنه أمين .(الدر مع الردّ ۳۸۵/۸ كتاب المضاربة)

(۳) مضارب پر نقصان کی شرط لگانے سے عقدِ مضاربت فاسد نہیں ہوتا بلکہ شرط خود باطل ہو جاتی ہے: كل شرط يوجب جهالةً في الربح أو يقطع الشركة فيه يفسدها وإلَّا بطل الشرط وصح العقد (الدرالمختار) قوله بطل الشرط كشرط الخسران على المضارب(ردالمحتار: ۳۷۶/۸ كتاب المضاربة ، شرائط المضاربة)

Maktaba Tul Ishaat.com

مضارب یعنی کام کرنے والے کی محنت ضائع ہوتی ہے، حاصل یہ ہے کہ بصورت نقصان رب المال یعنی روپے والے کے ذمہ وہ تمام نقصان عائد ہوتا ہے، اور کام کرنے والے کی محنت ضائع ہوتی ہے(۱)

سوال: (۱۷) خالد نے مبلغ پانچ ہزار (۵۰۰۰) روپے عمر، زید، بکر کو اس شرط سے تجارت کرنے کے واسطے دیا کہ اخیر سال میں جو کچھ منافعہ ہوا کرے گا، اس میں چار حصے لگائے جاویں گے یعنی ایک حصہ عمر کو اور ایک حصہ زید کو اور ایک حصہ بکر کو بعوض حق المحنت کے دیا جاوے گا، اور ایک حصہ خالد بعوض روپیہ کے لیا کرے گا، بجز منافعہ مذکورہ بالا کے کوئی شریک اور کچھ پانے کا مستحق نہ ہوگا، مگر عمر نے اس تجارتی رقم سے وقتاً فوقتاً اس اقرار سے ابتدائی تجارت سے وقت حساب تک برابر لیتا رہا، حساب کے وقت تجارت میں کچھ نفع نہ ہوا بلکہ دو ہزار روپے کا نقصان ہوا چونکہ یہ بھی اقرار ہوا تھا کہ اگر نقصان ہوگا تو اس میں سے ایک ایک چہارم جملہ شرکاء ادا کریں گے، تو اب عمر منجملہ نقصان کے ایک چہارم شرعاً ادا کرنے کا ذمہ دار ہے یا نہیں؟ اور جو روپیہ تجارت میں سے قرض لیا ہے اس کے دینے کا ذمہ دار ہے یا نہیں؟ (۶۶۲/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: یہ معاملہ مضاربت کا ہے اور مضاربت میں مضارب نقصان کا ذمہ دار نہیں ہوسکتا، لہٰذا عمر وغیرہ نقصان کے ذمہ دار نہیں ہیں نقصان خالد رب المال کا ہوا مضاربوں کی محنت رائیگاں گئی (۲) فقط

سوال: (۱۸) ایک شخص نے کسی کو ایک سو (۱۰۰) روپے تجارت کے لیے دیے، اور مدیون سے کہہ دیا کہ میں اس تجارت میں تیرا ایک تہائی کا نفع نقصان کا شریک ہوں، اور دائن خود تجارت کرتا بھی نہیں بلکہ محض مدیون ہی کرتا ہے، تو اس صورت میں نفع یا نقصان دائن کو لینا جائز ہے یا نہیں؟ یا محض ایک میں شریک ہے نفع میں یا نقصان میں؟ (۱۴۴۳/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: یہ عقد مضاربت ہوا، اور عقد مضاربت میں رب المال نفع ونقصان دونوں کا شریک ہوتا ہے، لیکن یہ ظاہر ہے کہ رأس المال اس نفع ونقصان سے علیحدہ سمجھا جاوے گا، البتہ اگر اتنا نقصان ہوگیا ہے

---

(۱) وإجارةٌ فاسدةٌ إن فسدت فلا ربح للمضارب حينئذٍ بل له أجر مثل عمله مطلقًا ربح أو لا الخ (الدر مع الردّ ۳۷۴/۸ كتاب المضاربة)

(۲) اور عمر نے اس تجارت میں سے جو روپیہ علی الحساب لیا ہے وہ لوٹانا ہوگا، کیونکہ تجارت میں کچھ نفع نہیں ہوا۔۱۲

سعید احمد پالن پوری

Maktaba Tul Ishaat.com

کہ نفع چھوڑ کر خود رأس المال میں بھی کمی آ گئی تو وہ صرف رب المال یعنی روپے والے کے ذمہ ہوگا مضارب نقصان میں شریک نہ ہوگا۔ حاصل یہ ہے کہ رب المال (جس نے روپیہ دیا ہے) اس کی شرکت جس طرح نفع میں ہے نقصان میں بھی ہے اور مضارب یعنی تجارت کرنے والا نفع کا شریک ہے نقصان کا شریک نہیں ہے۔

مضاربت میں روپیہ ایک کا اور کام دونوں کا ہو تو معاملہ فاسد ہے

سوال: (۱۹) زید اور عمر کے درمیان کسی تجارت میں اس شرط پر مشارکت ٹھہری کہ روپیہ کل زید کا اور کام تجارت دونوں مل کر کریں گے لیکن زید ۵۵ فیصدی نفع لیگا اور عمر جو بغیر روپے کے شریک ہے ۴۵ فیصدی نفع لے گا؛ یہ صورت جائز ہے یا نہ؟ (۲۶۳۰/۱۳۴۰ھ)

الجواب: یہ عقد مضاربت ہے اور مضاربت میں رب المال کا عمل میں شریک مضارب ہونا مفسد ہے، پس یہ عقد فاسد ہوا، درمختار میں ہے: **واشتراط عمل رب المال مع المضارب مفسد للعقد الخ** (۱) اور حکم مضاربت فاسدہ کا یہ ہے کہ وہ مثل اجارہ فاسدہ کے ہو جاتا ہے، اور اس میں عامل کو اجر مثل دیا جاتا ہے، درمختار میں ہے: **وإجارة فاسدة إن فسدت فلا ربح للمضارب حينئذ بل له أجر مثل عمله مطلقًا ربح أو لا الخ** (۲)

مضاربتِ فاسدہ میں مضارب کو اجرتِ مثل ملے گی اور پورا نفع رب المال کا ہوگا

سوال: (۲۰) زید نے عمر کو مضاربت کے لیے سو (۱۰۰) روپے دیئے اس وعدہ پر کہ نفع ہو یا نقصان تم جانو، ہم اپنا کل روپیہ مع نفع ایک آنہ فی روپیہ سال گزرنے پر لیں گے تو مضاربت فاسدہ منعقد ہوئی یا نہیں؟ اور بصورت انعقاد بوجہ عدمِ علم یا باوجود علم کے فسخ نہیں کی گئی اور ستر (۷۰) روپیہ منافعہ ہوا، اور پانچ روپیہ ماہوار عمر کا اجر مثل ہے تو باقی دس روپے کا مستحق کون ہے زید یا عمر؟ (۱۶۲۳/۱۳۳۷ھ)

---

(۱) الدرالمختار مع الشامی: ۳۸۳/۸ كتاب المضاربة – باب المضارب يضارب .

(۲) الدرالمختار مع الشامي: ۳۷۴/۸ في أوائل كتاب المضاربة.

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: اجر مثل نکال کر جو باقی رہا وہ زید کا ہے، درمختار میں ہے: وكون الربح بينهما شائعا فلو عين قدرا فسدت الخ(۱) وفيه أيضا: وإجارة فاسدة إن فسدت فلا ربح للمضارب حينئذ بل له أجر مثل عمله مطلقا ربح أو لا الخ(۲) فقط

روپے والے کی اجازت کے بغیر مضارب کا کسی کو کوئی چیز دینا جائز نہیں

سوال: (۲۱) زید نے ایک شخص سے یہ معاہدہ کیا کہ میں اور تم دونوں تجارت کریں، روپیہ میرا اور محنت دونوں کی، اور نفع نصفا نصف، جو شخص بلا روپیہ کا شریک ہے اگر وہ کسی کو کوئی چیز دوسرے شریک کے سامنے بلا دریافت کیے دیدے تو جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۰۴/۱۳۳۷ھ)

الجواب: یہ عقد مضاربت ہے اور مضاربت میں رب المال کا عمل میں شریک ہونا مفسد ہے؛ پس یہ عقد فاسد ہوا ——— اور مضاربت کے صحیح ہونے کی صورت میں بلا روپیہ والے کی اجازت کے دوسرے شخص کا رکن کا دینا کسی چیز کا جائز نہیں ہے اور بعد دینے کے اگر مالکِ روپیہ اس کو جائز رکھے تو فبہا ورنہ ضمان اس کا دینے والے کے ذمہ ہے، اس کے حساب میں لگائی جائے گی (۳) فقط

مضاربت میں نقصان کا اور مضارب کی خوراک کا ذمہ دار کون ہے؟

سوال: (۲۲) زید نے عمر کو کچھ روپیہ بغرض تجارت دیا کہ اس روپیہ سے تجارت کرو جو نفع ہو وہ نصفا نصف، اگر خسارہ ہو جائے تو زید عمر سے خسارہ بھی لے سکتا ہے یا نہیں؟ اگر عمر بغرض تجارت باہر جائے تو کھانا تجارت کے مال میں سے کھائے یا اپنے پاس سے؟ (۷۸۰/۱۳۳۹ھ)

الجواب: زید اس صورت میں خسارہ عمر سے نہیں لے سکتا، اور کھانے کا خرچ عمر مضارب اس

---

(۱) الدرالمختار مع الردّ ۸/۳۷۶ كتاب المضاربة ـ شرائط المضاربة.

(۲) الدرالمختار مع الردّ : ۸/۳۷۴ كتاب المضاربة .

(۳) ولايملك المضاربة والشركة والخلط بمال نفسه إلّا بإذن أو اعمل برأيك ..... ولا الإقراض والاستدانة ..... إلى قوله ..... فإن فعل ضمن بالمخالفة (الدرالمختار مع الردّ : ۸/۳۷۷، ۳۷۹ في أوائل كتاب المضاربة)

Maktaba Tul Ishaat.com

مضاربت کے روپے میں سے کرسکتا ہے(۱)

سفرخرچ اورنقصان وضع کرنے کے بعد باقی ماندہ نفع حسبِ شرط تقسیم کیا جائے گا

سوال: (۲۳) زید نے عمر کو روپیہ تجارت کے واسطے دیا، نفع میں باہم حصہ ٹھہر گیا، اول مرتبہ کی تجارت میں نقصان رہا، پھر اسی روپیہ سے مال خریدا، نفع ہوا؛ اسی طرح سلسلہ تجارت کا جاری رہا، کبھی نفع کبھی نقصان، بعد انقطاع معاملہ مضاربت پہلے نفع وخسارہ کا کیا حساب ہوگا؟ خرید مال میں جو صَرف ہوتا ہے خرچ سفر وغیرہ یہ کس کے ذمہ ہے؟ (۱۴۵۰/۱۳۳۷ھ)

الجواب: اول سے یعنی شروع مضاربت سے اس وقت تک جو کچھ نفع ونقصان ہوا، اور جو کچھ خرچ سفر وغیرہ کا ہوا سب کا حساب کرکے جو کچھ باقی رہے وہ حسب شرط مقرر باہم تقسیم کرلیا جائے (۲) فقط

پونجی چوری ہوجائے تو مضارب کے ذمہ ضمان نہیں

سوال: (۲۴) دو شخص نے شراکت کی، ایک نے روپیہ دیا، اور دوسرے نے اس سے سوداگری کرنا چاہا، اتفاقاً وہ پونجی چوری ہوگئی اب شرعاً روپیہ کس کے ذمہ دینا ہوگا؟ (۹۳۰/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: وہ روپیہ اس دینے والے کا گیا کیونکہ مضارب جو تجارت کرنے والا تھا وہ امین ہے اس کے ذمہ ضمان نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) قال في البدائع : وأما ما فيه النفقة فالنفقة في مال المضاربة ..... وأما تفسير النفقة التي في مال المضاربة فالكسوة والطعام والإدام والشراب الخ (بدائع: ۵/۱۴۹ كتاب المضاربة)

(۲) وإذا سافر ولويوما فطعامه وشرابه وكسوته ..... وكل ما يحتاجه عادة ..... في مالها لو صحيحةً (الدرالمختار مع الردّ: ۸/۳۸۶ كتاب المضاربة ، فصل في المتفرقات) فإن استوفاه وفضل شيئ من الربح اقتسماه على الشرط الخ (الدر المُختار مع الشامي: ۸/۳۸۷ كتاب المضاربة ، فصل في المتفرقات)

Maktaba Tul Ishaat.com

مضاربت کو شرکت عنان میں تبدیل کرنا

سوال: (۲۵) زید کا روپیہ اور عمر کی محنت، دونوں میں طے ہوا کہ نصفا نصف نفع نقصان میں حصہ بانٹ لیں گے، تو پھر مال دینے والا اپنی رقم کی کچھ مقدار بھی محنت والے کو ہبہ کر کے شرکت عنان کی صورت اختیار کر سکتے ہیں یا نہیں؟ (۲۱۰۹/۱۳۴۳ھ)

الجواب: یہ صورت مضاربت کی ہے کہ ایک شخص کا روپیہ اور دوسرے شخص کی محنت ہو، اس کا حکم یہ ہے کہ نفع میں تو موافق شرط و تفصیل حصہ کے دونوں شریک ہوں گے لیکن نقصان میں دونوں شریک نہ ہوں گے بلکہ نقصان خالص روپے والے کے ذمہ پڑے گا، مضارب کے ذمہ نقصان کی شرط کرنا باطل ہے قوله بطل الشرط كشرط الخسران على المضارب (۱) (شامی: ۵۰۶/۳) اور اگر رب المال کچھ مال مضارب کو ہبہ کر دے اس طریق سے کہ مقدار مال موہوب کو علیحدہ کر کے اس کی ملک کر دے اور علیحدہ اس کے قبضہ میں دیدے اور پھر اس کے ساتھ شرکت عنان (۲) کا معاملہ کرے تو یہ شرکت صحیح ہو جائے گی اور نفع و نقصان میں دونوں شریک ہو جائیں گے۔ فقط

مضارب کے انتقال کے بعد اس کے حصہ کا نفع اس کے ورثاء کو دیا جائے گا

سوال: (۲۶) خالد نے زید کو سوا پانچ سو (۵۲۵) روپیہ تجارت کے لیے آدھے نفع پر دیا، چند سال میں سوا تیرہ سو (۱۳۲۵) روپے ہوئے مگر سب قرض ——— زید کا انتقال ہو گیا، حساب دیکھا تو ایک پیسہ بھی جمع نہ پایا، اصلی رقم جمع ہونے کے بعد جو روپیہ وصول ہوا وہ آدھوں اُودھ کیا جاوے یا خالد کو دیدیا جاوے؟ (۲۳۷۹/۳۲-۱۳۳۳ھ)

---

(۱) الشامی ۳۷۶/۸ كتاب المضاربة – شرائط المضاربة .

(۲) شرکتِ عنان: چند آدمیوں کا برابر یا کم و بیش زرِ نقد اکٹھا کر کے کسی بھی چیز کی تجارت کرنا شرکتِ عنان کہلاتا ہے وأما شركة العنان ..... وهي أن يشترك إثنان في نوعٍ بزٍّ أو طعامٍ أو يشتركان في عموم التجارات .....ويصح التفاضل في المال للحاجةِ إليه (هداية: ۶۲۹/۲ كتاب الشركة)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: بعد پورا ہونے اصل رقم کے جو کچھ وصول ہو وہ نصفا نصف کرنا چاہیے نصف خالد رکھے اور نصف زید کے ورثاء کو پہنچاوے(۱)

مدرسہ کا روپیہ مضاربت پر دینا

سوال: (۲۷) مہتمم مدرسہ کو مدرسہ کا روپیہ مضاربت پر دینا درست ہے یا نہیں؟ (۱۲۲۱/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: مہتمم مدرسہ کو مدرسہ کا روپیہ مضاربت وغیرہ پر دینا درست نہیں ہے(۲) فقط

---

(۱) فالربح في الصحيحة يكون بينهما على الشرطِ (بدائع ۵/ ۱۱۷ كتاب المضاربة ، شرائط المضاربة) وقال اللّٰه تعالىٰ : إنَّ اللّٰه يَأمُرُكُمْ أنْ تُؤَدُّوْا الْأَمَانَاتِ إلىٰ أَهْلِهَا (سورۂ نساء آیت: ۵۸)

(۲) مدارس میں چندہ دینے والوں کا مقصد عام طور سے یہی ہوتا ہے کہ ان کا روپیہ طلباء پر صرف کیا جائے اس لیے مہتمم کو دیگر معاملات میں اسے صرف کرنا جائز نہیں، نیز مضاربت میں کبھی نقصان بھی ہوتا ہے اور اس کی تلافی مہتمم نہیں کرسکتا شامی میں ہے: صرحوا بأن مراعاة غرض الواقفين واجبة وصرح الأصوليون بأن العرف يصلح مخصصًا (رد المحتار ۶/ ۵۲۱ كتاب الوقف : مطلبٌ مراعاة غرض الواقفين واجبةٌ الخ)وفي الدر المختار :لأن المعلوم بدلالة الحال كالمشروط بالمقال (الدرالمختار مع الشامی ۶/ ۳۷۳ كتاب الشركة)

Maktaba Tul Ishaat.com

کتاب الوقف

وقف کا بیان

وقف کی شرطیں اور احکام

وقف کی تعریف اور صحت وقف کی شرط

سوال: (۱) وقف کی کیا تعریف، اور کیا شرائط ہیں، اور وقف کا متولی کون ہوگا؟ (۳۷۹/۱۳۴۱ھ)

الجواب: وقف کی تعریف معروف اور مشہور ہے، اور اختلاف امام صاحب اور صاحبینؒ کا بھی منقول ہے(۱) اور شرط صحت وقف یہ ہے کہ واقف مالک اس شئ موقوفہ کا ہو، درمختار میں ہے: وشرطه شرط سائر التبرعات الخ . قوله و شرطه الخ أفاد أن الواقف لابد أن يكون مالكًا له وقت الوقف ملكًا باتًا الخ (۲) (شامی) اور متولی وقف کا خود واقف ہوگا، اور اس کی اولاد، یا جس کو وہ متولی بناوے۔

سوال: (۲) وقف علی الاولاد کی کیا تشریح ہے؟ اور احکام اس کے کیا ہیں؟ اور وقف مطلق کی کیا

---

(۱) هو لغة: الحبس وشرعًا: حبس العين على حكم ملك الواقف والتصدق بالمنفعة ولو فى الجملة والأصح أنه عنده جائزٌ غير لازم كالعارية وعندهما هو حبسها على حكم ملك الله تعالىٰ وصرف منفعتها على من أحب ولو غنيًّا فيلزم فلا يجوز له إبطاله ولا يورث عنه وعليه الفتوى (الدرالمختار مع الرد ۴۰۶/۶–۴۰۸ فى بداية كتاب الوقف)

(۲) الشامى ۴۱۰/۶ كتاب الوقف – شرائط الوقف .

Maktaba Tul Ishaat.com

تعریف ہے؟(۱۳۳۰/۱۳۴۱ھ)

الجواب: وقف کی تعریف یہ ہے: **هو حبس العين على ملك الواقف والتصدق بالمنفعة**(۱) یعنی روکنا کسی شئے کا واقف کی ملک پر اور اس کے منافع کو صدقہ کرنا، صاحبینؒ نے یہ تعریف کی ہے کہ کسی شئے کو اللہ تعالیٰ کی ملکیت پر روکے رکھنا اور اس کے منافع کو صرف کرنا ان لوگوں پر جن کے اوپر چاہے۔ **وعليه الفتوىٰ الخ** (درمختار) وقف علی الاولاد بھی جائز ہے اور واقف کی شرط کے موافق اس میں عمل کرنا واجب ہے۔ **كما في الدرالمختار: جعل ريعه لنفسه أيام حياته ثم و ثم جاز عند الثاني وبه يفتىٰ كجعله لولده الخ**(۲) اور واقفوں کے مختلف الفاظ سے اس کے احکام بھی مختلف ہوجاتے ہیں۔

جائز شرطوں کے ساتھ وقف کرنا

سوال:(۳) زید نے وقت وفات، چند قطعات زمین وقف کے، اپنی ملکیت ومتروکہ سے چھوڑے سند وقف میں یہ تحریر ہے کہ خرچ مساکین ومسافرین مسجد کے واسطے یہ وقف کیا جاتا ہے، اور وقف نامے میں امور مندرجہ ذیل بھی تحریر ہیں؟ یہ امور جائز ہیں یا نہیں؟

(الف) اگر من جملہ قطعات زمین کے، کوئی جزو جو بے کار وخراب پڑا ہو، اور اس سے کسی قسم کی آمدنی بھی نہ ہو، مسجد میں شامل کردیں۔

(ب) اگر کسی جزو قطعات مذکورہ بالا میں کچھ عمارت اس غرض سے تعمیر کردیں کہ اس کی آمدنی واسطے اخراجات مسجد کے کام آئے، یا فرش وغیرہ رکھنے کے لیے یا امام مؤذن وغیرہ خادم مسجد کی سکونت کے لیے ہو؛ یہ امور جائز ہیں یا نہیں؟ اور متولی پر کچھ مؤاخذہ شرعی تو نہ ہوگا؟(۴۶۹/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: امورِ مذکورہ فی السوال جائز ودرست ہیں، اور موافق شرط واقف کے ہیں، امور مذکورہ کے کرنے سے متولی پر کچھ مؤاخذہ شرعًا نہیں ہے۔

---

(۱) تنوير الأبصار مع الشامي ۶/۴۰۶ في ابتداء كتاب الوقف .

(۲) الدر مع الرد ۶/۵۴۶ كتاب الوقف . فصل فيما يتعلق بوقف الأولاد .

Maktaba Tul Ishaat.com

وقف کب تام ہوتا ہے؟

سوال: (۴) وقف کے لیے شرعاً کن کن امور کا ہونا ضروری ہے، تاکہ وقف کامل سمجھا جاوے؟ (۱۳۴۱/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: صرف لفظ ''موقوفة'' وغیرہ کہہ دینے سے مذہب مفتی بہ کے موافق وقف تام و کامل ہوجاتا ہے، واکتفی أبویوسفؒ بلفظ موقوفة فقط قال الشهید: ونحن نفتی به للعرف (۱) (درمختار)

اپنی جائداد وقف کرنے کا محض ارادہ کرنا

سوال: (۵) ایک شخص نے اپنی بیماری کی حالت میں اپنی جائداد وقف کرنے کا ارادہ کیا کسی مصرف خیر میں، اور جس کا اظہار دیگر اشخاص سے کیا، اور وہ خود خواندہ تھا مگر تحریک اس کی دیگر کسی شخص کے ذریعہ سے بایماء اس کے ہوئی، گو وہ اس قدر بیمار نہ تھا کہ اس کی تحریک خود نہ کر سکے، پھر ایک ڈیڑھ ماہ بعد فوت ہوگیا تو اس کی جائداد وقف ہوگی یا وارثان کو پہنچے گی؟ اور کس قدر وقف ہوگی اور کس قدر وارثوں کو ملے گی؟ (۱۳۴۰/۲۶۷۷ھ)

الجواب: اگر اس شخص متوفی نے محض ارادہ وقف کرنے کا ظاہر کیا تھا، اور کوئی لفظ دال علی الوقف نہیں کہا؛ مثلاً یہ کہ اس قدر جائداد اپنی وقف کی، پس اگر ایسا کوئی لفظ اس نے نہیں کہا، محض ارادہ ہی ظاہر کیا تھا تو اس کی جائداد کا کوئی جزو وقف نہیں ہوا، تمام جائداد بعد ادائے حقوق مقدمہ علی المیراث اس کے ورثہ کو حسب حصص تقسیم ہوگی (۲) اور اگر اس نے کوئی لفظ دال علی الوقف کہہ دیا ہے؛ اگرچہ کسی دوسرے شخص کے ذریعہ سے اس کا ظہور بایماء متوفی کے ہوا ہو تو جس قدر جائداد اس نے وقف کی ہے وہ وقف ہو جاوے گی، اور باقی وارثوں کو تقسیم ہوگی۔ فقط

---

(۱) الدرالمختار مع ردالمحتار ۶/۴۰۹ فی أوائل کتاب الوقف .

(۲) ورکنه الألفاظ الخاصة .....(الدرمع الرد۶/۴۰۹ کتاب الوقف. مطلبٌ:قد یثبت الوقف بالضرورة)

Maktaba Tul Ishaat.com

وقف کو شرطِ موجود پر معلق کرنے کا حکم

سوال: (۶) وقف معلق بشرط موجود جائز ہے یا نہیں؟ اور یہ کہنا کہ یہ زمین، وقف مسجد کے واسطے خریدی جاتی ہے؛ تو وہ مجرد خریدنے سے وقف ہو جائے گی یا نہیں؟ (۳۵۳/۴۷-۱۳۴۶ھ)

الجواب: وقف معلق جائز نہیں ہے، مگر موجود فی الحال کے ساتھ تعلیق کرنے سے وقف صحیح ہے، اس کی مثال یہ لکھی ہے کہ مثلاً یہ کہے: إن كانت هذه الأرض في ملكي فهي صدقة موقوفة، فإن كانت في ملكه وقت التكلم صح الوقف وإلا فلا الخ(۱)

لیکن یہ کہنا کسی کا کہ یہ زمین وقف مسجد کے لیے خریدی جاتی ہے یہ نہ وقف منجز ہے نہ از قسم معلق ہے، بلکہ اس سے ارادہ وقف کا معلوم ہوتا ہے، پس اگر خریدنے کے بعد مالک؛ یعنی مشتری اس کو وقف کر دے گا تو وقف ہو جائے گا ورنہ نہیں، الغرض اس صورت میں مجرد خریدنے سے بدون وقف کرنے کے؛ وہ زمین وقف نہ ہوگی اور مسجد نہ ہوگی۔

وقف کو معلق کرنا صحیح نہیں

سوال: (۷) ایک شخص نے کچھ زمین اس طرح وقف کی کہ میں اپنی فلاں ملکیت اپنے لڑکے کی زوجہ کو دیتا ہوں، اگر بعد زوجہ کے میرے لڑکے کی اولاد ہو تو یہ ملکیت اس کی ہے، ورنہ فلاں مسجد میں دے دی جاوے؛ تو اس صورت میں یہ وقف صحیح ہے یا نہیں؟ اور بعد زوجہ کے اگر لڑکے کی اولاد نہ ہو تو یہ زمین ورثہ کو ملے گی یا وقف ہے؟ (۱۱۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس طرح وقف صحیح نہیں ہوتا وأن يكون قربة في ذاته معلومًا منجزًا لا معلقًا الخ (۲) (درمختار) لہٰذا وہ زمین ورثہ شرعیہ پر تقسیم ہوگی۔

وقف مسجّل کی تعریف

سوال: (۸) وقف مسجل سے کیا مراد ہے؟ (۴۴۷/۱۳۳۸ھ)

---

(۱) الفتاوى لابن عابدين ۶/۴۱۱ كتاب الوقف ، قبل مطلب في وقف المرتد الخ .

(۲) الدرالمختارمع الرد ۶/۴۱۰ كتاب الوقف، شرائط الوقف.

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: وقف مسجل (۱) سے مراد یہ ہے کہ حاکم نے اس وقف کی صحت کا حکم کر دیا ہے۔ فقط

صحت وقف کے لیے صرف مالک کی اجازت اور رضامندی کافی ہے

سوال: (۹) ایک گاؤں ٹھیکہ دار کا ہے اس میں کچھ زمین خالی پڑی تھی جس پر اہل گاؤں نے ایک جُلاہے کو بٹھلا دیا تھا، اب وہ جُلاہا دوسرے گاؤں میں چلا گیا ہے، جگہ خالی پڑی ہے، وہاں مسجد بنانے کا ارادہ ہے، ٹھیکہ دار کی اجازت ہے، جُلاہا ناراض ہے؛ ایسی جگہ میں مسجد بنانی جائز ہے؟ (۱۵۳۷/۱۳۴۱ھ)

الجواب: مالک زمین کی اجازت اور رضامندی سے مسجد بنانا اس زمین میں درست ہے؛ یعنی اگر مالک مسلمان ہے تو وہ خود اس زمین کو وقف کرسکتا ہے، اور اگر ہندو مالک ہے تو اس کا وقف کرنا صحیح نہیں ہے، اس کی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ مالک اس زمین کو کسی مسلمان کو دے دے، اور وہ مسلمان اس کو اپنی طرف سے وقف کردے، وقف صحیح ہوجاوے گا وشرطه شرط سائر التبرعات الخ (۲) (درمختار) اور جُلاہے کی ناراضی کا اس بارے میں کچھ اعتبار نہیں ہے۔

صحت وقف کے لیے واقف کا قبضہ مانع نہیں

سوال: (۱۰) زید نے ایک جائداد وقف کرکے وقف نامے میں تحریر کردیا کہ اس جائداد کو میں نے اپنی ملک سے خارج کرکے اللہ تعالیٰ کی ملک میں دے دیا، اب مجھ کو اور میرے ورثہ کو کسی قسم کا دعوی جائداد موقوفہ سے نہیں رہا، اور متولی اس وقف کا تاحیات میں رہوں گا، اب فیما بین خالد وبکر کے؛ اختلاف صحت وقف میں واقع ہے، خالد کا دعوی ہے کہ: صورت موجودہ میں موافق قول امام محمدؒ کے تسلیم الی المتولی نہیں ہوئی بدیں وجہ وقف صحیح نہیں ہوا، بکر کہتا ہے: جب کہ زید نے جائداد موقوفہ کو اپنی ملک سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں دے دینے کا اقرار تحریری کرلیا، اور بعد اس کے بہ ذریعہ حق تولیت اس پر قبضہ کرلیا تو عمل تسلیم الی المتولی واقع ہوگیا کہ قبضہ کی صورت تبدیل ہوگئی کہ زید سابقاً مالکانہ قابض تھا؛ اب متولیانہ قابض ہے، اس صورت میں خالد کا قول صحیح ہے یا بکر کا؟ اور وقف صحیح ہے یا نہیں؟ (۳۲/۱۳۴۶-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس صورت میں قول بکر حق ہے اور صحیح ہے، مذہب صحیح ومفتی بہ یہ ہے کہ محض لفظ موقوفہ

(۱) وقف مسجّل: وہ وقف جس کی سرکار میں رجسٹری کرادی ہو۔ (۲) الدر المختار مع الشامی ۶/۴۱۰ شرائط الوقف.

Maktaba Tul Ishaat.com

کہہ دینے سے وقف صحیح ہوجاتا ہے، درمختار میں ہے: وجعله أبويوسفؒ كالإعتاق، واختلف الترجيح والأخذ بقول الثاني أحوط وأسهل بحروفي الدرروصدر الشريعة وبه يفتي وأقره المصنف. وقال في الشامي:لكن في الفتح أن قول أبي يوسفؒ أوجه عندالمحققين (۱) قوله وجعله أبويوسفؒ كا لإعتاق فلذلك لم يشترط القبض والإفراز أي فيلزم عنده بمجرد القول الخ(۲) وفي القهستاني:أن التسليم ليس بشرط إذاجعل الواقف نفسه قيمًا الخ(۳)

وقف کے ثبوت کے لیے شہادتِ شرعیہ ضروری ہے

سوال: (۱۱) زید نے ایک مکان اور ایک کنواں بنوایا، بعد میں زید فوت ہوگیا؛ زید کا لڑکا کہتا ہے کہ کنواں اور مکان میرے والد نے وقف کیا ہے، اور مکان کا کرایہ زید کا پسر خود کھاتا ہے؛ یہ حلال ہے یا نہیں؟ (۵۵۴/۱۳۴۳ھ)

الجواب: صرف زید کے لڑکے کے کہنے سے وقف ثابت نہیں ہوسکتا، اس لیے شہادت شرعیہ کی ضرورت ہے، لیکن اگر وقف شرعاً ثابت ہوجائے تو پھر اس کو مال وقف میں سے کھانا جائز نہیں، بلکہ شرائط واقف کے مطابق عمل ہونا ضروری ہے۔ (۴) فقط

سوال: (۱۲) ہندہ مرگئی اور چچازاد بھائی وارث چھوڑا، اس کا پھوپھی زاد بھائی عمر جو اس کے ترکہ سے محروم ہے؛ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ ہندہ اس جائداد کو وقف زبانی کرگئی ہے، متولی اس کا مجھے مقرر کیا ہے؛ یہ وقف صحیح ہوگا یا نہیں؟ (۱۰۲۲/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: اگر شہادت شرعیہ سے یعنی دو عادل گواہوں کی گواہی سے؛ ہندہ کا وقف کردینا جائداد

---

(۱) ردالمحتار ۶/۴۲۱ كتاب الوقف. بعد البحث عن مطلبٌ مهمٌ:فَرَّقَ أبويوسف بين قوله إلخ .

(۲) ردالمحتار ۶/۴۱۹ كتاب الوقف. قبيل مطلبٌ: التأبيد معنىً شرطٌ اتفاقًا.

(۳) ردالمحتار ۶/۴۱۸ كتاب الوقف. قبيل مطلبٌ في الكلام على اشتراط التأبيد.

(۴) ذكرفي الخانية والإسعاف: ادعى على رجل في يده ضيعة أنها وقف ..... قالوا:ليس للقاضي ذلك لأن القاضي إنما يقضي بالحجة والحجة إنما هي البينة أوالإقرار..... (ردالمحتار ۶/۴۸۶ كتاب الوقف. مطلبٌ: أحضر صكًّا فيه خطوط العدول.....) مراعاة غرض الواقفين واجبةٌ ..... (الشامي ۶/۵۲۱ كتاب الوقف)

Maktaba Tul Ishaat.com

مذکورہ کو بہ حالت صحت ثابت ہوجاوے تو وقف مذکور شرعًا صحیح ہوگا، اور جو شرط تولیت وغیرہ واقفہ نے کی ہے وہ ثابت ہوجاوے گی۔(۱)

مشاع کا وقف صحیح ہے

سوال:(۱۳)..... (الف) سید محبوب علی کی ''جائداد الف'' موروثی و''جائداد ب'' خود پیدا کردہ تھی، سید محبوب علی نے کل جائداد کو وقف کیا، اس میں ایک جز وحصہ غیر کا بھی شامل ہے؛ آیا جزو غیر کی وجہ سے کل وقف نامہ باطل ہوگا یا جز وغیر خارج ہوکر بقیہ وقف صحیح رہے گا؟

(ب) جائداد الف کے متعلق اگر وقف نامہ ناجائز ہوگا تو جائداد ب کے متعلق وقف نامہ قائم و جائز ہوگا یا نہیں؟ (۱۹۶۸/۱۳۴۰ھ)

الجواب: (الف) جس قدر حصہ غیر کا ہے وہ وقف نہ ہوگا، اور باقی جو حصہ مملوکہ واقف کا ہے وہ شرعًا وقف ہوگیا، اس کو علیحدہ کردیا جاوے کذا فی الدر المختار (۲)

(ب) جائداد ب کے وقف ہونے میں کچھ تردد نہیں ہے کذافی الدرالمختار والشامی (۳)

سوال:(۱۴) اکثر معمول ہے کہ مالکان اراضی مشترکہ آپس میں تقسیم کرلیتے ہیں، اور قبضہ رکھتے ہیں؛ مگر وہ تقسیم کاغذات میں نہیں ہوتی، اور قانونًا وہ تقسیم متصور نہیں ہوتی چوں کہ سرکاری طور سے تقسیم کرانے میں بہت دقت اور طوالت ہے، اگر کسی کو فوری ضرورت ہبہ یا وقف کرنے کی ہو تو ان ضروریات

---

(۱) وإن ادعى وَقْفًا أو شهدوا على وقف ولم يذكروا الواقف ذكر الخصاف رحمه اللّٰه تعالٰى ..... أن دعوى الوقف والشهادة على الوقف تصح من غير بيان الواقف (الفتاوى الخانية مع الهندية ۳۴۱/۳ فصلٌ فى دعوى الوقف والشهادة عليه)

(۲) فيقسم المشاع وبه أفتى قارئ الهداية قوله به أفتى قارئ الهداية حيث قال: نعم تجوز القسمة ويفرز الوقف من الملك ويحكم بصحتها (الشامى ۴۲۵/۶ كتاب الوقف. مطلبٌ إذا وقف كل نصف على حدة.....)

(۳) فلا يجوز وقف مشاع يقسم خلافا للثانى ..... واختلف الترجيح والأخذ بقول الثانى أحوط وأسهل "بحر" وفى "الدرر" و"صدر الشريعة" وبه يفتى (الدرالمختارمع الرد ۴۱۸/۶-۴۲۰ كتاب الوقف) وفى الشامى به أفتى قارئ الهداية حيث قال: نعم تجوز القسمة ويفرز الوقف من الملك إلخ (الشامى ۴۲۵/۶ كتاب الوقف. مطلبٌ: إذا وقف كل نصف عليحدة)

Maktaba Tul Ishaat.com

کو مدنظر رکھتے ہوئے صاحبین کے قول پر عمل ہوسکتا ہے جو ہبہ مشاع، وقف اور اجارہ مشاع کی صحت میں ہے؟ (۱۳۹۷/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: شرکاء کی باہمی رضامندی سے جو تقسیم ہوتی ہے وہ تقسیم شرعاً صحیح ہے اگرچہ قانون سرکاری میں وہ تقسیم عارضی سمجھی جائے؛ جیسا کہ درمختار کتاب القسمۃ میں ہے: وصحت برضا الشرکاء الخ (۱) پس اس تقسیم بالتراضی کے بعد اگر کوئی اپنے حصہ منقسمہ کو ہبہ کرے اور قبضہ موہوب لہ کا کرادے تو وہ ہبہ صحیح ہے، ہبہ مشاع نہیں ہے، اور اس کا وقف کرنا باتفاق صحیح ہے، اور ہبہ مشاع کا موافق ظاہر الروایت کے صحیح نہیں ہے، اور یہ بالاتفاق ہے، البتہ وقف مشاع کو امام ابو یوسف جائز فرماتے ہیں ان کے نزدیک بعد میں تقسیم کرکے حصہ موقوفہ کو علیحدہ کردیا جائے گا (۲)

سوال: (۱۵) ایک قطعہ زمین جس میں چار پانچ نفر شریک ہیں، اور قبل تقسیم ایک شخص نے اپنے حصے کو وقف کردیا، لہٰذا بہ مذہب حنفیہ بہ قول مفتی بہ یہ وقف درست ہے یا نہیں؟ اگر درست نہیں تو اس کو فروخت کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۱۱۸۴/۱۳۳۸ھ)

الجواب: بہ مذہب حنفیہ بہ قول مفتی بہ، وقف مشاع صحیح ہے، پس اس شخص کے حصے کو جس نے وقف کیا ہے علیحدہ کردیا جاوے، اور اس حصہ موقوفہ کی بیع وشراء جائز نہیں ہے۔ لقول الفقهاء: اَلْوَقْفُ لَا يُمْلَكُ وَلَا يُمَلَّكُ (درمختار وغیرہ) قال فی الشامی: والخلاف فی وقف المشاع مبني على اشتراط التسليم وعدمه لأن القسمة من تمامه فأبويوسف أجازه لأنه لم يشترط التسليم، ومحمد لم يجزه لاشتراط التسليم الخ (۳) وفی الدرالمختار: فيقسم المشاع وبه أفتىٰ قارئ الهداية وغيره (۴) وفی الدرالمختار أيضًا: واختلف الترجيح والأخذ بقول الثانی أحوط وأسهل بحر وفی الدرر وصدرالشريعة وبه يفتىٰ، وفی الشامی: قوله واختلف

(۱) الدرالمختار مع الشامی ۳۱۰/۹ كتاب القسمة ـ بعد بيان أوصاف القاسم .

(۲) فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ متأخرین کے نزدیک مختار قول امام ابو یوسف کا ہے: وقف المشاع المحتمل للقسمة لا يجوز عند محمد و به اخذ مشائخ بخارىٰ وعليه الفتوىٰ . والمتأخرون أفتوا بقول أبی يوسف أنه يجوز وهو المختار كذا فی خزانة المفتيين (الهندية ۳۶۵/۲ فصل فی وقف المشاع)

(۳) الشامی ۴۳۲/۶ كتاب الوقف ، مطلبٌ فی وقف المشاع المقضی به .

(۴) الدرالمختار مع الشامی ۴۲۴/۶ كتاب الوقف. مطلبٌ فی قسمة الواقف مع شريكه .

Maktaba Tul Ishaat.com

الترجیح مع التصریح فی کل منهما بأن الفتوٰی علیه، لکن فی الفتح: أن قول أبی یوسف أوجه عند المحققین(۱)(شامي ۳/۳۶۶ کتاب الوقف)فقط

سوال:(۱۶)ایک قطعہ زمین میں چھ شریک ہیں، دو''راندیر''میں ہیں،اور چار''رنگون''میں،دو شریکوں نے جو راندیر میں ہیں اپنا حصہ مسجد میں وقف کردیا، باقی شرکاء کو جب اطلاع ہوتی رہی تو وہ بھی اپنا اپنا حصہ یکے بعد دیگرے وقتاً فوقتاً مسجد میں وقف کرتے رہے،حتی کہ سب شرکاء نے کل مکان وقف کرکے وقف نامہ حوالہ متولی کے کردیا تو یہ وقف شرعاً صحیح ہوایا نہیں؟(۶۰۵/۱۳۴۵ھ)

الجواب: وقف مذکور صحیح ہوگیا۔جیسا کہ درمختار وشامی میں مذکور ہے: قوله وجعله أبو یوسفؒ کالإعتاق الخ فلذلك لم یشترط القبض والإ فرازأی فیلزم عنده بمجرد القول الخ (۲) اور نیز درمختار میں ہے کہ امام ابو یوسف وقف مشاع کو بھی جائز فرماتے ہیں،اور یہی صحیح ہے فلایجوز وقف مشاع یقسم خلافًا للثانی الخ واختلف الترجیح والأخذ بقول الثانی أحوط وأسهل بحر و فی الدرر و صدر الشریعة وبه یفتٰی، وفی الشامی:لکن فی الفتح أن قول أبی یوسفؒ أوجه عند المحققین (۲) فقط

سوال:(۱۷)وقف مشاع جائز ہے یا نہیں؟اور کنواں مشاع ہے یا نہیں؟(۳۵۳/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: وقف مشاع میں اختلاف ہے،امام محمدؒ ناجائز فرماتے ہیں، درمختار میں ہے:فلا یجوز وقف مشاع یقسم خلا فًا للثانی الخ (۳)اورشامی میں ہے: وفیه أیضًا: وقفت دارها علی بناتها الثلاث ثم علی الفقراء ولامال لها غیرها ولاوارث غیرهن فالثلث وقف والثلثان میراث لهن، وهذا عند أبی یوسفؒ خلا فًا لمحمدؒ الخ (۴) والأخذ بقول الثانی أحوط وأسهل"بحر" "وفی الدرر"و"صدر الشریعة" وبه یفتی (۵)(درمختار)اس سے معلوم ہوا کہ مفتٰی بہ قول امام

(۱) الدرالمختار والشامی ۶/۴۲۰،۴۲۱ کتاب الوقف. مطلبٌ مهم:فرق أبویوسف بین قوله موقوفة الخ.(۲) الدرمع الشامی ۶/۴۱۸-۴۲۱ کتاب الوقف.مطلبٌ مهم : فرق أبویوسف بین قوله موقوفة الخ .(۳) شرح تنویرالأبصارمع الشامي ۶/۴۱۸ کتاب الوقف – مطلب: شروط الوقف علی قولهما .

(۴) ردالمحتار ۶/۴۱۸ کتاب الوقف . قبیل مطلب في الکلام علی اشتراط التأبید .

(۵) الدرالمختار مع الرد ۶/۴۲۰ کتاب الوقف – مطلب مهم : فرق أبویوسف الخ .

Maktaba Tul Ishaat.com

ابو یوسفؒ کا ہے، اور وقف مشاع صحیح ہے، اور کنواں اگر پورا بلا شرکت غیرے ہو تو وہ مشاع نہیں ہے اس کا وقف کرنا باتفاق صحیح ہے، اور مالا یقسم کا وقف کرنا اگر مشاع بھی ہو تب بھی درست ہے وقدمنا أن محل الخلاف فیما یقبل القسمة بخلاف ما لا یقبلها فیجوز اتفاقًا الخ(۱)(شامی)

اسباب خانہ داری کو وقف کرنا

سوال:(۱۸) زید نے وقف نامے میں جائداد غیر منقولہ کے ساتھ اثاث البیت کو بھی وقف کیا ہے؛ کیا اثاث البیت کا وقف کرنا صحیح ہے؟ جب کہ درمختار میں یہ موجود ہے "بخلاف مالا تعامل فیه کثیاب ومتاع هذا قول محمدؒ "(۱۳۴۳/۱۵۳۹ھ)

الجواب: منقولات کا وقف غیر منقول کے تابع ہو کر ان تمام چیزوں میں جائز ہے جو قابل وقف ہیں؛ شامی میں ہے: ولو وقف دارًا بجمیع ما فیها وفیها حمامات یطرن أو بیتًا وفیه کورات عسل یدخل الحمام والنحل تبعًا للدار والعسل إلخ(۲) وفی البزازیة: جاز وقف الأکسیة علی الفقراء الخ (۳)(درمختار فی بیان وقف المنقول قصدًا)اور البحر الرائق میں ہے: وقف بستانًا بما فیه من البقر والغنم والرقیق یجوز انتهٰی (۴) باقی قول درمختار بخلاف مالا تعامل فیه الخ وقف منقول قصدا کے متعلق ہے، اور اس میں صاحبینؒ کے مابین اختلاف ہے "قال فی الخانیة: قال شمس الأئمة السرخسیؒ: فی وقف المنقول مقصودًا خلاف بین أبی یوسف ومحمدؒ ذکره فی السیر الکبیر انتهٰی (۵) اور شامی میں قول درمختار کل منقول قصدًا کے تحت میں لکھا ہے: "أما تبعًا للعقار فهو جائز بلا خلاف عندهما الخ"(۶) الحاصل ان اشیاء منقولہ کا وقف کرنا جو قابل وقف اور دیرپا ہیں، غیر منقول کی تبعیت میں جائز ہے، اور مستقلاً ان کے وقف کے لیے تعامل کی ضرورت ہے؛

---

(۱) ردالمحتار ۶/۴۱۸ کتاب الوقف – مطلب شروط الوقف علی قولهما .

(۲) ردالمحتار ۶/۴۳۱ کتاب الوقف – مطلبٌ فی وقف المنقول تبعًا للعقار .

(۳) الدرالمختار مع الشامی ۶/۴۳۶ کتاب الوقف. مطلبٌ فی التعامل والعرف .

(۴) البحر الرائق علی کنز الدقائق ۵/۳۳۹ کتاب الوقف.

(۵) الفتاوی الخانیة علی هامش الهندیة ۳/۳۱۱ کتاب الوقف، فصلٌ فی وقف المنقول .

(۶) ردالمحتار ۶/۴۳۴ مطلبٌ فی وقف المنقول قصدًا.

Maktaba Tul Ishaat.com

اثاث البیت میں سے بعض کپڑوں اور برتنوں وغیرہ کا وقف مستقل طور پر بھی جائز ہے؛ جیسا کہ صاحب درمختار نے بزازیہ وغیرہ سے نقل کیا ہے۔فقط

وقف نہ کرنے کا وعدہ کرنا

سوال: (۱۹) زید نے اپنے بیٹے بکر سے اس بات کا پختہ وعدہ کیا کہ اگر بکر نکاح کرے تو زید اپنی جائداد وقف نہیں کرے گا، بکر ایک ہی وارث زید کا ہے، اور بکر جو مناکحت کرنا نہیں چاہتا تھا اس کا سبب یہ تھا کہ وہ متاہل زندگی کے کثیر اخراجات کی قابلیت نہیں رکھتا تھا اور نہ رکھتا ہے، بس اس وعدہ پر مناکحت کرلی۔اب زید کسی رنجش کی وجہ سے چاہتا ہے کہ اس وعدہ کو توڑ دے؛ کیا زید ایسا کرسکتا ہے؟ کیا زید اپنی کل جائداد یا اس کے ایک جزو کو وقف کرسکتا ہے؟ اگر زید ایسا کرے تو وہ وقف جائز ہوگا؟ اگر جائز ہے تو عنداللہ عہد شکنی میں ماخوذ ہوگا یا نہیں؟ ایسا معاہدہ کرکے توڑنا شرعًا جائز ہے؟ (۳۶/۷۳۲-۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: زید اگر اپنی کل یا بعض جائداد کو وقف کردے گا تو وقف صحیح و نافذ ہوگا؛ کیوں کہ شرائط صحت وقف موجود ہیں قال فی الدرالمختار: وشرطه شرط سائر التبرعات،قال فی الشامي: أفاد أن الواقف لا بدأن يكون مالكًا له وقت الوقف ملكًا باتًا الخ (۱) باقی زید کی غرض اگر اس وقف کرنے سے اپنے پسر بکر کو محروم کرنا ہے تو یہ گناہ ہے؛ زید اس میں گنہ گار ہوگا، حدیث شریف میں ہے: من قطع ميراث وارثه قطع الله ميراثه من الجنة يوم القيامة رواه ابن ماجة وغيره (۲) اور دوسری حدیث میں ہے: إنك أن تذر ورثتك أغنياء خير من أن تذرهم عالةً يتكففون الناس الحديث (۳) اسی لیے وصیت ایک ثلث میں جاری ہوتی ہے، اور ثلث سے زیادہ وصیت درست نہیں ہے، پس یہی لحاظ

(۱) ردالمحتار ۶/۴۱۰ شرائط الوقف (۲) عن أنس رضی اللّٰه عنه قال : قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم:من قطع ميراث وارثه (الحديث) رواه ابن ماجة و رواه البيهقي في شعب الإيمان عن أبي هريرة رضی اللّٰه عنه (مشكوة ص:۲۶۶ باب الوصايا)

(۳) عن عامر بن سعد بن أبي وقاص عن أبيه رضی اللّٰه عنه قال: كان رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم يعودني عامَ حجة الوَداع من وجَعٍ اشتد بي ، فقلتُ :إني قد بَلَغَ بي من الوجَع ، وأناذومال ولا يرثني إلّا ابنة لي ، أفأتصدق بثلثي مالي ؟ قال:لا ، فقلت : فالشطر؟ فقال : لا، ثم قال: الثلث؛ والثلث كبيرٌ أو كثيرٌ ، إنك أن تَذَر ورثَتَكَ أغنياءَ خيرٌ مِن أن تذَرهم عالةً يتكفَّفون الناسَ، وإنك لن تُنفق نفقةً تبتغي بها وجه اللّٰه إلَّا أُجرتَ بها حتى ما تجعل في في امرأتك (الحديث)(بخاری شریف ۱/۱۷۳ باب رِثاء النبی صلی اللّٰه علیه وسلم سعدَ بن خولةَ)

Maktaba Tul Ishaat.com

وقف میں رہنا چاہیے کہ وارث محروم نہ ہوں، ایک صحابی نے جن کی صرف ایک دختر تھی اپنے کل مال کے صدقہ کرنے کی وصیت کا ارادہ کیا تھا، اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک ثلث مال کی وصیت کی اجازت دی، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں دی پس زید بھی اس سے زیادہ وقف نہ کرے، اور اضرار وارث کا ارادہ نہ کرے کہ یہ سخت گناہ ہے، البتہ اگر وقف اس طرح کرے کہ بکر رہن اور بیع اور ہبہ وغیرہ نہ کر سکے؛ تو اس میں اگر زید مصلحت سمجھتا ہے تو یہ درست ہے۔

اور واضح ہو کہ وقف دراصل ایک نیک کام اور قربت ہے؛ چنانچہ شرائط وقف میں سے یہ بھی ہے: وأن یکون قربة فی ذاتہٖ (۱) (درمختار) پس زید کا یہ عہد و وعدہ کہ میں وقف نہ کروں گا ایسا ہے جیسا کہ یہ کہے کہ اپنے مال کو صدقہ نہ کروں گا؛ تو ایسا وعدہ قابلِ ایفاء نہیں ہے، اور ایسے وعدہ کے خلاف میں مؤاخذہ نہیں ہے؛ بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ ایسا معاہدہ توڑنا چاہیے، لہٰذا اس وعدہ کی وجہ سے زید پابند وقف نہ کرنے کا نہیں ہوسکتا، البتہ وہی تفصیل جو اوپر گذری اس میں ملحوظ رہے گی۔ فقط

وارثوں کو محروم کرنے کی نیت سے وقف کرنا اچھا نہیں

سوال: (۲۰) ایک شخص جس کی زوجہ اور ایک لڑکا ہے، اگر وہ اپنی حیات میں مسجد کو اپنی جائداد دینا چاہے تو دے سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۳۱۸/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: اپنی حیات میں وہ شخص اپنی جائداد جس کو چاہے دے سکتا ہے، خواہ مسجد میں دے کر وقف کردے یا کسی دوسرے شخص کو دے دے، لیکن وارثوں کو محروم کرنے کی نیت سے ایسا کرنا اچھا نہیں ہے۔ (۲)

اپنی مملوکہ زمین اور باغ کو وقف کرنا جائز ہے

سوال: (۲۱) زید اپنی کچھ زمین مملوکہ کو وقف کرنا چاہتا ہے، اس زمین کی آمدنی دو قسم کی ہے کچھ نقدی تحصیل ہے، اور زیادہ حصہ آمدنی کا بذریعہ درخت تاڑ و کھجور وغیرہ ہے؛ یعنی جس قدر تاڑ و کھجور میں

(۱) الدرالمختار مع الشامی ۴۱۰/۶ کتاب الوقف – شرائط الوقف .

(۲) عن أنس رضی اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: من قطع میراث وارثہ قطع اللّٰہ میراثہ من الجنة یوم القیامة رواہ ابن ماجة: و رواہ البیھقی في شعب الإیمان عن أبی ھریرة رضی اللّٰہ عنہ (مشکوة، ص:۲۶۶ باب الوصایا)

Maktaba Tul Ishaat.com

سال بہ سال رعایا کے ساتھ بندوبست کیے جاتے ہیں رعایا مدت معینہ تک فائدہ اٹھاتے ہیں، اوراس مدت کے لیے جو کچھ مالک نے مقرر کیا ہے ادا کرتے ہیں؛ آیا زمین مذکورہ موصوفہ بصفت مسطورہ کو زید وقف کرسکتا ہے یانہیں؟ (۱۰۶۰/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: شامی کتاب الوقف میں ہے: قوله وشرطه شرط سائر التبرعات ، أفاد أن الواقف لابد أن يكون مالكًا له وقت الوقف ملكًا باتًا ولو بسببٍ فاسدٍ الخ (۱) اس سے معلوم ہوا کہ اپنی ہر ایک زمین اور مکان اور باغ مملوکہ کو وقف کرنا صحیح ہے، پس ثابت ہوا کہ ہر دو قسم کی زمین و باغ کو وقف کرنا جائز اور نافذ وصحیح ہے۔ فقط

شوہر کے ترکہ سے بیوی کو جو جائداد ملی ہے اس کو عورت وقف کرسکتی ہے

سوال: (۲۲) ایک شخص نے کوئی جائداد اپنے بیٹے نابالغ کے نام چند مصلحت دنیاوی سے خریدی، بعد بلوغ لڑکے کی شادی ہوگئی، بعد چند مدت کے لڑکے کا انتقال ہوا اور بیوہ اس کی لاولد ہے، ایک چہارم پر نام اس کی بیوہ کا، اور باقی پر نام باپ کا درج کاغذات سرکاری ہوگیا؛ تاہم قبضہ سب پر باپ ہی کا رہا، اگر بیوہ اپنے حصۂ چہارم کو وقف یا بیع یا رہن کرنا چاہے تو کرسکتی ہے یانہیں؟ اور باپ اختیار ممانعت رکھتا ہے یانہیں؟ (۱۲۳۳/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: نابالغ کی طرف سے باپ کا قبضہ کافی ہے نابالغ کے قبضہ کی ضرورت نہیں ہوتی، لہٰذا وہ جائداد جو بیٹے کے نام خرید کی گئی وہ اسی کی ہوگئی، اس کے مرنے کے بعد چہارم اس کا بعد ادائے دین مہر کے زوجہ کو پہنچا، اس چہارم کو اس کی زوجہ وقف یا بیع وغیرہ کرسکتی ہے، شوہر کے باپ کو کچھ حق روکنے کا نہیں ہے، بلا رضامندی اس کے وہ چہارم حصہ مدرسہ ومسجد وغیرہ کے لیے وقف ہوسکتا ہے (۲) درمختار میں ہے: وهبة من له ولاية على الطفل الخ تتم بالعقد الخ لأن قبض الولي ينوب عنه (۳)

---

(۱) ردالمحتار ۶/۴۱۰ كتاب الوقف ، شرائط الوقف .

(۲) لأن الملك مامن شأنه أن يتصرف فيه بوصف الاختصاص (الشامي ۷/۸ كتاب البيوع ـ مطلبٌ في تعريف المال والملك والمتقوم) ولو أن رجلين بينهما أرض فوقف أحدهما نصيبه جاز في قول أبي يوسف رحمه الله تعالىٰ (هندية ۲/۳۶۷ كتاب الوقف . فصلٌ في وقف المشاع)

(۳) الدرالمختارمع الردّ ۸/۴۳۲ كتاب الهبة .

Maktaba Tul Ishaat.com

جو زمین کاشت کار کے قبضہ میں ہے اس کو مالک سے خرید کر وقف کرنا

سوال: (۲۳) زید ایک ایسی اراضی خرید کر وقف کرنا چاہتا ہے جو عرصۂ دراز سے بکر کاشت کار کی دخیل کاری اور قبضہ میں ہے، اس لیے زید کا قبضہ کامل اس اراضی پر نہیں ہوسکتا، صرف کاغذات سرکاری میں بہ خانہ مالک زید کا نام درج ہوجائے گا؛ اس حالت میں اگر زید اس اراضی کو خرید کر وقف کرے تو یہ وقف شرعًا صحیح ہوسکتا ہے یا نہیں؟ (۱۴۱۶/۱۳۴۱ھ)

الجواب: یہ وقف شرعًا صحیح ہوجاوے گا؛ کیوں کہ وقف کے صحیح ہونے کے لیے صرف واقف کا مالک ہونا شرط ہے (کذا فی الشامی) اور جب کہ وہ زمین وقف ہوجاوے گی تو کاشت کار موروثی پر شرعًا چھوڑنا اس زمین کا اور اپنا قبضہ اٹھانا واجب ہوجاوے گا، اور جب تک وہ قبضہ اپنا نہ اٹھاوے اس وقت تک وہ لگان جو وہ دے گا مصارف وقف میں صرف ہوگا (۱) فقط

جس زمین میں کاشت کار کا حق ہے مالک اس کو وقف کرسکتا ہے

سوال: (۲۴) صوبہ بہار میں گورنمنٹ نے اراضی مزروعہ ومسکونہ کے متعلق دو حق رکھے ہیں، ایک حق ذات اراضی سے متعلق ہے، اس حق کا حق دار و مالک ''زمین دار'' کہا جاتا ہے، اور دوسرا حق زمین سے انتفاع کا ہے جس کو حق زراعت وحق سکونت کہتے ہیں، اور اس حق کے مالک کو ''کاشت کار'' کہا جاتا ہے، ان دونوں حقوق کی بیع وشراء ہوتی ہے ساتھ بھی، اور علیحدہ علیحدہ بھی، قانون گورنمنٹ کی وجہ سے زمین دار بھی زمین کو کاشت کار سے نہیں لے سکتا، وہ مال گذاری وصول کرے اور عدم وصولی کے وقت نالش کرکے وصول کرے، اب اس صورت میں زمین دار نے اپنے حق کو جو کہ ذات ارض سے متعلق تھا اگر وقف کردیا تو شرعًا حق سکونت یا زراعت جو دوسرے کو تھا یا اس زمین دار کو تھا باطل ہوگیا یا نہ؟ (۱۷۶/۴۴-۱۳۴۵ھ)

---

(۱) قوله بخلاف صحيح أى وقف مديون صحيح فإنه يصح ولو قصد به المماطلة لأنه صادف ملكهٗ كما فى أنفع الوسائل عن الذخيرة (الفتاوى الشامية ۶/۴۷۰ مطلبٌ: الوقف فى مرض الموت) وشرطه شرط سائر التبرعات أفاد أن الواقف لا بد أن يكون مالكًا له وقت الوقف ملكًا باتًا (ردالمحتار ۶/۴۱۰ كتاب الوقف، شرائط الوقف)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: مالک رقبہ زمین نے جب اپنی مملوکہ زمین کو وقف کر دیا تو وہ وقف ہوگئی، اور کاشت کار وغیرہ کا حق اس سے زائل ہوگیا(۱)

عورت اپنی جائداد کو شوہر کی اجازت کے بغیر وقف کرسکتی ہے

سوال: (۲۵) اگر عورت اپنی ذاتی جائداد کو کسی مدرسہ یا انجمن کے لیے بلا اپنے شوہر کی اجازت کے وقف کردے؛ تو واقفہ پر شرعًا کیا جرم عائد ہوگا؟ اور یہ وقف صحیح ہوگا یا نہ؟ (۷۰۲/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: وقف مذکور صحیح ہوگا، اور واقفہ پر شرعًا کچھ الزام ومؤاخذہ عائد نہ ہوگا۔(۲) فقط

وقف کی آمدنی سے کوئی زمین خرید کر وقف کرنا درست ہے

سوال: (۲۶) ایک واقف نے اپنے اس حصۂ زمین کو جو مکان میں ہے، وقف کیا، اور وہ مکان اس کی جائداد کا جزو مشترک ہے، اور اس مکان میں ایک دوسرا شخص بھی چہارم کا حصہ دار ہے، اس لیے کہ صحرائی جائداد اور قصبہ ''منڈاور'' میں وہ چہارم حصہ کا حق رکھتا ہے، اب وہ ثانی حصہ دار قصبہ کی جائداد کے ساتھ اس حصۂ مکان کو بھی فروخت کرنا چاہتا ہے، تنہا قصبہ کی جائداد فروخت کرنا نہیں چاہتا؛ اس صورت میں اس چہارم حصۂ مکان کو صحرائی جائداد کے ساتھ وقف کے روپے سے خرید سکتے ہیں یا نہیں؟ اس لیے کہ اس صورت میں وقف کی آمدنی میں بھی ترقی ہوگی، جو حکم شریعت کا ہو مطلع فرمائیں (۲۸۵/۱۳۳۷ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: وكذا يفتى بكل ما هو أنفع للوقف فيما اختلف ا لعلماء فيه الخ (۳) پس

---

(۱) و شرطه ..... أفاد أن الواقف لابد أن يكون مالكًا له وقت الوقف ملكًا باتًّا الخ (الشامی۶/۴۱۰ كتاب الوقف ، شرائط الوقف) وفيه أيضًا: قوله بخلاف صحيح أى وقف مديون صحيح فإنه يصحُّ ولو قصد به المماطلة لأنه صادف ملكه الخ (۶/۴۷۰ كتاب الوقف. مطلبٌ : الوقف في مرض الموت) وفيه: لأن الملك ما من شأنه أن يتصرف فيه بوصف الاختصاص (ردالمحتار ۷/۸ كتاب البيوع – مطلبٌ: في تعريف المال والملك والمتقوم)

(۲) أفاد أن الواقف لا بد أن يكون مالكًا له وقت الوقف ملكًا باتًّا إلخ (ردالمحتار۶/۴۱۰كتاب الوقف ، شرائط الوقف) وفيه: لأن الملك ما من شأنه أن يتصرف فيه بوصف الاختصاص (الشامی ۷/۸كتاب البيوع – مطلبٌ فى تعريف المال والملك والمتقوم)

(۳) الدرالمختارمع الشامی ۶/۴۸۲ كتاب الوقف – مطلبٌ : سكن المشترى دارالوقف .

Maktaba Tul Ishaat.com

اگر منافع وآمدنی وقف سے وہ چہارم حصہ خرید کر وقف کر دیا جائے تو یہ درست ہے کہ اس میں نفع وقف کا ہے۔فقط

وقف کی آمدنی سے خریدے ہوئے مکانات بھی وقف ہیں

سوال: (۲۷) محمد احمد نے ایک مکان مدرسہ کے لیے وقف کیا، اب متولی نے مکان مذکور کو فروخت کر کے اس کی قیمت اور آمدنی سے دو تین مکان خریدے ہیں، تو یہ مکانات بھی وقف ہوئے یا نہیں؟ (۱۲۳۴/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: جو مکانات اس مکان موقوفہ کی قیمت سے خریدے گئے ہیں، وہ سب وقف ہیں ان کی آمدنی سے موافق تفصیل واقف کے عمل درآمد کیا جائے۔فقط

اشیاء منقولہ کا وقف جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۲۸) زید نے اپنی جائداد منقولہ وغیر منقولہ بذریعہ وقف نامہ ـــــ مؤرخہ ۱۲ ربیع الاوّل سنہ ۱۳۰۳ھ ـــــ وقف کر دی، نوشتہ زید کا حسب ذیل ہے:

املاک خود را بہ ثبات عقل وہوش بر طالب علمان محتاج از قرابت خود، وبعد آنہاں بدیگر مساکین وقف نمودم بعد من واقف تولیت مدرسہ طلبۂ مذکور وانتظام املاک موقوفہ تا یک سال برادرم عبدالمجید طال اللہ عمرہ قائم مقام شان تبرعًا نمایند ورقم حق تولیت یکسالہ خود بفرزندانم ودخترانم تقسیم کنند۔

یہ امر مسلّم ہے کہ واقف تاحیات من ابتداء ۱۳۰۳ھ لغایۃ ۱۳۰۸ھ ۵ سال تک املاک موقوفہ پر قابض رہے، موقوف علیہ کے قبضہ میں نہیں دی گئی، اپنے جملہ فرزندوں کو جائداد موقوفہ صدر میں ایک ایک سال حق تولیت بھی دیا گیا، کیا مال منقولہ مثل دیگ ورکابی وشطرنجی وغیرہ کا وقف جائز ہے یا نہیں؟ ان حالات میں جائداد موقوفہ جو کہی جاتی ہے اس پر تعریف وقف کی صادق آتی ہے یا نہیں؟ کیا بموجب وقف نامہ کے یہ جائداد بعد وفات واقف داخل ترکہ ہوگی یا وقف رہے گی؟ بینوا وتوجروا (۳۴۰/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اس صورت میں وقف جائداد غیر منقولہ مثل مکان وزمین کا مطلقًا وقطعًا صحیح ہوگیا، کیونکہ صحیح ومفتی بہ قول کے موافق واقف کے صرف اس کہہ دینے سے کہ میں نے اپنی زمین وجائداد کو

Maktaba Tul Ishaat.com

مساکین پر وقف کیا وقف صحیح ہو جاتا ہے، متولی کے قبضہ میں دینا امام ابو یوسف کے مذہب کے موافق شرط نہیں ہے، اور امام ابو یوسف ہی کے قول پر فتوی ہے، اور اسی کو محققین نے اوجہ واصح واحوط فرمایا ہے؛ جیسا کہ روایات آئندہ سے واضح ہوگا، اسی طرح واقف کا خود متولی ہونا یا اپنی اولاد میں سے کسی کو متولی بنانا؛ جس ترتیب سے وہ متولی بنائے اور جس مدت کے لیے متولی بنائے صحیح ہے، تولیت کی معرفت (یعنی مدت متعین) کرنے سے وقف موقت نہیں ہوتا، وقف مؤبد ہی رہے گا متولی اگرچہ بدلتے رہیں، اور واقف کا غلۂ وقف اپنے لیے یا اپنی اولاد کے لیے مقرر کر لینا بھی؛ جس شرط کے ساتھ واقف مقرر کرے صحیح ہے، الغرض وقف نامہ مذکور میں کوئی امر مانع عن الوقف موجود نہیں ہے ـــــ رہا منقولات کا وقف کرنا اس میں یہ تفصیل ہے کہ جن اشیاء منقولہ کا تعامل جاری ہے جیسے دیگ وثوب وکتب ومصحف وغیرہ ان میں بھی وقف صحیح ہے، عبارت مندرجہ تحت ان مطالب مذکورہ کو ثابت کرتی ہیں۔ قال فی الدر المختار: ومحله المال المتقوم وركنه الألفاظ الخاصة كأرضي هذه صدقة موقوفة مؤبدة على المساكين ونحوه من الألفاظ كموقوفة للّٰه تعالىٰ أوعلى وجه الخير أوالبر، واكتفى أبويوسف بلفظ موقوفة ، قال الشهيد: ونحن نفتي به للعرف وهكذافي الشامي(۱) وفي الدرالمختار أيضًا: وجعله أبويوسف كالإعتاق واختلف الترجيح والأخذ بقول الثاني أحوط وأسهل بحر، وفي الدرر وصدرالشريعة وبه يفتي الخ قوله وجعله أبويوسف كالإعتاق فلذلك لم يشترط القبض والإفراز أى فيلزم عنده بمجرد القول كالإعتاق. وفيه عن الفتح: أن قول أبي يوسف أوجه عند المحققين الخ (۲) وفي الدرالمختار: وجازجعل غلة الوقف أو الولاية لنفسه عندالثاني وعليه الفتوى الخ، كذا قال الصدر الشهيد وهو مختار أصحاب المتون ورجحه في الفتح واختاره مشائخ بلخ(۳) و كما صح أيضًا وقف كل منقول فيه تعامل ..... وقدر وجنازة وثيابها ومصحف وكتب الخ(۴)(درمختار) وفيه أيضًا: ومادام أحد يصلح للتولية من أقارب الواقف لايجعل المتولي من الأجانب ..... أراد المتولي إقامة

(۱) الدرالمختار مع الشامي ۶/۴۰۹ في اوائل كتاب الوقف .

(۲) الشامي ۶/۴۱۹-۴۲۰ مطلبٌ شروط الوقف على قولهما ـــ كتاب الوقف .

(۳) ردالمحتار ۶/۴۵۶ مطلبٌ في الوقف على نفس الواقف ـــ كتاب الوقف .

(۴) الدر مع الردّ ۶/۴۳۴-۴۳۵ مطلبٌ في وقف المنقول قصدًا ـــ كتاب الوقف .

Maktaba Tul Ishaat.com

غیره مقامه فی حیاته وصحته إن کان التفویض له بالشرط عامًا صح الخ (۱) وفیه شرط الواقف کنص الشارع الخ(۲)

تمام منقولہ اور غیر منقولہ املاک کو وقف کرنے کی وصیت کرنا

سوال: (۲۹) شخصے بہ حالت صحت وعقل بدیگر امین می گوید کہ ہمہ املاک منقولہ وغیر منقولۂ من بعد مرگ من وقف مساکین فلاں مدارس داری، اتفاقاً آں شخص بعد چند روز بموت بمفاجاۃ فوت شد، وآں امین ہمہ املاک وے بعد ادائے دیون بمساکین داد، وچیزے نہ گذاشت؛ آیا وقف وے درست است یا نہ؟ (۱۱۴۸/۱۳۳۷ھ)

الجواب: ایں چنیں وصیت در ثلث ترکہ جاری می شود، وبہ رضائے ورثہ در جمیع ترکہ ہم جاری خواہد شد؛ پس اگر برضائے ورثہ آں امین تمام جائداد غیر منقولہ را وقف کند، صحیح خواہد شد (۳) ووقف مملوک کسے نمی شود، تقسیم کردن آں را بہ مساکین، ومالک گردانیدن اوشاں را صحیح نخواہد شد؛ بلکہ آں را وقف کردہ منافعہ آں بمساکین خواہد رسید وبس (۴) در وقف منقول تفصیل است کما بین فی کتب الفقه فقط

ترجمہ: **سوال:** (۲۹) ایک شخص صحت وتندرستی کے زمانے میں کسی امین سے کہتا ہے کہ میری تمام منقولہ وغیر منقولہ املاک میرے مرنے کے بعد فلاں فلاں مدارس کے مساکین کو وقف کر دینا۔ اتفاقاً وہ شخص چند روز بعد ہی اچانک فوت ہوگیا، اور اس امین نے قرضوں کی ادائیگی کے بعد اس کی تمام املاک مساکین کے حوالے کر دیں اور کوئی بھی چیز باقی نہیں رکھی، اس صورت میں اس کا وقف کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: اس طرح کی وصیتیں ایک تہائی ترکہ میں جاری ہوتی ہیں اور ورثہ کی رضامندی سے

---

(۱) الدر مع الردّ ۶/۴۹۹ مطلب: لا یجعل الناظر من غیر أهل الوقف — کتاب الوقف .

(۲) الشامی ۶/۵۰۸ مطلب: فی قولهم شرط الواقف کنص الشارع — کتاب الوقف .

(۳) امرأة وقفت منزلاً – إلی قوله – جاز الوقف فی الثلث ولم یجز فی الثلثین (الشامي ۶/۴۱۵ مطلبٌ فی وقف المریض)

(۴) ولا یقسم النِقض أوثمنه بین مستحقي الوقف لأن حقهم فی المنافع لا العین (الدرالمختار مع الردّ ۶/۴۴۹ کتاب الوقف. مطلبٌ فی الوقف إذا خرب ولم یمکن عمارته)

Maktaba Tul Ishaat.com

تمام ترکہ میں بھی جاری ہوسکتی ہیں، لہٰذا اگر اس امین نے ورثہ کی رضامندی سے تمام غیر منقولہ جائداد کو وقف کیا ہے تو درست ہوجائے گا۔ اور وقف کسی کی ملکیت نہیں ہوتا اس وجہ سے مسکینوں کے درمیان اسے تقسیم کرکے ان کو مالک قرار دینا صحیح نہیں ہے، بلکہ ان املاک کو وقف کرنے کے بعد اس کا جو منافعہ ہوگا صرف وہی مسکینوں کو پہنچے گا۔ اور منقولات کے وقف میں تفصیل ہے جسے فقہ کی کتابوں میں وضاحت سے ذکر کیا گیا ہے۔

بادشاہِ وقت کا سرکاری افتادہ زمین کو وقف کرنا

سوال: (۳۰) بعض معتمد علیہ مسلم رعایائے سرکار عالی نے ایک قومی انجمن کے لیے بادشاہِ وقت کی بارگاہ میں اس اقرار کے ساتھ درخواست دی کہ اگر سرکاری افتادہ نشان دادہ زمینات کے فلاں فلاں نمبروں اور نقشوں میں سے اراضی مستدعیہ منظور فرمائی جائیں تو ہم ممبران انجمن بحیثیت متولیان وقف زمینات منظورہ کو بحق انجمن مذکور وقف للہ متصور کریں گے، اس کے بعد انجمن کے نشان دادہ اراضی کو حسب استدعائے انجمن بادشاہ وقت نے حسب ذیل فرمان نفاذ وقف کے ساتھ منظور فرمایا کہ فلاں انجمن کو اس کی نشان دادہ اراضی خاص طور پر دے دی جائے؛ یہ ایک مذہبی کام ہے جس میں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا نہ ہونا چاہیے، اور اس کو وقف کردیا جائے تاکہ اس سے کوئی ذاتی فائدہ نہ اٹھائے، نیز میرے اس حکم کی جلد تعمیل کرکے اطلاعی معروضہ پیش کیا جائے، چنانچہ سرکاری محکمہ متعلقہ محکوم الیہ نے اراضی نشان دادہ کو انجمن کے متولیان کی نگرانی وحراست میں دے دیا اس وقت اراضی مستدعیہ محولہ انجمن کے قبضہ ونگرانی میں ہے، اور سرکاری احکامِ عطا بہ طریق اسناد انجمن میں موجود ہیں، ایسی صورت میں اراضی مستدعیہ منظورہ حسب قرار داد انجمن وحسب الحکم حضرت معطی عند اللہ وقف متصور ہوں گی یا نہیں؟ بینوا توجروا (۲۰۶۲/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اس صورت میں اراضی مذکورہ وقف ہوگئی، اور احکام وقف ان سے متعلق ہوں گے جیسا کہ عبارت ذیل سے واضح ہوتا ہے فَإِنْ كَانَتْ مواتًا أو ملكًا للسلطان صح وقفها الخ (۱) (شامی: ۳۹۲/۳)

(۱) ردالمحتار ۴۶۶/۶ كتاب الوقف – مطلبٌ في وقف الإقطاعات .

Maktaba Tul Ishaat.com

جوزمین سیکڑوں لوگوں کے درمیان مشترک ہے اس کو وقف کرنے کا طریقہ

سوال: (۳۱) ایک قطعہ اراضی مشترکہ دیہہ (گاؤں) جس کو عرف عام میں ''شاملات'' کہتے ہیں جب کہ وہ سیکڑوں کی تعداد مرد وعورت اور یتیم اور بیوگان کی ملکیت ہے، کیا اس کو اگر معدودے چند اشخاص مثلاً نمبرداران دیہہ اور چار پانچ غیرنمبرداران مسجد یا مدرسہ کے لیے بلا رضامندی مالکان کے؛ اگر وقف کرنا چاہیں تو یہ وقف شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۲۰۶۹/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ جو لوگ اپنا حصہ شاملات دیہہ میں سے وقف کرنا چاہتے ہیں وہ اپنا حصہ تقسیم کرکے وقف کریں، اور اگر مشترک حصہ کو وقف کردیں گے تب بھی وقف صحیح ہوگا درمختار میں ہے: واختلف الترجيح والأخذ بقول الثاني أحوط وأسهل بحر وفي الدرر و صدر الشريعة وبه يفتي وأقره المصنف (۱) اس سے معلوم ہوا کہ وقف مشاع جائز ہے جو کہ مذہب امام ابویوسف صاحبؒ کا ہے، اور جو حصہ دار اپنا حصہ وقف کریں گے اس سے صرف ان ہی کا حصہ وقف ہوگا، دوسرے حصہ داروں کا حصہ وقف نہ ہوگا، ہدایہ میں ہے: ووقف المشاع جائز عند أبي يوسفؒ (۲)

کسی وارث کا مشترک ترکہ میں سے روپیہ وقف کرنا اور حرام ترکے کا وارث کے حق میں کیا حکم ہے؟

سوال: (۳۲) ایک شخص نے وفات پائی، اور ایک زوجہ اور بچے نابالغ وارث چھوڑے، اور وہ شخص سودخوار تھا، اس نے مرنے سے پہلے کچھ روپیہ مسجد بنانے کے واسطے دیا، اور یہ کہہ دیا کہ میں مال حلال دیتا ہوں، تو اس روپے کا مسجد میں لگانا درست اور جائز ہے یا نہیں؟ اور یہ امر بھی قابل استفسار ہے کہ اس شخص متوفی کی زوجہ مسجد میں کچھ روپے مشترک ترکہ میں سے دینا چاہتی ہے، اور کہتی ہے کہ میں اپنے حصے میں مجرا کرالوں گی، حالانکہ اور وارث متوفی کے صغیرالسن اور نابالغ ہیں؛ تو دریں صورت تصرف کرنا زوجہ کا مشترک ترکہ میں درست ہے یا نہیں؟ اور حرام مال مورث کا وارث کے حق میں

(۱) الدرالمختار مع الشامي ۴۲۰/۶ كتاب الوقف – مطلب مهم : فرق أبويوسف الخ .

(۲) هداية ۶۳۸/۲ في بداية كتاب الوقف .

Maktaba Tul Ishaat.com

درست اور حلال ہوتا ہے یا حرام؟ (۱۱۳۲/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جب کہ وہ شخص یہ کہہ گیا ہے کہ میں مسجد کے لیے حلال مال دیتا ہوں؛ تو اس روپے کو لے کر مسجد میں صرف کرنا درست ہے، اور اس کی زوجہ کو قبل تقسیم ترکہ تصرف کرنا ترکہ مشترکہ میں درست نہیں ہے، بعد تقسیم ترکہ اپنے حصہ میں سے دے سکتی ہے، اور تصرف بھی کر سکتی ہے —— باقی یہ مسئلہ کہ حرام مال مورث کا وارث کے حق میں حلال ہوتا ہے یا حرام؟ صحیح یہ ہے کہ مع العلم حرمت منتقل ہوتی ہے؟ یعنی اگر ورثہ کو اس مال کے حرام ہونے کا علم ہو کہ مثلاً یہ روپیہ خاص سود کا ہے یا ثمن خمر سے (جس کو مسلمان نے فروخت کیا تھا) حاصل ہوا ہے؛ تو ورثہ کے حق میں وہ روپیہ حرام ہے، اور واپس کرنا اس کا صاحب مال پر لازم ہے۔ قال فی الدرالمختار: وعلی هذا لومات مسلم وترك ثمن خمر باعه مسلم لايحل لورثته، كما بسطه الزيلعي. وفي الأشباه: الحرمة تنتقل مع العلم إلّا للوارث إلا إذا علم ربه الخ . قوله إلّا إذا علم ربه أي ربُّ المال فيجب على الوارث ردّه على صاحبه(۱)(رد المحتار)

وقف کے چند احکام

سوال: (۳۳)..... (الف) جب کہ واقف نے یہ نہ لکھا ہو کہ وقف کا نفاذ بعد وفات میری کیا ہوگا؟ بلکہ اپنی حیات تک اپنے آپ کو متولی رکھا ہو، اور بعد اپنے دوسرا شخص متولی؛ تو ایسی دستاویز وقف بالوصیت ہوگی یا نہیں؟

(ب) واقف کا خود متولی ہونا جائز ہے یا نہ؟

(ج) وقف علی الاولاد کے واسطے قبضہ دینا ضروری ہے یا نہیں؟ اور اسی طرح وقف بالوصیت کے واسطے۔ اگر قبضہ دینا ضروری ہے تو واقف کے خود متولی رہنے سے شرعاً قبضہ ہو جاتا ہے یا نہیں؟

(د) وقف بالوصیت کے جواز کے واسطے کیا شرائط ہیں؟ اور اس کا نفاذ بعد مرنے واقف کے کل جائداد پر ہوگا یا ثلث پر؟

(ھ) وصیت بالوقف اور وقف بالوصیت میں کیا فرق ہے؟ (۳۶۵/۳۵-۱۳۳۶ھ)

---

(۱) الدر مع الشامی ۹/۴۷۰-۴۷۱ کتاب الحظر والإباحة . فصلٌ فی البیع .

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: (الف) واقف کا اپنی حیات میں خود متولی رہنا اس کو مقتضی ہے کہ وقف فی الحال کر چکا ہے پس یہ وقف منجز ہے؛ یعنی فی الحال ہے، وصیت بالوقف نہیں ہے۔

(ب) واقف خود متولی ہوسکتا ہے، درمختار میں ہے: جعل الواقف الولاية لنفسه جاز بالإجماع الخ (۱)

(ج) جب کہ واقف خود متولی ہو تو کسی کو قبضہ دینے کی ضرورت نہیں ہے، اور وقف صحیح ہے، بلکہ موافق قول امام ابو یوسفؒ کے جو کہ در بارۂ وقف مفتی بہ ہے وقف کی صحت کے لیے کسی کے قبضہ کی ضرورت نہیں ہے، مجرد قول سے وقف صحیح ہوجاتا ہے؛ مثلاً واقف نے جب یہ کہہ دیا کہ میں نے اس کو وقف کیا وقف صحیح ہوگیا، شامی میں ہے: وفی القهستانی: أن التسليم ليس بشرط إذا جعل الواقف نفسه قيمًا الخ (۲) وفی الدرالمختار: وجعله أبو يوسفؒ كالإعتاق فلذا لم يشترط القبض و الإفراز أی فيلزم عنده بمجرد القول الخ (۲) (شامی: ۳/۳۶۵)

(د) اگر اپنی زندگی میں وقف نہیں کیا بلکہ یہ کہا کہ فلاں جائداد میرے مرنے کے بعد وقف ہے تو یہ وصیت بالوقف ہے، ثلث میں جاری ہوگی۔ قال فی الشامی: نعم سيأتی فی الشرح أنه يكون وصيةً لازمةً من الثلث بالموت لاقبله الخ (۳) (شامی: ۳/۳۶۰)

(ھ) ان میں کچھ فرق نہیں ہے دونوں کا مطلب یہ ہے کہ واقف نے وقف کی وصیت کی ہے، فی الحال وقف نہیں کیا؛ بلکہ یہ کہا ہے کہ میرے مرنے کے بعد یہ جائداد وقف ہے سو یہ وصیت ثلث میں جاری ہوگی، کمامر. فقط

دوسرے کی جائداد کو اپنی جائداد کے ساتھ ملا کر وقف کرنا

سوال: (۳۴) زید نے اپنی حیات میں دو قطعہ زمین اللہ کے نام پر وقف کر دیے، جس میں سے ایک جائداد زید کی ملک تھی، اور دوسری جائداد کی مالک ہندہ زوجۂ زید تھی تو جائداد مملوکہ زید وقف سمجھی جائے گی یا نہیں؟ (۱۳۵۶/۱۳۴۱ھ)

---

(۱) الدرالمختار مع الشامی ۶/۴۵۱ كتاب الوقف – مطلبٌ فی اشتراط الواقف الولاية لنفسه .

(۲) الشامی ۶/۴۱۸-۴۱۹ كتاب الوقف – مطلبٌ فی الكلام على اشتراط التأبيد .

(۳) الشامی ۶/۴۱۱ كتاب الوقف . قبل مطلبٌ فی وقف المرتد والكافر .

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: جوقطعہ زید کی خاص ملک تھا اس کا وقف صحیح ہے، لہٰذا ورثہ کا حق اس قطعہ پر نہیں، پس اگر ہر دو قطعہ کو علیحدہ علیحدہ الفاظ سے وقف کیا تو اپنی ملک کے وقف کے جواز میں کوئی اشتباہ نہیں، اور اگر اپنی ملک کے ساتھ دوسرے قطعہ کو جو کہ اس کا مملوک نہ تھا ملا کر ایک ہی لفظ سے وقف کیا تو بھی یہ وقف اس کے مملوک قطعہ میں جائز ہے، کیوں کہ مضموم بھی موقوف بننے کی قابلیت فی الجملہ رکھتا ہے وهٰذا كما قالوا في البيع: أنه بطل بيع قن ضم إلى حر..... بخلاف بيع قن ضم إلى مدبر أو نحوه؛ فإنه يصح كذا في الدر المختار، وفي الشامي تحته: أي فيصح في القن بحصته لأن المدبر محل للبيع عند البعض فيدخل في العقد ثم يخرج فيكون البيع بالحصة في البقاء دون الابتداء وفائدة ذٰلك تصحيح كلام العاقل مع رعاية حق المدبر الخ (۱)(۴/۱۴۰) اسی طرح صورت مسئولہ میں بھی بصورت ضم ملک غیر کے اپنی ملک میں وقف صحیح ہے، اور ملک غیر بقاء خارج ہوجائے گی، تاکہ واقف کا کلام لغو ہونے سے محفوظ رہے اور غیر کا حق بھی مارا نہ جاوے، كما في الأشباه: إعمال الكلام أولى من إهماله متى أمكن فإن لم يمكن أهمل الخ (۲) فقط

اپنی اور بہن کی جائداد کو مرض موت میں وقف کرنا

سوال: (۳۵) زید نے مع اپنی ہمشیرہ حقیقی ہندہ کے کہ جس کے حصہ ملکیت کا وہ کارکن تھا، اور اس کی جائداد پر بہ حیثیت مختار عام کے متصرف بغیر حق شرعی کے تھا، اپنے مرضِ موت میں بہ ذریعہ ایک تحریر وقف علی الاولاد کے، اپنی اور ہندہ کی جائداد کو فائدہ اٹھانے کی نیت سے، اور دوسرے وارثان ہندہ کی حق تلفی کی غرض سے، اپنی اور ہندہ ہمشیرہ حقیقی کی جائداد وقف کردی، اس صورت میں کیا حکم شریعت مطہرہ دیتی ہے؟ زید اسی مرض میں فوت ہوگیا۔ فقط (۳۳/۵۸۴-۱۳۳۴ھ)

الجواب: ہندہ کی جائداد کو تو زید کو وقف کرنے کا اختیار ہی نہیں، وہ جائداد تو بالکل وقف نہیں ہوئی، وہ ہندہ کے ورثہ کو ملے گی، اور زید نے جو اپنی جائداد وقف کی بوجہ مرضِ موت کے وہ وقف ایک

---

(۱) الدرالمختار مع الشامی ۷/ ۱۷۷ باب البيع الفاسد. قبيل مطلبٌ: إذا اشترى أحدالشريكين جميع الدار .

(۲) الأشباه والنظائر ص:۱۵۶ الفن الأول ، القاعدة التاسعة : إعمال الكلام أولى من إهماله الخ .

Maktaba Tul Ishaat.com

ثلث میں جاری ہوگا، اور دوثلث جملہ ورثہ زید ذکور واناث کوحسب حصص شرعیہ تقسیم ہوں گے (۱)

قال فی الدرالمختار: إعتاقه ومحاباته وهبته ووقفه وضمانه كل ذلك حكمه كحكم وصية فيعتبر من الثلث الخ (۲) فقط

قرض کی ادائیگی سے بچنے کے لیے اپنی جائداد وقف کرنا

سوال: (۳۶)..... (الف) زید پر بارقرضۂ کثیر تھا، اور جائداد سکنائی وصحرائی اس کے پاس کم مالیت کی تھی، اور وہی اس کی معاش تھی؛ قرضہ ادا کرنے کی مقدرت نہ رکھتا تھا، اس نے قرضہ مارنے کی نیت سے اپنی جائداد کو وقف علی الاولاد لکھ دیا، اور اب اس وقت قرضہ دین مہر ڈگری شدہ ہے؛ شرعًا ایسا وقف جائز ہے یا نہیں؟

(ب) جائداد بغرض ادائیگی قرضہ فروخت ہوسکتی ہے؟ (۱۵۹۹/۱۳۴۲ھ)

الجواب: (الف، ب) کتب فقہ میں لکھا ہے کہ مدیون اگر بحالت صحت وقف کرے تو جائز ہے شامی میں ہے: قوله بخلاف صحيح أى وقف مديون صحيح فإنه يصح ولوقصد به المماطلة الخ قال فى الفتح: وهولازم لاينقضه أرباب الديون الخ (۳) (شامی: ۳/۳۹۵) اوردرمختار میں ہے: فإن شرط وفاء دينه من غلته صح وإن لم يشرط يوفى من الفاضل عن كفايته بلا سرف ولو وقفه على غيره فغلته لمن جعله له خاصة الخ (۳) پھراس کے بعد جوروایت بطلان وقف مدیون کی لکھی ہے، اس کوشامی نے محمول کیا ہے مریض مدیون پر کہ اس کا وقف باطل ہے، یعنی تندرست آدمی کا وقف کرنا علی الاولاد ہو یا غیر علی الاولاد وہ صحیح ونافذ ہے، اور وہ جائداد موقوفہ فروخت نہ ہو سکے گی۔ فقط

جوروپیہ دوسروں کے ذمے قرض ہے اس کا وقف صحیح نہیں

سوال: (۳۷) مکان واراضی مشترکہ کا انتقال بہ ذریعہ وقف علی الاولاد جائز ہے یا نہیں؟ اور جس

(۱) امرأة وقفت منزلاً فى مرضها–إلى قوله– جاز الوقف فى الثلث ولم يجز فى الثلثين فيقسم الثلثان بين الورثة على قدر سهامهم (الشامي ۶/۴۱۵ كتاب الوقف– مطلبٌ فى وقف المريض)

(۲) الدرالمختار مع الشامى ۱۰/۳۱۴ كتاب الوصايا . باب العتق فى المرض .

(۳) ردالمحتارعلى الدرالمختار ۶/۴۷۰-۴۷۱ كتاب الوقف – مطلبٌ:الوقف فى مرض الموت .

Maktaba Tul Ishaat.com

طرح ہبہ مشاع جائداد مشترکہ کا جائز نہیں ہے؛ اس قسم کا کوئی اعتراض وقف پر پیدا ہونے کا احتمال ہے یا نہ؟ جو روپیہ جائداد غیر منقولہ کے رہن پر قرض دیا گیا ہے و نیز وہ روپیہ جو دست گرداں (یعنی غیر تحریر شدہ قرض) یا کسی دوسرے ذریعہ سے دوسروں پر قرض ہو وہ وقف کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ (۱۵۳/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: مشاع کا وقف امام ابو یوسفؒ کے نزدیک صحیح ہے، اور اسی پر فتوی ہے، اس قول کے موافق بعد وقف ہو جانے کے حصہ موقوفہ علیحدہ کر دیا جائے گا، اور تقسیم کر کے اس کو جدا کر دیا جائے گا؛ خواہ یہ تقسیم باہمی رضامندی سے ہو خواہ بذریعہ عدالت کے ہو (۱) اور روپیہ جو دوسروں کے ذمہ قرض ہے یا دین ہے؛ اس کا وقف کرنا صحیح نہیں ہے۔ (۲) فقط

سرکاری کاغذات میں کسی زمین کو وقف لکھ دینے سے وہ زمین وقف نہیں ہوگی

سوال: (۳۸) اگر خسرہ بندوبست (گاؤں کے کھیتوں اور مکانات کی فہرست) میں کسی اراضی کو وقف لکھ دیا ہو، اور کوئی ثبوت نہ ہو بلکہ اور ثبوت ملکیت ہونے کا ہو، اور مالک اراضی بھی وقف سے منکر ہو تو آیا صرف یہی کاغذ مثبت وقف شرعًا ہوسکتا ہے یا نہیں؟ (۱۱۳۸/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: محض خسرہ بندوبست میں کسی اراضی کو وقف لکھ دینے سے وہ اراضی وقف نہ ہوگی، تاوقتیکہ مالک اراضی کا وقف کرنا ثابت ومعلوم نہ ہو۔ كما ذكر في الشامي: عن الخانية والإسعاف:

---

(۱) كما في الدر المختار: فلا يجوز وقف مشاعٍ يقسم خلافًا للثاني..... وجعله أبو يوسف كالإعتاق واختلف الترجيح والأخذ بقول الثاني أحوط وأسهل "بحر" وفي "الدرر" و"صدر الشريعة" وبه يفتىٰ وأقره المصنف. وفي الشامي: قوله واختلف الترجيح مع التصريح في كل منهما بأن الفتوىٰ عليه لكن في الفتح أن قول أبي يوسف أوجه عند المحققين. (الشامي: ۶/۴۱۸-۴۲۰ كتاب الوقف) وفيه فإذا تم ..... لا يقسم ..... إلَّا عندهما فيقسم المشاعُ وبه أفتى قارئ الهداية وغيره، قوله به أفتى قارئ الهداية حيث قال: نعم تجوز القسمة ويفرز الوقف و يحكم بصحتها (۶/۴۲۱-۴۲۵ كتاب الوقف. قريبًا من قوله مطلبٌ: في قسمة الواقف مع شريكه)

(۲) وشرطه ..... أفاد أن الواقف لا بدَّ أن يكون مالكًا له وقت الوقف ملكًا باتًا إلخ (۶/۴۱۰ كتاب الوقف ـ شرائط الوقف)

Maktaba Tul Ishaat.com

ادعى على رجل في يده ضيعة أنها وقف وأحضر صكًا فيه خطوط العدول والقضاة الماضين، وطلب من القاضي القضاء بذلك الصك قالوا: ليس للقاضي ذلك لأن القاضي إنما يقضي بالحجة والحجة إنما هي البينة أو الإقرار أما الصك فلايصلح حجة لأن الخط يشبه الخط الخ (۱)

جو دوسرے کی زمین میں رہتا ہے وہ اس زمین کو وقف نہیں کرسکتا

سوال: (۳۹) ایک شخص نے اپنی زمین وقف کی واسطے تعمیر مسجد کے اپنی خوشی ورضامندی سے، پھر اس کو چند لوگوں نے بہکا کر اور لالچ دے کر اپنے ارادہ سے پھیر لیا؛ شخص مذکور بطور رعیت جدی کے آباد تھا؛ آیا بلا رضامندی مالک زمین کے جس کو ہر وقت آباد ہونے کے بطور نذرانہ حسب دستور ادا کردیا گیا تھا، وہ اس مکان کو وقف کرسکتا ہے یا نہیں؟ (۱۱۶۳/۱۳۳۷ھ)

الجواب: مالک زمین کے سوا کوئی دوسرا شخص کسی کی زمین کو وقف نہیں کرسکتا، اور وہ مسجد نہیں ہوسکتی، وقف کرنے کے لیے اور مسجد بنانے کے لیے مالک ہونا واقف کا شرط لازمی ہے کذا فی ردالمحتار (۲)

چڑھاوے کی آمدنی وقف نہیں ہوسکتی

سوال: (۴۰) اولاد حضرت شاہ قمیص صاحب کے ایک فریق نے دعویٰ کیا ہے کہ آمدنیٔ چڑھاوا درگاہ حضرت شاہ قمیص صاحب تقسیم کی جاوے، فریق ثانی نے فریق اول کے خلاف اس غرض سے ـــ کہ آمدنیٔ خانقاہ؛ خانقاہ ہی پر صرف ہوا کرے ـــ اپنے بیانات میں آمدنی کو وقف قرار دیا، اس سے پہلے کوئی سند موجود نہیں، عدالت نے مقدمہ فریق ثانی کے موافق کیا، آیا فریق ثانی کے خلاف دوسرے فریق کے کہنے سے وقف ہوسکتی ہے؟ (۱۳۳۱/۱۳۴۱ھ)

الجواب: چڑھاوے کی آمدنی کسی صورت میں وقف نہیں ہوسکتی، اس واسطے کہ وقف کے لیے یہ

(۱) ردالمحتار ۶/۴۸۶ كتاب الوقف – مطلبٌ : أحضر صكًا فيه خطوط الخ .

(۲) ومنها الملك وقت الوقف حتى لو غصب أرضًا فوقفها ثم اشتراها من مالكها ودفع الثمن إليه أو صالح على مال دفعه إليه لا تكون وقفًا (الهندية ۲/۳۵۳ كتاب الوقف – شرائط الوقف)

Maktaba Tul Ishaat.com

شرط ہے کہ موقوف کوئی شئ معین ہو، یہاں کوئی معین شئ نہیں، اس واسطے یہ وقف نہیں، بلکہ چڑھاوے کی آمدنی حسب عرف تقسیم کی جاوے گی کما فی الأشباہ: العادة محکمة الخ(۱)

جو مکان بیوی کو مہر میں دے دیا ہے اس کو وقف کرنا صحیح نہیں

سوال: (۴۱) ایک شخص نے ایک قطعہ مکان اپنی اہلیہ کو بہ عوض دَین مہر، چند معزز اشخاص کے روبہ رو دے دیا، اور پانچ سال کے بعد اس کی اہلیہ طاعون میں مبتلاء ہوئی، اس نے اپنے دو قطعہ مکان معہ اس مکان کے جو زوجہ کو دین مہر میں دے دیا تھا وقف کر دیے اور بہ حالت مرض زوجہ کا انگوٹھا لگالیا، عورت کو خبر اور علم نہیں ہوا، عورت کی طرف سے مکان وقف ہوا یا نہیں؟ (۲۰۲۹/۱۳۴۲ھ)

الجواب: جو مکان وہ شخص اپنی زوجہ کو بہ عوض دین مہر دے چکا ہے، اس کو وقف کرنا صحیح نہیں ہے، اور وہ مکان وقف نہیں ہوا، اور عورت مریضہ کا انگوٹھا لگوانا بہ حالت عدم صحت و ہوش و حواس مریضہ معتبر نہیں ہے، اور اس کی طرف سے بھی مکان مذکور وقف نہیں ہوا(۲)

موقوفہ جائداد کو دائمی کرائے پر دینا

سوال: (۴۲).....(الف) متولی؛ موقوفہ مکانات کو دوامی کرائے پر دے سکتا ہے یا نہیں؟

(ب) اگر دوامی کرایہ نامہ جائز نہیں تو سو دو سو برس کے لیے متولی کو کرائے پر دینا جائز ہے یا نہیں؟ (۳۵۶/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: (الف) دوامی اجارہ مطلقاً جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ اجارہ میں مدت معینہ ہونی چاہیے، اگرچہ مدت طویلہ ہو، اور وقف میں اجارہ طویلہ؛ یعنی اراضی میں تین برس سے زیادہ اجارہ پر دینے کو منع فرمایا ہے، لیکن اگر مصلحت اجارہ طویلہ میں ہو، اور نفع وقف کا اس میں ہو تو عقود مختلفہ کے ساتھ کیا جائے،

---

(۱) الأشباہ والنظائر، ص:۱۵۰ القاعدة السادسة: العادة محکمة .ومنها عدم الجهالة فلو وقف فی أرضه شیئًا ولم یسمه کان باطلاً (الهندیة ۲/۳۵۵ شرائط الوقف)

(۲) وشرطه شرط سائر التبرعات أفاد أن الواقف لا بدَّ أن یکون مالکًا له وقت الوقف ملکًا باتًا الخ (ردالمحتار ۶/۴۱۰ کتاب الوقف– شرائط الوقف) لایجوز لأحد أن یتصرف فی ملك الغیر إلا بإذنه (قواعد الفقه، ص:۱۱۰ دارالکتاب دیوبند)

Maktaba Tul Ishaat.com

یعنی ہر ایک عقد اجارہ تین برس کا ہو، اس کے بعد پھر تین برس کا؛ مثلاً اگر تیس برس کا اجارہ ہو تو دس عقد ہوں، اور اس میں بھی اختلاف ہے، پس احوط یہ ہے کہ تین برس سے زیادہ کا اجارہ نہ کرے۔ درمختار میں ہے: ویعلم النفع ببیان المدة الخ، أیّ مدة کانت وإن طالت الخ ولم تزد فی الأوقاف علی ثلاث سنین فی الضیاع، وعلی سنة فی غیرها کما مر فی بابه والحیلة أن یعقد عقودًا متفرقة الخ (۱) (ب) اس قدر اجارہ طویلہ ایک مرتبہ وقف میں جائز نہیں ہے۔ فقط

موقوفہ زمین میں سے کچھ زمین حق دار کو دے دی گئی تو بقیہ زمین کا وقف باقی رہے گا

سوال: (۴۳) ایک شخص نے وقف نامہ لکھا، واقف کے پاس ایسی زمین داری تھی کہ جو ناجائز طریق سے خریدی گئی، اور دیگر زمین داری جائز طریق سے خریدی گئی، دونوں کو ایک وقف نامہ سے وقف کر دیا، عدالت سے ناجائز زمین داری نکل گئی، اور زمین دار برحق کو دلائی گئی، اور جائز زمین داری باقی رہی؛ ایسی صورت میں کل وقف نامہ کالعدم ہو گیا یا کیا حکم ہے؟ (۱۶۰۶/۱۳۴۱ھ)

الجواب: ایسا وقف جائز ہے، اور جو اراضی مستحقین کو دینے کے بعد ملک واقف میں باقی رہے وہ وقف ہو جاوے گی، شامی میں ہے: قوله وشرطه شرط سائر التبرعات أفاد أن الواقف لابد أن یکون مالکًا له و قت الوقف ملکًا باتًا الخ و ینقض وقف استحق بملك أوشفعة الخ (۲) آخری جملہ وینقض الخ سے واضح ہوا کہ جس قدر حصہ دوسرے شخص کا نکلا اور اس پر اس کا استحقاق ثابت ہوا اسی حصے میں وقف ٹوٹے گا، اور واقف کے مملوکہ حصہ کا وقف ہونا باقی رہے گا۔ فقط

وقف میں سے اولاد صغار کے لیے خورد ونوش اور شادی وغیرہ کے بہ قدر لینے کی شرط لگانا

سوال: (۴۴) ایک شخص اپنا ثلث مال اس شرط پر وقف کرنا چاہتا ہے کہ اس کی جو اولاد صغار ہے

(۱) الدر المختار مع الشامی ۹/۸ فی بدایة کتاب الإجارة .

(۲) ردالمحتار ۶/۴۱۰ کتاب الوقف. شرائط الوقف .

Maktaba Tul Ishaat.com

وہ اس مال موقوفہ سے قبل بلوغ و بعد بلوغ اپنے خورد ونوش وشادی وغیرہ میں خرچ کرنے کے لیے لے؛ تو ان کو لینا کیا جائز ہے اور وقف کرنا اس شرط سے جائز ہے یا نہیں؟ (۴۴۵/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: وقف کرنا اس شرط سے جائز ہے، اور حسب شرط واقف متولی کو عمل درآمد کرنا چاہیے، اور یہ وقف علی الاولاد ہو جائے گا، واقف کو چاہیے کہ حصص ان اولاد کے جن کو آمدنی وقف دینا چاہتا ہے مقرر کردے۔ فقط

وقف نامے میں بیع کی شرط لگانا

سوال: (۴۵) مرض الموت میں جب کہ مریضہ کے ہوش حواس بھی بہ حال تھے، کسی حیلہ سے ڈولی میں ڈال کر بہ ہمراہی ایک عورت عدالت میں لے جا کر اس سے وقف نامہ مرتب کرالیا گیا، اور دوسرے وقف نامہ میں متولی وقف کو حق بیع بھی دیا گیا کہ جس وقت چاہے اسے فروخت کرسکتا ہے؛ آیا یہ وقف صحیح ہے یا باطل اور بطلان وقف کی صورت میں وہ مکان داخل ترکہ ہوگا یا نہ؟ (۲۹۵۸/۱۳۴۲ھ)

الجواب: اس صورت میں وقف مذکور شرعًا باطل ہے، کیوں کہ بیع کی شرط وقف کو باطل کردیتی ہے

کما فی الدرالمختار: ولا ذکر معه اشتراط بیعه وصرف ثمنه لحاجته فإن ذکره بطل وقفه (درمختار) وفی الشامی فی الخصاف: لوقال: علی أن لی إخراجها من الوقف إلی غیره أو علی أن أهبها وأتصدق بثمنها..... بطل الوقف ..... ولو اشترط فی الوقف استبداله صح وسیأتی بیانه الخ (۱) وفی البحر عن الظهیریة: امرء ة وقفت منزلاً فی مرضها الخ جاز الوقف فی الثلث ولم یجز فی الثلثین فیقسم الثلثان بین الورثة (۲) (شامی) فقط

وقف میں تاحیات مالک رہنے کی قید لگانا

سوال: (۴۶) ایک شخص کا ایک مکان ہے؛ وہ اس کو اس طریق سے وقف کرنا چاہتا ہے کہ تا حیات میں مالک رہوں، اور میری زوجہ تاحیات اس میں رہے، اس کی دو لڑکیاں ہیں اس کے مرنے کے بعد تمام اثاثہ دونوں لڑکیوں کا ہے اس شرط کے ساتھ وہ وقف کرسکتا ہے یا نہیں؟ (۹۵۵/۴۶-۱۳۴۷ھ)

---

(۱) الشامی ۶/۴۱۱ کتاب الوقف، قبیل مطلبٌ فی وقف المرتدّ والکافر.

(۲) الشامی ۶/۴۱۵ کتاب الوقف – مطلبٌ فی وقف المریض.

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: صورت مسئولہ میں اس شرط کے ساتھ وقف کیا جاسکتا ہے عورت تاحیات اسی میں رہے، اوراس کے بعداس کی آمدنی دونوں لڑکیوں کو ملے یا وہ رہیں لیکن وہ اس کوفروخت و ہبہ نہ کرسکیں گی؛ کیونکہ وہ وقف ہے۔فقط

ناجائز آمدنی سے خریدی ہوئی جائداد کو وقف کرنا

سوال: (۴۷) زید کی جائداد ناجائز کمائی کی ہے، اب وہ اپنے اس پیشہ سے تائب ہوگیا ہے، اور اس جائداد کو وقف کرنا چاہتا ہے؛ تو کوئی صورت ایسی ہوسکتی ہے کہ جائداد ناجائز جائز ہوکر وقف ہوجائے؟ (۴۵۹/۱۳۳۷ھ)

الجواب: اگر ناجائز آمدنی سے زمین اور جائداد خریدی تو وہ خریدنے والا اس زمین و جائداد کا مالک ہوگیا، اگر چہ ملک خبیث ہوئی، پس وقف کرنا اس جائداد کا صحیح و نافذ ہے؛ یعنی وہ جائداد وقف ہوجائے گی (۱) اور جو روپیہ حرام کمائی کا اس نے صرف کیا اس کا ضمان اس پر لازم ہے کہ مالکوں کو یا ان کے وارثوں کو دیوے یا ان سے معاف کرائے (۲)

واقف کی شرائط کا لحاظ رکھنا ضروری ہے

سوال: (۴۸) ایک شخص اپنی جائداد کا ایک جزو یا آمدنی کا ایک جزو ایک مدرسہ و مسجد و دیگر کار ثواب پر وقف کردیتا ہے، اور بقیہ جائداد اپنے لڑکے بکر کو وقف کردیتا ہے، اس طور پر کہ بعد بکر کے اس کے ورثاء پر جو شرعًا مستحق ہوں بہ حصہ شرعی جائداد کی آمدنی تقسیم ہوا کرے، اور ورثاء ذکور میں جو سب سے لائق ہو اور دین دار ہو وہی متولی ہوا کرے، اور متولی علاوہ اپنے حصے کے اجرت بھی لیا کرے جو دیگر ورثاء کی رضامندی پر منحصر ہے؛ یہی قاعدہ ہمیشہ جاری رہے، اور درصورت عدم بقاء کسی وارث کے،

---

(۱) وشرطه شرط سائر التبرعات أفاد أن الواقف لا بدَّ أن يكون مالكًاله وقت الوقف ملكًا باتًا ولو بسببٍ فاسدٍ (فتاوٰی ابن عابدین ۶/۴۱۰ کتاب الوقف – شرائط الوقف)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:من كانت له مظلمة لأخيه من عرضه أو شئ فليتحلله منه اليوم قبل أن لا يكون دينار ولا درهم الحديث الخ (مشكوة شريف، ص:۴۳۵ باب الظلم)

Maktaba Tul Ishaat.com

یہ جائداد غرباء مساکین ومساجد ومدرسہ میں صرف کی جائے؛ اور متولی کوئی دین دار شخص ہوگا؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۰۰/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: یہ جو صورت اور جو شرائط اور کیفیت وقف کی اور تولیت کی آپ نے لکھی ہے سب صحیح ہے اور معتبر ہے؛ اس طریق سے وقف کر دینا صحیح ہے، فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ مراعاتِ غرضِ واقفین لازم ہے، اور واقف جو شرائط کرے وہ معتبر ہوتی ہیں، لہٰذا اس میں اور کسی ترمیم کی حاجت نہیں ہے۔(۱)

سوال: (۴۹) ایک شخص نے جائداد وقف کی، اور اپنے لڑکے کو متولی بنایا، وہ لڑکا اب متولی موجود ہے، اور واقف نے یہ شرط لکھی کہ آئندہ بھی میری نسل سے اولاد ذکور متولی ہوں گے بہ شرطیکہ مجمع کثیر اہل برادری کا اس کو قابل تولیت تسلیم کرے۔ یہ مجمع متعین نہیں کیا کہ کہاں کے رہنے والے مراد ہیں؛ ایسی غیر معین شرط شرعًا معتبر ہے یا نہ؟ اور ایسی شرط پر عمل کرنا شرعًا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ برادری میں نزاعات بہت ہیں۔ (۱۶۰۶/ ۱۳۴۱ھ)

الجواب: یہ امر تو مسلم اور مصرح ہے کہ جب تک اقارب واقف میں سے کوئی شخص لائق تولیت موجود ہو تو اسی کو متولی مقرر کیا جاوے، جیسا کہ سوال اول میں گذرا، اور یہ بھی تصریح ہے کہ شرائط واقف کی رعایت ضروری لازمی ہے، پس جو شرط واقف نے کی کہ آئندہ بھی واقف کی اولاد ذکور میں سے جو لائق تر ہو اس کو متولی مقرر کیا جاوے؛ یہ شرط واقف کی معتبر ہے، اور واجب العمل ہے، اور ظاہر ہے کہ اس انتخاب کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں کہ یا حاکم اس کو متعین کر دے یا کثرت رائے سے وہ منتخب ہو، اس لیے اس شرط کی بھی رعایت کی جاوے گی؛ یعنی اولاد ذکور واقف میں سے جس شخص کو کثرت سے اہل برادری لائق تر سمجھیں اس کو متولی مقرر کیا جاوے، اگر اس میں اختلاف کا خوف ہو تو کسی کو حکم مقرر کر لیا جاوے، اور اس کے فیصلہ کو واجب العمل سمجھیں قال فی الدرالمختار: شرط الواقف کنص الشارع أی فی المفهوم والدلالة ووجوب العمل به الخ (۲)

---

(۱) صرحوا بأن مراعاة غرض الواقفين واجبةٌ (الشامی ۶/ ۵۲۱ مطلبٌ: مراعاة غرض الواقفين واجبة الخ) قولهم: شرط الواقف كنص الشارع أی فی المفهوم والدلالة ووجوب العمل به (الدرالمختار ۶/ ۵۰۸ كتاب الوقف – مطلبٌ فی قولهم شرط الواقف كنص الشارع)

(۲) الدرالمختار مع الشامی ۶/ ۵۰۸ كتاب الوقف – مطلبٌ فی قولهم شرط الواقف كنص الشارع.

Maktaba Tul Ishaat.com

سوال: (۵۰) احمد حسن نومسلم پسر لالہ مرلی دھرجین اگروال ساکن دیوبند نے بہ موجودگی بہت سے اشخاص بطیب خاطر قبل از وفات کہا تھا کہ میری جائداد منقولہ وغیرہ منقولہ بعد میری وفات کے وقف فی سبیل اللہ رہے گی، اور سردست اس کے منتظم اور متولی ''ڈاکٹر شیخ عظیم الدین'' نائب صدر خلافت دیوبند رہیں گے، اور حسب رائے مسلمانوں کے، محاصلِ جائداد صرف ہوگا، اور آئندہ حسب صواب دید مسلمانوں کے ردوبدل وصرف آمدنی جائداد موقوفہ وقتاً فوقتاً ہوتا رہے گا؛ کیا متوفی کا ایسا کہنا شرعاً داخل وقف واقعی ہے، اور متوفی کی حقیت وقت وفات سے موقوفہ ہے، اور مسلمان اس کے انتظامات کے مجاز ہیں یا نہ؟ (۱۳۴۲/۲۳۲۸ھ)

الجواب: اس صورت میں تمام جائداد منقولہ وغیر منقولہ، احمد حسن صاحب متوفی نومسلم کی وقف فی سبیل اللہ ہوگئی، اب اس میں کسی کو بیع ورہن وغیرہ کا اختیار نہیں ہے، جیسا کہ یہ جملہ مشہور ہے اور درمختار وغیرہ میں مذکور ہے کہ اَلْوَقْفُ لا یُمْلَكُ وَلا یُمَلَّكُ (۱) یعنی شئے موقوفہ اور جائداد موقوفہ کسی کی ملک میں نہیں رہتی، اور کوئی تصرف مالکانہ اس میں جائز نہیں ہوتا، اور حسب تصریح واقف متولی اور منتظم جائداد موقوفہ کے ''ڈاکٹر عظیم الدین صاحب'' رہیں گے، اور جائداد موقوفہ چوں کہ وقف کرنے کے بعد ملک واقف سے خارج ہوگئی اس لیے اس میں وراثت جاری نہ ہوگی (۲)

واقف کی شرائط پر عمل کرنا ضروری ہے

سوال: (۵۱).....(الف) بعض جائداد محض ورثاء حاجت مند کو اپنی حیات میں دینا اور ورثاء مستطیع کو نہ دینا، اور بعض وقف فی سبیل اللہ کرنا درست ہے یا نہیں؟

(ب) زید کی ایک دختر اور ایک بھائی اور ایک بہن ہیں؛ زید چاہتا ہے کہ اپنی جائداد وقف علی النفس وعلی الاولاد کروں، اور اس کا منافعہ بعد وفات صرف اس کی دختر، اور اس کی اولاد اور اولادِ اولاد کو پہنچتا رہے، بھائی وبہن جو غیر حاجت مند ہیں، ان کو دینا نہیں چاہتا ہے؛ ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) فإذا تم ولزم لَا یُمْلَكُ وَلَا یُمَلَّكُ (تنویر الأبصار مع الشامی ۶/۴۲۱ کتاب الوقف)

(۲) قولهٗ علی حکم ملك اللّٰه تعالٰی قدر لفظ الحکم لیفید أن المراد أنه لم یبق علی ملك الواقف الخ (ردالمحتار ۶/۴۰۸ فی بدایة کتاب الوقف) وفیه: شرائط الواقف معتبرة إذا لم تخالف الشرع (۶/۴۱۲ کتاب الوقف)

Maktaba Tul Ishaat.com

(ج) وقف نامہ فی سبیل اللہ میں اگر لکھا جائے کہ متولی ما بعد، جملہ مصارف سے پیشتر، آمدنی جائداد موقوفہ سے فدیہ قضائے صوم وصلاۃ تعداد اتنا ذمگی مقر، ادا کرے گا، اور حج بدل مقرر کی طرف سے کرائے گا، اس کے بعد آمدنی مصارف وقف میں خرچ ہوتی رہے گی، یہ تحریر قابل نفاذ و پابند متولی کی ہے یا نہیں؟ (۱۷۳/۱۳۳۷ھ)

الجواب: (الف، ب) بعض وارثوں کو دینا اور بعض کو نہ دینا برا ہے، اس کو حدیث میں جور فرمایا ہے جیسا کہ جملہ لا أشهد على جور (۱) اس پر دال ہے؛ باقی جو حصہ جائداد کا کل یا بعض وقف کیا جائے، یہ درست ہے؛ اور وقف علی النفس وعلی الاولاد واولاد اِولاد جائز ہے۔

(ج) شرائط واقف قابل عمل ہوتی ہیں لہٰذا جو شرائط واقف نے کیں بہ نسبت ادائے فدیہ صوم و صلاۃ وحج وہ نافذ ہوں گی، اور پوری کی جائیں گی۔

واقف کا یہ شرط لگانا کہ ''جب تک میں زندہ رہوں گا وقف کی آمدنی اپنے خرچ میں لایا کروں گا''

سوال: (۵۲) وقف میں یہ شرط بڑھالینا'' کہ جب تک میں زندہ رہوں اس وقف کی آمدنی خواہ کل یا نصف یا تہائی مثلاً میں اپنے خرچ میں لایا کروں گا'' یہ درست ہے یا نہیں؟ (۳۵۷/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: درست ہے۔ فقط

غیر شرعی اور جعلی وقف نامے کا حکم

سوال: (۵۳) چند خودغرض غیر خاندانی اشخاص کا بہ عدم موجودگی وارث جائز شرعی؛ کسی مسماۃ بیوہ سے مرضِ موت میں بہ حالت سکرات و بے ہوشی اس کے جمیع ترکہ کا وقف نامہ کرالینا، یا بعد الموت جعلی طریقہ سے کسی اور مسماۃ کو پردے میں بٹھلا کر اس مسماۃ متوفیہ کی جانب سے فرضی طریقہ سے رجسٹری کرا کر وقف نامہ کی تکمیل کرالینا کیسا ہے؟ اور یہ وقف صحیح ہوگا یا نہیں؟ اور ایسا کرنے والوں کے لیے کیا

(۱) عن النعمان بن بشير رضى الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:ألك بنون سواه؟ قال: نعم، قال: فكلهم أعطيت مثل هذا قال:لا، قال : فلا أشهد على جورٍ (الصحيح لمسلم ۲/۳۷ كتاب الهبات – باب كراهة تفضيل بعض الأولاد فى الهبة)

Maktaba Tul Ishaat.com

حکم ہے؟ اور ایسے وقف کی آمدنی کار خیر میں صرف ہوگی یا وارثوں کو ملے گی؟ (۱۱۸۱/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: سکرات اور بے ہوشی کی حالت میں کوئی تصرف نافذ نہیں ہوتا، پس صورت مسئولہ میں مسماۃ سے وقف نامہ پر جو دستخط کرائے گئے وہ شرعًا کالعدم ہیں، اس کے تمام ترکہ کے مالک شرعی حیثیت سے اس کے وارث ہیں، ان کی اجازت کے بغیر مسجد اور کسی کار خیر میں کچھ صرف نہیں کیا جا سکتا، اور جن لوگوں نے اس جعلی وقف نامے کو شرعی بنانا چاہا ہے وہ سب گنہ گار ہوئے، جس میں اصل بانی اور شہادت دینے والے سب شریک ہیں، البتہ یہ مسماۃ اگر بہ حالت درستگی ہوش وحواس وقف نامے پر دستخط کر دیتی تو پھر اس کا اجراء تہائی مال میں ہوتا، بقیہ کے پھر بھی ورثاء ہی مالک تھے۔ فقط

وقف شدہ پانی کے نل میں خرابی پیدا ہو جائے تو کیا کرے؟

سوال: (۵۴) ایک پانی کا نل وقف ہے، واقف نے زید کے مکان میں لگوا دیا تھا کہ گھنٹہ آدھ گھنٹہ کے لیے صبح وشام دیگر اہل محلّہ کے لیے بھی کھول دیا جائے، اس پر عمل درآمد ہوتا رہا، مگر اب اس میں کچھ خرابی آ گئی ہے؛ یعنی نل میں، اگر ایک لوٹا پانی کا ڈالا جائے تب پانی آتا ہے، اور بہت جلد پانی اتر جاتا ہے؛ اس صورت میں کوئی اہل محلّہ پانی نہیں بھر سکتا، کیونکہ ایک لوٹا پانی کا ہمراہ لانا محال ہے تو اب اس نل کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۶۴۱/۱۳۴۲ھ)

الجواب: حسب شرط واقف صبح وشام کھول دینا چاہیے، کوئی پانی بھرے، یا نہ بھرے، جو کوئی لوٹا پانی کا ہمراہ لاوے گا وہ بھر لے گا۔ فقط

اموال موقوفہ میں سے چُرائے ہوئے روپے کا ضمان لازم ہے

سوال: (۵۵) زید ایک جائداد موقوفہ کا متولی ہے، اور اس کی آمدنی کو غاصبانہ طور سے کھا رہا ہے، اس جائداد کی آمدنی میں سے عمر نے جو کہ ملازم انتظام موقوفہ کا ہے، کچھ روپیہ چرایا؛ اس صورت میں کیا حکم ہے؟ (۷۷۹/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: عمر کے ذمے ضمان اس روپے کا جو اس نے چرایا لازم ہے، اور عنداللہ وہ گنہ گار وماخوذ ہے، تو بہ کرے، اور روپیہ چرایا ہوا واپس کرے؛ متولی اگر خیانت مال وقف میں کرتا ہے تو اس کا مؤاخذہ اس پر ہے، اور اس کا متولی رکھنا جائز نہیں ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

تجارت میں لگائے ہوئے اوقاف کے مال میں نقصان ہوجائے تو نفع کی طرح نقصان بھی اس مال میں محسوب ہوگا یا نہیں؟

سوال: (۵۶) زید نے اپنے مال کا تہائی حصہ بہ قصد حسنات جاریہ ودیگر کار خیر کے لیے جدا کیا اور خود متولی رہا اور یہ بھی لکھا کہ اس کی آمدنی تجارت میں لگائی جائے تا کہ نفع ہو؛ چنانچہ متولیوں نے اس کو تجارت میں لگایا ایک دفعہ نفع ہوا دوسری بار نقصان ہوا تو آمدنی مذکورہ کو نقصان لاحق ہوتا ہے یا نہیں؟ (۱۰۷۷/۱۳۳۹ھ)

الجواب: اس صورت میں جیسا کہ نفع اس روپے کو پہنچا نقصان بھی اس پر پڑے گا؛ کیوں کہ یہ کام تجارت کا بہ اجازت کیا گیا ہے۔

وقف کے مصارف میں ردوبدل کرنا

سوال: (۵۷) حاجی جلال شاہ نے ایک دکان وقف کی، کرایہ دکان بیس روپے تھا، اس میں دوروپے پھوپی صاحبہ کو ـــــ کیونکہ یہ بیوہ ہیں ـــــ دیتے رہے، اور ایک روپیہ حاجی محمد طالب علم کو، اور چودہ آنہ حجرہ اور مدرسہ میں، اور باقی ماندہ حاجی جلال شاہ کی ہمشیرہ کو پہنچاتے رہے؛ اور یہ خدمت حاجی محمود صاحب گھی والے کے سپرد تھی، اب عرصہ کے بعد اس کا انتظام مولوی محمد عثمان کے حوالہ کردیا، مولوی صاحب موصوف بدستور سابق سب کو وظیفہ مقررہ پہنچاتے رہے، اب حاجی جلال شاہ نے لکھا ہے کہ حاجی محمد اور پھوپی صاحبہ کا وظیفہ بند کردیں، اس میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ (۱۴۰۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اگر واقف نے مصارف مذکورہ مقرر کردیے تھے تو بلا کسی وجہ کے اس کا خلاف کرنا درست نہیں ہے، جیسا کہ عبارت درمختار: **من سعی فی نقض ماتم من جهته فسعيه مردود عليه** (۱) سے واضح ہے، اور شرط واقف مثل نص شارع کے ہے، اس کا خلاف کرنا درست نہیں ہے؛ البتہ اگر واقف نے یہ شرط کی ہے کہ تاحیات متولی میں خود رہوں گا، اور مجھ کو اختیار ہے کہ جس طرح چاہوں صرف کروں، تو پھر اس کو تغیر وتبدل کا اختیار ہے۔

(۱) الدرالمختار مع الرد ۵۰۳/۶ كتاب الوقف – مطلبٌ : من سعٰى فى نقض ماتم الخ .

Maktaba Tul Ishaat.com

موقوفہ زمین کے درخت بھی وقف کے حکم میں ہیں

سوال: (۵۸) مسمیان زید وبکر نے اپنے خرچ سے مسجد تیار کی، صحن مسجد پختہ بلا چہار دیواری ہے، مسجد کے ہر چہار اطراف صحن، اور پچھّم کی دیوار سے کچھ دور ہٹ کر احاطہ خام زمین میں ہے؛ صحن اور احاطہ کے درمیان افتادہ زمین میں زید وبکر نے درختان انبہ وغیرہ نصب کیے ہیں، اور تاحین حیات درختوں پر قابض ومتصرف رہے، بعد وفات زید، ان کے فرزند مسمی خالد دس سال سے؛ اور بعد وفات بکر، ان کے بھانجے و جانشین وموہوب الیہ مسمّٰی عمر عرصہ چار سال سے بدستور سابق قابض ومتصرف رہے، امسال تمام مسلمانان دیہہ نے ان درختوں پر قبضہ وتصرف سے خالد وعمر کو روکا، اور دعوی کرتے ہیں کہ یہ درخت مسجد کے لیے وقف ہیں، اب فرمائیے کہ احاطہ مسجد کے اندر جو درخت ہیں ان پر خالد و عمر کا قبضہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۷۰۱/۳۳-۱۳۳۲ھ)

الجواب: جو زمین احاطۂ مسجد میں ہے؛ ظاہر ہے کہ وہ وقف ہے؛ اور وقف میں جو درخت ہیں وہ بھی حکم وقف میں ہیں، تصرف کرنا ان میں کسی کو درست نہیں ہے؛ ان درختوں کی آمدنی مسجد میں صرف کرنی چاہیے۔ غرس فی المسجد أشجارا تثمر إن غرس للسبیل فلکل مسلم الأکل وإلّا فتُباع لمصالح المسجد، قوله وإلا أی وإن لم یغرسها للسبیل بأن غرسها للمسجد أو لم یعلم غرضه بحرعن الحاوی (۱)(شامي)

موقوفہ جائداد میں مالکانہ تصرف کرنا

سوال: (۵۹) قبرستان ومساجد وتکیہ جہاں قبریں بنی ہوئی ہیں، اور اب بھی بنتی ہیں کیا یہ تینوں وقف ہیں؟ (۵۷۱/۱۳۳۴ھ)

الجواب: یہ چیزیں وقف ہیں، اور وقف میں کسی قسم کا تصرف مالکانہ درست نہیں ہے اَلْوَقْفُ لایُمْلَكُ وَلا یُمَلَّكُ (الدرمع الرد ۶/۴۲۱ کتاب الوقف) فقہ کا مشہور مسئلہ ہے۔

سوال: (۶۰) ایک بزرگ نے یہ وصیت کی کہ کل اراضی میں سے ایک چوتھائی برائے خرچ مسجد وروضہ للہ ماتحت ''س، ن'' سجادہ نشین کے رہے گی؛ یعنی ''س، ن'' کی ملکیت تصور ہووے، اور باقی تین

(۱) الدرالمختار والشامی ۶/۵۰۷ کتاب الوقف – مطلبٌ: استأجر دارًا فیها أشجارٌ .

Maktaba Tul Ishaat.com

چوتھائی ہر سہ پسران کی ملکیت ہوگی۔ کیا متذکرہ بالا حصہ اراضی کا ''س، ن'' کی ملکیت ذاتی ہوگی، اور اس کے بعد اس کی اولاد کو تقسیم ہوگی یا نہیں؟ (۱۴۲۶/۱۳۴۲ھ)

الجواب: موصی نے ایک چوتھائی اراضی جو برائے خرچ مسجد وغیرہ معین کی؛ تو یہ مقدار برائے خرچ مسجد وروضہ وقف ہوگئی، پس ''س، ن'' اس کے متولی ہوں گے، اراضی مذکورہ موقوفہ یعنی ایک چوتھائی ان کی ملک نہ ہوگی، اور ان کے بعد ان کے ورثہ کو تقسیم نہ ہوگی، بلکہ ان کے بعد جو کوئی متولی اور سجادہ نشین ہوگا، وہ اس کے قبضہ میں اسی حیثیت سے رہے گی کہ وہ اس کی آمدنی کو مسجد اور روضہ پر خرچ کرتا رہے، اس میں ملکیت کسی کی نہ ہوگی، اور تصرف مالکانہ کسی کا اس میں صحیح نہ ہوگا؛ کیونکہ وقف کسی کی ملک نہیں ہوتا اَلْوَقْفُ لا یُمْلَكُ وَلا یُمَلَّكُ (الدرمع الرد ۶/۴۲۱ کتاب الوقف)

سوال: (۶۱) تین بھائی اور بہنیں تھیں؛ تینوں بھائی ایک اراضی وقف مسجد کو اپنی حیات تک مسجد پر صرف کرتے رہے، بعد فوت ہونے ان بھائیوں کے، ان کے ورثہ نے اپنی ملک قرار دے کر، تقسیم حصہ کرکے، بہ ذریعہ بیع ورہن خورد وبرد کرلیا، اور قابض ہیں؛ اول تو وہ ملک نہیں تھی، اور جب کہ ایسا مان کر یہ کیا گیا تو یہ دونوں بہنیں یا ان کے ورثہ اس میں حصہ پانے کے مستحق ہیں یا نہیں؟ (۵۳۷/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: اراضی موقوفہ مسجد پر کسی کا مالکانہ تصرف درست نہیں ہے، اور اس میں کسی کا حصہ نہیں ہے؛ اس کو بدستور وقف کی حالت میں چھوڑنا چاہیے۔ فقط

موقوفہ اراضی کی تقسیم درست نہیں

سوال: (۶۲) زمینات کی تقسیم جائز ہے؟ یا جو آمدنی اس سے آتی ہے خرچ اخراجات وضع کرکے اس کو تقسیم کرلینا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۷۸۲/۱۳۴۵ھ)

الجواب: اوقاف میں آمدنی کی تقسیم موافق شرط واقف کے ہوتی ہے، اراضی کی تقسیم نہیں ہوسکتی۔

واقف کا بیٹا وقف شدہ مکان کو واپس نہیں لے سکتا

سوال: (۶۳) زید نے بہ خیال نفع اخروی ایک مکان کا زرکرایہ بلاتحریر کسی وقف نامہ کے ایک کار خیر میں دینا اختیار کیا، اور چندے متولی صاحب کار خیر نے زرکرایہ مذکور وصول کیا، لیکن بعد انتقال زید اس

Maktaba Tul Ishaat.com

کے بیٹے بکر نے مکان مذکور متولی کار خیر سے واپس اپنے قبضہ وتصرف میں لے لیا، متولی نے کوئی مزاحمت نہیں کی، مگر بکر نے دوروپے ماہوار چندہ دینا مقرر کیا، اورادا نہیں کیا، اس صورت میں مکان مذکور وقف ہوا یا نہیں؟ اگر وقف ہوگیا تو قبضہ بکر کے متعلق کیا حکم ہوگا؟ (۱۵۷۲/۱۳۴۵ھ)

الجواب: اس صورت میں مکان مذکور وقف ہے وہ کسی کی ملک میں داخل نہیں ہوسکتا لِأَنَّ الْوَقْفَ لا يُمْلَكُ وَلا يُمَلَّكُ (درمختارمع شامی ۶/۴۲۱) اور قبضہ مالکانہ زید کے وارثوں کا اس پر صحیح نہیں ہے شامی میں ہے: فرع: يثبت الوقف بالضرورة وصورته ان يوصى بغلة هذه الدار للمساكين الخ فان الدار تصير وقفا بالضرورة الخ(۱)

وقف کرکے اس سے رجوع کرنا صحیح نہیں

سوال: (۶۴) مسماۃ عظیمن بنت شیخ نبی کریم نے اپنی حیات میں اپنا دین مہر اپنے شوہر شیخ محمد مصطفیٰ کو معاف کردیا، بعد ممات مسماۃ مذکورہ کے شیخ نبی کریم نے اپنی بیٹی کے دین مہر کی نالش محمد مصطفیٰ پر دائر کرنا چاہا، چونکہ مصطفیٰ نے مسماۃ مرحومہ سے کوئی دستاویز نسبت معافی دین مہر کے مکمل نہیں کرائی تھی، اس لیے بہ خیال بچانے اپنی جائداد کے نالش سے اپنی کل جائداد حتی کہ مکان سکونتی کو بھی مصلحتاً مسجد میں وقف کردیا، اور خود متولی بنے، جب فریقین میں صلح ہوگئی تب مصطفیٰ نے ایک دستاویز تنسیخ نامہ واسطے رد کرنے وقف نامہ مذکور کے مکمل کی، پس یہ تردید شرعاً جائز ہوئی یا نہیں؟ (۴۰۲/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: رجوع کرنا وقف سے صحیح نہیں ہے، کل جائداد جو شخص مذکور نے وقف کی وہ وقف ہوگئی، اب ہمیشہ کو وقف رہے گی۔ فی الدرالمختار: فإذا تم ولزم لا يُمْلَكُ وَلا يُمَلَّكُ ولايعار ولايرهن الخ وفي الشامي: قوله لايملك أى لايكون مملوكاً لصاحبه ولايملك أى لايقبل التمليك لغيره بالبيع ونحوه لاستحالة تمليك الخارج عن ملكه الخ (۲)(شامي) وفيه أيضًا: قوله وجعله أبو يوسف كالإعتاق فلذلك لم يشترط القبض والإفراز الخ أى فيلزم عنده بمجرد القول كالإعتاق الخ (۳)(شامی:۳/۳۶۵) وفي الفتح: أن قول أبي يوسفؒ أوجه

(۱) ردالمحتار ۶/۴۰۹ كتاب الوقف – مطلب قد يثبت الوقف بالضرورة .

(۲) الدرمع الرد ۶/۴۲۱ كتاب الوقف – مطلبٌ مهم : فرق أبويوسف بين قوله موقوفة .

(۳) الدر والرد ۶/۴۱۹ كتاب الوقف – مطلبٌ في الكلام على اشتراط التأبيد .

Maktaba Tul Ishaat.com

عندالمحققین (شامی)(۱) وفی الدرالمختار: والأخذ بقول الثانی أی أبی یوسفؒ أحوط وأسهل وفی الدرر وصدرالشریعة وبه یفتی وأقره المصنف(۱)

سوال: (۶۵) ایک شخص نے اپنی جائداد کو وقف علی الاولاد کیا، اور دستاویز تحریر کرکے رجسٹری کرادی، اورخود تاحین حیات متولی بنا، پانچ ماہ کے بعد اس وقف سے رجوع کرنا چاہتا ہے کیا وقف کرکے رجوع کرنا درست ہے؟ (۴۸۷/۱۳۳۵ھ)

الجواب: وقف کرکے اس سے رجوع کرنا درست نہیں ہے، اورایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ درمختار میں ہے: لایجوزالرجوع عن الوقف الخ (۲)

سوال: (۶۶) مالک کا بیان کہ جس میں وہ جنازہ گاہ کودوسرے مقدمہ میں مانتا ہے، کیا اثر رکھتا ہے؟ اس اراضی جنازہ گاہ کا وقف ہونا متصور ہے یا نہ؟ مالک کہتا ہے کہ میں نے وقف نہیں کیا اس واسطے وقف نہیں، حالاں کہ عرصہ دس سال سے بموجب اندراج کاغذات مال مسجد جنازہ گاہ درج ہوتے چلے آئے ہیں، اورعوام الناس کے زیراستعمال نماز جنازہ رہی، اوراذان وغیرہ بھی ہوتی رہی ہے، اوراب محض اہل ہنود کے ہاتھ فروخت کرنے کی غرض سے اس کومسمار کردیا گیا ہے؟ (۱۹۳۷/۱۳۳۷ھ)

الجواب: مالک کا اس اراضی کو دوسرے مقدمہ میں جنازہ گاہ تسلیم کرنا، اس کے وقف ہونے کو ثابت کرتا ہے، اور بعد اس کے کہ جنازہ گاہ ہونا اس اراضی کا مسلم ومعمول بہ ہوچکا ہے، اور مالک نے دوسری جگہ اس کوتسلیم کرلیا ہے؛ تواب یہ کہنا مالک کا کہ یہ جنازہ گاہ وقف نہیں ہے، اور میں نے اس کو وقف نہیں کیا رجوع عن الوقف ہے جوشرعًا صحیح نہیں ہے۔ فقط

سوال: (۶۷) زینب نے اپنا حصۂ جائداد کہ جوحق زوجیت میں پہنچا تھا بنام مسجد وقف کردیا، مگر چندروز کے بعد بہ اغواء اپنے بھتیجے کے نام ہبہ کردیا؛ اب مسماۃ وقف سے انکار کرتی ہے تو یہ وقف جائز ہے یانہیں؟ (۱۴۶۸/۱۳۴۳ھ)

الجواب: رجوع کرنا وقف سے جائز نہیں ہے، اور بعد وقف ہوجانے کے جائداد موقوفہ، واقفہ کی، یا کسی کی ملک نہیں ہوسکتی جیسا کہ کتب فقہ میں ہے: اَلْوَقْفُ لا یُمْلَكُ وَلا یُمَلَّك (الدرمع الرد ۶/۴۲۱ کتاب الوقف)

---

(۱) الدروالشامی ۶/۴۲۰-۴۲۱ کتاب الوقف – مطلبٌ مهم : فرق أبویوسف بین قوله موقوفة الخ .

(۲) الدرالمختار مع الرد ۶/۵۳۶ کتاب الوقف – مطلبٌ لا یجوز الرجوع عن الشروط .

Maktaba Tul Ishaat.com

وقف کا انکار معتبر نہیں

سوال: (۶۸) اگر چند اشخاص مصلحتاً اپنی جائداد کو وقف کر دیویں اور جائداد مشاع ہو، بعض شریک بوجہ عدم رضاء دستخط نہ کریں، اور وقف کے احکام جاری نہ ہوئے ہوں، تو صرف ایسا اقرار لکھ دینے سے جائداد وقف ہوسکتی ہے؟ باوجودیکہ مقران بعد لکھ دینے کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے صرف دفع شر کے لیے وقف لکھا تھا؛ شرعًا کیا حکم ہوگا؟ (۳۷۹/۱۳۴۱ھ)

الجواب: اس صورت میں مفتی بہ قول کے موافق وقف صحیح ہوجاوے گا اور وقف ہونا اس کا مسلم ہوگا؛ انکار، ان منکرین کا معتبر نہ ہوگا۔ فقط

موقوفہ مکان واقف کو واپس دینا درست نہیں

سوال: (۶۹) نتھو نے ایک قطعہ کا وصیت نامہ تحریر کیا جس میں مکان وقف کیا ہے کہ جب تک نتھو زندہ ہے مکان کا مالک وقابض رہے گا، مگر رہن وبیع کا مجھ کو اختیار نہ ہوگا، بعد میرے پنچایت قبرستان کے واسطے اراضی خرید کریں، اس مکان کو فروخت کر کے اراضی خریدیں، یا اور مسجد کے کار خیر میں صرف کریں، بعد تحریر وصیت نامہ مجھ کو یا میرے وارثان کو مکان سے کچھ واسطہ وتعلق نہ ہوگا؛ اب نتھو بیماری سے شفایاب ہوگیا، اور چاہتا ہے کہ مکان واپس مل جائے اگر یہ مکان اس کو واپس دے دیا جائے تو کیسا ہے؟ (۸۰۴/۱۳۳۸ھ)

الجواب: مکان مذکور موافق وصیت مذکورہ کے وقف ہوگیا؛ واپس دینا واقف کو درست نہیں ہے۔

موقوفہ کتابوں کو واپس لینا صحیح نہیں

سوال: (۷۰) زید نے چند کتابیں کسی مدرسہ میں وقف کیں، اور کتابوں پر مہر مدرسہ کی کردی، بعد کچھ ایام کے واقف کا جھگڑا اہل مدرسہ کے ساتھ ہوجانے کی وجہ سے واقف نے کتب مذکورہ کو کتب خانہ سے نکال کر اپنے قبضہ میں رکھا، پھر چند یوم کے بعد ان کو اپنے دوست کے پاس امانت رکھا؛ آیا صورت مسئولہ میں کتابوں کا مدرسہ سے لوٹانا درست ہے یا نہیں؟ (۲۲۵/۱۳۴۳ھ)

الجواب: وقف کر دینے کے بعد وہ کتابیں اس شخص کی ملک سے نکل گئیں، اور اب اس کو حق

Maktaba Tul Ishaat.com

واپس لینے کا نہیں رہا۔ کما فی عامة کتب الفقه: فإذاتم ولزم لا يُمْلَكُ وَلا يُمَلَّك ولايعار ولايرهن فبطل شرط واقف الكتب الرهن الخ(۱) وفی الشامی: وإذا وقف كتبًا وعين موضعها فإن وقفها على أهل ذلك الموضع لم يجز نقلها منه لالهم ولالغيرهم وظاهره أنه لايحل لغيرهم الانتفاع بها وإن وقفها على طلبة العلم فلكل طالب الانتفاع بها فی محلها وأما نقلها منه ففيه تردد الخ(۲) (شامي) فقط

وقف کی تنسیخ کا کسی کو اختیار نہیں

سوال: (۱۷۱) متولی مابعد کو جائداد موقوفہ کی واپسی جائز ہے یا نہیں؟ اور متولی کو وقف نامے کی تنسیخ کا حق ہے یا نہیں؟ (۱۷۴۰/۱۳۴۵ھ)

الجواب: وقف کی تنسیخ کا کسی کو اختیار نہیں ہے؛ نہ واقف کو اور نہ کسی متولی مابعد کو۔

غصے کی حالت میں وقف کردہ جائداد کا حکم

سوال: (۱۷۲) زید نے تنہا کل جائداد کو بیماری وغفلت اور غصہ کی حالت میں مدرسہ کے لیے وقف کر دیا، اور لڑکی موجودہ کے حصہ کا کچھ لحاظ نہ کیا؛ اس حالت میں وقف نامہ کہاں تک صحیح ہے؟ چونکہ زید سے غلطی ہوگئی ہے، وہ لڑکی کا حصہ دینا چاہتا ہے؛ اس لیے ایسی صورت میں لڑکی کو حصہ پہنچ سکتا ہے یا نہیں؟ اور وقف ایسی صورت میں قائم رہ سکتا ہے یا نہیں؟ (۲۱۱۵/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: جب کہ زید نے اپنی جائداد کو وقف کر دیا، اور عمل درآمد وقف کا ہوگیا؛ تو یہ وقف صحیح ونافذ ہوگیا اب اس میں میراث جاری نہیں ہوسکتی، اور زید کو یا اس کے ورثاء کو اس جائداد موقوفہ میں تصرف کرنے کا کچھ اختیار شرعًا نہیں ہے۔ درمختار میں ہے: فإذا تم ولزم لا يُمْلَكُ وَلا يُمَلَّكُ ولايعار ولايرهن الخ شامی میں ہے: قوله لايملك أی لايكون مملوكًا لصاحبه ولايملك أی لايقبل التمليك لغيره بالبيع ونحوه الخ (۳) اور جب کہ وقف مذکور صحیح ونافذ ہو چکا ہے تو زید کی

(۱) الدرالمختار مع الشامی ۶/۴۲۱ كتاب الوقف – قبل مطلبٌ فی شرط واقف الكتب أن لا تعار إلا برهنٍ. (۲) الشامی ۶/۴۳۷ كتاب الوقف – مطلب فی نقل كتب الوقف من محلها.

(۳) الدرالمختار والشامی ۶/۴۲۱ كتاب الوقف – مطلبٌ مهمٌ: فرق أبويوسف بين قوله موقوفة الخ.

Maktaba Tul Ishaat.com

لڑکی کا اس میں کچھ حصہ شرعاً نہیں ہے؛ البتہ اگر کچھ اور جائداد زید کے پاس علاوہ جائداد موقوفہ کے ہے تو اس میں سے زید کی لڑکی کو حصہ شرعی ملے گا۔ فقط

مرض موت میں اپنی جائداد وقف کرنا

سوال: (۷۳) اگر کسی نے مرض الموت میں یہ کہا ہو کہ میری جائداد مصرف خیر میں صرف ہو، اور متولی بھی متعین کر دیا ہو، اور گواہ بھی موجود ہوں تو آیا تمام وقف ہو جائے گی یا ثلث؟ (۱۲۰۶/۱۳۴۰ھ)

الجواب: متولی کا مقرر کرنا اس کام کے لیے کہ مصارف خیر میں آمدنی اس جائداد موصی بہا کی صرف کرے؛ دلیل اس امر کی ہے کہ غرض موصی کی وقف کرنا ہے، لہٰذا ایک ثلث جائداد کا وقف ہو گیا، متولی مذکور اس کی آمدنی کو مصارف خیر میں صرف کرے، اور وارثوں کو اس ثلث میں تصرف کرنے کا اختیار نہیں ہے، درمختار میں ہے: ورکنہ الألفاظ الخاصة الخ شامی میں اس کے تحت میں نقل کیا ہے: ومنها ما في الفتح حيث قال: فرع يثبت الوقف بالضرورة وصورته أن يوصي بغلة هذه الدار للمساكين أبدًا الخ(۱) (۳/۳۵۹)

مرض موت میں وقف کرنے کا حکم

سوال: (۷۴) مسماۃ لاڈو بیگم کے ورثاء میں ایک حقیقی بہن، اور دوسری بہنوں کی اولاد موجود ہے، مسماۃ لاڈو بیگم بیمار ہوئی، اور بہ حالت بیماری اپنی جائداد غیر منقولہ کو وقف علی الاولاد کیا، اور وقف نامہ تحریر کر دیا، اور وقف نامہ پر مسماۃ نور بیگم بہن حقیقی کا انگوٹھا بھی لگوالیا، اور نور بیگم نے کچھ انکار نہیں کیا، اسی بیماری میں لاڈو بیگم فوت ہو گئی، کچھ دنوں بعد اس کی بہن نور بیگم نے عدالت میں درخواست دی کہ میں اپنی بہن لاڈو بیگم کی وارث ہوں، اور وقف نامہ پر انگوٹھا لگانے سے میرا حق ساقط نہیں ہوا، میں بعد وفات لاڈو بیگم کے، مستحق ترکہ کی ہوئی ہوں، اور مسمی امیر محمد خاں نے جو بہن کا نواسہ ہے، اور نصف آمدنی جائداد موقوفہ علی الاولاد کی واقفہ نے اس کے لیے لکھ دی ہے، وہ کہتا ہے کہ لاڈو بیگم واقفہ کی جائداد میں میرا نصف حصہ ہے وہ علیحدہ اور تقسیم کر دیا جائے؛ یہ دعوی تقسیم کا صحیح ہے یا نہیں؟

(۱) ردالمحتار: ۶/۴۰۹ مطلب: قد يثبت الوقف بالضرورة .

Maktaba Tul Ishaat.com

(الف) لاڈو بیگم کی جائداد کی وارث اس کی بہن نور بیگم ہوسکتی ہے یا نہیں؟

(ب) نور بیگم نے جو لاڈو بیگم کے وقف نامہ پر انگوٹھا لگایا اس سے وہ لاڈو بیگم کی جائداد سے محروم ہوسکتی ہے یا نہیں؟

(ج) باقی ورثاء کا بھی کوئی حق ہے یا نہیں؟

(د) لاڈو بیگم کا تصرف اپنی جائداد میں بہ حالت مرض الموت جائز ہوا یا نہیں؟

(ھ) امیر محمد خان جس کو واقفہ نے نصف آمدنی کا بطور وقف علی الاولاد مستحق کیا ہے؛ جائداد مذکورہ کی تقسیم کرانے کا مستحق ہے یا نہیں؟

(و) واقفہ نے وقف نامہ میں لکھ دیا ہے کہ میرے فوت ہونے کے بعد ہر ایک فریق آپس میں جائداد کو تقسیم کرلیں، اور اپنے اپنے حصے پر قابض ہوجاویں تو جائداد موقوفہ کو تقسیم کر کے فریقین قابض ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ (۸۳۵/۱۳۴۵ھ)

الجواب: (الف-و) مرض الموت کے وقف کا حکم وصیت کے مثل ہے؛ کہ اگر ورثہ راضی نہ ہوں تو ایک ثلث میں صحیح و نافذ ہوگا، اور دو ثلث ورثہ کو ملے گا، اور وارث اس صورت میں صرف لاڈو بیگم کی حقیقی بہن نور بیگم ہے، اس کے سواء سب ذوی الارحام ہیں؛ جو کہ ذوی الفروض کی موجودگی میں محروم ہوتے ہیں؛ اور نور بیگم کا عذر صحیح ہے، وصیت میں ورثہ کا بہ حیات موصی راضی ہوجانا معتبر نہیں ہے، بعد مرنے مورث کے وارثوں کو اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وصیت کل کو جائز رکھیں یا نہ رکھیں قال فی الدر المختار: إعتاقه ومحابا ته و هبته ووقفه الخ كل ذلك حكمه كحكم وصية فيعتبر من الثلث الخ قوله حكمه كحكم وصيةٍ أى من حيث الاعتبار من الثلث الخ(۱) (ردالمحتار ۵/۴۳۵) وأيضًا فى الدرالمختار: إلا أن تجيز ورثته بعد موته ولا تعتبر إجازتهم حال حياته أصلاً بل بعد وفاته(۲) (درمختار) اور علاوہ بریں نشان انگوٹھا لگا دینا یا نام لکھنا وقف نامہ پر دلیل رضا شرعًا نہیں ہے۔

پس جب کہ معلوم ہوا کہ ایسا وقف ایک ثلث میں جاری ہوتا ہے، لہٰذا اس ایک ثلث کو علیحدہ کر کے متولی کے سپرد کیا جائے، اور اس کو موافق شرط وقف نامہ صرف کیا جاوے، اور جس قدر حصہ یعنی ایک

(۱) الدرالمختارمع الرد ۱۰/۳۱۴ كتاب الوصايا – باب العتق في المرض .

(۲) الدرالمختار شرح تنوير الأبصار مع الشامى ۱۰/۲۷۹ في أوائل كتاب الوصايا .

Maktaba Tul Ishaat.com

ثلث جو وقف ہوگیا وہ کسی کی ملک اور قبضہ میں نہ دیا جاوے گا موافق قول مشہور اَلْوَقْفُ لا یُمْلَكُ وَلا یُمَلَّك (۱) (درمختار) لہٰذا مسمی امیر محمد کا دعویٰ تقسیم جائداد موقوفہ کا صحیح نہ ہوگا، اگر چہ واقفہ نے ایسا لکھ دیا ہو بلکہ جائداد موقوفہ متولی کے قبضہ میں رہے گی، اور آمدنی اس کی موافق شرط واقفہ کے تقسیم ہوگی۔ فقط

مرض موت میں اپنی تمام جائداد وقف کرنا

سوال: (۷۵) ایک شخص نے مرض موت میں مرنے سے چار دن پہلے اپنی تمام جائداد مسجد کے نام کرادی؛ تو یہ تمام مال متوفی کا مسجد میں صرف کرنا جائز ہے یا نہ؟ (۶۶۲/۱۳۴۵ھ)

الجواب: مرض موت میں وقف کرنا اگر ورثہ اس کو جائز نہ رکھیں؛ تو ایک ثلث میں نافذ وصحیح ہوتا ہے، پس ایک ثلث اس میں سے مسجد کے لیے وقف ہوگا اس کو علیحدہ کردیا جاوے، اور اس کی آمدنی مسجد میں صرف کی جاوے، اور دو ثلث ورثہ کو حسب حصص شرعیہ تقسیم کیے جائیں۔ کما فی الدرالمختار باب العتق فی المرض (۲) فقط

بیماری اور بے ہوشی کی حالت میں وقف کرنا

سوال: (۷۶) زید نے حالت بیماری و بے ہوشی میں ایک مکان مسجد کے نام وقف کیا؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۲۴۳۸/۱۳۴۱ھ)

الجواب: یہ وقف صحیح ہے مگر ایک ثلث میں جاری ہوگا جیسا کہ وصیت ایک ثلث میں جاری ہوتی ہے۔ فقط

مرض موت میں مشترک زمین میں سے اپنا حصہ وقف کرنا

سوال: (۷۷) زید نے مرض الموت میں اپنی ایک زمین کے متعلق ــــ جو مشترک ہے مابین عمر

(۱) الدرمع الرد ۶/۴۲۱ كتاب الوقف – قبل مطلب في شرط واقف الكتب الخ .

(۲) الدرمع الرد ۱۰/۳۱۴ كتاب الوصايا – وفي كتاب الوقف منه الوقف في مرض موته كهبة فيه من الثلث مع القبض فإن خرج الوقف من الثلث أو أجازه الوارث نفذ في الكل وإلابطل في الزائد على الثلث الخ (الدرمع الرد ۶/۴۶۹-۴۷۰ كتاب الوقف–مطلب الوقف في مرض الموت)

Maktaba Tul Ishaat.com

وخالد کے ـــــ اپنے قلم سے یہ لکھا کہ میرے کسی وارث کو اس میں سے کچھ نہ دیا جاوے، میرے ایصال ثواب کے واسطے رہے، اس تحریر کے چار پانچ روز بعد زید کا انتقال ہوگیا، یہ تحریر وقف ہے یا وصیت؟ اور اگر وقف ہے تو وقف مشترک کا صحیح ہے یا نہ؟ (۲۶۰۲/۱۳۴۵ھ)

الجواب: امام ابو یوسفؒ کے نزدیک وقف مشاع بقدر حصہ واقف صحیح ہے، امام محمدؒ ناجائز فرماتے ہیں، اور قول امام ابو یوسفؒ مفتی بہ وراجح ہے واختلف الترجیح والأخذ بقول الثانی أحوط و أسهل (۱) (درمختار) لیکن یہ صورت جو سوال کی ہے اس سے وقف ثابت نہ ہوگا، بلکہ یہ وصیت ہے جو کہ ثلث تک جاری ہوگی، پس اگر وہ حصہ جس کی زید نے وصیت کی ہے، زید کے ایک ثلث ترکہ سے زیادہ نہیں ہے تو اس میں یہ وصیت جاری ہوگی، اور فقراء پر بہ غرض ایصال ثواب اس کو صدقہ کیا جاوے گا۔ فقط

موقوفہ مکان میں وراثت جاری نہیں ہوتی

سوال: (۷۸) ایک شخص لاولد نے اپنے دو مکان اس شرط سے وقف کر دیے کہ دونوں میاں بیوی کی حیات تک یا ایک کی حیات تک؛ دونوں مکان اس کے قبضہ وتصرف میں رہیں گے، بعد وفات دونوں کے ہر دو مکان وقف کردہ کی آمدنی متولیوں کے قبضہ میں رہے، اور کھولوڑ کے مدرسہ یا مسجد یا یتیم بچوں بیواؤں کے خرچ میں؛ جس میں زیادہ ثواب ہو خرچ کریں؛ یہ وقف صحیح ہے یا نہیں؟ بعد ممات دونوں کے وارث اگر دعویٰ وراثت کا کریں تو صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۸۱۳/۱۳۳۸ھ)

الجواب: وقف مذکور صحیح ہے، اور بہ قاعدہ اَلْوَقْفُ لا يُمْلَكُ وَلا يُمَلَّك (۲) اس میں میراث جاری نہ ہوگی، اور اقرباء کا دعویٰ وراثت باطل وناجائز ہے، اور واقف نے جو شرط کی ہے وہ معتبر ہے، اسی کے موافق عمل ہوگا، لأن شرط الواقف كنص الشارع (۳) (درمختار وشامی)

سوال: (۷۹) زید نے حقیقی بھتیجوں کو محروم کر کے جدی جائداد مسجد کے نام وقف کر دی؛ یہ شرعًا

---

(۱) الدرمع الرد ۶/۴۲۰ كتاب الوقف – مطلب مهم : فرق أبويوسف بين قوله موقوفة الخ .

(۲) تنويرالأبصارمع الشامی۶/۴۲۱ كتاب الوقف– قيل مطلبٌ فی شرط واقف الكتب أن لاتعار إلا برهنٍ ..... الخ. (۳) الشامی۶/۵۰۸ كتاب الوقف – مطلبٌ فی قولهم شرط الواقف كنص الشارع.

Maktaba Tul Ishaat.com

جائز ہے یا نہیں؟ اور وارث دعویٰ کر کے واپس لے سکتے ہیں یا نہیں؟ اور متولی مسجد کو واپس کرنا جائداد موقوفہ کا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۱/۱۳۸۳ھ)

الجواب: وقف مذکور صحیح ہوگیا، اور وارثوں کا دعویٰ صحیح نہیں ہے؛ باطل ہے۔ اور متولیان وقف کو درست نہیں ہے کہ اس جائداد موقوفہ کو وارثوں کو دیویں۔ کمافی کتب الفقہ: اَلْوَقْفُ لا یُمْلَكُ وَلایُمَلَّكُ (الدر مع الرد ۶/۴۲۱ کتاب الوقف)

سوال: (۸۰) عمر نے اپنا مکان مسکونہ مسجد میں وقف کیا، اور سات متولی مقرر کیے، اور سات برس تک ڈیڑھ روپیہ ماہوار کرایہ متولیان کو دیتے رہے، اب عمر نے لاولد انتقال کیا، عمر کے بھائی زید و بکر کہتے ہیں کہ مکان مذکور میں ہمارا بھی حصہ ہے ان کا حصہ ہے یا نہیں؟ (۹۴۸/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: وقف کسی کی ملک نہیں ہوسکتا اور وقف میں وارثوں کا کچھ حصہ ملکیت کے طور سے نہیں ہوسکتا جیسا کہ درمختار وغیرہ میں ہے: اَلْوَقْفُ لا یُمْلَكُ وَلا یُمَلَّك (۱) یعنی وقف کسی کی ملک میں نہیں آسکتا اور وقف میں کچھ تصرف بیع و ہبہ وغیرہما کا نہیں ہوسکتا، پس زید اور بکر کا دعوی ملکیت کا اس میں شرعًا صحیح نہیں ہے۔ فقط

سوال: (۸۱) کسی متوفی کی وقف کردہ زمین کو اس کے وارث ترکہ میں تقسیم کرلیں تو جائز ہے یا نہیں؟ (۴۹۰/۱۳۳۸ھ)

الجواب: زمین موقوفہ کسی کی ملک نہیں ہوسکتی، اور میراث اس میں جاری نہیں ہوتی۔ اَلْوَقْفُ لایُمْلَكُ وَلا یُمَلَّكُ (الدرمع الرد ۶/۴۲۱ کتاب الوقف)

سوال: (۸۲) ایک گاؤں کے باشندوں نے پندرہ بیگہ زمین مسجد کے لیے بدیں نیت وقف کی ہے کہ جو شخص اس مسجد کا امام ہوگا وہ اس زمین کی آمدنی کو اپنے مصرف میں لائے گا؛ اب زید امام مسجد فوت ہو چکا، اس کا پوتا زمین مذکور سے بطور وراثت اپنا حصہ لینا چاہتا ہے؛ آیا زمین مذکورہ زید کے ورثہ پر تقسیم ہوگی؟ (۱۸۹۰/۱۳۴۰ھ)

الجواب: جو امام ہوگا وہی اس زمین کی آمدنی کا مستحق ہوگا، زید کا پوتا جو مدعی وراثت ہے؛ دعوی

---

(۱) فإذا تم ولزم لا یُمْلَكُ وَلا یُمَلَّكُ (الدرالمختارمع الرد ۶/۴۲۱ کتاب الوقف۔ قبل مطلب فی شرط واقف الکتب أن لا تعار إلا برهنٍ)

Maktaba Tul Ishaat.com

اس کا باطل ہے، اور وہ زمین زید کے ورثہ پر تقسیم نہ ہوگی، اور وقف کا کوئی بھی مالک نہیں ہوسکتا، صرف اس کی آمدنی امام کو ملے گی۔ فقط

نومسلم کی موقوفہ جائداد میں اس کی کافر اولاد وراثت کا دعویٰ نہیں کرسکتی

سوال: (۸۳) احمد حسن نومسلم نے اپنی کل جائداد وقف فی سبیل اللہ زبانی مرنے سے قبل کردی تھی، اس کا ایک بیٹا مسمی انت رام جو زمانہ مذہب ہندو کا پیدا شدہ ہے وہ دعوے دار ہے کہ میں متوفی کا پسر جائز وارث ہوں، باوجود وقف زبانی کے کیا وہ وارث ہوسکتا ہے، اگر بالفرض وقف ثابت نہ ہو اور نہ اس کا پسر وارث ثابت ہو تو ایسی حالت میں شرع کیا حکم دیتی ہے؟ (۱۳۴۲/۲۳۲۹ھ)

الجواب: زبانی وقف کردینے سے بھی وقف ہوجاتا ہے، اور وقف میں توریث جاری نہیں ہوسکتی، اور اگر بالفرض جائداد مذکورہ مملوکہ احمد حسن نومسلم وقف نہ ہوتی تب بھی انت رام کی طرف منتقل نہ ہوتی، جب کہ انت رام مذکور اپنے مذہب کفر پر قائم ہے؛ کیوں کہ یہ مسئلہ شریعت اسلام کا ہے کہ ''کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا'' (۱) فقط

کافر گورنمنٹ کا مسلمانوں کے اوقاف پر قبضہ کرنا

سوال: (۸۴).....(الف) کافر گورنمنٹ استیلاء کرکے مسلمانوں کی مملوکہ جائدادوں اور اوقاف پر قبضہ کرلے تو وہ مالک ہوجاتی ہے یا نہیں؟

(ب) جب کہ مسلمان اس کافر حکومت کے ہاتھ سے چھڑانے پر قادر نہ ہوئے تو اس حالت میں اگر گورنمنٹ نے ایک شخص کی جائداد دوسرے کے ہاتھ، یا وقف کو کسی کے ہاتھ فروخت کردیا تو اس خریدار کو باوجود اس علم کے کہ یہ فلاں شخص کی مغصوبہ جائداد ہے، یا وقف ہے، خریدنا اور اس سے نفع اٹھانا جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) ثم إن أبا يوسف يقول : يصير وقفًا بمجرد القول لأنه بمنزلة الإعتاق عنده وعليه الفتوى (الشامي٦/ ٤٠٧ كتاب الوقف)..... فيلزم فلا يجوز له إبطاله ولا يورث عنه (الشامي٦/ ٤٠٨ في بداية كتاب الوقف) عن أسامة بن زيد رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : لايرث المسلم الكافر والكافر المسلم(متفق عليه، مشكوة، ص:٢٦٣ باب الفرائض)

Maktaba Tul Ishaat.com

(ج) اگر کسی مسجد کی جائداد موقوفہ سرکار نے کسی ہندو کے ہاتھ فروخت کردی تھی تو اس کو کوئی مسلمان اس غرض سے کہ ہندو کے پاس رہنے سے اچھا یہ ہے کہ مسلمان کے پاس رہے، اپنی ذاتی ملکیت کے لیے خرید سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۲/۲۷۷۵ھ)

الجواب: (الف) اوقاف میں یہ حکم جاری نہ ہوگا؛ کیوں کہ اَلْوَقْفُ لا یُمْلَكُ وَلا یُمَلَّكُ (الدرمع الرد ۶/۴۲۱ کتاب الوقف) مطلق ہے، اور نیز قید وإن غلبوا علی أموالنا الخ (۱) سے اوقاف خارج ہوگئے۔

(ب) جائداد مملوکہ میں یہ قاعدہ جاری ہوگا کہ بعد تسلط کفار مشتری کے حق میں تصرف جائز ہے، لیکن اوقاف میں یہ قاعدہ جاری نہ ہوگا، اوقاف کو مصارفِ اوقاف میں صرف کرنا لازم ہوگا۔

(ج) وقف اس کی ملک ذاتی نہ ہوگا، بعد خریدنے کے اور ہندو کے قبضہ سے نکالنے کے اس کو وقف سمجھنا لازم ہوگا؛ غایت یہ کہ مشتری کا جو کچھ خرچ ہوا وہ آمدنی وقف سے وصول کرسکتا ہے۔

(۱) الدرالمختارمع الشامی ۶/۱۹۸ کتاب الجهاد – باب استیلاء الکفار .

Maktaba Tul Ishaat.com

وقف کے مصارف کا بیان

وقف کی آمدنی ان ہی مصارف میں صرف ہوگی جو وقف نامے میں درج ہیں

سوال: (۸۵) زید نے ایک حقیت (ملکیت) فی سبیل اللہ وقف کر کے تاحیات اپنی تولیت رکھی، اور وقف کرنے کے وقت یہ نیت کی کہ تاحیات اس کی آمدنی اپنے صرف میں لائے گا، اور بعد وفات آمدنی فی سبیل اللہ خرچ ہو، تکمیل کاغذی رجسٹری وغیرہ کی وجہ سے الفاظ وقف نامہ میں نفاذ روز تحریر سے رکھا، ایسی نیت ووقف شرعًا درست ہے یا نہیں؟ اگر درست ہے تو الفاظ وقف نامہ کے خلاف اور نیت کے موافق تاحیات آمدنی اپنے صرف میں لانا؛ زید کو جائز ہے یا نہیں؟ اور وقف صحیح ہوگا یا نہیں؟ (۱۷۳/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: جو الفاظ واقف نے زبانی کہے ہوں یا تحریر میں ہوں اس کے موافق عمل درآمد ہوگا؛ نیت واقف کا لحاظ نہ ہوگا، اور وقف صحیح ہوگا، اور جب کہ کوئی لفظ آمدنی وقف کو اپنے ذاتی صرف میں لانے کے متعلق نہ زبان سے کہا، اور نہ تحریر میں لایا تو وقف کرنے کے بعد وہ آمدنی ان ہی مصارف میں صرف ہوگی جو وقف نامہ میں درج کیے گئے، اپنے نفس پر خرچ نہ کر سکے گا۔

موقوفہ زمین کی آمدنی معینہ مصارف کے بجائے زائد امور میں صرف کرنا

سوال: (۸۶) زمین موقوفہ کی آمدنی کو دیگر زائد امور میں بھی صرف کر سکتے ہیں یا نہیں؟ (۸۹/۱۳۴۲ھ)

الجواب: جو زمین جن مصارف خیر کے لیے وقف ہے اس کی آمدنی کو ان ہی مصارف میں صرف کرنا چاہیے، دیگر زائد امور میں جو کہ غرض واقف کے خلاف ہوں اس میں صرف کرنا نہ چاہیے، البتہ اگر آمدنی زیادہ ہے اور مصارف معینہ میں صرف کر کے بچتی ہے؛ تو اسلام کی دوسری ضرورتوں میں بھی خرچ

Maktaba Tul Ishaat.com

کرنا اس کا جائز ہے۔فقط

وقف کا مصرف ختم ہوجائے تو جمع شدہ آمدنی کہاں خرچ کی جائے؟

سوال:(۸۷) ایک مسماۃ نے اپنی جائداد ایک اسکول کے لیے وقف کی، لیکن وہ اسکول بند ہوگیا؛ تو اس کی جو آمدنی جمع ہے وہ واقفہ کی ملک میں آسکتی ہے؟ تاکہ وہ دوسرے کار خیر میں صرف کرے؟(۱۱۰۵/۱۳۴۱ھ)

الجواب: اس صورت میں وہ جمع شدہ آمدنی، اور وہ جائداد موقوفہ، واقفہ کی ملک میں نہیں آسکتی؛ البتہ جب کہ مدرسہ مذکورہ میں ضرورت نہیں تو اس آمدنی کا دوسرے مصرف خیر میں صرف کرنا درست ہے، فإذا تم ولزم لا يُمْلَكُ وَلا يُمَلَّكُ الخ (درمختار) أی لایکون مملوکًا لصاحبه الخ (۱) (شامی) لیکن واقف کی غرض کا ملحوظ رکھنا ضروری امر ہے، لہٰذا اس آمدنی کو دینیات ہی میں صرف کرنا چاہیے، مراعاة غرض الواقفين واجبة(۲)(شامی)

واقف اور جہت وقف ایک ہوں تو ایک وقف کی آمدنی دوسرے پر خرچ ہوسکتی ہے

سوال:(۸۸) واقف نے اپنی جائداد زرعی اور دو مکانات کی آمدنی وقف کی، زرعی جائداد کی آمدنی ہوتی ہے، اور متولی اس کو حسب وقف نامہ خرچ کرتا ہے، لیکن ایک مکان کی بالکل آمدنی نہیں ہے، اس میں مدرسہ تعلیم قرآن کا ہے، اور دوسرا مکان چار آنہ کرائے پر اٹھا رکھا ہے، لیکن اس کی آمدنی مرمت کے لیے ناکافی ہے، جب مرمت نہ ہوگی تو مکانات کا مسمار ہونا ضروری ہے، تو زرعی جائداد کی آمدنی سے ان کی مرمت کرانا جائز ہے؟(۳۵۶/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: جب کہ واقف ایک ہے، اور بظاہر جہت وقف بھی ایک ہے، تو یہ جائز ہے کہ ایک وقف کی آمدنی دوسرے پر خرچ کی جائے، منتظمین وقف باہمی مشورے سے زرعی جائداد کی آمدنی

(۱) الشامی ۴۲۱/۶ کتاب الوقف – بعد مطلبٌ مهم : فرق أبويوسف بين قوله موقوفة .....

(۲) الشامی ۵۲۱/۶ کتاب الوقف – مطلبٌ مراعاة غرض الواقفين واجبةٌ .

Maktaba Tul Ishaat.com

مکانات پرخرچ کرسکتے ہیں، بلکہ ان کے ابقاء کے لیے یہ ضروری ہے، اس صورت میں غرض واقف بھی قیام مدرسہ وغیرہ کی شکل میں پوری ہوتی رہے گی، اور وقف بھی باقی رہے گا، ابطال وقف سے بہرکیف احتراز لازمی ہے۔ درمختار میں ہے: اتحد الواقف والجهة وقل مرسوم بعض الموقوف عليه الخ جاز للحاكم أن يصرف من فاضل الوقف الآخر عليه لانهما حينئذ كشئ واحد الخ(۱)

ایک وقف کی آمدنی دوسرے اوقاف کی تعمیر میں صرف کرنا

سوال: (۸۹) زید کے پاس خود کا اوقاف ہے، اور ایک مکان بکر کا وقف ہے، مگر زید کا وقف ایک مدرسہ معینہ پر ہے، اور بکر کا مکان مدرسہ مذکورہ پر وقف نہیں، وہ مکان کی آمدنی خرچ کرنے کے لیے زید کو اختیار دے گیا تھا کہ جہاں کارِ خیر میں زید چاہے صرف کرے، پھر جب زید نے اپنا وصیت نامہ تیار کیا، اس میں لکھ دیا کہ جب مکان مذکور بکر کا تعمیر کیا جائے تو میرے مدرسہ کی آمدنی سے روپیہ خرچ کرکے مکان مذکور کو تعمیر کیا جاوے؛ اب مدرسہ کی آمدنی سے مکان مذکور تعمیر کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۳۶۳/۱۳۴۱ھ)

الجواب: مدرسہ کے اوقاف کی آمدنی سے مکان مذکور تعمیر کرنا موافق روایات کتب فقہیہ کے جائز نہیں ہے۔ كمافي الدرالمختار: وإن اختلف أحدهما بأن بنى رجلان مسجدين أو رجل مسجدًا و مدرسةً ووقف عليهما أوقافًا لا يجوز له ذلك(۲) فقط

ایک وقف کی آمدنی سے دوسرے وقف کی مرمت کرنا

سوال: (۹۰) ایک شخص اسماعیل نے مدرسہ جاری کرنے، اور اپنے بھائیوں کی اولاد کی خوراکی، شادی وغمی پر صرف کرنے کے لیے ایک وقف نکالا، اور اس وقف کے خود بھی ایک متولی بنے، اور دوسرے دو تین شخصوں کو بھی متولی بنایا، اور وقف نامے میں مذکورہ شرائط بھی درج کیں، اور ایک مدرسہ قائم کرکے یہ وقف اس مدرسے کے نام پر کردیا، مذکورہ شرائط کے ساتھ اپنی حیات میں اس وقف کا اجراء بھی کردیا، اب اسماعیل کے بھائی نے بھی ایک وقف نکالا، اور اسماعیل کو کل اختیارات کے ساتھ اس وقف کا متولی بنایا،

(۱) الدرالمختار مع الشامي ۶/۴۳۱ كتاب الوقف. مطلبٌ في نقل أنقاض المسجد ونحوه.

(۲) حوالۂ سابقہ

Maktaba Tul Ishaat.com

اب اسماعیل بیمار ہوا تو اس نے اپنے بھائی کا وقف، اپنے واقف بھائی کے ایک لڑکے کے سپرد کر دیا، بوقت سپردگی لڑکے نے اپنے چچا اسماعیل سے کہا کہ آپ ایک اقرار نامہ اس مضمون کا لکھ دیجیے کہ اگر مجھے اپنے والد کے وقف کی مرمت یا از سر نو تعمیر کرانی پڑے تو آپ کے وقف کی آمدنی سے خرچ کیا جائے، اس وقت اسماعیل کے پاس چار پانچ آدمی اور ایک عالم بیٹھے تھے، اسماعیل نے اقرار نامہ لکھ کر دستخط کر دیے؛ یہ اقرار نامہ صحیح ہے یا نہیں؟ اور اسماعیل کے وقف سے اس کے بھائی کے وقف کی مرمت یا تعمیر میں صرف کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۵۶۵/۱۳۴۱ھ)

الجواب: درمختار کتاب الوقف میں ہے: وإن اختلف أحدهما بأن بنى رجلان مسجدين أو رجل مسجدًا ومدرسةً و وقف عليهما أوقافًا لا يجوز له ذلك ـــــ وفيه قبل سطر ـــــ أن يصرف من فاضل الوقف على الوقف الآخر الخ (۱) پس معلوم ہوا کہ اس صورت میں اسماعیل کے وقف کی آمدنی میں سے، دوسرے وقف میں صرف کرنا درست نہیں ہے، اور اقرار نامہ اسماعیل کا اس بارے میں نافذ اور صحیح نہ ہوگا۔ فقط

ایک وقف کی آمدنی دوسرے اوقاف کے حساب و کتاب میں صرف کرنا درست نہیں

سوال: (۹۱) وقف عامہ کے حسابات کی جانچ پڑتال کے لیے، اگر کوئی مناسب رقم آمدنی وقف میں سے خرچ کی جائے تو شرعًا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: جس وقف کے حساب و کتاب میں کچھ رقم صرف ہو، وہ رقم اسی وقف کی آمدنی میں سے لینا جائز ہے، اور یہ درست نہیں ہے کہ ایک وقف کی آمدنی دوسرے اوقاف کے حساب و کتاب میں صرف کی جائے۔ فقط

واقف بھی مصارفِ وقف میں تبدیلی نہیں کرسکتا

سوال: (۹۲) ہندہ نے اپنی جائداد میں سے ایک جزو اس طور پر وقف کیا کہ تا حیات خود اس کی

(۱) الدرالمختار مع الشامی ۶/۴۳۱ کتاب الوقف – مطلبٌ فی نقل أنقاض المسجد ونحوہٖ .

Maktaba Tul Ishaat.com

آمدنی اپنے صرف میں لاوے گی، اور بعد وفات مسجد میں صرف ہوگی، جب کہ مسجد مذکور حاجت مند نہیں ہے تو وہ اپنی موقوفہ کسی اور مصرف خیر میں صرف کرنا چاہے تو جائز ہے یا نہ؟ (۱۳۳۳/۱۳۳۳-۳۴ھ)

الجواب: ہندہ نے جو مصرف بوقت وقف کرنے کے مقرر کردیا، اس کو بدل نہیں سکتی۔ فقط

متولی کے قبضہ سے پہلے واقف کا جہت وقف میں تبدیلی کرنا

سوال: (۹۳) زید کی ایک افتادہ زمین تھی، جس کے متعلق اس کا خیال تھا کہ اس میں مدرسہ و کتب خانہ تعمیر کرائے، مگر دفعۃً اس کا انتقال ہوگیا، بعدہ اس کے وارث نے اس کو مسجد میں وقف کیا، اور وقف نامہ رجسٹری سے تکمیل کردیا، ہنوز وقف نامہ متولی مسجد کے حوالہ نہیں کیا تھا کہ واقف کے خیال میں تبدیلی واقع ہوئی؛ اب وہ اس زمین کو مدرسہ کے لیے وقف کرنا چاہتا ہے؟

(الف) بہ حالت موجودہ واقف کو تبدیلیٔ جہت وقف کا حق حاصل ہے یا نہیں؟

(ب) دوسرے نفاذ تکمیل وقف کی، قبل قبضۂ متولی کے ہوجاتی ہے یا نہیں؟ (۳۱۵/۳۳-۳۴ھ)

الجواب: (الف) واقف کو بعد وقف کرنے کے تبدیل جہت وقف کا حق حاصل نہیں ہے۔

(ب) تکمیل وقف وصحت وقف صحیح مذہب کے موافق، بدون تسلیم الی المتولی وبدون قبضہ متولی کے ہوجاتی ہے۔ درمختار میں ہے: لایجوز الرجوع عن الوقف إذا كان مسجلا الخ قوله إذا كان مسجلا مبني على قول الإمام أن الوقف لايلزم قبل الحكم والتسجيل ومر أن المفتى به قولهما الخ (۱) (شامی كتاب الوقف) وأيضًا في الدر المختار وجعله أبو يوسف كالإعتاق قوله وجعله أبو يوسف الخ فلذ لك لم يشترط القبض والإفراز..... أى فيلزم عنده بمجرد القول الخ (شامي) والأخذ بقول الثانى (أى أبى يوسف) أحوط وأسهل بحر وفى الدرر وصدر الشريعة وبه يفتىٰ الخ وفى الشامى عن الفتح: أن قول أبى يوسف أوجه عند المحققين (۲)

وقف کرنے کے بعد واقف کا شرائط میں کمی بیشی اور تغیر وتبدل کرنا

سوال: (۹۴) ایک شخص نے جائداد وقف کرکے اس کے شرائط اور مصارف بیان کردیے، اور

(۱) الدر المختار والشامي ۶/۵۳۶ كتاب الوقف ـ مطلبٌ: القيم والمتولى والناظر بمعنى واحدٍ.

(۲) الشامي ۶/۴۱۹-۴۲۱ كتاب الوقف ـ مطلبٌ شروط الوقف على قولهما .

Maktaba Tul Ishaat.com

مسودۂ وقف رجسٹری کرادیا، اب وہ چاہتا ہے کہ اس کے شرائط ومصارف میں اپنی حیات میں قانونًا وشرعًا جائز کمی بیشی وتبدل وتغیر کا میری حیات تک مجھے اختیار رہے، کیا یہ صحیح ہے؟ اور کمی بیشی کا اس کو اختیار ہے یا نہیں؟ (۱۲۹/۱۳۳۵ھ)

الجواب: قال فی ردالمحتار: عن الإسعاف ولا یجوزله أن یفعل إلا ماشرط وقت العقد الخ ثم قال بعد السطر وفی فتاوی الشیخ قاسم وماکان من شرط معتبر فی الوقف فلیس للواقف تغییره ولا تخصیصه بعد تقرره ولا سیما بعد الحکم فقد ثبت أن الرجوع عن الشروط لایصح إلا التولیة ما لم یشرط ذٰلك لنفسه فله تغییر المشروط مرة واحدة الخ (۱) عبارت مذکورہ سے واضح ہے کہ واقف نے جو شروط وقت وقف مقرر کیں ان میں تغیر وتبدل کمی وبیشی کرنا بعد میں درست نہیں ہے، اور واقف اس بات کا مجاز نہیں ہے کہ وقف کرنے کے وقت مقرر کی ہوئیں شرائط کے علاوہ بعد میں دیگر شروط کا اضافہ کرے، کہ اس کو بعد وقف کر دینے اور شروط مقرر کر دینے کے، کچھ اختیار تغیر وتبدل کا نہیں رہتا، اور جیسا کہ اصل موقوف اس کی ملک سے خارج ہو چکا، شرائط میں بھی اس کا اختیار باقی نہیں رہا: لخروج الوقف عن ملکه بالتسجیل (۱) (شامی)

واقف اگر محتاج ہو جائے تو وقف کی آمدنی سے اس کی اعانت درست ہے

سوال: (۹۵) ایک شخص نے ایک مکان بایں شرط وقف کیا کہ متولیان وقف مذکورہ؛ وقف شدہ مکان کی آمدنی میں سے واقف مکان مذکور کی اولاد اگر غریب ہوں تو ان کی اعانت کریں، بعد ازاں طلبہ کی امداد کی جائے، بعد ازاں رمضان شریف میں غرباء کی افطاری کرائی جائے، اگر واقف مکان مذکور خود محتاج ہو جاوے تو وقف مذکور سے اس کی اعانت کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ (۱۹۹۴/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: واقف اگر خود محتاج ہو جاوے تو اس کی اعانت آمدنی وقف سے درست ہے، اور قرض جو واقف کے ذمہ بعد وقف کے ہوا؛ واقف کے مرنے کے بعد وہ قرض آمدنی مکان موقوف سے ادا نہیں کیا جاسکتا۔ درمختار میں خانیہ سے منقول ہے: أوصی لرجل بمال وللفقراء بمال والموصی له محتاج هل یعطی من نصیب الفقراء اختلفوا والأصح نعم وفی الشامی وأفتی الحانوتی

(۱) الشامی ۶/۵۳۷ کتاب الوقف – مطلبٌ لا یجوز الرجوع عن الشروط .

Maktaba Tul Ishaat.com

فی الوقف بمثله الخ (۱) الغرض اس وجہ سے کہ واقف محتاج ہوگیا ہے؛ غرباء اور فقراء میں داخل ہوکر مصرف آمدنی وقف مذکور ہوسکتا ہے ـــــ اور اس کے مرنے کے بعد اس کا دین ادا کرنے میں تملیک فقیر نہیں ہے، لہٰذا وہ درست نہیں ہے۔

واقف کا وقف کی آمدنی کو ذاتی مصارف میں خرچ کرنا

سوال: (۹۶) زید نے اپنی جائداد غیر منقولہ واسطے مصارف مسجد وقف کردی؛ تو کیا زید اس وقف شدہ جائداد کی آمدنی کو اپنے خانگی وذاتی مصارف میں لاسکتا ہے یا نہ؟ (۱۳۴۱/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: نہیں لاسکتا کما فی الدر المختار: فإذا تم ولزم لا يُمْلَكُ وَلا يُمَلَّكُ الخ قوله: لايملك أى لايكون مملوكًا لصاحبه ولايملك أى لايقبل التمليك لغيرهٖ الخ (۲)

واقف کے سویم وغیرہ میں متولی کا اموال وقف میں سے خرچ کرنا

سوال: (۹۷) ایک مسماۃ نے اپنے مرض الموت میں اپنے تمام مال منقولہ وغیر منقولہ کو دو مساجد کے لیے وقف کردیا، اور وقف نامہ میں یہ بھی تحریر کردیا کہ تاحیات میں متولی رہوں گی، اس کے بعد متولی فلاں شخص ہوگا، لیکن از وقت تحریر وقف نامہ تا وفات، مسماۃ کی تیمارداری کا صرفہ مال موقوفہ میں سے برادشت کیا گیا، مسماۃ کی وفات کے بعد تجہیز وتکفین کا صرفہ ایصال ثواب کے واسطے متولی نے اپنی ناواقفی سے مال موقوفہ میں سے کیا؛ شرعًا یہ امر جائز ہے یا نہیں؟ بہ صورت عدم جواز متولی پر ضمان ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۲/۱۲۴۸ھ)

الجواب: اگر مسماۃ مذکورہ نے اپنی حیات تک اپنا خرچ بھی وقف کی آمدنی میں سے مقرر کیا ہے، تب تو بہ قدر خرچ مسماۃ کے مستثنیٰ ہوکر باقی آمدنی مسجد میں صرف ہوگی، اور اگر مسماۃ نے اپنا خرچ اس میں سے نہیں رکھا، اور کچھ حصہ اپنا مقرر نہیں کیا، تو پھر کل آمدنی وقف کی، مسجد کے لیے ہے، اور متولی نے جو کچھ مسماۃ متوفیہ کے بعد اس کے سویم وغیرہ میں صرف کیا اس کا وہ ضامن ہے۔ فقط

---

(۱) الدر المختار والشامی ۶/۵۰۷ كتاب الوقف – مطلبٌ : وقف النصف على ابنه زيد إلخ .

(۲) الدر مع الرد ۶/۴۲۱ كتاب الوقف– بعد مطلبٌ مهم: فرق أبويوسف بين قولهٖ موقوفة إلخ .

Maktaba Tul Ishaat.com

موقوفہ دکان کی آمدنی سے اولادِ واقف کی امداد کرنا

سوال: (۹۸) مولابخش نے ایک دکان وقف کرکے اس کے مصارف کی اس طرح تشریح کی کہ چوبیس روپے سالانہ؛ واسطے خرچ سبیل مکہ معظّمہ، اور بارہ روپے سالانہ واسطے خرچ قربانی اور حج کے، مکہ معظّمہ میں بھیج دیا کریں، اور بارہ روپے سالانہ نجیب النساء ہمشیرۂ خود کو تاحیات مسماۃ مذکورہ، اور چوبیس روپے سالانہ مسماۃ محمدی خواہر زادی خود کو دیے جائیں، بعد فوتگی نجیب النساء مبلغان مذکور؛ اخراجات مسجد واقع محلّہ ''ٹھٹھیرہ'' میں صرف ہوں؛ اور بعد فوتگی مسماۃ محمدی؛ زرسالانہ اس کا مدرسہ مکہ معظّمہ میں صرف ہوا کرے، اگر کسی وقت آمد دکان مذکور میں کمی ہو تو زرسالانہ مسماتان میں کمی نہ کی جائے، دیگر اخراجات میں حصہ رسد کمی کردی جائے اور بہ حالت از دیادِ آمد سوائے زرسالانہ مسماتان، دیگر اخراجات مکہ معظّمہ وقربانی میں صرف کیا جائے؛ دریافت طلب یہ امر ہے کہ اولاد واقف بوجہ اپنے افلاس یہ چاہتی ہے کہ موقوفہ مذکورہ سے ان کی امداد کی جائے؛ کیا ان تصریحات کے ہوتے ہوئے متولی آمدنی موقوفہ کا کچھ حصہ ان پر صرف کرسکتا ہے؟ (۳۵۷۰/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: شرائط مصرحہ واقف کے خلاف آمدنی دکان موقوفہ کی کسی دوسرے مصرف میں صرف کرنا، یا اولاد واقف کی امداد کرنا، اور ان کو دینا، جائز نہیں ہے۔ درمختار میں ہے: شرائط الواقف معتبرۃ إذا لم تخالف الشرع الخ (الشامی ۶/۴۱۲ کتاب الوقف) شرط الواقف کنص الشارع (الشامی ۶/۵۰۸ کتاب الوقف)

موقوفہ جائداد کی آمدنی کو امور خیر میں صرف کرنے کی وصیت کرنا

سوال: (۹۹) کوئی واقف اپنی شئے موقوفہ کا محاصل مندرجہ ذیل مصارف میں سے کسی نوع میں صرف کرنے کی وصیت تحریر کردے تاکہ صدقہ جاریہ رہے، اور واقف موصی کو ثواب دائمی پہنچتا رہے، اگر کسی خاص نوع کو ترجیح ہو تو مصارف میں کمی بیشی کی جائے؟

(الف) مصارف مسجد؛ فرش وروشنی مع دیگر ضروریات۔

(ب) اطعام مسافرین واردین مسجد محلّہ واقف؛ جس کا اتفاق شاذ ہوتا ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(ج) محض تعلیم قرآن شریف؛ جس کا انتظام بطور مکاتب ویسے قصبے میں پہلے سے ہے، مگر بمقابلہ زمانہ گزشتہ کم ہے اور مستقل بھی نہیں۔

(د) تعلیم علوم عربیہ جس کا مطلق انتظام قصبہ ہذا میں نہیں۔(۴۲۱/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: یہ جملہ امور مذکورہ فی السوال امور خیر ہیں، ان میں سے کل یا بعض کے لیے آمدنی جائداد موقوفہ کو متعین کرنا کار ثواب اور صدقہ جاریہ ہے کہ واقف کو ہمیشہ ثواب پہنچتا رہے گا، لیکن اس میں شک نہیں کہ بالخصوص اس زمانے میں تعلیم علوم دینیہ عربیہ زیادہ ضروری واہم ہے، اور ثواب اس کا بہت زیادہ ہے، اور سلسلہ اس کے ثواب کا دائمی وقوی تر ہے۔ فقط

وقف کی زائد آمدنی سے مظلوم کی مدد کرنا

سوال: (۱۰۰) ترکوں کی بیوہ اور مظلوم بچوں کی امداد وقف کی زائد رقوم سے کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جو سخت مصیبت اور تکالیف میں ہیں؟ (۱۵۹۷/۱۳۳۹ھ)

الجواب: بے شک اوقاف کی زائد رقوم سے امداد ان مظلومین کی جائز وموجب اجر ہے۔ فقط

مساجد واوقاف کی ضرورت سے زیادہ آمدنی سے مجاہدین اور مظلومین کی مدد کرنا

سوال: (۱۰۱) ماقولکم ـــــ دام فضلکم ـــــ فی إعطاء منافع الأراضی والأموال الموقوفة علی ضرائح الأولیاء والمساجد والمدارس والرباطات وغیرها نقدًا ومحصولات معینة کانت مصارفها أولا عونًا لغزاة أنغورا و جیوش ا لمصطفی کمال لیتوسلوا بها فی حروبهم، وصونًا لمظلومی سمرنا وکذلك دفع الزکاة والصدقات الواجبة إلیهم هل یجوز أم لا؟ (۴۷/۱۳۴۱ھ)

الجواب: فقہاء نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ اگر مساجد وغیرہ کے موقوفات کی آمدنی جمع ہو، اور ضروریات مساجد اور مصارف اوقاف سے زیادہ ہو؛ تو اس کو اعانت غزاۃ اور مظلومین میں صرف کرنا، اور مجاہدین اور محاربین اعداء اللہ کی امداد میں صرف کرنا، خواہ بطریق قرض یا بلا قرض درست ہے۔ فقط

Maktaba Tul Ishaat.com

مستحق تک رقم پہنچانے کے لیے منی آرڈر کرنا اوراس کی فیس وقف کی آمدنی میں سے ادا کرنا

سوال: (۱۰۲) ایک شخص نے کچھ اراضی وقف کی، جس کی آمدنی کے مصارف حسب شرائط وقف نامہ ''شروانی قوم'' کے ارامل اور یتامیٰ ہیں، بعد ازاں طلباء؛ اس طرح کہ اول آمدنی شروانیوں کی بیوہ عورتوں اور یتیموں پر صرف کی جائے، پھر اگر بچے تو طلبہ پر صرف کی جائے؛ آیا اس شرط کی رو سے تمام بیوہ اور یتیموں پر صرف کرنا آمدنی کا واجب ہے؟ یا بعض پر تقسیم کرنے سے واقف کی شرط پر عمل ہوجائے گا؟ اگر بوجہ بعد مسافت روپیہ بذریعہ منی آرڈر بھیجا جائے تو فیس منی آرڈر وقف کی آمدنی سے دے سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۳۴۰/۲۳۳۱ھ)

الجواب: کتب فقہ میں یہ تصریح ہے کہ شرط الواقف کنص الشارع (۱) (شامی و درمختار) لہٰذا موافق شرط واقف کے آمدنیٔ وقف مذکور سے اول ارامل و یتامیٰ قوم شروانی پر صرف کی جاوے، پھر اگر کچھ باقی رہے تو طلبہ کو دی جاوے، اور قوم شروانی کے یتامیٰ وارامل میں محتاج اور غیر محتاج دونوں پر آمدنی وقف مذکور صرف کی جاوے، اور استیعاب تمام یتامیٰ اور بیوگان قوم مذکور کا شرط نہیں ہے، اور بوجہ بعد مسافت بہ ذریعہ منی آرڈر بھی روانہ کر سکتے ہیں، اور فیس منی آرڈر کی بھی اس میں سے دے سکتے ہیں۔ فقط

وقف کی آمدنی کا جو حصہ غرباء کی ادویہ کے لیے خاص کیا گیا ہے اس کو غیر ادویہ میں صرف کرنا درست نہیں

سوال: (۱۰۳) ہندہ نے اپنی جائداد وقف کی، اور کچھ حصہ وقف کا غرباء کو ادویہ کی تقسیم کے لیے معین فرمادیا، اور متولی اپنے زوج کو کیا؛ ہندہ انتقال کرگئی، زوج حیات ہے، چھ ماہ ہوئے کہ زوج نے زید کو چالیس روپے اپنی ملک سے قرض دیے تھے، اب زید کا انتقال ہوگیا، ورثہ زید کے نادار ہیں، اور اس قرضہ کی ادائیگی کا وعدہ کرتے ہیں، ایک روز زوج مذکور نے زید سے کہا کہ میرے پاس وقف ادویہ

(۱) الدرمع الرد ۶/۵۰۸ کتاب الوقف – مطلبٌ فی قولهم شرط الواقف کنص الشارع .

Maktaba Tul Ishaat.com

سے ایک رقم کثیر صرف سے باقی رہ گئی ہے، اگر جائز ہوتو میں اس رقم قرضہ کو اس وقف ادویہ میں محسوب کردوں، تو ورثاء زید اس بار سے سبکدوش ہوجائیں گے —— تو جناب سے عرض یہ ہے کہ یہ جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ واقف کا وقف محض ادویہ کے لیے ہے؟ (۵۳۶/۱۳۳۷ھ)

الجواب: جو حصہ آمدنی کا واقف نے غرباء کی ادویہ کے لیے معین اور خاص کیا، اس کو غیر ادویہ فقراء میں صرف کرنا درست نہیں ہے، جیسا کہ قاعدہ کلیہ شرط الواقف کنص الشارع (الشامی ۵۰۸/۶ کتاب الوقف) اور شرائط الواقف معتبرة إذا لم تخالف الشرع (الشامی ۴۱۲/۶ کتاب الوقف) سے ظاہر ہے؛ پس متولی مذکور کو درست نہیں ہے کہ ورثاء زید کو اداء قرض کے لیے اس رقم ادویہ میں سے کچھ دیوے یا محسوب کرے۔ فقط

جو جائداد مسکینوں کی دواؤں کے لیے وقف کی گئی ہے اس کے مصارف

سوال: (۱۰۴)..... (الف) جس جائداد کو ادویات مساکین کے صرف کے لیے واقف نے وقف کیا ہے، اور زید اس کا متولی ہے؛ اور زید نے عمر کے کہنے سے دس روپے عمر کو دیے کہ یہ روپیہ بکر کو دے دینا تاکہ وہ اپنے علاج میں صرف کرے؛ عمر نے وہ روپیہ لے کر اپنے مصارف خانگی میں صرف کرلیا، اور بکر کو نہ دیا؛ بعدہٗ عمر نے زید سے کہا کہ وہ روپیہ تو میرے صرف میں آگیا، اور اب میرے پاس روپیہ نہیں جو میں آپ کو واپس دوں؛ آیا بعد از اطلاع زید و خاموشی زید عمر کو توبہ کرنا مؤاخذہ آخرت سے بچنے کے لیے کافی ہے یا معاف کرانا ضروری ہے جب کہ عمر بھی مسکین ہے؟

(ب) ایسے روپیۂ ادویات سے امراض رحمی میں جو دایہ استعمال کرتی ہے اس دایہ کے بلانے کی اجرت بھی دینا مسکین مریض کو جائز ہے یا نہیں؟

(ج) زچہ غرباء کو ادویۂ تقویت اس روپیہ سے کھلانا جائز ہے یا نہیں؟ (۸۳۷/۱۳۳۷ھ)

الجواب: (الف) جب کہ زید نے دس روپے آمدنی وقف کی اس مد سے دیے ہیں جو ادویہ مساکین کے لیے معین ہے تو عمر نے چونکہ اس روپے کو غیر مصرف معینۂ واقف میں صرف کیا ہے؛ یعنی اپنے گھر کے مصارف میں صرف کرلیا؛ حالانکہ وہ اس میں امانت دار تھا پہنچانے کا؛ تو اس روپے کا ضمان اس کے ذمے لازم ہے، جس وقت ہو ادا کرے، اور ادا کرنے کی نیت رکھے، اور توبہ و استغفار کرے،

Maktaba Tul Ishaat.com

زید سے معافی چاہنے سے ضمان اس روپے کا ساقط نہ ہوگا؛ البتہ اگر وہ روپیہ زید کی ملک تھا تو زید سے معاف کرانا کافی ہے۔

(ب) دایہ کے بلانے کی اجرت وفیس بھی ادویہ میں داخل ہے لہٰذا درست ہے۔

(ج) بعد زچگی ادویۂ تقویت کھلانا بھی اس مد کے روپیہ سے درست ہے۔ فقط

واقف کا جائداد کو اپنے نام پر روک کر اس کی آمدنی مسجد و مدرسہ اور فقراء کے لیے مقرر کرنا

سوال: (۱۰۵) ایک شخص لاولد نے اپنی صحت وتندرستی میں اپنی کل جائداد کو ہمیشہ کے لیے اپنے نام پر روک کر، اس کی آمدنی کو مسجد، مدرسہ اسلامیہ اور فقراء کے لیے مقرر کر دیا، اور متولی مقرر کر دیا؛ یہ وقف صحیح ہوا یا نہیں؟ اس کے بعد اس میں بیع وہبہ وغیرہ کا متولی کو یا واقف کو اختیار ہے یا نہیں؟ (۳۲۲/۱۳۳۹ھ)

الجواب: وہ وقف صحیح وتام ہوگیا، تصرف بیع وہبہ وغیرہ اب اس میں صحیح نہیں ہے۔ کما فی الدر المختار: اَلْوَقْفُ لا یُمْلَكُ وَلا یُمَلَّك (الدرمع الرد ۴۲۱/۶ کتاب الوقف) اور جو شرائط واقف نے مقرر کیں، ان پر عمل درآمد برابر کیا جاوے گا۔ کما فی الدر المختار: شرط الواقف کنص الشارع الخ (الشامی ۵۰۸/۶ کتاب الوقف) فقط

واقف کی شرط کے مطابق موقوفہ جائداد فروخت کر کے اس کی قیمت تعمیر مسجد میں لگانا درست ہے

سوال: (۱۰۶) ہندہ نے حصۂ مکان اس شرط کے ساتھ مسجد میں وقف کیا کہ متولی کو یہ اختیار ہوگا کہ حصۂ موقوفہ کو فروخت کر کے تعمیر مسجد میں صرف کر دے، حصہ موقوفہ نہایت قلیل، قابل منفعت نہیں ہے؛ آیا حسب شرائط واقفہ متولی اس کو فروخت کر کے زرثمن مسجد مذکور میں صرف کر دے تو جائز ہے یا نہیں؟ (۳۰۸۱/۱۳۴۲ھ)

الجواب: اس حصۂ موقوفہ کو حسب شرط واقفہ بیع کر کے اس کی قیمت تعمیر ومرمت مسجد میں صرف کرنا درست ہے، لأن شرط الواقف کنص الشارع (الشامی ۵۰۸/۶ کتاب الوقف) فقط

Maktaba Tul Ishaat.com

وقف شدہ شکستہ قرآن مجید کسی شخص کو پڑھنے کے لیے دے سکتے ہیں، مالک بنانا جائز نہیں

سوال: (۱۰۷) ہمارے مدرسہ میں ایک قرآن شریف قلمی جلد شکستہ موجود ہے، اس میں کوئی شخص شوق سے نہیں پڑھتا؛ اگر وہ قرآن شریف زید کو بطور ملکیت دے دیا جاوے تو جائز ہے یا نہیں؟ وہ اس قرآن کو درست کر کے پڑھنے کا وعدہ کرتا ہے؟ (۱۳۴۱/۱۱۸۸ھ)

الجواب: زید کو اس قرآن شریف کا مالک نہیں بنا سکتے، پڑھنے اور درست کرنے کے لیے دے سکتے ہیں؛ کیوں کہ مسئلہ مشہور ہے اور کتب فقہ میں مذکور ہے: الوقف لا یُـمْلَكُ وَلا یُمَلَّكُ (۱) (درمختار وغیرہ) فقط

جو موقوفہ زمین واقف کی غرض پر پوری نہ اترے اس کو کیا کیا جائے؟

سوال: (۱۰۸) ایک شخص نے ایک احاطہ اس شرط پر وقف کیا کہ اس کی آمدنی سے جو رقم احاطۂ ہذا کی مرمت سے فاضل ہو، وہ فلاں مسجد پر صرف کی جائے، نیز یہ کہ میں متولیان کو احاطے کی بیع کی اجازت نہیں دیتا، چوں کہ بعد الوقف بالفعل آمدنی کی کوئی صورت نہ تھی، لہٰذا متولیان ومصلیان مسجد نے باہمی چندہ سے اس میں درخت نصب کرائے، اور جو حصہ دیوار کا منہدم تھا اس کی تعمیر کرائی، لیکن پھر تقریباً نصف حصہ دیوار منہدم ہو گیا، اور درخت بھی بوجہ عدم حفاظت خراب ہو گئے، اور باوجود یکہ وقف کو چند سال گزر چکے اب تک آمدنی اتنی نہیں ہوئی کہ احاطے ہی کی مرمت کی جا سکے، اور اب متولیان ومصلیان چندہ دینے کے لیے تیار نہیں ہیں، اور قلیل کرائے پر وہ احاطہ کوئی نہیں لیتا۔ لہٰذا احاطۂ مذکورہ بیکار ہے، اور مقصود واقف بالکلیہ فوت ہو گیا، پس وقف فسخ ہو گیا یا باقی ہے؟ بر تقدیر ثانی متولیان کو کیا کرنا چاہیے؟ اور بر تقدیر اول متولیان اس کو فروخت کر کے قیمت کو مسجد پر صرف کر سکتے ہیں یا نہیں؟ یا ورثاء مالک ہو گئے؟ (۱۳۴۲/۸۲ھ)

الجواب: جب کہ وہ احاطہ بے کار ہے، اور کچھ آمدنی اس سے حاصل نہیں ہوتی، اور مقصود اور

(۱) الدر المختار مع الرد ۶/۴۲۱ کتاب الوقف .

Maktaba Tul Ishaat.com

غرض واقف اس سے حاصل نہیں ہے؛ تو اس کو بہ حکم قاضی فروخت کر کے اس کی جگہ دوسرا مکان یا زمین خرید کر وقف کر دی جائے۔ قال فی الشامی: إعلم أن الاستبدال علی ثلاثة وجوه: الأول: أن یشرطه الواقف لنفسه أولغیره أولنفسه وغیرهٖ فالا ستبدال فیه جائز علی الصحیح وقیل اتفاقًا؛ والثانی: أن لایشرطه سواء شرط عدمه أوسکت لکن صار بحیث لاینتفع به بالکلیة بأن لایحصل منه شیئ أصلا أولایفی بمؤنته فهوأیضًا جائزعلی الأصح إذا کان بإذن القاضی و رأیه المصلحة فیه (۱) وفی الدرالمختار: وجاز شرط الاستبدال به أرضًا أخری حینئذٍ أوشرط بیعه ویشتری بثمنه أرضًا اُخریٰ إذا شاء الخ (۲) فقط

شاہی اوقاف کی آمدنی کا مصرف

سوال: (۱۰۹) ایک وقف شاہی کی آمدنی اس کے مصارف معمول سے زیادہ ہے، وقف نامہ کوئی موجود نہیں ہے جس سے وقف کی اغراض پورے طور پر معلوم ہوں، متولیان جو منتظم وقف ہیں، ان کا تعامل مصرف کی بابت یہ ہے کہ مسجد موقوفہ کی تعمیر، انتظام آبادی مسجد، آسائش مصلیان، اور نیز تعلیم دینیات میں صرف کرتے ہیں؛ ایسے وقف کا روپیہ تبلیغ اسلام میں صرف کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ (۱۳۰۶/۱۳۴۵ھ)

الجواب: اس صورت میں حکم یہ ہے کہ جس طرح اور جن مصارف میں متولیان اب تک صرف کرتے رہے، اسی طرح ان ہی مصارف میں آمدنی، وقف مذکور کی صرف کی جاوے، کسی جدید مصرف میں اس کا صرف کرنا جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ درمختار میں ہے: یسلك بمنقطع الثبوت المجهولة شرائطه ومصارفه ماکان علیه فی دواوین القضاة الخ (۳) وفی ردالمحتار: عن الذخیرة سئل شیخ الإسلام عن وقف مشهور اشتبهت مصارفه و قدرُ ما یصرَف إلی مستحقیه قال ینظر إلی المعهود من حاله فیما سبق من الزمان من أن قُوَّامَه کیف یعملون فیه وإلی من یصرفونه فیُبنیٰ علی ذٰلك الخ (۳) (شامی: ۳/۴۰۴) فقط

(۱) الدرالمختار والشامی ۶/۴۵۷ کتاب الوقف – مطلبٌ فی استبدال الوقف وشروطهٖ.

(۲) الدرالمختار والشامی ۶/۴۵۸ کتاب الوقف – مطلبٌ فی استبدال الوقف وشروطهٖ.

(۳) الدرالمختار والشامی ۶/۴۸۶ کتاب الوقف – مطلب فی حکم الوقف القدیم المجهولة شرائطه ومصارفه.

Maktaba Tul Ishaat.com

شاہی اوقاف میں شرائط وقف کا لحاظ ضروری نہیں

سوال: (۱۱۰) شاہی ارصادیا اوقاف جن کی منجانب واقف کوئی شرائط مصارف نہیں، اس کی آمدنی کا انتظام ایک کمیٹی، جس کے چار ممبر ہیں؛ کثرت رائے پر کرتے ہیں، اور تقرر مدرسین، امام، مفتی اور واعظ باختیار خود فرماتے ہیں ایک شخص عالم واعظ؛ واسطے ہدایتِ مسلمین محبوسان جیل سرکاری مقرر کرنا چاہتے ہیں؛ پس شرعًا یہ مصرف تنخواہ وغیرہ جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ دیگر مصارف قرض وغیرہ دینے کا بھی ان کو اختیار حاصل ہے اور ایسی آمدنی سے پرورش طلباء اور علماء اور پنشن وغیرہ کا بھی شرعاً اختیار ہے یا نہیں؟ (۱۶۵۰/۱۳۳۵ھ)

الجواب: جب کہ مصارف وقف مفوض رائے حاکم اور ممبران پر ہوں تو جو کچھ وہ مصلحت سمجھیں تقرر واعظ وغیرہ کر سکتے ہیں، اور فقہاء نے یہ بھی تصریح فرمائی ہے کہ اوقاف امراء اور ملوک میں شرائط وقف کا لحاظ ضروری نہیں ہے۔ ردالمحتار میں ہے: **وهذا: أى عدم التقرير بغير شرط إذا لم يقل وقفت على مصالحه، فلو قال يفعل القاضى كل ماهو من مصالحه وهذا أيضًا فى غير أوقاف الملوك والأمراء ، أما هى فهى أوقاف صورية لاتراعى شروطها الخ**(۱)(شامي۳/ ۴۱۷) فقط

(۱) ردالمحتار ۶/ ۵۱۰ كتاب الوقف – مطلبٌ : ليس للقاضى أن يُقرِّر وظيفة فى الوقف إلَّا النظرَ

Maktaba Tul Ishaat.com

اوقاف کی خرید وفروخت، استبدال اور ابطال کا بیان

موقوفہ زمین کو فروخت کرنا کب جائز ہے؟

سوال: (۱۱۱) ہندہ نے اپنی والدہ مرحومہ کے ایصال ثواب کے لیے، ایک قطعہ ایک سو تیس روپے میں خرید کر، جامع مسجد میں بلا تخصیص کسی مد کے وقف کیا، جو متولیان کے قبضہ وتصرف میں ہے، اس کی سالانہ آمدنی ۳۰/ یا ۳۵/ روپے آرہی ہے، اور مسجد کے اخراجات میں صرف ہوتی ہے؛ قطعہ مذکور اگر اب فروخت کیا جاوے تو نو سو ساڑھے نو سو روپے ملتے ہیں؛ کیوں کہ عیدگاہ بنانے کے لیے ضرورت ہے، اور قیمت مذکورہ لے کر جس کام میں بھی لگائی جاوے اس سے دو چند آمدنی ہوسکتی ہے اور مسجد کا بہت نفع ہے؛ تو قطعہ زمین موقوفہ کو برائے تعمیر عیدگاہ باجازت واقفہ بہ نظر نفع مسجد فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۴۱۱/۱۳۴۵ھ)

الجواب: زمین موقوفہ کو فروخت کرنے، اور اس کی قیمت سے دوسری زمین وغیرہ خرید کر وقف کرنے کے جواز کے لیے فقہاء نے یہ شرط لکھی ہے کہ وقف کرنے والا وقف کرنے کے وقت یہ شرط کرے یا لکھ دے کہ جس وقت واقف یا کوئی متولی چاہے اس کو دوسری زمین سے بدل سکتا ہے، یا اس کو فروخت کرکے دوسری زمین اس کی قیمت سے خرید کر وقف کرسکتا ہے؛ بدون اس شرط کے استبدال اس کا جائز نہیں ہے مگر جب کہ وہ وقف بالکل انتفاع سے خارج ہوجاوے، اور اس سے بالکل نفع حاصل نہ ہوتا ہو، اور استبدال کرنے والا اور اس کو فروخت کرکے دوسری زمین خرید کر وقف کرنے والا ''قاضی جنت'' یعنی قاضی عالم؛ عادل وامین ہو۔ درمختار میں ہے: وجاز شرط الاستبدال به أرضًا أخرٰی حینئذٍ أو شرط بیعه و یشتری بثمنه أرضًا أخرٰی إذا شاء الخ وأما الاستبدال ..... بدون الشرط فلا یملکه إلا القاضی درر و شرط فی البحر خروجه عن الانتفاع بالکلیة وکون البدل عقارًا والمستبدل قاضی الجنة المفسربذی العلم والعمل و فی النهر أن المستبدل

Maktaba Tul Ishaat.com

قاضی الجنة فالنفس به مطمئنة فلا یخشی ضیاعه و لو بالدراهم والدنانیر الخ (۱)فقط

موقوفہ جائداد کو بیچنا اور تبدیل کرنا

سوال: (۱۱۲) زید کے والد نے ایک دکان خرید کر نصف دکان کا مالک زید کو کر دیا، اور نصف کرایہ دکان کا اللہ واسطے مقرر کر دیا، اسی طرح پر ایک عرصہ سے اس کا عمل درآمد ہو رہا ہے؛ عرصہ چار سال کا ہوا کہ زید کے بھائی سے ایک ہندو نے کہا کہ اس دکان کا تبادلہ کرلو؛ یعنی اس دکان کے برابر کی دکان لے لو، اور یہ دکان دے دو، اور بعوض تبادلہ کے میں تم کو دو ہزار روپے دوں گا، تب زید کے بھائی نے زید سے کہا کہ میں تم کو پانچ سو روپے دوں گا، اور ڈیڑھ ہزار میں لوں گا، زید نے کہا کہ پانچ سو روپے کم دینے کی کیا وجہ ہے؟ کیونکہ ایک ہی دکان ہے کہ جس کا کرایہ آج تک نصف نصف ہوتا رہا، اور جو کچھ خرچ ہوتا تھا، وہ نصف میں دیتا تھا، زید کے بھائی نے جواب دیا کہ میری معرفت گفتگو ہوئی میں اس ڈیڑھ ہزار کی جائداد خرید کر اس کا کرایہ بھی اللہ واسطے دوں گا، اور والد ہی کے نام سے خریدوں گا۔

زید نے کہا کہ جس وقت اس تبادلہ کی بابت میں نے کہا تھا اسی وقت میں نے نیت کر لی تھی کہ میں اس میں سے پانچ سو روپے کی جائداد لے کر اس کا کرایہ اللہ واسطے دوں گا، زید یہ بھی کہتا ہے کہ چونکہ میں نے شروع ہی سے نیت کر لی ہے؛ میں یہ چاہتا ہوں کہ ان پانچ سو روپے کی جن کو تم کہہ رہے ہو ایک جائداد اس کے ساتھ میں یا علیحدہ خرید کر اس کا کرایہ اللہ واسطے میں اپنے ہاتھ سے دوں، یا جیسے دیا جا رہا ہے اسی طرز پر عمل درآمد کیا جائے، زید کے بھائی نے جواب دیا کہ اس جھگڑے کو میں نہیں جانتا تھا، وہ اس میں کچھ رکھنا نہیں چاہتا میں اپنے والد کے نام سے جیسے کہ یہ نصف دکان ہے اسی طرز پر اس کا کرایہ بھی میں دوں گا۔

الحاصل کچھ عرصہ کے بعد دکان کا تبادلہ بعوض اڑھائی ہزار روپے کے ہو گیا اور ساڑھے بارہ سو روپے اس میں سے زید نے لے لیے، اور ساڑھے بارہ سو اس کے بھائی نے، اس کے بعد زید نے اپنے بھائی کو پانچ سو روپے دیے کہ ساڑھے بارہ سو کی جو جائداد خریدو گے، اس کے شامل یا علیحدہ ان پانچ سو کی بھی خرید لینا، اب روپے دیے ہوئے تقریبًا دو سال کا عرصہ ہو گیا ہے نہ زید کے بھائی نے جائداد

(۱)الدرالمختار مع الشامی ۶/ ۴۵۷-۴۵۹ کتاب الوقف – مطلبٌ فی استبدال الوقف وشروطه .

Maktaba Tul Ishaat.com

خریدی نہ روپیہ زید کو واپس دیا، اب زید یہ چاہتا ہے کہ اپنے بھائی سے وہ پانچ سو روپے واپس لے کر اپنے طور پر جائداد خریدے اور اللہ واسطے دینے کا انتظام کرے؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور اس روپے کی زکوٰۃ زید کے ذمہ لازم ہے یا نہیں؟ (۱/۷/۱۳۳۷ھ)

الجواب: علامہ شامی نے فتح القدیر سے نقل کیا ہے کہ کبھی وقف ضرورتاً بدون تصریح وقف کے بھی ثابت ہوجاتا ہے، جیسا کہ یہ کہے کہ اس گھر کی آمدنی مساکین کو دی جائے، یا فلاں شخص کو اور اس کے بعد مساکین کو دی جائے؛ تو اس صورت میں وہ مکان وقف ہوجائے گا وعبارته هكذا: يثبت الوقف بالضرورة وصورته أن يوصي بغلة هذه الدار للمساكين أبدًا أو لفلان وبعده للمساكين أبدًا فإن ا لدار تصيروقفًا با لضرورة ـــــ إلى أن قال ـــــ وقد سئلت عن نظيرهذه المسئلة في رجل أوصى بأن يؤخذ من غلة داره كل سنةٍ كذا دراهم يشترى بها زيت لمسجد كذا ثم با ع الورثة الدار وشرطوا على المشترى دفع ذلك المبلغ في كل سنة للمسجد فافتيت بعدم صحة البيع وبأنها صارت وقفًا حيث كانت تخرج من الثلث الخ(۱)(شامی:ص:۳۵۹ كتاب الوقف)

اس روایت سے اور وقف مشاع کی صحت کی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ نصف اس دکان کا بہ شرطیکہ زائد از ثلث ترکہ نہ ہو وقف ہوگیا، اس کی بیع اور استبدال ناجائز تھا، اس بیع کو کالعدم سمجھ کر نصف اس دکان کا وقف سمجھنا چاہیے، اور زید اپنی نصف آمدنی کا مالک ہے، یہ جو کچھ معاملہ زید کے بھائی نے کیا ناجائز ہوا، اور بہرحال اگر زید کا بھائی روپیہ واپس نہ کرے، اور واپسی بیع کی کوئی صورت نہ ہو تو زید اپنے حصے کے روپے سے ایک دکان یا مکان خرید کر وقف کردے، اور آمدنی اس کی خواہ کل مساکین کو دینا مقرر کردے یا نصف فقراء کے لیے، اور نصف اپنے لیے مقرر کرے، اور جب تک زید اس روپے سے کوئی جائداد خریدے اس وقت تک زکوٰۃ اس کے ذمہ ہے۔ فقط

وقف کردہ جائداد کو بیچنا اور ہبہ کرنا

سوال: (۱۱۳) مسماۃ زاہدالنساء نے اپنی کل جائداد مسجد، اور دیگر ایسے امور کے لیے وقف کردی جو صدقہ جاریہ میں داخل ہوں؛ لیکن وقف نامہ کی ابھی رجسٹری نہ ہونے پائی تھی کہ حبیب الرحمٰن نے جو

(۱) ردالمحتار ۶/۴۰۹ كتاب الوقف ـ مطلبٌ: قد يثبت الوقف بالضرورة .

Maktaba Tul Ishaat.com

واقفہ کے برادر حقیقی کا پوتا ہوتا ہے، مسماۃ مذکورہ پر ناجائز دباؤ ڈال کر جائداد موقوفہ کا اکثر حصہ، اپنے بیٹوں کے نام اور کچھ حصہ اپنے خالہ زاد بھائی محمد حنیف کے نام ہبہ نامہ لکھوا کر رجسٹری کرالیا تو واقف یا واقفہ کسی شئ کو بنام خدا وقف کردینے کے بعد بیع وہبہ کرسکتے ہیں اور اپنے تصرف میں لا سکتے ہیں یا نہیں؟ اور جو لوگ اپنے نفع کی غرض سے وقف کے خلاف ناجائز کارروائی کررہے ہیں یا ان کے مددگار ہیں وہ شرعًا کیسے ہیں؟ (۱۳۴۰/۷۵۴ھ)

الجواب: جائداد مذکورہ وقف ہوگئی؛ کیوں کہ زبان سے وقف کردینے سے جائداد وقف ہوجاتی ہے، رجسٹری کرانا اس کا شرعاً ضروری نہیں ہے، اور بعد وقف ہونے کے کوئی تصرف از قسم بیع وہبہ وغیرہ جائداد موقوفہ میں واقف اور غیر واقف کو درست نہیں ہے؛ کما فی الدر المختار: اَلْوَقْفُ لا يُمْلَكُ وَلا يُـمَـلَّكُ الخ أی لایقبل التملیك لغیره بالبیع و نحوه لاستحالة تملیك الخارج عن ملكه الخ(۱) پس ہبہ مذکورہ شرعًا صحیح نہیں ہوا اور وہ ہبہ نامہ باطل اور کالعدم ہے؛ اور وقف کی تعریف مفتی بہ یہ ہے: هو حبسها علی حكم ملك اللّٰه تعالٰی و صرف منفعتها علی من احب الخ فلا یجوز له إبطاله، و لایورث عنه و علیه الفتوی ابن الكمال و ابن الشحنة الخ (۲)(درمختار) اور جس شخص نے اپنے ذاتی منافع کے لیے وقف کو باطل کرنا چاہا وہ عاصی و فاسق ہے، اور یہ سعی اس کی باطل ولغو ہے، عند اللہ وہ وقف صحیح ہوگیا، اور اس وقف کا باطل کرنا واقف اور غیر واقف کو جائز نہیں (۳)

واقف کو بھی وقف شدہ جائداد بیچنے کا حق نہیں

سوال: (۱۱۴) زید نے ایک جائداد مسجد کے نام وقف کردی تھی، پانچ چھ سال کے بعد کسی وجہ سے اس کو فروخت کرنا، اور بیع کرنا چاہتا ہے تو اس حالت میں وقف کو بیع کرنے کا مجاز ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۳-۳۲/۶۰۹ھ)

الجواب: بیع کرنے کا حق اس کو حاصل نہیں ہے۔ فقط

---

(۱) ردالمحتار ۴۲۱/۶ بعد مطلبٌ مهمٌ: فرق أبویوسف بین قوله موقوفة إلخ .

(۲) الدر مع الرد ۴۰۸/۶ فی أوائل كتاب الوقف .

(۳) من سعٰی فی نقض ما تم من جهته فسعیه مردودٌ علیه (الشامی ۵۰۳/۶ كتاب الوقف ـ مطلبٌ: من سعی فی نقض.....)

Maktaba Tul Ishaat.com

موقوفہ اراضی کوفروخت کرنا جائز نہیں

سوال: (۱۱۵) اراضی موقوفہ کوفروخت کرنا جائز ہے یانہیں؟ (۳۲/۷۴۶-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اراضی موقوفہ کوفروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ کما فی فتح القدیر: إعلم أن عدم جواز بیعه إلا إذا تعذر الانتفاع به إنما هو فیما إذا ورد علیه وقف الواقف(۱)

سوال: (۱۱۶) مکان وقف مسجد جس کے کرائے سے تیل وغیرہ کا انتظام ہوسکتا ہے، اور ہمیشہ آمد ہوتی رہے گی، بعض شخص بیع کرنا چاہتے ہیں؛ ایسی صورت میں مکان وقف بیع ہوسکتا ہے یانہیں؟ (۳۲/۱۳۶۰-۱۳۳۳ھ)

الجواب: بیع کرنا مکان وقف کا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ کتب فقہ میں مذکور ہے: فإذاتم ولزم لا یُمْلَكُ وَلا یُمَلَّكُ ولایعار ولایرهن (۲) (درمختار) شامی میں ہے: ولایملك أی لایقبل التملیك لغیره بالبیع ونحوه (۲) فقط واللہ اعلم

موقوفہ زمین بیچنے، خریدنے اور اس میں تعاون کرنے کا حکم

سوال: (۱۱۷) زمین موقوفہ متصل مسجد کوفروخت کرنا، اور خریدنا کیسا ہے؟ اور بیچنے والے اور خریدنے والے اور گواہوں کے لیے کیا حکم ہے؟ اور بیع نامہ لکھنے والے کے لیے کیا حکم ہے؟ (۶۰/۱۳۴۳ھ)

الجواب: وقف کی بیع درست نہیں ہے، جیسا کہ درمختار میں ہے: اَلْوَقْفُ لایُمْلَكُ وَلا یُمَلَّكُ (الدرمع الرد ۶/۴۲۱ کتاب الوقف) اور فروخت کرنے والا اور خریدنے والا اور گواہ فاسق وعاصی ہوئے، اور بیع نامہ تحریر کرنے والے کو اگر علم ہے اس کے وقف ہونے کا، تو وہ بھی گنہگار ہے توبہ کرے۔

موقوفہ جائداد کو اُدھار فروخت کرنا

سوال: (۱۱۸) ایک شخص نے کچھ جائداد مصارف دینی میں صرف کرنے کے لیے عطاء کی، اس کو زید نے خالد کے ہاتھ قرض فروخت کردی، خالد مرگیا، اور قیمت وصول نہیں ہوئی؛ اس روپے کی

(۱) الشامی ۶/۴۴۹ کتاب الوقف ـ مطلبٌ فی الوقف إذا خرب ولم یمکن عمارته .

(۲) الدرالمختار والشامی ۶/۴۲۱ کتاب الوقف .

Maktaba Tul Ishaat.com

ادائیگی کا کون ذمہ دار ہے؟ (۳۲/۲۰۳-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اگر اس جائداد کو وقف کر دیا تھا تو اس کی بیع بالکل صحیح نہیں ہوئی، واپس لینا چاہیے، اور اگر وقف نہیں کی تھی تو بدون اجازت مالک کے جو زید نے اس کو فروخت کر دیا، اور بعد فروخت کے بھی مالک نے رضامندی ظاہر نہ کی تو وہ بیع باطل ہوئی، اس زمین کو واپس لینا چاہیے، اور اگر مالک راضی ہو گیا تھا تو بیع صحیح ہو گئی؛ خالد کے ورثہ قیمت دینے کے ذمہ دار ہیں، جس طرح ہو ان سے قیمت وصول کی جاوے، یا زمین؛ اور اگر وہ واپس کریں تو زمین واپس لی جاوے۔ فقط

موقوفہ کنویں کا پانی فروخت کرنا درست نہیں

سوال: (۱۱۹) ایک وقف شدہ زمین میں کنواں ہے، اس کا پانی واقف زمین نے عام لوگوں کے لیے وقف کر دیا ہے؛ فی الحال متولی نے اس کنویں کا پانی فروخت کرنا شروع کر دیا ہے، اور قیمت اپنے صرف میں لاتا ہے؛ ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۷۷۹/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اس کے پانی کا فروخت کرنا درست نہیں ہے لأن الْوَقْفَ لايُمْلَكُ وَلا يُمَلَّكُ (الدرمع الرد ۶/۴۲۱ کتاب الوقف) فقط

وقف نامے میں وقف کو بیچنے اور بدلنے کی شرط لگانا

سوال: (۱۲۰) وقف نامے میں شرط بیع واستبدال کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ (۳۲/۱۵۴۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اگر واقف بوقت وقف ایسی شرط کرے تو درست ہے۔ درمختار میں ہے: وجاز شرط الاستبدال به أرضًا أخرى حينئذٍ أو شرط بيعه ويشترى أرضًا أخرى إذا شاء الخ(۱)(درمختار)

انجمن یا مدرسے کے نام وقف شدہ ردّی اخبارات کو فروخت کرنا

سوال: (۱۲۱) ایک انجمن یا مدرسہ کے نام وقف شدہ اخبارات، اور اس کے کاروباری تحریر شدہ ردی کاغذات، جن کی اب ضرورت نہیں؛ اگر موجودہ نرخ سے ان کو فروخت کیا جاوے تو تقریبًا ۴۰ روپے کی رقم مل سکتی ہے، جس سے مذہبی درسی کتب خریدنے کا ارادہ ہے؛ آیا یہ کاغذات کسی ایسے شخص

(۱) الدرالمختارمع الشامی ۶/۴۵۷ کتاب الوقف ـ مطلبٌ فی استبدال الوقف وشروطه .

Maktaba Tul Ishaat.com

کے ہاتھ؛ جو بازاری طریقے سے اشیاء فروختنی لپیٹ کر، عام لوگوں کے ہاتھ دیا کرتا ہے؛ فروخت کرنا جائز ہے یانہیں؟ (۴۷۴/۱۳۳۵ھ)

الجواب: قال فی ردالمحتار: قال فی الذخیرة: وفی المنتقی قال هشام: سمعت محمدًا یقول: الوقف إذا صار بحیث لا ینتفع به المساکین، فللقاضی أن یبیعه ویشتری بثمنه غیره الخ (۱) وفی الدرالمختار: وکذا یفتی بکل ما هو أنفع للوقف الخ (۲) پس جب کہ وہ اخبارات وکاغذات ردی غیر کارآمد ہو گئے تو ان کا فرخت کرنا، اور قیمت کو مدرسہ وانجمن کی دیگر ضروریات میں صرف کرنا درست ہے۔

وقف کے مال سے خریدی ہوئی ملکیت کو مسجد کی تعمیر کے لیے فروخت کرنا درست ہے

سوال: (۱۲۲) پچیس ہزار روپے تعمیر مسجد کے لیے موجود تھے مگر کام زیادہ ہو گیا، اور روپیہ ختم ہو گیا، اور مسجد بہت باقی رہ گئی؛ اب وہ دوسری ملکیت جو آمدنی وقف سے خرید کر وقف کی گئی ہے، اس کو فروخت کرنا درست ہے یانہیں؟ (۱۱۸۰/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: پہلی صورت میں جب کہ آمدنی وقف سے دوسری ملکیت خریدی گئی ہو، اس خرید شدہ ملکیت میں دو روایت ہیں،: ایک یہ کہ بیع اس کی صحیح ہے، دوسری یہ کہ وہ وقف ہے۔ ویجوز بیعها فی الأصح الخ (۳) (درمختار) وذکر أبو اللیث فی الاستحسان یصیر وقفًا؛ هذا صریح فی أنه المختار رملی قلت: وفی التتارخانیة: والمختار أنه یجوز بیعها إن احتاجوا إلیه (۳) (شامي) اخیر روایت تاتارخانیہ کے موافق بہ ضرورت عمارت مسجد، بیع اس ملکیت خرید کردہ کی درست ہے۔

موقوفہ خام مکانات کو مسمار کر کے پختہ مکان بنانا

سوال: (۱۲۳) کیا یہ جائز ہے کہ مکانات خام کو مسمار کر کے کوئی شخص اس اراضی پر پختہ مکان

(۱) الشامی ۶/۴۴۸ کتاب الوقف. قبل مطلبٌ فی الوقف إذا خرب ولم یمکن عمارته .

(۲) الدرالمختار مع الشامی ۶/۴۸۲ کتاب الوقف ـ مطلبٌ سکن المشتری دارالوقف .

(۳) الدرالمختار والشامی ۶/۴۹۰ کتاب الوقف ـ مطلبٌ اشتری بمال الوقف دارًا للوقف یجوز بیعها.

Maktaba Tul Ishaat.com

بنالے؟(۳۵۶/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: اگرکوئی شخص وقف کے لیے پختہ مکان بنادے تو جائز ہے، بلکہ باعث اجر ہے؛ لیکن وقف کی زمین میں اپنے لیے مکان بنانا، اوراس کو دائماً اپنی ملک سمجھنا یہ درست نہیں؛ کیوں کہ اگرچہ عارضی طور پر یہ عمارت اسی کی ہوگی؛ لیکن جب زمین وقف ہے تو متولی وقف جب اس کو وقف کے لیے مضر سمجھے گا، قلع کرادے گا؛ البتہ اگر اجارہ کا سلسلہ برابر قائم رہا، اور یہ صورت أنفع لِلْوَقْف رہی تو عمارت بنانے والے کی ملک رہے گی۔

موقوفہ زمین میں اپنے مکان کی نالی بنانا

سوال: (۱۲۴) مسجد یا دیگر وقف زمین میں اپنے مکانات کے غلیظ پانی کی نکاسی کے لیے کوئی بدرَو (موری، نالی) نیچے کے طبقہ میں بنالینا شرعًا جائز ہے یا نہ؟(۹۸۷/۱۳۴۵ھ)

الجواب: وقف میں ایسا تصرف کسی کو جائز نہیں ہے۔فقط

موقوفہ چٹائیوں کو ذاتی کام کے لیے استعمال کرنا

سوال: (۱۲۵) چند بوریا وقفے مرد ماں بکار خود صرف نمودند، بعدازاں از جانب صار فاں بوریا بجائے وقف نہادند؛ آیا ایں چنیں جائز است یا نہ؟(۸۸۰/۱۳۳۵ھ)

الجواب: صرف کردن مال وقف بہ ضرورت ذاتیہ خود جائز نیست، وبعد صرف کردن لامحالہ ضمان آں لازم است۔

ترجمہ: سوال: (۱۲۵) بعض لوگوں نے وقف کی ہوئی چٹائیوں کو اپنے ذاتی کام میں استعمال کیا، پھران چٹائیوں کو وقف کی جگہ لاکر رکھ دیا؛ آیا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: مالِ موقوفہ (اور موقوفہ اشیاء) کو ذاتی ضروریات میں استعمال کرنا جائز نہیں ہے، اگر استعمال کرلیا تو بلاشبہ اس کا ضمان ادا کرنا لازم ہے۔

کسی شخص کا موقوفہ زمین اپنے نام کرالینا

سوال: (۱۲۶) ایک بزرگ خواجہ شکیب نے اپنی زرخرید اراضی میں ایک مسجد بنائی، اور ایک باغیچہ

Maktaba Tul Ishaat.com

بنا کر اس کی آمدنی مسجد کے مصارف کے لیے وقف کی، حکیم احسان نے اراضی وقف کو ریاست سے اپنے نام کرالیا؛ کیا یہ کارروائی حکیم احسان علی کی شرعاً درست ہے؟ (۱۰۱۰/۴۰-۱۳۳۹ھ)

الجواب: یہ کارروائی حکیم احسان علی کی بالکل خلاف شریعت ہے، اور باطل ہے؛ وقف میں کسی کو تصرف مالکانہ کرنے کا اختیار نہیں ہے، اور وقف کسی کی ملک میں داخل نہیں ہوسکتا؛ چنانچہ کتب فقہ میں تصریح ہے: اَلْوَقْفُ لا يُمْلَكُ وَلا يُمَلَّك (الدرمع الرد ۴۲۱/۶ كتاب الوقف) پس اہل اسلام کو لازم ہے کہ وقف سے تصرف مالکانہ حکیم احسان علی کا اٹھادیں، اور جو مصارف وقف کے واقف نے مقرر کیے ہیں اس کے موافق عمل درآمد کیا جائے۔ فقط

موقوفہ زمین پر بہ طریق موروثیت قبضہ رکھنا ناجائز ہے

سوال: (۱۲۷) ایک شخص زمین وقف کو خود کاشت کرتا ہے، اور دخیل کار لکھاتا ہے، اور وہ متولی و مہتمم کے خاندان کا ہے؛ ایسی حالت میں اس کا قبضہ زمین موروثی پر عندالشرع جائز ہے یا نہیں؟ (۱۸۹۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: زمین موقوفہ پر قبضہ رکھنا بطریق موروثیت حرام و ناجائز ہے، اس کے قبضہ سے اس کو نکالنا لازم ہے۔ قال في الشامي: وإن كان غير مأمون أخرجها من يده وجعلها في يد من يثق بدينه وكذا إذا آجرها الواقف سنين كثيرة ممن يخاف أن يتلف في يده يبطل القاضي الإجارة ويخرجها من يد المستا جر فإذا كان هذا في الواقف فالمتولي أولى (۱)

موقوفہ مرہونہ جائداد کو مال وقف سے چھڑانا

سوال: (۱۲۸) قصبہ ''الجھرہ'' ریاست گوالیار میں ایک مسجد بازار میں واقع ہے، اس کے متعلق بارہ قطعہ مکانات، مصارف مسجد کے لیے زمانہ تعمیر مسجد سے وقف چلے آرہے ہیں، من جملہ ان کے چار قطعات مکان ایک صاحب نے بلامشورہ اہل اسلام رہن بالقبض کردیے، جس سے مسجد کو کوئی فائدہ نہیں ہوا؛ بلکہ روزمرہ کے مصارف میں حرج واقع ہوا، راہن اور بعض اہل اسلام نے دعوی انفکاک رہن کا عدالت میں کیا، اور دوران کارروائی بلا رائے اور مشورہ، اہل اسلام نے بہ منظوری مبلغ ایک ہزار پچھتر روپے مرتہن کو بہ

(۱) الشامي ۴۸۰/۶ كتاب الوقف ـ مطلبٌ : إذا اجر المتولي بغبن فاحش كان خيانةً .

Maktaba Tul Ishaat.com

عوض انفکاک رہن دینے کا وعدہ کیا؛ کیا انتقال جائداد موقوفہ بذریعہ رہن جائز ہے؟ (۲۴۹۹/۱۳۴۱ھ)

الجواب: انتقال جائداد موقوفہ بذریعہ رہن و بیع وغیرہ درست نہیں ہے، زر رہن خاص رہن رکھنے والے سے لی جاوے، اور اگر کوئی مجبوری ہو مثلاً یہ کہ اس سے وصول نہ ہو سکے تو بدرجۂ مجبوری جائداد موقوفہ کی آمدنی سے اس رہن کو چھڑا لیا جاوے کہ انفکاک اس کا ضروری ہے، اور جس وقت راہن سے وصول ہو سکے وہ روپیہ وصول کیا جاوے۔ درمختار میں ہے: فإذا تم ولزم لا يُمْلَكُ وَلا يُمَلَّكُ ولايعار ولايرهن الخ (الدر مع الرد ۶/۴۲۱ كتاب الوقف) فقط

اوقاف کی آمدنی میں سے کسی کو قرض دینا

سوال: (۱۲۹) جائداد متعلقہ مساجد، زیر اہتمام ایک کمیٹی وقف کے، منجانب گورنمنٹ انگلشیہ ہے؛ یہ بات کسی طرح معلوم نہیں ہو سکتی کہ واقف نے اس جائداد کو کس غرض، یا کن اغراض متعلقہ مساجد کے واسطے وقف کیا ہے؛ روپیہ ان اوقاف کا کمیٹی کے پاس بہ تعداد معقول جمع ہے، اور کمیٹی مذکور اس روپے میں سے گاہے گاہے روپیہ بھی بہ طور قرض حسنہ کے، ملازمان کمیٹی کو بلا سود یا بلا کسی منافع کے دیتی رہی ہے؛ اب سوال یہ ہے کہ کمیٹی منتظمہ کا ایسے مال وقف سے قرض حسنہ دینے کا فعل شرعًا جائز ہے یا نہیں؟ (۹۹۱/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اوقاف کی آمدنی میں سے متولیوں اور کمیٹی کو قرض دینے کا اختیار اور اجازت نہیں ہے، اور اگر وہ ایسا کریں گے تو وہ ذمہ دار ہوں گے، اگر ضائع ہوا تو ضمان اس کا ان پر لازم ہے۔ فقط

سوال: (۱۳۰) زید کے پاس مال وقف امانت ہے وہ اس میں سے قرض حسنہ دے سکتا ہے یا خود لے سکتا ہے؟ (۲۱۵۶/۱۳۴۲ھ)

الجواب: ایسا نہ چاہیے اور اگر اس نے قرض دیا یا خود صرف کیا تو ضمان اس پر لازم ہے اور بعد ضمان ادا کرنے کے گناہ معاف ہو جائے گا۔

اموالِ وقف میں سے اسلامی سلطنتوں کو بہ ضرورت اور مسلمانوں کو سود سے بچانے کے لیے قرض دینا

سوال: (۱۳۱).....(الف) اگر مد اوقاف میں زائد از حاجت نقد روپیہ موجود ہو تو ممالک غیر کی

Maktaba Tul Ishaat.com

اسلامی سلطنت کوعندالضرورت اوقاف کے مال سے قرض حسنہ دینا جائز ہے یانہیں؟

(ب) اوقاف کے مال سے مسلمانوں کوقرض حسنہ دے کرسود کے بارگراں سے بچالینا درست ہے یانہیں؟ (۳۲/۴۶۳-۱۳۳۳ھ)

الجواب: (الف) اوّل صورت کی فقہاء نے بہ ضرورت اجازت دی ہے۔

(ب) دوسری صورت کی اجازت نہیں ہے۔ فقط

قرض کی ادائیگی کے لیے موقوفہ جائداد کی نیلامی

سوال: (۱۳۲) ہمارے جدامجد پیرصاحب امام شاہ کا تکیہ جس میں قبرستان عام ہے، اور فی الحال ہمارے برادرسید قاسم نے کسی مہاجن سے روپیہ قرض لیا تھا لیکن تکیہ گروی نہیں رکھا؛ لیکن مجاور کی اولاد میں سے ہم ہیں، اس لیے ساہوکار نے نالش کرکے تکیہ نیلام پر چڑھادیا ہے؛ آیا اس صورت میں شرعی حکم کیا ہے؟ (۱۳۸۳/۱۳۳۷ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: الوقف لا يُمْلَكُ وَلَا يُمَلَّك (الدرمع الرد ۴۲۱/۶ كتاب الوقف) اس سے معلوم ہوا کہ وقف میں کوئی انتقال بیع و ہبہ و رہن وغیرہ نہیں ہوسکتا؛ پس وہ زمین موقوفہ شرعًا نیلام نہیں ہوسکتی، اور کوئی اس کا مالک نہیں ہوسکتا۔ فقط

واقف کا پوتا وقف کو فسخ نہیں کرسکتا

سوال: (۱۳۳) ایک شخص نے اپنی کل جائداد وقف بہ ذریعہ رجسٹری بہ نام مسجد و مدرسہ کی، اور اس میں اپنی تولیت نسلاً بعد نسلٍ لکھی، اب یہ وقف درست ہے یانہ؟ اب اس مسمّٰی کا انتقال ہوا، اس کے پوتے نے اس وقف کو رد کرنا چاہا کیا حکم ہے؟ (۱۹۳۷/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: وقف مذکور صحیح ہوگیا، اور پوتا مذکور اس وقف کو فسخ نہیں کرسکتا، اور اس کو کچھ حق ملکیت و وراثت اس میں باقی نہیں رہا۔ كذا في الدر المختار (۱) فقط واللہ اعلم

---

(۱) فلا يجوز له إبطاله ولا يورث عنه وعليه الفتوىٰ (الدرالمختار مع الردّ ۴۰۸/۶ كتاب الوقف. تعريف الوقف)

Maktaba Tul Ishaat.com

موقوفہ مکان ودکان کو واقف واپس نہیں لے سکتا

سوال: (۱۳۴) زید کی صرف ایک دکان ایک مکان ہے، اور پانچ لڑکے چار لڑکیاں؛ کل نو اولاد موجود ہے، جس میں سے دو بڑے لڑکوں کے نام نصف مکان اور نصف دکان ہبہ کر دی، اس کے بعد زید نے اپنا مکان اور دکان مسجد تعمیر کرنے کے واسطے وقف کر دیا؛ یہ وقف صحیح ہوا یا نہیں؟ اب زید اس کو واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟ (۲۶۶۶/۱۳۴۰ھ)

الجواب: اس صورت میں چوں کہ ہبہ مشاع ومشترک کا ہوا، لہٰذا باطل ونا جائز ہے، اور کالعدم ہے، کیوں کہ ہبہ مشاع کا صحیح نہیں ہوتا کتب فقہ میں ایسا ہی لکھا ہے اور جب کہ ہبہ صحیح نہیں ہوا تو وقف کل مکان ودکانات کا صحیح ونافذ ہوگیا؛ یعنی مکان اور دکانات مسجد کے لیے وقف ہوگئے، اور واقف نے جو شرائط وقف نامے میں لکھی ہیں وہ معتبر ہوں گی اور ان شرائط کے موافق عمل درآمد کیا جاوے گا اور جب کہ وقف صحیح ہوگیا تو اب وقف باطل نہیں ہوسکتا اور مکان ودکانات موقوفہ واپس نہیں ہوسکتیں۔

درمختار میں ہے: اَلْوَقْفُ لا يُمْلَكُ وَلا يُمَلَّك (۱) وفيه أيضًا: شرط الواقف كنص الشارع (۲) شرائط الواقف معتبرة إذالم تخالف الشرع (۳)

واقف کا کوئی بھی وارث وقف کو باطل نہیں کرسکتا

سوال: (۱۳۵) ہندہ نے بحالت صحت وثبات عقل اپنی کل جائداد لوجہ اللہ وقف کر دی، اس وقف کو وارث باطل کرا سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۸۳۲/۱۳۴۲ھ)

الجواب: وقف مذکور صحیح ہوگیا، کوئی وارث اس کو باطل نہیں کرسکتا: اور کوئی تصرف مالکانہ اس میں کسی وارث کا صحیح نہ ہوگا کما فی الدرالمختار: اَلْوَقْفُ لا يُمْلَكُ وَلا يُمَلَّك (الدرمع الرد ۶/۴۲۱ كتاب الوقف)

استبدال وقف کی چند صورتیں اور ان کا حکم

سوال: (۱۳۶) واقف اگر چاہے تو وقف کے مکان کے ٹوٹنے کے بعد دوسری زمین زیادہ نفع

(۱) ردالمحتار ۶/۴۲۱ كتاب الوقف (۲) الشامي ۶/۵۰۸ كتاب الوقف (۳) الشامي ۶/۴۱۲ كتاب الوقف .

Maktaba Tul Ishaat.com

کی اس سے بدل لے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور زمین موقوفہ بعد بدلنے کے واقف کی ملک میں لوٹ آئے گی یا نہ؟ (۱۱۳۸/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اگر وقف کرنے کے وقت واقف نے بدلنے کی شرط کر لی تھی تو بدل سکتا ہے ورنہ نہیں قال فی الدرالمختار: وجاز شرط الاستبدال به أرضًا أخرى..... (۱) وأما الاستبدال ولو للمساكين بدون الشرط فلا يملكه إلا القاضي الخ (۱) وفي الشامي وكذلك ليس للقيم الاستبدال إلا أن ينص له عليه (۱)

سوال: (۱۳۷) زید نے ایک دکان ایک روپیہ ماہوار کرایہ کی، مسجد و مدرسہ کے اخراجات کے واسطے وقف کی ہے، اسی کے قریب ایک دوسری اراضی افتادہ موقوفہ بحق مدرسہ و مسجد ہے جس پر بازار لگتا ہے، اور اس کی آمدنی متذکرہ مصارف میں صرف ہوتی ہے؛ آیا دکان مذکورہ کا بدلنا یعنی اس کے بدلہ میں اگر واقف دوسری دکانات دیدے تو جائز ہے یا نہیں؟ (۱۴۳۳/۱۳۴۰ھ)

الجواب: جب کہ زید نے دکان مذکور بلا شرط استبدال وقف کی ہے؛ یعنی بوقت وقف یہ نہ کہا تھا کہ اگر میں چاہوں تو اس کا مبادلہ کر سکتا ہوں تو اب ایسا کرنا واقف اور متولی کو درست نہیں ہے، اور یہ معاوضہ اور مبادلہ جائز نہیں ہے، جیسا کہ تفصیل اس کی درمختار و شامی میں مذکور ہے۔ فقط

سوال: (۱۳۸) ہندہ اور طلحہ ایک گاؤں میں شریک ہیں، ہندہ نے اپنا حصہ ایک مسجد کے خرچ کے لیے وقف کر دیا، طلحہ کے شوہر کا ایک دوسرے گاؤں میں اسی قدر مالیت کا حصہ ہے، اور اس گاؤں میں طلحہ کے شوہر کا جو شریک ہے وہ اسی مسجد کے لیے اپنا حصہ وقف کرنا چاہتا ہے؛ کیا عندالشرع یہ جائز ہوگا کہ ہندہ اپنے حصہ موقوفہ کو طلحہ کے شوہر کے حصہ دوسرے گاؤں سے تبادلہ کر لے، تاکہ موقوفہ دونوں یکجا ہو جائیں اور طلحہ اور اس کے شوہر کے حصے یکجا ہو جائیں؟ (۲۶۶/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: بعد وقف کر دینے کے اس طرح تبادلہ درست نہیں ہے۔ هكذا في كتب الفقه .

محض وقف کی نیت کی تھی، وقف نہ کیا تھا تو استبدال جائز ہے

سوال: (۱۳۹) زید نے ایک قطعہ اراضی کو جو تیس بیگہ خام ہے، اس کا منافعہ سالانہ بتیس روپے

(۱) الدرالمختار و ردالمحتار ۶/ ۴۵۷-۴۵۸ كتاب الوقف۔ مطلبٌ في استبدال الوقف وشروطه.

Maktaba Tul Ishaat.com

ہے، اس تفصیل کے ساتھ کہ دس روپے محلّہ کی مسجد میں صرف ہوا کریں، اور گیارہ روپے غرباء ومساکین کے بچوں کی تعلیم میں، اور گیارہ روپے یتیمان وبیوگان کی تیاری پارچہ وغیرہ میں صرف کیے جائیں، اپنے دل میں مذکورہ مصارف کی نیت کرکے وقف کردیا؛ لیکن وقف کے متعلق کوئی تحریر نہیں لکھی؛ اب زید چاہتا ہے کہ قطعہ مذکورہ سے عمدہ ایک قطعہ جس کی آمدنی زیادہ ہے، بجائے قطعہ مذکورہ کے وقف کردے یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟ (۲۲۷/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: اگر زبان سے ابھی کچھ نہیں کہا تھا، اور زبانی وقف نہ کیا تھا یعنی یہ نہ کہا تھا کہ میں نے فلاں قطعہ اراضی کو وقف کردیا؛ بلکہ محض نیت تھی کہ فلاں قطعہ زمین کو بہ تفصیل ہذا وقف کروں گا، تو ابھی وہ زمین وقف نہیں ہوئی، اس کی جگہ دوسری زمین کو وقف کرسکتا ہے، اور اگر زبان سے بلاشرط استبدال وقف کردیا تھا اگرچہ تحریر نہیں ہوئی تھی تو وہ زمین وقف مؤبد ہوگئی، اب اس کو اپنی ملک میں داخل نہیں کرسکتا؛ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ دوسری زمین بھی اسی کے ساتھ وقف کردے، دونوں وقف ہوجائیں گی؛ لیکن پہلی زمین موقوفہ کا پھر مالک نہیں ہوسکتا۔ فقط

واقف کی شرط کے موافق متولی اشیاء موقوفہ کو دوسری جگہ منتقل کرسکتا ہے

سوال: (۱۴۰) زید کی تولیت میں کچھ اشیاء منقولہ، باقی رہنے والی، قابل انتفاعِ خلائق؛ اس کے والد خالد کی وقف کردہ تھیں، زید نے اپنے پسر عمر کو اس وقف کا متولی قرار دیا، اور وقف نامہ لکھ کر، علماء اور قاضی شہر کی مواہیر (یعنی مہروں) سے مکمل کراکے، عمر کے حوالہ کیا، اور اشیاء موقوفہ کو اس کی تولیت میں سپرد کردیا، کئی سال بعد زید واقف کا انتقال ہوگیا، عمر متولی زید کی زندگی سے شرائط وقف کا پورا لحاظ کرتا رہا، اور جس قدر نفع رسانی اشیاء موقوفہ سے ممکن ہوسکی کرتا رہا، اس وقف نامہ میں منجملہ دیگر شرائط وقف، شرائط ذیل بھی ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے۔

(۱) اگر متولی کو بسبب حوادث زمانہ وطن سے ہجرت کا اتفاق پیش آوے، اور تحفظ اشیاء کی کوئی قابل اطمینان صورت متولی نہ سمجھے، تو اشیاء موقوفہ کو اپنے ہمراہ رکھ سکتا ہے۔

(۲) متولی اشیاء موقوفہ کو اپنے اطمینان کی جگہ جہاں مناسب سمجھے وہاں رکھے۔

(۳) غیر کے دست تصرف میں ہرگز نہ جانے دے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اس وقت زید متولی اوّل کے انتقال سے تقریباً دوسال بعد، عمر متولی ثانی کو دینی و دنیوی ضرورت اور حوادث زمانہ کی وجہ سے وطن سے ہجرت کا اتفاق ہوا، اور دوسری جگہ اقامت اختیار کی، متولی اشیاء موقوفہ کو اپنا وطن چھوڑ کر تحفظ کا کوئی انتظام قابل اطمینان سمجھ میں نہ آیا، اور نہ کسی کو قابل اطمینان ایسا جانتا ہے کہ اشیاء کی حفاظت تا مراجعت وطن اس کے سپرد کردے، اور نیز ان اشیاء موقوفہ کو وطن میں بند کرنے سے، علاوہ خطرۂ چوری کے نہ خود منتفع ہوسکتا ہے، اور نہ اہل حاجت کو نفع پہنچانے کا قابلِ اطمینان انتظام کرسکتا ہے؛ البتہ جائے اقامت میں عمر متولی ان سب امور کا انتظام اچھی طرح کرسکتا ہے؛ نظر برآں عمر متولی اشیاء موقوفہ کو بناء برشرائط مذکورہ؛ آیا شرعاً ہمراہ رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ اور دراندازوں کا مانع آنا — جن کو اس وقف میں کسی طرح کا دست تصرف کا حق نہیں ہے — کیا معتبر ہوسکتا ہے؟ اور عمر جو متولی اشیاء موقوفہ کا عن اب و جدٍ چلا آتا ہے؛ مرد صالح ہے اس کی رائے کے خلاف یہ لوگ اس وقف کے انتظام میں آیا دخیل و منتظم ہوسکتے ہیں یا نہیں؟ (۹۵۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: قال في ردالمحتار: على أنهم صرحوا بأن مراعاة غرض الواقفين واجبة (الشامي۶/۵۲۱ كتاب الوقف) وفيه أيضًا: فإن شرائط الواقف معتبرة إذا لم تخالف الشرع (الشامي۶/۴۱۲ كتاب الوقف)وفي ردالمحتار: شرط الواقف كنص الشارع أى في المفهوم والدلالة الخ قوله في المفهوم والدلالة . كذا عبر في الأشباه والذى في البحر عن العلامة قاسم في الفهم والدلالة وهو المناسب الخ (۱)(ردا لمحتار: ص:۴۱۶)وفي الدرالمختار: وإن وقف على المسجد جاز و يقرء فيه ولا يكون محصورًا على هذا المسجد؛ وبه عرف حكم نقل كتب الأوقاف من محالها للانتفاع بها، والفقهاء بذٰلك مبتلون، فإن وقفها علىٰ مستحقي وقفه لم يجز نقلها، وإن على طلبة العلم وجعل مقرها في خزانته التي في مكان كذا ففي جواز النقل تردد نهرقوله ففي جواز النقل تردد الذى تحصل من كلامه أنه إذا وقف كتبًا وعين موضعها، فإن وقف على اهل ذٰلك الموضع لم يجز نقلها منه لالهم ولالغيرهم، وظاهره أنه لايحل لغيرهم الانتفاع بها، وإن وقفها على طلبة العلم فلكل طالب الانتفاع بها في محلها وأما نقلها منه ففيه تردد ناشئ مما قدمه عن الخلاصة من حكاية القولين من أنه لو وقف المصحف على المسجد أى بلا تعيين أهله ، قيل: يقرء فيه أى

(۱) الشامي۶/۵۰۸ كتاب الوقف – مطلبٌ في قولهم شرط الواقف كنص الشارع .

Maktaba Tul Ishaat.com

يختص بأهله المتردد ين إليه ، وقيل: لا يختص به أى فيجوز نقله إلى غيره ، وقد علمت تقوية القول الأول بما مر عن القنية ، وبقي ما لوعمم الواقف بأن وقفه على طلبة العلم لكنه شرط أن لايخرج من المسجد أو المدرسة كما هوالعادة ، وقدمنا عند قوله ولا يرهن عن الأشباه أنه لو شرط أن لا يخرج إلابرهنٍ لا يبعد وجوب اتباع شرطه وحمل الرهن على المعنى اللغوي تبعًا لما قاله السبكى ويؤيده ما قدمناه قبيل قوله والملك يزول عن الفتح من قوله إن شرائط الواقف معتبرة إذا لم تخالف الشرع وهو مالك فله أن يجعل ماله حيث شاء مالم يكن معصية ، وله أن يخص صنفا من الفقراء وكذا سياتى فى فروع الفصل الأول أن قولهم شرط الواقف كنص الشارع أى فى المفهوم والدلالة و وجوب العمل به قلت لكن لا يخفى أن هذا إذا علم أن الواقف نفسه شرط ذلك حقيقةً أما مجرد كتابة ذٰلك على ظهر الكتب كما هوالعادة فلا يثبت به الشرط، وقد أخبرنى بعض قوّام مدرسة أن واقفها كتب ذٰلك ليجعل حيلة لمنع إعارة من يخشى منه الضياع واللّٰه سبحانه أعلم (۱)

(ردالمحتار: ص:۳۷۶)

وفى العالمغيرية: ثم فى وقف المصحف إذا وقفه على أهل المسجد يقرءونه أن يحصون يجوز وإن وقف على المسجد يجوز ويقرء فى هذا المسجد وذكر فى بعض المواضع : لايكون مقصورًا على هذا المسجد كذا فى الوجيز للكردرى واختلف الناس فى وقف الكتب جوزه الفقيه أبواللیث وعليه الفتوىٰ كذا فى فتاوى قاضى خان(۲) (عالمغيرية)

روایاتِ مذکورہ سے بہ وضاحت ثابت ہے کہ عمر متولی ان اشیاء موقوفہ کو دوسری جگہ منتقل کرسکتا ہے؛ بلکہ شرط واقف کے موافق بہ صورت مذکورہ ضروری ہے کہ ان اشیاء کو اپنے ساتھ اپنی حفاظت میں رکھے، اور مخلوق کو نفع پہنچاوے، کہ غرض واقف کی بدون اس کے حاصل نہیں ہوسکتی، اور غرض واقف کی رعایت کرنا لازم وواجب ہے، کما مر عن الدرالمختار وغیرہ ، مانع آنا بعض ناس کا جن کو اس وقف میں کچھ تصرف کا اختیار نہیں ہے؛ شرعًا معتبر نہیں ہے، اور عمر متولی جس پر کسی قسم کی خیانت اور تصرف بے جا کا الزام نہیں ہے، اس کے خلاف کسی کو کچھ مداخلت انتظام وقف مذکور میں، جائز نہیں ہے۔

(۱) الدرالمختار و ردالمحتار۶/۴۳۶-۴۳۸ كتاب الوقف- مطلبٌ:من ذكر للوقف مصرفًا.....

(۲) الفتاوى الهندية ۲/۳۶۱ كتاب الوقف - الباب الثانى فيما يجوز وقفه وما لايجوز .....

Maktaba Tul Ishaat.com

وقف کی تولیت کے مسائل

متولی کون ہوسکتا ہے؟

سوال: (۱۴۱) (الف) متولی کون ہوسکتا ہے؟ (ب) بعد انتقال متولی کے اب کون متولی ہوگا؟ (۱۷۱۴/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: (الف) جو شخص امانت دار ہو، اور امور تولیت کو بہ خوبی انجام دے سکے، وہ متولی ہوسکتا ہے، اور فروخت کرنے والا جائداد موقوفہ کا خائن ہے اس کو معزول کرنا ضروری ہے، وہ لائق متولی ہونے کے نہیں ہے۔ (ب) جو شخص امانت داری سے کار تولیت کو انجام دے اس کو متولی مقرر کیا جاوے (۱)

وقف کی تولیت کا حق دار کون ہے؟

سوال: (۱۴۲) کسی مسجد کے متعلق کئی مکان اور کچھ پرتی (غیر مزروعہ) زمین قبل سے وقف ہے، زید اس مسجد کے لیے مؤذن مقرر ہوا، اس نے اس پرتی زمین کے کچھ حصے پر اپنے خرچ سے چند کوٹھری واسطے اخراجات مسجد و کار ثواب کے، بنا کر وقف نامہ رجسٹری کرا دیا، اور از خود اپنے کو متولی اس کا قرار دیا؛ آیا زید کو ان مکانات اور زمین پر کوٹھری بنانے سے حق تولیت حاصل ہوسکتا ہے یا نہیں؟ مسلمانوں کو اس شخص کے ساتھ کیا عمل کرنا چاہیے؟ اس کو متولی رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟ (۲۴۱/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: جو شخص اصل واقف اور بانی مسجد کا ہے تولیت کا حق اس کا ہے، اس کے بعد اس کی اولاد کا، یا جس کو انھوں نے متولی بنایا ہو، وہ تصرف حسب شرائط وقف کرے گا، زید ان مکانات و زمین موقوفہ مسجد کا خود بخود متولی نہیں ہوسکتا، اور جو مکان زید نے زمین موقوفہ پر بنائے وہ ملحق بہ اصل وقف

---

(۱) قال فی الإسعاف : ولا یولی إلا أمین قادر بنفسه أو بنائبه لأن الولایة مقیدة بشرط النظر، ولیس من النظر تولیة الخائن ، لأنه یخل بالمقصود وکذا تولیة العاجز لأن المقصود لایحصل به (ردالمحتار ۶/۴۵۳ کتاب الوقف ــ مطلبٌ فی شروط المتولی)

Maktaba Tul Ishaat.com

ہوجائیں گے، زید کو مسلمانان اہل صلاح اگر لائق تولیت کے سمجھیں، اور وہ اہل اس کا ہو؛ تو ـــــ بہ شرطیکہ پہلے سے کوئی متولی نہ ہو ـــــ متولی بنا سکتے ہیں، اور اگر اندیشہ اس کے تصرف مالکانہ کا ہو، اور خیانت کا شبہ ہو تو کسی دوسرے شخص کو جو لائق تولیت کے ہو، اور امانت دار ہو متولی بنادیں۔ فقط

وقف کی تولیت کا مستحق کون ہے؟

سوال: (۱۴۳) ایک شخص نے اپنی زمین وقف کی، اور کاغذات رجسٹری کے اوپر طریقہ سنی یعنی اہل سنت والجماعت کے لکھ کر رحلت کی، اب وہ جائداد زمین ایسی جماعت کے قبضہ میں ہے جو مخالف ائمہ اربعہ کے ہے؛ پس اہل سنت؛ ائمہ اربعہ کے ماننے والے کو کہتے ہیں یا غیر کو؟ اور اس وقف کی نگرانی کے مستحق اہل سنت ہیں یا مخالفین؟ (۷۰۴/۱۳۳۹ھ)

الجواب: اس وقف کی نگرانی وتولیت کی مستحق جماعت اہل سنت ہے؛ جو کہ ائمہ اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقلدین واَتباع ہیں اور عقائد ان کے مطابق عقائد اہل سنت و جماعت ہیں۔ فقط

جماعت مسلمین کا متولی مقرر کرنا درست ہے

سوال: (۱۴۴) قصبہ کیرانہ ضلع مظفرنگر میں ایک مسجد شاہی وقت کی بنی ہوئی ہے، جس کو کسی بیگم نے بنایا ہے، جو ''مسجد سرائے'' کے نام سے مشہور ہے، اور اس کے متعلق مکان و دکانیں جانب غرب و جنوب وشمال ہیں، اور بانی کی اولاد میں سے عرصۂ دراز سے کوئی باقی نہیں ہے، اور نہ یہ معلوم ہے کہ اس نے کس کو متولی مقرر کیا، اور کون کون اس کے متولی ہوئے، سنتے ہیں کہ اس کا نام ''مہر پرور'' تھا وہ بازار جہاں مسجد ہے، اس وقت تک ''مہر آباد'' کے نام سے مشہور ہے، چوں کہ بانی اور اس کی اولاد کا بالکل نام و نشان ایک عرصہ سے نہیں ہے، اس لیے اس جائداد موقوفہ متعلقہ مسجد کی تولیت عرصہ تخمیناً چالیس پینتالیس سال سے اس طور پر کہ مسلمانان قصبہ کیرانہ باہم مل کر کسی کو متولی مقرر کردیتے ہیں، اب اخیر میں ''چودھری اوجالا'' ایک شخص متولی تھا جو تخمیناً عرصہ دس سال کا ہوا فوت ہوگیا، اور انتظام مصارف مسجد ودکان ووصول کرایہ وغیرہ کا بالکل غیر منظّم وخراب ہوگیا۔

لہٰذا مسلمان قصبہ نے محرم سنہ ۳۶ھ میں پانچ شخصوں کو متولی مقرر کردیا، متولیان نے اسی وقت

Maktaba Tul Ishaat.com

سے اس کا انتظام شروع کر دیا، مکان اور دکانوں کا کرایہ نامہ باضابطہ لکھا کر کرایہ نامجات رجسٹری کرائے، اور کرایہ وصول کر کے اس کو مصارف مسجد میں صرف کرتے ہیں، ایک کرایہ دار اہل ہنود میں سے جس کے قبضے میں متولی سابق کے وقت سے دو دکانیں تھیں، ایک دوسرے کے نام علاوہ متولیان مقرر کرایہ نامہ لکھ کر رجسٹری کرادیا، اب ماہ دسمبر سنہ۱۸ء میں متولیان نے اس کرایہ دار پر عدالت میں مبلغ ایک سو اسّی روپے کی نالش ـــــ بابت تین سال کے کرائے کی ـــــ دائر کی، وکلاء مدعا علیہ نے عدالت میں یہ اعتراض پیش کیا کہ متولیان مدعیان چوں کہ متولیان جائز نہیں ہیں؛ اس واسطے ان کو اختیار نالش کا حاصل نہیں؛ اب سوال یہ ہے کہ تقرر مذکور بالا منجانب جمہور اہل اسلام شرعًا جائز ہے یا نہیں؟ اور جمہور اہل اسلام شرعاً متولی مقرر کر سکتے ہیں یا نہیں؟ (۴۱۳/۱۳۳۷ھ)

الجواب: ردالمحتار المعروف بالشامی میں تحت اس قول درمختار کے ولاية نصب القيم إلى الواقف ثمَّ لوصيه الخ یہ نقل کیا ہے: ثم ذكر عن التتارخانية ماحاصله ، أن اَهل المسجد لو اتفقوا على نصب رجل متوليا لمصالح المسجد، فعند المتقدمين يصح، ولكن الأفضل كونه بإذن القاضي، ثم اتفق المتأخرون: أن الأفضلَ أن لايعلموا القاضي في زماننا الخ (۱) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اہل مسجد و جمہور اہل اسلام متولی مقرر کر سکتے ہیں، اور ان کا بنایا ہوا متولی کار تولیت انجام دے سکتا ہے، اور منافع وقف کے متعلق جو امور وہ کرے وہ معتبر و صحیح ہیں، لہٰذا صورت مسئولہ میں متولیان مذکورین کا نالش کرنا وصول کرائے کے بارے میں درست اور جائز ہے، اور وہ متولیان؛ جائز متولی ہیں، اور عذر وکلائے مدعا علیہ کا غلط اور باطل ہے۔ فقط

کیا جمہور اہل اسلام قاضی کے قائم مقام ہیں؟

سوال: (۱۴۵) مسٹر امیر علی نے جو شرع محمدی لکھی ہے، اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ جمہور اہل اسلام کو بھی وہی اختیارات ہیں جو قاضی کو ہیں، اور عالمگیری کا حوالہ دیا ہے، اور طبیب نے اس کا خلاف کیا ہے کہ جمہور اہل اسلام کو اختیار نہیں ہے؟ (۴۱۴/۱۳۳۷ھ)

الجواب: متولی بنانے کے متعلق یہ امر صحیح ہے کہ جمہور اہل اسلام و اہل مسجد متولی مقرر کر سکتے ہیں،

(۱) ردالمحتار ۶/۴۹۶ کتاب الوقف۔ مطلب: الأفضل في زماننا نصب المتولي بلا إعلام القاضي الخ.

Maktaba Tul Ishaat.com

اور جیسا کہ قاضی کو اختیار ہے متولی بنانے کا، بعض صورت میں اہل مسجد و اہل اسلام کو بھی ہے، نہ یہ کہ جملہ امور میں جمہور اہل اسلام بہ منزلہ قاضی کے ہیں۔ فقط

خانقاہ وغیرہ کی تولیت کسی قوم اور خاندان کے ساتھ خاص نہیں

سوال: (۱۴۶) ''میراسیوں'' کا قبضہ خانقاہ مقدسہ سے ہٹا دینا چاہیے یا نہیں؟ یہاں کے علماء متفق ہیں کہ میراسی وغیرہ کمینی قوم کو مسجد کا یا خانقاہ کا متولی بنانا جائز نہیں ہے؟ (۱۴۴۰/۱۳۴۰ھ)

الجواب: تولیت کسی قوم اور خاندان کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، پس جس میں شرائط تولیت یعنی امانت داری وغیرہ پائی جاویں وہ متولی ہوسکتا ہے، اور تولیت کے بارے میں شرط واقف کا بھی اعتبار ہے، اس کے خلاف کسی کو متولی نہیں بنا سکتے۔ فقط

واقف کی اولاد تولیت کی زیادہ حق دار ہے

سوال: (۱۴۷) عمر نے ایک چھوٹی مسجد کو وسیع کرایا، اور کل انتظامات مسجد مذکورہ کے بلا مداخلت احدے (کسی کی مداخلت کے بغیر) اپنی ذات سے بحیثیت متولی انجام دیتا تھا، نیز چہار قطعہ ملکیات اپنے ذاتی صرفے سے تیار کرا کر مصارف پیش امام و مؤذن میں وقف کر دیا، اور مسجد کا سائبان اور صحن اور احاطہ بنوا دیا، اور حجرہ اور حمام وغیرہ جملہ ضروریات مسجد کو تیار کیا، بعد وفات عمر ان کی بی بی ہندہ اور فرزند خالد اپنی موقوفہ جائداد و مسجد توسیع کردہ کو سرکار عالی صیغۂ امور مذہبی (یعنی مذہبی معاملات کا محکمہ) کو تفویض کر کے اور پوتا احمد کو ہمراہ لے کر ہجرت کر گئی؛ اب واقف کا پوتا احمد مدینہ منورہ میں پچیس سال رہ کر واپس آیا ہے، اور مسجد مذکورہ کی تولیت واپس مانگتا ہے؛ وہ شرعًا اس کا مستحق ہے یا نہیں؟ (۴۶/۲۷۰-۱۳۴۷ھ)

الجواب: قال فی الدر المختار: البانی للمسجد أولٰی من القوم بنصب الإمام والمؤذن فی المختار إلا إذا عین القومُ أصْلَحَ ممن عینه البانی الخ، قوله: البانی أولٰی وکذا ولده وعشیرته أولٰی من غیرهم (۱) (ردالمحتار للشامي ج:۳) پس معلوم ہوا کہ واقف کا پوتا اس صورت میں احق ہے تولیت مسجد مذکور کا۔ ومادام أحد یصلح للتولیة من أقارب الواقف لایجعل المتولی من الأجانب (۲) (درمختار)

(۱) الدر والرد ۶/۵۰۵ کتاب الوقف – قبیل مطلب فی الوقف المنقطع الأول الخ.

(۲) الدرمع الرد ۶/۴۹۹ کتاب الوقف – مطلب: لا یجعل الناظر من غیر أهل الوقف.

Maktaba Tul Ishaat.com

متولی کی اولاد نہ ہوتو اس کے مرنے کے بعد وقف کا متولی کون ہوگا؟

سوال: (۱۴۸) زید نے ایک مسجد کے لیے چار دکان وقف کیں، بکر کو متولی مقرر کیا، وقف نامہ میں شرط کی کہ متولی اخراجات مسجد پورے کرے، اور اپنی گذراوقات کرے، اور یہ حق نسلاً بعد نسل جاری رہے، متولی نے ایک لڑکی ہندہ لاوارث پال لی، اور اس کے حق میں وصیت کی کہ بجائے میرے، خدمات جاروب کشی وغیرہ کی مستحق ہوگی، اور آمدنی کرایہ دکان سے مثل میرے مستفیض ہوگی، اور اس کا نکاح عمر سے ہوا، بطن ہندہ سے اور صلب عمر سے خالد پیدا ہوا، عمر نے دوسرا نکاح کرلیا، اس دوسری بی بی سے تین لڑکے پیدا ہوئے، عمرو ہندہ فوت ہوگئے، ہندہ اور عمر کی اولاد کو یعنی خالد وغیرہ کو اس تولیت میں کوئی حق ہے یا نہیں؟ (۱۷۴۴/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: ہندہ اور اس کا شوہر عمر اور اس کا پسر خالد، اور عمر کی اولاد (دوسری زوجہ سے ان) کو کچھ حق تولیت کا موافق شرط واقف کے نہیں ہے، بکر متولی اگر لاولد مرا ہے تو واقف کی نسل میں سے جو مستحق تولیت اور اہل تولیت ہو اس کو متولی مقرر کیا جاوے، ورنہ اہل اسلام و اہل محلّہ جس کو لائق سمجھیں متولی مقرر کریں۔

واقف کی اولاد کے بجائے دوسرے شخص کو متولی بنانا

سوال: (۱۴۹) ایک شخص نے مدرسہ تعلیم اسلام کے لیے کھولا، اور وہ وقف ہے، مگر اس کا متولی خود ہی ہے، اور بعد اس کے مرنے کے متولی مذکور کا فرزند ہے، اب اس کو بدل کر دوسرا متولی بنانا چاہتے ہیں؛ تو کیا جبراً متولی مذکور کو دوسرے لوگ بدل سکتے ہیں یا کیا حکم ہے؟ (۲۵۰۳/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: کتب فقہ میں ہے کہ واقف اپنی حیات میں خود متولی ہوتا ہے، اور اس کے بعد اس کی اولاد و اقارب میں سے جو لائق تر ہو وہ متولی ہوگا، اور بہ موجودگی اقارب و اولاد واقف کے غیر شخص متولی نہیں ہوسکتا، البتہ اگر متولی مذکور سے کچھ خیانت ثابت ہو تو عام اہل اسلام اس کو معزول کرکے دوسرے شخص صالح و لائق کو متولی بنا سکتے ہیں۔ فقط

Maktaba Tul Ishaat.com

واقف کا اپنے لڑکے کے بجائے دوست کے لڑکے کو متولی بنانا

سوال: (۱۵۰) ایک شخص اپنے ولد صالح کو چھوڑ کر اپنے دوست کے لڑکے کو متولی بنانا چاہتا ہے، اور زمین داری وقف کرنا چاہتا ہے؛ یہ شرعاً جائز ہوگا یا نہیں؟ اور اس کے ولد صالح کو کچھ حق تولیت پہنچے گا یا نہیں؟ (۱۶۰۶/۱۳۴۱ھ)

الجواب: پوری عبارت درمختار کی یہ ہے: ولاية نصب القيم إلى الواقف، ثم لوصيه الخ، ثم إذا مات المشروط له بعد موت الواقف، ولم يوص لأحد؛ فولاية النصب للقاضي إذ لا ولاية لمستحق إلا بتولية كما مر، ومادام أحد يصلح للتولية من أقارب الواقف لا يجعل المتولي من الأجانب الخ (۱) اس پوری عبارت سے واضح ہوگیا کہ متولی بنانے کا اختیار اصل میں واقف کو ہے، جس کو واقف متولی بنادیوے وہ متولی ہوجاوے گا، اور اگر آئندہ کو بھی کوئی شرط اور ترتیب تولیت کی اس نے معین کی ہے تو آگے کو بھی اس کی شرط کے موافق عمل درآمد ہوگا، اور جب کہ واقف فوت ہوگیا، اور اس کی طرف سے شرط بھی کچھ نہیں ہے تو پھر قاضی کو اختیار متولی بنانے کا ہے، لیکن قاضی کو چاہیے کہ جب تک واقف کے اقارب میں سے کوئی شخص لائق تولیت کے موجود ہے تو اجنبیوں میں سے متولی مقرر نہ کرے، پس مطلب عبارت اور مسئلہ واضح ہوگیا۔

مقبرے کے اخراجات کے لیے جو جاگیر دی گئی ہے اس کا متولی کون ہوگا؟

سوال: (۱۵۱) حضرت سید غلام قاسم صاحب قادری کو زمانہ سجادگی میں سرکار سے ایک جاگیر عطاء ہوئی، اس کی سند دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ معطی کی غرض اعطاء جاگیر سے مقبرہ کے عود وگل وغیرہ کے مصارف ہیں نہ معطی لہ یعنی سید غلام قاسم صاحب کے ذاتی مصارف، اس سے معلوم ہوا کہ اعطاء جاگیر بطور تملیک نہیں ہے، بلکہ محض بطور اعانت علی الخدمۃ بلا تملیک ہے۔

پھر یہ جاگیر مع سجادگی وجملہ اوقاف میرے والد کی طرف منتقل وتفویض ہوئی، ایک زمانہ میرے والد جاگیر وغیرہ پر قابض رہے، میں ابھی حمل میں ہی تھا کہ میرے والد اس عالم سے چل بسے، اپنے

(۱) الدرمع الرد ۶/۴۹۶-۴۹۹ كتاب الوقف ـ مطلب: ولاية نصب القيم إلى الواقف الخ .

Maktaba Tul Ishaat.com

انتقال سے پہلے حاضرین کے سامنے اپنے علاتی بھائی سید محمد مرتضی صاحب کو وصیت فرمائی کہ اگر میرے گھر لڑکا ہوتو یہ جاگیر مع سجادگی و جملہ اوقاف اس نومولود بچہ کوتفویض کرنا،تو میرے علاتی چچا سید محمد مرتضی صاحب نے اس وصیت کوقبول فرمایا،خدا کی شان ہے کہ جب میں پیدا ہوا تو چچا صاحب نے خیال فرمایا کہ جو کچھ غیب سے ملا ہے وہ اگلنا پڑے گا،اس لیے اپنی ذاتی وجاہت سے میری صغرسنی میں حکام وقت کو دھوکہ دے کر اپنے اور اپنے فرزندوں کے نام جاگیر مذکور کی جدید سند کرالی صرف سجادگی بعدسن شعور واپس کی۔

اب دریافت طلب یہ مسئلہ ہے کہ کیا وصی کو وصیت میں خلاف منشاء موصی اس طرح تغیر کر کے کچھ وصیت پورا کرنا؛یعنی سجادگی مجھ کو دینا اور کچھ وصیت طاق نسیانی پر رکھنا؛یعنی جاگیر وغیرہ ایں جانب ہضم کر لینا باوجود موصی لہ یعنی میرے مطالبہ کے مجھ کو نہ دینا ازروئے شرع شریف جائز ہے؟ اور حکام وقت کا دھوکہ کھا کر سید مرتضی صاحب کے نام جدید سند کر دینا کیا قابل اعتبار ہے؟ اور یہ اعطاء جدید لمن کتب له اسمه في الديوان کا کیا مصداق ہوسکتا ہے؟(۲۰۰۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جب کہ سند جاگیر مذکور سے یہ محقق ہے کہ جاگیر مذکور معطی لہ کی ملک نہیں کی گئی،اور نہ اس کو وقف کیا گیا ہے؛ جیسا کہ پہلے کاغذات سے جو اس کے متعلق آئے ہیں ثابت ہے،کیوں کہ سرکار نے صرف آمدنی ایک موضع کی مثلاً مصارف مقبرہ خاص کے لیے متعین کر دی ہیں کہ اس قدر روپیہ آمدنی فلاں موضع کا فلاں مقبرہ کے اخراجات کے لیے دیا جاتا ہے؛ تو اس حالت میں وہ جاگیر وقف بھی نہیں ہے، بلکہ جیسے پہلے ملک سلطانی یا ملک بیت المال تھی اب بھی رہی،ایسی حالت میں اگر معطی یا اس کے نواب کی جانب سے اس کا انتقال دوسرے شخص کی طرف کر دیا جاوے؛ ظاہر ہے کہ اس کے جواز سے کوئی امر مانع نہیں ہے،بناءًعلیہ جو جدید سند بنام سید محمد مرتضی صاحب منجانب سرکار عطاء ہوئی وہ معتبر ہوگی،اگر چہ سید مرتضی صاحب نے دھوکہ دے کر ایسا کرایا ہو،وقف شامی میں ہے: قال الشيخ قاسم: إن من أقطعه السلطان أرضًا من بيت المال ملك المنفعة بمقابلة ما أعدله فله أجارتها وتبطل بموته أو إخراجه من الإقطاع لأن للسلطان أن يخرجها منه الخ (۱) (ردالمحتار ۳/۳۹۲) فقط

(۱) الشامي ۶/۴۶۶ كتاب الوقف ـ مطلبٌ مهمٌ في وقف الإقطاعات .

Maktaba Tul Ishaat.com

واقف کی بیوی کو متولی بنانا

سوال: (۱۵۲) ایک شخص نے ایک جائداد وقف کی ہے، اور اپنی زندگی میں وہ خود متولی تھا، اور وقف نامہ میں تحریر کیا ہے کہ میرے انتقال کے بعد جس شخص کو برادری کے تین دین دار آدمی متولی بنائیں وہی متولی ہوگا، اب واقف مذکور کے انتقال کے بعد مسمی عبدالحمید جو کہ واقف مذکور کے بھائی کا پوتا ہے متولی ہونا چاہتا ہے، اور عبدالحمید مذکور بیاج کا لین دین کرتا ہے اور فراش بھی ہے۔ اور واقف کی برادری کے تین دین دار شخص واقف کی زوجہ کو جو دین دار تہجد گذار ہے متولی بنانا چاہتے ہیں، اس صورت میں مستحق تولیت کا کون ہے؟ (۸۰۷/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس صورت میں مستحق تولیت کی واقف کی زوجہ ہے، بھتیجے کا بیٹا جو فاسق ہے مستحق تولیت کا نہیں ہے، شامی میں ہے: قال فی الإسعاف: ولایولی إلا أمین قادر بنفسه أو بنائبه، لأن الولایة مقیدة بشرط النظر، ولیس من النظر تولیة الخائن، لأنه یخل بالمقصود، وکذا تولیة العاجز لأن المقصود لایحصل به، ویستوی فیه الذکر والأنثی وکذ الأعمی والبصیر الخ (۱) اس عبارت سے واضح ہے کہ صورت مذکورہ میں واقف کی زوجہ متولیہ بنائے جانے کے لائق تر ہے، اور زیادہ مستحق ہے، بلکہ اس کی موجودگی میں عبدالحمید مذکور کو متولی بنانا جائز نہیں ہے، اور یہ بھی شامی میں ہے کہ جو متولی بننا چاہتا ہے اس کو متولی نہ بنایا جاوے۔ وقالوا: من طلب التولیة علی الوقف لایعطی له الخ (۱)

عورت بھی اوقاف کی متولی ہوسکتی ہے

سوال: (۱۵۳) خاندان سجادہ ومتولی اوقاف میں محض ایک عورت ہندہ نواسی باقی رہ گئی ہے، جس کا نسب عدالت فوق وتحت سے ثابت ہوگیا ہے، اور مدعا علیہ غاصب جائداد کا غصب کرنا عدالت نے بھی تسلیم کرلیا ہے، پس از روئے شرع شریف ہندہ تولیت مسجد وغیرہ کے حقوق پاکر اپنی جانب سے انتظام کاروبار متعلقہ اوقاف کسی مرد کے ذریعہ سے کراسکتی ہے یا نہیں؟ اور حق تولیت اس کو حاصل ہے یا

(۱) ردالمحتار ۶/۴۵۳ کتاب الوقف ـ مطلبٌ فی شروط المتولی .

Maktaba Tul Ishaat.com

نہیں؟ (۱۶۳۷/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: ومادام أحد يصلح للتولية من أقارب الواقف لا يجعل المتولى من الأجانب (۱) شرط الواقف كنص الشارع (۲) وفى الشامى: قال فى الإسعاف: ولايولى إلا أمين قادر بنفسه أو بنائبه، لأن الولاية مقيدة بشرط النظر، وليس من النظر تولية الخائن، لأنه يخل بالمقصود، وكذا تولية العاجز لأن المقصود لايحصل به، ويستوى فيه الذكر والأنثى، وكذا الأعمى والبصير، وكذا المحدود فى القذف إذا تاب لأنه أمين، وقالوا: من طلب التولية على الوقف لايعطى له، وهو كمن طلب القضاء لايقلد انتهى (۳) ان روایات سے چند امور محقق ہوئے: اول یہ کہ: جب تک واقف کے اقارب میں سے کوئی شخص لائق متولی بنانے کے ملے اجنبیوں میں سے متولی نہ بنایا جاوے، دوسرے یہ کہ: واقف کی شرائط کا لحاظ کرنا ضروری ہے، تیسرے یہ کہ: متولی امانت دار کو بنایا جاوے جو خود اس کام کو امانت داری سے کر سکے یا اپنے نائب کے ذریعہ سے کر سکے الخ ـــــ اس کے بعد کہا کہ تولیت کے لیے مرد کی خصوصیت نہیں ہے، عورت بھی متولی ہوسکتی ہے، اگر اس میں شرائط تولیت محقق موجود ہوں؛ کیونکہ وہ کار تولیت دوسرے مردوں کے ذریعہ سے کرا سکتی ہے، اور جو کام اس کے کرنے کے ہیں ان کو خود کر سکتی ہے، اخیر میں یہ فرمایا گیا ہے کہ جو تولیت طلب کرے اس کو متولی نہ بنایا جاوے، اور اس میں یہ تفصیل ہے کہ یہ حکم اس وقت ہے کہ شرائط واقف کے موافق اس کو طلب تولیت کا حق نہ ہو۔

نابالغ کو متولی بنانا

سوال: (۱۵۴) دو متولیوں میں سے ایک کا انتقال ہوا، دوسرا متولی ہی کافی ہوگا، یا متولی متوفی کی جگہ کوئی اور متولی مقرر ہونا ضروری ہے، اگر ضروری ہے تو اس کا پسر نابالغ ہوسکتا ہے یا نہیں؟ (۲۱۷۵/۱۳۳۸ھ)

الجواب: متولی متوفی کی جگہ دوسرا متولی ہونا موافق شرط واقف کے ضروری ہے، اور نابالغ متولی

(۱) الدر مع الرد ۶/۴۹۹ كتاب الوقف ـ مطلب لا يُجعَل الناظرُ من غير أهل الوقف .

(۲) الدرالمختار مع الشامى ۶/۵۰۸ كتاب الوقف ـ مطلب فى قولهم شرط الواقف كنص الشارع.

(۳) ردالمحتار ۶/۴۵۳ كتاب الوقف ـ مطلب فى شروط المتولى .

Maktaba Tul Ishaat.com

نہیں ہوسکتا، اس کے بالغ ہونے تک کسی دوسرے کو متولی بنایا جاوے۔ فقط

بھائیوں کی موجودگی میں بہن یا بھانجہ بھانجی متولی ہوسکتے ہیں یا نہیں؟

سوال: (۱۵۵) بھائیوں کی موجودگی میں بہن، یا بھانجہ، بھانجی متولی ہوکر کسی نوکر کے ذریعہ سے درگاہ یا مسجد کا کام انجام دے سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۷۸۲/۱۳۴۵ھ)

الجواب: تولیت کے بارے میں موافق شرط واقف کے عمل درآمد ہوگا، اگر واقف نے اولاد ذکور میں تولیت کو قائم کیا ہے، تو انہیں میں تولیت رہے گی، اور اگر تولیت کو مطلقاً اولاد میں قائم کیا ہے، تو اناث بھی اس میں داخل ہیں، غرض جو قیود وشروط وقف نامہ میں درج ہیں ان کے موافق عمل ہوگا۔

جس شخص کے بھائی فاسق ہوں اس کو مسجد کا متولی بنانا

سوال: (۱۵۶) جس شخص کے حقیقی بھائی تارک صلاۃ اور زانی، راشی ہوں اور چوری کا مال ان کی معرفت خرید وفروخت ہوتا ہو؛ ایسے شخصوں میں سے بہ موجودگی سیدھے اور سچے مسلمانوں کے؛ قابل مہتمم مسجد بنانے کے ہے یا نہیں؟ (۲۴۴/۱۳۳۷ھ)

الجواب: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (۱) کہ کوئی نفس دوسرے کے گناہ میں نہ پکڑا جائے گا، پس بھائیوں کی بے دینی کی وجہ سے اس پر مؤاخذہ نہیں ہے۔

ترک تعلق کرنے والے کی تولیت کا حکم

سوال: (۱۵۷) کسی شخص مسلمان سے کوئی شخص اتفاقیہ لڑ پڑے، بلکہ نوبت دونوں جانب سے زدوکوب کی ہوجائے، ان میں سے ایک شخص پھر سمجھ کر سو پچاس آدمیوں کے مجمع میں اللہ اور اللہ کے رسول کا واسطہ دے کر معافی چاہتا ہو، اور از حد درجہ کی عاجزی کرتا ہو، اس پر بھی وہ دوسرا شخص رضامند نہ ہو اور عدالت میں رشوت دیکر ارادہ اس مسلمان کی ایذاء رسانی کا کرے ایسا شخص قابل اہتمام مسجد کے ہے یا نہیں؟ (۲۴۴/۱۳۳۷ھ)

(۱) سورۂ بنی اسرائیل آیت: ۱۵۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: حدیث شریف میں وارد ہے: لا یَحِلُّ لِلرَّجُلِ أنْ یَهْجُرَ أخَاه فَوْقَ ثَلَاثِ لیالٍ یَلْتَقِیَان فَیُعْرِضُ هذا وَیُعْرِضُ هذا وَخَیْرُهُمَا الذی یَبْدَءُ بِالسَّلَامِ (۱) دوسری روایت میں ہے: لَایَکُوْنُ لِمُسْلِمٍ أنْ یَهْجُرَ مُسْلِمًا فَوْقَ ثلثة فَإذَا لَقِیَه سلَّم علیه ثلاث مراتٍ کلُّ ذٰلك لا یَرُدُّ علیه فقد بَاءَ بإثمِه (۲) ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ ان میں جو نادم ہوا اور معافی چاہی وہ بہتر ہے، اور وہ گناہ سے پاک ہوگیا، اور جس نے معاف نہ کیا وہ گنہگار رہا، اور وبال اس کے ذمہ رہا، باقی یہ وجہ اہتمام سے نا قابل ہونے کی یا معزول کرنے کی نہیں ہوگی، اس کا مدار دوسرے امور امانت وخیانت و عجز وعدم عجز وغیرہ پر ہے۔ فقط

اپنی لڑکی کی شادی نہ کرنے والے کو متولی بنانا

سوال: (۱۵۸) ایک شخص متولی مسجد ہے، اس کے گھر میں ایک لڑکی ہے، جو اس کے سالے کی ہے، جب اس نے گود لیا تھا تو اس کی عمر ۵ یا ۶ سال کی تھی، اب اس کی عمر ۲۶ یا ۲۷ سال کی ہے نہ اس کی شادی کرتا ہے نہ منگنی کرتا ہے، وہ صوم وصلوۃ کا پابند ہے؛ کیا وہ متولی مسجد ہونے کے لائق ہے یا نہیں؟ (۱۷۸۱/۱۳۳۸ھ)

الجواب: تولیت کے بارے میں شرعا یہ حکم ہے کہ متولی ایسے شخص کو بنایا جاوے؛ جو کہ امانت دار ہو اور تولیت کا کام امانت داری سے انجام دیوے، خیانت نہ کرے، پس اگر شخص مذکور میں یہ اوصاف موجود ہیں تو لائق عزل نہیں ہے ورنہ لائق عزل ہے۔

قاضیٔ شہر کا خود بہ خود متولی بن جانا درست نہیں

سوال: (۱۵۹) ''مارواڑ'' کے ایک شہر میں جامع مسجد شاہی زمانے کی بنی ہوئی ہے، شہر کا قاضی متولی اپنے کو قرار دیتا ہے، حالانکہ اس کے پاس کچھ ثبوت متولی ہونے کا نہیں ہے، دربار صاحبان کی سند میں اس قدر حکم ہے کہ نماز جمعہ وعیدین کی قاضی پڑھاوے، نہ آج تک جمیع مسلمان شہر نے متولی معین کیا، اب قاضی شہر نے اپنی تولیت قائم کرنے کی غرض سے ممبران کمیٹی پر دعویٰ کیا ہے کہ میں متولی ہوں، اور اس

---

(۱) مشکوۃ: ص:۴۲۷ باب ما یُنهٰی عنه من التهاجر والتَّقاطُع واتِّباع العوراتِ .

(۲) مشکوۃ المصابیح ۴۲۸ باب ما یُنهٰی عنه الخ .

Maktaba Tul Ishaat.com

جامع مسجد اوراس کی دکانوں پر ہماری حق داری ہے، اور حال میں شہر کے کتنے ہی مسلمانوں کو اپنا جانب دار کرکے، محضر نامہ لکھا کر، اپنے ثبوت میں پیش کیا ہے؛ اس صورت میں حکم شرعی کیا ہے؟ (۱۰۴۴/۱۳۴۵ھ)

الجواب: کوئی شخص بدون متولی بنانے واقف کے یا اس کے وصی کے یا حاکم وغیرہ کے متولی نہیں ہوسکتا، پس قاضی شہر جو کہ امام جامع مسجد ہے، اور نکاح خوانی وغیرہ اس کے متعلق ہے، وہ بدون شرط واقف کے متولی نہیں ہے، درمختار میں ہے: **جعل الواقف الولاية لنفسه جاز بالإجماع، وكذا لو لم يُشترط لأحد فالولاية له عند الثاني، وهو ظاهر المذهب الخ** (۱) **وفيه أيضًا ولاية نصب القيم إلى الواقف ثم لوصيه الخ** (۲) اورشامی نے صاحب بحر سے نقل کیا ہے کہ اگر اہل مسجد متفق ہوجاویں کسی شخص کے متولی بنانے پر تو وہ متولی ہوجاتا ہے **ثم ذكر عن التتارخانية ما حاصله: إن أهل المسجد لو اتفقوا على نصب رجل متوليًا لمصالح المسجد فعند المتقدمين يصح، ولكن الأفضل كونه بإذن القاضي، ثم اتفق المتأخرون أن الأفضل أن لايعلموا القاضي في زماننا لما عرف من طمع القضاة في أموال الأوقاف الخ** (۳/۴۰۹ كتاب الوقف) (۳) اس روایت سے معلوم ہوا کہ اگر اہل مسجد متفق ہوکر کسی شخص صالح کو متولی بناویں تو وہ بھی متولی ہوجاتا ہے، پس جس کو نہ واقف نے متولی بنایا، اور نہ حاکم نے متولی بنایا، اور نہ اہل مسجد واہل شہر نے بالاتفاق متولی بنایا، وہ متولی نہیں ہے، اس کا دعویٰ متولی ہونے کا باطل ہے۔ فقط

سوال: (۱۶۰).....(الف) کسی کو قاضی، نکاح خواں، اور امام جمعہ وعیدین مقرر کیا جاوے تو اس سے وہ جامع مسجد اوراس کی دکانوں کا متولی ہوگا یا نہیں؟

(ب) نکاح خوانی اورامامت کی وجہ سے وہ قاضی مستحق تولیت کا ہوسکتا ہے یا نہیں؟ قاضی شہر مذکور دعویٰ تولیت کا کمیٹی جامع مسجد پر کرتا ہے یہ صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۱۲۴/۱۳۴۵ھ)

الجواب: (الف) کسی کو جمعہ اورعیدین کی نماز پڑھانے کی اجازت دینے سے، اور نکاح خوانی اس کے سپرد کرنے سے، وہ شخص متولی جامع مسجد اوراس کی دکانوں کا نہ ہوگا، درمختار میں ہے: **ولاية نصب القيم إلى الواقف ثم لوصيه لقيامه مقامه الخ** (۴) **وفي الشامي: قوله ولاية نصبالقيم الخ**

(۱) الدر مع الرد ۶/۴۵۱-۴۵۲ كتاب الوقف – مطلب في اشتراطِ الواقفِ الولايةَ لنفسهٖ .
(۲) الدر مع الرد ۶/۴۹۶ كتاب الوقف – مطلب: ولاية نصب القيم إلى الواقف الخ .
(۳) الشامي ۶/۴۹۶ كتاب الوقف – مطلب : الأفضل في زماننا نصب المتولي الخ .
(۴) الدر والرد ۶/۴۹۶ كتاب الوقف – مطلب : ولاية نصب القيم إلى الواقف الخ .

Maktaba Tul Ishaat.com

قال فی البحر: قدمنا أن الولایة للواقف ثابتة مدة حیاته و إن لم یشترطها، وأن له عزل المتولی، وأن من ولّاه لایکون له النظر بعد موته أی موت الواقف، إلا بالشرط علی قول أبی یوسفؒ (۱) ثم ذکر عن التتارخانیة ما حاصله: إن أهل المسجد لو اتفقوا علی نصب رجل متولیًا لمصالح المسجد فعند المتقدمین یصح الخ (۲)

(ب) اس بناء پر یعنی نماز جمعہ وعیدین پڑھانے، اور نکاح خوانی کرنے کی وجہ سے قاضی شہر کو تولیت جامع مسجد، اور اس کی دکانوں کا کچھ حق نہیں ہے، اور کمیٹی جامع مسجد پر اس کو کچھ حق دعویٰ کرنے کا نہیں ہے۔ فقط

کوئی شخص متولی ہونے کا دعویٰ از خود نہیں کرسکتا

سوال: (۱۶۱) کسی مال وقف کا متولی ہونے کا دعوی کوئی شخص از خود کرسکتا ہے یا جب تمام قوم اس کو منتخب کرے؟ (۱۳۲۷/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: واقف یا اہل حل وعقد جس کو متولی بنائیں وہی متولی ہوسکتا ہے، صرف دعوی تولیت کافی نہیں؛ البتہ اگر واقف کی طرف سے تولیت کی کوئی تعیین نہ ہو تو ورثاء واقف بہ شرط اہلیت احق تر ہیں۔

امام کی بیوی اور لڑکی کا خود بہ خود متولی بن جانا

سوال: (۱۶۲) امام مسجد مرگیا، اب اس کی بیوی اور لڑکی اپنے آپ کو متولی مسجد سمجھتی ہیں، اور مسجد کی دکانات کا کرایہ وصول کرتی ہیں، اور قبضہ مالکانہ کی دعوے دار ہیں اور کرایہ دکانات موقوفہ کا اپنے ذاتی تصرف میں لاتی ہیں، اہل محلّہ ان کو علیحدہ کرسکتے ہیں یا نہ؟ (۱۷۴۹/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: امام مسجد کی بیوی اور لڑکی متولی مسجد کی نہیں ہوسکتیں، اور دکانات موقوفہ مسجد کا کرایہ اپنے ذاتی تصرف میں لانا کسی طرح جائز نہیں ہے، نہ متولی کو اور نہ کسی دوسرے شخص کو، اہل محلّہ کو شرعًا یہ حق ہے کہ وہ امام متوفی کی زوجہ اور دختر کو اہتمام مسجد سے جو انہوں نے ناجائز طور سے اپنے ہاتھ میں لے

(۱) الدر والرد ۶/۴۹۶ کتاب الوقف ـ مطلب : ولایة نصب القیم إلی الواقف الخ .

(۲) ردالمحتار ۶/۴۹۶ کتاب الوقف ـ مطلب : الأفضل فی زماننا نصب المتولی الخ .

Maktaba Tul Ishaat.com

رکھا ہے، علیحدہ کرکے، کسی دیانت دار متبع شریعت کو متولی مقرر کریں۔ درمختار میں ہے: اَلْوَقْفُ لا يُمْلَكُ وَلا يُمَلَّكُ(۱)

موجودہ متولی اگر نیک اور امانت دار ہو تو اسی کو باقی رکھا جائے

سوال: (۱۶۳) متولی حال جو کہ بانی و واقف بھی ہے، اور نماز کا پابند اور دیانت دار ہے، حساب و کتاب مسجد کا نہایت صاف ہے، مسجد کے پیش امام؛ متولی کی دشمنی کی وجہ سے چند لوگوں کو اپنی طرف کرکے تولیت مسجد کی متولی حال سے نکال کر اراکین کے ہاتھ دینا چاہتے ہیں؛ آیا وہی متولی کافی ہے یا اراکین کی ضرورت ہے؟ اور متولی نے تین مکان بھی مسجد کے لیے بنوا دیے ہیں؟ (۱۱۷۶/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: متولی حال جو کہ واقف و بانی مسجد و مکانات مسجد ہے، جب کہ وہ صالح و امین ہے تو وہی متولی رہے گا۔ كذا في الدر المختار و الشامي و الإسعاف. فقط

متولی کے اختیارات

سوال: (۱۶۴).....(الف) متولی مسجد کو امام و مؤذن کے عزل و نصب کا اختیار ہے یا نہیں؟

(ب) اوقاف مسجد میں مسجد ہی کی ضروریات پوری کرنے کے لیے متولی حسب ضرورت تصرف کرسکتا ہے یا نہیں؟ (ج) درصورت اختیار اگر معدودے چند مخالف، بناء بر شرارت، کچھ مخالفت کریں تو حق تولیت باطل ہوسکتا ہے یا نہیں؟ (۸۸/۱۳۴۵ھ)

الجواب: (الف) بانی و متولی مسجد کو امام کے عزل و نصب کرنے کا اختیار ہے۔

(ب) تصرف کرسکتا ہے۔ (ج) جب تک خیانت متولی کی ثابت نہ ہو اس وقت تک اس کو تولیت سے معزول کرنا صحیح نہیں ہے۔ فقط

متولی کا اختیارات شرعی سے تجاوز کرنا

سوال: (۱۶۵).....(الف) محلّہ کی مسجد کا متولی زید ہے، زید مسجد کو اپنی ملکیت سمجھ کر نمازیوں پر

(۱) الدر مع الرد ۶/۴۲۱ كتاب الوقف ـ قبل مطلب في شرط واقف الكتب أن لا تعار إلا برهن .

Maktaba Tul Ishaat.com

ناجائز دباؤ ڈالتا ہے:

(ب) بعد نماز عشاء کوئی نمازی مسجد میں اگر کچھ پڑھنا چاہے؛ تو اس کو مسجد سے نکال دیتا ہے۔

(ج) اہل محلّہ مسجد میں مکتب قرآن شریف جاری رکھنا چاہتے ہیں؛ لیکن وہ نہیں رہنے دیتا۔

(د) باوجود اوپر جگہ ہونے کے موسم گرما میں نیچے نماز پڑھواتا ہے جس سے نمازیوں کو از حد تکلیف ہوتی ہے۔

(ھ) باوجود یکہ دری چٹائی اچھی ہیں؛ لیکن ان کو بند کرادیتا ہے، اور پرانی وبوسیدہ چٹائیاں جن میں بو آتی ہے، اس پر نماز پڑھواتا ہے۔

(و) مسجد میں امام ایسا رکھا ہوا ہے، جس کو اہل محلّہ رکھنا نہیں چاہتے، اور سزا یافتہ بھی ہے، ایسی صورت میں نمازیوں کی نماز؛ مسجد مذکور میں ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اگر اہل محلّہ متولی سے مطالبات نہ کریں تو گنہگار تو نہیں ہوں گے؟ (۳۳۰۷/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: (الف وب) ایسا کرنا متولی مسجد کو جائز نہیں ہے، اور جو شخص کسی کو مسجد میں ورد، اوراد پڑھنے سے منع کرے؛ اس کو قرآن شریف میں باری تعالیٰ نے بڑا ظالم فرمایا ہے: كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا الآية(۱)

(ج) لڑکوں کو مسجد میں تعلیم دینا مکروہ ہے، لہٰذا اس بارے میں منع کرنے والا حق پر ہے۔ قال علیه الصلوة والسلام: جَنِّبُوْا مَسَاجِدَكُمْ صِبْيَانَكُمْ وَمَجَانِيْنَكُمْ (۲)

(د) گرمی کی وجہ سے اگر مقتدی مسجد کے اوپر نماز پڑھنا چاہیں تو متولی کو روکنا جائز نہیں ہے، اور متولی کو روکنے کا حق شرعاً نہیں ہے۔

(ھ) جب کہ وہ چٹائیاں پاک ہیں تو ان پر نماز پڑھنا جائز ہے؛ لیکن متولی کو نمازیوں کی راحت اور تکلیف کا خیال رکھنا لازم ہے۔

(و) اگر امام میں کچھ عیب ہے کہ جس وجہ سے نمازی اس کی امامت سے نفرت کرتے ہیں، تو اس

---

(۱) سورہ بقرۃ: آیت ۱۱۴

(۲) عن واثلة بن الأسقع أن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال جنبوا مساجدكم صبيانكم ومجانينكم وشراءكم وبيعكم وخصوماتكم ورفع أصواتكم وإقامة حدودكم و سل سيوفكم و اتخذوا على أبوابها المطاهر وجمروها فی الجمع (سنن ابن ماجه: ۵۴ باب ما يكره فی المساجد)

Maktaba Tul Ishaat.com

کوامام ہونا مکروہ ہے، مگر نماز اس کے پیچھے ادا ہوجاتی ہے، اوراگر بلاوجہ نمازی اس سے ناراض ہیں تو قصور نمازیوں کا ہے، نماز اس کے پیچھے بلاکراہت جائز ہے؛ اورجس شخص کوکسی جرم میں سزا ہوچکی ہے، اوروہ سزایافتہ ہے؛ اس کے پیچھے بعدتوبہ کے نماز بلاکراہت جائز ہے، بہرحال نماز اس مسجد میں جائز ہے، اورمطالبہ نہ کرنے کی صورت میں نمازی گنہگار نہ ہوں گے، اورمتولی کوبھی اپنے اختیارات شرعی سے تجاوز کرنا جائز نہیں ہے۔فقط

فاسق وفاجر مسجد کا متولی ہوسکتا ہے یانہیں؟

سوال: (۱۶۶) ایک شخص قریب جامع مسجد میں رہتا ہے، اورفسق وفجوراورشراب خواری واغلام بازی میں مبتلا ہے، اور ہرفرد بشر اس کے افعال ناقصہ سے واقف ہے؛ کیوں کہ افعال مذکورہ کھلم کھلا کرتا ہے، اورڈاڑھی بھی منڈاتا ہے، ایسا شخص مہتمم جامع مسجد رہ سکتا ہے یانہیں؟ اورایسے شخص سے مراسم رکھنا جائز ہے یانہ؟ (۱۰۷۰/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: متولی اورمہتمم کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ کارتولیت کوخود یابذریعہ دوسرے لوگوں کے اچھی طرح کرسکے، اورکراسکے اورخائن نہ ہو، اورفاسق کومتولی اورمہتمم بنانا لائق نہیں ہے۔اور واضح ہو کہ بلاشہادت شرعیہ چشم دید کے ایسے اتہامات کسی مسلمان پرنہ لگانا چاہیے، اورشہادت شرعیہ سے ثابت ہونا توایسے امورکا بہت دشوار ہے، لہٰذا تہمت لگانے والے مستحق حدوتعزیر واثم ہوجاتے ہیں۔فقط

محرم میں پٹہ کھیلنے والا مسجد کا متولی نہیں ہوسکتا

سوال: (۱۶۷) جوشخص اپنے شاگردوں کے ساتھ محرم کو پٹہ کھیلتا ہو، اورمع ڈھول اور باجہ کے گھومتا ہو، اور پٹہ اورجھنڈے والے اس کواپنا استاد مانتے ہوں؛ تووہ شخص متولی مسجد ہوسکتا ہے یانہیں؟ اوروہ شخص ارکان اسلام سے واقف نہیں ہے؟ (۸۸۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: ایسا شخص متولی رکھنے کے قابل نہیں، اوراس کوتولیت سے علیحدہ کرکے کسی صالح امانت دارکومتولی بنانا چاہیے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

شیعہ مذہب والاسنیوں کا متولی نہیں ہوسکتا

سوال: (۱۶۸) ایک شخص کو منجانب سرکار کسی مسجد کے اوقاف کا متولی بنایا گیا کہ جو مذہب حنفی رکھتا تھا، اور اہل سنت والجماعت رکھتا تھا، مدت تک وہ تولیت اس کی اولاد میں رہتی رہی، اب متوفی مذکور کی اولاد شیعہ ہوگئی، اور مسجد میں تمام مقتدی اہل تسنن ہیں؛ اس صورت میں شیعہ عقیدہ کے خطیب یا امام کی اطاعت واقتداء جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر بوجہ اسناد شاہی کہ جو اس کے پاس موجود ہوں دعوی خطابت و امامت کا کرے وہ دعوی مسموع ہوگا یا نہیں؟ (۱۲۰/۱۳۳۵ھ)

الجواب: کتب فقہ میں تصریح ہے: مراعاة غرض الواقفين واجبة (۱) پس ظاہر ہے کہ اہل سنت والجماعت شیعہ مذہب کو متولی وامام وخطیب مقرر نہیں کرسکتا ہے، لہٰذا شیعہ مذہب شخص کو کوئی حق تولیت وغیرہ کا نہیں ہے، اور دعوی اس کا باطل ہے اور غیر مسموع ہے۔ فقط واللہ اعلم

سودخور اور رشوت خور کو اوقاف کا متولی یا مہتمم بنانا

سوال: (۱۶۹) سودخوار اور راشی کو اوقاف کا متولی یا مہتمم بنانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۱۱۶/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اگر وہ وقف کی آمدنی میں خیانت نہ کرے، اور کوئی خیانت اس کی مال وقف میں ثابت نہ ہو تو وہ شخص متولی اور مہتمم مسجد ومدرسہ وغیرہ کا ہوسکتا ہے، اور رہ سکتا ہے؛ کیونکہ خائن کی تولیت کو فقہاء نے منع فرمایا ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ ایسے شخص کو بھی متولی نہ بنایا جائے جو کہ سودخوار ہو یا رشوت لیتا ہو، کسی صالح شخص کے سپرد یہ کار خیر کیا جائے۔

سٹے باز اور جواری کو اوقاف کا متولی، ناظم یا معتمد بنانا

سوال: (۱۷۰) ایک شخص باوجود مسلمان ہونے کے دعویٰ کرتا ہے کہ میں سٹے کا کام؛ جو اکثر چاول کی تجارت کے متعلق خرید وفروخت میں بطور ہار جیت کے ہوتا ہے کرتا ہوں، اور قمار بازی میرا کام ہے؛ ایسے شخص کو کسی مذہبی معاملہ میں مختار کرنا اور اوقاف کا متولی یا ناظم ومعتمد بنانا شرعًا کیسا ہے؟ (۱۱۶۳/۱۳۴۳ھ)

---

(۱) ردالمحتار ۶/۵۲۱ كتاب الوقف ـ مطلب مراعاة غرض الواقفين واجبة الخ .

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: درمختار میں ہے: وينزع وجوبًا (بزازية) لو الواقف (درر) فغيره بالأولٰى غير مأمؤن أو عاجزًا أو ظهر به فسق كشرب خمر ونحوه فتح أو كان يصرف ماله فى الكيمياء الخ وإن شرط عدم نزعه الخ (۱) اورعلامہ شامی نے اسعاف سے نقل کیا ہے: قال فى الإسعاف: ولايولى إلا أمين قادر بنفسه أو بنائبه، لأن الولاية مقيدة بشرط النظر، وليس من النظر تولية الخائن، لأنه يخل بالمقصود، وكذا تولية العاجز لأن المقصود لايحصل به، إلى أن قال وقالوا: من طلب التولية على الوقف لايعطى له، وهو كمن طلب القضاء لايقلد اهـ والظاهر أنها شرائط الأولوية لاشرائط الصحة الخ وأن الناظر إذا فسق استحق العزل ولاينعزل كالقاضى إذا فسق (۲)

ان عبارات سے واضح ہوا کہ اوقاف کی تولیت کے لیے ایسے شخص کو منتخب کیا جائے جو صالح وامانت دار ہو، اور تولیت کے کام کو اچھی طرح سے کرسکتا ہو، اور اسعاف کی عبارت سے صراحۃً یہ بھی معلوم ہوا کہ اصل تولیت کے باب میں متولی کا امانت دار ہونا اور تولیت کے کام پر قادر ہونا ہے، اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ یہ شرائط اولویت کے ہیں اگر کوئی متولی فاسق ہوگیا تو وہ مستحق عزل ہے، لیکن وہ معزول نہیں ہوا، اسی طرح اگر طالب تولیت کو متولی بنادیا گیا تو وہ متولی ہوجائے گا، اور یہ جو کچھ مذکور ہوا اس صورت میں ہے کہ ابتداءً کسی کو متولی بنایا جائے تو اس میں ان شرائط کا ہونا بہتر ہے، لیکن اگر کوئی شخص پہلے سے متولی ہے تو تاوقتیکہ اس سے خیانت مال وقف میں ظاہر نہ ہو، اور بدانتظامی مصارف اوقاف میں ثابت نہ ہو، اس وقت تک اس کو معزول نہ کیا جائے گا جیسا کہ درمختار میں ہے: فلو مأمونًا لم تصح تولية غيره الخ (۳) اور شامی میں ہے: لايجوز للقاضى عزل الناظر المشروط له النظر بلا خيانة، ولو عزله لايصير الثانى متوليًا الخ وذكر المرحوم الشيخ شاهين عن الفصل الأخير من جامع الفصولين: إذا كان للوقف متولٍ من جهة الواقف أو من جهة غيره من القضاة، لايملك القاضى نصب متولٍ آخر بلا سبب موجب لذلك وهو ظهور خيانة الأول أو شئ آخر اهـ قال: وهذا مقدم على ما فى القينة الخ وكذا الشيخ خير الدين أطلق فى عدم صحة عزله بلا خيانة الخ (۳) (شامی ۳/۳۸۶)

---

(۱) الدرالمختار مع الشامى ۶/۴۵۲-۴۵۴ كتاب الوقف ـ مطلب : يأثم بتولية الخائن .

(۲) ردالمحتار ۶/۴۵۳ كتاب الوقف ـ مطلبٌ فى شروط المتولى .

(۳) الدرمع الرد ۶/۴۵۴ كتاب الوقف ـ مطلب فى عزل الناظر .

Maktaba Tul Ishaat.com

الحاصل ان عبارات سے واضح ہے کہ کوئی متولی بدون خیانت کے معزول نہ کیا جائے گا، اور اصل تولیت میں یہی ہے کہ امانت دار ہو، اور مال وقف کو ضائع نہ کرتا ہو، اور فسق کو جو موجب عزل کہا ہے وہ بھی اسی وجہ سے ہے کہ مال وقف کے ضائع ہونے کا خوف ہو؛ جیسا کہ عبارت درمختار: أو يصرف ماله في الكيمياء وغیرہ سے ظاہر ہے۔ فقط

الجواب صواب: فی الواقع تولیت مساجد واوقاف کے لیے متدین اور امین لازم ہے، لیکن رکن ولایت کا یہی ہے کہ مفوضہ امور میں خیانت نہ کرتا ہو؛ جیسے باب شہادت اور عدالت میں امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ مروت والے کی شہادت قبول کی جائے؛ یعنی جو اپنی حیثیت کی وجہ سے جھوٹ نہ بولتا ہو، بقیہ شرائط سے اغماض کیا جائے، علی ہذا اگر کوئی متولی خائن نہیں تو اسے معزول نہیں کر سکتے، عدالت کے باب میں ان ہی جیسے امور پر تعامل اور عمل جاری ہے۔ محمد انور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح: خاکسار سراج احمد رشیدی — الجواب صحیح: بندہ محمد مرتضی حسن

الجواب صواب: محمد اعزاز علی — الجواب صحیح: محمد رسول خان

الجواب صحیح: بندہ محمد شفیع — الجواب صواب: میرک شاہ

شرابی اور زانی کو متولی اور پیشوا بنانا

سوال: (۱۷۱) کوئی شخص مشہور شراب خوار ہے، اور زنا کار ہے، اور اپنے فرزند کو کسبی خانہ میں پرورش کراتا ہے؛ تو اس کو متولی مسجد رکھنا، اور مجلس پنچایت میں صاحب الرائے بنانا جائز ہے یا نہ؟ (۴۴/۴۵۳-۱۳۴۵ھ)

الجواب: کسی کو متولی بنانے کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ خائن نہ ہو، اور تولیت کے کام کو خود یا بہ ذریعہ اپنے نائب کے انجام دے سکے، پس اگر کسی شخص میں یہ امر موجود ہے تو وہ متولی مسجد وغیرہ کا ہو سکتا ہے؛ لیکن مناسب یہ ہے کہ فاسق شراب خوار وزانی کو متولی مسجد وغیرہ نہ بنایا جاوے، اور کسی مجلس کا رئیس اور صاحب الرائے اور مقتدا اس کو نہ بنایا جاوے؛ کیوں کہ اس میں اس کی تعظیم ہے، اور فاسق واجب الاہانت ہے، اور تعظیم اس کی حرام ہے۔ كماحققه الشامي في علة كراهة إمامة الفاسق (۱)

(۱) وأما الفاسق: فقد علّلوا كراهة تقديمه بأنه لايهتم لأمر دينه، وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه، وقد وجب عليهم إهانته شرعًا (ردالمحتار ۲/۲۵۵ كتاب الصلاة – قبيل مطلب: البِدعة خمسة أقسامٍ)

Maktaba Tul Ishaat.com

غاصب وشرابی اور خائن کو مسجد کا منتظم بنانا

سوال: (۱۷۲) زید نہ متشرع ہے نہ محتاط؛ بلکہ مساکین کا مال غصب کر لیتا ہے شراب خور ہے، مساجد اور رفاہ عام کے کاموں کے لیے چندہ کرتا ہے، اور بیشتر حصہ کھا جاتا ہے، اور اس کی خیانت کے ثبوت بہ قاعدہ شرعیہ موجود ہیں، باوجود اس کے یہ شخص ایک مسجد کا منتظم بننا چاہتا ہے، لوگ اپنی آبرو کے خیال سے خائف رہتے ہیں؛ ایسی صورت میں اس کو منتظم مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں؟ مسجد کے متعلق ایک قطعہ اراضی جو تخمیناً مالیتی پندرہ سولہ ہزار روپے کا ہے، اس کو بھی خورد و برد کرنے کی نیت ہے؟ (۱۷۶۷/۱۳۳۷ھ)

الجواب: شامی میں اسعاف سے منقول ہے: ولا یولی إلا أمین قادر بنفسه أو بنائبه، لأن الولایة مقیدة بشرط النظر، ولیس من النظر تولیة الخائن، لأنه یخل بالمقصود الخ (۱) (۳/۳۸۵) یعنی حاصل یہ ہے کہ نہ متولی و مہتمم بنایا جائے، مگر شخص امانت دار جو خود یا بذریعہ اپنے نائب کے امانت داری کے ساتھ کاروبار و انتظام تولیت کر سکتا ہو، اس لیے کہ متولی بنانا، اور انتظام اوقاف کسی کے سپرد کرنا، مقید ہے؛ اس شرط کے ساتھ کہ وقف کا نفع ہو اور آمدنی مصارف وقف میں باحتیاط و امانت داری صرف ہو، اور وقف کی رعایت و نگہداشت اس میں نہیں ہے کہ خائن کو متولی بنا دیا جائے؛ کیوں کہ یہ امر مقصود میں مخل ہے۔

خائن شخص کو وقف کا متولی بنانا درست نہیں

سوال: (۱۷۳) خائن شخص کو متولی بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو لوگ اس کے متولی بنانے میں سعی کریں ان کا کیا حکم ہے؟ (۷۶۱/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: فاسق اور خائن کو متولی بنانا جائز نہیں ہے، بلکہ اگر خائن شخص پہلے سے متولی ہو تو اس کو معزول کیا جاوے، پس جو لوگ خائن کے متولی بنانے میں سعی کریں وہ بھی عنداللہ خائن اور عاصی ہیں، اور معاونت معصیت میں معصیت ہے: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ الآیة (۲)

---

(۱) ردالمحتار ۶/۴۵۳ کتاب الوقف – مطلب فی شروط المتولی. (۲) سورۂ مائدہ: آیت:۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

سوال: (۱۷۴) زید نے ایک عالیشان عمارت تعمیر کر کے بنام مدرسہ نامزد کر کے ایک مدرسہ مستقل جاری کیا، بعدہ منجملہ اپنی زمین داری کے دوموضع مصارف مدرسہ مذکورہ کے واسطے وقف کر کے وقف نامہ باضابطہ مرتب کر کے رجسٹری سے مکمل کرادیا، اہتمام وانتظام مدرسہ کے لیے چند ممبران کو نامزد کر کے تولیت مدرسہ کے متعلق یہ فقرہ تحریر کیا، ''متولی جائداد موقوفہ کا تاحیات میں خود رہوں گا، اور بعد میرے اگر جانشین کو منتظمین و مہتممین لائق سمجھیں تو اس کو متولی مقرر کریں، اتفاق یا کثرت رائے پر کام چلتا رہے'' بعد تحریر وقف نامہ زید بانی مدرسہ فوت ہوا، مسمی عمر پسر زید نے جانشین ومنجانب ممبران مدرسہ متولی مقرر ہوکر مثل اپنے پدر کے انتظام مدرسہ جاری رکھا، اور مسمی صالح اپنے ہم جدی کو ناظم مدرسہ مقرر کر کے انتظام مدرسہ کا اس کے سپرد کیا، صرف خاص اختیارات اپنے متعلق رکھے، مسمی صالح نہایت متدین اور ہر کام میں قابل اور بہت ہی نیک سمجھ بوجھ کا ذی استعداد شخص ہے، اب مسمی عمر فوت ہوا، بکر نامی ایک پسر جوان ہے، مگر بکر کی یہ کیفیت ہے کہ وفور طمع میں اتنا بھی صبر نہ کرسکا کہ اپنے معاملات میں نشیب وفراز پر کچھ نظر غور کرتا، فاتحہ سیوم کے بعد ہی ہمراہ دیگر زمین داران کے مواضع موقوفہ کو ترکہ عمر قرار دے کر وراثۃً درخواست داخل خارج دے کر عدالت میں بیان کیا کہ ''چند اشخاص خودغرض نے میرے دادا زید کو اغواء کر کے وقف نامہ تحریر کرادیا تھا، مگر عمل درآمد مطابق وقف نامہ کے نہیں ہوا الخ''

اس صورت میں بکر کو متولی بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اور صالح جو متولی سابق مذکور ہے اس کا متولی بنانا کیسا ہے؟ (۱۹۸۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس صورت میں بکر کو متولی بنانا درست نہیں ہے، اور صالح کو متولی بنانا جائز بلکہ ضروری ہے قال فی الدرالمختار: وينزع وجوبا (بزازية) لو الواقف (درر) فغيره بالأولى غير مأمون الخ (۱) (درمختار) قال فی الإسعاف: ولا يولى إلا أمين قادر بنفسه أو بنائبه، لأن الولاية مقيدة بشرط النظر، وليس من النظر تولية الخائن، لأنه يخل بالمقصود الخ (۲) (شامی) اور بکر کی نیت کا فساد اور اس کا خائن ہونا اس کے دعوی ملکیت سے ظاہر ہو چکا، اس کے بعد اس کا متولی بنانا کسی طرح درست نہ ہوگا قال فی الشامی: وأن امتناعه من التعمير ديانة؛ وكذا لو باع الوقف

(۱) الدرمع الرد ۶/۴۵۲-۴۵۳ كتاب الوقف – مطلب فيما يُعْزَلُ به النَّاظرُ .

(۲) ردالمحتار ۶/۴۵۳ كتاب الوقف – مطلب فی شروط المتولی .

Maktaba Tul Ishaat.com

أو بعضه أو تصرف تصرفا غيرجائز عالمًا به الخ (۱)

تنبيه: إذا كان ناظرا على أوقاف متعددة وظهرت خيانته في بعضها أفتى المفتي أبوالسعود: بأنه يعزل من الكل،قلت: ويشهد له قولهم في الشهادة، أن الفسق لايتجزى، وفي الجواهر: القيم إذا لم يراع الوقف يعزله القاضي، وفي خزانة المفتين:إذا زرع القيم لنفسه يخرجه القاضي من يده، قال البيري: يؤخذ من الأول: أن الناظر إذا امتنع من إعارة الكتب المو قوفة كان للقاضي عزله، ومن الثاني:لو سكن الناظردارالوقف ولو بأجرالمثل له عزله،لأنه نص في خزانة الأكمل:أنه لا يجوز له السكنى ولو بأجرالمثل الخ(۲)(شامی)

الحاصل ان عبارت اوران کی امثال سے بکر کا لائق تولیت نہ ہونا ظاہر ہے اور صالح کی تولیت صحیح ہے۔

واقف اور متولی کو یہ حق نہیں کہ خائن کو متولی بنائیں

سوال:(۱۷۵) زید متولی ایک وقف کا ہے، اور عمر نائب متولی تھا، اس نے خیانت کی جس سے سزا پائی، زید نے عمر کو اپنے بعد متولی مقرر کرنے کی تجویز کی۔ سوال یہ ہے:

(الف) آیا عمر اس صورت میں متولی ہوسکتا ہے؟

(ب) آیا زید اس تولیت کی تجویز میں گنہ گار ہوا؟

(ج) کیا حکام کو زید کی تجویز رد کرنی چاہیے؟

(د) اگر زید کی تجویز کے موافق عمر متولی ہوگیا ہے تو اس کا معزول کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

(۱۰۹۸/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب:قال في الدرالمختار:وينزع وجوبًا (بزازية)لوالواقف(درر)فغيره بالأولى غيرمأمون أوعاجزًا أوظهربه فسق كشرب خمرونحوه الخ وإن شرط عدم نزعه(۳)شامی میں ہے: قال في الإسعاف: ولايولى إلا أمين قادر بنفسه أو بنائبه، لأن الولاية مقيدة بشرط النظر، وليس من النظر تولية الخائن (۴)(۳/۳۸۵)

(۱) الشامي ۶/۴۵۲ كتاب الوقف – مطلب : يأثم بتولية الخائن .

(۲) ردالمحتار ۶/۴۵۲ كتاب الوقف – مطلب فيما يُعْزَل به النَّاظرُ .

(۳) الدر مع الرد ۶/۴۵۲–۴۵۳ كتاب الوقف – مطلب : يَأْثم بتوليةِ الخائن .

(۴) ردالمحتار ۶/۴۵۳ كتاب الوقف – مطلب في شروط المتولي .

Maktaba Tul Ishaat.com

ان عبارات سے ظاہر ہے کہ صورت مسئولہ میں جب کہ عمر کی خیانت معلوم ہوئی اس کو متولی بنانا ناجائز ہے، اور زید کو حق اس کے متولی بنانے کا نہیں ہے کہ خود واقف کو بھی یہ حق نہیں ہے کہ خائن کو متولی بنائے، حکام کو زید کی تجویز باطل کر دینی چاہیے، اور بالفرض اگر عمر متولی بنا دیا جائے، اور خیانت اس کی محقق ہو تو اس کو معزول کرنا لازم ہے۔ فقط

خائن متولی کو علیحدہ کرنے میں فتنہ وفساد ہو تو سکوت بہتر ہے

سوال: (۱۷۶) زید کے مورث اعلی نے ایک مسجد بنوائی، اور اس کے متعلق کچھ زمین بھی وقف کر دی، عرصے سے اس مسجد میں امام مقرر تھے، بعدہ زید نے اپنی رائے سے امام کو علیحدہ کر دیا، امام کے موافق جو لوگ کثیر التعداد تھے انہوں نے برائے رفع فساد دوسری مسجد بنائی، اس کے بعد اب تک کوئی امام مسجد مذکور میں مقرر نہیں ہوا، پھر زید نے اپنی رائے سے ایسے شخص کو امام مقرر کیا جو ہرگز اس قابل نہیں تھا، ہم لوگوں کو ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو شخص مسائل سے زیادہ واقف ہو، اس کی نماز امام مذکور کے پیچھے ادا ہو گی یا نہیں؟ زید مسائل حاضرہ کا مخالف ہے، اور مسجد کی آمدنی اپنے تصرف میں لاتا ہے وہ لائق متولی رہنے کے ہیں یا نہیں؟ (۹۶۷/۱۳۴۰ھ)

الجواب: نماز اس مسجد میں اس امام کے پیچھے جس کو زید نے مقرر کیا ہے ہو جاتی ہے، اور جو شخص مسائل سے زیادہ واقف ہے اس کی نماز بھی ہو جاتی ہے، نااتفاقی بری چیز ہے، اور فتنہ وفساد سے بچنا ضروری ہے، زید اگرچہ فاسق ہے اور لائق متولی رہنے کے نہیں ہے، لیکن اگر اس کو علیحدہ کرنے میں فتنہ وفساد ہے تو سکوت بہتر ہے، اور اگر بہ سہولت بدون فساد کے کسی دین دار شخص کے سپرد انتظام مسجد ہو سکے تو بہت اچھا ہے ورنہ سکوت کرنا چاہیے، جہاں تک ہو سکے بہ نرمی و بہ تلطف واتفاق باہمی کام کرنا چاہیے کَمَا قَالَ اللّٰہ تَعَالٰی: اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِا لْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ الآیة(۱) فقط

سرکاری آدمیوں کو وقف کا متولی بنانا

سوال: (۱۷۷) زید چاہتا ہے کہ ایک وقف پچاس ساٹھ لاکھ کا کر دوں؛ جو ایک یتیم خانہ ہو، جس میں مسلمان بچوں کو دینی تعلیم دی جائے، ان کی جملہ ضروریات کا انتظام پندرہ سولہ سال تک کیا جائے؛

(۱) سورۂ نحل: آیت: ۱۲۵۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اس کے لیے ایک بہت بڑے مکان اور زمین کی ضرورت ہے، وہ سرکار سے بہ طریق امداد لی جاوے، اور اس پر واقف اپنی طرف سے عمارت تیار کرادے، اسی طرح پچاس ہزار روپے بطریق امداد لینا چاہتا ہے، اور دو آدمی سرکاری بھی متولیوں میں شامل کرنا چاہتا ہے؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۸۰۵/۱۳۳۹ھ)

الجواب: نیک کاموں کے لیے وقف کرنا کارِ ثواب ہے، لیکن سرکار سے زمین وامداد مذکور لینا، اور سرکاری ممبر ومتولی بنانا، اور ان کو دخیل کرنا درست نہیں ہے؛ اگر ثواب کے لیے یہ کام کرنا ہے تو خالص اللہ کے واسطے کرنا چاہیے، اور کافروں سے کسی قسم کی امداد اور ان کی شرکت نہ کرنی چاہیے۔

فاسق کی تولیت درست نہیں

سوال: (۱۷۸) زید نشہ بازی کرتا ہے، تارک صلوۃ ہے، اور متقی حضرات پر لغو ناشائستہ بہتان بہ لحاظ بغض وعداوت کرتا ہے، اور رافضن سے نکاح کیا ہے؛ حالاں کہ وہ عورت اپنے مذہب کی پابند ہے؛ تو ایسا شخص کسی بزرگ کی درگاہ کا سجادہ یا متولی شرعًا ہوسکتا ہے یا نہ؟ اور ایسے شخص کو کیا سزا ہونی چاہیے؟ (۲۸۹۰/۱۳۴۱ھ)

الجواب: ایسا شخص اگر تائب نہ ہو تو وہ مستحق تعزیر ہے، اور سجادہ ومتولی بننے کے قابل نہیں ہے۔

فی الدر المختار: و ینزع وجوبًا (بزازیة) لو الواقف (درر) فغیرہ بالأولی غیر مامون أو عاجزًا أو ظهر به فسق کشرب خمر الخ (۱)

دروغ گو اور غاصب کو متولی اور مہتمم بنانا

سوال: (۱۷۹) جو شخص منہیات شرعیہ کا مرتکب ہو: مثلاً لین دین سود، دروغ گوئی اور حقوق مسلمین کا غاصب ہے، ایسا شخص تولیت مسجد و اہتمام امور مذہبی کا استحقاق رکھتا ہے یا نہیں؟ عامۃ المسلمین کو شرعًا ایسے شخص سے کس قسم کے تعلقات رکھنے چاہیے؟ (۱۷۳۶/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: ایسا شخص متولی ومہتمم مسجد اور اوقاف مسجد ہونے کے لائق نہیں ہے، متولی دیانت دار متبع شریعت ہونا چاہیے، ایسے شخص کو جس کا ذکر سوال میں ہے، تولیت واہتمام مسجد اور اوقاف مسجد سے

(۱) الدرمع الرد ۶/۴۵۲-۴۵۳ کتاب الوقف – مطلب : یأثم بتولیة الخائن .

Maktaba Tul Ishaat.com

علیحدہ کردیا جائے، اور جب تک وہ ان افعال شنیعہ سے توبہ نہ کرے مسلمانوں کو اس سے قطع تعلق کردینا چاہیے۔ فقط

متولی کے چند تصرفات کا حکم

سوال: (۱۸۰).....(الف) متولی وقف کو مال وقف سے ملازمان وقف کو تنخواہ پیشگی شش ماہ کا دینا؟

(ب) مال وقف اور قرض اپنے صرف میں لاکر پھر ادا کردینا؟

(ج) مال وقف سے کسی برادر مسلمان کو قرض دینا؟

(د) کتب وقف ایک مدرسہ خاص کی دوسری جگہ دینا؟

(ھ) متولی دو وقف کو ایک وقف کا مال دوسرے میں خرچ کرنا؟

(و) تعمیر مکان وقف کے واسطے بہ مشورہ مسلمین قرض لینا مذہب حنفیہ میں جائز ہے یا نہیں؟

(۴/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: (الف) متولی اگر مصلحت سمجھے تو پیشگی تنخواہ دینے میں کچھ حرج نہیں ہے، اور ضائع ہونے کا اندیشہ نہیں ہے تو کچھ حرج نہیں ہے۔

(ب) اپنے صرف میں بطور قرض مال وقف کو لانا جائز نہیں ہے؛ اگر ایسا کیا تو ادا کرنا اس کا ضروری ہے۔

(ج) مال وقف سے کسی برادر مسلمان کو قرض دینا جائز نہیں ہے۔

(د) کتب وقف جو کسی خاص مدرسہ کے لیے وقف ہیں، بلا اجازت واقف دوسرے مدرسہ میں مستعار دینا درست نہیں ہے۔

(ھ) دو وقف کے متولی کو ایک وقف کا مال دوسرے وقف میں صرف کرنا بہ صورت اختلاف واقف، واختلاف جہت، درست نہیں ہے؛ جیسا کہ درمختار میں اس کی تصریح موجود ہے۔

(و) تعمیر کی اگر ضرورت ہے تو بہ مشورۂ مسلمین اس کے لیے قرض لینا درست ہے وقیل: تجوز مطلقًا للعمارة(۱) چوں کہ وجود قاضی اس زمانہ میں نہیں ہے لہٰذا اس روایت پر عمل کرنا درست ہے۔

(۱) الشامی ۶/۵۱۴ کتاب الوقف – مطلب فی الاستدانة علی الوقف .

Maktaba Tul Ishaat.com

فاقہ کشی کے وقت متولی، وقف کی آمدنی اپنی ذات پر خرچ کرسکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۸۱).....(میں ایک وقف کا متولی ہوں) خدانخواستہ اگر کسی وقت میں نوبت فاقہ کشی پہنچے تو آمدنی موقوفہ بہ ذات خاص صرف کرسکتا ہوں یا نہیں؟ (۲۳۱۱/۱۳۳۷ھ)

الجواب: بہ طریق قرض لینا حسب ضرورت درست ہے۔ فقط

وقف کا متولی وقف کی آمدنی سے حق محنت لے سکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۸۲) متولی اپنا حق المحنت وقف کی آمدنی سے لے سکتا ہے یا نہیں؟ (۲۳۱۱/۱۳۳۷ھ)

الجواب: اگر واقف نے کچھ حق المحنت متولی کا مقرر کیا ہے تو لینا درست ہے، ورنہ اگر ضرورت ہے تو عام مسلمانوں کی رائے اور اطلاع سے حسب گنجائش حق المحنت متولی کو دیا جاسکتا ہے۔

کام کیے بغیر متولی کو اجرت لینا درست نہیں

سوال: (۱۸۳).....(الف) ایک متولی وقف، اجر مثل مقررہ واقف تہائی کھاتا ہے اور کوئی کام وقف کا نہیں کرتا؛ یہ لینا کیسا ہے؟

(ب) متولی یہ بھی چاہتا ہے کہ چھ ماہ زیادہ کی اجرت مثل مقررہ پیشگی لے لے، یہ کیسا ہے؟ (۲۱۴۰/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: (الف) واقف نے اگر یہ شرط کی تھی کہ متولی کو اجر مثل دیا جائے تو جس قدر وہ کام کرے اس کا اجر مثل اس کو ملنا چاہیے، بدون کام کیے اس کو کچھ لینا درست نہیں ہے، الغرض شرط واقف کی رعایت ضروری ہے۔

(ب) جب وہ کام ہی نہیں کرتا تو اس کو نہ پیشگی لینا درست ہے، نہ بعد میں لینا درست ہے۔

متولی؛ وقف کا مال اپنی ضرورت میں خرچ کرسکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۸۴) متولی مال وقف میں سے اپنی ضروریات میں خرچ کرسکتا ہے یا نہیں؟ (۱۵۳۹/۳۳-۱۳۳۴ھ)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: متولی کو بلاشرط واقف اپنے لیے مال وقف سے لینا اور صرف کرنا درست نہیں ہے۔

متولی کا مسجد کی آمدنی کو اپنی ذاتی ضرورت میں صرف کرنا

سوال: (۱۸۵) ایک شہر میں ایک مسجد کے نیچے دکانیں ہیں، ان کی آمدنی جو مسجد کے اخراجات سے زائد بچتی ہے، اس کو متولی اپنے ذاتی تصرف میں اٹھاتا ہے، اور خرچ کرتا ہے، ایسا کرنا صحیح ہے اور جائز ہے؟ کیا حکم ہے؟ (۵۹۹/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: متولی مذکور کو یہ چاہیے تھا کہ تمام آمدنی مسجد کی دکانات وغیرہ کی، اس مسجد کی ضروریات میں صرف کرے، اور جو باقی رہے اس کو مسجد کے لیے باقی رکھے، اور اپنے ذاتی صرف میں لانا جائز نہیں ہے، اور اگر وہ ایسا کرے تو یہ خیانت ہے، اس متولی کو معزول کرنا چاہیے، اور مسلمانان اہل شہر اور اہل محلّہ اس وجہ سے اس کو معزول کر سکتے ہیں، اور دوسرے شخص کو متولی بنا سکتے ہیں، چاہے وہ بانی کی طرف سے متولی بنایا گیا ہو یا بعد میں متولی ہوا ہو، ہر دو صورت میں اس کو علیحدہ کر سکتے ہیں، اور حساب و کتاب سمجھ سکتے ہیں، مسلمانوں کو ایسی حالت میں اس میں مداخلت کرنا، اور حساب سمجھنا، اور درصورت ثبوت خیانت اس کو معزول کرنا ضروری اور لازم ہے؛ درمختار میں ہے کہ اگر خود بانی بھی ایسی خیانت کرے تو اس کو معزول کرنا چاہیے۔ متولی مذکور تو بالاولیٰ مستحق عزل ہے، اور اہل محلّہ کو مسجد کہنہ یا تنگ کو دوبارہ پختہ اور وسیع بنانا، اور پہلی مسجد کو بوجہ ضرورت مذکورہ منہدم کرنا بھی جائز ہے۔ فقط

متولی نے وقف کی اصلاح کے لیے جو رقم خرچ کی ہے اس کو وقف کی آمدنی میں سے لے سکتا ہے

سوال: (۱۸۶) اگر متولی اصلاح وقف کے لیے اور وقف کو غاصبین سے بچانے کی غرض سے اپنے مال میں سے صرف کرے تو آمدنی وقف سے اس صرف کو لے سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۵۰۷/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: جو کچھ صرف ہوا ہے اس کو آمدنی وقف سے لینا جائز ہے۔ فقط

متولی کا وقف کے مال سے ملازمین کو پنشن دینا

سوال: (۱۸۷) وقف سے متولی؛ ملازمین کو پنشن دے سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۱۰۳/۱۳۳۵ھ)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: بلاشرط واقف درست نہیں ہے۔لأن شرط الواقف كنص الشارع (۱)(درمختار)

متولی اور مہتمم کا وقف یا مدرسہ کی رقم کسی کو قرض دینا

سوال: (۱۸۸) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ متولی مال مدرسہ یا وقف، مدرس یا غیر مدرس کو قرض ادا کرنے کے واسطے قرض دے سکتا ہے یا نہیں؟ مدلل بیان فرمایا جاوے اور عنداللہ ماجور ہوں۔(۶۹۸/۱۳۳۵ھ)

الجواب: تصریحات فقہاء سے معلوم ہوتا ہے کہ نہیں دے سکتا ہے ردالمحتار کتاب القضاء میں ہے: لكنه أفتى فى وصايا الخير ية: بأن للوصى إقراض مال اليتيم بأمر القاضى أخذًا مما فى وقف البحر عن القنية، من أن للمتولى إقراض مال المسجد بأمر القاضى قال: والوصى مثل القيم لقولهم : الوصية والوقف أخوان الخ (۲) وفى الدرالمختار: لايقرض الأب ولو قاضيًا لأنه لا يقضى لولده ولا الوصى ولاالملتقط؛ فإن أقرضوا ضمنوا الخ اور شامی میں ہے: قوله ولاالوصى فلو فعل لايعد خيانةً فلا يعزل به (۲)

ان عبارات سے واضح ہے کہ متولی ومہتمم مساجد ومدارس کو بلا اذن قاضی قرض دینا مال وقف سے درست نہیں، اور اگر دیں گے تو بصورت عدم وصول، وہ ضامن اس رقم کے ہوں گے، اور شامی کے اس قول فلو فعل لايعد خيانةً سے یہ بھی معلوم ہوا کہ متولی وغیرہ کو یہ قرض نہ دینے کا اختیار بلا اذن قاضی بدیں معنی ہے کہ بصورت عدم وصول ان سے ضمان ساقط نہ ہوگا جیسا کہ قاضی وغیرہ سے ضمان ساقط ہے؛ نہ یہ کہ ایسا کرنے سے وہ خائن شمار ہوں گے۔

وقف کی آمدنی سے افطاری اور ختم قرآن پر شیرینی تقسیم کرنا

سوال: (۱۸۹) ایک مسجد کا مال موقوفہ یعنی دکانیں جن کی آمدنی مسجد کے اخراجات کو پورے طور پر کافی نہیں ہوسکتی تھی، لہٰذا اخراجات کو پورا کرنے کے واسطے مسلمانان شہر سے چندہ وصول کرکے ایک شخص کی زیرنگرانی عمارت جدید بناء سابقہ پر تیار ہوئی، بفضلہٖ تعالیٰ اس کی آمدنی اخراجات مسجد کو کافی

(۱) الدر مع الرد ۶/۵۰۸ كتاب الوقف – مطلب فى قولهم شرط الواقف كنص الشارع .

(۲) الدرمع الرد۸/۱۰۰-۱۰۱ كتاب القضاء – مطلب للقاضى إقراضُ مالِ اليتيمِ ونحوِه .

Maktaba Tul Ishaat.com

ہوتے ہوئے قدرے پس انداز ہوتا رہا، بایں سبب بعض جاہل اور ناخواندہ مہتموں نے رمضان المبارک میں ختم قرآن شریف کی شیرینی اور افطاری کا سامان اسی میں سے کیا، اب اس مسجد کی تولیت اور اہتمام کا کام ایسے لوگوں کے سپرد ہوا جو ان سے ذی علم ہیں، چنانچہ ختم کی شیرینی اور افطاری کا سامان اپنے پاس سے کرتے ہیں، ان کا یہ خیال ہے کہ اس رقم کو جو پس انداز ہوتی ہے، زمین افتادہ موقوفہ زیر مسجد میں ایک مدرسہ قائم وتعمیر کرایا جائے، اور اس آمدنی کو اس میں صرف کیا جائے، چنانچہ آج کل میں تعمیر شروع ہونے والی ہے۔

امسال بوجہ اغوائے شیطانی وہ شخص جس کی زیرنگرانی کچھ عرصہ تک یہ مسجد رہ چکی ہے، وہ یہ کہتا ہے کہ میری نگرانی کے زمانے میں آمدنی کی توسیع ہوئی ہے، لہٰذا مجھے حق حاصل ہے کہ ختم قرآن شریف کی شیرینی اور افطاری اسی سے کروں، یہاں کی افطاری کی یہ صورت ہے کہ مختلف قسم کی مٹھائی اور مختلف قسم کی اشیاء نمکین (ہوتی ہیں) اس میں شرکت کرنے والے نصف روزہ دار، اور نصف بے روزہ دار (ہوتے ہیں) روزہ داروں میں سے پچھتر فیصدی مرفہ الحال، تو پچیس غریب؛ اس صورت میں ختم کی شرینی اور افطار کا سامان مال موقوفہ سے کرسکتے ہیں یا نہیں؟ اور متولیان ومہتمان سابق بعد علیحدہ ہوجانے کے تولیت سے مال موقوفہ میں (تصرف کرنے کے) مجاز ہوسکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۹۸۲/۱۳۳۷ھ)

الجواب: اس صورت میں ختم قرآن شریف کی شیرینی اور سامان افطاری آمدنی وقف سے کرنا درست نہیں ہے۔ اور متولیان ومہتمان سابق بعد عزل کے مختار ومجاز مال موقوفہ کے صرف کرنے کے نہیں ہیں۔ فقط

واقف کی شرط کے مطابق متولی کا تصرف کرنا

سوال: (۱۹۰).....(الف) زید کی زوجہ نے مرضِ موت سے چھ سال قبل اپنے زوج زید سے کہا کہ ''کسی جگہ ایک نل لگوادو'' زوجہ نے اپنی جائداد کچھ وقف کی، کچھ ورثہ کو دی، زوج کو بھی دی، تین سال بعد زوجہ کا انتقال ہوگیا، بعد انتقال کے زید نے عمر کے مکان میں اپنے روپے سے نل لگوادیا اہل محلّہ کے واسطے، اور یہ کہہ دیا کہ ہر وقت تو کھلا نہ رہے؛ چونکہ وقف ہے، لہٰذا وقت معین پر کھلے، دیگر اوقات میں مقفل رہے؛ اب حسب اجازت زید عمر کو تصرف جائز ہے یا نہ؟

Maktaba Tul Ishaat.com

(ب) نل میں جو چمڑا صرف ہوتا ہے وہ عمر کرتا ہے تو عمر اس شرکت کی وجہ سے اپنی حسب رائے تصرف کرسکتا ہے یا نہیں؟ (۱۵۴/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: (الف) حسب اجازت زید عمر کو تصرف جائز ہے اور جس امر سے وقف کی حفاظت ہو اور اس کو نفع ہو اس کے جواز پر فتوی ہے۔

(ب) عمر اس شرکت کی وجہ سے بے شک حسب رائے خود تصرف کرسکتا ہے۔ فقط

متولی کو شرائط واقف کے مطابق تغییر وتبدیل کا اختیار ہے

سوال: (۱۹۱) مسماۃ ''سیدۃ النساء'' زوجہ احمد اللہ نے ایک وقف نامہ تحریر کیا، جس میں اپنی کل جائداد مقبوضہ کو وقف کردیا، اور اپنے بعد اپنے شوہر احمد اللہ کو اس جائداد موقوفہ کا متولی بنادیا؛ اب مسماۃ مذکورہ نے رحلت کی، اور اس کا شوہر جائداد موقوفہ کا متولی ہے، اس وقف نامہ میں پندرہویں شرط یہ ہے کہ خود واقفہ کو اپنی زندگی میں، اور بعد اس کے اس کے شوہر احمد اللہ متولی جائداد موقوفہ کو اختیار ہے کہ جو امور وشرائط مناسب معلوم ہوں، ان میں کمی بیشی، ترمیم واضافہ کردیں ـــــ متولی جائداد؛ یعنی احمد اللہ زوج مسماۃ واقفہ چاہتے ہیں کہ اولاد ذکور احمد حسین واکبر حسین کو اس جائداد کی آمدنی سے کچھ نہ دیں؛ اور وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم کو بہ موجب شرط پندرہویں کے اختیار ہے کہ جس شرط کو چاہیں رکھیں، جس کو چاہیں نکال ڈالیں؛ حالاں کہ آٹھویں شرط میں صراحت ہے کہ بعد ادائے خرچ متذکرہ ذیل، وصرفہ مکانات وغیرہ کے، بقیہ رقم اولاد ذکور احمد حسین کو، اور نصف اولاد اکبر حسین کے واسطے ان کے مصارف خورد ونوش و وظیفہ کے دے دی جاوے، واقفہ تا حیات خود اولاد مذکورین کو دیتی رہی، اور بعد واقفہ کے اس کا شوہر متولی بھی اولاد مذکورین کو دیتا رہا؛ لیکن چند روز سے بوجہ رنجش باہمی کے چاہتا ہے کہ اولاد اکبر حسین کو کچھ نہ دے۔

اب سوال یہ ہے کہ حسب شرط پندرہویں شیخ احمد اللہ کو اختیار جائز ہے کہ اولاد اکبر حسین واحمد حسین کو بقیہ آمدنی جائداد موقوفہ سے کچھ نہ دے، یا ایک کو کچھ نہ دے اور ایک کو دے، اور بہ زعم خود اس آٹھویں شرط کو بدل دے، یا اس شرط کے علاوہ دوسری شرائط میں تبدل وتغیر وترمیم واضافہ کا متولی کو اختیار حاصل ہے؟ کیونکہ آٹھویں شرط اگرچہ عنوانِ شرط سے بیان کی گئی ہے؛ لیکن درحقیقت وہ شرط نہیں

Maktaba Tul Ishaat.com

بلکہ اس میں مصارف کا ذکر ہے، جس سے بہ ظاہر یہ مفہوم ہوتا ہے کہ علاوہ اس آٹھویں شرط کے دوسری شرطیں بدل دینے کا اختیار متولی کو ہے۔ (۳۳۵/۱۳۳۵ھ)

الجواب: قال فی رد المحتار: وفی الإسعاف ولایجوز له أن یفعل إلاما شرط وقت العقد وفیه لو شرط فی وقفه أن یزید فی وظیفة من یری زیادته أو ینقص من وظیفة من یری نقصانه أو یدخل معهم من یری إدخاله أو یخرج من یری إخراجه جاز ثم إذا فعل ذٰلك لیس له أن یغیره لأن شرطه وقع علی فعل یراه فإذا رآه وأمضاه فقد انتهی ما رآه الخ (۱) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جب واقف نے اصل شرائط وقف میں تغیر وتبدیل کا اختیار رکھا ہے تو تغیر وتبدیل درست ہے، جس کے وظیفہ کو وہ چاہے موقوف کر کے دوسرے کو اس کی جگہ قائم کر سکتا ہے، اور جب کہ متولی کو بھی اس نے اختیار اس کا دیا ہے تو اس کو بھی اختیار تغیر وتبدیل کا ہے۔ فقط

متولی کا چندے کی رقم خرچ کر کے وقت ضرورت ادا کرنا

سوال: (۱۹۲) متولی چندہ دکان دار تاجر ہے، رقم چندہ جدا نہیں رکھتا، بلکہ مال میں داخل کر کے اپنے خرچ میں خرچ کر لیتا ہے، اور وقت ضرورت ادا کر دیتا ہے؛ آیا اس کو یہ اجازت ہے؟ آیا رقم چندہ کو علیحدہ رکھنا ضروری ہے؟ (۹۰۷/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: روایات فقہیہ سے ایسی اجازت ثابت نہیں ہوتی، البتہ خرچ کر لینے کے بعد فقہاء اس پر ضمان واجب کرتے ہیں؛ یعنی اگر متولی نے اس کو صرف کر لیا ہے تو اس پر ضمان اس کا واجب ہے، اور وہ رقم ادا کرنا اس کے ذمہ لازم ہے، بعد ادائے ضمان امید ہے کہ وہ مؤاخذہ سے بری ہو جائے۔ فقط

واقف تاحیات متولی رہ سکتا ہے

سوال: (۱۹۳).....(الف) زید نے مسجد کے احاطے میں ایک مسافر خانہ بنایا ہے جو کہ دو منزلہ ہے، اوپر میں مسافر رہتے ہیں، اور نیچے پختہ فرش ہے، عمر نے اس کے آس پاس ٹین لگا کر بطور دکانوں کے بنا دیا، اور کہا کہ اس کا کرایہ مسجد کے اخراجات میں صرف ہوگا، مگر بعد تیاری کہتا ہے کہ ہم اپنی خوشی کے موافق خرچ کریں گے، اور جماعت وزید کہتے ہیں کہ یہ کرایہ جماعت وہر سہ متولیان مسجد کے حوالہ کرو جو

(۱) الشامی ۶/۵۳۷ کتاب الوقف ـ مطلبٌ: لایجوز الرجوع عن الشروط .

Maktaba Tul Ishaat.com

ضرورت ہوگی اس میں خرچ کریں گے، آیا عمر کو اس پر مجبور کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

(ب) عمر اس مسجد کا ایک متولی منجملہ چار متولیوں کے ہے، اس مسافر خانے کے علاوہ چار دکانیں اور بھی تیار کی ہیں، وہ بھی جماعت و متولیان اپنی تحویل میں لینا چاہتے ہیں، عمر کہتا ہے: میں اپنی مرضی کے موافق خرچ کروں گا؛ کیا وہ لوگ عمر کو اس پر مجبور کر سکتے ہیں؟ (۱۱۹۹/۱۳۴۵ھ)

الجواب: (الف وب) دونوں صورتوں میں عمر خود کرایہ وصول کر کے خرچ کر سکتا ہے، جماعت وزید اس کو اس پر مجبور نہیں کر سکتے کہ عمر کرایہ سائبان و دکانات کو ان کے حوالے کرے، البتہ اپنی خوشی سے اگر وہ زید وغیرہ متولیان کے حوالے کرے تو یہ بھی جائز ہے؛ لیکن اس کو مجبور نہیں کر سکتے؛ کیوں کہ جن دکانوں کا اور سائبان ٹین کا عمر بانی ہے اس کی تولیت شرعًا عمر کو ہے جیسا کہ شامی میں بحر سے منقول ہے: قال فی البحر: قدمنا أن الولایة للواقف ثابتة مدة حیاته وإن لم یشترطها الخ(۱)

بیع نامے میں جس کا نام تحریر ہے وہ مسجد کی تولیت کا دعوی کر سکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۱۹۴) بوجہ دقّت نماز عام مسلمانوں کی یہ خواہش تھی کہ کوئی زمین حاصل کر کے، چندہ سے ایک مسجد تعمیر کی جائے، ایک شخص اس کام کے لیے آمادہ ہوا، اور ان کی کوشش بلیغ سے دو عورتوں نے اپنی زمین کا ایک قطعہ علیحدہ کر کے مسجد بنانے کے واسطے دیا، اور ایک فرضی بیع نامہ بغرض تبدیل قبضہ ایک شخص کے نام ـــــ جو ایک انجمن اسلامیہ کا ممبر ہے ـــــ بنابر تعمیر مسجد کر دیا، بیع نامہ میں لفظ متولی ومنتظم مسجد تحریر ہے، اس بنیاد پر وہ شخص مدعی تولیت ہے، واقفہ مسماتان کا بیان ہے کہ انہوں نے متولی مسجد نہیں کیا، اور نہ مقرر کرنا مقصود تھا، محض تعمیر مسجد کے لیے یہ لکھا تھا تو یہ تولیت سمجھی جائے گی یا نہیں؟

وہ شخص کچھ دنوں کے بعد صرف بنیاد بھروا کر یہ کہہ کر علیحدہ ہو گیا کہ میں جتنا اپنے پاس سے خرچ کر سکتا تھا اور جو چندہ جمع کر سکتا تھا وہ لگا دیا، اس کام کو جاری رکھنا میرے قابو سے باہر ہے، اس پر واقفہ نے اس کو معزول کر کے دوسرے شخص کے سپرد کام کر دیا، تو واقفہ کے معزول کرنے سے وہ معزول ہو گیا یا نہیں؟ اور اب اس کا دعویٰ تولیت مسجد کے متعلق صحیح ہوگا یا نہیں؟ (۱۰۸۹/۴۴-۱۳۴۵ھ)

(۱) ردالمحتار ۶/۴۹۶ کتاب الوقف – مطلبٌ: ولایة نصب القیم إلی الواقف ..... .

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: خلاصہ جواب اس صورت میں یہ ہے کہ اگر مان لیا جاوے کہ شخص مذکور متولی؛ واقفہ کی طرف سے ہوگیا تھا تو وہ اپنے عاجز ہونے کے اظہار سے، اور واقفہ کے معزول کرنے سے معزول ہوگیا، اب وہ دعویٰ تولیت مسجد کا نہیں کرسکتا، جیسا کہ شامی میں ہے: قوله ولاية نصب القيم إلى الواقف قال في البحر: قدمنا أن الولاية للواقف ثابتة مدة حياته، وإن لم يشترطها، وأن له عزل المتولي، وأن من ولاّه لايكون له النظر بعد موته الخ (۱)(شامی ج:۳) وفيه أيضًا ويدل عليه قوله في البحر إن التولية خارجة عن حكم سائر الشروط، لأن له فيها التغيير والتبديل كلما بداله إلخ(۲) فقد ثبت أن الرجوع عن الشروط لايصح إلا التولية الخ (۳)

متولیوں کا تجویز کردہ قانون واقف کے قانون کے مانند قابل نفاذ نہیں

سوال: (۱۹۵) ممبران کمیٹی جو دراصل متولی ہیں، حکمًا واقف قرار دیے جاویں گے؟ اور ان کا تجویز کردہ قانون بہ منزلہ اصل واقف کے قانون کے قرار دیا جائے گا؟ (۴۷۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: متولیان مذکورین واقف نہیں قرار دیے جاسکتے، اور ان کا تجویز کردہ قانون اصل واقف کے قانون کے مثل قابل نفاذ نہ ہوگا۔

فوت شدہ متولیہ نے جو تنخواہ وصول نہیں کی اس کا حکم

سوال: (۱۹۶) متولیہ نے ایک جائداد مدرسہ عربیہ کے نام وقف کی، اور آٹھ روپے ماہوار اپنی تنخواہ مقرر کی، اور وصول ہونے سے پہلے متولیہ کا انتقال ہوگیا، تو اب تنخواہ مقررہ اس کے ورثہ کو تقسیم ہوسکتی ہے یا نہ؟ (۱۳۸۶/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: آمدنی وقف میں سے مدت حیات کی تنخواہ لے کر متولیہ واقفہ کے ورثہ کو حسب حصص شرعیہ تقسیم کی جائے: قال في الشامي: وعن هذا مشى الطرسوسي في أنفع الوسائل على أن المدرسَ ونحوَه من أصحاب الوظائف إذا مات في أثناء السنة يعطى بقدر ماباشر، ويسقط

(۱) ردالمحتار ۶/۴۹۶ كتاب الوقف – مطلب : ولاية نصب القيم إلى الواقف الخ .
(۲) ردالمحتار ۶/۴۹۷ كتاب الواقف – مطلب : نصب متوليا ثم آخر اشتركا .
(۳) ردالمحتار ۶/۵۳۷ كتاب الوقف – مطلب : لايجوز الرجوع عن الشروط .

Maktaba Tul Ishaat.com

الباقی، وقال بخلاف الوقف على الأولاد والذّرِيَّة فإنه يعتبر فيهم وقت ظهور الغلة فمن مات بعد ظهور ها ولم يبد صلاحها صار مايستحقه لورثته وإلاسقط(۱)

حق تولیت میں وراثت جاری نہیں ہوتی

سوال: (۱۹۷) زید ایک مسجد کا متولی تھا، وہ فوت ہوگیا، اور اس کی وفات کے بعد حق تولیت ساقط ہوگیا یا اس کی اولاد پر وراثۃً منتقل ہوگا؟ (۳۲/۱۷۴۳-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اگر واقف نے زید متولی کی نسل میں حق تولیت ثابت نہیں کیا؛ مثلاً یہ نہیں کہا کہ زید اور اس کے بعد اس کی نسل میں سے متولی ہوں گے؛ تو زید متولی کی اولاد کو کچھ حق تولیت میں نہیں ہے، وراثت اس میں جاری نہیں ہے۔

واقف یا متولی کا وقف نامے کی پابندی نہ کرنا

سوال: (۱۹۸) اگر کوئی شخص جائداد وقف کر کے وقف نامہ باضابطہ تحریر کر کے رجسٹری کرا دیوے، اور واسطے انتظام واہتمام وقف کے بہ تفصیل اسماء ایک جماعت مسلمین کو نامزد کر کے کمیٹی قائم کر کے کثرت رائے پر کارروائی جاری رکھے، اور تاحیات تولیت کو اپنے لیے مشروط کرے، اور پھر خود ہی شرائط وقف نامہ کی پابندی نہ کرے، کچھ آمدنی مقاصد خود میں حسب مرضی خود صرف کرے، اور کچھ آمدنی غبن کرے، اور کمیٹی کو حساب نہ سمجھاوے مگر مقصد اعظم، یعنی درس وتدریس کا انتظام بقدر ضرورت قائم رکھے الخ۔

ایسی صورت میں خیانت مذکورہ کا کچھ اثر ذات وقف پر واقع ہوگا یا نہیں؟ اور جو شخص خائن ہے اس کی نسبت کیا حکم ہے؟ (۳۲/۱۹۸۸-۱۳۳۳ھ)

الجواب: وقف کے تام ہوجانے کے بعد اگر خود واقف، یا متولی کوئی امر خلاف وقف کرے، یا کوئی خیانت کرے؛ تو وقف پر اس وجہ سے کچھ اثر نقصان کا عائد نہ ہوگا، وقف کامل ومکمل رہے گا، خائن کا معزول کرنا لازم ہوگا كَمَا مَرَّ فإذا تم ولزم لَا يُمْلَكُ وَلَا يُمَلَّكُ وَلا يُعَارُ وَلَا يُرْهَنُ الخ (درمختار) قوله فإذا تم ولزم لزو مه على قول الإمام بأحد الأمور الأربعة المارة، وعندهما بمجرد

(۱) ردالمحتار ۶/۴۹۱ كتاب الوقف ـ مطلب إذا مات المدرسُ ونحوُه يعطٰى بقدرما باشر .

Maktaba Tul Ishaat.com

القول ولكنه عند محمد لا يتم إلا بالقبض والإفراز والتأبيد لفظا، وعند أبي يوسف بالتأبيد فقط، ولومعنى كما علم ممامر (۱) وفي الشامي عن الفتح: أن قول أبي يوسف أوجه عند المحققين(۱)وفي الدرالمختار: و به يفتىٰ(۲)

متولی کا ایسے کام کرنا جو واقف کی شرائط کے خلاف ہوں

سوال:(۱۹۹)ایک شخص متولی مدرسہ نے مدرسہ کی جائداد موقوفہ کا ٹھیکہ اپنے خاص آدمی کو بہت تھوڑی رقم پر دے دیا، حالاں کہ اور آدمی اس کا ٹھیکہ زیادہ روپے پر لینے کو آمادہ تھے مگر متولی نے نہیں دیا، اس میں وقف کا نقصان ہے، اور نیز ایک باغ واقف نے مدرسہ کے طلباء کے پھل کھانے کے لیے وقف کیا تھا، اس کے پھل کو فروخت کر دیا، صرف مدرسہ کے لڑکوں کی شکایت رفع کرنے کی غرض سے اس کی قیمت کے عشر عشیر کا پھل مول لے کر کھلا دیا جاتا ہے؛ ایسی صورت میں وقف کی جائداد کا ٹھیکہ دینا، اور واقف کی منشاء کے خلاف باغ کا پھل فروخت کرنا متولی کو جائز ہے یا نہیں؟ ایسا شخص متولی رہ سکتا ہے یا نہ؟ (۱۴۴۱/۱۳۴۱ھ)

الجواب: متولی وقف کو ایسے امور کرنا جو شرائط واقف کے خلاف ہوں، یا اس میں وقف کا نقصان ہو جائز نہیں ہے، پس جائداد موقوفہ کا ٹھیکہ کمی کے ساتھ دینا، اور پھل کو فروخت کر دینا جائز نہیں ہے؛ اور ایسا شخص جو خائن ہو متولی نہیں رہ سکتا، شامی میں ہے: شرائط الواقف معتبرة إذا لم تخالف الشرع (۳) شرط الواقف كنص الشارع الخ (۴) اور درمختار میں ہے: وينزع وجوبًا (بزازية) لو الواقف (درر) فغيره بالأولىٰ غير مأمون الخ شامی میں ہے: قوله: غير مأمون الخ قال في الإسعاف: ولا يولى إلا أمين قادر بنفسه أو بنائبه الخ (۵)

(۱) الدرمع الرد ۶/۴۲۱ كتاب الوقف – مطلب مهم : فرق أبو يوسف بين قوله الخ .

(۲) الدرالمختار مع الرد۶/۴۲۰ كتاب الوقف – مطلب مهم: فرق أبو يوسف بين قوله موقوفة الخ.

(۳) ردالمحتار ۶/۴۱۲ كتاب الوقف – مطلب : شرائط الواقف معتبرة الخ .

(۴) الدرمع الردّ ۶/۵۰۸ كتاب الوقف – مطلب في قولهم : شرط الواقف كنصّ الشارع.

(۵) الشامي ۶/۴۵۳ كتاب الوقف – مطلب في شروط المتولي .

Maktaba Tul Ishaat.com

متولی کا واقف کی شرائط کے مطابق عمل نہ کرنا

سوال: (۲۰۰) قاضی کہ مدعی قضاۃ باشد، عمل بہ موجب شرائط ندارد، وجاگیر وحقوق کہ برآنہا تا ہنوز تصرف مالکانہ می دارد؛ حالاں کہ آں جاگیر برائے پرورش اطفال صغیرالسن، واخراجات مساجد، بہ اوسپردہ اند؛ یک شبرے دریں امور مذکورہ صرف نمی کند پس حکم دراں جاگیر چہ خواہد شد؟ (۳۳/۶۳۴-۱۳۳۴ھ)

الجواب: عمل نہ کردن بہ موجب شرائط، وصرف نہ کردن آمدنی جائداد موقوفہ رادرامور مذکورہ کہ برائے آنہا وقف کردہ شدہ است حرام وناجائز است۔

ترجمہ: **سوال:** (۲۰۰) جو قاضی اپنی قضاء کا دعوے دار ہو، شرائط (واقف) کے مطابق عمل نہ کرتا ہو، بلکہ جائداد اور املاک پر بھی مالکانہ طور سے قابض ہو ——— حالاں کہ وہ اراضی کم عمر بچوں کی پرورش اور مسجد کے اخراجات کے لیے اس کے حوالے کی گئی تھی ——— ایک بالشت زمین بھی ان مصارف میں صرف نہیں کرتا؛ پس (ایسے شخص اور) ان اراضی کے متعلق کیا حکم ہے؟

الجواب: شرائط کے مطابق عمل نہ کرنا، اور موقوفہ جائداد کی آمدنی کو ان امور مذکورہ میں صرف نہ کرنا جن کے لیے جائداد وقف کی گئی تھی، ناجائز اور حرام ہے۔

ایک متولی کا دوسرے متولیوں سے مشورہ کیے بغیر استاذ مقرر کرنا

سوال: (۲۰۱) مسلمانوں نے مل کر مسجد اور مدرسہ کے لیے زمین خرید کر وقف کی، اور پانچ متولی مقرر کیے۔ سوال حسب ذیل ہیں:

(الف) مدرسے کے خزانچی متولی صاحب کا بلا مرضی وبلا اطلاع دوسرے متولیان کے، اور بلا اطلاع حساب کے، چند لوگوں کے قول سے، اور اپنی مرضی کے موافق استاذ مقرر کرنا، اور اس زمین کی آمدنی سے تنخواہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

(ب) استاذ کو یہ تنخواہ لینا جائز ہے یا نہیں؟

(ج) اگر جائز نہ ہو تو استاذ کو تنخواہ واپس کرنا واجب ہے یا نہیں؟

(د) ایسے تنخواہ دار استاذ کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

Maktaba Tul Ishaat.com

(ھ) ایسے متولی کو نکال کر دوسرے متولی کو مقرر کرنا اہل اسلام اور دیگر متولیان پر واجب ہوگا یا نہیں؟ (۱۸۱/۱۳۴۰ھ)

الجواب: (از الف تا ھ) کسی متولی کو بدون مشورہ دوسرے متولیان کے جن کو واقف و بانی نے مقرر کیا؛ یہ جائز نہیں ہے کہ صرف اپنی رائے سے کسی استاذ کو مقرر کرے؛ کیوں کہ شرائط واقف سب واجب العمل ہوتی ہیں، لیکن جس استاذ کو اس نے مقرر کر دیا اس کو تنخواہ لینا اپنے زمانہ کارکردگی کی درست ہے، اور جو تنخواہ اس نے لی اس کی واپسی اس کے ذمے لازم نہیں ہے، اور جو متولی خلاف شرائط واقف عمل درآمد کرے، اور اس پر اصرار کرے، اس کو معزول کر دینا لازم ہے۔ فقط

جو امر خلاف شرع ہے اس میں کثرت رائے معتبر نہیں

سوال: (۲۰۲) زید منجملہ پانچ رکنوں کے ایک رکن (ممبر) کمیٹی منتظم اوقاف کا ہے، جس کے زیر اہتمام بہ شمول مسجد جامع، دیگر مساجد اور درگا ہیں اور مدرسہ عربیہ و مکتب متعلق ہیں، کمیٹی کا انتظام اور اس کے احکام کا عمل درآمد بہ صورت اختلاف کثرت رائے ممبران پر ہوتا ہے، اب اس کمیٹی کے انتظامات میں بہت سی بے عنوانیاں اور خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں، اسی وجہ سے زید کی رائے دیگر ممبران کے خلاف ہے، اور سب سے علیحدہ ہے، اس صورت میں کثرت رائے معتبر شرعًا ہوگی یا نہیں؟ اور زید تنہا ممبر جس کی رائے بہ مقابلہ کثرت رائے مغلوب ہے، آیا با وجود متواتر غلطیاں اور لغزشیں وارتکاب نقصانات اوقاف دیکھنے کے ممبران متذکرہ بالا کے ساتھ مع الاختلاف اتحاد عمل جاری رکھے یا علیحدہ ہو جائے؛ حالانکہ بہ ظن غالب اس کی علیحدگی سے حالت بد سے بدتر ہو جاوے گی؟ بینوا توجروا (۲۶۰۳/۱۳۴۰ھ)

الجواب: جو امر خلاف شرع ہے اس میں کثرت رائے معتبر نہیں ہے، بلکہ موافق قواعد شرعیہ عمل درآمد ہونا چاہیے، اور زید کو بہ حالت موجودہ جب کہ اس کی علیحدگی سے حالت بد سے بدتر ہو جائے گی علیحدہ نہ ہونا چاہیے، شاید کبھی اصلاح ہو جائے؛ البتہ زید کو ہمیشہ تنبیہ کرتے رہنا چاہیے۔ فقط

متولی کے تقرر میں اختلاف ہو تو اکثریت کا اعتبار ہوگا

سوال: (۲۰۳) اگر کچھ مسلمان ایک متولی مقرر کریں اور کچھ دوسرے کو؛ تو ایسی صورت میں

Maktaba Tul Ishaat.com

کیا کرنا ہوگا؟ (۱۳۴۲/۳۶۳ھ)

الجواب: اختلاف کی صورت میں اکثر کا اعتبار ہوگا۔ فقط

مسجد کی تولیت وانتظام میں دوسرے محلے والوں کا دست اندازی کرنا

سوال: (۲۰۴) جامع مسجد دروازہ سیف آبادی ریاست پٹیالہ جو حنفیہ کے اہتمام میں تھی، جس کی آمدنی اور دیگر مصارف وغیرہ ڈاکٹر کریم اللہ صاحب حنفی کے سپردگی میں تھے، اب چند عرصے سے وہ بہ قضائے الٰہی رحلت فرما گئے ہیں، بعد ان کے انتقال کے اشخاص حنفی نے مسجد کے انتظام کے لیے چند آدمی منتخب کیے تھے، اس پر دیگر لوگوں نے جو حنفی نہیں ہیں، اور غیر عقائد کے لوگ ہیں؛ مخالفت پر کمر بستہ ہوگئے ہیں، کیا ایسے لوگ مزاحم شرعًا ہوسکتے ہیں یا نہیں؟ (۸۵۶/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: یہ انتظام جو اہل محلّہ اور اہل مسجد نے کیا شرعًا صحیح ہے، اور جن لوگوں کو متولی بنایا گیا وہ متولی اور منتظم ہوگئے، ان سے اگر کوئی خیانت وغیرہ نہ ہو تو وہی منتظم رہیں گے، دوسرے محلّہ والوں کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اس میں دست اندازی کریں، اور جھگڑا کریں۔ شامی میں ہے: ثم ذكر عن التتار خانية ماحاصله: أن أهل المسجد لو اتفقوا على نصب رجل متوليًا لمصالح المسجد، فعند المتقدمين يصح، ولكن الأفضل كونه بإذن القاضي، ثم اتفق المتأخرون: أن الأفضل أن لايعلموا القاضي في زماننا الخ (۱)

مزار کی نگہداشت وانتظام میں متولی کے چچا وغیرہ کی مداخلت

سوال: (۲۰۵) زید کی شادی ہندہ سے ہوئی، اور اس کے تین لڑکے ہوئے، بڑے لڑکے کا نام بکر تھا، ہندہ کے خاندان میں سلسلہ سجادہ نشینی —— ایک ایسے ولی اللہ کا جس کا دور دور شہرہ ہے —— صدیوں سے چلا آتا تھا، ہندہ کا کوئی بھائی نہیں تھا، چنانچہ ہندہ کے والد نے اپنے بڑے نواسے بکر؛ یعنی ہندہ کے بڑے لڑکے کو اپنی حیات میں سجادہ نشین درگاہ موصوف کا کیا، اور بعد انتقال ہندہ کے والد کے اسی اراضی کا جس میں مزار شریف ان ولی اللہ کا ہے داخل خارج؛ یعنی اندراج نام کاغذات گورنمنٹ میں ہندہ

(۱) ردالمحتار على الدر المختار ۶/۴۹۶ كتاب الوقف– مطلب: الأفضل في زماننا نصب المتولي الخ.

Maktaba Tul Ishaat.com

کے والدہ کا ہوا، ونیز بعد انتقال والدہ ہندہ کے ہندہ نے اپنا نام داخل خارج سرکاری کاغذات میں وراثۃً نہیں کرایا، بلکہ بکر سجادہ نشین ونیز بقیہ اپنے دونوں لڑکوں کے نام کرایا، بکر نے اپنے انتقال سے کچھ عرصے پہلے اپنے بڑے لڑکے عمر کو سجادہ نشین مزار شریف موصوف کا کیا، اور سند خلافت وسجادہ نشینی کی مجمع عام میں عطاء کی، بعد انتقال بکر، عمر موجودہ سجادہ نشین درگاہ نے اپنے پاس سے کچھ صرف کیا، اور کچھ آمدنی چڑھاوا سے باقاعدہ انتظام چراغ بتی کرنا چاہا؛ جو عمر کے چچا وچچیرے بھائیوں کو بہ طمع نفسانی خلاف ہوا، قبر کو ملکیت قرار دے کر وہاں کے انتظام وانصرام میں دخل دیا، اور چڑھاوے کو خورد برد کرنا شروع کر دیا، جس وجہ سے درگاہ شریف کا انتظام درہم برہم ہو گیا، پس ایسی صورت میں مزار شریف کی نگہداشت وانتظام میں موجودہ سجادہ نشین کے مقابلے میں کیا اس کے چچا و بھائی وغیرہ کچھ ذمہ داری یا حق رکھتے ہیں اور کوئی کام کر سکتے ہیں یا نہیں؟ (۲۳۱۸/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: عمر جو کہ متولی سجادہ نشین ہے اس کے مقابلے میں اس کے چچا اور چچیرے بھائیوں کو مداخلت کا اختیار حاصل نہیں ہے، البتہ اگر عمر کی خیانت امور متعلقہ تولیت میں ثابت ہو جائے تو پھر عام اہل اسلام بھی مداخلت کر سکتے ہیں۔ فقط

اوقاف کے متولیوں سے، والیٔ ریاست حساب طلب کر سکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۲۰۶) ایک ریاست کے رئیس مسلمان بااختیار نے حالات زمانہ محسوس کر کے کہ اکثر متولیان اوقاف جائداد موقوفہ کی آمدنی واخراجات میں پابندی شرائط واقف واتباع احکام شرع شریف پوری طرح نہیں کرتے، حتی کہ بعض بعض اوقاف میں تملیک ہو گئی، اور بعض بعض میں توریث وانتقالات واقع ہو گئے، اس کا یہ انتظام کیا کہ ایک محکمہ موسوم بہ ''محکمہ اوقاف'' قائم کر دیا، اور اس میں عملہ وغیرہ مقرر فرما کر ایک شخص کو انتخاب کر کے اس کا افسر منتظم اوقاف مقرر فرما دیا، اس محکمہ کے عمل درآمد کے واسطے ایک قانون تجویز ہونا قرار پایا ہے۔

تجویز قانون کے وقت اول اس امر پر بحث ہوئی کہ والی ریاست بااختیار کو اوقاف کی نگرانی کس حد تک شرعًا روا ہے، ایک ممبر صاحب نے فرمایا کہ اس جائداد موقوفہ جس کا منجانب واقف کوئی شخص متولی موجود ہو، والی ریاست کو شرعًا نگرانی کا حق نہیں ہے، مگر اس حالت میں جب کہ متولی کا کوئی شخص شاکی

Maktaba Tul Ishaat.com

ہو، یا خود رئیس کو خیانت وکج روی متولی کی محسوس ہو، بجز اس کے شرعاً نگرانی وسالانہ حساب طلب کرنا متولی سے رئیس کو شرعًا روا نہیں ہے۔ کیوں کہ مذہبی امور میں رئیس کو دخل دینا ناروا ہے۔

ایک دوسرے ممبر نے اس رائے سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ بہ لحاظ حالات زمانہ جب کہ متولیوں کی ایسی حالت ہے جس کا سابقًا مجملاً تذکرہ ہوا، اور یہی حالات باعث قائمی محکمہ اوقاف ہوئے ہیں، تو اگر کوئی شخص متولی کاشاکی بھی نہ ہوا ہو تب بھی رئیس کو شرعاً روا ہے کہ کم سے کم اتنی نگرانی ضرور کرے کہ متولی سے سالانہ حساب آمدوخرچ طلب کرلیا کرے، اور بلا کسی کی شکایت کرنے یا سالانہ حساب فہمی کرنے کے کیوں کر متولی کی خیانت وکج روی محسوس ہوسکتی ہے۔

اوّل ممبر صاحب کو اصرار ہے کہ بدون شکایت متولی یا ظہور خیانت بدرجہ احساس رئیس کو کسی متولی سے حساب سالانہ بھی طلب کرنا شرعاً جائز نہیں، دوسرے ممبر صاحب فرماتے ہیں کہ ہر حال رئیس کو متولی سے بہ لحاظ حالات زمانہ حساب سالانہ طلب کرنا شرعاً جائز ہے، اور اس میں کوئی محذور شرعی نہیں ہے، ورنہ اگر اتنا بھی رئیس کو شرعًا حق نہ ہوگا تو کیوں کر وہ انتظام اوقاف کرسکتا ہے، ان دونوں رایوں میں سے کون سی رائے درست ہے؟ (۱۶۸۰/۱۳۳۷ھ)

الجواب: ان ہر دو رائے میں سے دوسری رائے بہ لحاظ زمانہ صواب ودرست ہے جیسا کہ عبارات ذیل سے مستفاد ہوتا ہے: ورأی الحاکم ضمّ مشارف جاز (درمختار) وفی ردالمحتار: إذا نص الواقف علی أن أحدًا لایشارك الناظر فی الکلام علی هذا الوقف، ورأی القاضی أن یضمّ إلیه مشارفًا یجوز له ذلك الخ (۱)(۳/۳۸۹)وفی الدرالمختار: لاتلزم المحاسبة فی کلِّ عام ویکتفی القاضی منه بالإجمال لومعروفًا بالأمانة، ولومتهما یجبره علی التعیین شیئًا الخ قوله: ولواتهمه یحلفه أی وإن کان أمینًا الخ وسیأتی قُبیل کتاب الإقرار أنه لاتحلیف علی حق مجهول إلا فی ست إذا اتهم القاضی وصی یتیم ومتولی وقف الخ(۲)(شامی:۳/۴۲۵)فقط

(۱) الدرالمختارمع الرد ۶/۴۶۰ کتاب الوقف ـ مطلب: یجوز مُخالفة شرط الواقف فی مسائل.

(۲) الدر مع الرد ۶/۵۲۴ کتاب الوقف ـ مطلب فی مُحاسَبَة المتولی وتحلیفه .

Maktaba Tul Ishaat.com

امانت دار متولی سے حساب وکتاب کا مطالبہ کرنا

سوال: (۲۰۷) عمر نے ایک بوسیدہ مسجد کی مرمت کرائی، اور مختلف طریقوں سے چندہ جمع کر کے تعمیر مسجد میں صرف کیا، تعمیر مسجد کا سلسلہ ختم ہوگیا؛ مگر استر کاری باقی رہ گئی تھی، استر کاری کے واسطے مسجد کے نمازیوں میں زید نے تخمیناً آٹھ سال سے بہ تدریج مختلف ذرائع سے اس امید پر روپیہ جمع کرنا شروع کیا کہ سو دوسو روپے جمع ہونے کے بعد استر کاری کا کام شروع کیا جائے گا، اس میں شک نہیں کہ زید نے چندہ سے نیز اور طریقوں سے روپیہ جمع کیا؛ اس میں بعض رقوم ایسی بھی ہیں جن کے دینے والوں نے اظہار سے منع کیا ہے، اور زید ایک ایسا معتبر اور متدین شخص ہے جس کی دین داری اور دیانت پر سیکڑوں مسلمانوں کو اعتماد کلی ہے؛ حالاں کہ عمر مذکور نے اس میں ایک پیسہ بھی نہیں دیا، نہ اس کے کہنے سے زید نے جمع کیا؛ مگر چوں کہ زید نوشت خواند کا ایسا عادی نہیں کہ چندہ کا حساب سمجھتا اور تمام رقوم کو اسم وار مندرج حساب کرتا، اس لیے اس نے ان رقوم کا کوئی حساب نہیں لکھا، اور ان رقوم کو علیحدہ یک جا جمع کرتا رہا، اس کے قبل بھی زید نے ایسی رقوم جمع کیں جس کو ایک زمانۂ دراز گذرا، لیکن عمر نے کبھی حساب فہمی کا مطالبہ نہیں کیا تھا؛ اب چوں کہ عمر کو زید سے ایک گونہ مخالفت ہے، اس لیے وہ حساب فہمی کا طالب ہے؛ ایسی صورت میں زید پر حساب سمجھانا واجب ہے یا نہیں؟ اور عمر کو یہ حق حاصل ہے کہ بغیر حساب فہمی کے ان رقوم کو ان کے مصرف میں صرف نہ کرنے دے؟ (۲۷۰۵/۱۳۳۷ھ)

الجواب: درمختار کے کتاب الوقف میں ہے: ویکتفی القاضی منه بالإجمال لو معروفًا بالأمانة الخ (۱) یعنی اگر متولی کسی وقف کا امانت داری میں معروف ہو تو قاضی وحاکم شرعی اس سے بالاجمال حساب آمد وخرچ سمجھ لیویں، تفصیلی حساب لینے کی ضرورت نہیں ہے، فإذا کان هذا فی القاضی فکیف بغیره؟ اور شامی میں ہے کہ امین کا قول در بارے آمد وصرف معتبر ہے؛ پس بناءً علیہ صورت مذکورہ میں عمر کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ امین مذکور سے حساب فہمی کرے، اور بدون حساب فہمی کے رقوم چندہ کو خرچ نہ کرنے دیوے۔ فقط

(۱) الدرالمختار مع الشامي ۵۲۴/۶ کتاب الوقف – مطلبٌ في محاسبة المتولی وتحلیفه .

Maktaba Tul Ishaat.com

کون سا فسق موجبِ عزل ہے؟

سوال: (۲۰۸) شہر رنگون کے اہل اسلام میں سے مثلاً زید ایک معزز شخص شمار کیا جاتا ہے، اگرچہ پہلے وہ نماز وغیرہ کا پورا پابند نہ تھا، لیکن دنیوی حیثیت سے ایک بہت بڑا رئیس، اور چاول کا بہت بڑا تاجر شمار کیا جاتا ہے، مع ہذا زید مذکور امانت داری میں بھی مشہور ہے، اور مسجد و مدرسہ وعیدگاہ وغیرہ کا متولی ہے، اور زید مذکور دوسری تجارتوں کے ساتھ چاول کی تجارت بطور سٹہ بھی کرتا تھا، علاوہ ازیں مسجد کے متصل زمین —— جس کی مسجد کو سخت ضرورت تھی —— زید نے اپنی جیب سے چالیس ہزار روپے میں خرید کر، مسجد کے لیے وقف کردی؛ اور ایک زمین مبلغ پینتالیس ہزار میں خرید کر قبرستان کے لیے وقف کردی؛ اب تقریباً ایک سال سے —— جب کہ زید مذکور اس سٹہ کی تجارت کو چھوڑ بھی چکا، اور نماز وغیرہ احکام اسلام کے ادا کرنے میں اس کی حالت بہتر سے بہتر ہوگئی —— بعض ممبران اور اس کے شرکاء کار کی یہ حالت ہے کہ محض ایک سابقہ تجارت سٹہ کا الزام لگا کر —— زید موصوف کو تولیت سے علیحدہ کرنا چاہتے ہیں —— یہ محض نفسانیت کی وجہ سے ہے، ورنہ ان کے دل پورا یقین رکھتے ہیں کہ زید درحقیقت اوقاف مسجد کے معاملہ میں پورا متدین ہے، اور بھروسہ والا آدمی ہے، اور جن کو وہ اب متولی بنانا چاہتے ہیں؛ وہ زید کے مثل امانت داری وغیرہ امور میں نہیں ہیں؛ بلکہ وہ لوگ خود سٹہ جیسے صدہا کبیرہ گناہ ہوں میں مبتلا ہیں، ان تینوں میں سے بعض تو نماز ہی کے پابند نہیں، بعض بائسکوب دیکھتے ہیں، کچھ زکوٰۃ نہیں دیتے، خیانت کرتے ہیں، وغیرہ وغیرہ؟ (۱۳۴۳/۱۶۹۳ھ)

الجواب: از مولانا محمد کفایت اللہ صاحب صدر مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

ھو الموفق: جب کہ زید نے امور غیر مشروعہ کے ارتکاب سے توبہ کرلی، اور ان کو ترک کردیا، تو اب اس کی گذشتہ معصیت بالفعل عزل کی وجہ نہیں ہوسکتی، زمانہ موجودہ میں امانت دار اور خیر خواہ اوقاف متولی کا وجود مشکل سے ہوتا ہے، اور یہ صفت دوسری صفات سے تولیت اوقاف میں زیادہ مہتم بالشان اور اس زمانہ میں بالخصوص واجب الرعایت ہے؛ سٹہ کا معاملہ بیع فاسد یا قمار کی شکل ہے، اور دونوں ناجائز ہیں، لیکن توبہ کرنے کے بعد اس کی وجہ سے تولیت سے معزول کرنے کے کوئی معنی نہیں، اور پھر جب کہ دوسری طرف وہ لوگ جن کو تولیت کے لیے پیش کیا جاتا ہے، بالفعل معاصی وآثام کے ارتکاب سے خالی نہیں،

Maktaba Tul Ishaat.com

تو کسی طرح بھی زید کے مخالفین کی نیت بہ خیر، اور وقف کی خیر خواہی ثابت نہیں ہوتی، اور ان کو کوئی حق نہیں کہ وہ زید سے مفضول لوگوں کے لیے زید کی تولیت کے خلاف کوئی کارروائی کریں۔ واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ غفرلہٗ مدرسہ امینیہ دہلی

الجواب: ازمولوی ضیاء احمد مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

زید اگرچہ اس سے قبل ایک فعل ناجائز کا مرتکب تھا لیکن چونکہ اس نے اپنے فعل مذکور سے توبہ کرلی ہے، اس لیے ـــــ ایک ایسے فعل کی وجہ سے جس کا وہ نہ اب مباشر ہے، نہ متسبب ـــــ اس کو تولیت سے معزول کرنا جائز نہیں، اور جیسا کہ محدود فی قذف کی تولیت اس کے توبہ کرلینے کے بعد صحیح اور درست ہے، ایسا ہی اس وقت زید کی تولیت میں بھی کوئی خرابی نہیں۔ قال في الشامي: ويستوى فيه الذكر والأنثىٰ، وكذا الأعمى والبصير، وكذا المحدود في قذف إذا تاب لأنه أمين انتهىٰ(۱)

اور خاص کر اس وقت جب کہ وہ لوگ جو زید کی جگہ متولی بنائے جاتے ہیں، مرتکبین بدعات و معاصی، اور تارکین فرائض و واجبات ہوں؛ زید کو معزول کرکے ان کو متولی بنانا، کسی صورت سے بھی جائز نہیں ہوگا، اور جو لوگ اس میں سعی وکوشش کریں گے وہ عنداللہ گنہ گار ہوں گے ـــــ اور نہ دوسرے لوگ بہ صورت موجودہ لوگوں کے متولی بنانے سے متولی شرعاً قرار دیے جاسکتے ہیں۔ واللہ اعلم

رقمہ ضیاء احمد عفی عنہ مفتی مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: خلیل احمد ناظم مظاہر علوم (سہارن پور)

التائب من الذنب كمن لاذنب له: عبداللطیف عفا اللہ عنہ مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: منظور احمد عفا اللہ عنہ مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

تولیت کے لیے جن امور کی شرعاً ضرورت ہے وہ امور زید مذکور میں علی وجہ الکمال موجود ہیں؛ لہٰذا شرعًا اس کا عزل جائز نہیں۔

بندہ عبدالرحمن غفرلہٗ مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

سب جوابات صحیح ہیں۔ اشرف علی عفی عنہ

الجواب: زید متولی اوقاف ـــــ جس کا حال سوال میں مذکور ہے ـــــ کسی طرح لائق معزول

(۱) ردالمحتار ۶/۴۵۳ كتاب الوقف ـ مطلب في شروط المتولي .

Maktaba Tul Ishaat.com

کرنے کے نہیں ہے؛ کیوں کہ تولیت کے لیے جن امور کی ضرورت ہے وہ امور زید میں باحسن وجوہ متحقق ہیں، متولی کے لیے ضروری ہے کہ وہ امانت دار ہو اور تولیت کے کاموں کو بہ حسن اسلوب انجام دیتا ہو، اور تولیت کے کام سے عاجز نہ ہو۔ جیسا کہ ردالمحتار میں اسعاف سے منقول ہے: ولا يولى إلا أمين قادر بنفسه أو بنائبه ، لأن الولاية مقيدة بشرط النظر. وليس من النظر تولية الخائن، لأنه يخل بالمقصود، وكذا تولية العاجز لأن المقصود لا يحصل به الخ (۱) وفي الدرالمختار: فلو مأمونًا لم تصح تولية غيره (۲)

پس جب کہ زید تولیت کے معاملے میں بالکل امانت داری سے کام کرنے والا، اور مامون ہے، اور اس سے اوقاف کو منافع کثیرہ حاصل ہوئے، اور آئندہ حاصل ہونے کی توقع ہے؛ تو اس کو کسی طرح معزول کرنا اور تولیت سے علیحدہ کرنا جائز نہیں ہے۔

اور کارنامے زید کے جو دربارۂ نفع اوقاف سوال میں مذکور ہیں وہ شاہد ہیں کہ زید کا وجود مغتنمات میں سے ہے، اور اس کی طرف خیانت وغیرہ امور مخلہ بالاوقاف کا وہم بھی نہیں ہوسکتا؛ پس ایسی حالت میں زید کو معزول کرنا تولیت سے کسی طرح جائز نہیں ہے۔

باقی معاملہ سٹہ کا جس کی حقیقت سوال میں بیان کی گئی ہے وہ بیوع فاسدہ میں سے ہے، مگر اس کے ارتکاب کی وجہ سے زید مستحق عزل نہ تھا؛ کیوں کہ تولیت میں جن امور کی ضرورت ہے؛ یعنی امانت داری، اور قدرت انجام دہی امور تولیت، وہ زید میں بوجہ اتم موجود ہیں، اور ارتکاب کسی معاملہ فاسدہ کا اگر چہ شرعًا ناجائز ہے، مگر تولیت میں اس سے کچھ مضرت اور خلل نہیں ہے، اور جس فسق کو فقہاء نے موجب عزل قرار دیا ہے وہ فسق ہے جس سے اضاعت مال وقف کا مظنہ ہو، اور خوف ہو، جیسا کہ عبارت ذیل درمختار سے ظاہر ہے: وينزع وجوبًا (بزازية) لو الواقف (درر) فغيره بالأولى، غير مأمون أو عاجزًا أو ظهر به فسق كشرب خمر ونحوه أو كان يصرف ماله في الكيمياء (۳) قال الشامي: قوله أو كان يصرف ماله الخ لأنه استقرئ من أحوال متعاطيها أنها تستجره إلى أن يخرج من جميع ما في يده، وقد ترتب عليه ديون بهذا السبب، فلا يبعد أن يجره

(۱) حوالۂ سابقہ۔ (۲) الدرالمختار مع الشامي ۶/۴۵۴ كتاب الوقف – مطلب في عزل الناظر.
(۳) الدرالمختار مع الشامي ۶/۴۵۲–۴۵۴ كتاب الوقف – مطلب يأثم بتولية الخائن.

Maktaba Tul Ishaat.com

الحال إلى إضاعة مال الوقف (۱)

اس سے معلوم ہوا کہ بوجہ خوف اضاعت مال وقف اس کو معزول کیا جاتا ہے؛ پس صورت مسئولہ میں ظاہر ہے کہ یہ خوف زید کی طرف پہلے بھی بہ حالت مباشرت بعض عقود فاسدہ کے نہ تھا، اور اب جب کہ زید نے اس فعل کو ترک کر دیا ہے، اور پابندی صوم وصلاۃ، وتوفیق اعمال صالحہ اس کی ظاہر ہے تو کسی طرح زید مستحق عزل نہیں ہے، اور معزول کرنا اس کو جائز نہیں ہے، اور توہین اور تذلیل ایسے شخص کی حرام اور معصیت ہے؛ اور دوسرے ایسے لوگ جو زید کے مثل نہیں ہیں، اور محرمات کے مرتکب ہیں، وہ مستحق تولیت بمقابلہ زید کے نہیں ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند — الجواب صواب: محمد انور عفا اللہ عنہ

الجواب صواب: خاکسار سراج احمد رشیدی — الجواب صحیح: محمد رسول خان عفی عنہ

الجواب صحیح: عبد السمیع عفی عنہ — اصاب المجیب: سید محمد ادریس غفرلہٗ

الجواب صحیح: بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ — الجواب صواب بلا ریب: نبیہ حسن عفا اللہ عنہ

الجواب صواب: میرک شاہ عفا اللہ عنہ مددگار مفتی دارالعلوم دیوبند

مال وقف کو ناجائز مصارف میں صرف کرنے والے متولی کو معزول کرنا

سوال: (۲۰۹) زید متولی وقف ہے؛ لیکن نہ نماز پڑھتا ہے، اور مال وقف کو اپنے ذاتی اور ناجائز مصارف میں صرف کرتا ہے، اس صورت میں زید قابل تولیت کے ہے یا نہیں؟ (۳۲/۱۵۴-۱۳۳۳ھ)

الجواب: ایسی حالت میں زید قابل اور لائق تولیت کے نہیں ہے، معزول کرنا اس کا لازم ہے، اور مسلمانوں کو وقف کی حفاظت ضروری ہے بہ شرط قدرت اس میں سکوت درست نہیں، اور سعی کرنا حفاظت وقف میں جس طرح ہو سکے ضروری ہے۔ فقط

سوال: (۲۱۰) جو متولی سود کھاوے، اور روپے وقف کے فضول اخراجات میں صرف کرے؛ وہ قابل معزولی ہے یا نہیں؟ (۳۲/۱۷۸-۱۳۳۳ھ)

الجواب: ایسے متولی کو معزول کرنا لازم ہے، آمدنی وقف میں ایسے تصرفات جائز نہیں ہیں۔ فقط

(۱) ردالمحتار ۶/۴۵۴ کتاب الوقف ـ مطلب فیما شاع فی زماننا من تفویض نظر الأوقاف للصغیر.

Maktaba Tul Ishaat.com

سوال: (۲۱۱) جوشخص سود لیتا ہو، اور کسی کو حساب وغیرہ نہ دیتا ہو، اور خرچ ضروری بھی نہ کرتا ہو، وہ متولی جائداد موقوفہ مسجد کا ہوسکتا ہے یا نہیں؟ (۵۵/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: ایسا شخص مسجد کا متولی بنائے جانے کا اہل نہیں ہے، اس کو معزول کرکے، دوسرے صالح امانت دار شخص کو متولی بنایا جائے درمختار میں ہے: وينزع وجوبًا (بزازية) لو الواقف (درر) فغيره بالأولى غير مأمون أوعاجزًا أوظهر به فسق الخ (۱) وفي الشامي عن الإسعاف: ولايولى إلَّا أمين قادر بنفسه أوبنائبه لأن الولاية مقيدة بشرط النظر، وليس من النظر تولية الخائن، لأنه يخل بالمقصود الخ (۲) (۳/۳۸۵)

فتنہ انگیز متولی کو معزول کرنا

سوال: (۲۱۲) زید نے برائے مسجد اپنی زمین وقف کردی، اور عمر نے اپنے روپے سے مسجد بنوائی، اور اَخراجات مسجد عمر اپنے پاس سے کرتا چلا آتا ہے، عمر نے زید کو متولی بنادیا، لیکن عمر زید کے حالات سے واقف نہیں تھا؛ کیوں کہ زید بڑا فتنہ انگیز اور جماعت میں تفرقہ ڈالنے والا اور شریر ہے، اہل محلّہ زید کا متولی ہونا پسند نہیں کرتے تو زید کو ایسی حالت میں معزول کرسکتے ہیں یا نہیں؟ (۲۴۶/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: جب کہ عمر نے زید کو متولی بنادیا، زید متولی ہوگیا، اور اگر عمر اور اہل محلّہ زید کو لائق متولی ہونے کے نہ سمجھیں، اور خائن وشریر جانیں تو اس کو معزول کرسکتے ہیں۔

بدکار متولی اور مہتمم کو معزول کرنا

سوال: (۲۱۳) جوشخص مسلمان باوجود تولیت مسجد واہتمام مدرسہ اسلامیہ ودیگر اوقاف اسلامی صریحًا زنا کرتا ہو؛ اس کے لیے شرعًا کیا حکم ہے؟ اور سود کھاتا ہو، اور جشن صلح میں کشادہ دلی سے حصہ لیا ہو، اور روشنی زور وشور سے کی ہو، جس کے صلے میں حکام نے سرٹی فیکٹ وتمغہ وغیرہ دیے ہوں، اس کی تولیت اور اہتمام امور اسلامیہ میں کہاں تک درست ہیں؟ (۱۲۸۹/۱۳۳۸ھ)

الجواب: ایسا شخص تولیت کے لائق نہیں ہے، اس کو معزول کرنا لازم ہے۔

(۱) الدر مع الرد ۶/۴۵۲-۴۵۳ كتاب الوقف – مطلب يَأْثَم بتولية الخائن .

(۲) ردالمحتار ۶/۴۵۳ كتاب الوقف – مطلب في شروط المتولي .

Maktaba Tul Ishaat.com

بدخواہ متولی کو معزول کرنا

سوال: (۲۱۴) سیٹھ لوگ مسجد کی آمدنی کے لیے مکان تعمیر کرنا چاہتے ہیں، اور متولی مسجد منع کرتا ہے کہ مکان مت بناؤ، میں فائدہ مسجد کا نہیں چاہتا، اور اکثر متولی مسجدوں پر اپنی حکومت جتاتے ہیں؛ جس سے خرابیاں مسجد کے کاروبار میں پیدا ہوتی ہیں؛ ایسے متولی کو رکھنا چاہیے یا معزول کرنا جائز ہے؟ (۱۷۴۹/۱۳۳۸ھ)

الجواب: ایسا متولی لائق معزول کرنے کے ہے، جماعت مسلمین اس کو معزول کردیں، اور مکان مسجد کے نفع کے لیے تیار کرادیں۔

خائن متولی کو معزول کرنا

سوال: (۲۱۵) ..... (الف) جو متولی خائن ہو اور جائداد موقوفہ مصارف وقف میں صرف نہ کرتا ہو اور اپنے ذاتی صرف میں لاوے، لہٰذا وہ متولی مسجد واوقاف رہ سکتا ہے یا نہیں؟

(ب) متولی مسجد واوقاف میں کیا اوصاف ہونے چاہیے؟ (۳۲/۲۱۸۳-۱۳۳۳ھ)

الجواب: (الف، ب) جو متولی خائن ہو اس کو معزول کرنا چاہیے، اور کسی امانت دار کو جو وقف کا انتظام پورے طور سے کرسکے اس کو متولی مقرر کرنا چاہیے، اور مسلمانان کو یہ حق ہے کہ وہ متولی سے حساب فہمی کریں، اگر خیانت ثابت ہو تو متولی کو معزول کریں، اور دوسرے شخص کو جو امانت دار منتظم ہو متولی بناویں، اگر واقف خود متولی ہو اور اس کی تولیت میں کسی قسم کی خیانت ثابت ہو تو مسلمان اس کو بھی معزول کرسکتے ہیں، بلکہ اس کو معزول کرنا واجب ہے، اور جو شخص محض متولی ہو واقف نہ ہو اور خائن ہو تو اس کو بدرجہ اولی مسلمان معزول کرسکتے ہیں درمختار میں ہے: وينزع وجوبًا (بزازية) لو الواقف (درر) فغيره بالأولى غير مأمون الخ (۱) (درمختار) قال في الإسعاف: ولا يولى إلَّا أمين قادر بنفسه أو بنائبه، لأن الولاية مقيدة بشرط النظر، وليس من النظر تولية الخائن، لأنه يخل بالمقصود الخ (۲) (شامي)

(۱) الدر مع الرد ۴۵۲/۶ -۴۵۳ كتاب الوقف - مطلب فيما يُعزَل به النَّاظرُ .

(۲) الشامي ۴۵۳/۶ كتاب الوقف - مطلب في شروط المتولي .

Maktaba Tul Ishaat.com

سوال: (۲۱۶).....(الف) جوشخص متولی مسجد ہواور مسجد کی مرمت وصفائی کا خیال نہ رکھتا ہو،اور ملازمین کوتنخواہ وقت پرنہیں ادا کرتا جس کی وجہ سے ان کوتکلیف ہوتی ہے؛ حالاں کہ روپیہ اس مدکا موجود رہتا ہے؟

(ب) مسجد کی دکانیں اپنے ذاتی نفع کے لیے قلیل کرائے پر دے رکھی ہیں؛ باوجود یکہ ان دکانوں کودوسرا مسلمان زیادہ کرائے پر لینا چاہتے ہیں، نیز بعض دکانیں ایسے غیر مسلموں کو دیدی ہیں جو اس میں شراب خواری وزنا کاری کرتے ہیں؛ حالاں کہ مسلمان ان دکانوں کے خواست گار ہیں۔

(ج) مسجد کا روپیہ محلّہ والوں کے منع کرنے پر بھی بلاضرورت صرف کردیتا ہے۔

(د) مسجد کی آمدصرف کا حساب باوجود تقاضہ سخت کرنے کے بھی پیش نہیں کرتا۔

(ھ) مسجد کے حجرہ کواپنے ذاتی کام میں لاتا ہے؛ ایسے شخص کی تولیت جائز ہے یا نہ؟ اوراگر اہل محلّہ اس کے علیحدہ کرنے میں تساہل کریں توان کے لیے کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۳/۲۵۵ھ)

الجواب: ایسے شخص کومتولی رکھنا درست نہیں ہے، اورمعزول کرنا اس کا واجب ہے؛ جیسا کہ درمختار میں ہے: وينزع وجوبًا (بزازية) لوالواقف (درر) فغيره بالأولى غير مأمون الخ وفي ردالمحتار للشامي: قال في الإسعاف: ولايولى إلا أمين قادربنفسه أوبنائبه، لأن الولاية مقيدة بشرط النظر، وليس من النظر تولية الخائن، لأنه يخل بالمقصود، وكذا تولية العاجز لأن المقصود لايحصل به الخ (۱) اورتساہل کرنا اہل محلّہ کا باوجود قدرت کے ناجائز ہے، البتہ اگران کو قدرت نہ ہو یا اس میں فتنہ ہوتو مجبوری ہے۔ فقط

سوال: (۲۱۷) اگرزید بدنیتی سے مال وقف کواپنی ملک بنانا چاہے اورامانت میں خیانت کرے تو کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۳/۱۹۵۲ھ)

الجواب: زیداس صورت میں فاسق وعاصی ہوگا اوراگر وہ متولی وقف ہے تو لائق معزول کرنے کے ہے۔ فقط

---

(۱) الدر والرد للشامي ۶/۴۵۲-۴۵۳ كتاب الوقف – مطلب : يأثم بتولية الخائن .

Maktaba Tul Ishaat.com

جوخود بہ خود متولی بن گیا ہواس کو علیحدہ کرنا

سوال: (۲۱۸) ایک شخص نے اپنی ملکیت کی آمدنی میں سے آٹھواں حصہ آمدنی کا وقف کیا، اور ایک وصیت نامہ لکھا جس میں واقف نے اس کے خرچ کرنے کی تفصیل بھی بتلائی، اوراس کے دومتولی بھی مقرر کیے، خرچ کی تفصیل یہ ہے: پچیس روپے سالانہ مکہ معظّمہ اور پچیس روپے سالانہ مدینہ منورہ بھیجے جائیں، اس کے بعد جو کچھ بچے اس کو کارخیر، طلبہ اور کنویں وغیرہ میں خرچ کرنے کا اختیار متولیوں کو دیتا ہوں، اور یہ اپنی حیات میں متولی مقرر کردیں، چنانچہ متولیوں نے حسب وصیت نامہ آمدنی کو خرچ کیا، متولیان میں ایک واقف کا لڑکا اور دوسرا بھتیجا ہوتا تھا، دونوں متولی یکے بعد دیگرے انتقال کرگئے، اوراپنی حیات میں کوئی متولی مقرر نہیں کیا، بلکہ موقوفہ آمدنی بعدانتقال متولی ثانی کے جو واقف کا بھتیجا تھا، اس کی اولاد نے موقوفہ آمدنی کو اپنے اختیار سے خلاف وصیت نامہ کے خرچ کیا؛ آیا یہ متولی قابل تسلیم ہیں یانہیں؟ اوران کا خرچ کرنا خلاف وقف نامہ کے جائز ہے یانہیں؟ اوروہ آمدنی ان سے وصول کی جاسکتی ہے یانہیں؟ اور واقف کی جو اولاد موجود ہے وہ موجود متولی کو جواز خود متولی بن گئے، علیحدہ کرکے دوسرے کو متولی بنائیں یا خود بنیں؟ (۴۵۴/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: درمختاروشامی میں ہے: مراعاة غرض الواقفين واجبة (۱) شرط الواقف كنص الشارع (۲) پس موافق ان روایات کے، خلاف شرط واقف آمدنی وقف مذکور کو خرچ کرنا جائز نہیں ہے، البتہ اگر واقف نے کارخیر میں خرچ کرنے کو لکھا تھا تو متولیان نے اگر کسی مصرف خیر میں صرف کیا، جس کو وہ مصرف خیر سمجھتے تھے تو ان پر ضمان نہیں ہے، واقف کی اولاد میں سے جو اہل ہو وہ زیادہ مستحق ہے متولی ہونے کے وما دام أحد يصلح للتولية من أقارب الواقف لا يجعل المتولى من الأجانب الخ (۳) (درمختار) ولاية نصب القيم إلى الواقف ثم لوصيه الخ (۴) (درمختار) پس موافق اس قاعدے کے واقف کی اولاد میں جو اہل ہو اس کو متولی بنایا جائے، اورمتولی حال جو کہ خود متولی بن

(۱) الشامي ۵۲۱/۶ كتاب الوقف – مطلب : مراعاة غرض الواقفين واجبة الخ .
(۲) الدر مع الرد ۵۰۸/۶ كتاب الوقف – مطلب فى قولهم شرط الواقف كنص الشارع
(۳) الدر مع الرد ۴۹۹/۶ كتاب الوقف – مطلب : لا يجعل الناظر من غير أهل الوقف .
(۴) الدر مع الرد ۴۹۶/۶ كتاب الوقف – مطلب : ولا ية نصب القيم إلى الواقف الخ .

Maktaba Tul Ishaat.com

گیا ہے، اس کو علیحدہ کر دیا جائے، اگر وہ شرط واقف کے خلاف متولی بن گیا ہو؛ لیکن جب کہ واقف نے متولیوں کو اختیار دیا تھا کہ وہ اپنی طرف سے دوسرے کو بھی متولی بنا سکتے ہیں تو اگر متولی ثانی نے جو کہ بھتیجا واقف کا تھا اپنی اولاد میں سے کسی کو متولی بنا دیا تو وہ متولی ہو گیا؛ لیکن اگر وہ خائن ہو تو معزول کیا جا سکتا ہے۔ فقط

چندہ دینے والے؛ متولی اور مہتمم کو برخواست نہیں کر سکتے

سوال: (۲۱۹).....(الف) کیا کوئی شخص محض تحریک چندہ سے یا چندہ میں ایک دو روپے دینے سے کسی بانی مسجد یا متولی کو علیحدہ کر سکتا ہے؟

(ب) جس شخص نے کبھی مسجد میں کسی قسم کی امداد نہیں کی محض اس وجہ سے کہ اکثر مرد ماں نے مالک زمین و بانی مسجد کو تعمیر مسجد کے لیے کچھ چندہ دیا ہے، برخاستگی مہتمم و بانی مسجد کا اس کو اختیار ہے؟ اور کیا وہ اپنی منشا کے مطابق کوئی متولی مقرر کر سکتا ہے؟ (۱۱۲۲/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: (الف) علیحدہ نہیں کر سکتا۔ درمختار میں ہے: فلو مأمونًا لم تصح تولية غيره الخ (۱) اور شامی میں ہے: قال في شرح الملتقى معزيًا إلى الأشباه لايجوز للقاضي عزل الناظر المشروط له النظر بلا خيانةٍ الخ (۱) (شامی ج:۳)

(ب) اوپر کی عبارت سے ظاہر ہوا کہ کسی کو بہ حالت موجودہ بانی و مہتمم مسجد کو علیحدہ کرنے کا، اور معزول کرنے کا اختیار نہیں ہے، اور یہ جائز نہیں ہے کہ اس کو بدون کسی خیانت کے علیحدہ کر کے دوسرا متولی مقرر کرے جیسا کہ عبارت مذکورہ فلو مأمونًا لم تصح تولية غيره سے ظاہر ہے۔

موقوفہ جائداد کو نجی اغراض میں استعمال کرنے والے متولیوں کو علیحدہ کرنا

سوال: (۲۲۰) سرائے انارکلی لاہور و دیگر اضلاع کے متولیان، جائداد وقف کی آمدنی اپنی نجی اغراض میں صرف کر رہے ہیں؛ ایسے متولیوں کو علیحدہ کرنا لازم ہے یا کیا؟ اور ان کے بعد متولی ہونے کا حق زیادہ تر کس کو ہے؟ عام مسلمانوں کو، یا واقف کے ورثاء کو؟ اور اس میں امداد عامۂ مسلمین کو دینی لازم ہے یا صرف ورثاء واقف کو؟ (۱۷۸۲/۱۳۳۵ھ)

(۱) الدر مع الرد ۶/۴۵۴ كتاب الوقف – مطلب في عزل الناظر .

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: ایسے خائن متولیوں کا علیحدہ کرنا واجب ہے۔ وینزع وجوبًا (بزازية) لو الواقف درر فغيره بالأولى غير مأمون أو عاجزًا الخ (درمختار) وفي ردالمحتار المعروف بالشامي: قال في الإسعاف: ولا يولى إلا أمين قادر بنفسه أو بنائبه لأن الولاية مقيدة بشرط النظر، و ليس من النظر تولية الخائن، لأنه يخل بالمقصود الخ (۱)

اور جب تک اقارب واقف میں سے کوئی شخص تولیت کی صلاحیت رکھتا ہو، اور متولی ہونے کے لائق ہو، غیر کو متولی نہ بنایا جاوے، اقارب میں سے ہی کسی کو متولی بنایا جاوے۔ درمختار میں ہے: ومادام أحد يصلح للتولية من أقارب الواقف لا يجعل المتولى من الأجانب الخ (۲) اور متولی خائن سے وقف کو نکالنے اور صالح کو متولی بنانے میں عامۂ مسلمین کو اعانت کرنا لازم ہے۔ فقط

افیون استعمال کرنے والے کو معزول کرنا

سوال: (۲۲۱) اگر کوئی منتظم بوجہ بیماری کے افیون کا استعمال کرتا ہو، تو اس کو معزول کر کے دوسرا متولی مقرر کر سکتے ہیں یا نہ؟ (۳۶۳/۱۳۴۲ھ)

الجواب: افیون کھانے والا اور اس کی عادت رکھنے والا شخص اہل متولی ہونے کا نہیں ہے، کسی دوسرے شخص صالح و متقی و متدین کو متولی بنانا چاہیے۔

جس متولی سے لوگ خوش نہیں اس کو علیحدہ ہو جانا چاہیے

سوال: (۲۲۲) جامع مسجد اور مدرسہ حفظ القرآن کے جو متولی ہیں، ان سے بوجہ انتظام نہ کرنے کے اکثر لوگ ناراض ہیں، اور ان کو معزول کرنا چاہتے ہیں، سات آٹھ آدمی یہ چاہتے ہیں کہ متولی صاحب بدستور رہیں گے، اگر متولی صاحب خوشی سے علیحدہ نہ ہوئے تو مقدمہ بازی ہوگی، اور متولی صاحب کہتے ہیں کہ اگر چھوڑنے میں میرے ذمے گناہ نہ ہو تو چھوڑ سکتا ہوں؛ اس صورت میں متولی کو علیحدہ ہو جانا چاہیے یا نہیں؟ (۱۳۹۹/۱۳۴۳ھ)

---

(۱) الدر المختار و الشامي ۶/۴۵۲-۴۵۳ كتاب الوقف – مطلبٌ في شروط المتولي .

(۲) الدر المختار مع الشامي ۶/۴۹۹ كتاب الوقف– مطلبٌ لا يجعل الناظر من غير أهل الوقف

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: جب کہ متولی مذکور سے اکثر لوگ بوجہ اس کے انتظام مدرسہ نہ کرنے کے ناراض ہیں، اوران کے رہنے سے خوف مضرت ووقوع نزاع ومقدمہ بازی وغیرہ ہے؛ تو ایسے متولی کو علیحدہ ہوجانا چاہیے، اوراس کے علیحدہ ہونے میں اس کو کچھ گناہ نہیں ہے، بلکہ ثواب ہے کہ مسلمانوں کو منازعت اور مقدمہ بازی سے بچانا اس صورت میں حاصل ہے، اورنا اتفاقی اور باہم منازعت ومخالفت بہت قبیح ہے، لہٰذا جو کچھ رائے اکثر لوگوں کی ہے، اورمتولی مذکور کے رہنے کو وہ پسند نہیں کرتے؛ پس اس متولی کو علیحدہ ہوجانا چاہیے۔ فقط

سوال: (۲۲۳) ایک متولی مسجد کو بعض لوگ علیحدہ کرنا چاہتے ہیں، اوربعض نہیں تو شرعاً کیا ہونا چاہیے؟ (۱۴۵۷/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اگراس متولی میں کوئی شرعی عیب ہے؛ یعنی وہ خائن ہے، اورانتظام مسجد کا اس سے نہیں ہوسکتا تو اس کو معزول کردینا چاہیے، اوراگر ایسا نہیں ہے تو اس کو معزول کرنے کا کسی کو حق نہیں ہے۔

ایک متولی کا دوسرے متولی کو معزول کرنا

سوال: (۲۲۴) زید نے ایک ویران وغیر آباد مسجد کو آباد کیا، اوراپنے جیب خاص سے اس کی مرمت وتوسیع وغیرہ کرائی، اس کی وفات کے بعد اس کے بیٹے عمر نے بھی حسب وصیت اپنے والد مرحوم کے اس مسجد کی خدمت اپنے ذمے لی، اوراسی سرگرمی کے ساتھ تیس برس تک اپنے فرائض منصبی کو ادا کرتا رہا، عمر کے زمانہ انتظام میں ایک مسلمان نے ایک مکان واسطے مصارف مسجد کے وقف کیا، اورعمر مذکور وبکر کو متولی بنایا، لیکن جائداد موقوفہ کا انتظام بھی برابر عمر ہی کے ہاتھ میں رہا، اورعمر نے اپنے حسن انتظام سے جائداد موقوفہ کی آمدنی بڑھائی، مسجد کو وسیع کیا، نئی چھت ومنار بنوایا، صحن بڑھایا، مصارف مسجد کے لیے کٹرا (بازار) بنوایا، جائداد موقوفہ کی آمدنی تین روپے ماہوار تھی، اب پچیس روپے ماہوار ہے، آمدنی کی ترقی دیکھ کر بکر کے دل میں طمع آئی، اس نے چند شخصوں کو اپنی سازش میں لاکر عمر منتظم وخادم قدیم مسجد کو انتظام مسجد وجائداد سے محروم ومعزول کرکے خود قابض ودخیل ہوگیا، اس صورت میں عمر کو بکر پر ترجیح ہے یا نہیں؟ اور بلاثبوت خیانت وغیرہ ـــــ جو منافی اہلیت ہے ـــــ عمر کو معزول کرنا، اور بکر کو اس کی جگہ قائم کرنا شرعًا عمر کی حق تلفی ہے یا نہیں؟ (۱۲۱۷/۱۳۳۷ھ)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: درمختار میں ہے: ولا یولی إلا أمین الخ (۱) اس کا حاصل یہ ہے کہ متولی وہ شخص بنایا جائے جو امانت دار ہو، اور قدرت انتظام رکھتا ہو، اور یہ بھی کتب فقہ میں مسطور ہے کہ بدون خیانت کے متولی کو معزول کرنا درست نہیں ہے، اور واقف مکان نے جب کہ عمر و بکر دونوں کو متولی کیا ہے تو دونوں کی رائے سے کار تولیت انجام پانا چاہیے؛ کسی ایک کو بدون خیانت کے معزول کرنا صحیح نہیں ہے۔

واقف متولی کو بلا وجہ بھی معزول کرسکتا ہے

سوال: (۲۲۵) رحم علی نے چھ بیگہ خام اراضی بنام خدا عزوجل وقف کی، اور حق تولیت نسلًا بعد نسلٍ ذاکر علی کو بذریعہ وقف نامہ سپرد کیا، قبضہ دے دیا گیا، بلا ثبوت تغلب (خیانت) بر بناء رنجش جدید؛ رحم علی واقف چاہتا ہے کہ ذاکر علی متولی نہ رہے، لیکن دوسرے اشخاص دیہہ ذاکر علی کے متولی رہنے سے خوش ہیں؛ صورت مسئولہ میں رحم علی کو کوئی حق اراضی وقف کی تولیت سے ذاکر علی متولی کو علیحدہ کرنے کا شرعًا حاصل ہے یا نہیں؟ (۲۶۱۵/۷/۱۳۳۷ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: ولایة نصب القیم إلی الواقف قال فی الشامی: قوله: ولایة نصب القیم الخ قال فی البحر: قدمنا أن الولایة ثابتة للواقف مدة حیاته وإن لم یشترطها، وأنَّ له عزل المتولی الخ (۲) (شامی ۳/۴۰۹) وفیه: قبله وأماالواقف فله عزل الناظر مطلقًا، به یفتی الخ (۳) (ص: ۳۸۶) پس معلوم ہوا کہ رحم علی واقف متولی مذکور کو بلا وجہ بھی معزول کرسکتا ہے۔

واقف کی وفات کے بعد اس کے مقرر کیے ہوئے متولی کی علیحدگی

سوال: (۲۲۶)..... (الف) من جملہ چند متولیان کے واقف نے زید کو متولی شریک اپنا مقرر کیا، اور سو روپے تنخواہ مقرر کی؛ تو بعد وفات واقف زید اس تولیت سے علیحدہ ہوسکتا ہے یا نہیں؟

(ب) جو اختیارات واقف نے زید کو دیے ہیں، وہ بعد وفات واقف مسترد ہوسکتے ہیں یا نہیں؟

(ج) بعد وفات واقف جائداد موقوفہ پر مقدمہ ہوا، اور زید کوشش کرتا رہا مگر عرصے تک قبضہ نہ

(۱) الشامی ۶/۴۵۳ کتاب الوقف – مطلب فی شروط المتولی .
(۲) الدرمع الرد ۶/۴۹۶ کتاب الوقف – مطلب : ولایة نصب القیم إلی الواقف الخ .
(۳) ردالمحتار ۶/۴۵۴ کتاب الوقف – مطلب فی عزل الناظر .

Maktaba Tul Ishaat.com

ہوا، بعد عرصے کے جائداد موقوفہ پر معہ واصلات قبضہ ہوا، جس قدر عرصے میں قبضہ نہیں ہوا اس عرصے کی بھی تنخواہ زید پاسکتا ہے؟ جب کہ دیگر حصہ داران حسب منشا واقف حصہ پائیں گے؟ (۶۷۱/۱۳۳۹ھ)

الجواب: (الف) یہ امر مسلم ہے اور کتب فقہ میں اس کی تصریح ہے کہ شرائط واقف ـــــ جو کہ خلاف شریعت نہ ہوں ـــــ معتبر ہوتی ہیں، اور ان شرائط کے موافق عمل درآمد لازم ہے، پس زید جس کو واقف نے متولی شریک قرار دیا ہے حیات واقف میں، اور بعد حیات واقف کے ان اسباب کی وجہ سے تولیت سے علیحدہ ہوسکتا ہے جن کی خود واقف نے تصریح کی، اور اگر واقف ان اسباب کی تصریح بھی نہ کرتا تو جو وجوہ متولی کو معزول کرنے کی شرعاً قرار دی گئی ہیں، ان وجوہ سے متولی معزول کیا جاسکتا ہے؛ فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ اگر خود واقف بھی ـــــ جو کہ متولی بھی ہے ـــــ غیر مؤتمن ہو، اور کار تولیت خود یا اپنے نائب کے ذریعہ سے انجام نہ دے سکے، یا مال وقف کو ضائع کرتا ہو؛ تو اس کو تولیت سے علیحدہ کیا جائے گا۔ درمختار میں ہے: وينزع وجوبًا (بزازية) لو الواقف (درر) فغيره بالأولى غير مأمون أو عاجزًا أو ظهر به فسق كشرب خمر ونحوه، أو كان يصرف ماله في الكيمياء نهر بحثا، وإن شرط عدم نزعه، أو أن لاينزعه قاض ولا سلطان لمخالفته لحكم الشرع الخ، وفي ردالمحتار: قوله غير مأمون قال في الإسعاف: ولا يولّى إلا أمين قادر بنفسه أو بنائبه، لأن الولاية مقيدة بشرط النظر، وليس من النظر تولية الخائن، لأنه يخل بالمقصود وكذا تولية العاجز لأن المقصود لايحصل به الخ (۱)

(ب) جب تک زید متولی رہے گا، اور کوئی امر موجب عزل اس میں ظاہر نہ ہوگا؛ وہ اختیارات اس کو حاصل رہیں گے بہ شرطیکہ کوئی امر خلاف شرع نہ ہو، اور وقف کو کچھ نقصان نہ پہنچے کیوں کہ منافع وقف کا لحاظ مقدم ہے۔ قال في الدر المختار: وكذا يفتى بكل ماهو أنفع للوقف فيما اختلف العلماء فيه الخ (۲) وفيه أيضًا: لما تقرر أن الشرائطَ المخالفة للشرع جميعها لغو وباطل الخ (۳) (شامی ۳/۳۹۰)

---

(۱) الدر والرد ۶/۴۵۲-۴۵۴ كتاب الوقف – مطلب يأثم بتولية الخائن .

(۲) الدر المختار مع الشامي ۶/۴۸۲ كتاب الوقف – مطلب سكنَ المشترِي دارَ الوقف .

(۳) الدر مع الرد ۶/۴۶۱ كتاب الوقف – مطلب لا يُسْتَبْدَلُ الْعَامرُ إلا في أربعٍ .

Maktaba Tul Ishaat.com

(ج) زید متولی کے لیے جو کچھ حق الخدمت واقف نے معین کیا ہے؛ وہ معاوضہ اس کی خدمت اور سعی اور کارکردگی کا ہے، پس چوں کہ زید متولی مقدمہ وقف میں کوشش کرتا رہا، اور بالآخر اس مقدمہ میں کامیابی ہوئی، اور وقف ثابت ہوگیا تو زید اس زمانے کی تنخواہ کا مستحق حسب شرط واقف ہوگا کیوں کہ حفاظت جائداد موقوفہ بھی اس کے کاموں میں تھی۔ درمختار میں ہے: وفی الأشباہ الجامکیة فی الأوقاف: لها شبه الأجرة أی فی زمن المباشرة الخ وفی ردالمحتار: قوله: أی فی زمن المباشرة الخ یعنی أن اعتبار شبهها بالأجرة من حیث حل تناولها للأغنیاء، إذ لو کانت صدقةً محضةً لم تحل لمن کان غنیًا، ومن حیث إن المدرس لومات، أوعزل فی أثناء السنة، قبل مجیٔ الغلة وظهورها من الأرض، یعطی بقدر ماباشر الخ (۱)(ص/۴۱۷) وأیضًا (ص:۴۱۶ من الشامی): فعلی هذا إذا ترک صاحب الوظیفة مباشرتها فی بعض الأوقات المشروط علیه فیها العمل لایأثم عنداللّٰه تعالی، غایته أنه لایستحق المعلوم الخ (۲)

مدرسہ کے بانی اور مہتمم کو معزول کرنا

سوال: (۲۲۷) بکر نے ایک مدرسہ مذہبی تعلیم کے لیے قائم کیا، اور اس کی تعمیر میں اپنا ذاتی روپیہ لگایا، اور سفر کرکے مانگ کے کار تعمیر و تعلیم چلایا، گویا با قاعدہ مدرسہ اسلامیہ ہوگیا، بکر بانی مدرسہ ہے، اور واقف اور متولی اس وجہ سے ہے کہ اس کا چندہ شہر والوں سے زائد، اور جو کچھ مدرسہ میں ہوا، اسی کی کوشش کا نتیجہ ہے، ایسی حالت میں عام لوگ جبراً اس کو مدرسہ سے بے دخل اور علیحدہ کرکے قبضہ کرسکتے ہیں یا شرعًا کیا حکم ہے؟ (۷۵۷/۱۳۳۷ھ)

الجواب: جب کہ بکر بانی ومتولی مدرسہ کا ہے تو بدون کسی خیانت کے معزول کرنا اس کا، اور بے دخل کرنا درست نہیں ہے، اور معزول کرنا متولی خائن کا لازم ہے کما فی الدرالمختار: وینزع وجوبًا "بزازیة" لو الواقف "درر" فغیره بالأولی غیرمأمون أو عاجزًا أو ظهر به فسق کشرب خمر الخ وإن شرط..... عدم نزعه الخ فلو مأمونًا لم تصح تولیة غیره أشباه (۳)

(۱) الدرالمختار وردالمحتار ۶/۵۰۹-۵۱۰ کتاب الوقف مطلب: الجامکیَّة فی الأوقافِ.
(۲) الشامی ۶/۵۰۹ کتاب الوقف – مطلب: المفهومُ مُعتبر: فی عرف الناس والمعاملات والعقلیات
(۳) الدر المختار مع الشامی ۶/۴۵۲-۴۵۴ کتاب الوقف – مطلب یأثم بتولیة الخائن.

Maktaba Tul Ishaat.com

واقف کے مقرر کیے ہوئے امام ومتولی کو مسجد کا بانی معزول نہیں کرسکتا

سوال: (۲۲۸) ایک شخص نے اپنی زمین کو خالصۃً للہ مسجد کے واسطے بغیر کسی شرط کے وقف کرکے، ایک عالم متقی کو امام ومتولی اس زمین موقوفہ کا مقرر کردیا، متولی نے اس زمین موقوفہ میں اذان واقامت کے ساتھ نماز باجماعت پڑھائی اور چاہ کھود کر بنیاد مسجد رکھ دیا، ایک دوسرے شخص نے متولی کی اجازت سے مسجد کی دیواریں اور چھت تیار کرادیے، اب یہ بانی متولی کو امامت وتولیت سے علیحدہ کرنا چاہتا ہے معزول کرنا جائز ہے یا نہیں؟ أولی بالإمامة وبنصب الإمام والمؤذن واقف ہے یا متولی یا بانی؟ بانی کا اطلاق حقیقۃً بنیاد رکھنے والے پر ہوتا ہے یا دیواریں وچھت بنانے والے پر؟ (۳۵/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: البانی للمسجد أولی من القوم بنصب الإمام والمؤذن فی المختار: إلا إذا عین القوم أصلح ممن عینه البانی الخ (۱) دوسری جگہ ہے: ولایة نصب القیم إلی الواقف الخ (۲) نیز درمختار میں ہے: ومادام أحد یصلح للتولیة من أقارب الواقف لایجعل المتولی من الأجانب الخ (۳) نیز درمختار: بنی علی أرض ثم وقف البناء قصدًا بدونها إن الأرض مملوکةً لایصح ..... وإن موقوفةً علی ماعین البناء له جاز تبعًا إجماعًا (۴) اس اخیر روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ واقف کوئی دوسرا ہو، اور بانی دوسرا ہو یہ بھی صحیح ہے، اور بانی وہ ہے جو تعمیر کرنے والا اور مسجد بنانے والا ہو، لیکن واقف نے جس کو متولی قرار دیا ہے اس کو یہ دوسرا بانی موقوف نہیں کرسکتا، البتہ اگر وہ امام لائق امامت کے نہ ہو، اور اہل محلّہ ونمازی مسجد کسی لائق بالامامہ کو امام مقرر کریں، تو وہ کرسکتے ہیں۔ فقط

واقف کی اولاد کا امام ومؤذن کو معزول کرنا

سوال: (۲۲۹) ایک شخص نے کسی قدر زمین مسجد کے لیے وقف کرکے قبضہ میں دے دی، بعد

(۱) الدرالمختار مع ردالمحتار ۶/۵۰۵ کتاب الوقف – مطلب فی الوقفِ المنقطعِ الاوَّلِ و المنقطعِ الوَسَطِ (۲) الدرالمختارمع الرد ۶/۴۹۶ کتاب الوقف – مطلب ولایة نصب القیم إلی الواقف الخ.
(۳) الدر مع الرد ۶/۴۹۹ کتاب الوقف – مطلب لَا یُجْعَل الناظرُ من غیرِ أهلِ الوقف .
(۴) الدر المختار مع الشامی ۶/۴۶۲-۴۶۳ کتاب الوقف – مطلب فی وقف البناء بدون أرض.

Maktaba Tul Ishaat.com

مرور چند سال واقف کا انتقال ہوا، اب اولاد واقف چاہتی ہے کہ زمین موقوفہ مقبوضہ امام ومؤذن؛ اپنی ملک وتصرف میں لاکر، امام ومؤذن کو بلاقصور شرعی معزول کریں، اور دوسرے امام ومؤذن مقرر کریں، اور زمین موقوفہ کے محصولات سے ان کی تنخواہ مقرر کرکے ادا کریں، اور تولیت کے بارے میں واقف نے کچھ تحریر نہیں کیا اور نہ کسی کو زبانی متولی کیا ہے، پس اس صورت میں اولاد واقف زمین موقوفہ کو اپنے دخل وتصرف میں لاسکتے ہیں یا نہیں؟ اور امام مؤذن کو بلاقصور معزول کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور بلا اذن امام سابق دوسرے امام کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ (۱۹/۱۳۳۵ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: الباني للمسجد أولى من القوم بنصب الإمام والمؤذن في المختار (۱) شامی میں ہے: قوله: الباني أولى وكذا ولده وعشيرته أولى من غيرهم أشباه (۱) وفي الدرالمختار أيضا: وما دام أحد يصلح للتولية من أقارب الواقف لايجعل المتولي من الأجانب الخ (۲) ان روایات سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں اولاد واقف کو اختیار ہے کہ امام ومؤذن سابق کو معزول کرکے دوسرا امام ومؤذن مقرر کریں، اور متولی اولاد واقف سے ہی مقرر ہونا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امام ومؤذن کو مقرر اور معزول کرنے کا حق دار کون ہے؟

سوال: (۲۳۰) ایک مسجد مدت کی بنی ہوئی ہے، اس زمانے سے اس کا یہ طریقہ چلا آیا ہے کہ امام ومؤذن وغیرہ سب مسلمانوں کی رضامندی سے مقرر ومعزول ہوتے تھے، تھوڑے عرصے سے بانی مسجد کے ورثہ مسجد میں اپنا اپنا حصہ ثابت کرتے ہیں، کوئی کہتا ہے: میرا نصف ہے، کوئی کہتا ہے: میرا تہائی ہے، علی ہذا القیاس؛ اور باقی یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارے بڑوں کی بنائی ہوئی ہے، ہم جس کو چاہیں مقرر کریں اور جس کو چاہیں معزول کریں، اگرچہ تمام مسلمان اس کے مخالف ہوں مگر بعض افراد، ایسی مسجد حکم میں مسجد شرعی کے ہے یا نہیں؟ نماز اس مسجد میں جائز ہے یا نہیں؟ ورثاء کے قول مذکور سے ملکیت ثابت ہوگی یا نہیں؟ (۱۵۳۶/۱۳۳۷ھ)

---

(۱) الدر مع الرد ۶/۵۰۵ كتاب الوقف – قبيل مطلب فى الوقف المنقطع الأوّل والمنقطع الوسط.

(۲) شرح تنوير الأبصار مع الرد ۶/۴۹۹ كتاب الوقف– مطلب لا يُجعل الناظرُ من غير أهل الوقف.

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: بانی مسجد کے ورثہ کو بے شک حق عزل ونصب امام ومؤذن کا ہے، البتہ اگر قوم اصلح کو مقرر کریں تو وہ مقدم ہے، درمختار اور شامی میں ہے: البانی للمسجد أولی من القوم بنصب الإمام والمؤذن فی المختار إلا إذا عین القومُ أصلحَ ممن عینه البانی الخ (درمختار) قوله البانی أولی وکذا ولده وعشیرته أولی من غیر هم أشباه (۱) (شامی) فقط

شرائط واقف کی خلاف ورزی کرنے والے متولی کو معزول کرنا

سوال: (۲۳۱) ایک شخص نے ایک جائداد موافق قاعدۂ شرعیہ کے وقف کی، اور چند شرائط وقف نامہ میں لکھی ہیں، بعض متولی ان شرائط کے خلاف عمل کرتے ہیں، جس میں خیانت کا اندیشہ ہے؛ شرع کا کیا حکم ہے؟ (۴۸۷/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جائداد مذکورہ وقف ہوگئی ہے، واقف نے جو شرائط تجویز قطعی کی ہیں ان پر عمل درآمد ہونا ضروری ہے، اور متولیوں میں سے جو کوئی ان شرائط پر عمل نہ کرے اس کو علیحدہ کردیا جاوے اور أمین قادر علی التصرف کو متولی کیا جاوے، جو موافق شرائط واقف عمل کرے۔ درمختار میں ہے: وینزع وجوبا بزازیة . لو الواقف درر فغیره بالأولی غیر مأمون أو عاجزًا..... وإن شرط عدم نزعه وفي الشامي: قال فی الإسعاف: ولا یولی إلا أمین قادر بنفسه أو بنائبه لأن الولایة مقیدة بشرط النظر ولیس من النظر تولیة الخائن لأنه یخل بالمقصود وکذا تولیة العاجز لأن المقصود لایحصل به الخ (۲)

مسجد کے متولی پر بدگمانی کرنا

سوال: (۲۳۲) ایک شخص مسجد کا متولی ہے، اور مسجد میں خرچ بھی کرتا ہے، اس وجہ سے کہ مجھ کو مسجد کا متولی بنایا جائے؛ ایسے شخص کی نسبت کیا حکم ہے؟ تولیت سے معزول اور علیحدہ ہوسکتا ہے یا نہیں؟ (۳۳۵/۱۳۳۸ھ)

---

(۱) الدرالمختار والشامی ۶/۵۰۵ کتاب الوقف . قبیل مطلبٌ فی الوقف المنقطع الأول والمنقطع الوسط.

(۲) الدرالمختار و ردالمحتار ۶/۴۵۳ کتاب الوقف – مطلبٌ في شروط المتولی .

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: کسی مسلمان پر بدگمانی کرنا ناجائز ہے اور گناہ ہے۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِنَ الظَّنِّ، اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (۱) پس ایسا گمان کرنا نہ چاہیے کہ جو شخص مسجد میں کچھ خرچ کرتا ہے وہ ریاءً وسُمعۃً کرتا ہے یا متولی ہونے کی نیت سے کرتا ہے، اور جب کہ وہ پہلے سے متولی ہے تو یہ طمع اس کی طرف کیسے منسوب کی جاتی ہے، بہرحال بدظنی کرنے والے عاصی وآثم ہیں اور جو متولی مسجد کا ہے وہ بلا کسی خیانت کے تولیت سے معزول نہیں ہوسکتا۔

(۱) سورۂ حجرات آیت:۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

وقف علی الأولاد اور اس کے احکام

اولاد پر وقف کرنا شرعًا درست ہے

سوال: (۲۳۳) اولاد پر وقف کرنا جائز وصحیح ہے یا نہیں؟ (۳۲/۱۵۴۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: وقف علی الاولاد شرعًا درست ہے، بشرطیکہ آخر میں یہ تصریح ہو کہ اگر اولاد میں سے کوئی باقی نہ رہے تو فقراء اور مساکین پر صرف ہو۔

سوال: (۲۳۴) علاوہ مساجد و دیگر کار خیر کے اپنی اولاد کے لیے جائداد وقف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر زید نے اپنی کل جائداد اس طرح وقف کردی ہو کہ کل جائداد موقوفہ کا متولی اس کا بڑا بیٹا ہوگا، اور بعد مرنے بڑے بیٹے کے بڑے بیٹے کا بیٹا متولی ہوگا، اور جب تک بڑے بیٹے کی اولاد موجود ہوگی دیگر بیٹوں کو جائداد سے کسی طرح کا سروکار نہیں ہوگا؟ (۶۲۱/۱۳۴۰ھ)

الجواب: وقف علی الاولاد شریعت میں جائز ہے، شرائط واقف سب معتبر اور قابل عمل ہیں، پس ہر سہ شرائط کے موافق عمل درآمد ہونا ضروری ہے کمافی کتب الفقه: شرط الواقف کنص الشارع (الشامی ۶/ ۵۰۸ کتاب الوقف)

سوال: (۲۳۵) زید اپنی پیدا کردہ جائداد کو وقف علی الاولاد کرنا چاہتا ہے تاکہ جائداد قائم رہے، متولی اس کا اولاد ذکور میں سے رہے، اور آمدنی کے حصہ جات ہر ایک کو تقسیم ہوتے رہیں، جائداد تقسیم نہ ہو جائداد مشترکہ یک جا زیر اہتمام متولی محفوظ رہے، زید چاہتا ہے کہ مکانات سکنی وسامان خانہ کو فرزندان کی ملک کردیوے، کیوں کہ دختران کو جہیز دیا جاوے گا، اور ان کے خاوندوں کے مکان ان کو ملیں گے، جائداد زرعی سے کچھ حصہ علیحدہ کرکے اس آمدنی کو محفوظ رکھا جاوے کہ اس سے اور جائداد خرید کر جائداد

Maktaba Tul Ishaat.com

موقوفہ کے ساتھ شامل کی جاوے، اور ترقی جائداد کی ہوتی رہے مفصل جواب مرحمت ہو؟ (۸۴۹/۱۳۴۵ھ)

الجواب: وقف علی الاولاد شریعت میں جائز ہے، جس قدر جائداد کو مالک وقف کرے گا، وہ سب وقف ہو جاوے گی، اور اس کی اصل قائم رہے گی، اس کو کوئی وارث تقسیم نہ کر سکے گا، اور بیع ورہن وغیرہ نہ کر سکے گا، اور اس جائداد موقوفہ کی آمدنی کو جس طرح واقف چاہے تقسیم کرنا مشروط کر سکتا ہے اور لکھ سکتا ہے؛ کیوں کہ شرائط واقف شرعاً معتبر ہوتی ہیں، بلکہ درمختار وغیرہ میں لکھا ہے: شرط الواقف کنص الشارع (الشامی ۶/۵۰۸ کتاب الوقف) یعنی واقف جو شرائط متعلق تقسیم آمدنی وغیرہ لکھ دے گا ان پر عمل کرنا لازم ہے، پس یہ شرط بھی جائز ہے کہ آمدنی وقف میں اس قدر آمدنی محفوظ رکھی جاوے کہ اس سے دوسری جائداد خرید کر شامل وقف کی جاوے، اور اس قدر آمدنی فلاں مدرسہ میں دی جاوے، اور باقی آمدنی میں سے فلاں فلاں اشخاص کو اس قدر دیا جاوے یہ سب صحیح ہے، اور اگر جائداد سکنائی اور اثاث البیت کو وقف سے علیحدہ رکھے، اور وقف نہ کرے، بلکہ ورثہ کو تملیکاً تقسیم کرے تو اس میں یہ ضروری ہے کہ لڑکیوں کو بھی حصہ دے، کیوں کہ تملیک اور ہبہ میں یہ جائز نہیں ہے کہ لڑکیوں کو نہ دے، اس وجہ سے کہ ان کو سامان جہیز دیا گیا ہے، اور وہ اپنے ازواج سے مکان وغیرہ پائیں گی؛ یہ وجہ ان کے حق کے سقوط کی شرعاً نہیں ہے، اور ایسا کرنا جائز نہیں ہے کہ بعض اولاد کو دے اور بعض کو نہ دے۔ حدیث شریف میں اس پر وعید آئی ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جور اور ظلم فرمایا ہے، البتہ اگر مکان وغیرہ کو بھی وقف کر دے، اور پسری اولاد کو سکونت کا حق لکھ دے تو ایسا ہو سکتا ہے، اور واضح ہو کہ جب تمام جائداد سکنائی وزرعی کا وقف نامے میں اندراج کرانا اور رجسٹری کرانا ہوگا تو پھر وہ سکنائی جائداد بھی وقف ہو جاوے گی، اور کسی کی ملک اس میں نہ رہے گی؛ البتہ حق سکونت واقف جس طرح چاہے لکھ سکتا ہے کہ فلاں شخص فلاں مکان میں رہے، اور فلاں شخص فلاں مکان میں، مگر بعد اندراج وقف نامہ وہ مکان وقف سے علیحدہ نہ ہوگا، اور اسباب منقولہ کے وقف میں اختلاف ہے، اس سامان کو وقف میں داخل نہ کرے، اس کو بلا وقف ہی جملہ اولاد پسری و دختری کو ہبہ کر دے، اور تقسیم کر دے، اور ہبہ بعد تقسیم کے کرے کہ یہ چیز فلاں کو دی گئی، اور یہ چیز فلاں کو دی گئی، اس میں اولاد دختری کو شامل کرے۔ اور آمدنی وقف سے جو حصہ اور مقدار رقم لڑکیوں کے لیے چاہے مقرر کر دے کہ تا حیات ان کو آمدنی وقف سے اس قدر دیا جاوے، یہ شرط بھی صحیح ہوگی؛ اور اس کی آمد کے حصص معین

Maktaba Tul Ishaat.com

کرسکتا ہے، اور جس کو چاہے نسلاً بعد نسل لکھ دے، اور جس کے لیے چاہے حین حیات لکھے؛ یہ سب جائز ہے اس میں بہ شرط نیک نیتی کچھ مؤاخذہ نہ ہوگا۔ فقط

سوال: (۲۳۶) ایک شخص نے وقف علی الاولاد اس طرح پر کیا کہ میں اپنی کل جائداد ہر قسم کی وقف علی الاولاد کرکے؛ اقرار کرتا ہوں کہ بعد میرے میری جائداد کی آمدنی میری اولاد اور بیویاں حسب حصص شرعی تقسیم کرلیا کریں گے، مگر ان کو جائداد تقسیم کرانے یا انتقال کرانے کا حق نہ ہوگا، جب تک میری اولاد میں کوئی باقی رہے گا اس وقت تک آمدنی جائداد اس پر خرچ ہوگی، جب سلسلہ نسل واقف کا منقطع ہوجائے اور کوئی باقی نہ رہے تو آمدنی جائداد دینی یتیم خانہ وغرباء وطلباء پر خرچ ہو؛ یہ وقف صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۱۷۰/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: اس وقف کو باطل کہنا صحیح نہیں ہے کیوں کہ یہ وقف منجز ہے وقف معلق نہیں ہے؛ اس لیے کہ سوال میں یہ عبارت ہے کہ میں اپنی کل جائداد ہر قسم کی وقف علی الاولاد کرکے اقرار کرتا ہوں الخ۔ لفظ ''وقف کرکے'' سے ظاہر ہے کہ اس نے وقف کردیا، وقف کرکے پھر یہ اقرار ہے جو آگے لکھا ہے، لہٰذا وقف کی صحت میں کچھ شبہ نہ رہا، مصارف کی تشریح بعد میں کرتا ہے۔ لہٰذا یہ وقف معلق نہیں ہے وقف فوراً ہوگیا ہے، پس ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ واقف نے اپنی جائداد کو وقف اس وقت کردیا ہے، اور بعد وفات اپنی کے یہ لکھا ہے کہ میری اولاد اور بیویاں حسب حصص شرعیہ تقسیم کرلیا کریں، اور چونکہ یہ وقف صحت میں ہوا ہے تو وقف کل کا صحیح ہے اپنی زندگی میں واقف جس طرح چاہے آمدنی کو خرچ کرے، اس کے مرنے کے بعد اس کی اولاد وزوجہ حسب حصص شرعیہ لیں گی درمختار میں ہے: وأن یکون قربةً فی ذاته معلومًا منجزًا (۱) واکتفٰی أبو یوسف بلفظ موقوفة (۲) اور یہ تصریح ہے کہ وقف میں امام ابو یوسفؒ کے قول پر فتوی ہے فصل فیما یتعلق بوقف الأولاد جعل ریعه لنفسه أیام حیاته ثم وثم جاز عند الثانی وبه یفتی درر قوله ثم وثم حکایة لما یذکره الواقف من العطف بثم فی وقفه کقوله ثم من بعدی علی أولادی ثم علی أولادهم الخ (۳) (شامی) فقط

(۱) الدر المختار مع الرد ۴۱۰/۶ کتاب الوقف – شرائط الوقف .

(۲) الدر المختار مع الرد ۴۰۹/۶ کتاب الوقف – قبل شرائط الوقف .

(۳) الدر المختار والشامی ۵۴۶/۶ کتاب الوقف – فصلٌ فیما یتعلق بوقف الأولاد .

Maktaba Tul Ishaat.com

اولاد پر وقف کرنے کا شرعی طریقہ

سوال: (۲۳۷) میں اپنی جائداد اراضی وقف علی الاولاد کرنا چاہتا ہوں، بعد ممات اس پر عمل در آمد ہووے، آمدنی جائداد کا مہتمم اپنے اکلوتے بیٹے ''غلام نبی'' کو قرار دیتا ہوں؛ اس میں کیا کیا شرائط درج ہونی چاہئیں؟ (۴۵۱/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: وقف علی الاولاد صحیح ہے، پس اگر وقف علی الاولاد منظور ہے، اور اپنی حیات میں خود نفع اٹھانا منظور ہے تو اس طرح وقف کیا جائے کہ میں نے فلاں جائداد؛ یعنی مکان وزمین وغیرہ کو لوجہ اللہ وقف کیا، اس طرح کہ اپنی حیات میں خود متولی جائداد مذکور کا رہوں گا، اور نفع اس کا خود اپنے صرف میں لاؤں گا یا اپنی رائے سے خرچ کروں گا، اور میرے بعد میری اولاد فلاں فلاں یا اولاد کی اولاد یا دیگر اقرباء کو اس طرح تقسیم کیا جائے، اور میرے بعد متولی ومنتظم میرا فلاں بیٹا ہوگا، اور وہ اس طرح عمل در آمد کرتا رہے گا، مثلاً اس قدر خود رکھے اور اس اس قدر فلاں فلاں اولاد وقرابت داروں کو تقسیم کیا کرے؛ الغرض جو شرائط منظور ہوں ان کی تصریح کردی جائے کیوں کہ شرائط واقف واجب العمل ہوتی ہیں، اور جملہ شرائط وغیرہ لکھ کر آخر میں یہ لکھ دیا جائے کہ اگر خدانا خواستہ میری اولاد واقرباء میں سے کوئی باقی نہ رہے تو منافعہ جائداد موقوفہ کا فقراء پر تقسیم کیا جائے؛ یہ شرط صحت وقف کے لیے ضروری ہے کہ آخر میں فقراء کا ذکر کیا جائے، اور اگر اپنی حیات میں ہی اپنے بیٹے کو متولی بنانا منظور ہے تو ایسا ہی لکھ دیا جائے، یہ بھی صحیح ہے۔ قال فی الدرالمختار: فصل فیما یتعلق بوقف الأولاد من الدرر وغیرها وعبارة المواهب فی الوقف علی نفسه وولده ونسله وعقبه جعل ریعه لنفسه أیام حیاته ثم وثم جاز عند الثانی وبه یفتی کجعله لولده الخ (۱) فقط

اولاد پر وقف کرنے میں قاعدۂ شرعیہ: للذکر مثل حظ الأنثیین کا لحاظ رکھنا ضروری ہے؟

سوال: (۲۳۸).....(الف) زید کے خالد وبکر دو لڑکے، اور عابدہ وزاہدہ دو لڑکیاں ہیں، زید

(۱) الدرالمختار مع الشامی ۶/۵۴۵، ۵۴۶ کتاب الوقف – فصلٌ فیما یتعلق بوقف الأولاد

Maktaba Tul Ishaat.com

اپنی جائداد کو وقف علی الاولاد کر کے ہر ایک حصہ دار کو بہ قدر حصہ شرعی؛ یعنی چھ سہام میں سے چار لڑکوں اور دو لڑکیوں کے بہ نام نہاد (نام زد کر کے) متولی بنانا چاہتا ہے، جائز ہے یا نہیں؟

(ب) زید کو یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ زید اگر اپنی حیات میں تقسیم جائداد ——— خواہ وہ بہ صورت تولیت کے یا ملکیت کے ہو——— اولاد کو چاہتا ہے؛ تو اس صورت میں لڑکے اور لڑکیوں کا حصہ برابر ہوگا یا لڑکوں کو لڑکیوں سے فوقیت ہوگی؟ اس کی صحت فرمادی جاوے (۱۷۰۵/۱۳۴۰ھ)

الجواب: (الف، ب) وقف علی الاولاد صحیح ہے، اور اس میں جس طرح واقف نے اولاد کے حصص مقرر کر دیے، اسی طرح ہر ایک کو آمدنی جائداد موقوفہ میں سے حصص دیے جاویں گے، اور اس میں اختلاف ہے کہ اگر کوئی شخص اولاد کو مال ہبہ کرنا چاہے تو آیا ذکور واناث میں برابری کرے یا مذکر کو دو حصے اور انثیٰ کو ایک حصہ دے بقاعدہ: لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ؛ سو امام ابو یوسفؒ کا قول اول یہ ہے کہ مساوات کرے، اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ تقسیم کرے، درمختار میں امام ابو یوسفؒ کے قول کو لیا ہے، اور مساوات کو مفتی بہا قرار دیا ہے، اور درمختار میں یہ بھی ہے کہ اگر کسی وارث کو نقصان پہنچانا مقصود نہ ہو بلکہ حسب حاجت کمی وبیشی کر دے تو یہ بھی درست ہے وفی الخانية: لابأس بتفضيل بعض الأولادفي المحبة، لأنها عمل القلب، وكذا في العطايا إن لم يقصد به الإضرار، وإن قصده يسوى بينهم: يعطى البنت كالابن عندالثاني وعليه الفتوى الخ اى على قول أبي يوسف من أن التنصيف بين الذكر والأنثى أفضل من التثليث الذى هو قول محمدؒ (۱) (شامی) عبارت شامی سے یہ بھی واضح ہوا کہ اس میں صرف افضل وغیر افضل کا خلاف ہے، جائز دونوں امر ہیں۔ فقط

وقف علی الاولاد کے صحیح ہونے کی اہم شرط

سوال: (۲۳۹) ایک شخص نے جائداد وقف علی الاولاد کی، لیکن تحریر میں یہ نہیں لکھا کہ جس وقت اولاد میں سے کوئی باقی نہ رہے تو اس کی آمدنی فقراء کو تقسیم کی جائے؛ پس اس صورت میں وقف علی الاولاد صحیح ہوا یا نہیں؟ (۱۵۶۶/۴۶-۱۳۴۷ھ)

(۱) الدرالمختار والشامی ۴۳۴/۸ کتاب الهبة . قبل باب الرجوع فی الهبة .

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: وقف کی صحت کے لیے یہ ضروری ہے کہ آخر میں فقراء کے لیے صدقہ ہونے کو ذکر کرے خواہ تحریراً یا تقریراً؛ پس اس صورت میں اگر واقف نے یہ نہیں کہا کہ جس وقت سلسلہ اولاد کا باقی نہ رہے تو فقراء کو اس کی آمدنی دی جائے تو یہ وقف علی الاولاد صحیح نہیں ہوا، بعد مرنے واقف کے اس کے ورثاء پر حسب حصص شرعیہ تقسیم ہوگا، اور زوجہ کا دین مہر ترکہ سے اول ادا کیا جائے گا، اور اگر آخر میں فقراء پر صدقہ ہونے کا ذکر زبانی کر دیا ہے، اگر چہ تحریر میں نہ لایا ہو تو وقف علی الاولاد صحیح ہو گیا، اور موافق شرط واقف کے عمل درآمد کیا جائے گا، اور دین مہر من جملہ دیگر دیون کے آمدنی وقف میں سے ادا کیا جائے گا، اور بعد صحت وقف کے اگر زید کے بھائی خلاف شرط واقف کے گذارہ زوجہ کا بند کریں گے تو عاصی وظالم ہوں گے۔ کما فی الشامی وقال فی الاسعاف: لو قال وقفت أرضی هٰذه علی ولد زید وذکر جماعة بأعیانهم لم یصح عند ابی یوسفؒ أیضًا الخ (۱) وفیه أیضًا: وإذا أفرد موقوفةً وعین لایجوز بلاخلاف الخ (۲) (شامی)

وقف کی آمدنی کو شرعی حصص کے موافق اولاد پر تقسیم کرنے کی شرط لگانا

سوال: (۲۴۰).....(الف) حکیم وزیر علی نے دیہہ زمین داری خود واقع ضلع ''مرزاپور'' کو بنام علی حامد، ومسماتان سعیدہ ورشیدہ اولاد زوجہ اولی، ومسماۃ طیبہ دختر زوجہ ثانیہ، وقف علی الاولاد کر کے متولی کو ہدایت کی کہ بعد ادائے مال گذاری، وابواب سرکاری وخرچ معینہ مسجد کے؛ بقیہ آمدنی جائداد موقوفہ حسب حصص شرعیہ درمیان اولاد مذکور نسلاً بعد نسلٍ تقسیم ہو؛ آیا بقیہ آمدنی جائداد موقوفہ بہ لحاظ زوجیت تقسیم ہوگی یا کس طرح؟

(ب) جائداد واقع ضلع ''بارہ بنکی'' میں دختران حصہ پانے کی حق دار ہیں تو کس قدر؟ (۳۰۵/۱۳۳۹ھ)

الجواب: (الف) حسب حصص شرعیہ تقسیم کرنے کی واقف کی طرف سے شرط ہے؛ پس اسی طرح بقیہ آمدنی جائداد موقوفہ تقسیم ہوگی؛ یعنی من جملہ پانچ سہام کے دو سہام علی حامد کو، اور ایک ایک حصہ سعیدہ ورشیدہ وطیبہ کو ملے گا۔

---

(۱) الشامی ۶/۴۱۹ کتاب الوقف – مطلبٌ فی الکلام علی اشتراط التأبید .

(۲) الشامی ۶/۴۱۹ کتاب الوقف – مطلبٌ مهم : فرق أبویوسف بین قوله موقوفة إلخ .

Maktaba Tul Ishaat.com

(ب)اس میں بھی من جملہ پانچ سہام کے دوسہام علی حامدکواورایک ایک حصہ ہرسہ دختران کو ملے گا۔

اپنی جائداد اولاد پر وقف کرنا ـــــ اورایک تہائی آمدنی کارِخیر میں خرچ کرنے کی شرط لگانا

سوال: (۲۴۱) زید اپنی جائداد وقف علی الاولاد کرنا چاہتا ہے، اورایک ثلث آمدنی مصرف خیر میں لگانا چاہتا ہے،تو بعد منہائے اخراجات وصرف مرمت وضروری اخراجات کے، بقیہ رقم کا ایک ثلث کارخیر میں صرف کرے یا کل آمدنی کا ایک ثلث؟ (۸۱/۱۳۳۹ھ)

الجواب: اس میں جو کچھ واقف شرط لکھ دے گا کہ اس طرح کیا جائے، اسی طرح کیا جائے گا، اوروہ جائز ہوگا؛ مثلاً اگر یہ شرط لکھے کہ بعد منہائے اخراجات کے جوآمدنی باقی رہے، اس کا ایک ثلث کارخیر میں صرف ہوتو اسی طرح کیا جائے گا، اوراگر کل آمدنی کا ایک ثلث مصرف خیر کے لیے لکھے گا تو ایسا ہی کیا جائے گا۔

جو جائداد اولاد پر وقف کی گئی ہے اس کی آمدنی صرف صلبی اولاد پر تقسیم کی جائے گی

سوال: (۲۴۲) مسماۃ سکینہ بیگم نے اپنی جائداد وقف علی الاولاد کردی، لڑکا کوئی نہیں۔ دختران، شوہر، چچازاد بھائی۔(اس کے رشتہ داروں میں زندہ ہیں) چچازاد بھائیوں کو محروم کردیا ہے؛ یہ وقف جائز ہے یا نہ؟ اوران میں کل حصہ داران کا کتنا کتنا حصہ ہے؟ (۴۴/۱۷۵-۱۳۴۵ھ)

الجواب: اس طرح وقف کرنا جائز ہے، اور چوں کہ صورت مسئولہ میں کوئی اس کے لڑکا نہیں ہے، اس لیے جائداد کی تمام آمدنی اس کی لڑکیوں کے لیے ہے، ان کے بعد کسی کو اس میں سے کچھ لینے کا حق نہیں

رجل قال: أرضي هٰذه صدقة موقوفة على ولدى، كانت الغلة لولد يستوى فيه الذكر والأنثٰى الخ وإن لم يبق واحد من البطن الأول تصرف الغلة الى الفقراء الخ(۱)(خانية ج:۳) فقط

(۱) الفتاوى الخانية مع الهندية ۳/۳۱۹ كتاب الوقف – فصل فى الوقف على الأولاد والأقرباء والجيران .

Maktaba Tul Ishaat.com

وقف علی الاولاد کی آمدنی کے مصارف

سوال:(۲۴۳).....(الف) وقف علی الاولاد کی صورت میں اگر کوئی شخص بیٹے اور بیٹی کا حصہ برابر رکھے یا مثلاً تین چار بھائی بھتیجوں وغیرہ میں سے بعض کو مالدار ہونے کی وجہ سے محروم رکھے تو واقف گنہ گار ہوگا یا نہیں؟

(ب) بیٹوں کی موجودگی میں نواسہ یا نواسی کو آمدنی جائداد موقوفہ میں سے حصہ مقرر کرنا ایک بیٹی کے برابر؟

(ج) بیٹی کے ساتھ اخیافی بھائی کے لیے آمدنی وقف سے حصہ مقرر کرنا، اور بھتیجا یا چچازاد بھائی کے لیے جو کہ عصبہ ہے وقف کی آمدنی سے حصہ مقرر نہ کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۲/۷۸ھ)

الجواب: (الف) یہ صحیح ہے اور واقف کو اس وجہ سے گنہ گار نہ کہا جائے گا۔(۱)

(ب) یہ بھی صحیح اور درست ہے۔

(ج) یہ سب درست ہے شرائط واقف سب معتبر اور صحیح ہوتی ہیں، لہٰذا جس طرح واقف حصص مقرر کردے گا اسی طرح سب اقارب کو حصص دیے جائیں گے، اور اس میں میراث کا لحاظ نہیں ہے، بلکہ شرط واقف کا اعتبار ہے جیسا کہ درمختار میں ہے: شرط الواقف کنص الشارع.(۲)

جس جائداد کی آمدنی کسی کے لیے خاص ہو اس کو وقف کرنے کا حکم

سوال:(۲۴۴) ایک شخص نے اپنے لڑکے کا نکاح اس شرط پر کیا کہ زوجہ جب رخصت ہوگی، دس روپے ماہوار میری جائداد سے پاتی رہے گی، اور مجھے اپنی جائداد میں سے اس قدر جائداد فروخت کرنے کا اختیار نہ ہوگا؛ جس کی آمدنی دس روپے ماہوار ہو، بعد مدت کے اس جائداد کو اپنے دوسرے بیٹے کے نام وقف علی الاولاد کردی؛ تو یہ وقف صحیح ہے یا نہیں؟ میں نے یہ جواب دیا کہ کل جائداد کا وقف صحیح ہے۔(۱۳۴۵/۷۶۵ھ)

---

(۱) شرائط الواقف معتبرة إذا لم تخالف الشرع ردالمحتار ۴۱۲/۶ كتاب الوقف .

(۲) ردالمحتار ۵۰۸/۶ مطلبٌ: شرط الواقف كنص الشارع .

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: آپ نے جو جواب اس سوال کا دیا ہے صحیح ہے، وقف کل کا صحیح ہوگیا؛ کیوں کہ ارادہ اور وعدۂ مذکورہ سے جائداد مذکور اس کی ملک سے نہ نکلی تھی، اور صحت وقف کے لیے اسی قدر شرط ہے کہ وہ جائداد بوقت وقف ملک واقف ہو کما فی الشامی: قوله وشرطه شرط سائر التبرعات أفاد أن الواقف لا بد أن يكون مالكًا له وقت الوقف ملكًا باتًا ولو بسبب فاسد الخ(۱)

اولاد پر وقف کرنے میں کسی کی حق تلفی ہوتو واقف گنہ گار ہوگا یا نہیں؟

سوال: (۲۴۵) والد صاحب رجسٹری کرانے کے بعد، جائداد کو وقف علی الاولاد کرنا چاہتے ہیں؛ تاکہ میری حق تلفی ہو؛ تو وہ ماٴخوذ ہوں گے یا نہیں؟ (۱۲۱۶/۱۳۴۵ھ)

الجواب: وقف علی الاولاد حسب شرائط واقف صحیح ہے، اس میں کسی کی حق تلفی نہیں سمجھی جاتی ہے، باقی یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے۔ کما ورد فی الحدیث: إنما الأعمال بالنيات (۲) جیسی جس کی نیت ہوگی بدلا پاوے گا، اگر نیت کسی وارث کو محروم کرنے کی ہے تو وہ عنداللہ ماٴخوذ و گنہگار ہوگا حدیث شریف میں ہے: من قطع ميراث وارثه قطع الله ميراثه من الجنة يوم القيامة (۳) یعنی جو شخص کسی وارث کی میراث قطع کرے گا، اس کو جنت کی میراث قیامت کے دن نہ ملے گی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

وقف علی الاولاد میں ایک بیٹے کے لیے تمام آمدنی مقرر کرنا

سوال: (۲۴۶) زید نے اپنی سب جائداد اپنے چھوٹے بیٹے کے نام وقف کردی، اور اپنے بڑے لڑکے کو محروم کردیا؛ بلکہ بڑے لڑکے کی والدہ، یعنی اپنی دوسری بیوی کے روپے سے (جو جائداد)

---

(۱) الشامی ۴۱۰/۶ کتاب الوقف . شرائط الوقف .

(۲) عن عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه يقول : سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم يقول: إنما الأعمال بالنيات، وإنما لامرئ ما نوى ؛ فمن كانت هجرته الى دنيا يُصِيبُهَا او الى امرء ة ينكحها؛ فهجرته الى ماهاجر اليه (صحيح البخارى ۲/۱ باب كيف كان بدء الوحى)

(۳) عن أنس رضی اللّٰہ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم:من قطع ميراث وارثه قطع اللّٰہ ميراثه من الجنة يوم القيامة رواه ابن ماجة ورواه البيهقى فى شعب الايمان عن ابى هريرة (مشكاة المصابيح ص:۲۶۶ باب الوصايا)

Maktaba Tul Ishaat.com

بطور امانت خرید کی تھی، جو زید کی بیوی کی ملکیت تھی، اپنے قبضۂ متصرفی وغلبۂ اثر سے اپنے ورثہ کی جائداد میں ملا کر وقف کردی؛ کیا یہ وقف جائز ہوسکتا ہے یا نہیں؟ (۱۴۸۰/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: وقف علی الاولاد میں ایک بیٹے کے لیے تمام آمدنی مقرر کرنا، اور دوسرے بیٹے کے لیے کچھ نہ کرنا، صحیح ونافذ ہے؛ یعنی وقف صحیح ہوگا، اور جس بیٹے کے لیے آمدنی مقرر کی ہے اسی کو ملے گی، اور جس کے لیے کچھ نہیں کیا، اس کو کچھ نہ ملے گا، اور دوسرے کی زمین کا وقف کرنا صحیح نہیں ہے؛ پس جو زمین اپنی زوجہ کے روپے سے اس کے لیے خریدی وہ اس کی مالک ہے، اس کو بلا اس کی اجازت کے وقف کرنا صحیح نہیں ہے۔ کمافی ردالمحتار: قوله وشرطه شرط سائر التبرعات أفاد أن الواقف لا بد أن يكون مالكًا له وقت الوقف ملكًا باتًا الخ (۱) وفي العالمگيرية في شرائط الوقف: منها الملك وقت الوقف حتى لو غصب أرضًا فوقفها ثم اشتراها من مالكها ودفع الثمن إليه أو صالح على مال دفعه إليه لا تكون وقفًا كذا في البحر الرائق رجل وقف أرضًا لرجل آخر في برٍ سماه ثم ملك الأرض لم يجز وإن أجاز المالك جاز عندنا كذا في فتاوى قاضيخان (۲) (۳/ ۱۹۹) فقط

ایک بیٹے کے نام وقف کرنا، دوسرے کو محروم رکھنا

سوال: (۲۴۷) ایک شخص کے دو بیبیوں سے دو لڑکے ہیں: بڑا لڑکا تقریباً انتیس سال کا ہے، اور چھوٹا لڑکا نو سال کا ہے؛ باپ نے ناراض ہوکر غصے کی حالت میں لوگوں کے بہکانے پر ۱۳۳۳ھ میں جائداد صرف چھوٹے بیٹے کے نام بہ حالت صحت وقف کردی، اور بڑے لڑکے کے لیے وقف کی دستاویز میں لکھا کہ اس کی اور اس کی والدہ کی ٹرسٹیوں کو خبر ہے، اس کی والدہ کو سات روپے ماہوار تازیست دیے جائیں؛ باقی وقف کی ملکیت میں ان کا کچھ واسطہ نہیں؛ تین مسلمان، دو ہندو، ٹرسٹی مقرر کیے ہیں؛ تین ٹرسٹی ضد اور اپنی بات قائم کرنے کے لیے کہتے ہیں کہ ہم کو کچھ خبر نہیں، وقف کی دستاویز میں بیٹے ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ نہیں مگر ۳۳ھ میں اسکول میں داخل ہونے سے ملازمت تک بڑے لڑکے کا بیٹا

(۱) الشامی ۶/۴۱۰ کتاب الوقف – شرائط الوقف .

(۲) الفتاوی الهندية ۲/۳۵۳ كتاب الوقف – شرائط الوقف .

Maktaba Tul Ishaat.com

ہونا اور ساتھ رہنا باپ کی تحریرات اور سرکاری کاغذات سے ثابت ہے، ٹرسٹی بڑے لڑکے کو تنخواہ دیتے ہیں، مگر جائداد میں حصہ دینا نہیں چاہتے؛ اب سوال صرف یہ ہے کہ وقف علی الاولاد میں دو لڑکوں میں سے صرف چھوٹے لڑکے کے نام وقف کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اور ناراضی کا وقف صحیح ہے یا نہیں؟

(۱۳۳۸/۱۴۸۱ھ)

الجواب: درمختار وغیرہ میں ہے: شرط الواقف کنص الشارع (الشامی۶/۵۰۸ کتاب الوقف) اور یہ بھی فقہاء نے تصریح فرمائی ہے: مراعاة غرض الواقفین واجبة (الشامی۶/۵۲۱ کتاب الوقف) پس اگر واقف نے اپنی مملوکہ جائداد وقف کرکے آمدنی اس کی خاص اپنے چھوٹے بیٹے کے لیے خاص کی تو وہ آمدنی اسی کو ملے گی، بڑے بیٹے کو اس میں سے کچھ نہ ملے گا، اور کسی بیٹے سے ناراض ہوکر وقف کرنا شرعًا صحیح ونافذ ہے؛ یعنی جس وقت واقف نے الفاظ وقف زبان سے کہے یا تحریر کیے، وقف صحیح ہوجاوے گا؛ باعث اس کا خواہ کسی سے ناراضی ہو یا اور کوئی وجہ ہو۔ فقط

وقف علی الاولاد میں بعض ورثاء کو محروم رکھنا

سوال: (۲۴۸) بکر نے اپنی جائداد کو اس طرح سے وقف علی الاولاد کیا؛ جس سے بعض ورثہ اپنے شرعی حق سے محروم ہوگئے؛ تو کیا اس طور سے وقف علی الاولاد کہ جس سے بعض ورثہ کا حق شرعی تلف ہوتا ہو، جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں جائز ہے تو کیا ایسے شخص کے لیے کوئی وعید شرعی ہے؟ اور ان بعض ورثہ کو جن کا حق تلف کیا گیا ہے، اپنا حق لینے کا اختیار ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۵-۴۴/۵۸۹ھ)

الجواب: وقف علی الاولاد صحیح ہے اور جس شرط سے وقف علی الاولاد کیا گیا وہ صحیح ہے، جن ورثہ کا حق واقف نے جس قدر مقرر کیا، اس کو اسی قدر ملے گا، اور واقف کی نیت اگر حق تلفی کی ہے تو اس کی باز پُرس اسی سے ہوگی، مگر وقف ان ہی شرائط کے ساتھ نافذ ہوگا جو شرطیں واقف نے لکھیں۔ فقط واللہ اعلم

وقف علی الاولاد میں کسی کا حصہ کم اور کسی کا حصہ زیادہ مقرر کرنا

سوال: (۲۴۹).....(الف) بعض لوگ وقف علی الاولاد کرتے ہیں مگر کسی کو کم حصہ دیتے ہیں کسی کو زیادہ؟

Maktaba Tul Ishaat.com

(ب) وقف علی الاولاد میں جب کوئی نہیں رہتا جن کے نام وقف کیا ہے تو صاحب جج کو اختیار دیتے ہیں کہ اس کو نیک کام میں صرف کریں؟

(ج) ایسی جائداد کا متولی ہونا جائز ہے یا نہیں؟ کیوں کہ واقف نے لکھ دیا ہے کہ بیٹے کے ذکور خاندان میں متولی ہوں، اور اس کی بیٹی ہو تو اس کو متولی ہونا چاہیے؟

(د) ایسا وقف علی الاولاد جب ناجائز ہو تو ٹوٹ سکتا ہے یا نہیں؟ (۶۰۹/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: (الف تا د) ان سب نمبر ہائے سوالات کا جواب بالاجمال یہ ہے کہ وقف علی الاولاد شرعًا صحیح ہے، اور جو کچھ تفصیل مصارف اور حصص کی واقف معین کردے گا وہ معتبر ہے، اگر چہ کسی کو زیادہ کسی کو کم لکھے، اور جب کہ واقف نے یہ شرط بھی لکھ دی کہ جب کوئی نہ رہے تو وہ آمدنی فقراء ومساکین و مصارف خیر میں صرف ہو تو وہ وقف صحیح ہو جاتا ہے، خواہ یہ کام صاحب جج کے سپرد کرے یا متولی کے، اور متولی ہونا ایسی جائداد موقوفہ کا جائز اور صحیح ہے، اور جو شرائط اور تفصیل تولیت کے متعلق واقف نے لکھی وہ معتبر ہیں، اسی طرح سلسلہ تولیت کا جاری رہے گا جیسا کہ درمختار وغیرہ کتب فقہ میں ہے: شرط الواقف کنص الشارع (الشامی ۶/۵۰۸ کتاب الوقف) اور چوں کہ ایسا وقف صحیح ہے لہٰذا وہ ٹوٹ نہیں سکتا۔ فقط

بیوی کو محروم کرنے کی غرض سے مرض موت میں اپنی کل جائداد اولاد پر وقف کرنا

سوال: (۲۵۰) محمد صدیق مختار ساکن موضع املیا نے اپنی کل جائداد صحرائی وسکنائی کی نسبت بہ حالت مرض الموت ایک وقف نامہ اپنی اولاد کے حق میں، بہ موجب قانون وقف علی الاولاد اپنی زوجہ اولیٰ کو دین مہر وحق شرعیہ سے محروم کرنے کی غرض سے، رجسٹری کرا کر مر گئے؛ معروضہ ذیل کا جواب تحریر فرمایا جائے۔

(الف) اوّل یہ کہ وقف مذکور جو بہ نیت مار لینے دین مہر وحق شرعیہ کے کیا گیا، جائز ہے یا نہیں؟

(ب) دوم یہ کہ وقف نامہ مذکور چوں کہ بہ حالت مرض کیا گیا، اس صورت میں بہ موجب شرع شریف یہ وقف نامہ متصور ہوگا یا وصیت نامہ؟ اور درصورت وصیت نامہ متصور ہونے کے اس کا نفاذ کل جائداد وغیرہ متروکہ متوفی پر ہوگا یا ایک ثلث پر؟ (۱۶۵۹/۱۳۳۷ھ)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: (الف) وقف صحیح ہوجاتا ہے جبکہ شرائط وقف موجود ہوں، باقی اگر نیت اس وقف سے بری ہے تو مؤاخذۂ اخروی ہوگا لیکن وقف صحیح ونافذ ہوجائے گا۔(۱)

(ب) مرض الموت میں وقف کرنا بہ حکم وصیت ہے؛ اس لیے ایک ثلث میں جاری ہوگا درمختار میں ہے: إعتاقه ومحاباته وهبته ووقفه وضمانه كل ذلك حكمه كحكم وصية فيعتبر من الثلث الخ (۲) البتہ اگر ورثہ کل کے وقف کو تسلیم کرلیں تو کل جائداد وقف ہوجائے گی كما هو حكم الوصية بالكل كذا في الدر المختار. فقط

اولاد پر وقف کی ہوئی جائداد بیوی کے دین مہر میں نیلام ہوسکتی ہے یا نہیں؟

سوال: (۲۵۱) زید نے اپنی زندگی میں اپنی جائداد کو وقف علی الاولاد کردیا، اب زید کی زوجہ نے دین مہر کی نالش کی، جو کہ متولی نابالغ کے مقابلے میں ڈگری یک طرفہ ہوگئی؛ خلاصہ سوال یہ ہے کہ جائداد وقف علی الاولاد زوجہ کے دین مہر میں نیلام ہوسکتی ہے یا نہیں؟ (۱۶۱۳/۱۳۴۵ھ)

الجواب: وقف علی الاولاد شرعًا صحیح ہے، اور اس میں موافق شرط واقف کے عمل درآمد ہوگا، اور موافق تفصیل مذکور کے آمدنی وقف مذکور کی اس کے وارثوں پر تقسیم ہوگی كما في الشامي وغيره: شرط الواقف كنص الشارع (۳) اور زوجہ کے دین مہر میں وہ جائداد موقوفہ فروخت نہیں ہوسکتی جیسا کہ درمختار میں ہے: فإذا تم ولزم لا يُمْلَكُ وَلا يُمَلَّكُ الخ قوله لايملك أي لا يكون مملوكًا لصاحبه ولا يملك أي لا يقبل التمليك لغيره بالبيع ونحوه (۴) (شامی) فقط

---

(۱) لابد أن يكون مالكًا له وقت الوقف ملكًا باتًا (ردالمحتار ۴۱۰/۶ كتاب الوقف – شرائط الوقف) عن أنس بن مالك رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من فرض من ميراث وارثه قطع الله ميراثه من الجنة يوم القيامة (ابن ماجه ص: ۱۹۴ ابواب الوصايا – باب الحيف في الوصية)

(۲) الدر المختار مع الرد ۳۱۴/۱۰ كتاب الوصايا – باب العتق في المرض.

(۳) الدر مع الرد ۵۰۸/۶ كتاب الوقف – مطلبٌ في قولهم شرط الواقف كنص الشارع.

(۴) الدر مع الرد ۴۲۱/۶ كتاب الوقف – قبل مطلبٌ في شرط واقف الكتب ان لا تعار الا برهن.

Maktaba Tul Ishaat.com

واقف کی بیوی اپنا مہر موقوفہ جائداد سے وصول کرسکتی ہے یانہیں؟

سوال: (۲۵۲) زید نے اپنی جائداد وقف علی الاولاد کی اور مرگیا، اوراس پر اپنی زوجہ کا دین مہر واجب الاداء ہے؛ وہ اس جائداد سے اپنا مہر لے سکتی ہے یانہیں؟ (۷۶۵/۱۳۴۵ھ)

الجواب: درمختار میں ایسی صورت میں یہ تفصیل کی ہے کہ اگر بہ حالت مرض الموت وقف کرے، اور دین محیط ہے تو وقف باطل ہے، اوراگر حالت صحت میں وقف کرے تو وقف صحیح ہے۔ (پس مذکورہ وقف حالت صحت میں واقع ہوا ہوتو زوجہ اپنا دین مہر موقوفہ جائداد سے نہیں لے سکتی، اوراگر وقف مرض موت میں واقع ہوا ہوتو زوجہ اپنا دین مہر جائداد سے وصول کرسکتی ہے)

وبطل وقف راهن معسر ومريض مديون بمحيط بخلاف صحيح الخ. قوله: بخلاف صحيح أى وقف مديون صحيح فإنه يصح ولو قصد به المماطلة، لأنه صادف ملكه كما فى أنفع الوسائل عن الذخيرة قال فى الفتح:وهولازم لا ينقضه أرباب الديون الخ(۱) (شامی)

وفى الدرالمختار: أيضًا فإن شرط وفاء دينه من غلته صح، وإن لم يشرط يوفى من الفاضل عن كفاية بلاسرف ولو وقفه على غيره فغلته لمن جعله له خاصةً ، وفى الشامى: قوله فإن شرط وفاء دينه أى وقفه على نفسه (۲)

واقف کے لڑکے کی بیوی اپنا مہر موقوفہ جائداد کی آمدنی سے وصول کرسکتی ہے یانہیں؟

سوال: (۲۵۳) زید نے اپنی جائداد وقف علی الاولاد کردی، اس کے لڑکے کی بیوی کا مہر معجّل ہے؛ وہ آمدنی جائداد موقوفہ علی الاولاد سے وصول کرسکتی ہے یانہیں؟ (۷۶۵/۱۳۴۵ھ)

الجواب: یہ ظاہر ہے کہ لڑکے کی زوجہ اس جائداد موقوفہ سے اپنا مہر نہیں لے سکتی، البتہ چونکہ وہ جائداد اسی لڑکے پر وقف ہے تو اس کی آمدنی کا وہ مالک ہے، پس جس وقت آمدنی جائداد مذکور کی لڑکے

(۱) الدر والرد ۶/۴۷۰ كتاب الوقف – مطلبٌ : الوقف فى مرض الموت .

(۲) الدرالمختارمع الشامى ۶/۴۷۱ كتاب الوقف– قبل مطلبٌ فى وقف الراهن والمريض المديون

Maktaba Tul Ishaat.com

کے قبضہ میں آوے، اس وقت وہ عورت اس سے مطالبہ اپنے مہر کا کرسکتی ہے، اور اس آمدنی کو اس سے اپنے مہر میں لے سکتی ہے، جیسا کہ ہر ایک دائن و مدیون میں یہ حکم ہے کہ جس وقت مدیون کے پاس کچھ روپیہ وغیرہ ہو دائن اس سے مطالبہ کرسکتا ہے، اور جس طریق سے ہو سکے اپنا حق اس سے وصول کرسکتی ہے، کیوں کہ ہر ایک صاحب حق کو اپنا حق اعیان مملوکہ مدیون سے وصول کرنے کا حق حاصل ہے؛ غرض یہ کہ جو آمدنی جائداد موقوفہ کی ہوگی اول وہ موقوف علیہ یعنی پسر کو ملے گی؛ پھر اس سے اس کی زوجہ اپنے دین مہر میں لے سکتی ہے، درمختار میں ہے: والقاضی یحبس الحر المدیون لیبیع ماله لدینه وقضی دراهم دینه من دراهمه یعنی بلاأمره و کذا لو کان دنانیر الخ لایبیع القاضی عرضه ولا عقاره للدین خلافًا لهما،وبه أی بقولهماالخ یفتی الخ ویبیع کل مالا یحتاجه فی الحال (۱) وفی الشامی: أن عدم جواز الأخذ من خلاف الجنس کان في زمانهم لمطاوعتهم فی الحقوق. والفتوی الیوم علی جوازالأخذعند القدرة من أی مال کان الخ (۱) (۵/۹۵کتاب الحجر) الغرض جو چیز ملک شوہر میں ہو مثلاً غلہ یا نقد آمدنی، جائداد موقوفہ (سے جو) اس کو وصول ہو، اس سے دین مہر معجّل لیا جاسکتا ہے۔

مرض موت میں اولاد پر کتابیں وقف کرنا

سوال: (۲۵۴) زید نے مرض موت میں کتابیں وقف علی الاولاد کیں؛ جائز ہے یا ناجائز؛ اس کا کیا حکم ہے؟ (۱۹۹۰/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: إعتاقه ومحاباته وهبته ووقفه وضمانه کل ذلك حکمه کحکم وصیة فیعتبر من الثلث الخ (۲) اس روایت سے معلوم ہوا کہ مرض موت کا وقف بہ حکم وصیت ہے، اور وارثوں کے لیے وصیت صحیح نہیں ہوئی، اور صورت مسئولہ میں زید نے جو کتابیں اپنے بیٹوں کے لیے وقف علی الاولاد کی ہیں، چوں کہ یہ وقف مرض موت میں کیا ہے؛ اس لیے اس کا حکم وصیت جیسا ہے، اور بیٹے چوں کہ وارث شرعی ہیں، لہٰذا ان کے حق میں وصیت صحیح نہیں ہوئی، اور ان

(۱) الدرالمختار والشامی ۹/۱۸۱،۱۸۲ کتاب الحجر – قبل مطلبٌ:تصرفات المحجوربالدین کالمریض

(۲) الدرالمختارمع الشامی ۱۰/۳۱۴ کتاب الوصایا. باب العتق فی المرض .

Maktaba Tul Ishaat.com

کووقف علی الاولاد کی مد میں کچھ نہیں ملے گا؛ بلکہ جملہ ترکہ زید متوفی کا زید کی ملک ہے، بعد وفات زید کے تمام ورثاء شرعیہ کو حسب حصص شرعیہ تقسیم کیا جائے، بعد تقسیم کے ہر ایک وارث اپنے حصے کی کتابیں جہاں چاہے رکھ سکتا ہے۔ فقط

اولاد پر وقف کی ہوئی جائداد میں وراثت جاری نہیں ہوتی

سوال: (۲۵۵) فضل حسین خان نے اپنی جائداد اپنی پوتی کے نام وقف علی الاولاد کردی تھی، اور اپنے بھتیجے فیاض علی خان کو متولی کردیا ہے؛ اب فضل حسین خان نے اپنی وفات پر چند وارث چھوڑے ہیں، ان کو ترکہ تقسیم ہوگا یا نہیں؟ (۸۸۲/۱۳۴۵ھ)

الجواب: فضل حسین خان نے اگر اپنی جائداد کو وقف علی الاولاد کردیا ہے تو وہ وقف صحیح ہوگیا، جس قدر حصہ جس کا اس نے وقف نامے میں لکھ دیا ہے اس کے موافق نفع تقسیم ہوتا رہے گا، اب اس جائداد موقوفہ میں میراث جاری نہ ہوگی؛ پس شرائط وقف نامے کے موافق عمل درآمد کیا جاوے (درمختار وغیرہ)

رشتے دار یا وارث کو متولی بنانا ضروری نہیں

سوال: (۲۵۶) ایک لاولد بیوہ عورت حنفی المذہب اہل سنت والجماعت کو، کچھ حقیت صحرائی وسکنائی بالعوض دین مہر وحق زوجیت پہنچی، اس نے اس حقیت کو حسب قانون رائج الوقت وقف علی الاولاد کرکے، ایک ایسے شخص کو جو اس کا وارث نہ تھا متولی مابعد مقرر کیا، کیا ایسا وقف جس میں حقوق وارثان کا کچھ لحاظ نہیں رکھا گیا جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسے شخص کی تولیت جو رشتہ دار تو ہے مگر وارث نہیں ہے؛ جائز ہے یا نہیں؟ اس وقف نامے میں مسماۃ نے اپنے برادرزادے کو جو بوجہ فوت ہوجانے اپنے باپ کے بہ زمانہ زندگی مسماۃ مذکورہ محروم الارث ہوچکا تھا متولی قرار دیا ہے، اور اس وقت بعد وفات مسماۃ مذکورہ اس کا ایک بھائی اور دو ہمشیرہ حقیقی موجود ہیں۔ (۲۱۱۸/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: مالک کو اپنی مملوکہ اشیاء جائداد وغیرہ کا کلی اختیار ہوتا ہے، اور ہر قسم کا تصرف اس میں کرسکتا ہے، لیکن کسی وارث کے محروم کرنے کی غرض سے کوئی تصرف کرنا گناہ ہے اور ممنوع ہے، بہر

Maktaba Tul Ishaat.com

حال مسماۃ مذکورہ کا وقف علی الاولاد جائز ہے، اور جس کو اس نے متولی بنایا وہ متولی ہوگیا، اور جو کچھ شرائط موافق شریعت کے اس نے متعلق وقف کے لکھی ہیں وہ سب واجب العمل ہیں، اور متولی ہر ایک شخص دیانت دار صالح کو بنانا جائز ہے، رشتہ دار یا وارث کو متولی بنانا ضروری نہیں ہے، لہٰذا تولیت مسماۃ کے برادرزادے کی صحیح ہے ردالمحتار میں ہے: شرائط الواقف معتبرة إذالم تخالف الشرع (۱) شرط الواقف كنص الشارع (۲)

(۱) الشامی ۶/۴۱۲ كتاب الوقف – مطلبٌ شرائط الواقف معتبرة الخ .

(۲) الدرالمختارمع الشامی ۶/۵۰۸ كتاب الوقف – مطلبٌ فی قولهم شرط الواقف كنص الشارع

Maktaba Tul Ishaat.com

وقف کے متفرق مسائل

موقوفہ جائداد کو دست برد سے بچانا مسلمانوں کا دینی فریضہ ہے

سوال: (۲۵۷).....(الف) موضع گوپا مئوضلع ہردوئی میں ایک مسجد ہے، اور اس کے متعلق چند دکانیں و جائداد وغیرہ ہیں، جس کا محصول مسجد میں صرف ہوتا ہے، اور دکانوں کا کرایہ وغیرہ مدرسہ عربیہ کے مدرس بطور تولیت وصول کرتے ہیں؛ اب سنا گیا ہے کہ بعض شریر الطبع لوگوں نے اس موضع کے ایک ہندو مہاجن کو اس بات پر آمادہ کیا ہے کہ دکانوں وغیرہ کا کرایہ وہ وصول کرے، اور جائداد پر قبضہ کرے؛ اگر مہاجن مذکورہ اس بات پر آمادہ ہوگیا تو ایسی صورت میں آیا ہم مسلمانوں کا یہ فرض ہے کہ اس جائداد موقوفہ کو ان کی دست برد سے بچائیں یا کیا کریں؟

(ب) اگر چند مسلمان بطور فیصلہ باہمی کے اس موقوفہ جائداد کے جزو یا کل کو دینا منظور کرلیں تو یہ حق بہ جانب ہے یا نہیں؟

(ج) جو مسلمان تمام مسلمانوں کے خلاف ذاتی مخالفت کی وجہ سے مہاجن کو اس طرف آمادہ کریں، اور وقف کا بھی کچھ خیال نہیں کرتے؛ ان کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟

(د) جو شخص وقف کی حفاظت میں بقدر امکان حصہ نہ لے، اور مہاجن کی مروت میں آکر تساہل و اغماض اختیار کرے؛ وہ کس شمار میں ہے؟ (۲۴۴۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: (الف) مسلمانوں کو ضروری ہے کہ ایسی حالت میں وقف کی امداد و اعانت ہر قسم کی کریں، اور دست برد سے بچائیں۔

(ب) یہ جائز نہیں ہے؛ وقف میں ایسا تصرف کسی کو درست نہیں، اور وقف کسی طرح کسی کی

Maktaba Tul Ishaat.com

ملک میں داخل نہیں ہوسکتا: اَلْوَقْفُ لا یُمْلَكُ وَلا یُمَلَّكُ مسئلہ مسلمہ ہے۔

(ج) وہ لوگ شرعًا گنہ گار اور فاسق ہیں؛ اگر وہ باز نہ آویں تو مسلمانان ان سے متارکت کردیں، اوران سے علیحدہ ہوجاویں۔

(د) وہ گنہ گار اور فاسق ہیں۔فقط

قرآن مجید اور کتابیں وقف کرنے کا ثواب

سوال:(۲۵۸) مدرسے میں کتابیں اور قرآن مجید وقف کرنے میں کیا ثواب ہے؟(۱۳۴۳/۲۶۰۴ھ)

الجواب: وقف کرنا صدقات جاریہ سے ہے، اس کی فضیلت میں احادیث وقرآن مملو ہیں:

عن أبی هريرة رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم :إذا مات الإنسان انقطع عنه عمله إلَّامن ثلثة إلَّا من صدقة جارية الحديث (۱) رواه الجماعة إلَّا البخاری.

وعن عثمان رضی اللّٰه عنه أن النبی صلی اللّٰه عليه وسلم قدم المدينة وليس بها ماء يستعذب غير بئر رومة فقال: من يشتری بئر رومة؟ فيجعل فيها دلوًا مع دلاء المسلمين بخير له فيها الجنة رواه النسائی والترمذی (۲)اوربعض الفاظ میں ہے من حفربئر رومة دخل الجنة الحاصل بئر رومۃ کے خریدنے، اور پھراس کو وقف کردینے پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے دخول جنت کی بشارت ہے، اور حدیث سابق میں تصریح ہے کہ مرنے کے بعد انسان کے لیے کوئی چیز کارآمد نہیں، مگرصرف تین چیزیں: جن میں سے ایک ''صدقہ جاریہ'' ہے، ظاہر ہے کہ صدقہ جاریہ سے مراد یہی ''وقف'' ہے اس لیے علماء نے کہا ہے کہ اس حدیث میں وقف فی سبیل اللہ کردینے کی بڑی فضیلت ہے غرضیکہ وقف تقرب الی اللہ کا بہترین ذریعہ ہے۔

---

(۱) مشكوة شريف، ص:۳۲ كتاب العلم .

(۲) عن ثمامة بن حزن القُشيری قال: شهدت الدار حين أشرف عليهم عثمان فقال: أنشدكم باللّٰه وبالإسلام هل تعلمون أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم قدم المدينة وليس بها ماءٌ يستعذب غيربئررومة، فقال:من يشتری بئررومة؟ فيجعل فيها دلوه مع دلاء المسلمين بخيرله منها فی الجنة فاشتريتها من صلب مالی فجعلت دلوی مع دلاء المسلمين (الحديث)(النسائی ۲/۱۰۹ كتاب الإحباس باب وقف المسجد) وروی الترمذی مثله بتغيير يسيرٍ فی ۲/۲۱۱ فی مناقب عثمان بن عفان رضی اللّٰه عنه .

Maktaba Tul Ishaat.com

وقف کا ثواب واقف ہی کو پہنچتا ہے

سوال:(۲۵۹) ایک شخص نے کچھ جائداد فی سبیل اللہ وقف کی، جس کا منشا بہ ظاہر یہی ہوتا ہے کہ اس کا ثواب واقف کو بذاتہ پہنچتا رہے، اور اپنے بعد اپنے بیٹے کو متولی قرار دیا ہے؛ کیا اس بیٹے کو یہ اختیار ہے کہ وقف کا ثواب بجائے والد کے بڑے پیر صاحب یا دیگر بزرگان دین اور اپنے اعزہ کو پہنچائے؟ (۲۴۴۵/۱۳۳۴۰ھ)

الجواب: فی سبیل اللہ وقف کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی آمدنی امور خیر میں صرف کی جاوے۔(۱) اور ثواب اس کا واقف کو ہی پہنچتا رہے گا، متولی کی نیت کا اس میں اعتبار نہ ہوگا۔(۲)

باپ کی وفات کے بعد باپ کی خرید کردہ کتابیں بیٹے نے وقف کیں تو ثواب کس کو ملے گا؟

سوال:(۲۶۰) باپ نے لڑکے کے واسطے کتب دینیہ بہ غرض تعلیم خریدیں، اگر اس نے کچھ حاصل نہ کیا اور کتب رکھی رہیں، بعد وفات باپ کے؛ لڑکا مدرسہ اسلامیہ میں کتابیں وقف کردے وے ثواب کا مستحق کون ہوگا؟ (۱۹۵۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: باپ کے مرنے کے بعد لڑکا جو وارث ہے وہ مالک ہوگیا، وقف کرنے کا ثواب اسی کو ہوگا، اور باپ کو اس کی نیت خیر کا ثواب ہوگا، جس لیے اس نے خریدیں۔(۳)

---

(۱) حتی أن من وقف داره أو أرضه يلزمه التصدق بغلة الدار والأرض (بدائع ۳۶۶/۵ كتاب الوقف والصدقة)

(۲) عن عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه يقول : سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم يقول: إنما الأعمال بالنيات، وإنما لإمرئ ما نوى ؛ فمن كانت هجرته الى دنيا يُصِيْبُهَا او الى امرء ة ينكحها؛ فهجرته الى ما هاجر اليه (صحيح البخارى ۲/۱ باب كيف كان بدء الوحى) قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم المرء مع من أحب وله ما اكتسب (ترمذى ۶۴/۲ باب المرء مع من أحب)

(۳) حوالۂ سابقہ

Maktaba Tul Ishaat.com

دَین مہر کے عوض شوہر کی جائداد پر قبضہ کر کے اسے وقف کرنا

سوال: (۲۶۱) جوعورت بعد مرنے اپنے شوہر کے جائداد شوہری پر بعوض مہر قابض ہوجائے وہ اس کو وقف کرسکتی ہے یانہیں؟ (۲۲۸/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: کوئی شخص اسی جائداد کو وقف کرسکتا ہے جس کا وہ قطعی طور سے مالک ہے، دین مہر کے عوض جائداد پر قبضہ کرنے سے عورت ابھی مالک اس جائداد کی نہ ہوئی، باقی ورثہ کو یہ بھی اختیار ہے کہ مہر وہ ادا کردیویں اور جائداد خود رکھیں زوجہ صرف حصۂ شرعی کے بقدر وارث ہوگی۔

وقف کے نگراں کا وقف کی جگہ میں دینی تعلیم دینے والے کو بے دخل کرنا

سوال: (۲۶۲) زید نگراں کسی خانقاہ وقف کا خالد کو (جو اس خانقاہ کے کسی حصے میں بچوں کو قرآن شریف ودیگر امور خیر کی تعلیم بلا اجرت دیتا ہے) بے دخل کرنے کا مجاز ہے یانہیں؟ کیا وہ شرعًا اس درگاہ کا مالک جائز ہے یانہیں؟ (۱۴۰۱/۱۳۳۹ھ)

الجواب: اوقاف میں اس قسم کے امور متولی کی اجازت سے ہونے چاہئیں، اور واقف کی شرائط کے موافق عمل درآمد ہونا چاہیے؛ صورت مسئولہ میں یہ معلوم نہیں ہے کہ واقف کی شرائط کیا ہیں، وہ وقف کس کام کے لیے ہوا ہے، اور متولی کس بناء پر خالد کو روکتا ہے، مفصل کیفیت وقف کی اور شرائط واقف معلوم ہونے پر، اور متولی کے بیان کے ظاہر ہونے کے بعد کچھ حکم کیا جاسکتا ہے، مثلاً اگر واقف نے تعلیم کے لیے اس کو وقف نہیں کیا، دوسرے کاموں کے لیے وقف کیا ہے تو کسی کو اس میں مزاحمت کا اختیار نہیں ہے؛ البتہ شرائط واقف جو خلاف شریعت ہوں ان پر عمل نہ کرنا چاہیے۔ فقط

ملازمین اوقاف کو تعطیلات کی تنخواہ دینا، اور وظیفہ مقرر کرنا

سوال: (۲۶۳) اوقاف سلاطین کی آمدنی سے جو محاسب اور محافظ وغیرہ برسوں سے ملازم ہیں؛ اسی طرح جامع مسجد اکبرآباد کے وقف کی آمدنی سے چند محاسب اور محافظ وسررشتہ دار (منشی) وغیرہ جو انتظام مسجد وآمدنی مسجد وملازمین مسجد کے واسطے مقرر ہیں، اور اب بہت عمر رسیدہ ہوگئے ہیں، ان لوگوں

Maktaba Tul Ishaat.com

کوآمدنی وقف مذکور سے پنشن دینا جائز ہے یانہیں؟ اور بوجہ ضرورت بیماری، یااورکسی ضرورت سے، وہ رخصت زائد علاوہ تعطیل ماہ رمضان یا جمعہ کے، لینا چاہیں تو ان کو رخصت بلا وضع تنخواہ دی جاسکتی ہے یانہیں؟ اور یہ بھی تحریر فرمایا جاوے کہ اگر ان اوقاف کے مصارف مصارف بیت المال ہی ہیں تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟ اوراگر فی الواقع یہ اوقاف صحیحہ ہی ہیں؛ مگر نیت واقف کا بہ نسبت اوقاف مذکورہ کسی طرح پتہ نہیں چل سکتا؛ اس صورت میں کیا حکم ہے؟ اوران لوگوں کا حکم اورامام ومؤذن کا حکم ایک ہے یا کچھ فرق ہے؟ (۷۶۵/۱۳۳۵ھ)

الجواب: یہ ظاہر ہے کہ امراء ووزراء وسلاطین کی جاگیریں مملوکہ بھی ہوتی ہیں، پس ان کو وقف کرنا وقف حقیقی اور وقف صحیح ہے، اوراوقاف کے ملازمین کو بدون کارکردگی کچھ اجرت اور وظیفہ نہیں مل سکتا، لہٰذا پنشن دینا ان کو درست نہیں ہے، البتہ معمول وعرف کے موافق ایام تعطیل ورخصت کی تنخواہ ان کو دینا درست ہے، اوراس بارے میں امام ومؤذن ودیگر ملازمین وقف مساوی ہیں۔ وھٰذا کلہ فی کتب الفقہ . فقط

''وقف کی آمدنی سے متولی کو تنخواہ دینا''

سوال: (۲۶۴) جائداد موقوفہ کا اگر کوئی شخص واسطے انتظام مسجد وموقوفہ جائداد متولی مقرر کیا جائے تو کیا شرعًا اس متولی کو اس جائداد میں سے سالانہ یا ماہانہ کچھ اپنے اخراجات کے واسطے لینا جائز ہے؟ (۳۳۰/۱۳۳۰ھ)

الجواب: متولی موصوف کو اس جائداد کی آمدنی میں سے بقدر اس کے اخراجات کے، اور بقدر اس کے کام کے، موافق گنجائش کے تنخواہ دینا جائز ہے اور درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اگر سرکار موقوفہ زمین کو جبرًا لے کر اس کی قیمت دے تو کیا کرنا چاہیے؟

سوال: (۲۶۵) ایک قطعہ زمین وقف مسلمانان ''الموڑہ'' کی سرکار نے اپنے کام میں لانے کی ضرورت سے اپنا ایکٹ (قانون) لگا کر لے لیا ہے، اوراس کی قیمت سرکار دیتی ہے؛ یہ روپیہ لینا جائز

Maktaba Tul Ishaat.com

ہے یانہیں؟ اور لے کر کیا کرنا چاہیے؟ (۱۹۱۰/۱۳۴۰ھ)

الجواب: اگر بہ مجبوری یہ صورت ہوئی ہے کہ جبراً سرکار نے اس زمین کو لے کر، اس میں تصرف کرلیا ہے تو اس کی قیمت لے کر، اس قیمت سے دوسری زمین خرید کر، وقف کر دینا چاہیے، اور اس قیمت کو اپنے کام میں صرف نہ کرنا چاہیے۔ فقط

مسافر خانے کے واسطے وقف کی ہوئی جگہ میں یتیم خانہ تعمیر کرانا

سوال: (۲۶۶) جو زمین جامع مسجد سے ملحق ہو، اور جس کے متولی نے اسے مسافر خانے کے واسطے وقف کر رکھا ہو، اور اصل متولی کی وفات کے بعد اس کی اولاد بھی اسی وصیت کے مطابق اس زمین پر مسافر خانہ ہی بنوانا چاہتی ہو، اور مقامی ضرورت ہے کہ اس جگہ پر یتیم خانہ بنایا جائے؛ آیا ایسی زمین کو جو مسافر خانے کے واسطے مخصوص کی گئی ہو یتیم خانہ کی صورت میں لانا شرعًا درست ہے یا نہیں؟

(۲۰۸۸/۱۳۴۲ھ)

الجواب: زمین موقوفہ مذکورہ میں یتیم خانہ تعمیر کرانا درست ہے، مسافروں کو بھی اس میں اجازت ٹھہرنے کی رہے گی، جو کہ مطابق غرض واقف ہے، پس جو مکان تعمیر کرایا جائے اس میں دونوں غرض حاصل ہوں گی، یتامیٰ اور مسافرین دونوں کے لیے آسائش کی جگہ ہوگی۔ فقط

مریض کا آمدنیٔ وقف سے خرچ لینا

سوال: (۲۶۷) زید نے مصارف مریضوں کے لیے ایک جائداد وقف کی ہے، اور عمر اس کا متولی ہے؛ بکر مریض ہوا، اور طبیب جراح کا علاج بکر کا ہو رہا ہے، بکر نے عمر سے کہا کہ جراح کو تیسرے چوتھے روز روپیہ دینا پڑتا ہے، اور میری حیثیت برداشت کی نہیں ہے لہٰذا جو روپیہ آپ کا میرے پاس جمع ہے اس میں سے بہ نیت صرفۂ وقف جراح کو دیا کروں گا؛ عمر نے اجازت دے دی؛ تو جس قدر روپیہ جراح کو دیا گیا وہ روپیہ وقف سے بکر کو عمر سے لینا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۶۸۹/۱۳۳۷ھ)

الجواب: وہ روپیہ بکر کو عمر سے آمدنی وقف سے لینا درست ہے؛ کیوں کہ یہ غرض واقف کے موافق ہے۔ فقط

Maktaba Tul Ishaat.com

موقوفہ اشیاء کو خریدنے والا جو چاہے تصرف کرسکتا ہے

سوال: (۲۶۸) مال موقوفہ کو خرید کر پاخانہ میں لگانا اور لکڑی کو جلانا جائز ہے یا نہیں؟ (۵۴۷/۱۳۴۵ھ)

الجواب: خریدنے والے کو یہ سب کام درست ہیں، وہ اشیاء بعد خریدنے کے خریدنے والے کی ملک ہوگئیں؛ وہ جو تصرف چاہے کرے۔

متبرک مقامات وقف ہیں یا مملوک؟

سوال: (۲۶۹) مقامات متبرکہ مثل مزارات بزرگان و خانقاہ درویشان از مملوکات است یا اوقاف؟ (۱۲۱۸/۱۳۴۱ھ)

الجواب: اگر شہرت سے مقامات کا وقف ہونا ثابت ہوجاوے تو اوقاف میں داخل ہیں۔ کما فی الدرالمختار: و تقبل فیه الشهادة علی الشهادة و شهادة النساء مع الرجال و الشهادة بالشهرة الخ (۱)

موقوفہ جائداد پر ناجائز قبضہ ختم کرانے کے لیے عدالت سے رجوع کرنا

سوال: (۲۷۰) اگر کوئی شخص اپنی جائداد بہ نام خدا تعالیٰ وقف کردے، اور پھر دوسرے آدمی جو اس کے شکمی وارث نہیں، واقف پر جبر کرکے اپنے یا اور کسی کے نام جائداد موقوفہ کا ہبہ نامہ یا بیع نامہ کرالیں، اور مال وقف پر خود جابرانہ قبضہ کرلیں، تو ایسی صورت میں اہل اسلام پر موجودہ عدالت سے چارہ جوئی کرکے، خدا کی چیز کو کسی شخص کے تحت وتصرف سے نکلوانا لازم ہے یا نہیں؟ اور جو تارکین موالات ہیں وہ بھی چارہ جوئی کرسکتے ہیں یا نہیں؟ (۷۵۳/۱۳۴۰ھ)

الجواب: بیع اور ہبہ وغیرہ تصرفات جائداد موقوفہ میں صحیح نہیں ہیں، پس اگر کسی شخص نے جبرًا

(۱) الدرالمختار مع الشامی ۴۸۴/۶ کتاب الوقف. مطلب: المواضع التی تقبل فیها الشهادة حِسْبَةً بلا دعویٰ.

Maktaba Tul Ishaat.com

واقف سے جائداد موقوفہ کا بیع نامہ یا ہبہ نامہ کرالیا تو شرعًا وہ باطل ہے؛ اہل اسلام کو چارہ جوئی کرنا اس سے وقف کے چھڑانے میں ضروری ہے، اور جب کہ کوئی اور صورت فیصلہ کی نہ ہو تو عدالت موجودہ سے چارہ جوئی کر کے اس وقف کو جاری کرانا، اور ہبہ کو باطل کرانا ضروری ہے، اور ترک موالات مانع اس چارہ جوئی اور حق کی تائید کرنے کو نہیں ہے۔ فقط

Maktaba Tul Ishaat.com

احکامِ مسجد

مسجد اور اس کی زمین سے متعلق مسائل

اپنے شہر کی مسجد کے لیے وقف کرنا زیادہ ثواب کا باعث ہے

سوال: (۲۷۱) ہمارے موضع ''جالور'' میں ایک جامع مسجد ہے، مگر اس کے اخراجات ضروریہ کا کچھ انتظام نہیں ہے، اور موضع ''جالور'' کا رہنے والا ایک شخص خوش حال آسودہ مسمی نبی بخش ہے، اس نے اس مسجد میں ایک دکان نامزد کرنے کا وعدہ کیا تھا، دوسرے قصبہ کے لوگوں نے ـــــ جو ہمارے قصبے سے ساٹھ میل کے فاصلے پر ہیں ـــــ کوشش کر کے اس شخص نبی بخش سے وعدہ کرالیا کہ دکان مذکور کو ان کی مسجد میں دے دیں؛ اس صورت میں کیا حکم ہے؟ (۱۶۰۹/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: دور کے قصبہ اور شہر کی نسبت اپنے شہر کی مسجد کا زیادہ حق ہے، اور جب کہ ضرورت اپنے شہر کی مسجد میں زیادہ ہے تو اس کو مقدم کرنا زیادہ ثواب کا باعث ہے؛ لہٰذا نبی بخش کو مناسب ہے کہ اپنے شہر کی جامع مسجد کے اخراجات کے لیے انتظام کرے کہ یہ اس پر حق ہے، اور ثواب بھی اس میں زیادہ ہے، چاہیے کہ پہلے وعدے کو پورا کرے، اور دوسرے وعدے کی وجہ سے پہلے وعدے کو نہ چھوڑے۔

مسجد شرعی کے لیے زمین کا وقف ہونا ضروری ہے

سوال: (۲۷۲) جس زمین میں مسجد ہو اس زمین کا وقف ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ (۸۱۹/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: مسجد ہونے کے لیے زمین کا وقف ہونا ضروری ہے، اگر زمین وقف نہ ہو مسجد شرعی

Maktaba Tul Ishaat.com

نہیں ہوتی۔فقط

مسجد ہونے کے لیے مکان کا وقف ہونا ضروری ہے

سوال:(۲۷۳) یہاں مسجد نہ ہونے کی وجہ سے ایک مسلمان نے اپنا مکان نماز پڑھنے کے لیے مسلمانوں کو دے رکھا ہے، اوپر کے حصے میں اذان ونماز ہوتی ہے، اور نیچے کا حصہ مدرسے کے لیے کرائے پر دے رکھا ہے، اور کاغذات سرکاری میں یہ مکان ملک حصہ داران درج ہے، اور اس مکان کی شکل بھی مسجد جیسی نہیں ہے تو مسجد کے حکم میں ہے یا نہیں؟ (۱۱۶۱/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: اگر اس رئیس نے اس مکان کو وقف نہیں کیا، اور اپنی ملک سے خارج نہیں کیا، اور نیچے کا حصہ اس کا کرائے پر دیا گیا ہے تو وہ مسجد نہیں ہے، مسجد ہونے کے لیے وقف ہونا اس مکان کا ضروری ہے، اور مسجد کے نیچے کے حصے کو کرائے پر دینا بھی جائز نہیں ہے۔فقط

مسجد کے ارادے سے خریدی ہوئی زمین مسجد بنانے یا وقف کرنے سے پہلے مسجد نہیں ہوتی

سوال:(۲۷۴) ایک شخص اراضی بناء برتعمیر مسجد خریدتا ہے، اور اس وقت کسی نے چندہ نہیں دیا، بعدازاں اس جگہ میں کسی مجبوری کی وجہ سے مسجد تعمیر نہیں ہوئی وہ جگہ بے کار پڑی رہتی ہے، اور وہی شخص اور اراضی اپنے روپے سے بر بناء تعمیر مسجد خریدتا ہے، اس میں کوئی رقم چندہ شامل نہیں ہوتی، اراضی ثانی میں مسجد تعمیر ہوجاتی ہے، من جملہ اس اراضی کے قدرے اراضی جو زائد اور ناکارہ رہ جاتی ہے، اس کو وہی مشتری اپنے مکان میں شامل کرلیتا ہے؛ آیا اراضی اول کس کی ملک رہی، اور اراضی ثانی میں سے جو قدرے اراضی شامل مکان کی گئی؛ اس کے بارے میں شرعًا کیا حکم ہے؟ (۱۹۸۲/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: اس صورت میں اراضی اول جو بغرض تعمیر مسجد خریدی تھی اور اس پر مسجد تعمیر نہیں ہوئی، اور اس کو مشتری نے بعد خریدنے کے وقف نہیں کیا تھا تو وہ اراضی مشتری ہی کی ملک ہے، مشتری مالکانہ تصرف اس میں کرسکتا ہے، اور اراضی ثانی میں سے جو قدرے اراضی زائد اور ناکارہ باقی بچ گئی ہے

Maktaba Tul Ishaat.com

اورمشتری مالک نے اس اراضی زائد کووقف علی المسجد نہیں کیا تو اس کا مکان میں شامل کر لینا جائز ہوا۔

کسی جگہ کونماز کے لیے خاص کردے مگر مسجد کا ارادہ نہ کرے تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۲۷۵) زید نے بلحاظ ضرورت ایک مقام محفوظ کونماز ودیگر عبادات کے لیے خاص کرلیا تھا، اس لیے لوگ اس مقام کومسجد کے نام سے پکارتے تھے، حالاں کہ زید نے اس کوخود مسجد کے نام سے کبھی نامزد نہیں کیا، اور نہ اس مقام کوحسب شرع شریف موقوفہ قرار دے کر اپنی ملک اور قبضہ سے خارج کیا؛ چنانچہ جب ۱۵/شوال ۱۲۹۶ھ میں زید کا انتقال ہوا تو اس کی اولاد اس مقام کومکان مسکونہ کی طرح استعمال کرنے لگی، پھر باہم ترکہ تقسیم ہوا، اور مقام مذکور مسجد قرار نہیں دیا گیا؛ بلکہ شئ متروکہ سمجھی گئی، اس وقت سے تا ایں دم تقریباً پچاس سال سے وہ مقام بطور ملکیت قبضہ وتصرف میں ہے؛ تو ایسی صورت میں مقام مذکور الصدر شرعًا موقوفہ قرار دیا جاسکتا ہے اور کیا احکام مسجد اس پر صادق آسکتے ہیں؟

(۱۵۳۶/۱۳۴۵ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: ویزول ملکه عن المسجد والمصلّٰی بالفعل وبقوله جعلتُه مسجدًا عندالثانی الخ قوله بالفعل أی بالصلوٰة فیه ففی شرح الملتقی أنه یصیر مسجدًا بلاخلاف الخ(۱) (شامی)

ترجمہ: ''اورزائل ہوجاتی ہے ملک اس کی مسجد ومصلی سے اس میں نماز پڑھنے سے اوراس کے کہنے سے کہ میں نے اس کومسجد کردیا نزدیک امام ابویوسفؒ کے''، یعنی ان دونوں باتوں میں سے کسی ایک بات سے وہ مسجد ہوجاتی ہے خواہ زبان سے کہہ دے یا زبان سے نہ کہے مگراس میں نماز پڑھے، اور نماز کے لیے اس کوخاص کرے، چنانچہ شامی کی عبارت کا حاصل یہ ہے۔ پس جب کہ زید نے اس جگہ کو نماز کے لیے خاص کرلیا تھا، اوراس میں نماز پڑھتا تھا، اوردوسرے لوگ اس کومسجد کہتے تھے، اورمسجد سمجھتے تھے، اورنماز پڑھتے تھے، اورزید نے کسی کومنع نہیں کیا، اورمسجد کہنے سے نہیں روکا تو معلوم ہوا کہ وہ مسجد ہوگئی، اس کے بعد اس کے وارثوں کا اس مکان کومملوکہ سمجھنا، اوراس میں تصرف مالکانہ کرنا جائز نہیں

(۱) الدر والشامی ۶/۴۲۶ کتاب الوقف – مطلبٌ فی أحکام المسجد .

Maktaba Tul Ishaat.com

ہے۔فقط

کسی زمین پر مسجد بنانے کے بعد اس کو وقف کرنا ضروری نہیں بلکہ وہ خود بخود وقف ہوجاتی ہے

سوال:(۲۷۶) اگر کوئی شخص مسجد بنادے، اور زمین مسجد وقف نہ کرے تو وہ مسجد ہوگی یا نہیں؟

(۵۶/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: مسجد بنا کر جب کسی شخص نے باضابطہ اس میں نماز و جماعت کی اجازت دے دی، اور اذان و جماعت وہاں ہونے لگی تو وہ وقف ہوجاتی ہے، اور مسجد ہوجاتی ہے، بلکہ صحیح مذہب کے موافق مجرد مسجد کردینے سے اور یہ کہہ دینے سے جعلته مسجدًا یعنی میں نے اس کو مسجد بنادیا وقف ہوجاتی ہے لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی: وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ (۱) پس بعد بنادینے مسجد کے اس کو وقف کرنے کی ضرورت نہیں ہے وہ خود بخود وقف ہوجاتی ہے، پھر رجوع کرنا اس سے اور باطل کرنا اس کی مسجدیت کو درست نہیں ہے۔فقط

کسی زمین میں مسجد بنا کر نماز پڑھ لینے سے وہ زمین مسجد ہوجاتی ہے

سوال:(۲۷۷) ریاست کوچ بہار ملک بنگال میں ایک مسجد نئی مسلمان بورڈنگ میں خاص لڑکوں کے لیے تیار ہوچکی ہے؛ لیکن متولی مسجد نے اب تک وقف نہیں کیا، مگر دوران تیاری میں ایک شخص نے بغیر اذان کے دو تین روز مغرب کی نماز پڑھی ہے؛ چوں کہ دیوان صاحب کا منشا ہے کہ مسجد مذکورہ دوسری جگہ تیار کرادی جائے تو مسجد مذکورہ مسجد ہونے سے نکل سکتی ہے یا نہ؟ (۱۲۸۷/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جب کہ وہ مسجد تیار ہوگئی، اور بعض لوگوں نے اس میں نماز بھی پڑھ لی، تو وہ مسجد ہوگئی؛ اب اس کو مسجد ہونے سے نہیں نکال سکتے۔ قال فی الدرالمختار: ویزول ملکه عن المسجد والمصلّٰی بالفعل وبقوله جعلتُه مسجدًا عند الثانی، وشرط محمدٌ والإمامُ الصلوةَ فیه

(۱) سورۂ جن آیت:۱۸۔

(۲) الدرالمختار مع الشامی ۶/۴۲۶، ۴۲۷ کتاب الوقف، مطلبٌ فی أحکام المسجد.

Maktaba Tul Ishaat.com

بجماعة وقيل يَكفي واحدٌ وجعله في الخانية ظاهر الرواية (۲) فقط

سوال: (۲۷۸) غلام نبی قصاب نے اب سے تین پشت پہلے ایک مسجد بنوائی تھی؛ لیکن بانی اور اس کے وارثوں نے وقف نامہ باضابطہ نہیں لکھا، اور ہم لوگ اسی مسجد میں برابر جمعہ و جماعت کرتے تھے، بانی کے لڑکے نے بندوبست میں بجائے مسجد کے پکا گھر اپنے نام پر لکھادیا، اور بانی کے پوتے ضمیر الدین نے مسجد کے تذکرے کے وقت ہم لوگوں کو گالی دے کر یہ کہا کہ ''میرا ناریل کھانے کے لیے اس قدر زور کرتے ہیں'' اسی دن سے ہم لوگ علیحدہ ایک جھونپڑا بنا کر نماز پڑھ رہے ہیں، جس کو عرصہ سات برس کا ہوگیا ہے؛ آیا وہ مسجد شرعی طور پر مسجد ہے یا نہیں؟ ہم لوگ دوسری مسجد جہاں جھونپڑا ہے بنانا چاہتے ہیں؛ شرعًا کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۳/۱۶۲ھ)

الجواب: مسجد بنادینا اور اس میں باقاعدہ جماعت واذان ہونا یہ دلیل کافی اس کے وقف ہونے اور مسجد ہونے کی ہے؛ پس وہ مسجد شرعی مسجد ہوگئی اور ہمیشہ کو مسجد رہے گی، وقف نامہ باضابطہ لکھا جائے یا نہ لکھا جائے، اس کی ضرورت نہیں ہے، پس مسلمانانِ اہل محلّہ کو لازم ہے کہ اس مسجد کی مرمت اور آبادی میں کوشش کریں، اور ضمیر الدین کے اس کہنے سے جو اس نے کہا وہ مسجد اس کی ملک نہ ہوگی، اور مسجد ہی رہے گی۔ لأن الفتوى على تأبيد المسجد (الشامی ۶/۴۲۹ كتاب الوقف) پس حتی الوسع اس مسجد سابق کی درستی وآبادی میں کوشش کی جائے، اور اگر وہاں جانے اور نماز پڑھنے میں فتنہ ہے تو دوسری جگہ جہاں جھونپڑا ہے وہاں بھی مسجد تیار کرنا جائز ہے، اور وہ مسجد ہوجائے گی۔ فقط

سوال: (۲۷۹) کیا کسی شخص کی اراضی میں محض نماز باجماعت ادا کرنے سے وہ زمین وقف ہوجاتی ہے؟ (۱۳۴۷-۴۶/۱۱۲۲ھ)

الجواب: مسجد بنا کر جماعت کے ساتھ نماز ہونے سے بلکہ محض اس کہہ دینے سے کہ ''میں نے اس کو مسجد کیا'' مسجد ہوجاتی ہے، اور وقف ہوجاتی ہے؛ جیسا کہ امام ابو یوسفؒ سے منقول ہے: وبقوله جعلتُه مسجدًا عند الثاني (۱) اس سے معلوم ہوا کہ مسجد ہونے کے لیے وقف نامہ تحریر کرنے کی ضرورت نہیں ہے؛ بلکہ مالک زمین کے مسجد بنادینے سے اور اس کہنے سے کہ ''میں نے اس کو مسجد کیا'' وہ مسجد ہوجاتی ہے، اور وقف ہوجاتی ہے؛ لیکن متولی اور مہتمم اس کا وہی شخص ہوگا جس نے مسجد بنائی۔ البانی للمسجد

---

(۱) حوالۂ سابقہ۔

(۲) الدر والشامی ۶/۵۰۵ كتاب الوقف – قبل مطلبٌ في الوقف المنقطع الأول والمنقطع الوسط.

Maktaba Tul Ishaat.com

أولٰی من القوم بنصب الإمام والمؤذن فی المختار الخ قوله بنصب الإمام والمؤذن أما فی العمارة فنقل فی أنفع الوسائل أن البانی أولی أی بلا تفصیل الخ(۲) (شامی ج/۳)

کسی جگہ تعمیر مسجد کے لیے بنیاد کھدوا کر اس کو بھروانا مسجد ہونے کے لیے کافی ہے

سوال:(۲۸۰) سید فضل رب صاحب ایک اراضی کے مالک ہیں چند صاحبوں نے ان سے درخواست کر کے کچھ اراضی برائے تعمیر مسجد لے لی، اور اس کے لیے پتھر وغیرہ بھی منگا لیا، اس کے بعد اس امر میں اختلاف ہوا کہ چوں کہ اطراف وجوانب میں چار مساجد موجود ہیں اس لیے تعمیر مسجد کی ضرورت نہیں، بلکہ ایک مکان اس اراضی میں تعمیر کر کے دیگر مساجد پر وقف کر دیا جائے۔ سید فضل رب صاحب سے عرض کیا، انہوں نے جواب دیا کہ خواہ آپ لوگ مسجد تعمیر کر لیں یا مکان تعمیر کر لیں میں خدا تعالیٰ کے نام پر دے چکا ہوں جن لوگوں کو منشی صاحب موصوف نے اختیار دیا تھا وہ پانچ اشخاص تھے ان میں اکثر نے تعمیر مسجد کرانا پسند کر کے بنیاد مسجد کی کھدوادی اور اس کو بھروا بھی دیا گیا۔

اس صورت میں اگر تعمیر مسجد اس موقع پر غیر مناسب ہے تو بجائے تعمیر مسجد کے مکان برائے اخراجات مساجد تعمیر کرا دیا جائے، اور وہ مکان موقوفہ رہے یا مسجد کی بنیاد جو بھروادی ہے مسجد ہی بنائی جائے؟ شرعًا جو حکم ہو بحوالہ تحریر فرمائیں؟ (۱۳۴۲/۱۱۸۳ھ)

الجواب: جب کہ اکثر صاحبوں نے تعمیر مسجد کرنا پسند کر کے بنیاد مسجد کھدوادی، اور اس کو بھر دیا تو وہ مسجد ہوگئی، گویا ان لوگوں نے واقف کی طرف سے نائب ہو کر حسب تخییر واقف اس زمین کے مسجد ہونے کو متعین کر دیا تو گویا واقف نے ہی یہ تعیین کر دی، اور بہ حکم آیۃ کریمہ وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ (۱) جب کہ وہ زمین مسجد ہوگئی تو پھر نکالنا اس کو حکم مسجد سے صحیح نہ ہوگا شامی میں ہے: وبه علم أن الفتوىٰ على قول محمد فی آلات المسجد وعلى قول أبی یوسف فی تأبید المسجد الخ (۲)(۳/۳۷۱)

---

(۱) سورۂ جن، آیت:۱۸۔

(۲) الشامی ۶/۴۲۹ کتاب الوقف – مطلبٌ فیما لو خرب المسجد او غیره .

(۳) الشامی ۶/۴۲۸ کتاب الوقف – مطلبٌ فی أحکام المسجد .

Maktaba Tul Ishaat.com

قال فی البحر: وحاصله أن شرط کونه مسجدًا أن یکون سفله وعلوه مسجدا لینقطع حق العبدعنه لقولهٖ تعالیٰ: وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ (۳)(ص۳۷۰ وفیه ایضًا ای الشامی) قال فی النهر: واذ قد عرفت أن الصلاة فیه أقیمت مقام التسلیم علمت أنه بالتسلیم إلی المتولی یکون مسجدًا دونها: ای دون الصلاة، وهذا هو الاصح (۱) (۳/۳۷۰) فقط

مسجد اللہ کی ملک ہوتی ہے بانی کی نہیں

سوال: (۲۸۱) ایک شخص اپنی لاگت سے مسجد بناتا ہے، شرعًا وہ مسجد اس کی ملک ہوگی یا وقف تصور ہوگی؟ اور اس پر تمام مسلمین کا حق یکساں ہوگا یا نہیں؟ (۱۳۲۷/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: جب اس نے اللہ کے نام پر اس کو وقف کر دیا اور شرعی طور پر مسجد بنادی تو اب وہ اس کی ملکیت سے نکل کر خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہوگئی "اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ" (۲) اور اب وہ اور دوسرے مسلمان اس حقیّت میں سب برابر ہیں؛ لیکن تولیت اور انتظام وغیرہ کا تعلق براہ راست اسی سے ہے، اس میں سب برابر نہیں ہیں؛ بانی مسجد ان حقوق کے لحاظ سے اولیٰ ہے۔

مسجد کبیر کی تعریف

سوال: (۲۸۲) بڑی مسجد کس طول وعرض کی ہونی چاہیے؟ چالیس گز جو کتابوں میں لکھا ہے؛ تو چالیس گز مربع ہو یا کیا؟ (۹۴۳/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: بڑی مسجد میں دو قول ہیں کہ ساٹھ گز کی ہو یا چالیس گز کی، اور مراد بہر حال یہی ہے کہ ساٹھ گز یا چالیس گز مربع ہو۔ فقط

سوال: (۲۸۳) شامی وغیرہ میں جو مسجد کبیر کی تعریف اربعین یا خمسین یا ستین ذراع لکھتے ہیں؛ اس سے کس طرف کی پیمائش مراد ہے طول یا عرض یا مجموعہ پیمائش اطراف چہارگانہ؟ (۱۲۰۰/۱۳۴۳ھ)

---

(۱) ردالمحتار ۶/۴۲۷ کتاب الوقف – مطلبٌ فی أحکام المسجد .

(۲) سورۂ جن آیت: ۱۸

(۳) الشامی ۲/۲۸۶ کتاب الصلوة باب الإمامة .مطلبٌ :الکافی للحاکم جَمَعَ کلامَ محمّد فی کتبه التی هی ظاهر الروایة .

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: إن قاضي خان سئل عن ذٰلك فقال: اختلفوا فيه فقدره بعضُهم بستين ذراعًا، وبعضُهم قال: إن كانت أربعين ذراعًا فهي كبيرة وإلَّا فصغيرة هذا هو المختار (۳) بظاہر مراد طول مسجد ہے یا طول اور عرض دونوں اس قدر ہوں۔

مسجد پر مسجد کے احکام کب لاگو ہوتے ہیں

سوال: (۲۸۴) راقم کے شہر میں ایک مسجد قدیم الایام سے درمیان شہر کے واقع ہے، اور مسجد کے جنوب میں ایک شخص کا مکان واقع ہے، اس نے مسجد جدید کے ارادے سے ایک حویلی اور چار دیواری مسجد کی غیر مکمل تیار کی ہے، اور بہ موجب غیر مکمل غیر مسقّف ہونے بناء مسجد کے، احاطہ مذکور میں نجاست وغیرہ سے اجتناب نہیں کیا جاتا ہے، اور دونوں مسجدوں کے درمیان اس شخص کا گھر واقع ہے، اور یہ امر محقق ہے کہ اگر مسجد جدید جنوبی مکمل کی جائے تو جماعت مسجد قدیم میں ''تفریق بین'' واقع ہوگی، بلکہ اس کی ضروریات اور اخراجات میں نقصان واقع ہوگا، آیا بہ مجرد اساس نہادنِ مسجد مسجدیت کا حکم دیا جاتا ہے، یا بعد تکمیل وادائے صلوۃ حکم مسجد متصور ہوتا ہے؟ اور باوجود نقصانات مذکورہ کے مسجد جدید کو حکم مسجد ضرار کا دیا جاوے گا یا نہیں؟ (۲۳۰۱/۱۳۳۸ھ)

الجواب: جس وقت بانی مسجد اس کو وقف کردے گا، اور مسجد کا حکم دے دے گا احکام مسجد اس کے لیے ثابت ہو جائیں گے، اور مسجد جدید کو مسجد ضرار تو نہیں کہہ سکتے، لیکن اگر فی الواقع مسجد قدیم کی غیر آبادی اس سے متصور ہو، اور مسجد جدید کی حاجت نہ ہو تو پھر جدید مسجد قریب میں بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط

مسجد تعمیر ہونے کے باوجود ''مسجد شرعی'' نہ ہونے کی ایک صورت

سوال: (۲۸۵) کسی شخص نے ایک ہندو زمین دار سے ایک نئی مسجد اس شرط پر بنوائی کہ اگر مسجد کے سامنے سے ہندوؤں کے تیوہار کے وقت باجا بجاتے ہوئے جاویں تو اس کو روک نہیں سکتے، اور اگر کسی وجہ سے اس کا خراج بند ہو جائے تو یہ مسجد مالک زمین یعنی ہندو زمین دار کے ملک میں چلی جائے گی؛ اس مسجد میں نماز جائز ہوگی یا نہیں؟ (۲۷۰۸/۱۳۴۵ھ)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: اس صورت میں وہ مسجد شرعی نہیں ہوئی، لیکن نماز اس میں صحیح ہے، جب تک اس ہندو کی اجازت ہے نمازیں اس میں پڑھی جاویں، نماز صحیح ہوجاوے گی، اور وہ مسجد نہیں ہوئی، اور وقف نہیں ہوئی۔ کما فی الشامی: قولہ وشرطه شرط سائر التبرعات الخ أفاد أن الواقف لا بد أن يكون مالكًا له وقت الوقف ملكًا باتًا الخ(۱) اور کافر کا وقف صحیح نہیں ہے۔

مسجد کے احاطے میں بنا ہوا مسافر خانہ بھی وقف ہوتا ہے

سوال: (۲۸۶).....(الف) مسجد کے احاطے میں اور مسجد کے متعلق جو مسافر خانہ ہے وہ بھی وقف ہے یا نہیں؟

(ب) موجودہ مسجد کی اشیاء جو مسجد جدید کی ضرورت سے زائد ہوں ان کو مسافر خانہ جدید یا دوسرے مکانات موقوفہ علی المسجد میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟ (۵۴۷/۱۳۴۵ھ)

الجواب: (الف) مسافر خانہ مذکورہ اور اس کا سامان بھی وقف ہے۔ فقط

(ب) فقہاء نے یہ لکھا ہے مسجد کی اشیاء بہ صورت عدم ضرورت اس کی ہم جنس یعنی دوسری مسجد میں ہی لگا سکتے ہیں دوسرے اوقاف میں نہیں لگا سکتے، لہٰذا اس صورت میں ایسا کیا جائے کہ مسجد کی اشیاء فاضلہ کو فروخت کرکے وہ قیمت اسی مسجد میں صرف کی جاوے، پھر اس سامان کو خرید کر خواہ خریدنے والا اپنے مکان وغیرہ میں لگاوے یا مسافر خانہ اور مکانات موقوفہ کے لیے خرید کر اس میں لگا دیا جاوے۔

زمین کرائے پر لے کر اٹھارہ بیس سال کے لیے مسجد بنانا

سوال: (۲۸۷) ایک شخص؛ کافر سے زمین کرائے پر لے کر مسجد بناتا ہے، اور وہ کافر کہتا ہے کہ اٹھارہ، بیس سال تک مسجد قائم رکھوں گا، اس کے بعد مجھ کو اختیار ہوگا جو چاہوں سو کروں؛ اس زمین میں مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۱۷۲/۱۳۳۹ھ)

الجواب: اس صورت میں وہ مسجد نہ ہوگی کیوں کہ مسجد ہونے کے لیے ہمیشہ کو زمین مسجد کا وقف للہ ہونا شرط ہے، اور جو جگہ مسجد ہوجاتی ہے وہ ہمیشہ کو مسجد رہتی ہے۔

---

(۱) الشامی ۴۱۰/۶ کتاب الوقف شرائط الوقف .

Maktaba Tul Ishaat.com

مسجد کی تعمیر کچھ باقی رہ جائے تو وہ وقف ہے یا نہیں؟

سوال: (۲۸۸) ایک شخص نے مسجد تعمیر کی، ابھی کچھ کام باقی ہے تو اس میں نماز جائز ہے یا نہیں؟ بنانے والا کہتا ہے کہ جب تیار ہو جاوے گی اس وقت وقف کروں گا اس میں نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۲۳۰۱/۱۳۴۰ھ)

الجواب: نماز اس میں جائز اور صحیح ہے، اور جب مسجد بنادی تو وہ وقف ہوگئی، اور بنانے والے کا قبضہ مالکانہ اس سے اٹھ گیا، اب اس کا کچھ حق ملکیت اور تصرف کا اس میں باقی نہیں رہا۔ فقط

سرکار سے قیمۃً یا عاریۃً لی ہوئی زمین پر مسجد بنانے کا حکم

سوال: (۲۸۹).....(الف) ایک مخصوص جگہ بندرگاہ کی وجہ سے سرکاری ملکیت ہے، اور بہ سبب کسی خاص وجہ کے کسی شخص کو بھی جائدادی حیثیت سے وہاں جگہ نہیں مل سکتی، جس پر وہ اپنے رہنے کے گھر وغیرہ بنا سکتے ہوں، بلکہ جگہ اس شرط پر دی جاتی ہے کہ جب سرکار کو ضرورت ہوگی تو تین ماہ کے نوٹس ملنے پر جگہ خالی کرنی ہوگی، وہ جگہ بستے بستے اب اچھا قصبہ ہوگئی ہے، جس کی آبادی پندرہ ہزار سے زیادہ ہے، لوگوں کو چوں کہ اطمینان ہوگیا ہے کہ وہ جگہ اب آباد اور شہر کی طرح ہوگئی اس لیے اٹھانے کا اندیشہ جاتا رہا ہے، اس لیے انہوں نے وہاں عالی شان عمارتیں لاکھوں روپے سے بنالی ہیں، یہاں پر جگہ اور زمین وقف طور پر نہیں مل سکتی، لیکن ان عمارات کے ملحق مسلمانوں کو ایک زمین کا ٹکڑا اسی شرط پر دیا گیا ہے جس پر انہوں نے قریباً بیس سال ہوئے ایک عمارت بنائی ہے، اور اس میں نماز پنج گانہ وغیرہ ادا کرتے ہیں، اس عمارت کے اٹھانے کا احتمال اسی وقت ہوسکتا ہے جب کہ شہر کی تمام عالی شان عمارتیں بالکل اٹھادی جاویں، اس صورت میں وہ عمارت جس میں مسلمان نماز پڑھتے ہیں شرعی اصطلاح میں مسجد کہلائے گی یا نہیں؟

(ب) کراچی کی میونسپل کی ساری حدود میں زمین کے ٹکڑے لوگوں کو عمارتیں وغیرہ بنانے کے لیے سندوں پر دیے گئے ہیں، کسی سند کی میعاد بیس سال، کسی کی تیس سال، کسی کی پچاس سال، کسی کی ننانوے برس کی ہے، میعاد کے ختم ہونے پر میونسپل کو اختیار ہے کہ وہ اس سند کی تجدید کردے یا زمین

Maktaba Tul Ishaat.com

مالک سے خالی کرالے، اس شرط پر شہر کی تمام زمین کے ٹکڑے جس پر مساجد قائم کی گئی ہیں مسلمانوں کو پٹوں پر یا سندوں پر دیے گئے ہیں؛ مہربانی فرما کر بتایا جاوے کہ سوال نمبر (الف) کے ماتحت جو زمین مسجد کے لیے دی گئی ہے اس میں اور اس زمین میں کیا فرق ہے؟ (۴۶۲/۱۳۴۱ھ)

الجواب: (الف، ب) کتب فقہ شامی وغیرہ میں یہ تصریح ہے کہ وقف ہونے کے لیے واقف کا مالک بہ ملک تام ہونا ضروری ہے، پس مسجد حقیقی اور مسجد شرعی اور اصطلاحی وہی زمین ہوسکتی ہے جس کو مالک زمین مسجد کے لیے وقف کرے، اور مالک اور واقف کا مسلمان ہونا بھی اس صورت میں شرط ہے؛ یعنی مسجد کے لیے کوئی زمین مسلمان ہی وقف کرسکتا ہے۔ درمختار کتاب الوقف میں ہے: وشرطه شرط سائر التبرعات الخ (شامی) میں اس قول کی شرح میں ہے: أفاد أن الواقف لابد أن يكون مالكًا له وقت الوقف ملكًا باتًا ولو بسبب فاسد الخ (۱) اس عبارت سے دو امر معلوم ہوئے ایک یہ کہ واقف کا مالک قطعی ہونا بہ وقت وقف ضروری ہے، پس غیر مالک کا وقف کرنا صحیح نہ ہوگا، دوم یہ کہ اگر شراء فاسد سے کوئی شخص مالک کسی زمین کا ہوا، اور اس نے قبضے کے بعد اس کو وقف کر دیا تو وقف صحیح ہوجاوے گا، پس جن اراضی کو مسلمانوں نے سرکار سے خریدا، اگرچہ سرکار نے اس میں کسی مدت معینہ پر بہ اجرائے نوٹس سہ ماہ واپس کرنے اور خالی کرنے کی شرط لگائی ہو کیوں کہ یہ شرط اگرچہ مفسد عقد ہے، لیکن وقف ہونے میں حارج اور مانع نہیں ہے، تو ایسی زمین پر جو مسجد بنائی جاوے گی اور اس کو وقف کیا جاوے گا وہ وقف صحیح ہوگا اور مسجد حقیقی ہوجاوے گی۔

اور وہ اراضی جن میں معاملہ خرید وفروخت کا نہیں ہوا، اور وہ محض عاریۃً مسلمانوں کو بہ غرض تعمیر مکانات وغیرہ دی گئی ان کو وقف کرنا صحیح نہ ہوگا، اور اگر ایسی اراضی میں مسجد بنائی جاوے گی تو گو اس میں نماز صحیح ہے، مگر وہ مسجد شرعی نہ ہوگی، اور احکام اور آداب مسجد اس سے متعلق نہ ہوں گے جیسا کہ کوئی شخص اپنے گھر کے اندر کوئی چبوترا بغرض ادائے نماز بنالیوے جیسا کہ احادیث میں اس کا امر ہے تو نماز اس میں صحیح ہوگی، مگر وہ مسجد شرعی نہ ہوگی، اور جو اراضی سرکار نے مسلمانوں کو ہبہ کردی اور بلا اخذ قیمت بطریق ہبہ دیدی، اگرچہ شرط واپسی اس میں بھی حسب قاعدہ لگائی تو اس زمین کو یا اس کے کسی حصے کو بھی

---

(۱) الشامی ۴۱۰/۶ کتاب الوقف شرائط الوقف .

(۲) وحكمها أنها لا تبطل بالشروط الفاسدة (الدر مع الشامی ۴۲۵/۸ فی بداية كتاب الهبة)

Maktaba Tul Ishaat.com

مسلمانان وقف کر سکتے ہیں، اور اس میں مسجد بنا سکتے ہیں، اور وہ مسجد شرعی حقیقی اور موقوفہ ہوجاوے گی، کیوں کہ ہبہ شرط فاسد کے لگانے سے فاسد نہیں ہوتا، اور ملک موہوب لہ میں حارج نہیں ہوتا، اور جب کہ موہوب لہ مالک شئ موہوب کا ہوگیا تو وقف کرنا اس کا بھی صحیح ہوگا، اور وہ مسجد شرعی ہوجاوے گی جیسا کہ درمختار میں ہے: والهبة لا تبطل بالشروط الخ (۲) پس خلاصہ اور حاصل جواب یہ ہے کہ جو اراضی سرکار سے قیمتاً لی گئی یا سرکار نے بطریق ہبہ دیدی، اگر چہ اس میں شرط واپسی کی بہ قیود محررہ لگائی تو ایسی اراضی کو خریدار اور موہوب لہ وقف کرسکتا ہے، اور اگر اس میں مسجد بناوے تو وہ مسجد شرعی حقیقی ہوجاوے گی، اور جو اراضی محض عاریۃً سرکار سے ملی ہیں ان کو عاریت لینے والا وقف نہیں کرسکتا، پس اس قاعدۂ کلیہ کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ اپنے سوالات کا جواب سمجھ لیں اور جس قسم میں وہ اراضی داخل ہوں اسی کے موافق اس میں حکم جاری کردیا جاوے۔ فقط

کوئی مکان مسجد کے واسطے اس شرط پر وقف کرنا کہ ''فلاں شخص اپنے روپے سے مسجد تعمیر کرادے''

سوال: (۲۹۰) زید نے اپنا مکان بغرض تعمیر مسجد اس شرط پر وقف کیا کہ اس مکان پر خالد اپنے روپے سے مسجد تعمیر کردے، اور اس کے دو مختلف حصوں پر دکانیں تعمیر کرے، جس میں سے ایک دکان کرائے پر دی جائے، اور اس کا کرایہ مسجد میں صرف ہو، اور دوسری دکان میں زید خود بلا کرایہ اپنی زندگی تک آباد رہے، اور اس کے بعد اس کے دو لڑکوں کرم الٰہی اور احسان الٰہی کو چار روپے ماہوار پر دی جائے، اور کرایہ مسجد میں خرچ ہو، لیکن ان کو دکان سے علیحدہ کرنے کا اختیار کسی کو نہ ہوگا، اور اگر خالد اس مکان پر اپنے خرچ سے مسجد تعمیر نہ کرے تو وقف نامہ کالعدم ہوگا، اور میں خود اپنے مکان کا مالک رہوں گا، نیز یہ وقف نامہ سخت مریض ہونے کی حالت میں لکھا گیا ہے، اور اس مکان کے سوا اور کوئی مال بھی نہیں ہے۔ بینوا توجروا. (۱۳۴۱/۴۷۳ھ)

الجواب: وقف اگر کسی نامناسب شرط پر معلق کیا جائے تو وقف صحیح نہیں ہوتا: وان یکون منجزًا غیر معلق (۱) (عالمگیری) پس صورت مسئولہ میں اگر زید نے مکان اس شرط پر مسجد کے لیے وقف

(۱) الفتاویٰ العالمگیریة ۲/۳۵۵ کتاب الوقف . شرائط الوقف .

Maktaba Tul Ishaat.com

کیا ہے کہ خالد اپنے روپے سے مسجد تعمیر کرائے، ورنہ زید اپنا مکان واپس لے گا، اور وقف نامہ کالعدم ہوگا تو یہ وقف صحیح نہیں ہوا، اسی طرح اس مکان کا ایک حصہ؛ یعنی جس پر دکان تعمیر کی جائے اپنے رہنے کے لیے بلا کرایہ مخصوص کرنا وقف مسجد کے منافی ہے، اور چوں کہ وہ حصہ مشاع ہے اس لیے تمام مکان کا وقف مسجد کے لیے صحیح نہیں ہوا؛ کیوں کہ وقف مسجد کے لیے شیوع منافی ہے: واتفقا علی عدم جعل المشاع مسجدًا او مقبرةً مطلقًا سواء کان مما لا یحتمل القسمة أو یحتملها هکذا فی فتح القدیر (۱) (عالمگیری) اور یہ کہ مریض کے تصرفات تبرع ثلث میں جاری ہوتے ہیں، پس جب کہ زید مریض تھا تو وقف علی المسجد ثلث میں جاری ہوتا، اور ثلث میں جاری ہونے کے بعد وقف مشاع ہونا لازم آتا ہے، پس تمام کا وقف باطل ہوگیا: مریض جعل داره مسجدًا ومات ولم یخرج من الثلث ولم تجز الورثة صار کله میراثًا وبطل جعله مسجدًا لأن للورثة فیه حقًا فلم یکن مفرزًا عن حقوق العباد فقد جعل المسجد جزءًا شائعًا فیبطل الخ (۲) (عالمگیری) بہرحال صورتِ مسئولہ میں وقف صحیح نہیں ہوا، اور مکان زید کی ملک میں باقی ہے۔ فقط

کمپنی کے ساتھ شرطیہ معاہدہ پر مسجد بنانا

سوال: (۲۹۱) صورت ذیل میں بناء مسجد کا شرعًا کیا حکم ہے؟

شرائطِ زمین جو تعمیر مسجد کے لیے دی جاتی ہے (حسب ذیل ہیں)

(الف) یکم اپریل کو ایک روپیہ سالانہ کرایہ ادا کرنا

(ب) اس زمین پر مسجد و دیگر مکانات ضروریات مسجد بنائے جائیں نہ دوسرے

(ج) بغیر نقشہ منظوری کمپنی تعمیر شروع نہ کی جائے

(د) مسجد و دیگر عمارتوں کی نگرانی کرنی ہوگی

(ھ) بغیر اجازت کمپنی حصہ زمین یا عمارت کسی کو نہیں دے سکتے

(و) نقشہ کے علاوہ کوئی دوسری جدید عمارت کمپنی کی اجازت کے بغیر نہیں بنا سکتے

---

(۱) الفتاویٰ العالمگیریة ۲/۳۶۵ کتاب الوقف . فصل فی وقف المشاع .

(۲) الفتاویٰ العالمگیریة ۲/۴۵۶ کتاب الوقف الباب الحادی عشر فی المسجد وما یتعلق به .

Maktaba Tul Ishaat.com

(ز) جب کمپنی کو شدید ضرورت ہوگی تو محض مسجد کے علاوہ دوسری زمین یا عمارت پر نوٹس کے چھ ماہ بعد قبضہ کرلے گی، نہ کہ مسجد پر؛ اور جس دیگر عمارت پر قبضہ کرے گی اس کی قیمت اس وقت کے نرخ بازار سے دے گی۔

(ح) اگر کسی وقت کمپنی کو یہ معلوم ہوگا کہ مسجد و دیگر عمارتوں کی مسلمانوں کو ضرورت نہیں ہے، اس وقت بغیر معاوضہ تعمیر کل عمارتوں و نیز مسجد پر کمپنی قبضہ کرلے گی (۱۳۴۳/۲۱۳۶ھ)

الجواب: کمپنیوں میں اکثر ان ہی شرائط یا ان کے قریب قریب دیگر شرائط کے ساتھ مسجدیں بنتی ہیں، لہٰذا جب کہ مسلمانوں کو ضرورت مسجد کی ہے، اور بدون ان شرائط کے اجازت تعمیر مساجد نہیں ہوتی تو مسجد بنائی جائے، اور مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسی صورت نہ ہونے دیں کہ مسجد کی ضرورت نہ رہے، جس سے سرکار یا کمپنی اس پر قابض ہو سکے؛ بلکہ اس مسجد کو ہمیشہ آباد رکھنا چاہیے تاکہ شرط نمبر (ح) کی نوبت ہی نہ آئے۔ فقط

جس زمین میں کاشت کار کا حق ہے مالک اس کو مسجد کے لیے وقف کرسکتا ہے

سوال: (۲۹۲) صوبہ بنگال میں زمین کی ملکیت یکے بعد دیگرے تین قسموں پر منقسم ہے: اول شاہی ملکیت؛ جو گورنمنٹ انگلشیہ کو حاصل ہے ـــــ دوم زمین داری؛ جو شاہی ملکیت کے ماتحتی میں قائم ہے یہ لوگ سالانہ ایک مقدار معین خزانہ گورنمنٹی سرکار میں ادا کرتے ہیں؛ اس صورت میں زمین داران کا پورا تصرف مثلاً خرید و فروخت ہبہ وغیرہ جاری ہے ـــــ سوم زراعتی یا رعیتی ملکیت؛ اور یہ زمین داری ملکیت کی ماتحتی میں قائم ہے، ان کو ''رعایا'' کہتے ہیں اب سوال یہ ہے کہ یہ رعیتی ملکیت والے اگر اپنی زمین میں مسجد بناویں پھر وقف بھی کردیں تو یہ مسجد مسجد شرعی کے حکم میں ہوگی یا نہیں؟ (۱۳۴۵-۴۴/۱۵۰۲ھ)

الجواب: کسی زمین کے وقف کے جواز کے لیے یہ شرط ہے کہ مالک زمین اس کو وقف کرے؛ جیسا کہ ردالمحتار جلد ثالث کتاب الوقف میں ہے: قوله وشرطه شرط سائر التبرعات أفاد أن الواقف لابد أن يكون مالكًا له وقت الوقف ملكًا باتًّا (۱) پس صورت مذکورہ میں مالک زمین کا

(۱) الشامي ۴۱۰/۶ كتاب الوقف . شرائط الوقف .

Maktaba Tul Ishaat.com

زمین دار ہے، کاشت کار یا رعایا نہیں ہے، اگر چہ قانون گورنمنٹ کی وجہ سے وہ موروثی ہوگیا ہو کہ زمین دار سے اپنی زمین کو نہیں چھڑا سکتا، مگر اختیار بیع وجمیع تصرفات از قسم ہبہ وغیرہ کا اس کو حاصل ہے۔ پس اگر مالک اصلی یعنی زمین دار کسی زمین کو مسجد کے لیے وقف کرے اور مسجد بناوے تو صحیح ہے، اور وہ مسجد ہوجاتی ہے، اسی طرح اگر رعایا باجازت مالک وقف کرے اور مسجد بناوے تو یہ بھی صحیح ہے، لیکن بلا اذن مالک رعایا کو اختیار وقف کرنے کا اور مسجد بنانے کا نہیں ہے۔

عاریت کی زمین میں بنائی ہوئی مسجد کا حکم

سوال: (۲۹۳) ایک ہندو زمین دار نے مسلمان رعایا کو ایک قطعہ زمین مفت دیا تھا، مسلمانوں نے اس جگہ میں مسجد وعیدگاہ بنالی؛ تخمیناً بیس برس تک نماز پڑھی، دریں اثنا ایک مسلمان نے زمین دار سے وہ جگہ خرید لی، اور مکان بنانا چاہتا ہے، اور مسجد کو توڑنا چاہتا ہے، یہ جائز ہے یا نہیں؟

(۱۳۳۳-۳۲/۳۳۴ھ)

الجواب: اگر اس ہندو زمین دار نے وہ قطعہ زمین رعایا مسلمانوں کو عاریۃً محض سکونت کے لیے دیا تھا، اور رعایا نے بعض جگہ میں نماز کے لیے مسجد وعیدگاہ قائم کی، تو اس صورت میں وہ قطعہ زمین ملک زمین دار ہے، مسجد شرعی نہیں ہوئی؛ دوسرے مسلمان کو خریدنا اس زمین کا زمین دار سے، اور مکان بنانا اس میں درست ہے، اور اگر اس زمین دار نے مسلمانوں کو مالک اس قطعہ اراضی کا بنادیا تھا تو وہ مسجد اور عیدگاہ ہوگئی، دوسرے مسلمان کو اس کا خریدنا، اور اس میں مکان بنوانا درست نہیں ہے۔ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی: وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ الآیه (۱)

پس صورت ثانیہ میں توڑنے والا مسجد کا اور مکان بنانے والا عاصی ہے، اور جب تک وہ توبہ نہ کرے، اس سے اختلاط ناجائز ہے۔ فقط

طویل مدت کے لیے کرایے پر لی ہوئی زمین میں مسجد بنانے کا حکم

سوال: (۲۹۴) ایک نوآباد مقام ہے، مسلمان بکثرت ہیں جو کچھ آبادی ہے صرف ایک کارخانے

(۱) سورۂ جنّ، آیت ۱۸۔

Maktaba Tul Ishaat.com

کی وجہ سے ہے، یہ بہت بڑا کارخانہ ہے، کام کرنے والے چالیس ہزار ہیں، کمپنی نے زمین دار سے ایک معین میعاد کے لیے زمین لی ہے، مسلمان مسجد کے لیے زمین مانگتے ہیں تو آزادولاخراج زمین نہیں ملتی، کل خراج ایک دفعہ لے کر لاخراج کردی جاتی ہے بلکہ وہ میعاد معین کے لیے زمین دیتی ہے، اور خراج سال بہ سال مانگتی ہے، اور جب کبھی کمپنی کوضرورت اس زمین کی ہوتعمیر کا روپیہ دے کر مسلمانوں کو وہاں سے علیحدہ اور بے دخل کردے، اور مسجد کی زمین کو جس مصرف میں چاہے لائے، ایسی زمین پر مسجد بنائی جاسکتی ہے یانہیں؟ (۱۷۵۵/۱۳۴۳ھ)

الجواب: مسجد تعمیر کرلینی چاہیے، وہ مسجد ہوجائے گی؛ فقہاء نے ایسی زمین میں مسجد بنانے کی اجازت دی ہے، اور چوں کہ مجمع کثیر ہے، اور مسجد کی ضرورت ہے، لہٰذا بلا تامل وہاں مسجد تعمیر کرلینی چاہیے۔(۱)

سوال: (۲۹۵).....(الف) زید اور بکر ایک ایسے ملک میں ہیں جہاں مسجد کے لیے وقف زمین ملنا محال ہے، اس لیے سرکار سے ننانوے سال کے لیے زمین پانچ روپے سالانہ ٹیکس پر لے کر مسجد تیار کرلی ہے، ایسی زمین پر مسجد بنانا جائز ہے یانہیں؟

(ب) اس مسجد میں نماز پڑھنے سے ثواب مسجد کا حاصل ہوگا یانہیں؟ (۱۴۶۹/۱۳۴۵ھ)

الجواب: (الف) مسجد بنانا اس زمین پر صحیح ہے۔

(ب) وہ مسجد، مسجد ہوگئی اس میں نماز پڑھنے سے ثواب مسجد کا حاصل ہوگا(۱) (شامی)

(۱) قال فی ردالمحتار: وفی جامع الفتاوی: لهم تحويل المسجد إلى مكان آخر إن تركوه بحيث لا يصلى فيه، ولهم بيع مسجد عتيق لم يعرف بانيه وصرف ثمنه فی مسجد آخر اھ سائحاني اھ (ردالمحتار ۶/ ۴۲۷ كتاب الوقف – مطلب فی أحكام المسجد)

وفی الفتاوی الخيرية: أن المسئلة فيها خلاف بين الأئمة الأسلاف فقال: أبو يوسف (رحمه الله) يبقى مسجدا أبدًا إلى قيام الساعة لا يعود ميراثًا، ولا يجوز نقله ولا نقل مالهٖ إلى مسجد آخر سواءٌ كانوا يصلون فيه أو لا. وعند محمد (رحمه الله) يعود إلى صاحبه إن كان حيًّا وإلى ورثتهٖ إن كان ميّتًا وإن كان لايعرف بانيه أو عرف ومات ولا وارث له واجتمع أهل المحلة على بيعهٖ والاستعانة بثمنهٖ فی المسجد الآخر فلا بأس بهٖ وتصرف أوقافه إليه. وفی الإسعاف: وكثيرٌ من الكتب أن بعضهم ذكر أن قول أبی حنيفة (رحمه الله) كقول أبی يوسف (رحمه الله) وبعضهم ذكر أن قوله كقول محمدٍ رحمه الله. محمد يقول: إن البانی أخرجه عن ملكهٖ لجهةٍ

Maktaba Tul Ishaat.com

من المنافع فإذا بطل الانتفاع لتلك الجهة لايمنع عوده إلى ملكهٖ كالكفن اذا افترس الميت السبع عاد إلى ملك الورثة ، وأبويوسف (رحمه اللّٰه) يقول : إنه إسقاط لملكهٖ فلا يعود إليه كالإعتاق ألا ترى أن المسجد الحرام استغنى عنه فى زمن الفترة ولم يعد إلى ورثة البانى والفتوى على قول أبى يوسف كما في حاوى القدسى وفى المجتبىٰ: وأكثر المشايخ على قول أبى يوسف ورجَّحه فى فتح القدير: بأنه الأوجه .

وصحح قوم قول محمد وفى الواقعات للصدر الشهيد المسجد إذا خرب وهو عتيق لا يعرف بانيه وبنى أهل المسجد مسجدًا آخر فبا ع أهل المسجد السمجد الأول. واستعانوا بثمنه فى بناء المسجد الثانى على قول من يرىٰ جواز هذا البيع وإن كُنَّا لانفتى به جاز. وفى الخلاصة والبزازية عن الحلوانى : إذا خرب مسجد وتفرق الناس عنه تصرف أوقافه الى مسجدآخر وفى النوازل : وكثير من الكتب أنه لابأس به وهذا كله على قول محمد رحمه اللّٰه . فتحرّر من هذا التقرير أن المسئلة اجتهادية وللاختلاف فيها مجال وللاجتهاد فيها مساغ فإذا توفرت شروط الحكم على قول الإمام الثالث الذى رويت موافقته فيه لقول الإمام الأعظم بعد النظرفى المصلحة للمصلين والإعانة للمتعبدين فلا شك فى صحته ونفاذه وارتفاع الخلاف فيه فانظر إلى قوله فى الواقعات وإن كنا لا نفتى به جاز و ما ذلك إلا أنه قد تكون المصلحة فيه متعينة فإذا علم اللّٰه سبحانه وتعالىٰ خلوص النية وصفاء الطويّة وقصد الدار الآخرة والأجور الوافرة والأخذ بما هو يسر وطرح ما هو عسر فهو خير محض ونفع صرف فإن الدين كله يسر وإن خشى عاقبة سوء وانقلاب موضوع . فالعمل بما عليه الفتوىٰ أولىٰ والأمور بمقاصدها وكم من شئ واحد يكون طاعة بالنية الخيرية ويكون معصية بالنية الشرية . واللّٰه أعلم (الفتاوى الخيرية ۱/۱۸۳-۱۸۴كتاب الوقف – مطلبٌ اختلف الصاحبان فى صرف رَيْع مسجد تخرّب إلى غيره – ميرية ، قاهره ، مصر)

وفى الشامى : قلتُ : الظاهر أن البيع مبني على قول أبى يوسف (رحمه اللّٰه) والرد إلى الورثة أو إلى الفقراء على قول محمد (رحمه اللّٰه) وهو جمع حسن ، حاصله أنه يعمل بقول أبى يوسف حيث أمكن ، وإلا فبقول محمد . تأمل (ردالمحتار ۶/۴۴۸كتاب الوقف مطلبٌ فى الوقف إذا خرب ولم يمكن عمارته)

---

(۱) قال في الدرالمختار : لأنه مسجد إلى عنان السماء . وفي الشامي ؛ وكذا إلى تحت الثرى (الدرمع الرد ۲/۳۷۰ كتاب الصلاة ، مطلب في أحكام المسجد)

Maktaba Tul Ishaat.com

غصب کردہ زمین کو وقف کرنا اور مسجد بنانا

سوال: (۲۹۷) ایک شخص نے کسی غیر کی زمین پر کئی سال سے قبضہ کر رکھا ہے، اور اس میں کنویں اور مکان بنا رکھے ہیں، اور قبضہ اس کا از روئے قانون ٹوٹ نہیں سکتا؛ کیا اس زمین کو قابض مذکور وقف کر کے مسجد بنا سکتا ہے یا نہیں؟ (۶۰۴/۱۳۳۷ھ)

الجواب: اس زمین کو قابض مذکور وقف نہیں کر سکتا، اور وقف کرنا اور مسجد بنانا اس کا صحیح نہیں ہے

کما قال فی الدرالمختار و ردالمحتار: وشرطه شرط سائر التبرعات الخ قوله: وشرطه شرط سائر التبرعات أفاد أن الواقف لابد أن يكون مالكًا له وقت الوقف ملكًا باتًا الخ (شامی) وفيه أيضًا: حتى لو وقف الغاصب المغصوب لم يصح وإن ملكه بعد بشراء أو صلح الخ(۱)(شامی)

مسجد کی زمین غصب کرنا

سوال: (۲۹۸) نواب ابراہیم خان صاحب والی ریاست جزیرہ نے اپنی ریاست سے ۱۱ ربیع الآخر ۱۲۴۹ھ مطابق ۱۸۴۸ء نمبر: ۹۶ کی سند سے چند قطعات زمین بنام بانگ پاٹیان بطور سند ناطق ''مسجد نیگری'' تعلقہ سرودھن کے لیے وقف کی؛ تاکہ اس کی آمدنی سے مسجد کی جاروب کشی، چراغ بتی اور بانگ صلوٰۃ وغیرہ کا انتظام ہو سکے؛ چنانچہ زمین مذکور مسجد کے ملاّؤں کی نگرانی میں رہتی رہی، اور اس کی آمدنی مسجد کے خدمت گذار ملاّؤں کو ملتی رہی، یعنی مُصدَّرہ (مذکورہ بالا) زمین اول ملاّ محمد جعفر مقدم، ان کی وفات کے بعد ان کے بیٹے ملاّ بہاؤالدین مقدم، اور ان کی وفات کے بعد ان کے بیٹے ملاّ محمد جعفر مقدم کی نگرانی میں رہی، یہ تینوں یکے بعد دیگرے اپنی ملازمت ملاّ گیری کے معاوضہ میں مصدرہ کھیت کی آمدنی بھات وغیرہ خود استعمال کرتے تھے، اور پولے مسجد کے کام میں لاتے تھے۔ جب ملاّ محمد جعفر مسجد کی ملا گیری سے مستعفی ہوا تو جماعت مسلمین نے شیخ سلیمان کو ممبئی سے بلا کر نواب ابراہیم خان صاحب

(۱) الشامی ۴۱۰/۶ شرائط الوقف ـ ومن شرائطه الملك وقت الوقف،حتى لو غصب أرضًا ثم وقفها ثم ملكها لا يكون وقفًا(مجمع الأنهر ۵۶۷/۲ فی بداية كتاب الوقف. دارالكتب العلمية بيروت)

Maktaba Tul Ishaat.com

کی منظوری سے مسجد کی خدمت گذاری کا کام اس کے سپرد کردیا، خلاصہ سوال یہ ہے کہ شیخ سلیمان نے حکام کے سامنے خلاف واقع حالات پیش کرکے اور ناجائز کوشش کرکے مصدرہ وقف زمین بلا قیمت اپنے بیٹے شیخ محمود کے نام ملک قرار دلادی؛ اب سوال یہ ہے کہ:

(الف) شیخ محمود مذکور کا مصدرہ وقف زمین کے متعلق اپنے مطلب کے مطابق خلاف واقع گذارش کرکے وقف زمین اپنے نام کرالینا اور ناجائز طور پر مسجد کی زمین غصب کرکے مسجد کو نقصان پہنچانا شرعًا جائز اور ایسے فعل شنیع کے مرتکب پر شرعاً کیا حکم ہے؟

(ب) جماعتِ مسلمین نیگری ایسے غاصب کو مغصوبہ وقف زمین مسجد کے نام پر داخل کرنے تک جماعت سے خارج رکھنے میں حق بجانب ہوسکتی ہے یا نہیں؟

(ج) کیا واقف یا کوئی دوسرا شخص وقف کردہ جائداد کسی دوسرے کے نام پر منتقل کرنے کا مجاز ہوسکتا ہے؟ اگر نہیں تو جس کے نام پر مصدرہ وقف زمین ناجائز طور پر منتقل ہوئی ہے اور وہ اس زمین کی آمدنی اپنے صرف میں لاتا ہے وہ کل آمدنی مسجد کو واپس مل سکتی ہے یا نہیں؟ (۴۴/۱۱۹۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: فإذا تم لزم لا يُمْلَكُ وَلا يُمَلَّكُ ولايعار ولايرهن (درمختار) قوله لايملك أى لايكون مملوكًا لصاحبه ولا يملّكُ أى لايقبل التمليك لغيره بالبيع ونحوه لاستحالة تمليك الخارج عن ملكه الخ ولا يعار ولايرهن لاقتضائهما الملك الخ(۱) (شامی)

اس سے معلوم ہوا کہ وقف شئے کسی کی ملک نہیں رہتی ہے نہ واقف کی نہ غیر واقف کی؛ اور خود واقف بھی اس کا مالک نہیں رہا اور نہ وہ کسی دوسرے کی ملک کرسکتا ہے، اور تمام تصرفات مالکانہ اس میں باطل ہیں۔ پس نمبر ہائے سوال کا جواب حسب ذیل ہے۔

(الف) شیخ محمود کا زمین موقوفہ مذکورہ کو جو کہ ایک مسجد کی ضروریات کے لیے وقف ہے اپنے نام کرالینا، اور اس پر قبضہ کرنا ناجائز اور حرام اور قبضہ غاصبانہ ہے، اور خیانت صریح ہے، اور جب کہ وہ خدمت مسجد مذکور نہیں کرتا تو اس کو آمدنی زمین موقوفہ مذکورہ کا لینا اور اپنے صرف میں لانا قطعاً ناجائز اور حرام ہے، اور واپس کرنا اس کا لازم ہے، اور شیخ محمود مذکور بحالت مذکورہ غاصب وظالم ہے، اور اس کا قبضہ اٹھانا زمین موقوفہ مذکورہ سے ضروری اور لازمی ہے۔

(۱) الدر المختار مع الشامی ۶/۴۲۱، ۴۲۲ كتاب الوقف. بعد مطلبٌ فرق أبو يوسفؒ بين قوله موقوفة .

Maktaba Tul Ishaat.com

(ب) جماعت مسلمین ایسے غاصب کو جب تک کہ وہ اپنا قبضہ مالکانہ زمین مذکور سے نہ اٹھاوے اور اپنا نام اس ملکیت سے علیحدہ نہ کرادے، جماعت سے علیحدہ کرنے اور برادری سے خارج رکھنے میں حق بہ جانب ہے۔

(ج) واقف یا کوئی دوسرا شخص نہ خود مالک جائداد وقف کردہ کا ہے، اور نہ کسی کے نام منتقل کرسکتا ہے اور جو شخص زمین مذکورہ کی آمدنی اپنے صرف میں لاتا ہے وہ کل آمدنی اس سے واپس لے کر مسجد کو دی جاوے گی۔ کمامر اوّلاً. فقط

مغصوبہ زمین اور قبرستان میں تعمیر مسجد اور نماز کا حکم

سوال: (۲۹۹) ایک مسجد کی تیاری چندے سے دو آدمی ایسی جگہ میں کر رہے ہیں کہ وہ ان کی ملکیت نہیں ہے، محض قبضہ غاصبانہ ہے چند شخصوں کا، ان میں سے بھی بعض کی اجازت نہیں ہے، اور اس کی بنیاد میں سے سر اور ہڈیاں نکل رہی ہیں، اور بہت بڑی عمر والے بھی کہتے ہیں کہ یہاں بہت پہلے سے قبرستان ہے، اور جن کا قبضہ غاصبانہ ہے ان میں سے اکثر کی اجازتِ مسجد نہیں ہے؛ تو اگر وہ لوگ بھی اجازت دے دیں تو بوجہ غصب یا بوجہ قبرستان اس میں نماز جائز ہے یا نہیں؟ اگر ناجائز ہے تو بوجہ غصب ناجائز ہے یا بوجہ قبرستان؟ (۸/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: درمختار وشامی میں ہے کہ پرانے قبرستان میں مکان ومسجد بنانا درست ہے، اور زراعت وغیرہ بھی بہ شرطیکہ وہ زمین وقف نہ ہو، اور کسی دوسرے کی ملک نہ ہو، اور زمین مغصوبہ میں نماز مکروہ ہے، اور وہ مسجد نہیں ہوتی، پس اگر سب مالکین وحصہ دار اجازت دے دیں تو وہ مسجد ہو جاوے گی اور علت کراہت مرتفع ہو جاوے گی۔ فقط

اجارہ پر لی ہوئی زمین میں مسجد بنانے کا حکم

سوال: (۳۰۰) بغیر اجازت مالک کے اجارہ والی زمین میں مسجد تعمیر کرانی، اور اس میں نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ (۹۸۰/۱۳۳۹ھ)

الجواب: وہ زمین جو اجارے پر لے رکھی ہے، اور مملوکہ غیر ہے، اس کو وقف کرنا صحیح نہیں ہے،

Maktaba Tul Ishaat.com

اورنماز صحیح ہے،مگر وہ مسجد نہیں ہے۔فقط

جوزمین دائمی پٹے پر لے رکھی ہے اس کو وقف کرنا اور مسجد بنانا

سوال:(۳۰۱) زید نے مال گذاری (لگان) سالانہ پر ایک کافر زمین دار سے ایک زمین لی ہے، اور پٹہ استمراری (۱) لکھوالیا ہے کہ اس زمین میں مسجد، کنواں، مکان بنوا سکتا ہے، اور جس قسم کا تصرف چاہے بلا عذر کرسکتا ہے؟ زمین دار کو محض مال گذاری سے واسطہ رہے گا؛ اب زید کا ارادہ ہے کہ اس زمین میں ایک مسجد بنوا کر وقف کردوں، اور زمین دار کو مال گذاری ادا کرتا رہوں گا؛ آیا ایسی زمین میں زید مسجد بنوا سکتا ہے؟ (۱۱۳۳/۱۳۳۷ھ)

الجواب: ایسی زمین وقف نہیں ہوسکتی، اور مسجد نہیں ہوسکتی۔(۲)

ایک مکان کے متعلق دو وقف نامے لکھے تو دوسرا وقف نامہ معتبر نہیں ہوگا

سوال:(۳۰۲) زید نے وقت مرنے کے، بہ موجب ایک وقف نامے کے، اپنے مکان کے خس پوش واثاثہ خانہ داری کو بحق مسجد ومتولی مسجد وقف کیا، اور بہ موجب ایک دوسرے وقف نامے کے، جائداد بہ حق بکر وقف کی، اس کے انتقال کے بعد دونوں وصیت نامے پیش کرکے اور تا تصفیہ اثاثہ خانہ داری نیلام کرکے روپیہ امانت دار کے سپرد کردیا گیا؛ لیکن بکر اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ متولی کی کل جائداد کا روپیہ مسجد میں ہی صرف کیا جائے؛ خواہ کسی مسجد میں ہو، مکان خام تھا جواب گر گیا ہے، اگر مکان موجود ہوتا تو اس کی مرمت وغیرہ کا خرچ آمدنی سے بہت زیادہ ہوتا، اور مسجد کو تعمیر کی غرض سے روپے کی ضرورت ہے اور اس زمین کی معقول قیمت وصول ہوسکتی ہے؛ آیا اس زمین کو فروخت کرسکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۰۸۳/۱۳۴۳ھ)

---

(۱) کسی آپسی معاملے کی وہ تحریر جو لامحدود زمانے کے لیے دی جائے۔

(۲) اس لیے کہ وقف کے لیے ملکیت کا تام ہونا ضروری ہے شامی میں ہے: لابد أن یکون مالکًا له وقت الوقف ملکًا باتًا إلخ (۶/۴۱۰ شرائط الوقف)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: واقف نے جب کہ پہلے اس مکان کو ایک مسجد پر وقف کر دیا ہے، اور متولی مسجد کی تولیت میں اس کو لکھ دیا تو مکان معہ سامان کے مسجد مذکور پر وقف ہو گیا، اور اس کے وقف ہو جانے کے بعد دوسرا وقف نامہ جو اسی مکان کے متعلق بکر کے نام لکھا، وہ صحیح نہیں ہوا؛ کیوں کہ اوّل وقف کر دینے کے بعد واقف کو بھی اس میں کوئی تصرف کرنے کا اختیار نہیں رہا، بہ حکم اَلْوَقْفُ لا یُمْلَكُ وَلا یُمَلَّكُ (۱) کے، اور فروخت کرنا اس مکان موقوفہ علی المسجد کا بہ غرض مذکور جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ فقہاء نے اس کی بھی اجازت نہیں دی کہ اگر مکان موقوفہ کی آمدنی کم ہے تو دوسرا مکان زیادہ آمدنی کا اس سے بدلا جائے چہ جائیکہ اس مکان موقوفہ کو فروخت کر کے اس کی قیمت کو تعمیر دکان و مکان متعلقہ مسجد میں صرف کیا جائے، یہ کسی طرح جائز نہیں ہے۔ کما فی الشامی: وفی فتح القدیر والحاصل أن الاستبدال إما عن شرط الاستبدال أو لا عن شرطه، فإن كان لخروج الوقف عن انتفاع الموقوف عليهم فينبغي أن لا يختلف فيه، وإن كان لا لذلك بل اتفق أنه أمكن أن يؤخذ بثمنه ما هو خير منه مع كونه منتفعًا به فينبغي أن لا يجوز الخ (۲) البتہ چوں کہ وہ مکان گر گیا، اس لیے اس کے بننے کی کوئی صورت نہ ہو سکے تو اس کو فروخت کر کے اس کی جگہ دوسری زمین یا مکان لے کر مسجد مذکور پر وقف کر دیا جائے، اس قیمت کو تعمیر مذکور میں صرف نہ کیا جائے۔ فقط

غلطی سے سرکاری نالی کی جگہ مسجد کے صحن میں آ جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۳۰۳).....(الف) صحن مسجد میں کچھ جگہ سرکاری نالی پاٹ کر شامل کر کے توسیع کی گئی، جس کا لگان سالانہ سرکار کو دینا پڑتا ہے؛ یہ جگہ شرعی مسجد ہے یا نہیں؟

(ب) مسجد کی کوئی چیز خانگی کام میں استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۰۹۲/۱۳۴۳ھ)

الجواب: (الف) اس کا حکم بھی مسجد کا ہو گیا، اور وہ جگہ شرعًا مسجد میں داخل ہو گئی، اس پر سب احکام مسجد ہی کی جاری ہوں گے۔

(ب) یہ جائز نہیں۔ فقط

---

(۱) الدرمع الرد ۶/۴۲۱ كتاب الوقف .

(۲) الشامی ۶/۴۶۱ كتاب الوقف – مطلبٌ لا يستبدل العامر إلا فی أربع .

Maktaba Tul Ishaat.com

سرکاری سڑک کو مسجد میں شامل کرلی تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۳۰۴) سڑک سرکاری میں سے کچھ زمین مسجد میں شامل کرلی ہے یہ شرعًا جائز ہے یا نہیں؟ (۳۲۷/۱۳۴۵ھ)

الجواب: فقہاء نے یہ تصریح کی ہے کہ اگر مسجد میں ضرورت ہو تو راستے میں سے کچھ زمین مسجد میں داخل کرنا جائز ہے جب کہ راستہ تنگ نہ ہوتا ہو؛ پس اس بناء پر صورت جواز کی بہ ضرورت ہوسکتی ہے، پس جو زمین داخل مسجد ہوگئی اس کو شامل رکھا جاوے۔ فقط

مسجد پر انگریز حکومت قبضہ کرلے تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۳۰۵) ایک مسجد کو سرکار انگریزی نے اپنے قبضہ میں لاکر مکان محفوظ بنالیا ہے؛ اس مسجد میں نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۱۷۶۴/۱۳۴۵ھ)

الجواب: جو ایک دفعہ مسجد ہوگئی وہ ہمیشہ مسجد ہی کے حکم میں رہتی ہے، کسی کا قبضہ یا غلبہ وغیرہ اس کی مسجدیت کو باطل نہیں کرسکتا؛ پس صورت مسئولہ میں مسجد پر انگریزوں کی ملکیت ثابت نہیں ہوسکتی، وہ بہ دستور مسجد ہے اس پر تمام وہی احکام جاری ہوں گے جو مسجد پر ہوتے ہیں۔

مسجد کے نام خرید کردہ زمین کے درمیان گلی ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

سوال: (۳۰۶).....(الف) مسجد کے لیے جو زمین خریدی جاوے گی، اس کے درمیان ایک گلیارہ ہے، اس کو مسجد کے اندر داخل کرلیا جاوے یا نہیں؟

(ب) اگر اس کے داخل کرنے کی اجازت لی جائے تو کس سے؟ (۹۶۲/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: (الف، ب) اگر وہ گلیارہ اس مسجد اور اس مکان والے کا ہے کہ جس مکان کو مسجد کے لیے خریدا جاتا ہے؛ تو اس کو مسجد میں داخل کرنا جائز ہے، لیکن بہ خوف اس کے کہ میونسپلٹی کی طرف سے کوئی دعوی نہ ہو میونسپلٹی سے اجازت حاصل کرلینا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

Maktaba Tul Ishaat.com

گھر کے صحن میں جو چبوترا نماز کے لیے خاص کردیا گیا ہے اس کا حکم

سوال: (۳۰۷) ایک چبوترا صحن مکان میں نماز کے واسطے مخصوص کردیا تھا، جس میں مدتوں نماز با جماعت ہوتی رہی، اور لفظ مسجد کا اطلاق بھی اس پر ہوتا رہا، اب اس کی نگرانی اور خبر گیری نہیں ہوتی، نہ کوئی اس میں نماز پڑھتا ہے؛ کیا اس کو مسمار کرکے داخل مکان کرلینا جائز ہے؟ (۱۱۴/۱۳۴۱ھ)

الجواب: جب کہ اس پر اطلاق لفظ مسجد کا بانی اور مالک مکان نے کیا، اور نماز با جماعت اور بلا جماعت اس میں ہوتی رہی؛ تو وہ قول مفتی بہ کے موافق مسجد ہوگئی، اب اس کو داخل مکان کرنا اور حکم مسجد اس سے علیحدہ کرنا درست نہیں ہے۔

گھر کے کونے میں بنائی گئی مسجد کا شرعی حکم

سوال: (۳۰۸) جو مسجد کہ کسی شخص نے اپنے گوشۂ مکان میں بنوائی ہے، اور گو شارع عام پر اس مسجد کا کوئی خاص دروازہ نہیں ہے، تاہم صدر دروازہ مکان کا اوقات نماز میں کھول دیا جاتا ہے؛ تو کیا یہ مسجد شرعًا مسجد کا حکم رکھتی ہے یا مصلّٰی کا؟ (۲۰۹۰/۱۳۳۷ھ)

الجواب: قال فی ردالمحتار: ففی النهر عن القنية جعل وسط داره مسجدًا وأذن للناس بالدخول والصلوة فيه إن شرط معه الطريق صار مسجدًا فی قولهم جميعًا وإلا فلا عند أبی حنيفةؒ، وقالا: يصير مسجدًا ويصير الطريق من حقه من غير شرط الخ وفيه أيضًا وعلمت ارجحيته أی قول أبی يوسفؒ فی الوقف والقضاء (۱) پس معلوم ہوا کہ مسجد مذکور بقول مفتی بہ مسجد شرعی ہے۔ فقط

گھر کے جس چبوترے پر گھر کے لوگ نماز پڑھتے تھے وہ شرعی مسجد نہیں

سوال: (۳۰۹) ایک شخص کا یہ بیان ہے کہ اس نے اندر مکان مسکونہ ایک چبوترا خام بنالیا تھا،

(۱) الشامی ۶/۴۲۶، ۴۲۷ کتاب الوقف – مطلبٌ فی أحكام المسجد .

Maktaba Tul Ishaat.com

اوراس پراس گھر کے لوگ نماز پڑھا کرتے تھے آیا وہ چبوترا مسجد مانا جائے گا یا نہیں؟ (۱۰۰۰/۱۳۴۱ھ)

الجواب: اگراس کو وقف نہیں کیا اور باقاعدہ مسجد نہیں بنایا تو وہ مسجد نہیں ہوئی۔

بالائی منزل کو مسجد بنانے سے نیچے والی منزل بھی مسجد ہوجاتی ہے

سوال: (۳۱۰) زید نے ٹین کا دومنزلہ مکان بنا کر، اوپر کی منزل میں مسجد کے احکام جاری کرکے، باذن عام نماز پڑھنے لگا، اورمنزل اسفل میں دنیا کے کاروبار کرتا ہے۔ یہ مسجد، شرعی مسجد ہے یا نہ؟ (۲۹۴۵/۱۳۴۲ھ)

الجواب: جومسجد ہوجاتی ہے وہ اوپر سے نیچے تک مسجد ہوجاتی ہے، درمختار میں ہے: **وکرہ تحریمًا الوطئ فوقه الخ لأنه مسجد إلى عنان السماء الخ وكذا إلى تحت الثرىٰ ..... بقي لو جعل الواقف تحته بيتًا للخلاء هل يجوز كما في مسجد محلة الشحم في دمشق؟ لم أره صريحًا؛ نعم. سيأتي متنًا في كتاب الوقف أنه لو جعل تحته سردابًا لمصالحه جاز تأمل** (۱) (شامی ج:۱) فقط

گھر میں مسجد بنائی مگر اس کا راستہ الگ نہیں کیا

سوال: (۳۱۱).....(الف) بناء مسجد بغیر افراز طریق میں جوامام صاحب وصاحبینؒ کا اختلاف ہے اس میں اگر چہ بہ قول صاحب درمختار فتویٰ امام ابو یوسفؒ کے قول پر ہے، مگر دریافت طلب یہ امر ہے کہ اگر بوجہ خاص ضرورت کسی وقت امام صاحب کے قول پر عمل کرلیا جاوے تو گنجائش ہے یا نہیں؟

(ب) **جعل وسط داره مسجدًا** سے کیا مراد ہے؟ (۱۷۴۶/۱۳۴۰ھ)

الجواب: (الف) اس صورت میں مفتی بہ واصح قول واوجہ قول امام ابو یوسفؒ کا ہے، لہٰذا مفتی کو اس سے عدول درست نہیں ہے **كما في الشامي: لكن في الفتح أن قول أبي يوسف أوجه عند المحققين الخ** (۲) اسی طرح متعدد جگہ اس کی تصریح ہے، پس اس کے خلاف پر فتویٰ نہ دینا چاہیے۔

---

(۱) الدر والشامي ۲/۳۷۰ كتاب الصلوة – مطلبٌ في أحكام المسجد .

(۲) الشامي ۶/۴۲۱ كتاب الوقف . مطلبٌ فرق أبويوسف بين قوله موقوفة .

Maktaba Tul Ishaat.com

(ب)اور وسط دار سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص نے اپنے گھر کے اندر مسجد بنائی یا کسی حصۂ دار کو مسجد بنادیا اور وقف کردیا تو وہ مسجد ہوجاتی ہے، اور راستہ اس کا خود بخود لازم ہوجاوے گا۔ فقط

باہمی رضامندی سے مشترکہ زمین کو مسجد بنانے کے بعد اس سے رجوع کرنا اور ملکیت کا دعوی کرنا صحیح نہیں

سوال: (۳۱۲) ایک جگہ مشترکہ دو بھائیوں کی ہے، ایک بھائی نے اپنے روپے سے اپنے بھائی کی اجازت سے مسجد بنائی، بعد تیار ہونے مسجد کے جب لوگ کچھ مدت نماز پڑھتے رہے تو دونوں بھائیوں میں کسی دوسرے معاملے میں لڑائی ہوئی، اب ایک بھائی بوجہ عداوت مسجد کو شہید کرنا چاہتا ہے، اس شخص کی ملکیت باقی ہے یا نہیں، اور اس شخص کے لیے کیا حکم ہے؟ یہ شخص ملکیت کا دعوی کرتا ہے۔

(۲۳۶۶/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: وہ مسجد؛ شرعی مسجد ہوگئی، دوسرے بھائی کی ملکیت سے بھی خارج ہوگئی؛ شہید کرنا اس مسجد کا یا دعوئے ملکیت کرنا اس مسجد میں اس بھائی کا باطل اور غیر مسموع ہے، اور بالفرض اگر وہ اس کو منہدم کردے تب بھی وہ مسجد مسجد ہونے سے نہ نکلے گی، وہ جگہ ہمیشہ کے لیے مسجد ہوگئی، منہدم کرنے والا شخص فاسق اور عاصی ہوگا۔ فقط

مشترک زمین کو مسجد بنانے کے بعد کوئی شریک بیچ نہیں سکتا

سوال: (۳۱۳) دو آدمیوں نے مشترک زمین میں مسجد بنائی، بعد چند روز کے ایک شریک نے اپنے مکان کا حصہ مع اس حصۂ مسجد کے فروخت کردیا، اور زمین مسجد کا حصہ ہندو کے پاس چلا گیا؛ مسجد کی زمین کو بیچنا درست ہے یا نہیں؟ (۶۹۰/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: مسجد کی زمین فروخت نہیں ہوسکتی، اور ہندو کی ملک میں نہ آئے گی، نماز اس میں پڑھنا چاہیے وہ مسجد ہمیشہ مسجد رہے گی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

بعض شرکاء نے مشترکہ زمین مسجد یا مدرسے کے لیے وقف کردی، یہ وقف جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۳۱۴) ایک قطعۂ اراضی بطور شاملات دیہہ ایک گاؤں کا مشترکہ ملکیت ہے جس میں سیکڑوں مالک وحصہ دار ہیں، بہت نابالغ، یتامی، بیوگان بھی اس میں شامل ہیں، چھ سات آدمیوں نے من جملہ مالکان کے اس مشترکہ اراضی کو ایک مسجد اور مدرسے کے لیے وقف کردیا ہے، اس کے ایک حصے میں مدرسے کے مصارف کے لیے دکانیں تیار کی ہیں؛ آیا یہ وقف جائز ہے یا نہیں؟ (۱۷۷۴/۱۳۴۳ھ)

الجواب: ایسا وقف جائز نہیں ہوتا، اور وہ مسجد مسجد شرعی نہ ہوگی، اور وہ دکانیں بھی وقف نہ ہوں گی۔ فقط

بعض حصہ داروں کی اجازت کے بغیر مشترکہ زمین میں مسجد بنانا

سوال: (۳۱۵) ایک نشست گاہ مشترکہ بہت حصہ دار قلیل وکثیر کی ہے، بعض بعض شخصوں نے دستخط خوشی سے کردیے اور اجازت مسجد بننے کی دی، اور دو ایک آدمی راضی نہیں ہیں، اور نابالغ بھی ہیں، ان کے ولی اجازت دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر کوئی شخص حصہ دار قلیل حصہ کا راضی نہ ہو مسجد بنانا اس میں درست ہے یا نہیں؟ (۲۲۰/۱۳۳۷ھ)

الجواب: اگر کوئی حصہ دار اجازت نہ دے، اور راضی نہ ہو یا بعض حصہ دار نابالغ ہیں تو مسجد بنانا اس مشترکہ زمین میں درست نہیں ہے، اور وہ مسجد نہ ہوگی کذا فی الشامی کتاب الوقف (۱)

مالک زمین کی اجازت کے بغیر بنائی ہوئی مسجد کا حکم

سوال: (۳۱۶) زید ایک مکان اور اراضی کا مالک ہے، اور زید نے اس مکان میں اپنے نوکروں

---

(۱) والخلاف فيما يقبل القسمةَ، أما ما لا يقبلها..... فيجوز إتفاقًا إلا فى المسجد و المقبرة لأن بقاء الشركة يمنع الخلوص للّٰه تعالىٰ (الشامى٦/٤١٨ مطلبٌ: شروط الوقف على قولهما) وإليه أشار بقوله " كما قدمناه من أن المسجد لو كان مشاعًا لا يصح إجماعًا (الشامى٦/٤٢٦ كتاب الوقف. مطلبٌ فى أحكام المسجد)

Maktaba Tul Ishaat.com

کو واسطے حفاظت کے، اور انتظام کے رکھ دیا تھا، ان نوکروں میں سے چار پانچ نوکروں نے بلا اجازت زید کے ایک چبوترا خام نماز کے لیے بنالیا، اس دوران میں زید نے نوکروں کی تبدیلیاں بھی کیں؛ آخر میں جو نوکر آئے ان میں سے بعض نے اس کو پختہ کرلیا، اب زید اس کو توڑنا چاہتا ہے؛ کیا مسلمان منع کرسکتے ہیں؟ (۱۸۵۵/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: کسی کی ملک کو کوئی دوسرا بلا امر مالک کے وقف نہیں کرسکتا، اور مسجد نہیں بنا سکتا؛ پس اگر درحقیقت مالک نے اس جگہ کو معبد نہ بنایا تھا تو وہ اس کو توڑ سکتا ہے، اور دیگر مسلمانوں کو کچھ حق اس کے روکنے کا نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۳۱۷) ایک شخص نے دوسرے شخص کی زمین میں مسجد بنوادی، اس میں نماز بھی ہوتی ہے اب اس مسجد کو مالک زمین اکھڑوانا چاہتا ہے اس کو یہ درست ہے یا نہیں؟ (۲۰۰۴/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: دوسرے شخص کی زمین میں اس کی بلا اجازت مسجد بنوانا درست نہیں ہے، اور وہ مسجد نہیں ہوتی، مالک اگر اپنی زمین کو خالی کرائے، اور تعمیر کو منہدم کرائے تو درست ہے۔ فقط واللہ اعلم

سوال: (۵۱۸) پندرہ بیس سال کا عرصہ ہوا کہ زید نے عمر کو بہ ظاہر مالک وقابض دیکھ کر عمر کے مختار عام سے ایک قطعہ اراضی مکانات تعمیر کرنے کی نیت سے کرایہ سالانہ پر بہ تحریر دستاویز لے لیا، چنانچہ ایک جزو قطعہ اراضی میں چند مکانات تعمیر کرائے، اور ایک جزو اراضی میں مسجد تعمیر کرائی، مالک اراضی یا مختار عام سے کوئی اجازت صریح تعمیر مسجد کی نہیں لی گئی تھی، لیکن مسجد ان کے علم میں تعمیر ہوئی، اور تعمیر مسجد سے رضامندی ظاہر کی؛ ایسی مسجد میں نماز ادا کرنی جائز ہے؟ (۸۸۱/۱۳۴۵ھ)

الجواب: کوئی جگہ مسجد اسی وقت ہوسکتی ہے کہ جب مالک زمین اس کو مسجد کے لیے وقف کرے، شامی میں ہے: أفاد أن الواقف لابد أن يكون مالكًا له وقت الوقف ملكًا باتًا الخ (۱) پس اگر مالک زمین نے اس مسجد کی اراضی کو وقف کردیا ہے، یا اب کردے، یا یہ کہہ دے کہ ''میں نے اس کو مسجد بنادیا، یا اس کو جائز رکھا'' تو وہ مسجد ہوجاوے گی اور ثواب مسجد کا اس میں حاصل ہوگا، ویسے نماز تو ہر جگہ ہوجاتی ہے وہاں بھی نماز صحیح ہے، لیکن مسجد ہونے کے لیے امور بالا میں سے کوئی امر ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) الشامي ۶/۴۱۰ كتاب الوقف . شرائط الوقف .

Maktaba Tul Ishaat.com

ایک شریک نے مشترک زمین میں مسجد بنالی بعد میں دیگر شرکاء نے اجازت دے دی؛ تو کیا حکم ہے؟

سوال:(۳۱۹).....(الف) ایک زمین جس کے مالک کئی شخص بالشراکۃ ہیں، ان میں سے ایک شریک نے بلا اذن شرکائے دیگر مسجد بنالی، اور قبل بن جانے کے کسی سے اجازت نہ لی، اور بعد تیار ہونے مسجد کے، سب شرکاء نے اذن دیا، اور بہ خوشی تمام شرکاء معہ اہل محلّہ کے نماز باجماعت ادا کرتے رہے تو یہ مسجد شرعًا مسجد ہوگئی یا نہیں؟

(ب) قال محمدؒ: إذا خرب وليس له ما يعمر به وقد استغنىٰ الناس عنه لبناء مسجد آخر..... يعود إلى ملك الواقف الخ (۱) اس روایت کے موافق اگر باہم قوم میں مخالفت ونزاع ہوجائے، اور مسجد مذکور کو اپنے تصرف میں لینا چاہیں تو جائز ہے یا نہیں؟ (۱۶۹۰/۱۳۴۳ھ)

الجواب:(الف) قوله:بإفراز مسجد،عبر بالإفراز لأنه لو كان مشاعًا لايصح إجماعًا الخ (۲)(شامی)اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مشترک زمین میں مسجد نہیں ہوسکتی؛ لیکن دوسری روایت شامی کی "ولو أجاز المالك وقف فضولي جاز" (۳) صورت مسئولہ کے جواز پر دال ہے، لہٰذا مسجد مذکور بعد اجازت شرکاء مسجد شرعی ہوگئی۔

(ب) اس مسجد کو بہ صورت مذکورہ منتقل کرنا، اور اس مسجد کی مسجدیت کو باطل کرنا درست نہیں ہے لأن الفتوىٰ على تأبيد المسجد(شامی ۶/۴۲۹، كتاب الوقف)فقط

بلا اجازت کسی کی زمین کو مسجد میں شامل کرنا

سوال:(۳۲۰) زید کے مکان کے صحن میں اہل محلّہ نے زید کی غیبوبت میں بلا اجازت مسجد کی محراب بنائی ہے، اس طرح کہ امام مسجد کا سجدہ اس محراب مغصوبہ میں ہوتا ہے؛ اس سے نماز مکروہ ہوتی

(۱) البحر الرائق ۵/۴۲۱ كتاب الوقف – مطلبٌ في أحكام المساجد .

(۲) الشامي ۶/۴۱۲ كتاب الوقف – مطلبٌ:شرائط الواقف معتبرة إذا لم تخالف الشرع .

(۳) الشامي ۶/۴۱۰ كتاب الوقف – شرائط الوقف .

Maktaba Tul Ishaat.com

ہے یانہیں؟ جب کہ زید سخت ناراض ہے۔اور زید کے مکان کی طرف مسجد کے روشن دان کھول لیے ہیں؛ اس کا کیا حکم ہے؟ (۱۴۹۶/۱۳۴۵ھ)

الجواب: اصل حکم شرعی یہ ہے کہ بدون اجازت مالک کے کوئی زمین یا حصہ زمین کا اگرچہ قدر قلیل ہو بلاضرورت شدیدہ داخل مسجد نہ کیا جاوے، جیسا کہ عبارت شامی سے واضح ہے قوله: وشرطه شرط سائر التبرعات أفاد أن الواقف لابد أن يكون مالكًا له وقت الوقف الخ (۱) اسی طرح کسی کے مکان کی طرف روشن دان مسجد کے بلاضرورت نہ کھولے جاویں، جس سے اس کو تکلیف ہو کما ورد: لاضرر ولاضرار (۲) لیکن زید کو چاہیے کہ اب جب کہ اس کی قدر قلیل زمین داخل محراب مسجد کر لی گئی ہے تو وہ اس کی اجازت دیدے، ورنہ بہ صورت عدم اجازت اس کا تعنت اور سرکشی ظاہر ہوگی؛ کیوں کہ وہ زمین مسجد کی محراب کو توڑ کر خارج نہیں کی جاسکتی کہ اس میں مسجد کا بڑا نقصان ہے، اور ایسی صورت میں بعض روایات فقہیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مسجد کو ضرورت ہو، اور تنگی ہو تو مسجد کے قریب کی زمین جبراً مسجد میں داخل کر لی جاوے، اور زبردستی مالک کو قیمت اس زمین کی دیدی جاوے۔ كما في الدر المختار: تؤخذ أرض ودار وحانوت بجنب مسجد ضاق على الناس بالقيمة كرهًا درر وعمادية الخ (۳) پس زید کو چاہیے کہ قیمت لے کر یا بلا قیمت لینے کے اجازت اس کی دیدے، ورنہ بہ ضرورت جبرًا ابھی بہ قدر ضرورت زمین پڑوسی کی لے کر بہ قیمت مسجد میں داخل کی جاسکتی ہے؛ لہٰذا زید کو اس میں مخالفت نہ کرنی چاہیے اور بہ خوشی اجازت دے دینی چاہیے، اور بہ موجب اس روایت کے اس مسجد میں نماز بلا کراہت جائز ہے۔فقط

شرکاء کی اجازت کے بغیر مشترک درخت فروخت کر کے ان کی قیمت سے مسجد بنانا

سوال: (۳۲۱) شیعوں نے اپنے موضع میں شرکت کے درخت فروخت کر کے، ان کی قیمت

(۱) الشامي ۶/۴۱۰ كتاب الوقف، شرائط الوقف.

(۲) عن ابن عباس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا ضرر ولاضرار (ابن ماجه ۲/۱۶۹ أبواب الأحكام. باب من بنى فى حقه ما يضر جاره)

(۳) الدر مع الشامي ۶/۴۵۱ كتاب الوقف – قبل مطلبٌ فى اشتراط الواقف الولاية لنفسه.

Maktaba Tul Ishaat.com

سے مسجد بنائی ،درختوں کے شریک شیعہ وسنی اور ہنود ونابالغ تھے، ان تمام شرکاء کی اجازت کے بغیر فروخت کرکے (ان کی) قیمت سے مسجد بنائی، اس موضع میں، میں بھی شریک ہوں، مہینے دومہینے میں؛ میں بھی لگان وصول کرنے جاتا ہوں تو اس مسجد میں میری اور سنیوں کی نماز ہوجائے گی یانہیں؟ یادوسرے موضع میں نماز کو جانا چاہیے، اوررات کو شیعہ کی بستی میں رہنا جائز ہے یانہیں؟ (۳۳۰۹/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: وہ مسجد مسجد شرعی نہیں ہے، اس میں نماز پڑھنے سے ثواب مسجد کا نہیں ملے گا، اور نماز ادا ہوجائے گی، اوردوسرے موضع میں نماز کے لیے جانا ضروری نہیں ہے، اورجس موضع میں شیعہ رہتے ہیں وہاں رات کو رہنا جائز ہے۔

مشترکہ زمین میں شرکاء کی اجازت کے بغیر مسجد بنانا

سوال: (۳۲۲) مختصر مشترکہ زمین میں بلا اجازت شرکاء مسجد بنانا جائز ہے یانہیں؟ (۳۳۷۹/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: خلاصہ جواب یہ ہے کہ مشترکہ زمین میں بلا اجازت سب شرکاء کے مسجد بنانا جائز نہیں ہے، اگر بنائی جائے گی تو وہ شرعی مسجد نہ ہوگی، اورثواب مسجد کا اس میں نہ ملے گا، اگر چہ نماز ہوجائے گی۔

اکثر شرکاء کی اجازت سے مشترک زمین میں تعمیر شدہ مسجد کا حکم

سوال: (۳۲۳) زید نے زمین مشترکہ میں بعد حصول رضا مندی شرکاء مسجد تعمیر کرائی، خالد اوربکر نے رنجش باہمی سے بعد دے دینے رضامندی کے برہم ہوکر، دوتین نابالغوں کی جانب سے عذر کیا ہے، مگر نہ تو نابالغ کچھ عذر کرتے ہیں، نہ ان کے ولی نے اس وقت تک کسی جلسے میں استدعاء اس امر کی نسبت کی ہے؛ لیکن جن لوگوں نے جمیع اہل اسلام کی موجودگی میں رضامندی دی ہے، انھوں نے بہ وجہ عناد باہمی کے یہ کاروائی کرائی ہے، حالاں کہ زید نے زمین مشترک کے تخمیناً نصف حصے میں مسجد تعمیر کرائی ہے، باقی زمین افتادہ حق نابالغان کا خیال کرکے چھوڑ دی ہے، جس سے نماز میں اورتعمیر مسجد میں خلل نہ ہو، اورحق نابالغان کا زائد سے زائد ایک روپیہ میں ایک آنہ ہوگا، لیکن بہ وجہ نفسانیت کے یہ جھگڑا کرتے ہیں، ایسی حالت میں مسجد حکم مسجد رکھتی ہے یانہیں؟ نماز جائز ہے یانہیں؟ (۱۳۶۳/۱۳۳۸ھ)

الجواب: فقہ کی کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ مشترک زمین میں جس میں جملہ شرکاء اجازت نہ دیں،

Maktaba Tul Ishaat.com

یا بعض نابالغ ہوں جن کی اجازت شرعًا معتبر نہیں ہے، جب تک اس زمین کو تقسیم کر کے، اجازت دینے والوں کا حصہ علیحدہ نہ کیا جاوے، اس وقت تک مسجد بنانا اس میں صحیح نہیں ہے، اور اب جب کہ مسجد اکثر شرکاء کی اجازت سے تعمیر ہو چکی ہے تو اس کے جواز کی یہ صورت ہے کہ جو شرکاء راضی نہیں ہیں، یا جو نابالغ ہیں ان کا حصہ اس زمین باقی ماندہ میں بہ رضائے شرکاء واولیاء صغار علیحدہ کر دیا جاوے، بعد تقسیم کے جن شرکاء کا حصہ مسجد میں آیا ہے، وہ اس کو وقف کر دیں، اور مسجد کے نام سے موسوم کر دیں۔ فقط

مسجد سے متصل مکان کو جبرًا مسجد میں شامل کرنا

سوال: (۳۲۴) ایک مسجد میں جگہ بہت کم ہے، ایک مکان اس مسجد سے ملا ہوا ہے؛ اس کو مسجد میں جبرًا شامل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۷۹۴/۱۳۴۵ھ)

الجواب: دوسرے شخص کا مکان بدون اس کی اجازت کے مسجد میں داخل کرنا درست نہیں ہے، البتہ اس شخص مالک مکان کو مناسب ہے کہ اگر مسجد میں تنگی ہے، اور اس شخص کے پاس زمین اس کی حاجت سے زیادہ ہے تو وہ مفت یا بہ قیمت زمین بہ قدر ضرورت مسجد میں دے دے۔ فقط

خاص راستے کو مسجد میں شامل کرنا

سوال: (۳۲۵) ایک جگہ جامع مسجد و مکان امام مسجد و مکان برادر و ہمشیرہ زادہ امام واقع ہے، اور ایک قبرستان بھی قدیم سے مورثان امام کا اسی جگہ میں واقع ہے، اور راستہ ہر سہ مکانات وقبرستان و نمازیان مسجد کا سامنے دروازہ شمالی حویلی امام کے مابین حد قبرستان وفصیل مسجد کے جانب شمال کو واقع ہے، اس شان سے کہ چاہ مسجد تک صرف مکانات مذکورہ کا راستہ ہے، اور چاہ کے بعد قبرستان و مکانات امام وغیرہ و مسجد کا راستہ اسی جانب شمالی کو واقع ہے، اور مکانات مذکورہ کی آمد و شد بہلی (بیل) گاڑی کا بھی اب یہی راستہ ہے؛ الغرض ایک راستہ سب کا ہے؛ اب زمین داران شہر نے اس راستۂ مذکورہ سے بہ غرض داخل کرنے مسجد کے ایک حد ایسی قائم کی ہے کہ راستہ گاڑی بہلی مکانات مذکورہ کا محاذی پکا خانہ خس و پوس مقبوضہ امام و مورثان امام بالکل نہیں رہا، اور یہ حد زمین داران نے بلا اجازت مالکان مکانات مذکورہ کے خود قائم کی ہے، اور یہ چاہتے ہیں کہ پکا مکان مذکورہ کو توڑ کر راستہ گاڑی بہلی مکانات مذکورہ کا

Maktaba Tul Ishaat.com

کردیں، اور مالکان مکان اس راستے کی کسی چیز کو بھی مسجد میں داخل کرنا نہیں چاہتے، اور پکا مکان مقبوضہ کو توڑ کر راستہ گاڑی بہلی کا کرنا نہیں چاہتے؛ اس صورت میں بلا اجازت اس راستے میں سے مسجد میں داخل کرنا اور مکان مقبوضہ امام کو توڑ کر راستہ آمد وشد گاڑی کردینا شرعًا جائز ہے یا نہیں؟ اور واضح رہے کہ مسجد میں کچھ تنگی اور ضرورت توسیع کی نہیں ہے، دو درجے اس کے مسقّف ہیں، اور فرش میں آٹھ صف کے بہ قدر وسعت ہے جو جمعہ کو بھی پورا نہیں بھرتا۔ فقط (۳۱/۱۳۳۵ھ)

الجواب: اس صورت میں یہ جائز نہیں ہے کہ امام وغیرہ اہل مکانات کے راستے میں سے کچھ حصہ بھی بدون اہل مکانات کی اجازت کے مسجد میں داخل کیا جائے، راستے میں سے مسجد میں داخل کرنے کو جو فقہاء نے جائز لکھا ہے، اولاً وہ عام راستے کا حکم ہے نہ خاص راستے کا، ثانیًا اس کے مسجد میں داخل کرنے کے جواز کی دو شرط فقہاء نے لکھی ہیں ایک یہ ہے کہ مسجد میں تنگی ہو، دوسری یہ ہے کہ گذرنے والوں کا نقصان نہ ہو، اور صورت مسئولہ میں مسجد میں تنگی نہیں ہے اور راستہ والوں کا نقصان ہے، لہٰذا یہ تصرف زمین داران کا درست نہیں ہے۔ درمختار میں ہے: **جعل شيء من الطريق مسجدًا لضيقه ولم يضر بالمارّين جاز لأنهما للمسلمين** (۱) ترجمہ: راستے میں سے کچھ مسجد میں لیا جائے مسجد کی تنگی کی وجہ سے اور راستے والوں کا کچھ ضرر نہ ہو، تو یہ جائز ہے، کیوں کہ راستہ اور مسجد دونوں مسلمانوں کے ہیں۔

اس پر علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں: **قوله: لضيقه ولم يضر بالمارين أفاد أن الجواز مقيد بهذين الشرطين الخ** (۱) ترجمہ: راستے میں سے مسجد میں داخل کرنا ان دو شرطوں کے ساتھ مقید ہے، یعنی جو کہ اوپر مذکور ہوئیں ضیق مسجد اور عدم ضرر مارین۔

درمختار کی اس تعلیل سے **لأنهما للمسلمين** یہ بھی واضح ہوا کہ یہ عام راستے کا حکم ہے، اور خاص راستے میں تو ایسا تصرف بلا اجازت اہل طریق کسی حال میں درست ہی نہیں ہے، جیسا کہ درمختار میں دوسرے موقع پر فرمایا ہے: **لايجوز أن يتصرف بإحداث مطلقًا أضرّبهم أو لا إلا بإذنهم** (۲)

---

(۱) الدر والشامي ۶/۴۴۹ كتاب الوقف – مطلبٌ في جعل شيءٍ من المسجد طريقًا .

(۲) الدرمع الشامي ۱۰/۲۰۷-۲۰۸ كتاب الديات – باب مايحدثه الرجل في الطريق وغيره .

Maktaba Tul Ishaat.com

''نہیں جائز ہے راستہ خاص میں کوئی تصرف مطلقًا، مگر اہل طریق کی اجازت سے کل کو مضر ہو یا نہ ہو'' اور جب کہ معلوم ہوا کہ راستہ مذکور کا مسجد میں داخل کرنا درست نہیں ہے تو یہ غصب ہوگا، اور مسجد میں اگر زمین مغصوبہ داخل کی جائے تو اس جگہ مغصوبہ میں نماز مکروہ تحریمی ہوگی، اور تصرف کرنے والے عاصی و آثم ہوں گے۔ فقط

کمپنی کے منیجر کی اجازت سے بنائی ہوئی مسجد کا حکم

سوال: (۳۲۶) ایک گاؤں کی مالک غیر مسلم کمپنی ہے، مالکوں کی جانب سے ایک منیجر صاحب مثل مالکوں کے کاروبار کرتے ہیں، چنانچہ عرصہ چالیس سال کا ہوا کہ وہاں کے مسلمانوں نے بغیر ادائیگی قیمت زمین، منیجر صاحب کی اجازت سے ایک پختہ چبوترا بغرض ادائیگی نماز بنایا تھا، کچھ عرصہ ہوا کہ مسلمانوں نے اس پختہ چبوترا قدیم پر خام دیواریں بنا کر چھپر وغیرہ سے سایہ کرلیا ہے، اس کے بعد وہاں کے مسلمانوں پر فوجداری میں دعویٰ کیا گیا تھا جو خارج ہوگیا؛ اس چبوترے پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۹۱۸/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: جب کہ منیجر صاحب کی اجازت سے وہ مسجد بنائی گئی، اور چالیس سال سے اس مسجد میں نماز پڑھی جارہی ہے تو وہ مسجد ہوگئی؛ کیونکہ جب منیجر صاحب کو مالکانہ اختیار دیے گئے ہیں تو جس طرح اصل مالک کی اجازت سے مسجد ہوجاتی ہے اسی طرح منیجر صاحب کی اجازت سے بھی مسجد ہوگئی۔ فقط

مقبوضہ زمین میں مسجد بنانا

سوال: (۳۲۷) موضع ''کھوجیڑا'' میں قصاب، جلاہا، جھوجہ وغیرہ غریب اقوام اہل سنت والجماعت آباد ہیں، زمین داری اہل تشیع کی ہے، اور جملہ مساجد اہل تشیع کی ہیں؛ ایام قدیم سے اہل سنت بھی ان ہی مساجد میں نماز ادا کرتے تھے؛ اب کچھ عرصے سے مساوات کا برتاؤ اخلاق اسلامی سے گر چکا ہے، اور نوجوان سیدان کو بہ نظر تمسخر دیکھتے ہیں، اور اہل تشیع بہ حیثیت زمین داری نہ علیحدہ قیمۃً جگہ دینے پر رضامند ہیں اور نہ موجودہ مکانات رہائش میں سے کسی ایک مکان کو مسجد بنالینے کی اجازت دیتے ہیں —— مکانات

Maktaba Tul Ishaat.com

مسکونہ اہل سنت کی یہ حالت ہے کہ بعض مکانات کے لیے ان کے آباء واجداد نے معاوضہ ادا کرکے زمین حاصل کی تھی، بعض نے بطور رعایا سکونت پذیر ہونا قبول کرکے زمین حاصل کی، اور مکان تیار کرلیا؛ بعض حضرات نے کچھ اراضی قیمۃً حاصل کی اور کچھ پر بہ حیثیت حصہ دار قابض ہوگئے؛ تو اس قسم کی زمین پر مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۷۹۱/۱۳۴۵ھ)

الجواب: اس صورت میں اہل سنت والجماعت اپنی اراضی مسکونہ ومقبوضہ میں سے کسی حصے کو مسجد کرسکتے ہیں، اور اس میں مسجد بناسکتے ہیں۔ کما فی الشامی: ذکر فی البحر: أن مفاد کلام الحاوی اشتراط کون أرض المسجد ملکًا للبانی اھ لکن ذکر الطرسوسيّ جوازہ علی الأرض المستاجرۃ أخذًا من جواز وقف البناء الخ (۱) پس اس روایت ثانیہ سے ـــــ جس کو علامہ طرسوسی نے ذکر کیا ہے ـــــ اراضی مذکورہ میں مسجد بنانے کا جواز ثابت ہے، اور بہ ضرورت مذکورہ اس پر عمل کرنا درست ہے؛ بلکہ ضروری ہے۔

کسی کی زمین میں زبردستی مسجد بنانا

سوال: (۳۲۸) اہل محلّہ نے جبراً بغیر قیمت زید کی زمین میں مسجد بنالی، حالانکہ زید نے ہر چند منع کیا؛ ایسی زمین ومسجد کا شرعاً کیا حکم ہے؟ (۶۱۹/۱۳۴۰ھ)

الجواب: شرعًا وہ زمین وقف نہیں ہوئی ہے، اور مسجد نہیں ہوئی، اور نماز پڑھنا اس میں مکروہ ہے کما فی أرض الغصب. فقط

مالکوں کی رضامندی کے بغیر ان کے کنویں کو مسجد میں شامل کرنا

سوال: (۳۲۹) محلّہ شاہ بہلول سہارنپور میں ایک مسجد معماران وصابون گران واقع ہے، اس کو وسیع کرنے کی غرض سے بلا رضا واجازت مالکان کے ان کا کنواں جو علاوہ کنویں مسجد کے اور بیرون مسجد، اور صابون گران کا مقبوضہ مملوکہ ہے، جبرًا مسجد میں شامل کرلیا ہے؛ یہ فعل ان کا جائز ہے یا نہیں؟ اور جائے مغصوبہ پر نماز بلا کراہت جائز ہوگی یا نہیں؟ اور صابون گران نے بہ وجہ رفع فساد دوسری مسجد بنانے کے لیے جگہ تجویز کرلی ہے یہ کیسا ہے؟ (۱۳۶۸/۴۶-۱۳۴۷ھ)

(۱) الشامی ۶/۴۲۶ کتاب الوقف – مطلبٌ فی أحکام المسجد .

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: بدون رضامندی واجازت مالکان چاہ کے، اس چاہ کو مسجد میں شامل کرنا اور داخل کرنا جائز نہیں ہے، اور اس جگہ پر نماز مکروہ ہوگی درمختار میں ہے: و کذا تکرہُ فی أماکن کفوق کعبة ..... و أرض مغصوبة الخ (۱) اور جب تک مالکان چاہ اجازت نہ دیں گے اس وقت تک وہ جگہ داخل مسجد نہ ہوگی، اور رفع فساد وفتنہ کی وجہ سے صابون گروں کو دوسری مسجد بنانا، اور پہلی مسجد میں نماز چھوڑنا، اور دوسری مسجد جدید میں نماز پڑھنا جائز ہے کیونکہ جب دوسری مسجد بہ غرض رفع فساد اور نیک نیتی کے ساتھ بنانا جائز ہے اور بہ سبب ارشاد: من بنی للّٰہ مسجدًا بنی اللّٰہ له بیتًا فی الجنة (الحدیث) (۲) أو کما قال صلی اللّٰہ علیه وسلم موجب اجر وثواب ہے؛ تو آباد رکھنا اس کا اور نماز پڑھنا اس میں بھی ضروری ہے قال علیه الصلاة والسلام إنما الأعمال بالنیات وإنما لامرئ ما نوی الحدیث۔ (۳) فقط

دوسری مسجد بنانا کب درست ہے؟

سوال: (۳۳۰) ایک گاؤں کی آبادی قدیم سے متفرق ہے، اور اس میں ایک ہی مسجد ہے، اگر اس مسجد سے چند آدمی گاؤں کے علیحدہ ہوتے ہیں تو وہ مسجد غیر آباد رہتی ہے، کیوں کہ گاؤں کی آبادی قلیل ہے، اب چند آدمی گاؤں مذکور کے باقی اہل دیہہ اور امام مسجد سے خلاف ہوکر دوسری جگہ مسجد بنانا چاہتے ہیں، ان کو منع کیا جائے یا نہیں؟ اگر نہ منع کیا جائے تو امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے اس اثر کا جس میں یہ آیا ہے کہ بعد فتوحات کے آپ نے ہر شہر میں مسجد بنانے کا حکم فرمایا، اور منع فرمایا بناء کرنے مسجد ثانی سے جو مضر ہو مسجد اول کو کیا جواب ہوگا؟ (۲۹۷/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: اگر بوجہ متفرق ہونے آبادی کے اور دوری کے اس مسجد میں آنے میں دقت ہو تو بنائے

(۱) الدرمع الشامی ۲/۴۱ کتاب الصلوة – مطلبٌ فی الصلوة فی الأرض المغصوبة .

(۲) عن عثمان رضی اللّٰہ تعالٰی عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: من بنی للّٰہ مسجدًا بنی اللّٰہ له بیتًا فی الجنة (مشکاة المصابیح ص:۶۸ باب المساجد ومواضع الصلوة)

(۳) عن عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ تعالٰی عنه یقول : سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول: إنما الأعمال بالنیات، وإنما لامرئ ما نوی ؛ فمن کانت هجرته إلی دنیا یُصِیبُهَا أو إلی امرء ة ینکحها؛ فهجرته إلی ما هاجر إلیه (صحیح البخاری ۱/۲ باب کیف کان بدء الوحی)

Maktaba Tul Ishaat.com

مسجد ثانی بلاشبہ درست ہے، اور اثر حضرت عمرؓ کا مطلب یہ ہے کہ بلاضرورت صرف بہ غرض اضرار مسجد اول مسجد ثانی نہ بنائی جائے، اور جب کہ کوئی ضرورت ہو اور غرض بانیین کی اور نیت ان کی اضرار مسجد اول کی نہ ہو تو پھر جواز، بلکہ ثواب کے حاصل ہونے میں کچھ شبہ نہیں ہے بقولہ تعالیٰ: اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ الاية (۱) وإنَّمَا الأعمال بالنيات وإنما لامرئ مانوى (۲) فقط

مسجد منہدم ہوجائے تو دوسری جگہ نئی مسجد بنانا کیسا ہے؟

سوال: (۳۳۱).....(الف) زمین وقف میں مسجد ہے جو آبادی سے فاصلے پر واقع ہے، برسات میں منہدم ہوگئی، اب زمین موقوفہ کے دوسرے قطعے پر جہاں آبادی ہے تعمیر مسجد کرانا جائز ہے یا نہیں؟ اور منہدمہ مسجد کی اینٹ وغیرہ اس میں لگ سکتی ہے یا نہیں؟

(ب) منہدمہ مسجد کے قطعے پر وقف کی آمدنی کے خیال سے باغ کاشت بندوبست کرنا چاہیے یا ویسے ہی چھوڑ دینا چاہیے؟ (۱۵۴۰/۱۳۴۳ھ)

الجواب: (الف) اس صورت میں دوسری مسجد کا بنانا جائز ہے، اور پہلی مسجد کا سامان بھی اس میں لگایا جاسکتا ہے۔ كذا حققه العلامة الشامي وبسط فيه: فقد ذكر في التتار خانية وغيرها جواز نقلها الخ والذي ينبغي متابعة المشائخ المذكورين في جواز النقل بلا فرق بين مسجد أو حوض كما افتى به الإمام أبو شجاع والإمام الحلواني وكفى بهما قدوةً ولا سيما في زماننا الخ (۳) اور البحر الرائق میں ہے: وهكذا نقل عن الشيخ الإمام الحلواني في المسجد والحوض إذا خرب ولا يحتاج إليه لتفرق الناس عنه أنه تصرف أوقافه إلى مسجد آخر أو حوض آخر (۴)

---

(۱) سورۂ توبہ، آیت: ۱۸۔

(۲) عن عمر بن الخطاب رضي الله تعالىٰ عنه يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إنما الأعمال بالنيات، وإنما لامرئ ما نوى؛ فمن كانت هجرته إلى دنيا يُصِيبُهَا أو إلى امرءة ينكحها؛ فهجرته إلى ماهاجر إليه (صحيح البخاري ۱/۲ باب كيف كان بدء الوحي)

(۳) الشامي ۴۳۰/۶ كتاب الوقف – مطلبٌ في نقل أنقاض المسجد ونحوه.

(۴) البحر الرائق ۶۲۲/۵ كتاب الوقف – فصل في أحكام المساجد.

Maktaba Tul Ishaat.com

(ب) منہدمہ قطعہ زمین مسجد کی حفاظت ضروری ہے، اوراس میں کسی قسم کا تصرف جائز نہیں، اس کا احاطہ کرادینا چاہیے؛ کیوں کہ ایک مرتبہ جومسجد ہوچکی ہے قیام قیامت تک مسجد ہی رہے گی۔ کما فی البحر: (۱) وقال أبویوسفؒ: هو مسجد أبدًا إلى قيام الساعة، وفي المجتبىٰ: وأكثر المشائخ على قول أبي يوسفؒ ورجح في فتح القدير قول أبي يوسفؒ الخ اورشامی میں ہے إن الفتوىٰ على قول أبي يوسفؒ في تأبيد المسجد انتهىٰ ملخصًا (۲) فقط

غیرآباد علاقے کی مسجد کومحفوظ کرکے نئی مسجد بنانا

سوال: (۳۳۲) ایک موضع میں ایک مسجد خام آبادی میں واقع تھی، اب اس مسجد کے گردونواح سے بوجہ تغیروتبدل کے، آبادی ہٹ گئی ہے، اورعرصہ سے مسجد ویران ہے، اورآبادی کی امید آئندہ کوبھی نہیں ہے؛ اب ـــــ بفضلہٖ تعالیٰ ـــــ اہل اسلام میں سے ایک صاحب مسجد پختہ جدید بنانا چاہتے ہیں، تو اب اسی مسجد کو پختہ کیا جائے یا اس کو کسی طرح سے محفوظ کرکے آبادی کے اندر دوسری مسجد پختہ بنائی جاوے، جس سے مسلمانوں کو وہاں پہنچنے میں سہولت ہو؟ (۳۲/۱۱۹۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: یہی مناسب ہے کہ اس مسجد غیرآباد کومحفوظ کردیا جائے، اوردوسری جدید مسجد مسلمانوں کی آبادی میں تعمیر کی جائے، جس سے مسلمانوں کونماز پڑھنے وجماعت کرنے میں سہولت ہو۔

بہ ضرورت دوسری مسجد بنا کر پہلی مسجد کوعیدگاہ بنانا جائز ہے یانہیں؟

سوال: (۳۳۳) ایک مسجد لب تالاب واقع ہے، بارش میں اس میں پانی بھرجاتا ہے، وہاں نماز کوئی آدمی نہیں پڑھ سکتا؛ ایسی حالت میں دوسری جگہ مسجد قائم کرنا، اورمسجد مذکورہ کوعیدگاہ بنانا جائز ہے یانہیں؟ (۳۲/۱۶۹۸-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس ضرورت کی وجہ سے دوسری جگہ مسجد قائم کرنا درست ہے، مگر وہ پہلی مسجد بھی مسجد رہے گی، اس کی حفاظت ضروری ہے، اوراگر دوسری نمازیں اس میں نہ ہوسکیں تو عیدین کی ہی نماز اس میں پڑھا کریں، بہرحال وہ مسجد رہے گی، اورمسجد ہونا نماز عیدین کے لیے مانع نہیں ہے۔

(۱) البحر الرائق ۵/۴۲۱ كتاب الوقف – فصل في أحكام المساجد .

(۲) الشامي ۶/۴۲۹ كتاب الوقف – مطلبٌ فيما لو خرب المسجد أو غيره .

Maktaba Tul Ishaat.com

نئی تعمیر کے وقت پرانی مسجد کی جگہ قصداً چھوڑ دینا

سوال: (۳۳۴).....(الف) مسجد کو شہید کر کے از سر نو بنوانا ہے مسجد جدید کو دکھن جانب ہٹا کر اگر بنوایا جائے تو مسجد قدیم کو فوراً شہید کرنے کی ضرورت نہ ہوگی، اور تا تیاری مسجد جدید مصلیوں کو نماز کی تکلیف نہ ہوگی؛ ایسی صورت میں مسجد قدیم کا کچھ حصہ چھوڑ دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور وہ حصہ مسجد کا حکم رکھے گا یا نہیں؟ یعنی جنبی وغیرہ کا جانا اس میں درست ہوگا یا نہیں؟

(ب) اگر اس حصہ میں امام ومؤذن کے لیے حجرہ بنا دیا جائے یا مسافر خانہ تو جائز ہے یا نہیں؟

(۱۳۴۵/۵۴۷ھ)

الجواب: (الف، ب) مسئلہ یہ ہے کہ جو زمین ایک دفعہ مسجد ہو جاتی ہے وہ ہمیشہ ابدالآباد تک مسجد رہتی ہے کمافی الشامی: لأن الفتویٰ علی تأبید المسجد (۶/۴۲۹ کتاب الوقف) پس مسجد کا کوئی حصہ مسجد سے جدا نہیں ہوسکتا یعنی حکم اس کا مسجد کا ہی رہے گا، جنبی وحائضہ وغیرہ کو داخل ہونا اس میں درست نہیں ہے، اور حجرہ یا مسافر خانہ بنانا اس کا درست نہیں ہے۔

محلے والے پرانی مسجد توڑ کر نئی مسجد بنا سکتے ہیں

سوال: (۳۳۵) زید نے مسجد بنوا کر وقف کر دی، اب وہ مسجد شکستہ ہوگئی ہے، بکر اس کو از سر نو تعمیر کرانا چاہتا ہے، زید کے ورثاء مانع ہیں شرعًا کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۱/۲۵۲۷ھ)

الجواب: شامی میں ہے: وأما أهلها فلهم أن يهدموه و يجددوا بناءه الخ (۱) یعنی اہل مسجد واہل محلّہ مسجد کہنہ کو منہدم کر کے از سر نو تعمیر کر سکتے ہیں، پس اگر بکر اہل محلّہ میں سے ہے تو زید کے ورثہ اس کو تعمیر مسجد سے نہیں روک سکتے۔ فقط

اجنبی شخص بہ غرض توسیع، مسجد کو گرا کر از سرِ نو تعمیر کرا سکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۳۳۶) ایک شخص نے باذن مالک زمین مسجد تعمیر کرائی تھی، بانی مسجد فوت ہوگیا، اس

(۱) الشامی ۶/۴۲۷ کتاب الوقف – مطلبٌ فی أحکام المسجد .

Maktaba Tul Ishaat.com

وقت ایک اجنبی شخص ـــــ جو نہ بانی کے رشتے داروں میں سے ہے نہ مالک زمین ہے نہ اہل محلّہ سے ہے ـــــ چاہتا ہے کہ مسجد کو گرا کر بہ غرض توسیع، از سرِ نو تعمیر کرے؛ کیا مالک کے اذن سے مسجد کو جو ابھی تک بالکل نئی ہے بہ غرض توسیع از سرِ نو تعمیر کرا سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۱۹۸/۱۳۴۵ھ)

الجواب: جب کہ وہ شخص نہ بانی مسجد ہے اور نہ اس کے رشتے داروں میں سے اور نہ اہل محلّہ میں سے ہے تو اس کو یہ جائز نہیں ہے کہ بلا اذن بانی مسجد یا اہل محلّہ از سرِ نو تعمیر کرے، شامی میں ہے: وفی الطحطاوی عن الهندية: مسجد مبنی أراد رجل أن ينقضه و يبنيه أحكم ليس له ذٰلك لأنه لا ولاية له "مضمرات"، إلا أن يخاف أن ينهدم إن لم يهدم تتارخانية وتأويله إن لم يكن البانی من أهل تلك المحلة وأما أهلها فلهم أن يهدموه و يجددوا بنائه الخ (۱) اور ظاہر اس عبارت کا یہ ہے کہ واقف زمین جو کہ بانی مسجد نہیں ہے اس کے اذن سے بھی ہدم مسجد و تجدید بناء درست نہیں ہے؛ کیوں کہ سوال سے معلوم ہوا کہ وہ تعمیر جدید ہے اس کے منہدم ہونے کا خوف نہیں ہے۔

مسجد کی توسیع کے درمیان کسی بزرگ کا مزار نکل آئے تو کیا کرنا چاہیے؟

سوال: (۳۳۷) ایک مسجد کا چبوترا اس وقت کچھ تھوڑا معلوم ہوا، جس پر وہاں کے باشندگان کا ارادہ ہے کہ اس کو بڑھائیں۔ جگہ کافی ہے، مگر درمیان میں ایک بزرگ صاحب کا مزار ہے، اس کو کیا کرنا چاہیے، فرش کے ہموار کر سکتے ہیں یا نہیں؟ (۲۰۱/۱۳۳۸ھ)

الجواب: پرانی قبر پر بناء وغیرہ اور اس کو برابر کر دینا درست ہے، پس اگر اس مسجد کو بڑھانا ہے تو اس قبر کو برابر فرش کے کر دیا جائے، اور کچھ نشان قبر کا نہ چھوڑا جائے؛ کیوں کہ قبر کے سامنے ہونے سے نماز مکروہ ہوگی۔

جو زمین مسجد میں داخل ہو چکی ہے اس کو مسجد سے خارج نہیں کر سکتے

سوال: (۳۳۸) اگر غلطی سے کوئی مسجد طویل بن جائے جو اہل محلّہ کی ضرورت سے بہت زائد ہو، علاوہ ازیں وہ چہار دیواری یا پنج دری ہو، اور اس کی تعمیر بھی بہت ناقص اور کمزور ہو، اور سمت بھی پورے

(۱) الشامی ۶/۴۲۷ كتاب الوقف – مطلبٌ في أحكام المسجد .

Maktaba Tul Ishaat.com

طور پر قبلہ جانب نہ ہو؛ تو اس کے متولی بانی کو اس احاطے سے کم کر کے تین در کی مسجد بنانے کا حق حاصل ہے یا نہیں؟ اور اس کو شہید کر کے از سرنو بنوا سکتا ہے یا نہیں؟ خلاصہ یہ ہے کہ جو حصہ موسوم بہ اندرون مسجد ہو گیا ہو اس میں ضرورت کے لحاظ سے تصرف ہو سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۳۲۵/۱۳۴۰ھ)

الجواب: بہ ضرورت مسجد کی تعمیر دوبارہ تو ہو سکتی ہے؛ مثلاً اگر پہلی تعمیر مستحکم نہ ہو تو اس کو منہدم کر کے اہل محلّہ از سرِ نو تعمیر مسجد بہ ہیئت مناسب کر سکتے ہیں، لیکن جو زمین داخل مسجد ہو چکی ہے اس کو مسجد سے خارج نہیں کر سکتے، ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ مسقّف حصے کو کچھ کم کر دیا جاوے، اور زائد کو غیر مسقّف رکھ کر فرش مسجد میں داخل کیا جاوے؛ کیوں کہ مسجد کے ہر دو حصے مسقّف و غیر مسقّف مسجد ہونے میں برابر ہیں۔

ویران مسجد کی حفاظت کرنا مسلمانوں کا دینی فریضہ ہے

سوال: (۳۳۹) ایک مسجد عرصہ قدیم سے وسط شہر میں قائم ہے، اور اس محلّہ میں جہاں یہ مسجد واقع ہے پہلے مسلمانوں کے مکانات تھے، مسلمان لوگ بوجہ غربت ان مکانوں کے فروخت کرنے پر مجبور ہوئے، بالآخر وہ سب مکانات ہندوؤں نے خرید لیے، اور مسجد ویران ہو گئی، اب سے پہلے عموماً لوگ باجماعت اس میں نماز ادا کرتے تھے، رفتہ رفتہ مسجد کی عمارت گرتی گئی، صرف تھل (اونچی زمین) کی صورت باقی رہ گئی، رہگذر کے لوگ تھل (اونچی زمین) پر نماز پڑھتے تھے، مگر اب ہندوؤں نے مزاحمت شروع کر دی ہے، اور اس میں خس و خاشاک بھی ڈالنے لگے، اور مسجد کے قریب ہی مندر بنا لیا، مسلمانوں نے حکام سے درخواست کی، اس پر حکام نے مسجد کا احاطہ بند کرا دیا، ہندوؤں نے نجاسات سے اور اچھی طرح مسجد کو بھر دیا، الغرض مسجد کو قفل لگا دینے کا حکم حکام نے دیدیا اور قفل پڑ گیا، کیا حکمرانوں کو یہ حق ہے کہ ہندوؤں کی وجہ سے مسجد میں قفل پڑوا دیں، اگر مسلمان مسجد کو نہ بنائیں تو وہ گنہ گار ہوں گے یا نہ، اور مؤاخذہ ان کے ذمے ہے یا نہیں؟ (۱۴۷/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: جب کہ اس مسجد کا قدیم سے مسجد ہونا محقق و مسلم ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ حکام اس کے بنانے میں مانع ہوں؛ یہ امر شرعًا جائز نہیں ہے، اور مسلمانوں کو یہ حق ہے کہ اس مسجد کی واگذاشت کے لیے حکام کی طرف رجوع کریں، اور عدالت سے چارہ جوئی کریں، اور باوجود استطاعت کے مسلمانوں کو اس میں کوتاہی کرنا ناجائز ہے، اور اس میں مؤاخذہ اخروی کا خوف ہے قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: وَأَنَّ الْمَسٰجِدَ

Maktaba Tul Ishaat.com

لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا (۱) وفی کتب الفقه إن الفتویٰ علی تأبید المسجد (۲)(شامی) یعنی جوجگہ ایک دفعہ مسجد ہوگئی وہ ہمیشہ مسجد رہتی ہے، ابقاء اس کا ضروری ہے، اورآباد رکھنا اس کا لازم ہے، اورعلامت ایمان کی ہے، کما قال اللّٰه تعالیٰ: اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ الآية (۳) فقط

مسجد کی قدیم بناء میں تبدیلی کرنا

سوال: (۳۴۰) احمد پور شرقیہ میں ایک مسجد وسط بازار میں واقع ہے، حکام وقت نے مسجد کی قدیم بناء کواس طرح بدلا ہے کہ مسجد کو نیچے سے خالی کرکے تین دکان بنائی ہیں، مسجد کی تین فٹ چوڑی اوردس فٹ لمبی زمین پاپوش اتارنے کے لیے چھوڑ دی گئی ہے؛ یہ صورت جائز ہے یانہیں؟ اس مسجد میں نماز صحیح ہے یانہیں؟ اوران مکانوں میں کرایہ دار بٹھانا کیسا ہے؟ (۱۵۰۱/۱۳۴۲ھ)

الجواب: اس قسم کے تصرفات کو بعد اتمام مسجد فقہاء نے ناجائز لکھا ہے جیسا کہ درمختار میں لکھا ہے کہ أما لو تمت المسجدية ثم أراد البناء منع.....فإذا كان هذا في الواقف فكيف بغيره! (۴) (درمختار) اورنماز اس میں صحیح ہے، اوران دکانوں میں کرایہ دار بٹھانا درست نہیں ہے۔ فقط

بغیر ثبوت کے مسجد کی زمین پر ملکیت کا دعویٰ کرنا

سوال: (۳۴۱) ایک شخص نے دوسرے شخص سے اس کی مقبوضہ زمین خرید کر مسجد تعمیر کرکے وقف کی ہے، ایک دوسرا شخص دعوی کرتا ہے ''یہ زمین میری ہے'' مگراس کے پاس کچھ ثبوت نہیں ہے، اوروہ مسجد کے انہدام کا دعویٰ کرتا ہے شرعًا کیا حکم ہے؟ (۱۸۸۲/۱۳۴۲ھ)

الجواب: جب کہ مدعی کے پاس کوئی ثبوت باقاعدہ ملکیت کا نہیں ہے، اور بانی مسجد نے اس زمین کو قابض سے خرید کر وقف کی ہے، اورمسجد تعمیر کی ہے تو وہ مسجد ہوگئی انہدام اس کا درست نہیں ہے

(۱) سورۂ جن، آیت: ۱۸۔

(۲) الشامی ۶/۴۲۹ كتاب الوقف – مطلبٌ فيما لو خرب المسجد أو غيره .

(۳) سورۂ توبہ، آیت: ۱۸۔

(۴) الدرالمختارمع الشامی ۶/۴۲۸ كتاب الوقف . مطلبٌ في أحكام المسجد .

Maktaba Tul Ishaat.com

اورنماز اس میں صحیح ہے۔فقط

مسجد کے بارے میں تکیہ داروں کا دعوئے ملکیت باطل ہے

سوال: (۳۴۲) ہمارے قصبہ میں ایک مسجد بہت پرانی ہے، اور وقف ہے، اور یہ جگہ موسوم بہ تکیہ ہے، اور جولوگ فقیر تکیہ دار ہیں وہ یہ دعوی کرتے ہیں کہ یہ ہماری ملکیت ہے، تکیہ داروں کے اس کہنے سے لوگوں نے اس مسجد میں اذان کہنا اور نماز پڑھنا بند کر دیا ہے، اور حقیقت میں وہ ملک تکیہ داروں کی نہیں ہے؛ اس صورت میں کیا حکم ہے؟ (۳۲/۱۷۳۳-۱۳۳۳ھ)

الجواب: مسجد اور مسجد کے متعلق جو زمین وقف ہے اس میں کسی کی ملکیت نہیں ہوسکتی، دعوئے ملکیت کرنا ان تکیہ داروں کا غلط اور باطل ہے، مسلمانوں کو چاہیے کہ اس مسجد میں اذان کہنے اور نماز پڑھنے کا اہتمام رکھیں، تکیہ داروں کے اس کہہ دینے سے کہ یہ ہماری ملکیت ہے؟ اذان اور نماز اس میں ترک نہ کریں۔فقط

بانی کی اولاد کا مسجد میں ملکیت کا دعویٰ کرنا باطل ہے

سوال: (۳۴۳) ایک شخص نے مسجد تعمیر کرائی تھی، بانی مسجد کا انتقال ہوگیا، ان کے پسر مسجد مذکور کے متعلق دعوئے ملکیت کرتے ہیں، حجرہ مسجد کو اپنے مکان میں شامل کرنا چاہتا ہے مسجد کی چہار دیواری ناتمام ہے، جس سے مسجد میں کتے وغیرہ آتے ہیں اس صورت میں کیا حکم ہے؟ (۱/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: مسجد، مسجد ہی ہے ان کے دعوئے ملکیت کرنے سے وہ مسجد، مسجد ہونے سے خارج نہیں ہوتی، دعوئے ملکیت اور تصرف اس کا باطل اور ناجائز ہے، مسلمان اہل محلّہ چارہ جوئی کر کے اس شخص کو اس کے تصرفات ناجائزہ سے روکیں، اور مسجد کی چہار دیواری وغیرہ بنادیں، اور حجرہ مسجد میں اس کا تصرف نہ ہونے دیں۔

مساجد اور مدارس موقوفہ کسی کی ذاتی ملکیت نہیں

سوال: (۳۴۴) مساجد و مدارس موقوفہ میں تملیک ہوسکتی ہے یا نہیں؟ یعنی کوئی اس کا مالک بن سکتا ہے یا نہ؟ اگر کوئی جبراً تملیک کا دعوی کرے تو کیا حکم ہے؟ (۱۹۰۷/۳۳-۱۳۳۴ھ)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: قال فی الدرالمختار: وجعل الواقف الولاية لنفسه جازبالإجماع وكذالولم يشترط لأحد فالولاية له عند الثاني وهوظاهرالمذهب نهر الخ (۱) وفيه أيضًا: وما دام أحد يصلح للتولية من أقارب الواقف لايجعل المتولى من الأجانب الخ(۲) وفيه: الباني للمسجد أولٰى من القوم بنصب الإمام والمؤذن فی المختار إلَّا إذا عين القوم أصلح ممن عينه الباني الخ قوله: الباني أولٰى وكذا أولاده وعشيرته أولٰى من غيرهم (۳)(شامی۳/۴۱۴) وفی الدرالمختار: وإذا تم ولزم لايُمْلَكُ وَلايُمَلَّك (۶/۴۲۱ كتاب الوقف) ان عبارات سے چند امور واضح ہوئے، ایک یہ کہ وقف کسی کی ملک نہیں رہتا؛ پس مساجد اور مدارس موقوفہ کسی کی ملک نہیں ہیں۔

عورت نے اپنا مکان مسجد کے نام وقف کردیا تو اس میں اس کی اولاد کا حصہ ہوگا یا نہیں؟

سوال: (۳۴۵) ایک مسماۃ بیوہ نے اپنا مکان مسجد کے نام وقف کردیا، اس کی دولڑکیاں ہیں، ان کا حصہ کس قدر ہوگا؟ مسجد مذکور میں آج کل تعمیر ومرمت ہورہی ہے، روپے کی ضرورت ہے، متولی مکان موقوفہ مذکورہ کوفروخت کرکے اس میں صرف کرسکتا ہے یانہیں؟ (۷۶۱/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اگراس بیوہ نے مکان مذکوراپنی صحت میں وقف کیا ہے تو وہ کل مکان مسجد پر وقف ہوگیا، اس میں لڑکیوں کا حصہ کچھ نہیں رہا، اوراگر بہ حالت مرض الموت وقف کیا ہے تو ایک تہائی وقف ہوا، اوردوتہائی اس کے مرنے کے بعد اس کی لڑکیوں کو بہ حصہ مساوی ملے گا، بہ شرطیکہ اورکوئی عصبہ موجود نہ ہو، اوراگر واقفہ نے بوقت وقف اس مکان موقوفہ کی بیع کی اورمسجد میں اس کی قیمت کے صرف کرنے کی اجازت نہیں دی تھی، تو اس کا فروخت کرنا، اوراس کی قیمت کا مسجد میں صرف کرنا درست نہیں ہے۔

مسجد کی زمین کو دوبارہ ملک میں لانے کی کوئی صورت نہیں

سوال: (۳۴۶) زمین مسجد کودوبارہ ملک میں لانے کی کوئی صورت ہے یانہیں؟ (۳۵۷/۳۳-۱۳۳۴ھ)

(۱) الدرالمختار ۶/۴۵۱، ۴۵۲ كتاب الوقف – مطلبٌ فی اشتراط الواقف الولاية لنفسه .
(۲) الدر مع الرد ۶/۴۹۹ كتاب الوقف – مطلبٌ لا يجعل الناظر من غير أهل الوقف .
(۳) الدر والشامی ۶/۵۰۵ كتاب الوقف – قبل مطلبٌ فی الوقف المنقطع الأول .

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: جوجگہ حسب قاعدہ مسجد شرعی ہوگئی، یعنی زمین موقوفہ میں مسجد تعمیر ہوگئی، وہ ابدالآباد کے لیے مسجد ہوگئی، اس کے ملک میں آنے کی کوئی صورت نہیں ہوسکتی۔ قال فی الدرالمختار: فإذا تم ولزم لا يُمْلَكُ وَلا يُمَلَّكُ (۱) وفيه أيضًا: ولو خرب ماحوله واستغنى عنه يبقى مسجدًا عند الإمام والثانى أبدًا إلى قيام الساعة الخ (۲) فقط

نئی مسجد بنا کر پرانی مسجد کو مدرسہ بنانا

سوال: (۳۴۷) ایک موضع کے اندر ایک مسجد ہے، اور اطراف میں اس کے مکانات ہنود کے ہیں، لہٰذا بہ اتفاق مسلمانانِ موضع یہ رائے ٹھہری ہے کہ دوسری مسجد کنارہ بستی کے بنائی جاوے، اور مسجد سابق میں مدرسہ بنایا جاوے، مسجد سابق میں مدرسہ بنایا جاسکتا ہے یا نہیں؟ (۲۲۰۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: پہلی مسجد کو بھی مسجد رکھنا ضروری ہے، جوجگہ ایک دفعہ مسجد ہو جاتی ہے وہ ہمیشہ کو مسجد رہتی ہے، ابطال مسجدیت اس سے جائز نہیں ہے، پس اگر ضرورت کی وجہ سے دوسری مسجد بنائی جاوے تو یہ درست ہے؛ لیکن پہلی مسجد بھی مسجد رہے گی، آداب مسجد اس میں ہمیشہ کو قائم رہیں گے۔

مسجد کی زائد پڑی ہوئی زمین میں مدرسہ بنانا

سوال: (۳۴۸) ایک مسجد ہے، اس کے قریب ایک زمین مسجد کی زائد پڑی ہوئی ہے؛ اب اس بستی کے لوگ ایک مدرسہ بنانا چاہتے ہیں، اور سب اقرار کرتے ہیں کہ فی الحال ایک مدرسہ اس زمین زائد میں بنالیا جائے، جس وقت مسجد کو ضرورت زمین ہوگی فوراً چھوڑ دیا جائے گا؛ اب یہ دریافت کیا جاتا ہے کہ اس زمین میں مدرسہ بنانا جائز ہے کہ نہیں؟ (۲۱۰۴/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: جو زمین مسجد کی ہے اس میں مدرسہ وغیرہ بنانا درست نہیں ہے۔ کما صرح الفقهاء: بأن مراعاة غرض الواقفين واجبة (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۳۴۹) مسجد کے متصل بہ جانب قطب مسجد کی زمین؛ یعنی ملک مسجد واقع ہے، اگر اس زمین

(۱) تنوير الأبصار مع الشامى ۶/۴۲۱ كتاب الوقف – مطلبٌ مهم: فرق أبويوسف بين قوله موقوفة الخ
(۲) الدرالمختار مع الشامى ۶/۴۲۹ كتاب الوقف – مطلبٌ فيما لو خرب المسجد أو غيره .
(۳) الشامى ۶/۵۲۱ كتاب الوقف – مطلبٌ مراعاة غرض الواقفين واجبة الخ .

Maktaba Tul Ishaat.com

میں ایسا مدرسہ تعمیر کیا جاوے جس میں علاوہ دینیات کے انگریزی وغیرہ بھی پڑھائی جاوے گی، مسجد میں نہایت شوروغل رہے گا یہ درست ہے یا نہیں؟ (۱۶۱۷/۱۳۴۰ھ)

الجواب: مسجد کی مملوکہ وموقوفہ زمین میں بلاشرط واقف ایسا مدرسہ تعمیر کرنا درست نہیں ہے کما ھومذکورفی عامة کتب الفقه: شرط الواقف کنص الشارع ، مراعاة غرض الواقفین واجبة (درمختاروغیرہ) فقط

سوال: (۳۵۰) اگرکسی اراضی کومسجد کے لیے وقف کیا ہوتو پھر واقف یا غیر واقف اس جگہ میں مدرسہ بنا سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۱۳۸/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: نہیں بنا سکتا۔قال فی الشامی: وفی الإسعاف: ولایجوزله أن یفعل إلّا ما شرط وقت العقد (۱) وفیه: علی أنهم صرحوا بأن مراعاة غرض الواقفین واجبة الخ (۲) وفی الدرالمختار شرط الواقف کنص الشارع الخ (۳)

مسجد کی حدود میں واقع مدرسے کا حکم

سوال: (۳۵۱) وہ مدرسہ یا مکان جو حدود مسجد میں ہو، وہ مسجد کے حکم میں ہے یا خارج ہے، اور اس کی مرمت آمدنی مسجد سے ہوسکتی ہے؟ (۱۴۸۷/۱۳۳۸ھ)

الجواب: یہ ظاہر ہے کہ وہ مدرسہ وغیرہ حکم مسجد میں نہیں ہے، اور آداب مسجد اس کے لیے ثابت نہیں ہیں، اور مسجد کی آمدنی اس میں صرف کرنا درست نہیں ہے۔

مسجد کو ویران کرکے قبرستان بنانا جائز نہیں

سوال: (۳۵۲) اگرکوئی قوم اپنی مسجد کو ویران کرکے، اس کو قبرستان بنادے، اور دوسری مسجد بناء کرے؛ کیا ان کے ویران کرنے سے مسجد قدیم کی حرمت باقی رہتی ہے یا نہیں؟ اور دفن اموات اس جگہ جائز ہے یا نہیں؟ اور جو معتقدینِ رفع حرمت مسجد قدیم اور جواز دفن اموات ہیں، وہ شرعًا فاسق ہیں

(۱) الشامی ۶/۵۳۷ کتاب الوقف – مطلبٌ: لا یجوز الرجوع عن الشروط .

(۲) الشامی ۶/۵۲۱ کتاب الوقف .

(۳) الشامی ۶/۵۰۸ کتاب الوقف .

Maktaba Tul Ishaat.com

یانہیں؟ (۳۲/۲۱۶۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جوجگہ ایک دفعہ حسب قاعدہ مسجد ہوگئی وہ ابدالآباد کے لیے مسجد ہوگئی، اس کی مسجدیت کا ابطال نہیں ہوسکتا، اور مسجد قدیم کی حرمت میں اس تبدیلی سے کوئی فرق نہیں آتا، مسجدیت اس کی بہ حال ہے، اوران کے ویران کرنے سے اس میں دفن اموات جائز نہیں ہے، اور جولوگ باوجود علم کے ایسا کریں وہ فاسق ہیں۔ قال فی الدرالمختار: ولو خرب ماحوله و استغنی عنه یبقی مسجدًا عندالإمام والثانی أبدًا إلی قیام الساعة وبه یفتی الخ أی ولو مع بقائه عامرا وکذا لو خرب ولیس له ما یعمر به و قد استغنی الناس عنه لبناء مسجد آخر (۱) (شامی) وبه علم أن الفتوی علی قول محمد فی آلات المسجد وعلی قول أبی یوسف فی تأبید المسجد والمراد بآلات المسجد نحو القندیل والحصیر بخلاف انقاضه لما قدمنا عنه قریبا من أن الفتوی علی أن المسجد لا یعود میراثًا الخ (۱)

مسجد کی جگہ مسافر خانہ اور مسافر خانے کی جگہ مسجد بنانا

سوال: (۳۵۳) ایک زمین موقوفہ میں ایک مسجد، اور مسافر خانہ، دس بارہ گز کے فاصلے سے بنے ہوئے ہیں، دونوں جگہ زمین نمناک ہے، بارش کے موسم میں گندہ پانی آکر مسجد کے نیچے ٹھہرتا ہے، اس باعث سے ایک عورت اس مسجد کو پختہ بنانے کی وصیت کرکے انتقال کرگئی، ایک شخص اس کی طرف سے تعمیر مسجد پر تیار ہے، محلّہ والے کہتے ہیں کہ مسجد کی جگہ مسافر خانہ اور مسافر خانے کی جگہ مسجد بنائی جاوے، یہ تبدیلی جائز ہے یانہیں؟ اگر محلے والے یہاں مسجد نہ بنانے دیں تو اس روپے کو دوسری مسجد میں خرچ کرسکتے ہیں یانہیں؟ (۵۲۰/۱۳۴۱ھ)

الجواب: یہ تبدیلی شرعًا جائز نہیں ہے؛ جیسا کہ کتب فقہ، شامی وغیرہ میں تصریح ہے کہ مسجد کی تابید پر فتویٰ ہے؛ یعنی جوجگہ ایک دفعہ مسجد ہوجاتی ہے وہ ہمیشہ مسجد ہی رہتی ہے، ابطال اس کی مسجدیت کا کسی وقت اور کسی حال درست نہیں ہے، اور اگر محلے والے اس مسجد کو تعمیر نہ کرنے دیں تو اس روپے کو دوسری مسجد میں لگاسکتے ہیں۔ فقط

(۱) الدر والرد ۶/۴۲۹ کتاب الوقف – مطلبٌ فیما لو خرب المسجد أو غیره .

Maktaba Tul Ishaat.com

احاطۂ مسجد کے ایک کونے سے دوسرے کونے میں مسجد کو منتقل کرنا

سوال: (۳۵۴) شہر کے کنارے ایک مسجد خام ہے، اس کی عمارت کہنہ اور خراب ہوگئی ہے، لہٰذا از سرنو جدید عمارت کی ضرورت درپیش ہوئی، مسلمانوں کا خیال ہے کہ مسجد کے احاطے ہی کے اندر شمالی جانب مسجد نقل کردی جائے، اور مسجد قدیم کی جگہ میں مسافر خانہ یا مصالح مسجد کے لیے مکانات بنانا درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۴/۱۳۴۲ھ)

الجواب: صحیح اور مفتی بہ یہ ہے کہ جو جگہ مسجد ہوجاتی ہے وہ ہمیشہ مسجد رہے گی، انتقال اس کی مسجدیت کا صحیح نہیں ہے؛ یعنی یہ نہیں ہوسکتا کہ جو پہلے مسجد تھی وہ مسجد نہ رہے، اور اس میں کوئی دوسرا مکان مصالح مسجد کے لیے یا مسافر خانہ یا دکانیں بنادیا جائے ایسا کرنا درست نہیں ہے، البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ اس مسجد کو بڑھا دیا جائے؛ یعنی وہ بھی مسجد رہے جو پہلے سے ہے، اور اس میں کچھ اور زمین شامل کردی جائے، شامی میں ہے: وبه علم أن الفتوىٰ على قول محمد في آلات المسجد وعلى قول أبي يوسف في تأبيد المسجد الخ (۱) وفي الدرالمختار: ولو خرب ما حوله واستغنى عنه يبقى مسجدًا عند الإمام والثاني أبدًا إلى قيام الساعة وبه يفتى وفي الشامي: وهو الفتوىٰ حاوى القدسي وأكثر المشايخ عليه – مجتبىٰ وهو الأوجه – فتح. وفيه أيضًا: لكن علمت أن المفتىٰ به قول أبي يوسف (۱) فقط

مسجد یا کسی وقف کو بیچنا جائز نہیں

سوال: (۳۵۵) ایک مسجد اہل ہنود کے مکانوں کے بالکل متصل ہے، اور وہ لوگ گانا بجانا اکثر اوقات کرتے رہتے ہیں جس سے نماز میں بہت دقت ہوتی ہے، اور منع کرنے سے اندیشہ فساد کا رہتا ہے، مسلمانوں کا یہ خیال ہے کہ مسجد مذکور کی تمام زمین اہل ہنود کو دے دیں، اور ان سے معاوضہ لے لیں، اور مسجد اپنے محلّہ کے درمیان میں بنالیں یہ امر شرعًا جائز ہے یا نہ؟ (۴۸۹/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: مسجد یا کسی وقف کی بیع کرنا شرعًا جائز نہیں، کتب فقہ میں تصریح ہے کہ جب وقف تام

(۱) الدر والرد ۶/۴۲۹ كتاب الوقف – مطلبٌ فيما لو خرب المسجد أو غيره .

Maktaba Tul Ishaat.com

ولازم ہوجاتا ہے تو پھر نہ اس پر کسی کی ملکیت رہتی ہے، نہ تملیک ہوسکتی ہے کما فی الدر المختار: فإذا تم ولزم لایملك الخ وفی الشامی: أی لایکون مملوکًا لصاحبه ولا یملك أی لایقبل التملیك لغیره بالبیع ونحوه الخ (۱) علی الخصوص مسجد کا معاملہ کہ اس کے متعلق صاف وصریح یہ حکم ہے کہ جو ایک مرتبہ مسجد ہوگئی دائمًا مسجد ہی رہتی ہے، کوئی بڑے سے بڑا عذر بھی اس معاملے میں مسموع نہیں ہوسکتا ولو خرب ماحوله ..... یبقی مسجدًا عند الإمام والثانی أبدًا إلی قیام الساعة وبه یفتی حاوی القدسی (۲) (درمختار) پس صورت مسئولہ میں مسجد وغیرہ کا بیع کرنا کسی حال میں جائز نہیں۔

مسجد کو دوسری جگہ منتقل کرنا درست نہیں

سوال: (۳۵۶) زید نے اپنی زرخرید زمین میں ایک لکڑی چیرنے کا کارخانہ قائم کیا، اور اس کارخانے میں تقریبا بیس گز کے فاصلے پر ایک چھوٹی سی لکڑی کی ـــــ اپنے اور اپنے ملازموں کے نماز پڑھنے کے لیے محض اپنے ذاتی صرفہ سے ـــــ مسجد تعمیر کی۔ مسجد تعمیر کرتے وقت زید کی یہ نیت تھی کہ اگر ضرورت واقع ہوئی تو اس مسجد کو اسی کارخانے کے کسی موزوں گوشے میں منتقل کردوں گا۔ مسجد کو تعمیر ہوئے تقریبًا بیس سال ہو چکے ہیں، زید کی زندگی میں مسجد مذکور میں پنج وقتہ اذان اور نماز برابر ہوتی تھی، نماز جمعہ بھی ہمیشہ ہوا کرتی تھی، اور گاہ بہ گاہ عیدین کی نماز بھی ہوتی تھی، چند سال بعد زید نے ایک دوسرا کارخانہ وہاں سے چاول نکالنے کا قائم کیا، اب مسجد اور وہاں کے کارخانے میں صرف آٹھ فٹ کا فاصلہ باقی رہ گیا ہے تین سال ہوئے کہ زید کا انتقال ہوگیا، زید کی اولاد نے اپنی کل جائداد بکر کے ہاتھ فروخت کردی، جس میں مسجد مذکور بھی شامل ہے؛ اس کارخانے سے جو گرد وغبار اڑتا ہے وہ تمام مسجد کے فرش وغیرہ پر جمع ہوکر مسجد کی صفائی میں خلل ڈالتا ہے، اور نمازی اس گرد وغبار کے ہمیشہ شاکی رہتے ہیں، اور پنج وقتہ نمازوں میں بغیر جھاڑو دیے نماز نہیں پڑھ سکتے؛ اب بکر چاہتا ہے کہ بانی مسجد کی نیت کے موافق مسجد مذکور کو اٹھا کر کارخانے کے کسی دوسرے موزوں مقام پر منتقل کردیا جائے، جس جگہ منتقل کرنے کا ارادہ ہے وہ جگہ بستی کے قریب ہے اس لیے نمازیوں کی تعداد میں اضافہ ہوگا إلی غیر ذٰلك اس صورت میں مسجد کو اٹھا کر خالی شدہ زمین کو اپنی حسب خواہش استعمال میں لاسکتا ہے یا نہیں؟ (۲۱۰۷/۳۲-۱۳۳۳ھ)

(۱) الدر والشامی ۴۲۱/۶ کتاب الوقف – مطلبٌ فرق أبو یوسف بین قوله موقوفة إلخ .

(۲) الدر مع الشامی ۴۲۹/۶ کتاب الوقف – مطلبٌ فیما لو خرب المسجد أو غیره .

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب:أقول وبا للّٰہ التوفیق: جب کہ وہ جگہ زید نے مسجد کے لیے خاص کردی، اور اس میں مسجد تعمیر کردی، اور نماز با جماعت واذان اس میں ہونے لگی تو اب ابطال اس مسجد کا اور استبدال اس کا درست نہیں ہے، دوسری مسجد حسب ضرورت موقع مناسب پر بنانے کا اختیار ہے، اور جائز ہے، لیکن مسجد اول جو مسجد ہو چکی، اس کو بھی محفوظ رکھنا، اور مسجد سمجھنا ضروری ہے، اور وہ بیع میں داخل نہیں ہوئی، شامی میں اس موقع میں جہاں درمختار کا یہ قول مذکور ہے۔ ولا ذکر معه اشتراط بیعه وصرف ثمنه لحاجته فإن ذکره بطل وقفه الخ (۱) تصریح فرمائی ہے کہ مسجد میں یہ قاعدہ جاری نہیں ہے۔ حیث قال: قوله ولا ذکر معه اشتراط بیعه الخ فی الخصاف لو قال علی أن لی إخراجها من الوقف الی غیره أو علی أن أهبها وأتصدق بثمنها أو علی أن أهبها لمن شئت أو علی أن ارهنها متی بدا لی وأخرجها عن الوقف بطل الوقف ثم ذکر أن هذا فی غیر المسجد، أما المسجد لو اشترط إبطاله أو بیعه صح و بطل الشرط (۱) وفیه أیضا: قال فی البحر و به علم أن الفتوی علی قول محمد فی آلات المسجد وعلی قول أبی یوسف فی تأبید المسجد الخ (۲)

سوال: (۳۵۷) ایک موضع میں ایک مسجد کا چبوترا معہ دیوار غربی قد آدم جس میں محراب مسجد مذکور زمانہ قدیم سے موجود ہے، اور جس میں اذان ونماز پانچوں وقت ہمیشہ سے ہوتی چلی آرہی ہے، اب عرصہ ایک سال کا ہوا کہ مسجد مذکور کے تین طرف دیوار ہائے پختہ نو تعمیر، اور دیوار غربی مذکور کی مرمت مسلمانان دیہہ مذکور نے برضامندی اور اجازت ہندو زمین دار کے موضع مذکور میں بنالی، اور چبوترۂ مسجد پر چھپر ڈال لیا تھا، اب زمین دار مذکور ہندو صاحبان کی ترغیب و بہکانے میں آکر دیوار ہائے مسجد و چھپر کو منہدم کرانا چاہتا ہے؛ پس ایسی صورت میں مسلمانوں کا مسجد مذکور اس جگہ سے ہٹا کر دوسری جگہ تعمیر کرنا یا کل یا جزو مسجد ہٰذا کا منہدم کرنے پر راضی ہونا بموجب احکام شریعت محمدیہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۰۷۸/۱۳۴۵ھ)

الجواب: حکم شرعی یہ ہے کہ جو مسجد ایک دفعہ مسجد ہو جاتی ہے وہ ہمیشہ کو مسجد رہتی ہے، اور وقف ہو جاتی ہے، منتقل کرنا اس کا اس طرح کہ مسجد قدیم کو بالکل منہدم کردیا جاوے، اور مٹا دیا جاوے، اور

(۱) الدر المختار والرد ۶/۴۱۱ کتاب الوقف. قبل مطلبٌ فی وقف المرتد والکافر .

(۲) الشامی ۶/۴۲۹ کتاب الوقف . مطلبٌ فیما لو خرب المسجد أو غیره .

Maktaba Tul Ishaat.com

تصرف مالکانہ اس میں کیا جاوے، اور اس کے عوض دوسری مسجد بنائی جاوے، درست نہیں ہے؛ البتہ واقف کا مالک ہونا بوقت وقف شرط ہے، اور یہ بھی ہے کہ واقف مسلمان ہونا چاہیے؛ پس جب کہ زمین دار ہندو نے وہ زمین مسجد بنانے کے لیے مسلمانوں کو دے دی، اور مسلمانوں نے اس میں مسجد تعمیر کر لی، اور چبوترا ونشان مسجد قائم کر دیا، اور اذان اور نماز اس میں ہونے لگی، تو وہ مسجد ہوگئی، اب اس کو بدلنا اور اس کے مسجد ہونے کو باطل کر دینا اور مٹا دینا، کسی کو جائز نہیں ہے۔ لأن الفتویٰ علی تأبید المسجد (الشامی ۶/۴۲۹ کتاب الوقف) فقط

سوال: (۳۵۸) ایک مسجد میں نماز جمعہ ہوتی تھی، اب چند ماہ سے اس مسجد میں نماز پڑھنی اس وجہ سے چھوڑ دی کہ اس کے چاروں طرف گوبر اور بدبو رہتی ہے جس سے نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے، اور مسجد کے متصل گھر میں دھان کوٹتے ہیں نماز کے وقت جس سے نماز میں خلل پڑتا ہے؛ لہٰذا اس مسجد کو منتقل کر کے دوسری جگہ لے جانا، اور اس کا سامان تھونی (لکڑی کا ستون) وچھپر کو وہاں سے دوسری جگہ لے جانا درست ہے یا نہیں؟ (۱۲۳۲/۱۳۴۵ھ)

الجواب: شامی میں مذکور ہے: إن الفتویٰ علی تأبید المسجد (الشامی ۶/۴۲۹ کتاب الوقف) یعنی فتویٰ اس پر ہے کہ مسجد ہمیشہ مسجد رہتی ہے، لہٰذا انتقال اس کا اور اس کے سامان تھونی وچھپر کا درست نہیں ہے، اور نماز اس میں ہو جاتی ہے، لیکن اولیٰ وافضل یہ ہے کہ مسجد کے قریب گوبر وغیرہ نہ ہو جس سے مسجد میں نماز پڑھنے والوں کو بدبو کی تکلیف ہو، اور مسجد کے قریب ایسا فعل نہ کیا جاوے جس سے نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہو، لیکن افعال مذکورہ کی وجہ سے گنہ گار وہ لوگ ہیں جو ایسے افعال کرتے ہیں جس سے نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے، نمازیوں پر اس صورت میں کچھ گناہ نہیں ہے اور نماز ادا ہو جاتی ہے؛ البتہ ان قریب رہنے والوں کو ہدایت کی جاوے کہ افعال مذکورہ نہ کریں۔ فقط

معاوضہ لے کر مسجد کی زمین میونسپلٹی کو دینا

سوال: (۳۵۹) محلے کے چند مسلمانوں نے چندہ سے ایک چھوٹا سا مکان واسطے بنانے مسجد کے، ایک ہندو عورت سے خرید کیا، اور مکان کو گرا کر زمین ہموار کی، اور اس پر ایک چھپر عارضی طور پر ڈال لیا، نماز پنج وقتہ اس پر ادا نہیں کی گئی، صرف ایام بارش اور سرما میں چند لوگوں نے دو سال وہاں نماز

Maktaba Tul Ishaat.com

تراویح ادا کی، سال گذشتہ میں میونسپل سے واسطے بنانے مسجد کے اجازت طلب کی، مگر اجازت نہیں ملی، زمین پر جو چھپر تھا امسال بارش میں گر گیا ہے، اب میونسپل اس زمین کو معاوضہ دے کر لینا چاہتی ہے، اور اس کا ارادہ یہ بھی ظاہر ہوا ہے کہ کسی حالت میں اجازت بنانے مسجد کی نہ دی جائے، ایسی حالت میں جب کہ مسجد بنانے کی غرض بھی پوری نہ ہو تو کیا ہم لوگ اس زمین کا معاوضہ لے کر، اس معاوضے سے دوسری جگہ مسجد بنا سکتے ہیں یا نہیں؟ (۲۴۵۴/۱۳۳۷ھ)

الجواب: اگر وہ زمین مسجد کے لیے وقف کر دی گئی تھی، تو وہ مسجد ہوگئی تعمیر ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو، پس اس کا معاوضہ لینا اور بدلنا درست نہیں ہے، بلا تعمیر ہی چھپر ڈال کر نماز ادا کی جائے، جس وقت اجازت تعمیر کی ہو جائے گی اس وقت تعمیر کر لی جائے، اور اگر تعمیر نہ ہو تب بھی کچھ حرج نہیں ہے، مسجد ہر حال میں رہے گی۔ فقط

جن مساجد کا حال معلوم نہیں ان کو دوسری جگہ منتقل کرنا جائز نہیں

سوال: (۳۶۰) ایک قریہ عظیم میں تین مسجد ہیں، اور ان مساجد کی زمین سرکار کی طرف سے وقف نہیں ہے، سنا جاتا ہے کہ فی الحال زمین دار کی طرف سے وقف زبانی ہے، اور اس کی بھی کوئی پختہ سند نہیں ہے نہ تحریری وقف نامہ ہے، کیا یہ خالصاً للہ وقف ہے اور مسجد ہے یا نہیں؟ ایسی مساجد کا انتقال درست ہے یا نہیں؟ اور ان کے سامان کو دوسری مساجد میں لگانا درست ہے یا نہیں؟ (۲۹۴۵/۱۳۴۲ھ)

الجواب: جن مساجد کا حال معلوم نہیں ہے، اور فی الحال ان میں اذان و نماز ہوتی ہے تو وہ مساجد شرعی مساجد ہیں، ان کی تبدیلی اور انتقال جائز نہیں ہے، لأن الفتویٰ علی تأبید المسجد ولایجوز نقله ونقل ماله إلی مسجد آخر (الشامی ۶/۴۲۹ کتاب الوقف) پس مساجد مذکورہ کا ابطال مسجدیت سے اور انتقال درست نہیں ہے۔

بدبو کی وجہ سے مسجد کا تبادلہ کرنا

سوال: (۳۶۱) لاہور بازار انارکلی میں ایک مسجد واقع ہے، وہ زیر آمد شفاخانہ ہوگئی ہے، وہاں شفاخانہ وغیرہ بنایا جاوے گا، اور مردوں کی غلیظ چیزیں جلائی جاویں گی، جس کی وجہ سے مسجد میں بہت

Maktaba Tul Ishaat.com

بد بور ہے گی، ڈاکٹر کہتا ہے کہ اس مسجد کا تبادلہ کرلو اس سے اچھی مسجد دوسری جگہ تیار کرادیں گے۔

(۱۳۳۳-۳۲/۱۷۰۸ھ)

الجواب: مسئلہ شرعی تو یہ ہے کہ مسجد ہمیشہ مسجد ہی رہتی ہے، کبھی اس کی مسجدیت باطل نہیں ہوسکتی، اگر دوسری مسجد بھی بنائی جاوے گی تب بھی یہ جگہ جو مسجد ہوچکی ہے مسجد ہی رہے گی، اور حرمت مسجد باقی رہے گی۔

تمام نمازیوں کے اتفاق سے مسجد کو دوسری جگہ منتقل کرنا

سوال: (۳۶۲) کسی حرج کی وجہ سے باتفاق مصلیان تبدیل مسجد کیسا ہے؟ اور مکان اول میں تصرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ لوگوں میں جو مشہور ہے کہ ''تحت الثریٰ سے عرش معلیٰ تک مسجد ہوتی ہے'' یہ قول کیسا ہے؟ اور بعض کہتے ہیں کہ ''مکان اوّل سے مٹی کھود کر منتقل کرنا جائز ہے'' کون سا قول صحیح ہے؟

(۱۳۴۳/۱۹۰۴ھ)

الجواب: دوسری مسجد بنانا جائز ہے، تبدیل مسجد جائز نہیں ہے؛ پس پہلی جگہ کو اسی حالت پر چھوڑ دیا جائے اس میں کسی قسم کا تصرف جائز نہیں، اور قول اول صحیح ہے۔

مسجد کے بدلے میں دوسری زمین لینا درست نہیں

سوال: (۳۶۳) چند مسلمانوں نے مل کر ایک قطعہ اراضی؛ بہ غرض تعمیر مسجد و مدرسہ خرید کر بیع نامہ رجسٹری کرالیا، بعدہٗ اس قطعہ اراضی کو ۱۸ مئی ۱۹۲۶ء کو مدرسہ و مسجد کے لیے وقف کر کے رجسٹری کرادی اور ۱۹۲۶ء سے اب تک یا تو مسلمانوں میں اتنی استطاعت نہ ہوئی کہ تعمیر کرتے، یا درخواست دے کر حکم تعمیر میونسپلٹی سے حاصل کرتے، لیکن اس وقت سے لے کر اس وقت تک وہاں برابر نماز پنج وقتہ بہ اذان و جماعت و نماز جمعہ و عیدین ہوتی رہی اور ہو رہی ہے، لہٰذا ایسی صورت میں کسی کے کہنے سے ہم کو شرعًا اس امر کی اجازت ہے کہ قطعہ اراضی مذکور کو چھوڑ دیں، اور اس کے بدلے میں دوسری زمین لے لیں، اور اس میں نماز نہ پڑھیں، اور زمین مذکورہ وقف سے علیحدہ ہوجائے؟ (۱۳۴۷-۴۶/۳۵۸۵ھ)

الجواب: اس صورت میں وہ جگہ جس کو مسجد کے لیے وقف کردیا، اور نماز باجماعت ۱۹۲۶ء

Maktaba Tul Ishaat.com

سے اس وقت تک پڑھی جارہی ہے مسجد شرعی ہوگئی، اور جو جگہ ایک دفعہ مسجد ہوجاتی ہے وہ ہمیشہ مسجد رہتی ہے، ابطال اس کی مسجدیت کا کسی طرح نہیں ہوسکتا، پس استبدال اس کا جائز نہیں ہے، اور زمین کو وقف کرنا اور اس میں مسجد بنانا اختیاری امر ہے، اور بعد وقف کرنے اور بعد مسجد بنانے کے، وقف کو باطل کرنا، اور مسجد کی مسجدیت کو باطل کرنا، اور زمین موقوفہ اور مسجد کو وقف سے علیحدہ کرنا کسی کے اختیار میں نہیں ہے، یہاں تک خود واقف کو بھی یہ اختیار نہیں رہتا؛ درمختار میں ہے: ولو خرب ماحوله واستغنى عنه يبقى مسجدًا عندالإمام والثاني أبدًا إلى قيام الساعة وبه يفتى حاوى القدسي اور شامی میں ہے: قوله عندالإمام والثاني فلايعود ميراثًا ولايجوز نقله ونقل ماله إلى مسجد آخر سواء كانوا يصلون فيه أولا وهو الفتوى حاوى القدسي وأكثر المشايخ عليه مجتبى و هوالأوجه فتح اهـ بحر الخ(۱) قال في البحر: وبه علم أن الفتوى على قول محمد في آلات المسجد وعلى قول أبي يوسف في تأبيدالمسجد اهـ(۱) فقط

جس جگہ کو وقف کرکے مسجد بنادیا وہ ہمیشہ کے لیے مسجد ہوگئی

سوال: (۳۶۴) ایک محلے میں ایک مسجد تھی، ایک دن پانی یا چٹائی نہ رہنے کے سبب مصلیوں نے متولی سے جھگڑا کیا، متولی نے کہا کہ دل چاہے تو نماز پڑھو ورنہ میری مسجد سے چلے جاؤ، یہ سن کر سب نمازی چلے گئے، اور ایک شخص نے ایک مکان جس میں بیل رہتے تھے صاف کرکے مسجد بنوادیا، جمعہ و جماعت ہونے لگی، کئی برس کے بعد اس کو منتقل کرکے دوسری جگہ مسجد بنائی ہے، یہ مسجد جدید درست ہے یا نہیں؟ اس میں نماز پڑھنے سے جماعت کا ثواب ملے گا یا نہ؟ پہلے جو مسجد تھی اس کو کیا کرنا چاہیے، اور جس مسجد سے متولی کے کہنے سے چلے آئے تھے اس مسجد میں بھی نماز درست ہے یا نہیں؟ (۳۳۴/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: اگر اس شخص نے جس نے اس مکان کو جس میں بیل رہتے تھے وقف کردیا، اور مسجد بنادیا تو وہ ہمیشہ کے لیے مسجد ہوگئی، اس کا منتقل کرنا اور بدلنا درست نہیں ہے، اگر دوسری مسجد بنائی گئی تو وہ دوسری مسجد بھی مسجد ہوگئی، اور پہلی مسجد بھی مسجد ہے، اس کو باطل نہیں کرسکتے، آداب مسجد اس کے بھی قائم رکھنے چاہئیں، اور نماز دونوں مسجدوں میں صحیح ہے، اور پہلی مسجد جس میں سے متولی نے نکالا وہ بھی

(۱) الدر والشامي ۶/۴۲۹ كتاب الوقف – مطلبٌ فيما لو خرب المسجد أو غيره .

Maktaba Tul Ishaat.com

مسجد ہے، اس میں بھی نماز صحیح ہے، متولی کے اس کہنے سے کہ میری مسجد سے چلے جاؤ وہ مسجد اس متولی کی ملک نہیں ہوئی، اور مسجد ہونا اس کا باطل نہیں ہوا، البتہ متولی گنہ گار ہوا۔ فقط

راستہ کی پریشانی کی وجہ سے مسجد کو منتقل کرنا

سوال: (۳۶۵) زید نے اپنے مکان کے احاطے میں مسجد بنائی تھی، اور مسجد کا راستہ ایک مکان کے اندر کو رکھا تھا، دوسرا راستہ مسجد کا نہیں ہوسکتا، اب مکان والوں کو ناگوار ہے، اور نمازیوں کو بھی تکلیف ہے، اہل مکان اس مسجد کو اپنے تصرف میں لانا چاہتا ہے، اور اس کے بدلے میں دوسری جگہ دینا چاہتا ہے، اس عذر کی وجہ سے مسجد کو یہاں سے منتقل کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۴۲/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: یہ عذر نقل مسجد کا نہیں ہوسکتا، اور ابطال مسجد اول وابدال صحیح نہیں ہے، وصرح فی الخانیہ: بأن الفتوی علی قول محمد. قال فی البحر: وبه علم أن الفتوی علی قول محمد فی آلات المسجدوعلی قول أبی یوسف فی تأبید المسجد الخ ثم قال: إن الفتوی علی أن المسجد لایعود میراثًا ولایجوز نقله ونقل ماله إلی مسجد آخر الخ (۱) وفیه: أن المسجد إذا خرب یبقی مسجدًا أبدًا (۱)

جس مسجد کا رُخ ٹھیک قبلہ کی جانب نہ ہو اس کا تبادلہ جائز نہیں

سوال: (۳۶۶) ایک شخص نے اپنے احاطے میں ایک قطعہ زمین پر مسجد بنانا چاہی، اور اس زمین کی بنیادیں بھر کر چبوترا خام بنوا دیا، جس پر دس گیارہ مہینے سے نماز واذان ہوتی ہے؛ لیکن اب معلوم ہوا کہ رخ اس چبوترے کا ٹھیک جانب قبلہ نہیں ہے، بلکہ تین فٹ کا پھیر ہے، اب واقف یہ چاہتا ہے کہ بجائے اس زمین کے کوئی دوسرا قطعہ زمین مسجد کے واسطے نامزد کردے، اور اس پر مسجد بنادے اور اس چبوترے کی زمین کو اپنے کام میں لائے، تو یہ تبادلہ جائز ہے یا نہیں؟ (۲۰۲۰/۱۳۴۳ھ)

الجواب: وہ چبوترے کی جگہ مسجد ہوگئی، اور اس کا تبادلہ جائز نہیں ہے، اس کے رخ کو ٹھیک کردیا جائے، اور تھوڑے سے فرق سے نماز میں کچھ خلل نہیں آتا، قطب نما سے دیکھ لیا جائے، اگر قلیل فرق ہو

(۱) الشامی ۶/۴۲۹ کتاب الوقف – مطلبٌ فیما لو خرب المسجد أو غیره .

Maktaba Tul Ishaat.com

تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔فقط

برائے نماز بنائے ہوئے کوٹھے کا تبادلہ درست نہیں

سوال:(۳۶۷) ساٹھ ستر سال سے ایک کوٹھا کچا برائے نماز بنا ہوا تھا، پچھلے سال وہ منہدم ہوگیا، اور کاغذات سرکاری میں جائے نماز کوٹھا درج ہے؛ آیا اس کا تبادلہ عندالشرع جائز ہے یا نہیں؟ اور وہ کچا کوٹھا بالکل بہ صورت مسجد بنا ہوا تھا۔(۶۶/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اس مسجد کی کوٹھی کو شریعت کی رو سے بدلنا درست نہیں ہے، وہ جگہ مسجد ہے، اور مسجد کو بدلنا اور ہٹانا درست نہیں ہے، اور نہ اس کی خرید وفروخت ہوسکتی ہے۔

وقتی طور پر بنائی ہوئی مسجد میں زراعت کرنا درست ہے

سوال:(۳۶۸) جو جگہ چند ماہ کے لیے بہ نیت نماز مسجد بنائی جاوے آیا اس جگہ کو بونے کا حکم ہے یا نہیں؟ اور ہندو کے ساتھ گھوڑوں کی شرکت درست ہے یا نہیں؟(۲۰۷۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جب تک کسی زمین کو مسجد کے لیے وقف نہ کیا جاوے اس وقت تک وہ مسجد نہیں ہوتی، پس کوئی جگہ چند ماہ کے لیے نماز کے لیے خاص کرنے سے وہ جگہ مسجد نہیں ہوتی، اس میں بونا درست ہے ـــــ اور کفار کے ساتھ گھوڑوں وغیرہ کی تجارت میں شرکت درست ہے۔

مسجد کو شہید کرنے اور اس کام سے روکنے والوں کا حکم

سوال:(۳۶۹).....(الف) ایک جامع مسجد ہے، اس میں پنج گانہ نماز ہوتی ہے، بعض لوگوں نے یہ رائے دی کہ مسجد کو شہید کرکے پتھر وغیرہ عیدگاہ میں لگادو؛ کیا حکم ہے؟

(ب) جن لوگوں نے مسجد کے شہید کرنے کا مشورہ دیا تھا انھوں نے مسجد میں جمع ہوکر صحن مسجد کے پتھر اکھاڑ ڈالے، دوسرے لوگوں نے ان کو پتھر اکھاڑنے سے روک دیا اس کی بابت کیا حکم ہے؟

(ج) بہ مقابلہ عیدگاہ مسجد کا رتبہ کس قدر ہے؟

(د) جن لوگوں نے مسجد کے مسمار کرنے کی رائے دی، اور کوشش میں ہیں، وہ نزدیک اہل اسلام کیسے ہیں؟

Maktaba Tul Ishaat.com

(ہ) جن لوگوں نے صحن مسجد کے پتھر اکھاڑے، وہ کیسے ہیں؟

(و) جن لوگوں نے مسجد کو شہید کرنے سے روکا، اور اسی کوشش میں ہیں وہ کیسے ہیں؟

(۲۱۲۳/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: (الف) جو جگہ ایک دفعہ مسجد ہو جاتی ہے وہ ہمیشہ مسجد رہتی ہے، ویران کرنا اور مسمار کرنا اس کا درست نہیں ہے، اور مسجد کا سامان عیدگاہ وغیرہ میں لگانا جائز نہیں ہے۔

(ب) جن لوگوں نے پتھر وغیرہ اکھاڑے وہ خطا پر ہیں، اور جن لوگوں نے ان کو روکا انھوں نے کار ثواب کیا، ان کا روکنا نہی عن المنکر میں داخل ہے۔

(ج) مسجد کا رتبہ عیدگاہ سے زیادہ ہے۔

(د) غلطی پر ہیں۔

(ھ) برا کیا، اور گنہگار ہوئے لیکن ناواقف ہونے کی وجہ سے معذور ہو سکتے ہیں۔

(و) نہایت دین دار اور کامل الایمان ہیں۔ فقط

مسجد ویران ہونے کے بعد بھی اس کا احترام لازم ہے

سوال: (۳۷۰) جب کوئی مسجد ویران ہو جاتی ہے، اور دوسری مسجد بنا لیتے ہیں، تو پہلی مسجد کی جگہ کھیتی کرتے ہیں، اور گائے بیل وغیرہ باندھتے ہیں اور قبر کی بھی سخت بے حرمتی کرتے ہیں، جب قبر کو برس دو برس گذرتے ہیں تو وہاں کھیتی کرتے ہیں، اور گھر بناتے ہیں؟ بینوا توجروا (۱۵۷۶/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: کتب فقہ میں مسطور ہے کہ مسجد بعد ویران ہونے کے بھی مسجد ہی رہتی ہے، اور جو جگہ ایک دفعہ مسجد ہوگئی وہ ہمیشہ ابدالآباد تک مسجد ہی رہے گی۔ شامی میں ہے: **وبه علم أن الفتوى على قول محمد في آلات المسجد وعلى قول أبي يوسف في تأبيدالمسجد** (۱) **وفيه عن الإسعاف: ولو خرب المسجد وماحوله وتفرق الناس عنه لايعود إلى ملك الواقف عندأبي يوسف الخ** (۱) الغرض مسجد قدیم بھی مسجد ہے، اس کی بے حرمتی درست نہیں ہے، اور سب مسلمانوں کو حرمت مسجد کا خیال رکھنا چاہیے؛ اور قبور کی بھی بے حرمتی اور نبش (کھودنا) بھی نہ چاہیے؛ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ قبر

(۱) الشامي ۶/۴۲۹ كتاب الوقف . مطلبٌ فيما لو خرب المسجد أو غيره .

Maktaba Tul Ishaat.com

ستان اگر پرانا ہوتو اس میں زراعت کرنا اور مکان بنانا درست ہے، اس سے معلوم ہوا کہ جدید قبور کے ساتھ ایسا معاملہ نہ کرنا چاہیے۔فقط

مسجد کی بے حرمتی کا اندیشہ ہوتو اسے احاطہ کر کے محفوظ کر دیا جائے

سوال: (۳۷۱) ایک موضع میں ایک مسجد خام بطور چبوترا بنائی گئی، اور عرصہ تک نمازیان نماز ادا کرتے رہے، اس کے بعد اس کے قریب دوسری مسجد پختہ تیار ہوگئی نماز اس میں ادا ہوتی ہے پہلی مسجد بے کار ہے جانوروں کی ناپاکی کی وجہ سے بے ادبی ہوتی ہے؛ اس کے لیے کیا تدبیر کی جائے؟ (۱۷۸۱/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: جس زمین پر پہلے چبوترا مسجد کا بنا تھا، اگر اس کے مالک کی اجازت سے بنا تھا، اور نمازیں پڑھی گئیں تو وہ شرعی مسجد ہوگیا اس میں کسی دوسرے کاروبار کی اجازت نہیں، بے کار ہے تو احاطے سے حفاظت کی جائے۔فقط

سوال: (۳۷۲) یہاں جب کہ چھاؤنی آباد تھی، اور پلٹن رہتی تھی تو فوجیوں نے مسجد خام پختہ بنوائی تھی، جب پلٹن وغیرہ یہاں سے چلی گئی، اب وہ مقام بالکل غیر آباد ہے، عمارت سرکاری سب نیلام کر دی گئی، اب اس جگہ زراعت ہوتی ہے، مسجدوں کی نگرانی یا مرمت وغیرہ بالکل نہیں ہوتی ہے، یہاں کے مسلمانوں کی مالی حالت بہت کمزور ہے نماز وغیرہ اس مسجد میں نہیں ہوتی، اکثر وقت بے وقت مثل گائے بیل وغیرہ گھسے رہتے ہیں، تمام فرش مسجد کا خراب رہتا ہے اور بوجہ نہ ہونے مرمت کے مسجد گر گئی ہے؛ ایسی حالت میں اس مسجد کا ملبہ اور سامان وغیرہ نکال کر ''نوگاؤں'' کے اندر جو مسجد ہے یا مسجد کے متعلق جو مکانات وقف ہیں ان کی مرمت میں صرف کیا جائے یا نہیں؟ اور ایسی حالت میں جب کہ مسجد غیر آباد ہے اور گری جاتی ہے، اور اس جگہ کسی قسم کی آبادی نہیں ہے شہید کرا دیا جائے یا نہیں؛ کیوں کہ ایسی حالت میں سخت بدعنوانیاں ہوتی ہیں جس کا ہونا سخت گناہ کبیرہ ہے؟ (۲۱۲۱/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: جب کہ اس مسجد کے آباد ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے تو اس کے سامان اور ملبے کو جس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے دوسری مسجد میں لگانا جائز ہے، اور اس ویران مسجد کا احاطہ اس طور سے کرا دیا جائے کہ اس کی بے حرمتی نہ ہو، اگر احاطہ کرنے کے لیے روپیہ نہ ہو تو اس مسجد کا ملبہ وغیرہ فروخت کر کے اس سے احاطہ کرا دیا جائے۔فقط

Maktaba Tul Ishaat.com

سیلاب کی زد میں منہدم شدہ مسجد کی جگہ گھر بنانا

سوال: (۳۷۳) ایک مسجد طغیانی دریا میں مسمار ہوگئی، اوراس کا کوئی نشان باقی نہ رہا، کچھ دنوں بعداس مقام پرایک گھر بنالیا یہ جائز ہے یانہیں؟ (۱۰۰۰/۱۳۴۱ھ)

الجواب: جس جگہ مسجد تھی وہ ہمیشہ کومسجد ہی رہے گی، اس جگہ مکان بنانے سے وہ زمین مسجدیت سے خارج نہیں ہوئی۔ فقط

مسجد کے اندرونی و بیرونی حصے کا حکم

سوال: (۳۷۴) کیا صحن مسجد ومکان مسجد ایک ہی حکم میں داخل ہیں یا جدا جدا؟ اگر صحن مسجد کے نیچے دکانیں ہوں جن کی چھتیں داخل صحن مسجد ہیں، اوران پرنماز پڑھتے ہیں تو وہ کس حکم میں ہیں؟ کیا اس جگہ نماز درست ہے؟ اوران کوٹھریوں کا کرایہ مسجد کے صرف میں لانا مباح ہے یانہیں؟ صحن کے علاوہ احاطہ دیوار، مسجد کے اندر کی افتادہ زمین، اگر دکانوں کے چھت میں ہوتو وہ کس حکم میں ہے؟ یا احاطہ مسجد کے ملحق باہر کی طرف کی دکانوں کا کرایہ ہی صرف مسجد میں لانے کے قابل سمجھا جاتا ہے؟ (۱۸۴۲/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: مسجد کا اندرونی حصہ جو کہ مسقّف ہوتا ہے اور بیرونی حصہ یعنی صحن دونوں کا ایک حکم ہے، اور صحن مسجد کے نیچے اگر دکانیں ہوں تو وہ صحن بھی مسجد کے حکم میں ہے، اس میں نماز پڑھنا درست ہے، اورثواب مسجد کا اس میں حاصل ہے، اور جو کوٹھریاں اور دکانیں صحن مسجد کے نیچے واقع ہیں وہ مسجد ہی کی ہیں، ان کا کرایہ اخراجات اور مصارف مسجد میں ہی صرف کرنا چاہیے، سوائے اخراجات مسجد کے دوسرا مصرف ان کا نہیں ہے؛ اور جو احاطہ مسجد کے اندر میں ہے علاوہ صحن مسجد کے وہ زمین بھی مسجد کی ملک ہے، اور وقف ہے؛ لیکن وہ زمین ادائے صلاۃ اور اعتکاف وغیرہ کے بارے میں حکم مسجد کا نہیں رکھتی، خواہ وہ حصہ دکانوں کی چھت میں ہو یا نہ ہو، اور صحن مسجد کے نیچے کی دکانات یا احاطہ مسجد کے نیچے جو دکانات ہیں ان کے علاوہ جو اور دکانات ہیں وہ اگر مسجد کے لیے وقف ہیں تو ان کا کرایہ سوائے اخراجات مسجد کے دوسرے امور میں صرف کرنا جائز نہیں ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مسجد کے صحن میں حوض بنانا

سوال: (۳۷۵) جو مسجد سابق سے بنی ہوئی تیار ہے، ایسی مسجد کے صحن کے کسی حصہ میں حوض دہ دردہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟ بہ صورت جواز داخل مسجد ہے یا خارج؟ (۱۶۴۳/۱۳۳۵ھ)

الجواب: کتاب الوقف شامی میں ہے: أراد أن يحفر بئرًا في مسجد من المساجد إذا لم يكن في ذٰلك ضرر بوجه من الوجوه وفيه نفع من كل وجه فله ذٰلك الخ (۱) اس سے معلوم ہوا کہ اگر حوض بنانے میں نفع ہو، اور کچھ نقصان تنگی وغیرہ کا نہ ہو تو درست ہے۔

سوال: (۳۷۶) ایک آباد چھوٹی مسجد کا کامل صحن کھود کر اس میں حوض بنانا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۲۹۰/۱۳۴۵ھ)

الجواب: اگر ضرورت ہو اور نمازیوں کو تنگی نہ ہو تو اہل محلّہ واہل مسجد کو ایسا کرنا درست ہے۔ فقط

مسجد کے صحن کا حکم

سوال: (۳۷۷) ایک مسجد کے فرش کے متصل ٹین کا سائبان پڑا ہوا ہے، اور اس کے آگے کچھ فرش بھی پڑا ہوا ہے تو وہ حصہ مسجد کا حکم رکھتا ہے یا نہیں؟ (۷۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: وہ حصہ بھی مسجد کا حکم رکھتا ہے، اور ثواب پورا ملتا ہے۔

سوال: (۳۷۸) صحن مسجد، مسجد کے حکم میں ہے یا نہ؟ (۱۲۱۳/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: صحن مسجد بہ حکم مسجد ہے۔ والفناء تبع المسجد فيكون حكمه حكم المسجد كذا في محيط السرخسي (۲)

سوال: (۳۷۹) مسجد اور صحن مسجد میں (جو داخل مسجد ہے) کیا فرق ہے؟ کیا پہلی جماعت کے لیے محراب میں امام کا کھڑا ہونا ضروری ہے؛ صحن مسجد میں موسم گرما میں نماز باجماعت ہوتی ہے؛ کیا یہ مکروہ ہے؟ (۱۳۷۴/۳۳-۱۳۳۴ھ)

---

(۱) الشامي ۶/ ۴۲۷ كتاب الوقف – مطلبٌ في أحكام المسجد .

(۲) الهندية ۲/ ۴۶۲ كتاب الوقف – الفصل الثاني في الوقف على المسجد وتصرف القيم وغيره في مال الوقف عليه .

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: جو صحن داخل مسجد ہے یعنی جو کہ عادۃً غیر مسقّف رہتا ہے، وہ مسجد ہے، اس میں اور حصہ مسقّف میں کوئی فرق نہیں ہے، محراب میں کھڑا ہونا امام کا مسنون ومستحب ہے؛ لیکن اگر موسم گرما میں مسجد کے باہر کے حصہ غیر مسقّف میں جماعت ہو تو امام کو باہر کے حصہ غیر مسقّف میں وسط مقتدیان میں آگے کھڑا ہونا مکروہ نہیں ہے۔

مسجد کے صحن کا حکم بانی کی نیت پر موقوف ہے

سوال: (۳۸۰) ضلع سورت میں عام دستور یہ ہے کہ جب مسجد بناتے ہیں تو مسقّف حصے کو نماز پڑھنے کے لیے مخصوص کر دیتے ہیں، اسی کے ساتھ کچھ کھلا ہوا حصہ بطور صحن کے بناتے ہیں، اس لیے کہ اس میں اس قسم کی باتیں ہوتی رہتی ہیں جو مسجد کے احترام کے خلاف اور ممنوع ہیں مثلاً ہر وقت اٹھنا بیٹھنا، سونا، دنیاوی باتیں کرنا، یہاں تک کہ حالت جنابت میں بھی اسی صحن میں رہتے ہیں؛ غرضیکہ صحن کو داخل مسجد نہیں سمجھتے؛ اور ''مسجد چناروالہ'' بھی بطریق مذکور واقع ہے؛ پس ایسی صورت میں ''مسجد چنار واڑہ'' کا صحن شرعًا مسجد سے خارج سمجھا جائے گا یا نہیں؟ اور جنازہ کی نماز صحن میں پڑھنا جائز ہوگا یا نہیں؟ (۲۸۱۵/۱۳۴۵ھ)

الجواب: یہ امر کہ ''اس صحن کو داخل مسجد سمجھا جاوے یا خارج عن المسجد'' بنانے والوں کی نیت پر موقوف ہے، اگر بانی کی نیت بہ وقت بناء حصہ مسقّف کو مسجد سمجھنا، اور صحن کو خارج عن المسجد سمجھنا اور کرنا تھا تو جو کچھ نیت بانی کی تھی اسی کے موافق عمل درآمد کیا جاتا ہے، یہاں عموماً حصہ مسقّف اور غیر مسقّف یعنی صحن دونوں مسجد میں داخل ہوتے ہیں، اور فقہاءؒ کی تصریح سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسجد ''صیفی'' اور ایک ''شتائی'' ہوتی تھی یعنی ایک حصہ مسقّف جو سردی کے موسم میں نماز پڑھنے کا ہوتا ہے، اور ایک حصہ غیر مسقّف یعنی صحن جو گرمی کے موسم میں نماز پڑھنے کے لیے خاص سمجھا جاتا ہے، اور جس جگہ بانی کی نیت کا کچھ حال معلوم نہ ہو وہاں دونوں حصوں کو مسجد ہی سمجھنا چاہیے کہ موضع اشتباہ میں یہی احوط ہے، اور آداب مسجد اس میں ملحوظ رکھنا اولیٰ اور انسب ہے، اور نماز جنازہ اس میں نہ پڑھی جاوے۔ فقط

مسجد کے صحن میں وضوخانے کی نالی بنانا کیسا ہے؟

سوال: (۳۸۱) بہ ضرورت اشد کسی صحن مسجد کے کنارے پر وضو کی نالی چبوترے سمیت جس میں

Maktaba Tul Ishaat.com

ہاتھ ڈیڑھ ہاتھ جگہ صرف ہوگی شرعًا جائز ہے یا نہیں؟ (۳۲۴/۱۳۴۲ھ)

الجواب: بہ وقت بنائے مسجد تو اس قسم کے تصرفات درست ہیں، اور بعد کامل ہونے مسجد وفرش مسجد کے اس میں سے کچھ جگہ نکال کر وضو کی نالی بنانا درست نہیں ہے۔

ذاتی مکان کے صحن میں جو مسجد بنائی گئی ہے وہ ویران ہوجائے تو کیا کرے؟

سوال: (۳۸۲) زید نے اپنے صحن مکان سے کچھ حصہ زمین علیحدہ کرکے اس میں مسجد بنائی، اور کئی سال تک اس میں نماز باجماعت واذان ہوتی رہی، اب وہ مسجد ویران ہے کوئی اس میں نماز نہیں پڑھتا، اب زید بانی کا یہ خیال ہے کہ اس مسجد کو صحن مکان میں پھر ملحق کرلیا جائے، اور یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ مسجد اور مکان کا طریق مشترک ہے، افراز طریق نہیں ہے، اور وہ طریق مملوکہ بانی ہے۔ شارع عام سے اسی طریق مملوک سے مسجد اور مکان کو جاتے ہیں، ہدایہ کی عبارت سے جواز الحاق زمین مسجد بالصحن معلوم ہوتا ہے: وإذا بنى مسجدًا لم يزل ملكه عنه حتى يفرز ه عن ملكه بطريقه ..... أما الإفراز فلأنه لايخلص لله تعالىٰ إلا به (۱) افراز طریق کو شرائط وقف سے گردانا ہے، اگر افراز کے کچھ اور معنی ہوں تو وہ بھی ارشاد ہوں؟ (۱۲۰۵/۱۳۴۰ھ)

الجواب: وقف کے بارے میں امام ابو یوسفؒ کے قول پر فتویٰ ہے کما فی الدر المختار: واختلف الترجيح ، والأخذ بقول الثانى أحوط وأسهل بحر وفى الدرر وصدرالشريعة: وبه يفتى وأقره المصنف الخ (۲) وفى الشامى لكن فى الفتح إن قول أبى يوسف أوجه عند المحققين الخ (۲) (شامی ۳/۳۶۶) اور افراز بالطریق مسجد میں امام صاحب کے قول پر ضروری ہے، بہ خلاف صاحبینؒ کے کہ وہ بلا افراز طریق بھی حکم مسجد ہونے کا کرتے ہیں کما فى الشامى: لكن عنده لابد من إفرازه بطريقه ففى النهر عن القنية جعل وسط داره مسجدًا وأذن للناس بالدخول والصلوٰة فيه إن شرط معه الطريق صار مسجدًا فى قولهم جميعًا وإلا فلا عند ابى حنيفةؒ . وقالا:

(۱) الهداية ۲/۶۴۴ كتاب الوقف .

(۲) الدرمع الشامى ۶/۴۲۰، ۴۲۱ كتاب الوقف – مطلبٌ مهم فرق أبو يوسف بين قوله موقوفةٌ إلخ .

Maktaba Tul Ishaat.com

یصیر مسجدًا ویصیر الطریق من حقه من غیر شرط(۱) پس بر بناءقول امام ابو یوسفؒ کے جو کہ مفتی بہ ہے، بلکہ بقول صاحبین کے وہ جگہ مسجد ہوگئی، اب اس کو واقف اور بانی اپنے مکان میں ملحق نہیں کرسکتا کیونکہ مسجد ہمیشہ مسجد رہتی ہے، شامی میں ہے: وبه علم أن الفتوىٰ على قول محمد فی آلات المسجد وعلى قول أبی یوسفؒ فی تأبید المسجد الخ(۲)(شامی۳/۳۷۱)

گندے پانی کی نالی پر مسجد کا صحن بنانا

سوال:(۳۸۳) ایک مسجد کے سامنے سرکاری سڑک تھی، اور پیچھے ایک نالی بالکل مسجد کی پشت کے متصل تھی، جس میں محلے کا گندہ پانی بہتا ہے چونکہ مسجد بہت ہی تنگ ہے، اس کے بڑھانے کی ضرورت ہوئی؛ چونکہ آگے کی جانب بوجہ سرکاری سڑک کے، نہ بڑھا سکے، اس لیے پیچھے کی جانب اس طریقے سے بڑھائی گئی کہ نالی مذکورہ مسجد کے صحن میں واقع ہے، چنانچہ اس نالی پر ڈاٹ لگا کر مسجد کے صحن کا فرش بنادیا گیا؛ آیا اس مسجد کے صحن میں اس حصے پر جس کے نیچے نالی ہے، مسجد کا ثواب ملے گا یا نہیں؟(۲۱۰۳/۱۳۳۷ھ)

الجواب: جب کہ وہ نالی داخل مسجد کرلی گئی ہے؛ تو اب یہ چاہیے کہ اس نالی کو وہاں سے ہٹادیا جائے، کیوں کہ مسجد میں گندے پانی کی نالی لانا درست نہیں ہے، اور ثواب مسجد اس حصہ مسقّف پر نماز پڑھنے والوں کو پورا ملے گا؛ کیوں کہ وہ بھی مسجد کی زمین ہے، اور داخل فرش مسجد ہے، اس لیے کہ جو جگہ مسجد ہوتی ہے وہ ثری سے آسمان تک مسجد ہی کے حکم میں ہوتی ہے، پس ضروری ہے کہ گندہ پانی وہاں سے نہ نکالا جائے، اور اس نالی کو مسجد سے باہر کو نکالا جائے۔ فقط

مسجد کے نیچے یا اوپر دُکانیں اور مکانات بنانا

سوال:(۳۸۴) زید مسجد اس طرح بنانا چاہتا ہے کہ دکانیں یا مکان بنا کر اوپر مسجد بنائے، یا اوّل مسجد بنا کر اس کی سقف پر مکانات بنائے، اور ان مکانات کو مصالح مسجد کے واسطے وقف کردے، اس میں دریافت طلب چند امور ہیں:

(۱) الشامی۶/۴۲۶ کتاب الوقف – مطلبٌ فی أحکام المسجد .

(۲) الشامی ۶/۴۲۹ کتاب الوقف – مطلبٌ فیما لو خرب المسجد أو غیره .

Maktaba Tul Ishaat.com

(الف) ان مکانات کو حکم مسجد کا ہے یا نہیں؟

(ب) مصالح مسجد سے کیا مراد ہے؟ آیا کرائے پر دینا ان مکانات کا جائز ہے، یا یہ کہ ان میں سامان وغیرہ مسجد کا رہا کرے؟

(ج) ابتداء بناء میں فوق مسجد کے لیے مکان بنانا جائز لکھا ہے؛ کیونکہ وہ مصالح مسجد میں سے ہے، اب امام کو وہاں پر بول و براز اور اپنی زوجہ کے ساتھ رہنا جائز ہے یا نہیں؟

(د) درمختار میں اسی مسئلہ کی فرع میں لکھا ہے: ولایجوز أخذ الأجرة منه ولا أن یجعل شیئًا منه مستغلاً ولاسکنی (۱) اخذ اجرت کا ناجائز ہونا اسی بیت سے ہے جو فوق مسجد امام کے واسطے بر بناء مصالح مسجد جائز تھا، یا اس بیت سے جو بعد تمامی مسجد فوق مسجد بنایا گیا ہے؟ (۹۶/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: (الف) وکره تحریمًا الوطئ فوقه والبول والتغوط لأنه مسجد إلی عنان السماء (۲) (درمختار) وکذا إلی تحت الثری (۲) (شامی) پس معلوم ہوا کہ تحت یا فوق مسجد جو مکان و دکان ہوں گی وہ بھی حکم میں مسجد کے ہیں۔

(ب) مصالح سے مراد سامان مسجد کا رکھنا، وتبرید ماء وغیرہ ہے؛ کرائے پر دینا مراد نہیں کذا فی الدرالمختار: ولایجوز أخذ الأجرة منه ولا أن یجعل شیئًا منه مستغلاولاسکنی بزازیة وتمامه فی الشامی (۱)

(ج) عبارت اسعاف جو شامی نے نقل فرمائی ہے اس بارے میں یہ ہے: وبه صرح فی الإسعاف: فقال: و إذا کان السرداب أو العلو لمصالح المسجد أو کانا وقفًا علیه صار مسجدًا شرنبلالیة: قال فی البحر: وحاصله أن شرط کونه مسجدًا أن یکون سفله وعلوه مسجدًا لینقطع حق العبد عنه لقوله تعالیٰ: وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ (۳) پس جب کہ سفل وعلو مسجد ہوا تو بول و براز اس میں جائز نہیں ہوسکتا۔ کمامر.

(د) اخذ اجرت واستغلال کا ناجائز ہونا دونوں صورتوں میں معلوم ہوتا ہے۔ کما هو مقتضی

---

(۱) الدرالمختار مع الشامی ۴۲۹/۶ کتاب الوقف، فیما لو خرب المسجد أو غیره.

(۲) الدر والشامی ۳۷۰/۲ کتاب الصلوة. مطلبٌ فی أحکام المسجد.

(۳) الشامی ۴۲۸/۶ کتاب الوقف – مطلبٌ فی أحکام المسجد.

Maktaba Tul Ishaat.com

الإطلاق ومقتضى كونه مسجدًا من تحت الثرى إلى عنان السماء . فقط

سوال: (۳۸۵) مسجد کی چھت پر کوئی عمارت بنانا اور اس پر نشست و برخواست کرنا شرعًا جائز ہے؟ (۱۳۴۵/۲۳۳۸ھ)

الجواب: یہ تصرف مسجد میں درست نہیں ہے مسجد کی چھت بھی مسجد کے حکم میں ہے۔ فقط

مسجد کی پرانی جگہ میں وضو کی نالی یا راستہ بنانا

سوال: (۳۸۶) ایک مسجد مختصر تھی قدیم سے، اب اس کو بڑھایا گیا ہے قدیم جگہ مسجد کو نالی وضو یا راستہ بنانا درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۴-۳۳/۱۱۱۸ھ)

الجواب: مسجد قدیم کی زمین کو نالی وضو کی یا راستہ بنانا درست نہیں ہے۔ فقط

مسجد کے غسل خانوں کی زمین سرکاری سڑک میں دینا

سوال: (۳۸۷) کسی مسجد کے غسل خانوں کی عمارت موجودہ کو توڑ کر ان کی تحتی اراضی کو شامل سڑک سرکاری کرنا، اور عام راستے میں دے دینا شرعًا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۵/۱۴۵۲ھ)

الجواب: اس بارے میں کتب فقہ میں روایات مختلفہ پائی جاتی ہیں، بعض روایات اس کے جواز پر دال ہیں، اور بعض عدم جواز پر؛ اس لیے احوط یہ ہے کہ بلا ضرورت شدیدہ ایسا نہ کیا جاوے، اور یہی صحیح ہے کیوں کہ غسل خانوں کی زمین اوقاف مسجد سے ہے، اور ابطال اس کے وقف ہونے کا درست نہیں ہے۔ فقط

اہل محلّہ کا مسجد کے فرش پر برآمدہ بنانا

سوال: (۳۸۸) آیا بعض اہالیان محلّہ کو بلا اجازت عام مسلمانان شہر، ایسا اختیار حاصل ہے کہ صحن و چبوترا مسجد کو کم کرتے ہوئے، یا نہ کرتے ہوئے، اپنی رائے سے فرش مسجد پر برآمدہ بنالیں؟ (۱۳۳۸/۲۲۲۱ھ)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: اہل محلّہ کو مسجد میں اس قسم کے تغیر وتبدل وتعمیر ومرمت کا اختیار ہوتا ہے، اہل شہر کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ کذا فی الشامی.

مسجد کی زمین میں کمرہ بنانا

سوال: (۳۸۹) ایک مسجد کو ایک جانب سے بڑھا دیا گیا، دوسری جانب سے کچھ زمین مسجد سے لے کر حجرہ کو وسیع کرنے کے لیے حجرہ میں شامل کردی؛ وہ جگہ مسجد کا حکم شرعًا رکھتی ہے یا نہیں؟

(۱۸۳۹/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: مولانا عبدالحیؒ نے مجموعۃ الفتاویٰ جلد اول میں اس کا عدم جواز تحریر فرمایا ہے(۱) یعنی مسجد کی زمین میں حجرہ بنانا جائز نہیں ہے، اور احکام مسجد کے ہمیشہ اس پر نافذ ہوں گے، البحر الرائق میں ہے: قال أبو یوسف: هو مسجد أبدًا إلى قيام الساعة لا يعود ميراثًا ولايجوز نقله ونقل ماله إلى مسجد آخر سواء كانوا يصلون فيه أو لا وهوالفتوىٰ كذا فى الحاوى القدسى انتهىٰ (۲) اور البحر الرائق میں ہے: لايجوز للقيم أن يجعل شيئًا من المسجد مستغلاً ولا سكنىٰ انتهىٰ (۲) ان روایات سے معلوم ہوا کہ جو جگہ ایک دفعہ مسجد ہوجاتی ہے وہ ہمیشہ تا قیام قیامت مسجد رہتی ہے، حکم مسجد کا اس سے زائل نہیں ہوتا؛ اگر چہ وہ غیر آباد ہی کیوں نہ ہو، اور مسجد کے کسی جزو کو مسکن اور حجرہ بنانا بھی جائز نہیں ہے، بناءً علیہ جو جگہ مسجد کے حجرے میں داخل کی گئی وہ مسجد کے حکم میں ہے، احکام مسجد کے اس پر جاری ہوں گے۔ شامی میں ہے: وصرح فى الخانية بأن الفتوىٰ على قول محمدؒ. قال فى البحر: وبه علم أن الفتوىٰ على قول محمدؒ فى آلات المسجد وعلى قول أبى يوسفؒ فى تأبيد المسجد اهـ (۳)

---

(۱) جملہ اجزاء مسجد ہمیشہ در حکم مسجد اند کسے را جز وآں را از مسجد خارج کردن درست نیست واحکام مسجد دائما بر آں نافذ خواہند شد الخ (مجموعة الفتاوىٰ على هامش خلاصة الفتاوىٰ ۱/۲۲۱ كتاب الصلوٰة – الجنس الرابع من الخلاصة . مطبوعہ نول کشور لکھنؤ)

(۲) البحر الرائق ۵/۴۲۱ كتاب الوقف . فصلٌ فى أحكام المساجد .

(۳) الشامى ۶/۴۲۹ كتاب الوقف . مطلبٌ فيما لو خرب المسجد أو غيره .

Maktaba Tul Ishaat.com

سوال:(۳۹۰) پہلے مسجد بارہ گز لمبی تھی پھر دوبارہ تعمیر میں اس کو آٹھ گز تعمیر کرا کر باقی حصے کو حجرہ بنانا درست ہے؟(۱۸۴۲/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: مسجد کے حصے میں حجرہ بنانا جائز نہیں ہے۔ ولا أن يجعل شيئًا منه مستغلاً ولا سكنىٰ بزازية (۱)(درمختار)

مسجد کے پڑوسی کا مسجد کی دیواروں پر کڑیاں اور گاڈر رکھنا

سوال:(۳۹۱) زید نے مسجد کی دیوار شمالی کے اندر دو گاڈر آہنی کے سرے، قریب چھ چھ انچ کے دے کر، اوپر کڑیاں چوپ پاٹ کر چھت قائم کر کے، نیچے اپنی دکان بنا کر اوپر کی چھت بہ نیت ثواب عقبیٰ مسجد کو وقف کر کے، مثل فرش مسجد کے صفیں قائم کر رکھی ہیں، جس فرش پر نمازی نماز ادا کرتے ہیں جس کو تقریبًا آٹھ سال ہو چکے ہیں یہ فعل زید کا جائز ہے یا نہیں؟(۱۰۷۵/۱۳۳۵ھ)

الجواب: مسجد کی دیوار پر اپنی مملوکہ دکان کی چھت کی کڑیاں اور گاڈر رکھنا درست نہیں ہے، البتہ اگر نیچے کے حصۂ دکان کو بھی وقف کر دیوے، اور مسجد میں داخل کر دیوے تو پھر درست ہے۔ كما في الدرالمختار: فيجب هدمه ولو على جدار المسجد الخ (۲) فقط

سوال:(۳۹۲) اگر کوئی شخص جس کا مکان مسجد کی چہار دیواری سے ملحق ہے، وہ باجازت متولیان چہار دیواری مسجد کی ایک دیوار پر کڑیاں رکھ لے تو جائز ہے یا نہیں؟(۹۴۴/۱۳۴۰ھ)

الجواب: مسجد کی چہار دیواری کی کسی دیوار پر کسی پڑوسی کو کڑیاں رکھنے کا حق نہیں ہے، اور متولیان مسجد کو اس کی اجازت دینا شرعًا حرام ہے، اور وہ اجازت معتبر نہیں ہے جیسا کہ فقہاء نے بذیل آیت کریمہ ''وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ'' (۳) اس کی تصریح فرمائی ہے۔ فقط

سوال:(۳۹۳) زید، مابین اپنے مکان کے دروازہ و دیوار مسجد و حجرہ کے اوپر چند کڑیاں چوب چھاپ کر، مثل ایک چھتہ کے قائم کر کے، اوپر سے اپنے استعمال میں لاتا ہے، پاکی ناپاکی کا کچھ لحاظ نہیں کرتا؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟(۱۲۰۹/۳۳-۱۳۳۴ھ)

---

(۱) الدر مع الشامی ۶/۴۲۹ كتاب الوقف – فی آخر مطلبٌ فی أحكام المسجد .

(۲) الدر مع الشامی ۶/۴۲۹ كتاب الوقف – مطلبٌ فی أحكام المسجد .

(۳) سورۂ جن، آیت:۱۸ ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: مسجد اور حجرہ مسجد کی دیوار پر کڑیاں رکھنا جائز نہیں ہے، یہ فعل قطعًا حرام ہے، کڑیاں اتروادینی چاہئیں۔ فقط

کسی شخص کا مسجد کی دیوار پر اپنے مکان کی دیوار بنانا

سوال: (۳۹۴) ایک شخص کا مکان ایک مسجد کے ساتھ ملحق ہے، اس جگہ میں تمام مکانات کی دیواریں مشترکہ ہیں، اور مکان اور مسجد کے مابین جو ''دیوار-ب'' موجود ہے وہ عرصہ تقریبًا پچاس سال سے مکان اور مسجد کی مشترکہ استعمال میں رہی ہے، اب مکان کا مالک اپنے مکان کو از سر نو تعمیر کر رہا ہے، پہلی منزل بن چکی ہے، بعض افراد اعتراض کرتے ہیں کہ شرعًا مالک مکان کو اجازت نہیں کہ وہ ''دیوار-ب'' کو از سر نو اپنے خرچ سے پختہ تعمیر کرے، اور اپنے کسی مصرف میں لائے۔ نیز اعتراض کرتے ہیں کہ وہ اسی دیوار پر اپنے مکان کی دوسری منزل کے لیے دیوار نہیں بنا سکتا۔ شرعًا کیا حکم ہے؟ (۱۳۴۲/۲۵۹۱ھ)

الجواب: درمختار میں اس مسئلہ کو اس طرح لکھا ہے: فرع: لو بنى فوقه بيتًا للإمام لايضر لأنه من المصالح أما لوتمت المسجدية ثم أراد البناء منع ولو قال عنيت ذٰلك لم يصدق تاتارخانية فإذا كان هذا فى الواقف فكيف بغيره فيجب هدمه ولوعلى جدار المسجد الخ (درمختار) قوله ولو على جدار المسجد مع أنه لم يأخذ من هواء المسجد شيئًا اهـ، ونقل فى البحرقبله: ولايوضع الجذع على جدار المسجد وإن كان من أوقافه اهـ قلت وبه علم حكم مايصنعه بعض جيران المسجد من وضع جذوع على جداره فإنه لايحل ولودفع الأجرة الخ (۱) (شامی ۳/۳۷۱) اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ مسجد کی دیوار پر کوئی شخص اپنی دیوار یا کسی دوسرے مکان کی دیوار نہیں بنا سکتا، اگر چہ وہ دوسرا مکان اسی مسجد کے متعلق ہو، اور اوقاف مسجد سے ہو، بلکہ اگر کوئی شخص مسجد کی دیوار کے اوپر دیوار کسی مکان کی بناء کرے گا تو یہ جائز نہیں ہے، اور وہ دیوار منہدم کی جائے گی، اور پھر شامی میں البحر الرائق سے یہ نقل فرمایا ہے کہ مسجد کی دیوار پر کڑیاں دوسرے مکان کی نہ رکھی جائیں اگر چہ وہ مکان اس مسجد کے متعلق وقف ہو، پھر اس کے بعد علامہ شامی نے قلت کے لفظ سے یہ مسئلہ بیان فرمایا کہ ان عبارات سے معلوم ہو گیا کہ مسجد کے بعض ہمسایہ جو مسجد کی دیوار پر کڑیاں رکھ لیتے ہیں یہ جائز نہیں ہے اگر چہ وہ اجرت بھی دیویں انتہی۔

(۱) الدر والرد ۶/۴۲۸ كتاب الوقف – مطلبٌ فى أحكام المسجد .

Maktaba Tul Ishaat.com

پس معلوم ہوا کہ مسجد کی دیوار پر ہمسایہ کو کچھ تصرف کرنا درست نہیں ہے، اس کو چاہیے کہ اپنی دیوار جدید بنائے تاکہ اس کے اوپر بھی دیوار دومنزلہ مکان کی تعمیر ہو سکے۔ فقط

مسجد کی دیوار اور پشتے پر اپنی دیوار بنانا درست نہیں

سوال: (۳۹۵)..... (الف) مسجد کے کسی جزو پر (خواہ دیوار ہو یا طاق ہو) ہندو یا مسلمان کو اپنی دیوار رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

(ب) مسجد کی جانب مغرب میں مسجد کے پشتے پر اپنا آثار رکھ کر مسجد کی دیوار سے دیوار ملا کر بنانا جائز ہے یا نہیں؟

(ج) مسجد کی جانب مغرب میں جو دیوار مسجد کی دیوار سے ملا کر بنائی جائے وہ دیوار مسجد کی دیوار سے اونچی بنانی جائز ہے یا نہیں؟ (۹۸۱/۱۳۴۳ھ)

الجواب: (الف) مسجد کی دیوار پر اور کسی جزو پر ہندو اور مسلمان کو اپنی دیوار بنانا درست نہیں ہے، درمختار میں ہے کہ ''اگر کسی نے ایسا کیا تو اس کو منہدم کر دیا جائے'' (۱)

(ب) مسجد کے پشتہ پر بھی کسی کو دیوار اٹھانا جائز نہیں ہے۔

(ج) اگر اپنی زمین پر دیوار متصل دیوار مسجد کے بنائی جائے تو یہ جائز ہے؛ اور اس کو دیوار مسجد سے اونچا کرنا بھی جائز ہے؛ لیکن مسجد کے پشتے پر دیوار بنانا درست نہیں ہے؛ پشتہ مسجد کا چھوڑ کر دیوار بنائی جائے۔ فقط

مسجد کی دیوار میں پڑوسی کی شرکت صحیح نہیں

سوال: (۳۹۶) مسجد کی کوئی دیوار اور کسی ہمسایہ کی دیوار اگر مشترک ہو تو کیا حکم ہے؟ (۱۴۲۷/۱۳۳۵ھ)

الجواب: مسجد کی دیوار بالکل علیحدہ ہونی چاہیے، اس دیوار میں کسی کا اشتراک صحیح نہیں ہے۔

مسجد کی چھت پر اپنا گھریلو سامان رکھنا درست نہیں

سوال: (۳۹۷) متولی مسجد یا کسی مسلمان کو مسجد کی چھت پر اپنا اسباب خانگی ٹین کے پیپے (ڈرم)

(۱) حوالۂ سابقہ

Maktaba Tul Ishaat.com

ولکڑی وغیرہ رکھنا درست ہے یا نہیں؟ (۱۱۸۶/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: متولی مسجد یا کسی کے لیے ایسا تصرف مسجد میں درست نہیں ہے۔ فقط

مسجد کی زمین میں تصرف کرنے والے کا حکم

سوال: (۳۹۸) ایک شخص مسجد کی دیوار گرا کر راستہ بنانا چاہتا ہے، مسلمانوں نے اس کا حقہ پانی بند کر دیا ہے، لہٰذا ایسے شخص کے واسطے شرعاً کیا حکم ہونا چاہیے؟ (۷۲۲/۱۳۴۲ھ)

الجواب: مسجد کی زمین میں کچھ تصرف کرنا جائز نہیں ہے، جو شخص ایسا ارادہ کرے اور سمجھانے سے بھی نہ مانے اس کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرنا چاہیے جیسا کہ کیا گیا تا کہ اس کو تنبیہ ہو اور اپنے ارادے سے باز آئے قال اللّٰہ تعالیٰ: وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ (۱) پس مسجد کے کسی حصے اور زمین میں کسی کو کوئی تصرف کرنا درست نہیں ہے۔ فقط

کسی شخص کا مسجد کے کنویں کا نصف حصہ اپنے مکان میں شامل کر کے اس کا کرایہ دینا

سوال: (۳۹۹) مظفر نگر متصل تحصیل ایک چاہ پختہ متعلق مسجد میر فتح علی واقع ہے، اس کے گرد و پیش کے مکانات فروخت ہو چکے ہیں، جانب شمال ''لالہ سُکھ بیر سنگھ'' کا مکان ہے، لالہ صاحب نے ایک جدید تعمیر کے اندر قریب نصف چاہ کے دائرے کے اپنے مکان میں بلا اجازت و رضامندی اہل اسلام کے لے لیا، اور مزاحمت پر یہ کہتے ہیں کہ بہ عوض اس حصہ چاہ مسجد کے ایک روپیہ ماہوار مسجد کے واسطے بطور کرایہ حصہ چاہ دوام کے واسطے مقرر کر کے اقرار نامہ لکھا لو آیا ایسی صورت میں اہل اسلام اگر لالہ صاحب سے ایک روپیہ ماہوار کا اقرار نامہ کرائے دوامی کا بحق مسجد تحریر کرا کر تعمیر مذکور بغرض رفع شر بہ حالت موجودہ رہنے دیں؟ یا اس کے علیحدہ کیے جانے کی عدالت مجاز سے چارہ جوئی کر کے علیحدہ کرا دیں؟ (۳۱۲۱/۱۳۴۲ھ)

الجواب: کرایہ لینا اس حصہ چاہ متعلق مسجد کا درست نہیں ہے، اس کو بالکل خالی کرا لیا جائے، اور

(۱) سورۂ جن، آیت: ۱۸۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اس میں پوری کوشش کی جائے؛ کیونکہ اس کا کرایہ پر دینا کسی طرح درست نہیں ہے۔ کذا فی الدر المختار (۱) فقط

کرائے پر دیا ہوا مکان مسجد بنانے کے لیے خریدنا

سوال: (۴۰۰) رجال شَاوَرُوْا لبناء مسجدٍ جديدٍ، فنصبُوْا رجلاً، ودفعو إليه الدراهم قائلاً كلٌّ واحدٍ منهم: "إن هذه الدراهم صدقة للّٰه تعالٰى، لتشترى بها منزلاً لجعله مسجدًا" فذهب واشترى المنزل المستاجر بالدراهم لبناء المسجد فيه، فهل صح وقف الدراهم بهذا اللفظ لذلك المقصود، وتم بالقبض، ويزول ملك المالكين عنها، ويجب صرفهالتلك الجهة المقصودة، و يصير المنزل موقوفًا بدون تجديد عقدٍ وإذن صلاةٍ ولا يمنع الاستيجار صحة البيع وغاية الوقف أم كيف الحكم ؟(۵۲/۷۰-۴۰-۱۳۳۹ھ)

الجواب: قال فى الدرالمختار: وهل يجوز وقف العين المرهونة أوالمستاجرة؟ فأجاب: نعم الخ (۲) فظهر أن شراء المنزل المذكور ووقفه للمسجد صحيح؛ وفى صحة وقف الدراهم اختلاف وكلام، ولكن بعدالشراء بها منزلاً للمسجد لاخفاء فى صيرورته وقفاً ومسجدًا . فقط

ترجمہ: سوال: (۴۰۰) چند لوگوں نے نئی مسجد کی تعمیر کے لیے آپس میں مشورہ کر کے ایک شخص کو ذمے دار بنایا، اور یہ کہہ کر دراہم اس کے حوالے کر دیے کہ ''یہ درہم اللہ کے لیے صدقہ ہیں تم ان کے عوض مکان خرید کر مسجد بناؤ تو وہ شخص گیا اور مسجد بنانے کے لیے ان درہموں کے عوض ایسا مکان خریدا جو کرائے پر دیا ہوا تھا۔ دریافت طلب یہ ہے کہ کیا ان الفاظ (إن هذه الدراهم صدقة للّٰه إلخ) کے ساتھ وقف صحیح ہو کر قبضہ کی وجہ سے مکمل ہو جائے گا؟ مالکوں کی ملکیت ان دراہم سے زائل ہو جائے گی؟ اور ان دراہم کو جہت مقصودہ پر خرچ کرنا واجب ہے یا نہیں؟ نیز نئے سرے سے معاملہ اور نماز کی اجازت کے بغیر مذکورہ مکان وقف ہوگا یا نہیں؟ اور کیا مکان کا کرائے پر ہونا بیع کی صحت اور مقصد وقف

(۱) ولايجوز أخذ الأجرة منه الخ الدرالمختار مع الشامى ۴۲۹/۶ كتاب الوقف فيما لو خرب المسجد أو غيره .

(۲) الدرالمختار مع الردّ ۴۶۳/۶ كتاب الوقف ـ مطلبٌ فى زيادة أجرة الأرض المحتكرة.

Maktaba Tul Ishaat.com

کے لیے مانع ہے یا نہیں؟

الجواب: درمختار میں ہے: **وهل يجوز وقف العين المرهونة أو المستاجرة؟ فأجاب نعم**(۱) یعنی کسی نے پوچھا کہ کیا رہن یا کرائے پر دیے ہوئے اعیان کا وقف صحیح ہے؟ تو فرمایا کہ ہاں! اس سے معلوم ہوا کہ مذکورہ مکان خرید کر مسجد کے لیے وقف کر دینا درست ہے؛ البتہ دراہم کے وقف کے سلسلے میں اختلاف اور کلام ہے، تاہم ان کے عوض مسجد کے لیے مکان خرید لینے کے بعد اس مکان کے وقف اور مسجد ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

مسجد کی زمین میں بنائے ہوئے قبرستان کو برابر کر کے مسجد میں داخل کرنا

سوال: (۴۰۱) قطعہ اراضی افتادہ موروثی زمانہ قدیم گذشتہ سے خاص ایک قبیلے کے لوگوں کے تحت وقبضہ میں تھا؛ چنانچہ تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ زمین مذکورہ کے مورث اعلیٰ کا ایک مسجد اور کنواں تعمیر شدہ اس وقت تک موجود ہے، اور باقی سطح زمین مسجد مذکورہ کے نام پر ان ہی لوگوں نے وقف کر دی تھی، لیکن مہتمم اس زمین وقف شدہ اور مسجد کے وہی لوگ رہے، مگر پہلے پہل اس قبیلے کا جو مردہ مرتا گیا، اس میں انہوں نے دفن کرنا شروع کر دیا، پھر ان ہی کی دیکھا دیکھی اہل برادری نے بھی اپنے اپنے مردے دفن کرنا شروع کر دیے، اگر چہ ان کے ورثاء ہر چند مانع بھی ہوتے رہے؛ لیکن زمانے کے تبدل سے کوئی دفن کرنے سے باز نہ آیا، اب یہ کل زمین ایک قبرستان کی صورت میں ہوگئی، اب کل زمین موقوفہ کو کہنہ ومخدوش دیکھ کر بعض چند ضروریات کی وجہ سے مسجد کو منہدم کر کے وسیع اور فراخ بنانا چاہتے ہیں؛ لیکن مسجد کے ملحق ومتصل جو قبریں کہنہ وجدید ہیں وہ داخل مسجد ہوئی جاتی ہیں، اور ورثائے واقف زمین موقوفہ کے، اور ورثاء وعزیز قبروں کے داخل مسجد کر لینے سے رضامند نہیں ہیں؛ لہٰذا ایسی صورت میں قبروں کا داخل کر لینا ضرورۃً مسجد میں عندالشرع جائز ہے یا نہیں؟ (۱۹۸۸/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: قبر کا نشان باقی نہ رہنے کی صورت میں خواہ خود نشان باقی نہ رہے یا مٹا دیا جائے، اور باقی نہ رکھا جائے، فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ مقبرے میں بھی نماز پڑھنے کی اجازت دیتے ہیں جیسا کہ عبارت

(۱) حوالۂ سابقہ

Maktaba Tul Ishaat.com

ذیل سے ظاہر ہے۔شرح منیہ میں ہے: وكذا أى قال فى الفتاوى: لابأس بالصلوة فى المقبرة إذا كان فيها موضع أعد للصلوة وليس فيه قبر وهذا لأن الكراهة معللة بالتشبّه بأهل الكتاب وهو منتف فيما كان على الصفة المذكورة (۱) وفى ردالمحتار: واختلف فى علته فقيل:لأن فيها عظام الموتى وصديدهم وهونجس وفيه نظر،وقيل:لأن أصل عبادة الأصنام اتخاذ قبورالصالحين مساجد، وقيل: لأنه تشبه باليهود، وعليه مشى فى الخانية. ولابأس بالصلوة فيها إذا كان فيها موضع أعدللصلوة وليس فيه قبرولانجاسة كمافى الخانية ولا قبلته إلى قبر "حلية" الخ (۲)ان عبارات سے مقبرہ میں بھی بہ صورت نہ باقی رہنے نشان قبر کے، جواز صلوۃ معلوم ہوتا ہے، اورصورت موجودہ میں جو بیان سوال میں درج ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ زمین دراصل وقف علی المسجد ہے اس صورت میں اس زمین میں قبر کھودنا، اور مردے کو دفن کرنا جائز ہی نہ تھا، اور جو قبور اس میں کی گئیں خواہ وہ کہنہ ہوں یا جدید، ان کا برابر کردینا اور مسجد میں داخل کرنا بلاتردد درست ہے۔جیسا کہ ارض غیر میں دفن کردینے سے مالک کو اختیار ہے درمیان اخراج میت اور مساوات بالارض کے، قال فى الدرالمختار: ويخير المالك بين إخراجه ومساواته بالأرض الخ(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسجد کے نیچے دُکانیں اوراوپر مسجد بنانا

سوال:(۴۰۲)اس شہر میں ایک مسجد قریب ساٹھ ستر سالہ بوجہ کہنگی شہید کرائی گئی، کرسی مسجد متصل کی گلیوں سے کچھ اونچی تھی، مسلمانان نے کھودوا کر کے متصل کی گلیوں کے برابر کروایا، اور دکانات کی بناء ڈال کر ان دکانوں کے اوپر مسجد بنائی جارہی ہے، اسی مسجد کی بناء کی تقلید پر دیگر مسلمان بھی موجودہ مساجد کو مذکورہ بالا وضع پر بنانے کے درپے ہیں، دکانوں کے بنانے سے صرف غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ مسجد وامام مسجد کے واسطے ان دکانوں کی آمدنی کا سہارا ہو؟ (۵۵۰/۳۳-۱۳۳۴ھ)

---

(۱) غنية المستملى شرح منية المصلى ، ص:۳۱۵، المواضع التى تكره فيها الصلوة .

(۲) الشامى ۳۹/۲ كتاب الصلوة – مطلبٌ فى إعراب كائنا ما كان .

(۳) الدر مع الشامى ۱۳۶/۳ كتاب الصلوة – باب صلوة الجنازة . مطلبٌ فى دفن الميت.

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ کما فی الدرالمختار: أما لو تمت المسجدية ثم أراد البناء منع الخ(۱) وفيه ولايجوز أخذالأجرة منه ولاأن يجعل شيئًا منه مستغلاً ولاسكنى بزازية(۱) فقط

سوال: (۴۰۳) بعض اہل اسلام آباد مسجد کو مہندم کر کے بجائے مسجد کے دکانات بنانا چاہتے ہیں، اوراوپر دکانات کے مسجد بنانا چاہتے ہیں، بعض اہل محلّہ نے تعمیر بند کردی ہے؛ چوں کہ بہ حکم سرکار حکم امتناعی آگیا ہے، اس وجہ سے نماز واذان مسجد میں نہیں ہوتی، یہ گناہ مسجد منہدم کرنے والوں کو ہے یا حکم امتناعی والے کو ہے؟ اورایسا کرنا کیسا ہے؟ (۶۵۶/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: مسجد کو منہدم کر کے اس کے نیچے دکانیں بنانا، اوراوپر مسجد بنانا درست نہیں ہے، یہ بالکل حرام اورناجائز ہے، فقہاء نے یہ تو لکھا ہے کہ اول سے بانی مسجد کے نیچے تہ خانہ وغیرہ بہ غرض مصالح مسجد بنالے، اوراوپر مسجد بنادے تو یہ درست ہے، لیکن جب کہ مسجد تیار شدہ ہواس کو گرا کر اس کے نیچے دکانیں وغیرہ بنانا کچھ درست نہیں ہے۔ کما فی الدرالمختار: أما لو تمت المسجد ية ثم أراد البناء منع — إلى أن قال — فيجب هدمه ولو على جدارالمسجد ولايجوز أخذالأجرة منه ولا أن يجعل شيئًا منه مستغلاً ولاسكنى الخ (۱) پس یہ گناہ مسجد کے منہدم کرنے والوں پر ہے، جنھوں نے بہ غرض دکانیں بنانے کے مسجد کو منہدم کیا؛ اب چاہیے کہ دکانوں کے خیال اورارادے کو موقوف کر کے اصل مسجد کو پھر دوبارہ تعمیر کرالیں۔ فقط

سوال: (۴۰۴) اگر مسجد کے نیچے دکانیں بنائیں تو درست ہے یا نہیں؟ اوردکانیں بنوانے سے غرض یہ ہے کہ کرایہ دکانوں کا مسجد کے اخراجات میں آئے؛ اس صورت میں کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا (۱۶۸۲/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: مسجد کے نیچے دکانیں بنوانا بعد اس کے کہ مسجد پوری ہوچکی، درست نہیں ہے، مثلاً کوئی مسجد پہلے سے قائم ہے یا زمین مسجد کے لیے وقف ہے، اس میں نیچے دکانیں بنوانا درست نہیں ہے۔ شامی میں ہے: وحاصله أن شرط كونه مسجدًا أن يكون سفله وعلوهٗ مسجدًا الخ (۱) ولايجوز أخذ الأجرة منه ولا أن يجعل شيئًا منه مستغلاً(۱) (ردالمحتار) فقط

(۱) الدرالمختار مع الشامی ۶/ ۴۲۸، ۴۲۹ كتاب الوقف – مطلبٌ فی أحكام المسجد .

Maktaba Tul Ishaat.com

مسجد کے نیچے نئی دکانیں بنانا درست نہیں

سوال:(۴۰۵).....(الف) ایک مسجد پرانی ہے، مسجد کے صحن کے نیچے چند دکانیں تھیں، جس سے مسجد کا خرچ چلتا تھا؛ اب دکانیں شکستہ ریختہ ہوگئیں، تو صرفۂ مسجد میں کمی آگئی اگر مسجد ان دکانوں کے اوپر بنائی جائے تو دکانیں صحن مسجد میں آتی ہیں؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟

(ب) اسی مسجد میں بہ جانب شمال دو قبریں ہیں، مسجد کے صحن کو بڑھانا چاہتے ہیں تو قبریں صحن میں آتی ہیں، اور ڈھائی گز نیچے رہیں گی، یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور نماز میں کچھ نقصان تو نہیں ہوگا؟ (۱۸۸۹/۱۳۴۳ھ)

الجواب:(الف) جس جگہ صحن مسجد کے نیچے پہلے سے دکانیں تھیں ان کی تعمیر اور درستی کرا دینا بظاہر درست ہے، اور جدید نہ بنائی جائیں، اور پھر بھی بہتر یہ ہے کہ مسجد کے نیچے دکانیں بالکل نہ ہوں، جیسا کہ روایت ولایجوز أخذ الأجرة منه الخ (۱) سے واضح ہوتا ہے۔ لو بنی فوقه بیتًا للإمام لایضر لأنه من المصالح أما لو تمت المسجدیة ثم أراد البناء منع ولو قال عنیت ذلك لم یصدق الخ ولایجوز أخذ الأجرة منه ولا أن یجعل شیأ منه مستغلاً الخ (۱) (درمختار)

(ب) ان کو برابر کر دینا اور ان کے اوپر بھی صحن مسجد بنالینا درست ہے، اور نماز میں کچھ نقص نہیں آتا۔

مسجد کے ضروری اخراجات کے لیے مسجد کے نیچے دکانیں بنانا

سوال:(۴۰۶) پہاڑی علاقے میں عموماً مسجدوں کے ضروری اخراجات کے لیے آباد پہاڑوں پر یہی صورت اختیار کی جاتی ہے کہ نیچے کے حصے میں دکانیں بنادی جاتی ہیں، اور اوپر مسجد رہتی ہے جس سے مسجد کے ضروری اخراجات پورے ہوتے رہتے ہیں؛ اب سوال یہ کہ ''کوہ مری پہاڑ'' سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر ایک جگہ بہ صورت چبوترا ہے جس پر عرصہ سو سال سے لوگ نماز پڑھتے ہیں، اس کے قرب وجوار میں ہندو ترقی کر رہے ہیں، اس کی حفاظت بہ ظاہر اس وقت اسی طریق پر ہوسکتی ہے کہ نیچے دکانیں بنادی جائیں اور اوپر مسجد رہے، آبادی پہاڑ کے دنوں میں لوگ اس مسجد میں نماز پڑھتے رہیں، اور ضروری اخراجات کے لیے کرایہ آتا رہے، ایسی صورت میں اگر نیچے دکانیں بنا کر اوپر مسجد بنادی

(۱) حوالۂ سابقہ

Maktaba Tul Ishaat.com

جائے جس سے مسجد وسیع بھی ہوجاتی ہے؛ تو شرعًا کیا کوئی صورت جواز نکل سکتی ہے؟ (۱۳۴۵/۲۴۸ھ)

الجواب: مسجد کے لیے شرعًا یہ ضروری ہے کہ نیچے سے اوپر تک مسجد ہو وحاصلہ أن شرط كونه مسجدًا أن يكون سفله و علوه مسجدًا لينقطع حق العبد عنه لقوله تعالىٰ: وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ (۱) (شامی ج:۳) اور نیز درمختار وشامی (۲) میں یہ بھی تصریح ہے کہ مسجد تحت الثری سے لے کر آسمان تک مسجد ہی ہوتی ہے، اور یہ ظاہر ہے کہ اگر مسجد کے نیچے دکانیں ہوں گی، اور وہ کرائے پر دی جاویں گی تو ہر قسم کے کام اس میں ہوں گے اور آداب مسجد کا لحاظ نہ رہے گا، لہٰذا یہ جائز نہیں ہے کہ مسجد کے نیچے دکانیں بہ غرض کرائے پر دینے کے بنوائی جاویں۔ وقد رد في الفتح ما بحثه في الخلاصة من أنه لو احتاج المسجد إلى نفقة توجر قطعة منه بقدر ما ينفق عليه بأنه غير صحيح. قلتُ: و بهٰذا علم أيضًا حرمة إحداث الخلوات في المساجد كالتي في رواق المسجد الأموى ولا سيما ما يترتب على ذٰلك من تقذير المساجد بسبب الطبخ والغسل و نحوه، ورايتُ تأليفًا مستقلاً في المنع عن ذلك (۱) (شامی) الغرض ان روایات سے ظاہر ہوا کہ مسجد کے نیچے دکانیں کرائے پر دینے کو بنوانا درست نہیں ہے؛ البتہ اگر مسجد سے خارج متصل مسجد دکانیں بہ غرض آمدنی بنوائی جاویں تو یہ جائز ہے۔ فقط

مسجد کی تعمیر ثانی کے وقت مسجد کے نیچے دکانیں بنانا جائز نہیں

سوال: (۴۰۷) ایک مسجد جو بہت شکستہ تھی اور شہید ہوچکی تھی، اہل محلّہ نے چندہ کرکے کام شروع کرادیا، اور جانب غرب کچھ زمین بڑھا کر نیچے دکان وقف علی مصالح کی نیت سے بنا کر چھت پر مسجد قرار دی، خلاصہ یہ ہے کہ تعمیر ثانی کے وقت مسجد کے نیچے دکانیں بنانا جائز ہے یا نہیں؟ آیا زمین مسجد منہدمہ مذکور کو ملک ورثاء قرار دے کر دکانیں بنانا جائز ہوسکتا ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۹/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: أقول و باللّٰه التوفيق: شرعًا مسجد کے لیے ضروری ہے کہ اوپر سے نیچے تک مسجد ہو قال في البحر: وحاصله أن شرط كونه مسجدًا أن يكون سفله وعلوه مسجدًا لينقطع حق

(۱) الشامي ۶/۴۲۸ كتاب الوقف – مطلبٌ في أحكام المسجد .

(۲) في الدرالمختار: لأنه مسجد إلى عنان السماء الخ وفي الشامي: وكذا إلى تحت الثرى (الدر والشامي ۲/۳۷۰ كتاب الصلاة ، مطلب في أحكام المسجد)

Maktaba Tul Ishaat.com

العبد عنه لقوله تعالىٰ: وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ الخ (۱)(كتاب الوقف شامی) وفی كتاب الصلاة من الدرالمختار: وكره تحريمًا الوطئ فوقه والبول والتغوط لأنه مسجد إلى عنان السماء الخ وكذا إلى تحت الثرىٰ الخ (۲) (شامی) وفی كتاب الوقف من الدرالمختار: ولايجوز أخذ الأجرة منه ولا أن يجعل شيئًا منه مستغلاً ولا سكنىٰ بزازية (۳) وفی الشامی وقد رد فی الفتح مابحثه فی الخلاصة من أنه لو احتاج المسجد إلى نفقة تؤجر قطعة منه بقدر ما ينفق عليه بأنه غير صحيح. قلتُ: وبهذا علم أيضًا حرمة إحداث الخلوات فی المساجد كالتی فی رواق المسجد الأموی ولا سيما ما يترتب على ذٰلك من تقذير المسجد بسبب الطبخ والغسل ونحوه (۳) پس جب کہ یہ مسلم ہے اور متفق علیہ کہ مسجد عرش سے تحت الثریٰ تک مسجد ہی ہوتی ہے تو ثابت ہوا کہ مسجد کے نیچے دکانیں بنوانا کرائے پر دینے کو، اور ان کو کرائے پر دینا جائز نہیں ہے، کیوں کہ کرایہ دار میں فرق مسلم اور کافر کا نہ ہوگا، اور کرایہ دار ہر ایک قسم کا تصرف اس میں کرے گا، اور وہ افعال کرے گا جو کہ مسجد میں حرام ہیں، اور بانی مسجد اور واقف اول کو جو بوقت بناء اول مسجد کے نیچے سرداب وغیرہ کی اجازت مصالح مسجد کے لیے فقہاء نے لکھی ہے، ان مصالح سے مراد وہ مصالح لیے جائیں گے جن سے مسجد کے آداب وحرمت مسجد وغیرہ میں کچھ فرق نہ آئے، مثلاً مسجد کی صفوف رکھنا یا لوٹا وغیرہ سامان مسجد کا رکھ دینا، نہ یہ کہ اس کو کرائے پر دینا، اور وہ افعال کرنا یا کرانا جس سے تلویث وتقذیر مسجد لازم آئے، مساجد کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے: أن ينظف ويطيب (۴) اور بناء اول کے بعد تو فقہاء نے اس کی بھی اجازت نہیں دی کہ بہ وقت تعمیر ثانی سرداب وغیرہ مصالح مسجد کے لیے بنایا جائے، اور امام ابوشجاع اور امام حلوانی کا فتوی انقاض مسجد ویران

(۱) الشامی ۶/۴۲۸ كتاب الوقف – مطلبٌ فی أحكام المسجد .
(۲) الدر والشامی ۲/۳۷۰ كتاب الصلوة . مطلبٌ فی أحكام المسجد .
(۳) الدر والشامی ۶/۴۲۸، ۴۲۹ كتاب الوقف – مطلبٌ فی أحكام المسجد .
(۴) عن عائشة رضی اللّٰه عنها قالت: أمر رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ببناء المساجد فی الدور و أن تنظف وتتطيب (أبوداؤد ۱/۶۶ كتاب الصلوة – باب اتخاذ المساجد فی الدور ،وكذا فی المشكاة ص:۶۹ كتاب الصلوة – باب المساجد و مواضع الصلوة) وفی الشامی: موضع أعدللسنن والنوافل بأن يتخذ له محرابٌ وينظف ويطيب كما أمر به صلى اللّٰه عليه وسلم (الشامی ۲/۳۷۲ كتاب الصلوة – مطلبٌ فی أحكام المسجد)

Maktaba Tul Ishaat.com

اورخشت وخشب وسنگ وغیرہ کے انتقال کے بارے میں ہے، نہ زمین مسجد کے بارے میں، زمین مسجد کو ہر حال محفوظ رکھنا لازم ہے کیوں کہ جوجگہ ایک دفعہ مسجد ہوجاتی ہے وہ ابدالآباد تک مسجد رہتی ہے، وہ کسی وقت میں بھی ملک بانی وواقف میں داخل نہیں ہوتی، اورمسجد کے بہت سے احکام دیگراوقاف کے حکم سے مغائر ہیں، چنانچہ مشاع کا وقف کرنا عندالبعض جائز ہے، لیکن مشاع کا مسجد بنانا صحیح نہیں۔

لأن بقاء الشركة يمنع الخلوص للّٰه تعالىٰ نهر (۱)(شامی) قوله ويجعل آخره لجهة قربة لاتنقطع يعنى لابد أن ينص على التأبيد عند محمد خلافاً لأبى يوسف اهـ ويأتى بيانه. وهٰذا فى غير المسجد إذ لا مخالفة لمحمد فى لزومه بل هو موافق للإمام فيه الخ (۱)(شامی) وفى الحديث: شر البقاع أسواقها وخير البقاع مساجدها(الحدیث)(۲)فقط

مسجد کے نیچے گودام، پاخانہ، غسل خانہ وغیرہ بنانا درست نہیں

سوال:(۴۰۸) متولی مسجد کی رائے ہے کہ عمارت جدید، مسجد کی سالم منزل زیریں میں یعنی نیچے کے حصے میں گودام ودکانیں وبیوتات ضروری مثل بیت الخلاء وغسل خانہ وغیرہ بنوادیے جائیں، اوراوپر کے حصے پر مسجد تعمیر کی جائے، اورفریق دوم کی رائے یہ ہے کہ مسجد کے نیچے پاخانہ وغیرہ کچھ نہ بنوانا چاہیے، نیچے سے اوپر تک مسجد رہنی چاہیے، ورنہ نماز مکروہ ہوگی؛ ایسی حالت میں متولی کی رائے درست ہے یا فریق دوم کی؟(۲۸۳/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: مسجد کے نیچے پاخانہ وغسل خانہ وغیرہ کا بنوانا درست نہیں ہے، اور یہ بالکل مسجد کے احکام وآداب کے خلاف ہے، لہٰذا بہ صورت موجودہ متولی مسجد کی رائے صواب نہیں ہے، بلکہ فریق دوم

(۱) الشامى ۶/۴۱۸ كتاب الوقف – مطلبٌ شروط الوقف على قولهما .

(۲) عن أبى أمامة رضى اللّٰه عنه قال : إن حِبرًا من اليهود سأل النبى صلى اللّٰه عليه وسلم: أى البِقاع خير؟ فسكت عنه ، وقال : أسكت حتى يجئ جبرئيل فسكت ، وجاء جبرئيل عليه السلام فسأل:فقال: ما المسئول عنها بأعلم من السائل ، و لكن أسأل ربّى تبارك وتعالىٰ ثم قال جبرئيل: يا محمد ! إنى دنوتُ من اللّٰه دنوًّا ما دنوت منه قط ، قال : وكيف كان يا جبرئيل! قال ! بينى و بينه سبعون ألف حجاب من نورٍ فقال : شر البِقاع أسواقها و خير البقاع مساجدها. رواه ابن حبّان فى صحيحهٖ عن ابن عمر رضى اللّٰه عنهما (مشكاة ص:۷۱ كتاب الصلوة – باب المساجد ومواضع الصلوة)

Maktaba Tul Ishaat.com

کی رائے صحیح ہے، مسجد کے نیچے اوراوپر خالص مسجد رکھنا چاہیے، کما قال فی ردالمحتار: وحاصله أن شرط كونه مسجدًا أن يكون سفله وعلوه مسجدًا لينقطع حق العبد عنه لقوله تعالىٰ: وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ (۱) وفی الدرالمختار: ولايجوز أخذ الأجرة منه ولا أن يجعل شيئًا منه مستغلاً ولاسكنى الخ (۱) قال فی ردالمحتار: وقد رد فی الفتح مابحثه فی الخلاصة من أنه لواحتاج المسجد إلى نفقة تؤجر قطعة منه بقدر ماينفق عليه بأنه غير صحيح. قلتُ: وبهذاعلم أيضًا حرمة إحداث الخلوات فی المساجد كالتي فی رواق المسجد الأموی ولاسيما مايترتب على ذلك من تقذير المسجد بسبب الطبخ والغسل ونحوه ورأيتُ تأليفاً مستقلاً فی المنع من ذلك الخ (۱) (شامی ۳/۳۷۱) اورنیز یہ امر مسلّمات میں سے ہے کہ مسجد کے نیچے تحت الثریٰ تک اوراوپر عرش معلیٰ تک تمام مسجد ہوتی ہے قال فی الدرالمختار: وكره تحريمًا الوطئ فوقه والبول والتغوط لأنه مسجد إلى عنان السماء الخ وكذا إلى تحت الثرى (۲) (شامی ۱/۴۴۱) اس عبارت کا حاصل یہی ہے کہ مسجد آسمان تک، اوراسی طرح تحت الثریٰ تک مسجد ہے، پس جب کہ سب نیچے اوپر تک مسجد ہے تو ظاہر ہے کہ پاخانہ وغسل خانہ ودکانیں مسجد کے نیچے بنانی درست نہیں ہیں، اور ان روایات کے خلاف جو روایات ہیں وہ از روئے قواعد وتصریحات فقہاء معتبر نہیں ہیں۔ فقط

سوال: (۴۰۹) ایک مسجد اس صورت سے تعمیر کی جاتی ہے کہ صحن بالائے چھت ہے، اورزیر مسجد دورویہ دکانیں اوردرمیان میں آٹھ فٹ چوڑی سڑک جو عام راستہ ہے، بازار کی آمدنی سب سے اوّل مسجد پر صرف کی جاوے گی، اس کے بعد اور مسجدوں میں صرف کی جاوے گی (یہ جائز ہے یا نہیں؟) (۱۲۵/۱۳۳۵ھ)

الجواب: شامی میں ہے: قال فی البحر: وحاصله أن شرط كونه مسجدًا أن يكون سفله وعلوه مسجدًا لينقطع حق العبد عنه لقوله تعالىٰ: وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ (۳) پس جب کہ مسجد ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ نیچے اوراوپر سب مسجد ہو تو مسجد کے نیچے دکانیں اور راستہ قائم کرنے

(۱) الدر والشامی ۶/۴۲۸، ۴۲۹ كتاب الوقف مطلبٌ فی أحكام المسجد .
(۲) الدر مع الشامی ۲/۳۷۰ كتاب الصلوة– مطلبٌ فی أحكام المسجد .
(۳) الشامی ۶/۴۲۸ كتاب الوقف – مطلبٌ فی أحكام المسجد .

Maktaba Tul Ishaat.com

سے یہ شرط باقی نہ رہے گی اور آداب مسجد؛ دکانوں وغیرہ میں باقی نہ رہیں گے، لہٰذا ایسا نہ کرنا چاہیے، اور درمختار کتاب الصلوۃ میں ہے۔ لأنه مسجد إلى عنان السماء الخ و كذا إلى تحت الثرى (۱) پس جب کہ عنان سماء اور تحت الثری تک مسجد ہوتی ہے تو مسجد کو ایسے تصرفات سے پاک رکھنا چاہیے۔

مسجد کے کمرے کو دُکان میں شامل کرنا جائز ہے

سوال: (۴۱۰) جنوب کی جانب جامع مسجد کی ایک دکان ہے، اس کے قریب ایک حجرہ ہے؛ یہ حجرہ دکان میں داخل کر دیا ہے، اس کے سوا اور بہت حجرے ہیں، اور دکان کا کرایہ پہلے بارہ روپے ماہوار تھا، اب بیس روپے ہوگیا ہے، یہ مسجد میں خرچ ہوتا ہے اس سے پہلے حجرہ مذکورہ بے کار تھا، لہٰذا یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲۶۷/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اس میں کچھ حرج نہیں ہے کہ اس حجرہ کو دکان میں داخل کرلیا گیا؛ کیونکہ اس میں آمدنی زیادہ ہوگئی، اور مسجد کو نفع ہوا، اور وہ حجرہ بے کار تھا اور مسجد کی ضرورت کے لیے دوسرے حجرے موجود ہیں، پس بہ حکم يفتىٰ بكل ماهو أنفع للوقف (۲) اس صورت میں جواز کا فتوی دیا جائے گا۔

مسجد کے دالان کو تیل کا گودام بنا کر کرائے پر دینا

سوال: (۴۱۱) مسجد کے فرش کے ختم پر ایک دالان (بڑا کمرہ) ہے، جس میں مسجد کا سامان اور امام رہتا تھا، اس کو اب مسجد کی طرف میں بند کرا کر مٹی کے تیل کا گودام بنا کر کرائے پر دیا جائے، اور کرایہ مسجد کے نام جمع رہے یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۹۲/۱۳۳۷ھ)

الجواب: جو دالان مسجد سے خارج ہے، اس کو مسجد کے نفع کی غرض سے جدید طریق پر گودام بنانا، اور کرائے پر دینا بہ غرض منافع مسجد کے درست ہے۔ فقط

مصالحِ مسجد کے لیے مسجد میں تہہ خانہ وغیرہ بنانا درست ہے

سوال: (۴۱۲) کسی ایسی مسجد میں جو جدید تعمیر ہونے والی ہے، مصالح مسجد کے لیے خلا رکھا

(۱) الدر والشامی ۲/۳۷۰ كتاب الصلوة – مطلبٌ فی أحكام المسجد .
(۲) الدرالمختار مع الشامی ۶/۴۸۲ كتاب الوقف – مطلب سكن المشترى دارالوقف .

Maktaba Tul Ishaat.com

جائے اورچھت پر مسجد تعمیر کی جائے تو یہ شرعًا جائز ہے یا نہ؟ (۳۳/۳۷۱-۱۳۳۴ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: و إذا جعل تحته سردابًا لمصالحه ای المسجد جاز (۱) اورشامی میں نہر سے نقل فرمایا: وشرط فی المصباح أن یکون ضیقا الخ (۱) وفیه: وهوبیت یتخذ تحت الأرض لغرض تبرید الماء وغیره (۱) ان عبارات سے ظاہر ہے کہ مصالح مسجد کے لیے مسجد کے نیچے تہ خانہ وغیرہ بنانا درست ہے، اس کے کچھ بعد شامی نے فرمایا: قال فی البحر: وحاصله أن شرط کونه مسجدًا أن یکون سفله وعلوه مسجدًا لینقطع حق العبد عنه لقوله تعالیٰ: وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ (۱) (ج:۳ کتاب الوقف شامی) اورجلداول شامی ودرمختار میں ہے: وکره تحریمًا الوطئ فوقه والبول والتغوط لأنه مسجد إلی عنان السماء (۲) (درمختار) وکذا إلی تحت الثری الخ (۲) (شامی) ان عبارات سے یہ معلوم ہوا کہ مسجد نیچے سے اوپر تک، یعنی تحت الثری سے عرش تک مسجد ہی ہے، اس کے نیچے اوپر پیشاب وپاخانہ وجماع وغیرہ امور منافی مسجد درست نہیں؛ اوریہی وجہ مصباح میں اس شرط لگانے کی ہے کہ وہ تہ خانہ تنگ ہو کہ اس میں سوائے پانی وغیرہ ٹھنڈا کرنے یا مسجد کے لوٹے اورصف رکھنے کے اورکوئی کام جومنافی آداب مسجد کے ہو نہ کیا جائے۔ فقط

سوال: (۴۱۳) ''لال کورتی بازار'' کی مسجد میں جگہ تھوڑی ہے، مسجد کی دائیں بائیں جانب جو مکان ہیں وہ مسجد کی ملکیت ہیں، منتظمین بائیں جانب مسجد بڑھانا چاہتے ہیں، مگر اس طرف کا مکان مسجد کی کرسی سے ایک منزل نیچا ہے، منتظمین کا خیال ہے کہ اس مکان کے نیچے والی منزل کو بدستور کرایہ داروں یا امام مسجد کے رہنے کے لیے چھوڑ دیا جائے، اوراس کے اوپر دوسری منزل بنوا کر مسجد کو وسیع و کشادہ کردیا جائے یہ جائز ہے یا نہ؟ (۲۹۳۱/۱۳۴۱ھ)

الجواب: بنانے کے وقت اس کی اجازت ہے کہ مسجد کے نیچے تہ خانہ بہ غرض مصالح مسجد کے بنا دیا جاوے جیسا کہ لوٹا، صف وغیرہ سامان مسجد کے رکھنے کے لیے، اور بہ غرض کرائے پر دینے اور کسی کے رہنے کے لیے دکان ومکان بنانا درست نہیں ہے کہ اس میں مسجد کی بے ادبی اورتلویث کا خوف ہے، کیونکہ مسئلہ یہ ہے کہ مسجد نیچے سے اوپر تک مسجد ہی ہوتی ہے، لأنه مسجد إلی عنان السماء (درمختار)

(۱) الدرالمختار مع الشامی ۶/۴۲۸ کتاب الوقف – مطلب فی أحکام المساجد .
(۲) الدرالمختار والشامی ۲/۳۷۰ کتاب الصلوة – مطلبٌ فی أحکام المسجد .

Maktaba Tul Ishaat.com

وكذا إلى تحت الثرىٰ(۱) (شامی) درمختاراورشامی میں ہے: وإذا جعل تحته سردابًا لمصالحهٖ أی المسجد جاز الخ قوله سردابًا جمعه سرادیب وهو بیت یتخذ تحت الأرض لغرض تبرید الماء وغیره الخ ..... وحاصله أن شرط كونه مسجدًا أن یكون سفله وعلوه مسجدًا(۲) اس شرط سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نیچے اوپر سوائے مسجد کے اور کچھ نہ بنایا جاوے اور یہی احوط ہے، اور بہ ضرورت اگر کچھ بنایا جاوے، تو ایسا مکان جو مسجد کے کاموں میں آوے مثل لوٹا، صف وغیرہ رکھنے کے تو مضائقہ نہیں ہے۔ فقط

گاؤں والوں کا امام کو مسجد ہبہ کرنا صحیح نہیں

سوال: (۴۱۴) ایک گاؤں میں ایک مسجد بہت چھوٹی تھی، لہٰذا ایک وسیع مسجد دوسری جگہ تیار کی ہے، مسجد اوّل کی حفاظت مشکل ہے، اسی وجہ سے گاؤں کے باشندوں نے اس مسجد کو امام مسجد کو ہبہ کردیا ہے؛ امام کو اس پر قبضہ کرنا اور اس میں رہنا درست ہے یا نہیں؟ ایک مولوی نے جواز کا فتوی دیا ہے۔

(۱۵۱۴/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جواز کا فتویٰ صحیح نہیں ہے، مسجد کبھی مسجدیت سے نہیں نکل سکتی، اگر بہ ضرورت اس کو چھوڑا جاوے تو محفوظ کردیا جاوے، کسی کی ملک میں مسجد نہیں آسکتی ہے، اور نہ کوئی اس کا مالک ہوسکتا ہے، نہ کسی کو تملیک کا اختیار ہے؛ پس اگر بہ ضرورت دوسری وسیع مسجد بنائی گئی ہے، تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے، یہ اچھا ہے؛ لیکن مسجد اول (جو صغیر ہے) بھی ہمیشہ کو مسجد رہے گی، اس وقت اگر وہ ویران ہوگئی ہے تو اس کو محفوظ کردیا جاوے، اور بند کردیا جاوے، شاید پھر کسی وقت آباد ہوجاوے، اور اس کی درستی ہو جاوے۔ شامی میں ہے۔ قال فی البحر: وبه علم أن الفتوىٰ على قول محمد فی آلات المسجد. وعلى قول أبی یوسف فی تأبید المسجد (۳) وفیه: أن المسجد إذا خرب یبقى مسجدًا أبدًا (۳) (شامی) ولو خرب ما حوله واستغنی عنه یبقى مسجدًا عند الإمام والثانی أبدًا إلى قیام الساعة وبه یفتی حاوی القدسی (۳) (درمختار) فقط

(۱) الدر والشامی ۲/۳۷۰ كتاب الصلوة – مطلبٌ فی أحكام المسجد .

(۲) الدر مع الشامی ۶/۴۲۸ كتاب الوقف – مطلبٌ فی أحكام المسجد .

(۳) الدر مع الشامی ۶/۴۲۹ كتاب الوقف – مطلبٌ فیما لو خرب المسجد أو غیره .

Maktaba Tul Ishaat.com

مسجد کے لیے زمین وقف کرنے کے بعد اپنی بیٹی کو ہبہ کرنا

سوال: (۴۱۵) احسن اللہ نے پاؤ بیگہ زمین زبانی وقف کرکے، اس میں ایک مسجد تیار کرکے، اذن عام نماز جمعہ کے واسطے دے دیا تھا، لوگ اس میں نماز پڑھتے رہے، بعد کچھ عرصے کے احسن اللہ نے وہ زمین موقوفہ اور اس کے گرداگرد کی اور زمین ملا کر اپنی بیٹی کے نام لکھ دی، اب احسن اللہ کا انتقال ہوگیا، اہل محلّہ اس مسجد کو پختہ کرانا چاہتے ہیں، وارثان مذکوران تمام باتوں سے مانع ہیں، اس حالت میں اہل محلّہ دوسری جگہ مسجد تیار کرسکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۱۳۷/۱۳۳۸ھ)

الجواب: وہ زمین جو مسمی احسن اللہ نے وقف کی وہ وقف ہوگئی، اور وہ مسجد شرعی ہوگئی، اس موقوفہ زمین کو مع مسجد کے ہبہ کرنا دختر کے نام صحیح نہیں ہوا، اور وہ زمین ہبہ سے خارج رہی ہے، جیسا کہ کتب فقہ میں عامۃً ہے: الوقف لایملك ولایملك الخ (درمختار ۶/۴۲۱، کتاب الوقف) پس وارثان احسن اللہ کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اس مسجد کو پختہ کرنے، اور اس کو وسیع کرنے سے مانع ہوں، اگر وہ زمین موقوفہ و مسجد میں کوئی تصرف مالکانہ کریں گی، تو عنداللہ مأخوذ ہوں گی، اور جب کہ وارثان احسن اللہ اس مسجد کو وسیع نہ کرنے دیں، تو اہل محلّہ کو دوسری مسجد بنانا درست ہے۔ فقط

مسجد کی جگہ قیمۃً یا مفت کسی کو دینا جائز نہیں

سوال: (۴۱۶) مسجد ایک جانب کو بڑھائی گئی ہے، اور امام کے لیے محراب وسط میں بنائی گئی ہے، اور پہلی محراب جو ایک جانب کو رہ گئی ہے، اس کے پیچھے ایک مکان ہے جس کا صحن بہت ہی تنگ ہے، اس لیے مکان والا چاہتا ہے کہ محراب کی جگہ دیوار سیدھی کرنے کے بعد جو بچے اس کو مل جائے، اب اہل محلّہ وہ جگہ اس کو مفت یا بہ قیمت دے سکتے ہیں یا نہیں؟ جب کہ مسجد میں اس کی ضرورت نہیں ہے؟ (۲۷۱۱/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اس جگہ کا کسی کو مفت یا بہ قیمت دینا جائز نہیں ہے۔ فقط

مسلمانوں کا مسجد سے دست بردار ہونا جائز نہیں

سوال: (۴۱۷) ایک مسجد چوں کہ ویران تھی اس لیے اس پر ہنود نے قبضہ کرلیا، یعنی مسجد کو شہید کرکے اس کی جگہ مندر بنانا چاہتے ہیں، مقدمہ عدالت میں گیا، مسلمانوں کو سزا ہوئی، اپیل میں مجسٹریٹ

Maktaba Tul Ishaat.com

نے ہندو مسلمانوں کو باہمی رضامند ہو جانے کو کہا تو اہل ہنود اس فیصلے پر رضامند ہوتے ہیں کہ مسجد کا پتھر جو تین محرابیں اور دو منار ہیں اکھاڑ کر لے جائیں، ہمیشہ کے لیے مسجد سے دست بردار ہو جائیں، اور اس جگہ مندر قائم ہونے دیں اس طرح فیصلہ کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۱۰۸۲/۱۳۳۹ھ)

الجواب: مسئلہ شریعت کا یہ ہے کہ جو جگہ ایک دفعہ مسجد ہو جاتی ہے، اس سے کبھی حکم مسجد کا علیحدہ نہ ہوگا، اور وہ ہمیشہ کو مسجد ہی رہے گی، اور اس مسجد کے آداب میں کسی وقت کچھ فرق نہ آئے گا، اور بے حرمتی اس کی کسی وقت جائز نہ ہوگی، اور کسی وقت میں وہ مکان مسکونہ یا مندر وغیرہ نہ بن سکے گا، پس مسلمانوں کو اس طریق سے مصالحت کرنا جو کہ سوال میں مذکور ہے کسی طرح جائز نہیں ہے، اور دست برداری مسجد سے، اور مٹانا علامات مسجد کا، کسی حال جائز نہیں ہے۔ فقط

مسجد کو شہید کر کے اس کی جگہ بازار یا عمارت بنانا درست نہیں

سوال: (۴۱۸) کوئی قدیم مسجد شکستہ ہو یا اچھی حالت میں، اور کوئی حاکم؛ بازار وسیع کرنا چاہے، یا کوئی اور عمارت بہ غرض رفاہ عام تعمیر کرانا چاہے، اور مسلمانوں سے خواہش ظاہر کرے کہ ہم چاہتے ہیں کہ مسجد بہ ضرورت گرا کر اس مقام پر دوسری عمارت قائم کریں، اور مسلمانوں کو یہ بھی خوف ہے کہ وہ حاکم اگر ہم رضامندی ظاہر نہ کریں گے تو وہ جبرًا گرا سکتا ہے۔

(الف) تو کیا ایسی حالت میں مسلمان مسجد گرانے کے لیے اپنی رضامندی دے سکتے ہیں؟

(ب) اور مسجد اپنی جگہ سے ہٹ کر دوسری جگہ تعمیر کی جائے، اور مسجد کی جگہ پر دوسری عمارت تعمیر کی جائے تو کیا شرعًا یہ جائز ہے؟ (۱۱۰۹/۱۳۳۷ھ)

الجواب: شرعًا یہ درست نہیں ہے کہ مسجد سابق کو گرا کر بازار میں داخل کی جائے، اور اس کے عوض دوسری جگہ مسجد بنائی جائے، پس مسلمانوں کو اس کی اجازت دینا درست نہیں ہے، اور مسجد کو ہٹانا اور پہلی مسجد کی مسجدیت کو باطل کرنا، اور اس جگہ دوسری عمارت تعمیر کرنا درست نہیں ہے، درمختار میں ہے:

ولو خرب ماحوله واستغنى عنه يبقى مسجدًا عند الإمام والثانى أبدًا إلى قيام الساعة(۱)

وفى ردالمحتار: قال فى البحر وبه علم أن الفتوىٰ على قول محمدؒ فى آلات المسجد وعلى قول أبى يوسفؒ فى تأبيد المسجد(۱) فقط

(۱) الدرالمختار والشامى ۶/۴۲۹ كتاب الوقف – مطلبٌ فيما لو خرب المسجد أوغيره .

Maktaba Tul Ishaat.com

سوال: (۴۱۹) شہر انبالہ میں قدیم زمانے سے ایک محلّہ چلا آتا ہے، جس میں مسلمان خراسی آباد تھے، ابتدائی عمل داری انگریزی میں ایک بازار بنانے کی ضرورت سے، حکام نے اس محلّہ کو اجاڑ کر ایک دوسری جگہ ان اہل محلّہ کو آباد کر دیا، اور مسجد خراسیان جو بازار میں آ گئی تھی، اس کے عوض ایک قطعہ زمین مسجد بنانے کے لیے دیا گیا۔ عرصہ دراز تک اس قطعہ اراضی پر کوئی مسجد تعمیر نہ ہوئی، پھر کمیٹی میں درخواست دی گئی کہ اجازت تعمیر مسجد دی جائے، لیکن اس مرتبہ حاکم ضلع نے مداخلت کر کے، اس بناء پر تعمیر مسجد کو روک دیا کہ ''ہندو مندر'' قریب ہے، چنانچہ اب اراضی مذکور خالی پڑی ہے، بلکہ ہمسایہ گان کی دست برد کا شکار ہو رہی ہے، آیا حکومت کا قدیم مسجد خراسیان کو بازار کے لیے لے لینا، ایک جائز عمل تھا؟ اور اس کے عوض قطعہ اراضی کا دے دینا کیا اس اراضی کو وقف بہ منزلہ مسجد بنا دیتا ہے؟ اور کیا اس اراضی کو سوائے مسجد کے اور کام میں لا سکتے ہیں؟ تعمیر مسجد کی اجازت ملنے کی امید نہیں ہے۔ یا اس اراضی کو فروخت کر کے ایک اور مسجد کی تعمیر میں اس کی قیمت کو لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ (۴۸۰/۱۳۴۱ھ)

الجواب: مسئلہ یہ ہے کہ جو جگہ ایک دفعہ مسجد ہو جاتی ہے، وہ ہمیشہ مسجد ہی رہتی ہے، مسجد کا حکم اس سے کبھی زائل نہیں ہوتا، لہٰذا اس کو بازار میں لینا جائز نہ تھا، اور دوسری جگہ جو مسجد کے لیے دی گئی جب تک مسلمانان اس کو وقف مسجد کے لیے نہ کریں مسجد نہ ہوگی، پس جب تک وہ جگہ مسجد نہیں ہوئی، اس وقت تک اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت سے دوسری زمین خرید کر اس کو مسجد کر سکتے ہیں، اور نیز اس زمین میں کوئی دوسرا مکان رفاہ عام کا بنا سکتے ہیں۔ فقط

مسجد کو شہید کر کے کارخانہ بنانا

سوال: (۴۲۰) مسلمانوں کی بستی میں ایک زمین میں مسجد پچاس ساٹھ سال سے قائم چلی آ رہی ہے، اب سرکار اس مسجد کی جگہ کو صنعت و حرفت کے کارخانوں کے لیے تجویز کر کے مسجد کو منتقل کرنا چاہتی ہے، مسلمانوں کو اس پر راضی ہونا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۱۱۵/۱۳۴۰ھ)

الجواب: فتویٰ اس پر ہے کہ جو جگہ ایک دفعہ مسجد ہو جاتی ہے وہ ہمیشہ تا قیامت مسجد رہے گی، ابطال اس کی مسجدیت کا کسی حال درست نہیں ہے، پس مسلمانوں کو اس کی کسی طرح اجازت نہ دینی چاہیے، اور مبادلہ اس کا درست نہیں ہے، اور اگر دوسری جگہ مسجد بناء کی جاوے تو پہلی مسجد بھی مسجد رہے گی، اور دوسری بھی مسجد ہو جاوے گی۔ فقط

Maktaba Tul Ishaat.com

مسجد کوشہید کر کے امام کے لیے کمرہ بنانا

سوال: (۴۲۱) مسجد کے حصہ کوشہید کر کے امام کے لیے حجرہ بنانا جائز ہے یانہیں؟ یامدرسہ بن سکتا ہے یانہ؟ (۹۶۲/۱۳۴۳ھ)

الجواب: مسجد کے حصے کوشہید اورمنہدم کر کے اس میں حجرہ یامکان امام کی سکونت کے لیے یا مدرسہ بنانا درست نہیں ہے کما فی الدرالمختار: اما لوتمت المسجد یة ثم ارادالبناء منع الخ (۱)

مسجد کوشہید کر کے سڑک میں شامل کرنا

سوال: (۴۲۲) ایک مسجد عرصۂ دراز سے غیرآباد ہے، یہاں تک کہ گھاس پھوس وغیرہ بھی بھر دیا جاتا ہے، اورخالی ہونے کی حالت میں کوئی رفع ضرورت بھی کرجاتا ہے؛ اب اس کوسڑک کی سیدھ میں آجانے کی وجہ سے راج کی طرف سے شہید کرنے کی تجویز ہے؛ تو کیا مسلمانوں کواس پر شہید ہونا یا لڑائی کرنا جائز ہے یانہیں؟ (۱۶۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جوجگہ مسجد ہوگئی، وہ ہمیشہ کو قیامت تک مسجد ہی رہتی ہے، اس میں کوئی بے تعظیمی کرنا درست نہیں ہے، اورسڑک میں دے دینا بھی درست نہیں ہے؛ بلکہ اس کو بحالہ قائم رکھا جاوے، اور حفاظت اس کی کردی جاوے کہ جانور وغیرہ وہاں نہ آویں؛ مسلمانوں کے ذمے بہ صورت محکوم ہونے کے اسی قدر ہے کہ اپنے اختیار سے اس مسجد کوسڑک وغیرہ میں نہ دیویں، اوراس پر راضی نہ ہوں، باقی لڑنا اورمقابلہ راج کا کرنا بحالت موجودہ ضروری نہیں۔

مسجد کی زمین میں ''اکھاڑا'' بنانا

سوال: (۴۲۳) ایک مکان مسجد کے لیے چندہ سے لیا گیا ہے، اوراس کوتوڑ کر مسجد قائم کی گئی ہے، اورنماز وتراویح ایک عرصہ سے ہوتی چلی آتی ہے، اورایک حصہ اس کا پختہ بنوایا گیا ہے، اورایک حصہ واسطے وضوو غسل خانہ اورحجرہ وغیرہ کے لیے چندہ نہ ہونے سے باقی پڑا تھا؛ اب اس جگہ میں بعض ان لوگوں نے ـــــ جنھوں نے چندہ زیادہ دیا ہے ـــــ اکھاڑا بنوایا ہے؛ آیا یہ اکھاڑا اس جگہ بنانا

(۱) الدرالمختارمع الشامی ۶/۴۲۸ کتاب الوقف . مطلبٌ فی أحکام المسجد .

Maktaba Tul Ishaat.com

جائز ہے یانہیں؟ (۸۶۷/۱۳۴۳ھ)

الجواب: یہ جائز نہیں ہے، اس جگہ کو مسجد ہی کی ضروریات میں لینا چاہیے۔ فقط

مسجد کی زمین پر مکان بنا کر اسے کرائے پر دینا جائز نہیں

سوال: (۴۲۴).....(الف) شہر جوہانسبرگ محلّہ ملائی کیمپ میں ایک نابود شدہ مسجد کی زمین پڑی ہوئی ہے، جس میں ۲۵ سال قبل ایک مسجد آباد تھی، جس زمانہ میں محلّہ ویران ہوا، اور وہاں کوئی مسلمان نہ رہا، اس وقت مسجد بھی ویران ہوکر صرف زمین باقی رہی، اس زمین کا سرکاری ماہوار ٹیکس کا بوجہ عدم ادائیگی کے تقاضہ ہوا، اور نوبت یہ پہنچی کہ زمین فروخت کردی جائے، اس وقت بہ فرمانِ علماء مبلغ ایک سو پچھتر پونڈ اس زمین کا ٹیکس جامع مسجد جوہانسبرگ کی رقم سے ادا کیا گیا، نیز اگر آئندہ وہ زمین بے کار رہے گی تو بہ عوض ٹیکس مذکور از جانب سرکار فروخت ہونے کا خدشہ ہے؛ لہٰذا مسلمانان جوہانسبرگ اس بات پر متفق ہیں کہ اس زمین پر جامع مسجد کی طرف سے ایک مکان بنایا جائے، جس کا کرایہ جامع مسجد میں صرف کیا جائے، زمین مذکورہ میں جامع مسجد کی بالکل ضرورت نہیں ہے؛ آیا زمین مذکورہ میں مکان بنانا اور اس کا کرایہ جامع مسجد کے مصارف میں صرف کرنا جائز ہے یانہیں؟

(ب) ایک ویران شدہ مسجد کی زمین ہے جس کے اوپر کسی زمانہ میں مسجد آباد تھی، اس کا بانی ''شافعی'' ہے اور وہ حیات ہے؛ فی الحال اس زمین کے قرب و جوار میں مسلمانوں کی آبادی نہ ہونے کی وجہ سے وہاں مسجد کی ضرورت نہیں ہے، وہ زمین بانی مذکور کے ذریعہ سے دیگر مساجد کے تصرف میں آسکتی ہے یا نہیں؟ (۱۴۸۴/۱۳۴۳ھ)

الجواب: (الف، ب) شامی میں ہے کہ مسجد کی تابید پر فتوی ہے، یعنی جو زمین مسجد ہوجاتی ہے وہ ہمیشہ مسجد رہتی ہے، (۱) اور آداب مسجد اس میں قائم رہتے ہیں، اور مسجد کی زمین پر مکان بنا کر اس کو کرائے پر دینا بھی ناجائز ہے، جیسا کہ درمختار و شامی میں تصریح ہے، (۲) لہٰذا بہ صورت مسئولہ دونوں

(۱) قال فی البحر : وبہٖ علم أن الفتوی علی قول محمدؒ فی آلات المسجد وعلٰی قول أبی یوسفؒ في تأبید المسجد (الدرالمختارمع الشامی ۴۲۹/۶ کتاب الوقف – مطلب فیما لوخرب المسجد أو غیرہ)

(۲) أما لو تمت المسجدیة ثم أراد البناء منع الخ وفیه: ولایجوز أخذ الأجرة منه ولا أن یجعل شیئًا منه مستغلا ولاسکنی بزازیة (الدرمع الرد ۴۲۸/۶، ۴۲۹ کتاب الوقف – مطلب فی أحکام المسجد)

Maktaba Tul Ishaat.com

قطعہ زمین کو جس میں مسجد تھی محفوظ رکھنا چاہیے، اور مسجد رکھنا چاہیے اس میں اگرچہ روایات دوسری بھی ہیں جو کہ بصورت ویرانی مسجد اس قسم کے تصرفات کو جائز کرتی ہیں؛ لیکن فتوی عدم جواز تصرفات مذکورہ پر ہے۔ فقط

مسجد کے احاطے میں کرائے پر دینے کے لیے مکان بنانا

سوال: (۴۲۵) مسجد کے احاطے کی زمین جو قبلے کی دیوار سے متصل ہے، اس میں قبلے کی دیوار سے ملا کر کوئی مکان بنا کر واسطے دکان کے کرائے پر دیا جائے، اور انتفاع مسجد میں صرف ہو تو اس میں شرعی ممانعت تو نہیں ہے؟ (۱۳۴۲/۱۰۵۰ھ)

الجواب: ظاہر یہ ہے کہ یہ درست ہے؛ کیوں کہ خود مسجد میں یہ تصرف اس وجہ سے ناجائز ہے کہ اس سے تقذیر مسجد لازم آتی ہے، اور جو جگہ اوقاف مسجد سے خارج عن المسجد ہے اس میں مکان وغیرہ بنا کر مسجد کو نفع پہنچانا درست ہے۔ فقط

امام کا مسجد کی زمین میں اپنی رہائش کے لیے مکان بنانا

سوال: (۴۲۶).....(الف) ایک مسجد کو شہید کر کے از سر نو بنایا گیا تو اس کے پرانے ملبے اور سامان کو کیا کرنا چاہیے؟

(ب) امام مسجد نے احاطۂ مسجد میں اپنے رہنے کے لیے بلا اجازت اہل مسجد کے مکان بنایا، اور اس میں مسجد کا پرانا سامان اور ملبہ اٹھا کر لگا لیا؛ اس صورت میں امام کا یہ فعل جائز ہے یا نہ؟ (۱۳۴۵/۷۵ھ)

الجواب: (الف، ب) اس کے پرانے سامان اور ملبے کو فروخت کر کے اس کی قیمت اس مسجد میں لگانی چاہیے، اور مسجد کے متعلق جو زمین ہو اس میں اگر مسجد کی ضرورت کے لیے مکان بنایا جاوے تو اس میں بھی اس ملبے کو لگانا درست ہے، اور امام مسجد کے لیے قیام کا مکان بنانا بھی مسجد کی ضروریات سے ہے، اور مصالح مسجد سے ہے، لہٰذا امام مذکور کو باذن اہل محلّہ واہل مسجد یا متولی مسجد مکان بنانا درست ہے، لیکن وہ مکان بھی مسجد کا ہے جب تک امام مذکور امامت مسجد کراوے اس مکان میں رہے، اور جب امام مذکور امام نہ رہے تو جو امام مقرر ہو وہ اس میں رہ سکتا ہے۔ فقط

Maktaba Tul Ishaat.com

کیا نئی مسجد بنا کر پرانی مسجد کو گھر بنانا جائز ہے؟

سوال: (۴۲۷) ہمارے گاؤں میں مدت مدید سے ایک مسجد خام چلی آتی ہے، اب دوسری جگہ مسجد جدید اور پختہ بنانے کا ارادہ ہے تو مسجد موجود خام کو گھر بنا کر رہنا جائز ہے یا نہ؟ (۱۰۰۴/۱۳۴۵ھ)

الجواب: جو مسجد خام پہلے سے موجود تھی وہ مسجد ہی رہے گی، اس میں کچھ تصرف ملکیت وغیرہ کا کسی کا صحیح نہ ہوگا، اور وہ کسی کا مکان نہ ہو سکے گا، اس کو ہمیشہ مسجد ہی رکھنا چاہیے۔ جیسا کہ شامی میں ہے کہ فتویٰ تابید مسجد پر ہے؛ یعنی جو جگہ ایک دفعہ مسجد ہو جاتی ہے وہ ہمیشہ مسجد ہی رہے گی۔ فقط

مسجد کی زمین کو امام باڑا، یا تعزیہ گاہ بنالینا جائز نہیں

سوال: (۴۲۸) مسجد کی دو کوٹھریوں کو اہل محلّہ نے ''امام باڑہ'' کی شکل میں منتقل کرلیا ہے، اور ایک دالان جیسا بنالیا ہے، تعزیہ کا گھوڑا اس میں رکھا ہے؛ یہ تعمیر درست ہوئی یا نہیں؟ کیوں کہ اس میں صریح مسجد کی حق تلفی ہے، کرائے کی آمدنی مسدود ہوگئی، اور زمین ایک دوسرے مصرف میں لائی گئی؛ اس تعمیر میں چندہ دینا کیسا ہے؟ (۱۳۰۳/۱۳۴۵ھ)

الجواب: یہ فعل اہل محلّہ کا جائز نہیں ہے، اور یہ تعمیر درست نہیں ہوئی، اور چندہ دینا اس میں اس کام کے لیے جائز نہیں ہوا؛ اب لازم ہے کہ ان بدعتوں کو وہاں سے دور کیا جاوے، اور اس دالان کو بہ کار مسجد لایا جاوے۔ فقط

سوال: (۴۲۹) مسجد کی افتادہ زمین میں ـــــ جو وقف ہے ـــــ تعزیہ رکھنے کا ''امام باڑا'' بنانا درست ہے یا نہیں؟ پہلے اس زمین میں دکانات تھیں جن کا کرایہ مسجد میں صرف ہوتا تھا اب ان دکانات کے گر جانے سے امام باڑا بنالیا گیا؟ (۱۸۴۲/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: مسجد کی موقوفہ زمین میں ''امام باڑا'' بنانا جائز نہیں ہے، بلکہ اس افتادہ زمین میں مکان یا دکانات بنوا کر کرائے پر دی جائیں، اور اس کا کرایہ مسجد میں صرف کیا جائے، اور اگر مسجد کی زمین میں مکان ''امام باڑا'' کے نام سے بنالیا گیا ہے تو اس میں تعزیہ نہ رکھا جائے، تعزیہ کو وہاں سے اٹھوا دیا جائے؛ اگر ویسے اٹھوانے میں دقت ہو تو بذریعہ حکام اور بذریعہ عدالت اٹھوا دیا جائے، اور اس مکان کو

Maktaba Tul Ishaat.com

امام باڑا کے نام سے موسوم نہ کیا جائے؛ بلکہ اس کو مسجد کا مکان کہا جائے اور کرائے پر دے دیا جائے برائے سکونت۔

مسجد کے اوپر کچہری کرنا شرعًا درست نہیں

سوال: (۴۳۰) ریاست جے پور میں ایک مقام ہے، وہاں پر کچہری تحصیل مسجد کے اوپر ہوتی ہے، اور یہ بہت عرصے سے ہوتی چلی آرہی ہے، مسلمانوں نے بہت کچھ عذرات پیش کیے؛ لیکن کچھ سنوائی نہ ہوئی، مجبور ہوکر اس معاملے کو خدا پر چھوڑ دیا؛ وہاں کچہری کرنے والوں کا کیا حشر ہوگا؟ (۴۲/۱۷۴۵ھ)

الجواب: مسجد کا حکم نیچے سے اوپر تک مسجد کا ہے، جو امور مسجد کے اندر جائز نہیں ہیں وہ مسجد کی چھت پر بھی جائز نہیں ہیں؛ لہٰذا کچہری کرنا مسجد کے اوپر شرعاً درست نہیں ہے، مسلمانوں کا کام اسی قدر تھا کہ وہ کوشش کریں کہ مسجد میں کچہری کرنا موقوف کردیا جاوے؛ پس جب کہ مسلمانوں نے اس بارے میں کوشش کرلی تو وہ بری الذمہ ہیں، اس کا وبال اس پر ہے جو مرتکب اس فعل ناجائز کا ہے۔ فقط

مسجد کے نچلے حصے میں اپنی قبر بنانا جائز نہیں

سوال: (۴۳۱) زید ایک مسجد بنانا چاہتا ہے، اس طور پر کہ نیچے کی منزل میں اپنی قبر بناوے، اور اوپر کی منزل میں مسجد بناوے؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۲۴۷۵/۱۳۴۵ھ)

الجواب: اس طرح مسجد بنانا کہ نیچے قبر ہو اور اوپر مسجد ہو یہ جائز نہیں ہے۔ فقط

مسجد کے احاطے میں مردے دفن کرنا

سوال: (۴۳۲) احاطۂ مسجد کی زمین وقف ہے یا نہیں؟ اور مردہ دفن کرنا اہل محلّہ کو اس میں جائز ہے یا نہیں؟ (۱۷۴/۱۳۴۰ھ)

الجواب: احاطۂ مسجد کی زمین اگر مسجد کے اوقاف میں سے ہے تو اس میں دفن اموات جائز نہیں ہے، اور اگر وہ زمین پہلے سے قبرستان ہی ہے، اور اموات کے دفن کے لیے وقف ہے تو اس میں اموات کو دفن کرنا درست ہے۔ فقط

Maktaba Tul Ishaat.com

مسجد اور اس کی زمین سے ناجائز فائدہ حاصل کرنا

سوال: (۴۳۳) زید نے ایک مسجد بنائی، اور اس کے ساتھ کچھ زمین بھی وقف کی، اب چونکہ واقف اور بانی مسجد کو فوت ہوئے عرصہ ہوا، اس لیے اس کی صورت بدل کر، مسجد اور اس کی زمین سے مالک موجودہ ناجائز فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے، اور اپنے مکان میں مسجد اور مسجد کی زمین کو شامل کرلے اور اپنا مکان بنالے، اس کے لیے کیا حکم ہے؟ (۲۰۱۷/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: ویزول ملکه عن المسجد والمصلّٰی بالفعل وبقوله جعلتُه مسجدًا الخ (۱) وفیه أیضًا: ولو خرب ماحوله واستغنٰی عنه یبقی مسجدًا عندالإمام والثانی أبدًا إلی قیام الساعة وبه یفتی (۲) ان روایات سے معلوم ہوا کہ بانی مسجد کی ملکیت مسجد سے وقف کردینے سے زائل ہوجاتی ہے، اور پھر وہ ملک بانی کی طرف نہیں لوٹتی، اور اگر مسجد کا ماحول خراب ہوجائے، اور لوگ اس سے مستغنی ہوجائیں تو اس سے اس کی مسجدیت باطل نہیں ہوتی، بلکہ جو جگہ ایک دفعہ مسجد ہوجاتی ہے، وہ ہمیشہ کے لیے آسمان سے تحت الثری تک مسجد رہتی ہے، لہٰذا مسجد کو یا مسجد کی زمین موقوفہ کو اپنے گھر میں شامل کرنا ہرگز جائز نہیں ہے، جس نے ایسا کیا ہے اگر وہ ویسے نہ مانے تو اس پر عدالت میں دعوی کرکے اس کے مکان کو منہدم کرا کر مسجد کو اور اس کی زمین موقوفہ کو اس کے مکان سے علیحدہ کرکے محفوظ کرادیا جائے ورنہ سب لوگ گنہ گار ہوں گے، اور جس وقت تک وہ شخص مسجد کو اور اس کی زمین موقوفہ کو اپنے مکان سے علیحدہ نہ کردے اس وقت تک تمام مسلمان اور تمام اہل برادری اس سے قطع تعلق رکھیں۔ فقط

مسجد کا کوئی حصہ مندر یا تعزیہ گاہ کی گذرگاہ کے لیے چھوڑنا

سوال: (۴۳۴) ایک مسجد کی تعمیر کو دوسو برس سے زیادہ ہوا، جس کی حالت موجودہ یہ ہے کہ زمانے کے انقلاب سے مسجد کا پچھّم حصہ ظاہر تھا، حصہ صحن و چہار دیواری زمین کے اندر بالکل پوشیدہ ہوگیا تھا، مسجد کے متصل ایک مندر جو جدید عمارت ہے موجود ہے، درمیان مندر اور صحن مسجد کی شاہ راہ

(۱) الدر مع الشامی ۴۲۶/۶ کتاب الوقف – مطلبٌ فی أحکام المسجد .

(۲) الدر مع الشامی ۴۲۹/۶ کتاب الوقف – مطلبٌ فیما لو خرب المسجد أو غیره .

Maktaba Tul Ishaat.com

وگذرگاہِ تعزیہ ورام لکشمن قائم ہوگیا ہے، اب پوشیدہ حصہ مسجد پر ایک حلوائی نے بغرض تعمیر مکان کھدوانا شروع کیا، جس سے مسجد کا پوشیدہ حصہ ظاہر ہوگیا، اور مسلّم مسجد زمین کے اندر سے نکل آئی، لہٰذا مسجد کے ظاہر ہوجانے سے شاہ راہ مندر وگذرگاہ تعزیہ وغیرہ غیر ممکن ہے؛ تو کس قدر حصہ مسجد کا بغرض گذرگاہ کے چھوڑا جاسکتا ہے؟ (۱۱۰۶/۱۳۳۹ھ)

الجواب: مسجد ظاہر ہوجانے کے بعد اب کوئی حصہ مسجد کا شاہراہ وگذرگاہ تعزیہ وغیرہ کے لیے چھوڑنا درست نہیں ہے، مسجد ہمیشہ کو مسجد رہتی ہے، اور ابدالآباد تک واجب التعظیم ہے، مسجد کے کسی حصے کو کسی دوسرے کام میں لانا جائز اور درست نہیں ہے، اس کا انتظام ضروری ہے، اور گذرگاہوں کا مسجد میں سے بند کرانا لازمی امر ہے۔ فقط

مسجد کی زمین پولیس چوکی بنانے کے لیے کرائے پر دینا

سوال: (۴۳۵) کسی مسجد کی اراضی برائے نام کرائے پر چوکی کوتوالی پولیس بنانے یا رکھنے کے واسطے کرائے پر دینا جائز ہے یا نہیں؟ (۷۳۷/۱۳۴۱ھ)

الجواب: یہ جائز نہیں ہے۔ فقط

مسجد کے کسی حصے کو کرائے پر دینا

سوال: (۴۳۶) ایک مسجد از سرنو بناء کی جارہی ہے، جس کے ایک جانب عام راستہ ہے، پس اس سمت میں دو دکانیں اس نیت سے کہ ان کا کرایہ اخراجات مسجد میں صرف کیا جاوے گا تحت سقف حصہ مسجد بنانے کا ارادہ ہے، صحن مسجد کشادہ ہے، اور اس کے احاطے میں دوسری ضروریات کے واسطے حجرے بنے ہوئے موجود ہیں، پس کیا شرعًا ایسی دکانیں بنانا جائز ہے؟ (۴/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: مسجد کے نیچے دکانیں بنانا کرائے پر دینے کی غرض سے درست نہیں ہے؛ کیوں کہ مسجد نیچے سے اوپر تک مسجد ہی ہوتی ہے، اس میں اس قسم کا تصرف جس میں بے ادبی مسجد کی ہو درست نہیں ہے، اور ظاہر ہے کہ جب دکانیں کرائے پر دی جاویں گی تو اس میں حرمت مسجد باقی نہ رہے گی، درمختار و شامی میں ہے کہ مسجد کے کسی حصے کو کرائے پر دینا اور اس کو آمدنی مسجد کا ذریعہ بنانا جائز نہیں ہے(۱) اور

(۱) ولایجوز أخذ الأجرة منه الخ (الدرالمختار مع الشامی ۶/۴۲۹ کتاب الوقف – مطلبٌ فیما لو خرب المسجد أو غیرہ)

Maktaba Tul Ishaat.com

یہ کہ مسجد عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک مسجد ہے مسجد کے اوپر و نیچے دکانیں کرایہ کی و مکان مسکونہ بنانا جائز نہیں ہے(۱) فقط

مسجد کی افتادہ زمین فروخت کرنا

سوال: (۴۳۷) ایک طوائف نے اپنے مرنے کے وقت ایک وصیت نامہ ـــــ کہ جس میں مسجدوں کے نام ایک حصہ افتادہ زمین ہے ـــــ لکھا ہے؛ اب وہ زمین اس وقت تک بے کار ہے، اور خریدار موجود ہے، اگر فروخت کردی جائے تو وہ روپیہ مسجد کے صرفہ یا امام مسجد کی تنخواہ میں صرف ہوسکتا ہے یا نہیں؟ (۸۸۳/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: وہ زمین افتادہ مسجد کے واسطے وقف ہوگئی ہے، اس کا فروخت کرنا درست نہیں ہے، بلکہ ایسی صورت ہونی چاہیے کہ اگر مسجد کے متعلق اس میں کوئی مکان، حجرہ، غسل خانہ وغیرہ بنانے کی ضرورت ہو بنالیا جائے یا اس میں مکان بنا کر اس کا کرایہ مسجد میں صرف کیا جائے، البتہ اگر وصیت کرنے والے نے اس کی تصریح کردی ہو کہ اس کو فروخت کرکے اس کی قیمت مسجد کی ضروریات میں خرچ ہوسکتی ہے؛ تو اس حالت میں اس زمین کو فروخت کرکے اس قیمت کو مسجد کے کاموں میں اور امام و مؤذن کی تنخواہ میں صرف کرسکتے ہیں، اور بدون تصریح واقفہ کے فروخت کرنا درست نہیں ہے؛ کیونکہ اصل یہ ہے کہ وقف کی بیع وشراء وغیرہ جائز نہیں ہے الوقف لا يملك ولا يملك (۲) (درمختار)

کسی کی ضرورت کی وجہ سے مسجد کی زمین فروخت کرنا

سوال: (۴۳۸) مسجد کے نام ایک مکان ہے، اس کا کرایہ مسجد میں خرچ ہوتا ہے، ایک شخص اس مسجد کے قریب آباد ہے، اس کو کچھ زمین کی اپنے مکان میں لانے کے لیے ضرورت ہے، وہ شخص متولی مسجد سے کچھ زمین بہ قیمت خریدنا چاہتا ہے؛ متولی کو اس کی ضرورت کی وجہ سے اس مکان کی تھوڑی سی زمین فروخت کرنا عندالشرع جائز ہے یا نہیں؟ (۱۰۴/ ۱۳۳۷ھ)

---

(۱) لأنه مسجد إلى عنان السماء الخ (الدرمع الرد ۶/ ۴۲۸-۴۲۹ كتاب الوقف – مطلبٌ فى أحكام المسجد)

(۲) الدرالمختار مع الرد ۶/ ۴۲۱ كتاب الوقف – بعد مطلبٌ مهمٌ : فرّق أبويوسف بين قوله موقوفة .....إلخ .

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: مسجد کے نام جو زمین ہے وہ وقف ہے، اور وقف کا فروخت کرنا درست نہیں ہے۔ کما فی الدر المختار وغیرہ: اَلْوَقْفُ لا یُمْلَكُ وَلا یُمَلَّكُ (الدر مع الرد ۶/۴۲۱ کتاب الوقف) فقط

جس جگہ مسجد کے آثار ہوں اس کو بیچ سکتے ہیں یا نہیں؟

سوال: (۴۳۹) ایک ''سفیدہ جگہ آثار مسجد شہید شدہ'' کو ایک شخص جو کہ متصل مسجد مذکور کے رہتا ہے مبلغ پانچ صد روپے میں ایک دوسرے شخص کے ہاتھ فروخت کرتا ہے وہ جائے مسجد بیع ہوسکتی ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۲/۱۸۸ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: اَلْوَقْفُ لا یُمْلَكُ وَلا یُمَلَّكُ اس کا حاصل یہ ہے کہ وقف میں کوئی تصرف بیع و ہبہ وغیرہ کا جائز نہیں ہے، اور وہ کسی کی ملک نہیں ہے، اور یہ بھی شامی میں مذکور ہے کہ جو جگہ ایک دفعہ مسجد ہو جاتی ہے، وہ ہمیشہ کو مسجد رہتی ہے لأن الفتوی علی تأبید المسجد (الشامی ۶/۴۲۹ کتاب الوقف) پس جب کہ وہ جگہ مسجد تھی، اور نشان مسجد اس پر قائم ہے؛ یعنی اگر چہ اب وہ منہدم ہے؛ لیکن آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مسجد تھی تو اس میں شخص مذکور کا تصرف بیع صحیح نہیں ہے، اور بیع اس کی باطل ہے: نہ ثمن اس کے بائع کے لیے حلال ہے، اور نہ وہ جگہ ملک مشتری میں داخل ہوگی؛ اور مکان بنانا اس میں، بہ غرض سکونت جائز نہیں ہے، اور استعمال میں لانا اس کا درست نہیں ہے، اہل شہر و اہل محلّہ کو حق ہے کہ زمین مسجد مذکور کو بائع و مشتری کے تصرف سے جس طرح ہو سکے نکالیں، اور اس کو مسجد ہی سمجھیں، اور آداب مسجد اس میں ملحوظ رکھیں، اور جس وقت موقع اس کی تعمیر اور آبادی کا ملے، اس کو تعمیر کرادیں، اور اگر یہ نہ ہو سکے تو کم از کم اس کو محفوظ کر دیں۔ فقط

ویران مسجد یا اس کی موقوفہ زمین فروخت کرنا

سوال: (۴۴۰) پہلے ایک جگہ مسجد تھی، اب مسجد ویران اور غیر آباد ہے، چوں کہ قریب اس کے اور مسجدیں ہیں وہ جگہ فروخت ہو کر دوسری مسجد میں لگ سکتی ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۱/۸۵ھ)

الجواب: مسجد کو یا مسجد کی زمین موقوفہ کو فروخت کرنا درست نہیں ہے۔ فقط

Maktaba Tul Ishaat.com

سوال: (۴۴۱) ایک مسجد رنڈیوں نے اپنی کمائی سے بنائی تھی اس میں کوئی نماز نہیں پڑھتا تھا، اور وہ پرانی ہوکر گرگئی تھی، لہٰذا اس مسجد کو ان رنڈیوں نے ایک فقیر کو دے دیا، اس فقیر نے اس کی لکڑیاں وغیرہ اٹھا کر زمین ایک شخص کے ہاتھ فروخت کردی، اب وہ مالک زمین مسجد بنانا چاہتا ہے تو اس مسجد میں نماز پڑھنے میں کچھ حرج تو نہیں؟ (۱۵۹/۱۳۳۵ھ)

الجواب: زمین مسجد کی بیع وشراء صحیح نہیں ہے، بہرحال جس کے قبضے میں اب وہ زمین ہے، اس کو لازم ہے کہ اس زمین کو مسجد سمجھے، اور اگر وہ یا دیگر مسلمانان اس کو تعمیر کردیویں تو بہت اچھا ہے، نماز اس میں صحیح ہوگی۔ فقط واللہ اعلم

سوال: (۴۴۲) ایک آدمی مسجد کے لیے زمین وقف کرکے مرگیا، لیکن وہ زمین یوں ہی پڑی ہے، اس کے قریب ایک آدمی کا مکان ہے، اس کو کچھ زمین درکار ہے اس کو قیمۃً لینا درست ہے یا نہیں؟ (۲۳۸/۱۳۳۷ھ)

الجواب: جو زمین وقف ہوگئی اس میں سے کسی جزو کی بیع وشراء درست نہیں ہے، وہ منتقل کسی کی ملک میں نہیں ہوسکتی، جیسا کہ اَلْوَقْفُ لا یُمْلَكُ وَلا یُمَلَّكُ مسئلہ معروفہ ہے(۱) فقط

مسجد کی موقوفہ زمین کے معاوضے میں ملی ہوئی زمین کو بیچنے کا حکم

سوال: (۴۴۳) ایک شخص نے ایک مکان پختہ مسجد کو وقف کردیا، تھوڑے عرصے کے بعد وہ مکان سرکار نے کسی وجہ سے اٹھادیا، اور دوسری جگہ دے دی عوض میں، اس جگہ کو چند شخصوں نے جمع ہوکر فروخت کردی، پچاس روپے کو؛ یہ بیع زمین کی اس صورت میں جائز ہے یا نہیں؟ (۳۲۸/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اس معاوضے کی زمین کو مسجد پر ہی وقف سمجھنا چاہیے، اس کو فروخت نہ کرنا چاہیے۔ فقط

مسلمانوں کی آبادی نہ ہونے کی وجہ سے مسجد کو فروخت کرکے دوسری مسجد بنانا

سوال: (۴۴۴) ایک مسجد جو کہ چھت پر واقع ہے، اس کی آبادی نہیں ہوسکتی کیوں کہ وہاں نہ کوئی

(۱) الدرمع الرد ۶/۴۲۱ كتاب الوقف۔ بعد مطلب مهم: فرق أبويوسفؒ بين قوله موقوفة ..... الخ .

Maktaba Tul Ishaat.com

مسلمانوں کا محلّہ ہے، نہ اس کے نزدیک کوئی راستہ ہے، مسجد میں چکر لگا کر آنا پڑتا ہے تو ایسی مسجد کو فروخت کر کے دوسری مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۳۸۱/۱۳۴۰ھ)

الجواب: مسئلہ یہ ہے کہ مسجد نیچے سے اوپر تک؛ یعنی تحت الثری سے آسمان تک اور عرش تک مسجد ہوجاتی ہے، اور جو مسجد ایک دفعہ ہوجاتی ہے، پھر وہ ابدالاباد تک مسجد رہتی ہے، کسی وقت میں بھی اس سے حکم مسجد کا علیحدہ نہیں ہوتا، پس فروخت کرنا مسجد مذکور کا شرعًا درست نہیں ہے، وہ ہمیشہ کو مسجد ہی رہے گی اس کی حفاظت رکھی جاوے، اور دوسری مسجد اگر بہ ضرورت تیار کرلی جاوے تو یہ بھی جائز ہے، مگر مسجد اول بھی مسجد رہے گی کما فی الشامی: من أن الفتوی علی تأبید المسجد (۶/۴۲۹ کتاب الوقف) فقط

مسجد کو فروخت کرنے والے کا شرعی حکم

سوال: (۴۴۵) چند لوگوں نے ایک کچی مسجد کو فروخت کردیا، حالاں کہ وہ مسجد ساٹھ سال سے قائم تھی، اور فروخت کرنے والوں نے جھوٹا حلف کرلیا ہے کہ اس جگہ مسجد نہیں تھی اس صورت میں ان لوگوں کے واسطے کیا حکم ہے؟ (۱۰۴۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جو جگہ مسجد ہوجاتی ہے وہ ہمیشہ کے لیے مسجد ہی رہتی ہے، اس کی حفاظت ضروری ہے، بیع اور شراء اس کی باطل اور ناجائز ہے، مسجد ہرگز کسی کی ملک نہیں ہوسکتی، جن لوگوں نے مسجد کو فروخت کردیا وہ سخت گنہ گار اور عاصی ہیں، اہل اسلام ان سے کچھ تعلق نہ رکھیں، ان کی گردن پر دوہرا وبال ہے: ایک مسجد کے فروخت کرنے کا، دوسرا جھوٹا حلف کرنے کا۔

مسجد کے لیے وقف شدہ کمرے کا دروازہ صحن مسجد میں کھولنا درست ہے

سوال: (۴۴۶) ایک شخص نے محلے کی مسجد کے ملحق حجرہ تعمیر کیا، اور اس کا ایک دروازہ مسجد کے صحن میں رکھا کہ اگر کوئی مسافر یا معلم آئے تو اس میں ٹھہرے، اور سامان مسجد رکھا جائے، اور اس کا انتظام تعمیر کرانے والا خود کرتا ہے، اور اپنا ہی قفل لگا رکھا ہے، مسجد کے لیے اس کو وقف کرچکا ہے، اس پر اہل محلّہ کہتے ہیں کہ جب تم وقف کرچکے ہو تو اپنا قفل اور اپنا انتظام کیوں رکھتے ہو؟ ورنہ دروازہ مسجد میں جو رکھا ہے بند کرادو، اس بارے میں فیصلہ شرعی کیا ہے؟ (۲۶۸۷/۱۳۴۳ھ)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: جب کہ وہ حجرہ مسجد پر وقف ہوگیا تو اس کا دروازہ صحن مسجد میں رکھنا درست ہے، اور چونکہ جو واقف کسی چیز کا ہوتا ہے وہی شرعًا اس کا متولی اور منتظم ہوتا ہے، اس لیے اس کو اس کا انتظام رکھنا، اور مرمت کرانا، اور قفل لگانا؛ سب جائز ہے۔ جیسا کہ درمختار میں ہے: **جعل الولاية لنفسه جاز بالإجماع وكذا لو لم يشترط لأحد فالولاية له عند الثاني وهو ظاهر المذهب. نهر** (۱) (درمختار)

مسجد کی افتادہ زمین میں اسکول بنانا

سوال: (۴۴۷) مسجد کی افتادہ زمین پر اسکول مروجہ بنانا جس میں اردو، انگریزی، حساب، جغرافیہ، قرآن شریف اور دینیات پڑھایا جاتا ہو؛ بنانا جائز ہے یا نہیں؟ جس سے آمدنی کرایہ کی ہو سکے اور اس کو کرائے پر دینا جائز ہے یا نہیں؟ (۳۷/۷/۱۳۴۱ھ)

الجواب: اگر اس میں مسجد کا نفع ہو تو درست ہے۔

استطاعت کے باوجود مسجد آباد نہ کرنا

سوال: (۴۴۸) جس گاؤں کی مسجد شکستہ ہو، اور لوگ باوجود قدرت کے اس کی مرمت نہ کریں، اور اس کو آباد نہ کریں تو ان کے لیے کیا حکم ہے؟ (۴۶/۱۹۷۸-۱۳۴۷ھ)

الجواب: جو لوگ باوجود استطاعت کے مسجد کی مرمت نہ کریں اور اس کو آباد نہ کریں وہ گنہ گار ہیں۔ فقط

مسجد ہونے کے لیے چھت اور منارہ ضروری نہیں

سوال: (۴۴۹) ایک چبوترا ہے، جس پر تیس سال سے پنج وقتہ بانگ وصلوٰۃ ہوتی ہے، اور منبر و حجرات موجود ہیں، اور جمعہ بھی پڑھا جاتا ہے، اب زید کو اعتراض ہے کہ صرف چبوترہ بنا کر نماز پڑھنے سے مسجد کی حرمت صادق نہیں آتی؛ کیونکہ اس پر چھت ہے نہ منار، جو لوازمات مسجد سے ہے؛ بکر اس پر مصر ہے کہ منار اور چھت مسجد کے لوازمات میں سے نہیں، ادائے عبادت پنج گانہ باجماعت بانگ وصلوۃ کا قیام کافی ہے، اور اس چبوترے پر نماز جمعہ بھی ہوتی ہے۔ (۳۲/۲۳۵۸-۱۳۳۳ھ)

---

(۱) الدرمع الشامی ۴۵۱/۶ كتاب الوقف - مطلبٌ فی اشتراط الواقف الولاية لنفسهٖ .

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: اگر مالک چبوترہ نے اس کو نماز کے لیے وقف کر دیا تھا، اور مسجد کر دیا تھا تو وہ چبوترا مسجد ہو گیا، چھت اور منارے کی ضرورت مسجد ہونے کے لیے نہیں ہے۔ فقط

جو زمین تعمیر کے بعد احاطۂ مسجد سے باہر رہ گئی اس کو فروخت کرنا

سوال: (۴۵۰) زید نے چند مسلمانوں سے کچھ روپے بطور چندہ جمع کیے یہ کہہ کر کہ اس روپے سے زمین مسجد بنانے کو لی جائے گی، اس نیت سے لوگوں نے چندہ دیا اور ان روپوں سے ایک زمین خریدی گئی، جس میں مسجد بنائی گئی، وقت بنائے مسجد قطب نما وغیرہ سے سمت قبلہ درست کرنے میں من جملہ زمین خرید شدہ چند ہاتھ زمین بوجہ کجی کے احاطۂ مسجد سے باہر رہ گئی، مسجد باہمہ وجوہ تیار ہو گئی، اس میں جمعہ اور جماعت جاری ہے؛ لیکن کسی مسلمان نے اب تک نہ زبانی ایسا کہا کہ یہ سب زمین خرید شدہ ہم نے وقف کیا، نہ ایسی تحریر کسی منتظم مسجد یا چندہ دہندہ کی طرف سے ہوئی؛ اب سوال یہ ہے کہ وہ زمین جو احاطۂ مسجد سے باہر ہے، زمین مسجد سمجھی جائے گی، اور اس کا حکم مسجد کا ہوگا یا زمین موقوفہ کہی جائے گی؟ اور اس زمین کی بیع وشراء جائز ہے یا نہیں؟ منتظم مسجد نے اس زمین کو خارج مسجد سمجھ کر ایک ہمسایہ مسلمان کے ہاتھ فروخت کر دی، اس روپے کو مسجد میں خرچ کیا، اس صورت میں کیا حکم ہے؟ (۲۶۴۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: ویزول ملکه عن المسجد والمصلّٰی بالفعل، وبقوله جعلتُه مسجدًا عند الثانی الخ (۱) وفیه قبله: ورکنه الألفاظ الخاصة. قال فی ردالمحتار: ومنها ما فی الفتح حیث قال: فرع: یثبت الوقف بالضرورة وصورته: أن یوصی بغلة هذه الدار للمساکین أبدًا أو لفلان وبعده للمساکین أبدًا فإن الدار تصیر وقفًا بالضرورة. والوجه أنها کقوله اذا مت فقد وقفت داری علی کذا الخ (۲) (شامی: ۳/۳۵۹)

پس بناءً علی هذه الروایات وامثالها صورت مسئولہ میں یہ حکم ہے کہ جس قدر زمین میں مسجد تعمیر ہوئی، اور مسجد میں آ گئی وہ مسجد ہو گئی، اور جس قدر زمین مسجد میں داخل ہونے سے بچ گئی، اس میں باجازت چندہ دہندگان تصرف بیع وغیرہ کا ہو سکتا ہے، اور اس قیمت کو باجازت چندہ دہندگان مسجد میں

(۱) الدرمع الرد ۶/۴۲۶ کتاب الوقف – مطلبٌ فی أحکام المسجد .

(۲) الدرالمختار وردالمحتار ۶/۴۰۹ کتاب الوقف – مطلبٌ : قد یثبت الوقف بالضرورة .

Maktaba Tul Ishaat.com

بھی صرف کر سکتے ہیں، اور منتظم مسجد چونکہ عرفاً وکیل ہے اہل چندہ کا؛ اس لیے اس کو بھی اجازت اس قسم کے امور کی معلوم ہوتی ہے۔

مسجد کے موقوفہ مکان کی حفاظت ضروری ہے

سوال: (۴۵۱) اگر کسی امام مسجد کو مسجد کے مکان موقوفہ میں، نمازیوں نے رہنے کی اجازت بلا کرایہ اس وجہ سے دی ہو کہ عرصہ دراز تک انہوں نے بلا تنخواہ امامت کی تھی؛ تو اب جب کہ یہ امام اس مکان موقوفہ کو اپنی ملک سمجھتا ہو، اور نمازیوں کو ان کی حرکات سے یہ خیال پیدا ہو گیا ہو کہ یہ امام اس مکان پر قبضہ کر لے گا، اس وجہ سے نمازی اس سے کرایہ نامہ لکھوانا چاہتے ہیں، اگر وہ کرایہ نامہ لکھنے سے انکار کریں تو ان کو مکان موقوفہ سے علیحدہ کر دیں تو جائز ہے یا نہیں؟ (۹۳۴/۱۳۴۰ھ)

الجواب: ایسی حالت میں کہ اس امام معزول شدہ کی طرف سے یہ اندیشہ ہے کہ وہ مدعی ملکیت ہو جاوے گا، اور قرائن سے ایسا ظاہر ہوتا ہے تو اس سے کرایہ نامہ لکھوالیا جاوے یا علیحدہ کر دیا جاوے یہ ضروری ہے کیونکہ حفاظت اور نفعِ وقف کا لحاظ ضروری ہے، اور جس فعل میں مضرت وقف ہو اس سے احتراز کرنا لازم ہے۔ فقط

مسجد کی زمین میں مہاجن کے تصرفات کا حکم

سوال: (۴۵۲) .....(الف) ایک مہاجن نے جامع مسجد کھتولی کا آب چک تو بالکل اپنے مکان کے صحن میں شامل کر لیا ہے۔

(ب) اور پشتہ مسجد کا توڑ کر اپنے مکان کی دیوار، دو تین پائخانے وزینہ تیار کر لیا، وہ پائخانہ جس کا گندہ پانی ہر وقت مسجد کی پشت کی دیوار سے رگڑ کر چلتا ہے جس کی وجہ سے دیوار مسجد کا مصالحہ کمزور ہو کر دیوار کے اندر پانی آتا ہے، اس جگہ کا فرش اور بوریہ وغیرہ تر رہتے ہیں، اور بدبو رہتی ہے ایسی حالت میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے؟

(ج) آیا اس جگہ کا جو مہاجن نے مسجد کی دبالی ہے کچھ معاوضہ اور قیمت لے کر چھوڑ دینا جائز ہوگا یا نہیں؟

Maktaba Tul Ishaat.com

(د) مسجد کا پشتہ وآب چک داخل مسجد ہے یا نہیں؟ (۱۸۲۴/۱۳۴۱ھ)

الجواب: (الف-د) جس قدر زمین مسجد کی آب چک اور پشتہ میں تھی وہ سب اس مہاجن سے لے کر حسب دستور سابق عمل درآمد کرنا چاہیے، قیمت لے کر اس زمین مسجد کو چھوڑنا اور مسجد کو نقصان پہنچانا کسی طرح شرعًا درست نہیں ہے، اور زمین آب چک و پشتہ مسجد اوقاف مسجد میں سے ہے، اس کو فروخت کرنا اور اس کی قیمت لینا یا مبادلہ کرنا جائز نہیں ہے۔ فقط

مسجد کو توڑ کر میونسپلٹی کے خرچ سے دوسری جگہ مسجد بنانا

سوال: (۴۵۳) ''رنگون'' کے ایک پہلو میں ایک مسجد بہتّر (۷۲) سال سے قائم ہے، اس مسجد کے گرد میونسپلٹی کی زمین واقع ہے، رنگون میونسپلٹی آج کل ایک انگریز کے ماتحت ہے، وہ چاہتا ہے کہ مسجد کو توڑ کر دوسری جگہ میونسپلٹی کے خرچ سے بنادی جائے، چنانچہ مسجد کا متولی اور امام اس پر راضی ہے؛ ایسا کرنا شرعًا جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسے لوگ جو کہ اس پر راضی ہیں متولی اور امام بننے کے قابل ہیں یا نہیں؟ (۱۶۱۰/۱۳۴۱ھ)

الجواب: مسئلہ شرعیہ یہ ہے کہ مسجد تا ابد مسجد رہتی ہے، اور اس کی مسجدیت کبھی باطل نہیں ہوسکتی۔ لأن الفتویٰ علی تأبید المسجد (۱) (شامی) یعنی فتویٰ اس پر ہے کہ مسجد ابدالآباد تک مسجد رہتی ہے، پس اس مسجد کے ابطال اور انہدام میں کوشش کرنا، اور تصرف کفار میں دینے کی کوشش کرنا، ناجائز اور حرام اور باطل ہے، اور کوشش مذکور کرنے والے مصداق وعید وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا الآية (۲) کے ہیں؛ لہٰذا وہ لوگ متولی مسجد بننے اور بنانے کے مستحق نہیں ہیں۔ فقط

جنازہ گاہ کی تعمیر کے لیے جمع کی ہوئی اینٹوں سے مسجد کے صحن کا فرش بنانا

سوال: (۴۵۴) ''جگراؤں'' میں مسجد جدید بنائی گئی ہے، لیکن اس کا صحن بہت چھوٹا ہے،

(۱) وبِهٖ عُلم أن الفتوى ..... على قول أبي يوسف في تأبيد المسجد اهـ (ردالمحتار ۶/ ۴۲۹ كتاب الوقف، مطلب: فيما لو خَرِبَ المسجدُ أو غيره)

(۲) سورۂ بقرہ، آیت: ۱۱۴۔

Maktaba Tul Ishaat.com

محلّہ داروں نے خشت پختہ برائے تعمیر جنازہ خانے کو جمع کر رکھی ہیں، اگر وہ خشت فرش مسجد کے واسطے دے دیں تا کہ فرش صحن بڑا بنوایا جائے تو شرعًا کیا حکم ہے؟ (۲۵۴/۱۳۴۰ھ)

الجواب: اگر وہ لوگ جنہوں نے خشت پختہ برائے جنازہ خانہ جمع کی ہیں، مسجد کے فرش کے لیے ان کو دے دیں تو درست ہے، اور فرش مسجد کا فراخ کر دینا بہت اچھا ہے ایسا ہی کرنا چاہیے۔ فقط

قبروں کی اینٹوں سے بنائی ہوئی مسجد کا حکم

سوال: (۴۵۵) کوئی مسجد قبروں کی اینٹوں سے بنائی جائے تو وہ مسجد شرعًا کہلاتی ہے یا نہیں؟ (۱۲۸۲/۱۳۳۷ھ)

الجواب: مسجد اصل میں زمین ہوتی ہے اگر زمین وقف کر کے مسجد کر دی گئی وہ زمین مسجد شرعی ہوگئی، البتہ ناجائز مال سے تعمیر مسجد کرانے میں تعمیر کرنے والا گنہ گار ہوتا ہے، اسی طرح قبروں کی اینٹیں مسجد میں لگانا اچھا نہیں ہے، مگر اس صورت میں کہ وہ اینٹیں بے کار پڑی ہوں تو ایسی حالت میں گنجائش ہے کہ ان اینٹوں کو مسجد میں لگا دیا جائے کیونکہ ویسے بالکل ضائع ہونے کا اندیشہ ہے، بہر حال نماز اس مسجد میں ادا ہو جاتی ہے اور یہ فعل برا ہوا۔

مسجد سے علاحدہ چبوترے پر نماز پڑھنے کا حکم

سوال: (۴۵۶) جو لوگ مسجد سے علیحدہ چبوترے پر نماز فرض اور تراویح پڑھیں تو وہ چبوترہ مسجد ضرار کے حکم میں ہوگا یا نہ؟ اور وہ لوگ مفسد ہوں گے یا نہیں؟ (۲۲۲۷/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جو لوگ علیحدہ جماعت فرض نماز کی اور تراویح کی کرتے ہیں ان پر طعن نہ کرنا چاہیے، اور ان کے چبوترے کو مسجد ضرار نہ کہنا چاہیے، ضروری نہیں ہے کہ سب آدمی تکلیف اٹھا کر ایک ہی جگہ جماعت کریں۔

متولی کی اجازت کے بغیر مسجد کی مرمت کرنا

سوال: (۴۵۷) ایک شخص ناخواندہ بلا اجازت متولیان مسجد عام لوگوں سے چندہ وصول کرتا

Maktaba Tul Ishaat.com

ہے، اور مسجد میں لگاتا رہتا ہے، متولیان مسجد کو اس کے تصرف کو جو وہ مسجد میں کرتا ہے یعنی مرمت وغیرہ روکنا جائز ہے یا نہ؟ (۴۴/۲۳۰-۱۳۴۵ھ)

الجواب: وفی الطحطاوی عن الهندية : مسجد مبنی أراد رجل أن ينقضه و يبنيه أحكم ليس له ذلك، لأنه لا ولاية له "مضمرات" إلا أن يخاف أن ينهدم إن لم يهدم الخ تأويله إن لم يكن البانی عن أهل تلك المحلة، وأما أهلها فلهم أن يهدموه ويجددوا بناءه ويفرشوا الحصير ويعلقوا القناديل لكن من ما لهم لامن مال المسجد الخ (۱) اس سے ظاہر ہے کہ بلا اجازت متولی کسی شخص کو مسجد میں بناء ونقض کا اختیار نہیں ہے، البتہ اگر اہل محلّہ میں سے کوئی شخص اپنے مال سے مسجد کی مرمت اور درستی کرے، اور سامان ضروری مسجد میں دے تو یہ جائز ہے اور یہ ثواب ہے۔ فقط

تعمیر ثانی کے وقت مسجد کی بچی ہوئی جگہ میں کمرہ بنانا

سوال: (۴۵۸) ایک مسجد جو بالکل شکستہ قابل مرمت ہے، اگر اس کو شہید کر کے اسی جگہ اس سے چھوٹی مسجد بنائی جائے، اور جو جگہ زائد بچے اس سے کوٹھی یا حجرہ اخراجات مسجد کے لیے بنانا درست ہے یا نہیں؟ (۴۶/۱۰۸۳-۱۳۴۷ھ)

الجواب: اس مسجد کو شہید کر کے پھر اس تمام زمین کو جو مسجد میں داخل ہے مسجد میں لینی چاہیے، اس میں سے کچھ حصہ مسجد سے خارج کرنا درست نہیں ہے، بلکہ مسجد کی تمام زمین مسجد میں ہی داخل کرنی چاہیے؛ کیوں کہ جو جگہ ایک دفعہ مسجد ہو جاتی ہے وہ ہمیشہ ابدالآباد تک مسجد رہتی ہے، اس جگہ میں حجرہ اور کوٹھا بنانا درست نہیں ہے۔ كما قال الشامی: من أن الفتوىٰ على تأبيد المسجد (۶/۴۲۹ كتاب الوقف) فقط

مسجد کے غسل خانے کی کڑی مسجد کی دیوار پر رکھنا

سوال: (۴۵۹) غسل خانے کی کڑی اور شہتیر کا سرا مسجد کی دیوار پر رکھنا شرعًا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۴۰۱/۱۳۴۱ھ)

(۱) الشامی ۶/ ۴۲۷ كتاب الوقف – مطلبٌ فی أحكام المسجد .

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: مسجد کی دیوار پر مسجد کے غسل خانے کی کڑی یا شہتیر رکھنا درست نہیں ہے۔ کما فی الشامی: ولا یوضع الجذع علی جدار المسجد وإن کان من أوقافه الخ (۱)

مسجد کے وضوخانے کو مسجد کی دُکان میں شامل کرنا

سوال: (۴۶۰) مسجد کے اس حصے کو جو جوتا اتارنے، وضو کرنے کی جگہ ہے مسجد کی دکان میں شامل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۲/۴۶۸ھ)

الجواب: اگر وضو کی جگہ دوسری موجود ہے یا تیار ہوسکتی ہے تو پہلی جگہ کو بہ غرض نفع مسجد دکان میں شامل کرنا درست ہے۔

فاحشہ عورت کی وقف کی ہوئی مسجد گرا کر اپنے تصرف میں لانا

سوال: (۴۶۱) ایک فاحشہ عورت نے اپنی ناجائز کمائی سے مسجد تیار کی، علماء نے فتوی دے دیا کہ اس مسجد میں نماز جائز نہیں، لہٰذا اس میں ایک وقت کی بھی نماز ادا نہیں ہوئی، اس مسجد کی دیواریں بہت شکستہ ہیں، اور چھت کا تو نشان بھی نہیں، اگر آپ اجازت دیں تو ہم اس کو گرا کر اپنے تصرف میں لائیں؟ (۱۳۴۲/۳۶۸ھ)

الجواب: اپنے تصرف میں لانا مسجد مذکور کا صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ وقف ہے، اور اَلْوَقْفُ لایُمْلَكُ وَلا یُمَلَّكُ (الدرمع الرد ۶/۴۲۱ کتاب الوقف) مسئلہ مشہور ہے، اور شامی میں ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی ملک کی زمین وقف کرے، اگرچہ بطریق فاسد وہ زمین اس کی ملک میں آئی ہو تو وقف کرنا اس کا صحیح ہے، درمختار میں ہے: وشرطه شرط سائر التبرعات الخ قال فی الشامی: أفاد أن الواقف لابد أن یکون مالکًا له وقت الوقف ملکًا باتًا ولو بسبب فاسد الخ (۲) فقط

---

(۱) الشامی ۶/۴۲۸ کتاب الوقف – فی آخر مطلبٌ فی أحکام المسجد.

(۲) الشامی ۶/۴۱۰ کتاب الوقف. شرائط الوقف.

Maktaba Tul Ishaat.com

اوقافِ مسجد سے متعلق مسائل

تین مسجدوں کے لیے ایک مکان

سوال: (۴۶۲).....(الف) بلاتفریق حصص ہر سہ مساجد کو جائداد کا وقف کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(ب) واقف نے متولی کو یہ اختیار دیا ہے کہ مکان موقوفہ کو فروخت کر کے اس کی قیمت ہر سہ مساجد میں دیدے؛ یہ امر تابید کے منافی ہے یا نہیں؟

(ج) بعد وقف بنام ہر سہ مساجد اس کی قیمت کا کسی مدرسہ عربی میں دے دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور یہ ہبہ ہے یا وصیت؟ (۱۷۴۰/۱۳۴۵ھ)

الجواب: (الف) جائز ہے اور علی السویہ ہر سہ مساجد کو آمدنی دی جاوے گی۔

(ب) بیع کی شرط بھی بطریق مذکور وقف میں درست ہے، اور یہ استبدال کی صورت ہے جس کو کتب فقہ میں جائز لکھا ہے اور یہ شرط منافی تابید کے نہیں ہے: کذا فی الدر المختار (۱)

(ج) جن مساجد پر وقف کیا گیا ہے ان ہی مساجد میں اس کی آمدنی یا قیمت خرچ کی جاوے کسی مدرسہ عربی وغیرہ میں خرچ کرنا اس کا درست نہیں ہے: کما فی الدر المختار: شرط الواقف کنص الشارع (الشامی ۶/۵۰۸ کتاب الوقف) اور یہ وقف ہے ہبہ یا وصیت نہیں ہے، البتہ مرض الموت میں وقف ہونے کی صورت میں بحکم وصیت ہوتا ہے۔ (۲) (درمختار)

---

(۱) وجاز شرط الاستبدال به أرضًا أخرى حينئذ أو شرط بيعه ويشترى بثمنه أرضًا أخرى إذا شاء فإذا فعل صارت الثانية كالأولى فى شرائطها الخ (الدر مع الرد ۶/۴۵۷ كتاب الوقف – مطلب فى استبدال الوقف وشروطه)

(۲) الوقف فى مرض موته كهبة فيه من الثلث مع القبض ، فإن خرج الوقف من الثلث أو أجازه الوارث نفذ فى الكل وإلا بطل فى الزائد على الثلث (الدر المختار مع الشامى ۶/۴۶۹-۴۷۰ كتاب الوقف – مطلبٌ : الوقف فى مرض الموت)

Maktaba Tul Ishaat.com

مسجد سے متعلق زمین میں دوسری مسجد بنانا

سوال: (۴۶۳) کسی امام مسجد کو اکثر مقتدیوں نے چند الزامات شرعی عائد ہونے کی وجہ سے مثلاً عدم ادائے فرائض امامت سے معزول کرنا چاہا، مگر بعض مقتدی امام کے طرف دار کہتے ہیں کہ مسجد کے متعلق جو اراضی ہیں اس میں سے کسی حصے میں ہم ایک مسجد دوسری تیار کریں گے، جس میں امام علیحدہ شدہ امامت کرے گا، ورنہ امام کو معزول مت کرو، اس صورت میں دریافت طلب امر یہ ہے کہ مسجد ثانی کی تعمیر جائز ہے یا نہیں؟ اور اس مسجد ثانی پر اہل محلّہ بھی ناخوش ہیں، اور جہاں پر مسجد ثانی بنانا چاہتے ہیں اس زمین کی آمدنی مسجد میں صرف ہوتی ہے، اور امام علیحدہ کردہ کی غیرت کی وجہ سے یہ مسجد بناتے ہیں۔ (۹/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: تقرر امام وغیرہ اکثر اہل محلّہ واہل مسجد کی رائے پر مفوض ہے، پس جب کہ اکثر اہل محلّہ امام قدیم سے بہ سبب اس کے فسق وعدم ادائے فرائض کے ناخوش ہیں تو اس کو خود بھی امام ہونا مکروہ تحریمی ہے، اور جب کہ اکثر اہل محلّہ نے اس کو معزول کر دیا اور وہ معزول ہو گیا، اور امام جدید جو مقرر کیا ہے وہ امام ہو گیا، اور مسجد اول کی اراضی کی آمدنی میں سے مسجد جدید کی بناء وتعمیر میں دینا جائز نہیں ہے۔ وھٰکذا فی کتب الفقه. فقط

مسجد کی موقوفہ زمین میں تعمیر کردہ عمارتیں بھی وقف ہیں

سوال: (۴۶۴) زید نے ایک مسجد کی زمین موقوفہ پر ملکیات، اخراجات مسجد کے لیے تعمیر کرائی، ان ملکیات کی آمدنی تقریباً پچیس سال سے ضروریات مسجد میں صرف ہو رہی ہے؛ خلاصہ سوال یہ ہے کہ یہ ملکیات وقف ہوں گی یا نہیں؟ (۱۶۵۹/۱۳۴۵ھ)

الجواب: وہ ملکیات جو زمین موقوفہ مسجد پر تعمیر کرائی ہیں وہ وقف ہیں، ان میں دعوئے ملکیت کا حق زید کے ورثہ کو نہیں ہے؛ کیونکہ وقف کسی کی ملک نہیں ہوتا۔ جیسا کہ کتب فقہ میں ہے: اَلْوَقْفُ لَا یُمْلَكُ وَلَا یُمَلَّكُ (الشامی ۶/۴۲۱، کتاب الوقف) فقط

Maktaba Tul Ishaat.com

نمازیوں کے بیٹھنے کے لیے مسجد سے متصل جو مکان بنایا گیا ہے وہ مسجد کے حکم میں نہیں

سوال: (۴۶۵) ایک مکان جو مسجد کے متصل ہے، اس غرض سے بنایا کہ نمازی نماز پڑھ کر اس میں بیٹھیں؛ اس مکان میں اکل وشرب جائز ہے یا نہیں؟ اور وہ مکان مسجد کے حکم میں ہے یا نہیں؟

(۱۳۳۳-۳۲/۵۸۱ھ)

الجواب: وہ مکان مسجد کے حکم میں نہیں ہے، اکل وشرب اس میں درست ہے۔ درمختار میں سنت صبح کے پڑھنے کے بارے میں مذکور ہے: بل یصلیها عند باب المسجد إن وجد مکانًا وإلا ترکها الخ قوله: عند باب المسجد أی خارج المسجد کما صرح به القهستانی وقال فی العنایة: لأنه لو صلاها فی المسجد کان متنفلاً فیه عند اشتغال الإمام بالفریضة وهو مکروه ..... قوله وإلا ترکها قال فی الفتح وعلی هذا أی علی کراهة صلاتها فی المسجد ینبغی أن لایصلی فیه إذا لم یکن عند بابه مکان الخ (۱) اس عبارت سے اس قدر واضح ہوتا ہے کہ مسجد کے متصل کسی مکان کے ہونے سے یہ لازم نہیں کہ وہ مسجد ہوجاوے، مسجد ہونے کے لیے نیت بانی کی ضرورت ہے وفی کتاب الوقف: ویزول ملکه عن المسجد والمصلّٰی بالفعل وبقوله جعلته مسجدًا الخ (۲) (درمختار) وفیه أیضًا: تؤخذ أرض ودارو حانوت بجنب مسجد ضاق علی الناس بالقیمة کرهًا قوله تؤخذ أرض الخ فی الفتح ولو ضاق المسجد وبجنبه أرض وقف علیه أوحانوت جاز أن یؤخذ ویدخل فیه (۳) (شامی) لفظ ویدخل فیه سے ظاہر ہے کہ پہلے سے وہ جگہ اور مکان داخل مسجد نہیں تھی، حالانکہ مسجد کے اوقاف میں سے تھی الغرض روایات کثیرہ سے ثابت ہے کہ وہ مکان محض اتصال کی وجہ سے مسجد کے حکم میں نہیں ہوسکتا۔ فقط

---

(۱) الدر والرد ۴۴۶/۲ کتاب الصلوة، باب إدراك الفریضة – مطلبٌ هل الإساءة دون الکراهة أو أفحش.

(۲) الدرالمختار مع الشامی ۴۲۶/۶ کتاب الوقف – قبل مطلبٌ فی أحکام المسجد.

(۳) الدر والرد ۴۵۱/۶ کتاب الوقف، قبل مطلبٌ فی اشتراط الواقف الولایة لنفسه.

Maktaba Tul Ishaat.com

مسجد کے لیے مسجد سے متصل جگہ میں کمرہ بنانا

سوال: (۴۶۶) یک قطعہ زمین خارج از دیوار ہائے مسجد، متصل بآں از جانب شمالی بود کہ متولی مسجد دراں قطعہ زمین یک حجرہ برائے حوائج ومصالح مسجد وتبرید الماء وایقادالنارفی الشتاء بنا کرد، وخشبۂ سقفش از جانب مسجد بر دیوار علاحدہ از جدار مسجد بنہاد؛ آیا چنیں حجرہ کہ بنا برامور مذکورہ مبنی شد، شرعًا جائز است یانہ؟ (۱۱۴۶/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: قال فی الدرالمختار: وإذا جعل تحته سردابًا لمصالحه أی المسجد جاز وفی الشامی عن الإسعاف: وإذا کان السرداب أوالعلولمصالح المسجد أو کانا وقفًا علیه صار مسجدًا الخ (۱) پس اگرآں قطعہ زمین ازاوقاف مسجد است کہ برائے مصالح مسجد وقف کردہ شدہ است تعمیر حجرہ براں قطعہ برائے حوائج ومصالح مسجد جائز است، وازیں عبارت بطوراولی مستفاد است، وظاہر است کہ خالی گذاشتن آں قطعہ اراضی را کہ متصل مسجد است، وازملحقات مسجد است، وغیر منتفع بہ داشتن آنرا کسے از اہل علم تجویز نمی تواں کرد، وبداہت شاہد است کہ آں قطعہ را کہ بیکارافتادہ است بہ کار مسجد آوردن ہرآئینہ خوب وپسندیدہ است۔ فقط

وسئل الخُجَنْدِیّ عن قیم المسجد یبیح فناء المسجد لیتجر القوم هل له هذه الإباحة؟ فقال: إذا کان فیه مصلحة للمسجد فلابأس به إن شاء اللّٰه تعالٰی:..... قال: وعند نا له أن یصرف الأجر إلی من شاء کذافی التاتارخانیة نقلاً عن الیتیمة (۲) فقط

ترجمہ: سوال: (۴۶۶) ایک قطعہ زمین مسجد کی شمالی دیواروں کے باہر مسجد سے متصل تھی متولی مسجد نے مسجد کی ضروریات ومصالح، پانی ٹھنڈا کرنے، اورسردی کے موسم میں آگ جلانے وغیرہ امور کے لیے اس قطعۂ زمین میں ایک کمرہ بنوا کر اس کی چھت کی لکڑیاں مسجد کی سمت، مسجد سے علاحدہ دیوار پر رکھ دیں؛ اب دریافت طلب بات یہ ہے کہ ایسا کمرہ بنانا جس کی بنیاد امور مذکورہ پر ہے شرعًا جائز ہے یانہیں؟

---

(۱) الدر المختار والشامی ۶/۴۲۸ کتاب الوقف . مطلبٌ فی أحکام المسجد .

(۲) الهندیة۵/۳۲۰ کتاب الکراهیة–الباب الخامس فی آداب المسجد والقبلة والمصحف الخ.

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: شامی میں ہے: وإذاجعل تحته سرد ابا لمصالحه الخ اس روایت سے معلوم ہوا کہ اگر وہ قطعۂ زمین مسجد کے اوقاف میں سے ہے جو کہ مصالح مسجد کے لیے وقف کیا گیا تھا تو اس قطعے میں مسجد کی ضروریات ومصالح کے لیے کمرہ بنانا جائز ہے، اور ظاہر ہے کہ کوئی بھی اہل علم اس بات کا قائل نہیں ہوسکتا کہ اس زمین کو خالی چھوڑ دیا جائے اور اسے بے کار و بے فائدہ بنادیا جائے۔ نیز بداہت شاہد ہے کہ اس بے کار پڑے ہوئے قطعے کو مسجد کے کام میں لانا بہرحال بہتر اور پسندیدہ ہے۔

مسجد کے کمروں کو مسجد میں شامل کرنا

سوال: (۴۶۷) ایک مسجد ۱۸۷۰ھ میں تعمیر ہوئی، اس کے ساتھ ایک حجرہ احاطہ مسجد میں برائے رہائش امام وتعلیم صبیان بنایا گیا تھا؛ اب حجرہ کی ضرورت نہیں رہی؛ کیوں کہ امام اپنے گھر رہتے ہیں، اور لڑکوں کو تعلیم بھی نہیں دی جاتی، بوجہ بوسیدگی مسجد کو از سرنو تعمیر کرنا چاہتے ہیں، تو حجرہ کو مسجد کے صحن میں بہ غرض توسیع شامل کرسکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۳۸۷/۱۳۴۳ھ)

الجواب: حجرۂ مسجد کو بغرض توسیع مسجد میں داخل کرنا بصورت مذکورہ شرعًا درست اور جائز ہے۔ ردالمحتار معروف بہ شامی میں ہے: سئل أبو القاسم: عن أهل مسجد أراد بعضهم أن يجعلوا المسجد رحبةً والرحبة مسجدًا أويتخذوا له بابا أويحوّلوا بابه عن موضعه وأبى البعض ذلك قال: إذا اجتمع أكثرهم وأفضلهم ليس للأقل منعهم اهـ قلت: ورحبة المسجد ساحته الخ (۱) (شامی ۳۸۴/۳ كتاب الوقف) فقط

سوال: (۴۶۸) مسجد کے حجرات مسجد کی تنگی کے باعث سجدہ گاہ میں ملائے جاسکتے ہیں یا نہیں؟ (۲۳۷۳/۱۳۴۳ھ)

الجواب: جب کہ مسجد میں تنگی کی وجہ سے گنجائش کم ہے تو پھر بوجہ ضرورت ان حجروں کا مسجد میں ملانا جائز ہے۔ علامہ شامی نے فتح القدیر سے نقل کیا ہے: ولو ضاق المسجد وبجنبه أرض وقف عليه أوحانوت جاز أن يؤخذ ويدخل فيه الخ (۲) (شامی ۳۸۴/۳)

---

(۱) الشامي ۴۵۰/۶ كتاب الوقف – قبل مطلبٌ فى اشتراط الواقف الولاية لنفسه .

(۲) الشامي ۴۵۱/۶ كتاب الوقف – مطلبٌ فى جعل شيءٍ من المسجد طريقًا .

Maktaba Tul Ishaat.com

مسجد کے اوقاف کو بیچنا جائز نہیں

سوال: (۴۶۹) مسجد کی شرقی جانب دو تین فٹ کی گلی چھوڑ کر تقریباً ۶ مرلہ (۱) زمین پڑی ہے جو فوائد مسجد کے لیے خریدی گئی تھی، اور اس میں ایک حجرہ برائے امام مسجد بنایا گیا، باقی ۴ مرلہ زمین تقریبًا سفید پڑی ہے، اور اس میں متولیان و امام جانور باندھتے ہیں، کیا زمین مذکور کو فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ کسی متولی و امام کو زمین مذکور کی بیع میں مزاحمت کرنے کا حق شرعًا حاصل ہے یا نہیں؟ جب کہ امام مسجد اور متولی اس کو رعایتی قیمت پر خریدنا چاہتے ہیں؟ (۲۳۷۳/۱۳۴۳ھ)

الجواب: جو زمین کہ مصالح مسجد کے لیے خریدی گئی، یا کسی کی عطاء کردہ ہے وہ بھی مسجد ہی کی طرح سے وقف ہے؛ پس جس طرح کہ مسجد کے حصوں میں سے کسی حصہ کی بیع جائز نہیں اسی طرح سے اس زمین کا بھی فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ فقہاءؒ نے وقف کی بیع کو باطل قرار دیا ہے۔ قال فی البحر: وفی الخلاصة وفی فتاویٰ النسفی: بیع عقار المسجد لمصلحة المسجد لایجوز، وإن کان بأمر القاضی الخ (۲) ـــــ ثم قال ـــــ ومن المشائخ من لم یجوز بیعه تعطل أو لم یتعطل الخ (۲) (البحر الرائق ۵/۳۴۵) وفی الشامی: ولایملك أی لا یقبل ا لتملیك لغیره بالبیع ونحوه (۳) (شامی ۳/۳۶۷) وفیه أیضًا: ولذا قال فی القنیة فالبیع باطل ولو قضی القاضی بصحته (۴) (۳۹۴/۳) فقط

اور جبکہ بیع اس زمین کی درست نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ متولیان اس کی بیع میں مزاحمت کریں گے، اور یہ کہ رعایتی قیمت اور اصلی قیمت پر کسی طرح بھی بیع نہیں ہوسکتی۔ فقط

سوال: (۴۷۰) زید نے ایک دکان ایک مسجد کے اخراجات کے واسطے وقف کردی، اس کے کہنہ ہونے کی وجہ سے اہل محلّہ کی رائے ہے کہ دکان کو فروخت کرکے، اس کے خرچ سے ایک دالان تعمیر کرایا جاوے؛ کیا اہل محلّہ اس کو فروخت کرسکتے ہیں؟ (۱۴۵۴/۴۴-۱۳۴۵ھ)

---

(۱) مرلہ: بیگہ کا اسّی واں بھاگ (فیروز اللغات ص: ۲۵۷)

(۲) البحر الرائق ۵/۳۴۵ کتاب الوقف – مطلبٌ غرس شجرة و وقفها أو غرسها إلخ .

(۳) ردالمحتار ۶/۴۲۱ کتاب الوقف ، مطلبٌ مهم : فرق أبویوسف بین قوله موقوفة الخ .

(۴) الشامی ۶/۴۶۸ کتاب الوقف– مطلبٌ فی إطلاق القاضی بیعَ الوقف للواقف أو لوارثه .

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: اہل محلّہ کواس کے فروخت کرنے کا حق نہیں ہے اسی دکان کی تعمیر چندہ وغیرہ سے کرا دی جاوے تا کہ اس کے کرائے سے مسجد کی امداد ہو۔ جیسا کہ درمختار میں ہے: اَلْوَقْفُ لاَ یُمْلَكُ وَلاَ یُمَلَّكُ (الشامی ۶/۴۲۱ کتاب الوقف) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسجد کے اوقاف کوفروخت کرنا

سوال: (۴۷۱) میں نے ایک مکان برائے خدا مسجد کے نام پر دے دیا، اور یہ کہہ دیا کہ یہ مکان فروخت نہ کیا جاوے، اگر فروخت کیا جاوے تو فلاں شخص کو نہ دیا جاوے، کچھ دنوں کے بعد پنچایت نے وہ مکان اسی شخص کو مبلغ ایک سو پچیس روپے میں فروخت کر دیا؛ حالانکہ اس کی قیمت پانچ سو چھ سو روپے تھی، اس صورت میں حکم شرعی کیا ہے؟ (۳۰۱/۱۳۴۵ھ)

الجواب: مکان وقف شدہ کا فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اس بیع کو شرعًا توڑ دینا چاہیے؛ وہ مکان مسجد کے لیے وقف ہے، اس کی آمدنی ہمیشہ مسجد میں صرف کی جاوے، اور مشتری کا قبضہ اس سے اٹھالیا جاوے، اور جب تک وہ مکان اس قابل رہے کہ اس کا کرایہ آتا رہے، اس وقت تک کسی طرح اس مکان کا فروخت کرنا جائز نہیں ہے، پنچایت کو کچھ حق اس کے فروخت کرنے کا نہ تھا، خصوصًا جب کہ واقف نے صراحۃً منع کر دیا تھا، درمختار میں ہے: اَلْوَقْفُ لاَ یُمْلَكُ وَلاَ یُمَلَّكُ (الشامی ۶/۴۲۱ کتاب الوقف) فقط

سوال: (۴۷۲) مسجد کے پچیس ہزار روپے نقد جمع تھے، اس روپے سے مسجد میں تعمیر کرائی، نصف کام ہوکر روپیہ ختم ہوگیا، لہٰذا مسجد کے لیے جو ملکیت وقف ہے اور اس کی آمدنی سے دوسری ملکیت خریدی ہو اس کو فروخت کر کے مسجد کی تعمیر میں لگانا درست ہے یا نہیں؟ (۱۰۷۸/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: جو ملکیت مسجد کے لیے وقف ہے یا اس کی آمدنی سے دوسری ملکیت خرید کر وقف کی گئی ہو، اس کو فروخت کرنا درست نہیں ہے۔

مسجد کی فاضل آمدنی سے مدرسہ کھولنا یا دوسری مسجد میں خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۴۷۳).....(الف) مسجد کی آمدنی اس کے خرچ سے بہت زیادہ ہو اور مسجد میں اس کی

Maktaba Tul Ishaat.com

ضرورت نہ ہوتو اس فاضل آمدنی سے مدرسہ کھولنا جائز ہے یانہیں؟

(ب) مسجد کی زائد آمدنی کو دوسری مسجد میں صرف کرسکتے ہیں یا نہ؟ (۱۰۷۸/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: (الف) مسجد کی فاضل آمدنی کو مسجد کے لیے ہی رکھنا چاہیے؛ لیکن آمدنی اگر اس قدر زیادہ جمع ہو کہ فی الحال اور آئندہ مسجد میں اس کی ضرورت نہ ہو، اور ضائع ہونے کا خوف ہو، اور اس مسجد میں اگر مدرسہ جاری کردیا جائے جس سے آبادی اور رونق مسجد کی ہوتو جائز ہے۔

(ب) دوسری مسجد میں خرچ کرنے کی شرائط ہیں جو کتب فقہ میں لکھی ہیں کہ پہلی مسجد ویران ہو جائے، اس وقت دوسری مسجد میں صرف کرسکتے ہیں، اور جب تک مسجد اول آباد ہے اور اس میں روپیہ صرف ہوسکتا ہے تو دوسری مسجد میں صرف کرنا درست نہیں ہے۔ فقط

مسجد کی تعمیر کے لیے مسجد کے نام وقف کردہ زمین کو فروخت کرنا

سوال: (۴۷۴) ایک شخص نے کچھ زمین برائے خرچ مسجد وقف کردی تھی، اب مسجد بالکل شکستہ ہے، مسجد کی درستی کی کوئی سبیل نہیں؛ اس زمین کو فروخت کرکے روپیہ مسجد کی تعمیر میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ (۹۵۲/۱۳۳۷ھ)

الجواب: مسئلہ یہ ہے کہ اس زمین موقوفہ کو فروخت نہیں کرسکتے، مسجد کی تعمیر کا بندوبست علیحدہ کرنا چاہیے، اور اس زمین کی آمدنی کو بھی اس کام کے لیے جمع کیا جائے۔

مسجد کے وقف شدہ کھیت کو بیچ کر دوسری جائداد خریدنا

سوال: (۴۷۵) لوگ ایک مسجد کے لیے کھیت وقف کرگئے ہیں، اور ان کھیتوں کی آمدنی چوں کہ بہت کم ہے، اور خرچ زیادہ ہے، اس لیے ان کھیتوں کو بیچ کر کے دوسری ملک خریدنا جائز ہے یا نہ؟ (۴۲۱/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اس قسم کی تبدیلی کو فقہاء نے اس وقت جائز لکھا ہے کہ واقف شرط کرگیا ہو کہ حسب ضرورت اس کو بیچ کر دوسری جائداد خرید لی جائے، بدون شرط واقف، اس کے جواز کے لیے چند شرطیں ہیں جو یہاں مفقود ہیں؛ لہٰذا حکم جواز کا نہیں ہے۔ فقط

Maktaba Tul Ishaat.com

مسجد کے موقوفہ مکان کو فروخت کر کے اس کی قیمت مسجد میں لگانا

سوال:(۴۷۶) .....(الف) زید نے ایک مکان مسجد کے لیے وقف کیا، اور یہ بھی تصریح کردی کہ متولی اس کو فروخت کر کے مسجد میں لگا سکتے ہیں، اور مکان ایسے موقع پر ہے کہ اس کو کوئی کرائے پر نہیں لیتا تو متولیان چاہتے ہیں کہ اس کی اینٹ وشہتیر وغیرہ مسجد کے حجرے میں لگادیں اور زمین کو فروخت کر کے مسجد میں لگادیں؟

(ب) اسباب مکان موقوفہ یا اس روپے کو جو کسی نے مسجد میں دیا ہو مسجد کے حجرہ، غسل خانہ اور دروازہ دکان مسجد میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۴۳۱/۱۳۴۲ھ)

الجواب: (الف) وہ مکان وقف ہوگیا، اور جب کہ واقف نے اس کے فروخت کرنے کی اور اس کی قیمت کو مسجد میں لگانے کی اجازت دے دی ہے تو جو صورت سوال میں درج ہے کہ اس کے خشت و چوب وغیرہ، دروازہ وحجرہ میں لگایا جائے یہ درست ہے، اور زمین کو فروخت کر کے اس کی قیمت کو مسجد میں صرف کرنا درست ہے۔

(ب) یہ بھی جائز ہے۔

مسجد کی موقوفہ جائداد بیچ کر اس کی قیمت مسجد کی آراستگی میں صرف کرنا

سوال:(۴۷۷) زید نے اپنے پوتے بکر کے ہبہ نامہ میں یہ تحریر کیا ہے کہ ''بکر کی مسجد کے لیے ایک کھیت اور پانچ گھر للہ دیا ہوں تا کہ اس کی آمدنی مسجد کے لیے صرف کی جائے'' بکر نے اس کو فروخت کر دیا ہے کہ اس کی قیمت مسجد کی آراستگی میں صرف کروں گا؛ یہ فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۱۷۵/۱۳۴۳ھ)

الجواب: کھیت مذکور اور مکانات مذکورہ وقف ہوگئے ان کو فروخت کرنا، اور ان کی قیمت کو مسجد کی آراستگی میں صرف کرنا، درست نہیں ہے، بلکہ اس وقف کی آمدنی کو مسجد مذکور میں خرچ کیا جائے گا، اور بیع باطل ہے۔ جیسا کہ درمختار میں ہے: اَلْوَقْفُ لَا یُمْلَكُ وَلَا یُمَلَّكُ (الشامی ۶/۴۲۱ کتاب الوقف)

Maktaba Tul Ishaat.com

وشرط الواقف كنص الشارع (الشامی۶/ ۵۰۸ كتاب الوقف) پس بیع مذکورکوتوڑ دیا جائے گا، اور وقف مذکورکومسجد کے اخراجات کے لیے باقی رکھا جائے گا۔ فقط

موقوفہ اراضی کوفروخت کرکے مسجد کا قرض ادا کرنا جائز ہے یانہیں؟

سوال: (۴۷۸) ایک مکان مسکونہ کا نصف حصہ وقف علی المسجد ہے، بقیہ نصف حصے کا مالک اپنے حصے کواپنے تصرف میں رکھتا ہے، اس وجہ سے موقوفہ حصے سے کوئی نفع حاصل نہیں ہوتا، نیز ایک سہ دری تعمیر ہونے کی وجہ سے چندصدروپے کی مسجد مقروض ہے، کوئی آمدنی مسجد کی ایسی نہیں ہے جس سے قرض ادا ہوجاوے؛ ایسی صورت میں موقوفہ اراضی کوفروخت کرکے قرض مسجد ادا کرنا جائز ہے یانہیں؟

(۱۳۴۵/۲۴۵ھ)

الجواب: اصل حکم ایسی صورت میں یہ ہے کہ حصہ موقوفہ کوتقسیم کرکے علیحدہ کیا جاوے، اوراس کو کرائے پر دیا جایا کرے، اوروہ کرایہ مسجد کی ضروریات میں صرف کیا جاوے۔ جیسا کہ درمختار میں ہے:

فيقسم المشاع وبه أفتى قارئ الهداية وغيره إذا كانت القسمة بين الواقف وشريكه المالك الخ (۱) لیکن اگروہ تقسیم نہ ہوسکے یا تقسیم کے بعداس قابل نہ رہے کہ اس سے نفع اٹھایا جاوے، تو پھرحکم یہ ہے اس کوفروخت کرکے اس کی قیمت سے دوسری زمین یا مکان خریدا جاوے جس کی آمدنی مسجد میں صرف ہو؛ یا مبادلہ کسی مکان اورزمین سے کرلیا جاوے اوروہ وقف ہومثل اصل کے ـــــ اور یہ جائزنہیں ہے کہ اس کوفروخت کرکے اس کی قیمت کوقرض ذمّہ مسجد میں دیا جاوے۔ فقط

مسجد کوحجرہ میں تبدیل کرکے طلبہ پروقف کرنا یا کرایہ پر دینا

سوال: (۴۷۹).....(الف) ایک شخص کے مکان کے متصل مسجد چھوٹی اورویران ہے، اورمسجد کا دروازہ حویلی کے اندرواقع ہے، اگرکوئی نماز پڑھتا ہے توصاحب مکان کی اجازت سے پڑھتا ہے، صاحب مکان کا ارادہ ہے کہ اس مسجد کوحجرہ بنا کے طلبہ پر وقف کرے، یا کرائے پر دے کرکرایہ دوسری مسجد میں صرف کرے؛ یہ جائز ہے یانہیں؟

(۱) الدر مع الشامی ۶/۴۲۴ كتاب الوقف – مطلب فی قسمة الواقف مع شريكه .

Maktaba Tul Ishaat.com

(ب) جومسجد ایسی چھوٹی ہو کہ اس میں چار پانچ آدمی آسکتے ہوں، اس کو اٹھا دینا اور مٹی اس کی دوسری مسجد میں لگا دینا جائز ہے یا نہیں؟ (۸۲۴/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: (الف) جوجگہ مسجد ہوچکی، وہ ہمیشہ کو ابدالآباد تک مسجد رہتی ہے، اس کو مکان سکونت بنانا یا کرائے پر دینا درست نہیں ہے، اس کو ہمیشہ مسجد ہی رکھنا چاہیے، اور اس کا دروازہ اور راستہ علیحدہ کردینا چاہیے، اور اس میں شرعًا عام اجازت نماز کی ہے، کسی نمازی کو نماز سے روکنا نہ چاہیے، صاحب مکان کو چاہیے کہ اس مسجد میں کچھ تصرف نہ کرے بلکہ اس کا راستہ علیحدہ کردے۔

(ب) وہ مسجد ہمیشہ کو مسجد رہے گی اس کو منتقل کرنا درست نہیں ہے، اگر دوسری بڑی مسجد بنائی جائے تو یہ درست ہے؛ لیکن وہ چھوٹی مسجد بھی مسجد رہے گی اس کو بھی محفوظ رکھا جائے۔ فقط

مسجد کے شکستہ مکان کی زمین کسی کو کرائے پر دینا

سوال: (۴۸۰) ایک شخص نے کچھ جائداد معہ ایک مکان کے، واسطے اخراجات مسجد ومساکین کے، وقف کرکے ایک شخص کو متولی مقرر کردیا، اور واقف فوت ہوگیا، مکان موقوفہ دیہات میں تھا، اس میں کوئی کرایہ دار نہیں رہا، اس لیے وہ مکان گرگیا، صرف زمین رہ گئی، اب اس زمین موقوفہ کو متولی کسی شخص کو مکان بنانے کو دے تو اس میں متولی کی اجازت سے مکان بنا سکتا ہے یا نہیں؟ (۳۸۹/۱۳۴۰ھ)

الجواب: یہ ہوسکتا ہے اور درست ہے کہ اس زمین کو کسی کو کرائے پر بطور اجارہ دیدی جاوے کہ وہ اس زمین میں مکان بنالیوے، مگر بہتر یہ ہے کہ چندہ وغیرہ کرکے اس زمین میں جو مکان بنایا جاوے اس کو وقف کردیا جاوے تاکہ آمدنی اس کی مساکین پر اور مسجد کے کاموں میں صرف ہو، اور جب تک مکان موقوفہ کا انتظام ہو، اگر اس وقت تک اس زمین کو کرائے پر بہ غرض بناء مکان کسی کو دے دی جاوے؛ تو یہ بھی درست ہے، اور وہ کرایہ مصارف معینہ واقف میں صرف ہونا چاہیے۔ فقط

مسجد کے نیچے جو کمرہ ہے اس کو کرائے پر دینا

سوال: (۴۸۱) ایک مسجد تعمیر کرائی ہے جس کے نیچے حجرہ ہے اور اوپر مسجد ہے، چوں کہ مسجد کے نیچے جگہ خالی ہے اس لیے بعض علماء کا خیال ہے کہ اس میں نماز صحیح نہیں، ایسی حالت میں اس حجرے کو

Maktaba Tul Ishaat.com

اغراض مسجد کے لیے رکھا جائے، یا مؤذن کی سکونت وغیرہ کے لیے رکھا جائے، یا کرائے پر دے کر کرایہ مسجد میں صرف کیا جائے؟ (۳۲/۲۶۸-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس حجرے کو اغراض مسجد کے لیے رکھا جائے مثلاً بوریا، صف، لوٹا وغیرہ مسجد کا اس میں رکھا جائے، اس میں نہ مؤذن کو رکھا جائے نہ کرائے پر دیا جائے؛ کیوں کہ مسجد اوپر سے نیچے تک مسجد ہی ہوتی ہے اس میں اور کچھ تصرف کرنا جائز نہیں ہوتا اور نماز اس مسجد میں صحیح ہے۔ فقط

نوٹ: چند شرائط کے ساتھ نیچے کے حجرے کو کرائے وغیرہ پر دینا جائز ہے، جس کی تفصیل احقر کے رسالہ ''آداب المساجد'' میں مذکور ہے ضرورت ہو تو اس کو دیکھا جائے۔ ۱۲ محمد شفیع غفرلہ

مسجد کے موقوفہ مکان کو رہن رکھنا جائز نہیں

سوال: (۴۸۲) مکان موقوفہ علی المسجد کو رہن رکھ کر مسجد میں خرچ کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۴۶/۱۸۴۲-۱۳۴۷ھ)

الجواب: مسجد کے موقوفہ مکان کو رہن رکھنا جائز نہیں ہے، البتہ کرائے پر دینا جائز ہے، اور کرائے کی آمدنی کو مسجد میں خرچ کیا جائے۔

مذکورہ صورتوں میں موقوفہ جائداد کا استبدال جائز ہے

سوال: (۴۸۳) ایک مسجد ریلوے اسٹیشن کے درمیان میں آگئی ہے، راستہ نہایت خطرناک ہوگیا ہے آمد و رفت بہت مشکل ہے مسجد کے متصل گڑھے ایسے ہیں کہ مسجد منہدم ہوجانے کا بھی خطرہ ہے، مسجد کی پشت کی طرف حدود مسجد سے بڑھے ہوئے دو حجرے ہیں جو تعمیر مسجد سے عرصہ کے بعد کسی شخص نے بنوا دیے ہیں، مگر یہ تحقیق نہیں کہ زمین حجروں کی موقوفہ ہے یا نہیں، اب ریلوے کہتی ہے کہ یہ دونوں حجرے ہم کو دیدو، اس کے عوض میں دو حجرے جدید بنوا دیے ہیں وہ لے لو؛ ریلوے یہ کہتی ہے کہ تم ہم سے تبادلہ کرلو گے تو ہم تمام مسجد کی درستگی اور پورے طور پر حفاظت کردیں گے، اور راستہ نمازیان کے لیے بہت محفوظ اور قریب سے کردیں گے، بہ حالت موجودہ مسجد بالکل غیر آباد ہے، بہ صورت استبدال مسجد آباد ہوجاوے گی، اور کسی قسم کا اندیشہ بھی نہ رہے گا؛ آیا ریلوے سے مصالحت کرکے استبدال کرلیا جاوے یا نہیں؟ (۳۴۵/۵۶۶ھ)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: بندہ نے مسجد مذکور کے موقع کو دیکھا ہے، اور ہر ایک اعتبار سے مصالح مسجد ونمازیوں کا مقتضا یہی معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ حجروں کو بدل لیا جاوے؛ کیونکہ بعد تسلیم اس امر کے کہ وہ حجرے وقف ہیں، استبدال وقف کو بھی بعض صورتوں میں فقہاء نے جائز رکھا ہے، درمختار میں ہے: وأما الاستبدال ولو للمساكين بدون الشرط فلا يملكه إلا القاضي درر، وشرط في البحر خروجه عن الانتفاع بالكلية وكون البدل عقارًا و المستبدل قاضي الجنة المفسر بذي العلم والعمل الخ(۱) پس چوں کہ عدم استبدال کی صورت میں بہت مضرتیں ہیں، اور مسجد کا بقا دشوار ہے، اور ویرانی اس کی تو لابدی معلوم ہوتی ہے؛ اس لیے مصلحت اسی میں ہے کہ استبدال کی اجازت دیدی جاوے، اس صورت میں مسجد کا راستہ قریب مرعام سے ہونا متصور ہے، اور استحکام مسجد وآبادی مسجد وانتظام حوض وغیرہ بہ خوبی ہوجاوے گا، اور بہ صورت عدم استبدال یہ تمام امور مفقود ہیں، اور بہ ظن غالب کچھ زمانے کے بعد وہ مسجد بھی ریلوے کے تصرف میں آجاوے گی؛ کیوں کہ مسجد مذکور آبادی سے علیحدہ ہے، اور کوئی محلّہ اب وہاں آباد نہیں ہے، اس کی آبادی بہ صورت موجودہ اسی طرح ہوسکتی ہے کہ راستہ کے گذرنے والے مسلمان وہاں نماز پڑھیں، اور منتظمین مسجد مسجد کی ضروریات کا انتظام رکھیں، اور مؤذن وامام مقرر کریں۔ فقط

سوال: (۴۸۴) ایک صحرائی زمین مسجد کے نام وقف ہے، اور یہ اراضی افتادہ اور نا قابل زراعت ہے، جب سے وقف ہوئی ہے کسی قسم کی پیداوار نہیں ہوئی، اس سے ملحقہ اراضی کا مالک موقوفہ اراضی کے تبادلے میں دو چند مزروعہ اراضی دینے پر تیار ہے؛ اس صورت میں متبادلہ اراضی کی پیداوار سے مسجد کو نفع حاصل ہوسکتا ہے، یہ تبادلہ شرعًا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۴۶/۱۳۴۵ھ)

الجواب: بہ ضرورت مذکورہ یہ تبادلہ جائز ہے۔ وأما الاستبدال بدون الشرط فلا يملكه إلا القاضي درر. وشرط في البحر خروجه عن الانتفاع بالكلية وكون البدل عقارًا والمستبدل قاضي الجنة المفسر بذي العلم والعمل الخ(۲) (درمختار ومثله في ردالمحتار)

---

(۱) الدرمع الشامي ۶/۴۵۸ كتاب الوقف – مطلبٌ في اشتراط الإدخال والإخراج .

(۲) حوالۂ سابقہ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مسجد کے لیے وقف شدہ جائداد کو ہبہ کرنا

سوال: (۴۸۵) ایک شخص نے اپنی جائداد اپنے بھتیجے کے لڑکے کے نام ہبہ کردی، اس سے آٹھ یوم پہلے یہی جائداد مسجد کے نام وقف کر چکا تھا؛ اب داخل خارج پر جھگڑا واقع ہے، اس کا بھتیجا ڈیڑھ سو روپے دیتا ہے؛ یہ روپے مسجد کے لیے لینا جائز ہے یا نہیں؟ یا جائداد بہ ذریعہ عدالت لی جائے؟ (۱۳۴۳/۱۵۳۶ھ)

الجواب: وہ جائداد شرعًا وقف ہوگئی، اس کا ہبہ کرنا بھتیجے کے پسر کے نام صحیح نہیں ہوا، وہ جائداد مسجد پر وقف ہوگئی، اب اس کے عوض روپیہ لینا درست نہیں ہے؛ بلکہ اسی جائداد کو جس طریق سے ہو سکے وقف رکھنا چاہیے اور اس میں کوشش کرنی چاہیے۔ فقط

آدھا مکان مسجد کے لیے اور آدھا مدرسے کے لیے وصیت کرنے کا حکم

سوال: (۴۸۶) ایک رنڈی نے ایک مکان نصف مسجد میں اور نصف مدرسے میں قبل از وفات وصیت کیا، اب اس کے وارث کہتے ہیں کہ مکان فروخت کر کے اس کا روپیہ نصف مدرسے میں اور نصف مسجد میں دیدیں؛ اس صورت میں مکان یا روپیہ لے لینا جائز ہے یا نہ؟ (۱۳۳۴-۳۳/۵۷۶ھ)

الجواب: وصیت ایک ثلث میں جاری ہوتی ہے؛ پس اگر وہ مکان ثلث ترکے سے زیادہ نہیں ہے یا زیادہ ہے، مگر اس کے وارث کل مکان کے دینے پر رضامند ہیں تو نصف مدرسے میں اور نصف مسجد میں لے لیا جائے، اور اگر مکان کو فروخت کر کے نصف مدرسے میں دیا جائے اور نصف مسجد میں یہ بھی درست ہے۔ فقط

واقف وقف کردہ مکان کے بجائے اس کی قیمت دے سکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۴۸۷) خدا بخش خیاط نے اپنا مکان مسکونہ خام جو سو روپے قیمت کا تھا مسجد کے نام

Maktaba Tul Ishaat.com

وقف کردیا تھا، اس میں یہ شرط تھی کہ جب تک خدا بخش زندہ رہے گا اس مکان وقف شدہ میں رہے گا، بعد مرنے کے مسجد خدا کی ملک ہوگی اس وقت تک خدا بخش زندہ ہے، اور اس کا یہ ارادہ ہے کہ سو روپے قیمت مسجد میں دے کر اس مکان کو واپس لے لوں؛ یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۱۸۸۲/۱۳۴۳ھ)

الجواب: وہ مکان وقف ہوگیا ہے خدا بخش اپنی زندگی میں اس میں رہ سکتا ہے، بعد میں وہ مسجد کا ہو جائے گا، اس کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اور خدا بخش کو یہ جائز نہیں ہے کہ اس مکان کی قیمت مسجد میں داخل کرلے، اور مکان کو اپنا مملوکہ بنالیوے، جیسا کہ درمختار وغیرہ میں ہے: **الوقف لایملك ولا یملك** (الشامی ۶/۴۲۱ کتاب الوقف) فقط

مسجد کے اوقاف کو سڑک میں شامل کرنے کا حکم

سوال: (۴۸۸) ایک مسجد کے جنوب کی طرف ایک چبوترا پختہ جو مسجد کے ساتھ تعمیر ہوا ہے، اور مسجد سے بالکل ملحق ہے، اور وہ اس غرض سے ہے کہ جب اہل محلّہ کو استطاعت ہو، غسل خانہ وجائے وضو تعمیر کرائی جائے، اب چبوترے کے متصل سڑک سرکاری نکالی جارہی ہے، اور میونسپل بورڈ کا ارادہ ہے کہ چبوترا کو توڑ کر شامل سڑک کیا جائے، اس صورت میں کیا حکم ہے؟ (۲۱۵/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: وہ چبوترا چوں کہ اوقاف مسجد میں سے ہے، اور اغراض مسجد اس سے متعلق ہیں؛ اس لیے شرعًا اجازت نہیں ہے کہ اس کو اوقاف مسجد سے خارج کرکے راستہ میں ملایا جائے، اس بارے میں سرکار میں عذر کرنا چاہیے کہ ایسا نہ کیا جائے۔ فقط

مسجد کے اوقاف کی آمدنی سے اوقاف سے متعلق مقدمات کے مصارف ادا کرنا درست ہے

سوال: (۴۸۹) جائداد مسجد کی وصول تحصیل کے واسطے جو نالشات ومقدمات ہوتے ہیں، اس میں اخراجات ضابطہ وبے ضابطہ ہر قسم کے ہوتے ہیں، بدون اس کے حصول مدعا میں بہت دشواریاں واقع ہوتی ہیں، ان مصارف کو مسجد برداشت کرسکتی ہے یا نہیں؟ (۱۴۸۷/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اوقاف مسجد کے متعلق جو نالشات ومقدمات وغیرہ کیے جاویں، ان کے اخراجات انھیں

Maktaba Tul Ishaat.com

اوقاف کی آمدنی سے پورے کیے جاویں،شامی میں ہے: مسجد له أوقاف مختلفة لا بأس للقيم أن يخلط غلتها كلها وإن خرب حانوت منها فلا بأس بعمارته من غلة حانوتٍ آخر لأن الكل للمسجد ولو كان مختلفًا لإن المعنى يجمعهما الخ (۱) فقط

مسجد کی موقوفہ زمین میں مُردے دفنانے کا کسی کو حق نہیں

سوال: (۴۹۰) کسی نے کچھ زمین مسجد کے مصالح وتیل بتی کے واسطے وقف کی ہے،اس زمین میں مسجد کے متولی یا امام ومؤذن یا ان کے اہل وعیال کو دفن کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۰/۲۶۷۸ھ)

الجواب: جائز نہیں ہے۔لأن مراعاة غرض الواقفين واجبة شامی وغیرہ۔فقط

مسجد کے اوقاف میں جانور باندھنے والے پر جرمانہ عائد کرنا

سوال: (۴۹۱) اگر کوئی شخص ایک میدان سفید میں (جو متصل مسجد مگر خارج از مسجد ہے،اور کسی خاص شخص کی ملکیت نہیں ہے) اپنے مویشی وغیرہ باندھے،کیا دیگر لوگ صرف مسجد کے خیال سے مویشیان وغیرہ کو زبردستی نکال سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اس پر جرمانہ لیا جاوے یہ درست ہے یا نہ؟ (۱۳۴۰/۲۹۲۰ھ)

الجواب: زمین متصل مسجد میں جو کہ مسجد کے اوقاف میں سے ہے؛ یعنی وہ زمین مسجد کے متعلق ہے،اگر چہ حکم مسجد میں داخل نہیں ہے، جانور باندھنا اور اس قسم کا تصرف کرنا اس میں درست نہیں ہے، لہٰذا جملہ مسلمانوں کو یہ حق ہے کہ جو شخص ایسا کرے اس کو روکیں اور آئندہ وہاں جانور نہ باندھنے دیں، البتہ جرمانہ کرنا شرعًا درست نہیں ہے،اگر کسی مصلحت سے کیا بھی جاوے تو بعد تنبیہ حاصل ہو جانے کے پھر اس کو واپس کر دیں، یا اس کی اجازت سے کسی کار خیر میں صرف کر دیں۔

مسجد کے موقوفہ مکان یا درخت کو فروخت کر کے اس کی قیمت امام باڑا پر صرف کرنا

سوال: (۴۹۲) اگر مسجد پر کوئی درخت یا مکان وقف ہے تو اس کو فروخت کر کے امام باڑا پر

(۱) الشامي ۶/۴۳۱ كتاب الوقف – مطلبٌ في نقل أنقاض المسجد ونحوه .

Maktaba Tul Ishaat.com

صرف کر سکتے ہیں یا نہیں واسطے مرمت کے؟ (۱۷۳۳/۱۳۳۵ھ)

الجواب: نہیں کر سکتے۔ فقط

مسجد کے نام وقف شدہ برتنوں کو فروخت کر کے زمین خریدنا

سوال: (۴۹۳) چند شخصوں نے مسجد کے نام لوہے کے برتن وقف کر دیے ہیں، اگر ان کو فروخت کر کے مسجد کے لیے زمین خریدی جاوے تو جائز ہے یا نہیں؟ (۹۶۲/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: بہ حالت مذکور جب کہ وہ ظروف خراب اور ضائع ہو رہے ہیں یہ جائز ہے کہ ان کو فروخت کر کے مسجد کے لیے زمین خرید کر مسجد میں داخل کر دی جاوے۔

مسجد کی اشیاء موقوفہ کو امام یا کسی اور کا اپنے گھر میں استعمال کرنا

سوال: (۴۹۴) صندوق کلاں جانماز وکلام مجید رکھنے کے، لیمپ، لالٹین، سیڑھی کلاں، لکڑیاں؛ یہ سب اشیاء مسجد کی امام صاحب اپنے مکان پر خانگی استعمال کو لے گئے، چند مقتدیوں نے اس بات پر اعتراض کیا، انہوں نے فرمایا کہ یہ مال وقف ہے مجھ کو کھانا اور لے جانا جائز ہے، اسی بات پر چند آدمیوں نے ان کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ رکھا ہے؛ اس صورت میں شرعًا کیا حکم ہے؟ (۲۷۵۱/۱۳۳۷ھ)

الجواب: مسجد کی اشیاء موقوفہ جو مسجد کے نفع کی غرض سے ہیں، ان کو کہیں لے جانا اور گھر میں استعمال کرنا، امام کو یا کسی اور کو جائز نہیں، لازم ہے کہ امام صاحب ان اشیاء کو مسجد میں لے آئیں، کیوں کہ جو اشیاء جس کام کے لیے وقف ہیں ان کو اسی کام میں استعمال کرنا چاہیے، جیسا کہ کتب فقہ میں تصریح ہے، مراعاة غرض الواقفين واجبة الخ (الشامی ۶/۵۲۱ کتاب الوقف) پھر جس وقت امام موصوف ان اشیاء کو مسجد میں واپس لے آئیں اور توبہ کریں تو ان کے پیچھے نماز درست ہے۔

قرآن کی تعلیم کے بہانے مسجد کے اوقاف سے ذاتی نفع اٹھانا

سوال: (۴۹۵) ایک شخص ایک دکان موقوفہ کے بالا خانے پر قرآن شریف کی تعلیم دیتا ہے، اگر اس سے کرایہ مانگتے ہیں تو ہرگز نہیں دیتا، باوجودیکہ لڑکوں سے خود پڑھائی گران لیتا ہے، صرف ذاتی نفع

Maktaba Tul Ishaat.com

کے لیے تعلیم دیتا ہے، مسجد کو اس سے کوئی نفع نہیں ہے، اس صورت میں متولی اس سے کرایہ وصول کر سکتے ہیں یا نہ؟ (۱۳۰۹/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اوقاف مسجد اس لیے نہیں ہوتے کہ جس کا جی چاہے اس پر قبضہ کر لے، اور نفع ذاتی اٹھائے، متولیان اس کو وہاں سے اٹھا دیں یا کرایہ لیں۔

مسجد کی موقوفہ زمین کا کوئی حصہ اپنے مکان میں شامل کرنا اور اس کے بدلے میں دوسری زمین دینا

سوال: (۴۹۶) زید کے دادا مرحوم نے اپنی زندگی میں ایک مسجد اپنے ہی خرچ سے بنوائی تھی، زید کا موروثی مکان اس مسجد کے ایک حصے سے ملحق تھا، قریباً ایک سال گزرا کہ زید نے موروثی مکان کو گرا کر نیا مکان بنواتے وقت مسجد کے صحن کے ایک حصے پر، نئے مکان کو سیدھا کرنے کی غرض سے قبضہ کر لیا، اور اتنے حصے کو مکان کے اندر لے لیا، اپنی ذاتی رائے اور فیصلہ کے مطابق اتنا یا اس سے زیادہ حصہ اپنی موروثی زمین میں سے دوسری جگہ مسجد کو دے دیا، پہلے اس طرف مسجد کی چہار دیواری علیحدہ تھی؛ مگر اب زید نے چہار دیواری کے بجائے نئے مکان کی دیوار کو مسجد کی حد بھی قرار دیا، بلکہ مسجد کی طرف کھڑکیاں بھی کھولیں؛ کیا اس طرح مسجد کے ایک حصہ زمین میں قبضہ کر کے، اتنی ہی یا اس سے کم وبیش زمین مسجد کے لیے دوسری طرف چھوڑ دینا جائز ہے؟ (۳۴۸۵/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: مسجد کی زمین کو اپنے ذاتی مکان میں شامل کرنا، اور اس کے بدلے میں دوسری طرف، دوسری زمین مسجد کو دے دینا جائز نہیں ہے، اسی طریقے سے مسجد کی طرف کھڑکیاں کھولنا یا کوئی تصرف اس قسم کا کرنا جس سے مسجد کا نقصان، اور مسجد کی حق تلفی ہو ہرگز جائز نہیں ہے، اور جس شخص نے مسجد کی زمین اپنے مکان میں شامل کر لی ہے، اور اس پر قبضہ کر لیا ہے، اس زمین کو جس طرح بھی ممکن ہو اس کے قبضے سے نکال کر مسجد میں شامل کیا جائے، اور جب تک وہ شخص مسجد کی زمین کو مسجد کے حوالے نہ کرے، اس وقت تک مسلمانوں کو اس کے ساتھ کسی قسم کا تعلق اور میل جول رکھنا جائز نہیں ہے، اور اس کو برادری سے علیحدہ کر دیا جائے، وقف کا کوئی شخص مالک نہیں ہو سکتا درمختار میں ہے: فإذا تم ولزم لايُمْلَكُ وَلا يُمَلَّكُ اور شامی میں ہے: قوله لايملك أي لايكون مملوكًا لصاحب ولايملك أي لايقبل

Maktaba Tul Ishaat.com

التمليك لغيره بالبيع ونحوه لاستحالة تمليك الخارج عن ملكه(۱) فقط

واقف نے جو شرط لگائی ہے اس پر عمل کرنا ضروری ہے

سوال: (۴۹۷) ایک شخص نے ایک مکان وقف کیا، اور شرط یہ لگائی کہ جب تک میری لڑکی زندہ رہے اس مکان کے کرائے سے اپنی زندگی بسر کرے، اور بعد وفات دختر مکان کا کرایہ مسجد پر صرف ہوگا، اب اس لڑکی کا انتقال ہوگیا، اور اس کی اولاد چاہتی ہے کہ کرایۂ مکان سے اپنی زندگی بسر کرے تو کیا یہ صورت جائز ہے؟ (۴۹۹/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: درمختار میں ہے شرط الواقف كنص الشارع (الشامی ۶/۵۰۸ كتاب الوقف) واقف کی شرط پر عمل کرنا ضروری ہے، پس موافق تصریح واقف کے بعد وفات دختر مکان مذکور مسجدوں پر وقف ہوگا۔ فقط

مسجد میں شامل کرنے کے لیے جو مکان وقف کر دیا اس میں وارثوں کا کچھ حق نہیں

سوال: (۴۹۸) عمر نے زید کو مسجد میں بلا کر کہا کہ اپنا مکان مسجد میں شامل کرنے کے لیے قیمت پر دیدو، زید نے عمر سے کہا کہ قیمت کیا لوں گا، میں نے خدا کے واسطے اپنے مکان کو مسجد میں شامل کرنے کے لیے دے دیا ہے، ملبہ میں لے لوں گا۔ ایک دو ماہ کے بعد زید نے عمر سے کہا کہ جب مکان ہی خدا کے واسطے دے چکا ہوں تو ملبہ کیا لوں گا، زید فوت ہوا، تین لڑکے، دو لڑکیاں، ایک بیوی وارث چھوڑے، تو اس حالت میں مکان اور ملبہ مسجد کے لیے وقف ہوگیا یا وارثوں کو ملے گا؟ (۸۵۹/۱۳۳۹ھ)

الجواب: اس صورت میں وہ مکان معہ ملبے کے مسجد میں وقف ہوگیا، زید کے وارثوں کا اس میں کچھ حق نہیں ہے۔ فقط

مسجد کے اوقاف پر قبضہ کرنا جائز نہیں

سوال: (۴۹۹) دو ٹکڑے زمین سفید متصل مسجد کے پڑے ہیں، پہلے مسجد تنگ تھی ان دونوں ٹکڑوں

(۱) الدرمع الشامی ۶/۴۲۱ كتاب الوقف، مطلبٌ فرّق أبويوسف بين قوله موقوفة إلخ .

Maktaba Tul Ishaat.com

میں سے کچھ اراضی مسجد میں زائد کر کے مسجد کو فراخ کیا ہے، ان دونوں ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑے پر حجام قابض رہا ہے، ان دونوں ٹکڑوں میں زید وبکر جھگڑا کرتے ہیں، زید کہتا ہے کہ یہ دونوں ٹکڑے اراضی کے وقف ہیں مسجد کے لیے؛ لیکن بکر نے جبرًا ایک ٹکڑے پر قبضہ کرلیا ہے؛ اس صورت میں کیا حکم ہے؟ (۸۵۶/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: وقف پر کسی کا قبضہ جائز نہیں ہے، اور زمین متعلق مسجد بھی وقف ہوتی ہے؛ پس بکر کا قبضہ زمین موقوفہ مسجد پر باطل ہے اَلْوَقْفُ لا یُمْلَكُ وَلا یُمَلَّكُ (۱) مسئلہ مسلمہ ہے، چاہیے کہ بکر کے قبضے سے اس ٹکڑۂ متعلقہ مسجد کو نکالا جائے، اور ضرورت مسجد پوری کی جائے۔ فقط

ملکیت کا دعویٰ کرنے والوں کے قبضے سے مسجد کے موقوفہ مکان کو نکالنا ضروری ہے

سوال: (۵۰۰) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مکان اور کچھ زمین صحراء وقف ہے مسجد کے لیے شاہی زمانے سے، جس کا متولی اسی مکان میں بلا کرایہ رہتا تھا، اور وہی امام بھی تھا، اور زمین موقوفہ کی آمدنی کو کچھ مسجد میں اور باقی اپنے خرچ میں صرف کرتا تھا۔ چند سال ہوئے متولی کا انتقال ہوگیا، اور اس کے دو لڑکوں کا نام تولیت میں درج ہوگیا، اور سکونت اسی مکان میں ہے؛ وہ دونوں چونکہ بوجہ ملازمت ہمیشہ پردیس میں رہتے ہیں، محلے والوں نے دوسرا امام مقرر کرلیا؛ اور مکان چوں کہ بوسیدہ ہوگیا تھا، اس لیے ان لڑکوں نے اپنی کمائی سے از سر نو تعمیر کرلیا؛ اب وہ کہتے ہیں کہ مکان ہمارا ہے اسی میں رہتے ہیں، اور چوں کہ وہ مسجد کی خبر گیری نہیں کرتے اس لیے محلے والوں نے دوسرا متولی تجویز کرلیا ہے؛ آیا وہ مکان ان دونوں لڑکوں کی ملک ہوگیا یا مسجد ہی کے لیے وقف ہے؟ اور اہل محلّہ کا دوسرے شخص کو متولی بنانا درست ہے یا نہیں؟ اور جو لوگ وقف کو ضائع ہوتے ہوئے دیکھ کر اس کے بچانے کی کوشش نہ کریں وہ عنداللہ ماخود ہوں گے یا نہیں؟ نیز اگر وہ مکان وقف ہے تو ان لوگوں کا بلا کرایہ اس میں سکونت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۷۸۳/۱۳۴۳ھ)

الجواب: مکان مذکور مسجد کا ہے، اور مسجد کے اوقاف میں سے ہے، اس کو قابضوں کے قبضہ اور

(۱) الدر مع الرد ۴۲۱/۶ كتاب الوقف .

Maktaba Tul Ishaat.com

تصرف سے نکالنا ضروری ہے؛ کیوں کہ اب جب کہ دعویٰ ملک کا وہ کرنے لگے تو خائن وغاصب ہوگئے، لہٰذا ان کے قبضہ سے نکالنا اس کا ضروری ہے، اور امام اور متولی جس کو اہل محلّہ واہل مسجد نے بنالیا یہ صحیح ہے، اور قابضان مکان کو بلا کرایہ رہنا اس میں درست نہیں ہے، بلکہ اب کرائے پر بھی ان کو رکھنا مناسب نہیں ہے کہ وہ دعویٰ ملکیت کا کررہے ہیں، بہرحال ان کے قبضہ وتصرف مالکانہ سے اس مکان کو نکالنا چاہیے، اور مسلمانوں کو اس میں پوری کوشش کرنی چاہیے، اور جو لوگ باوجود قدرت کے اس کے چھڑانے میں کوشش نہ کریں گے، وہ آثم ہوں گے۔ فقط

مسجد کے موقوفہ مکان میں مدرسہ بنانا

سوال: (۵۰۱) ایک مسجد کے اتّر (شمال) کی جانب مکان مسجد کے نام وقف ہے، اور اس کا کرایہ مسجد کے اخراجات میں صرف ہوتا ہے، نیز وقت ضرورت توسیع مسجد کے کام بھی آسکتا ہے، لہٰذا زید اس مکان کو گروا کر از سرنو تعمیر کرا کر مدرسہ اسلامیہ بنانا چاہتا ہے، اور اخراجات مسجد کا؛ مہتمم مدرسہ کو ذمہ دار ٹھہراتا ہے، لہٰذا زید کے کہنے پر متولیان مسجد مکان مذکورہ بالا حوالہ زید کریں یا نہ کریں؟ (۴۱۵/۱۳۳۷ھ)

الجواب: مدرسہ اسلامیہ بنانے میں یہ نفع ضرور ہے کہ آبادی مسجد کی جو کہ غرض واقف کی ہے، اس میں پوری طرح حاصل ہوگی ومراعاة غرض الواقفين واجبة (الشامی ۶/۵۲۱ کتاب الوقف) بناءً علیہ اس میں کچھ حرج نہیں ہے کہ اس زمین افتادہ میں مکان مدرسہ بہ غرض تعلیم علم دین تعمیر کیا جائے۔ فقط

سوال: (۵۰۲) مکان مسجد، مدرسہ وغیرہ کے کام میں بلا اجرت شرعًا مستعمل ہوسکتا ہے یا نہیں؟ (۴۶/۴۷۰-۱۳۴۷ھ)

الجواب: مکان مسجد کو واقف اور بانی نے جس کام کے لیے بنایا ہو، اسی مصرف میں وہ آنا چاہیے، اگر مدرسے کے لیے بنایا ہے یا امام ومؤذن یا طلبہ کی سکونت کے لیے بنایا ہے؛ تو وہی کام اس میں کیا جائے؛ کیونکہ کتب فقہ میں تصریح ہے: شرط الواقف كنص الشارع الخ شرائط الواقف معتبرة (درمختار وغیرہ) اور اگر شرط واقف معلوم نہ ہو تو جیسا پہلے سے معمول چلا آتا ہے اس کے موافق عمل کیا جائے۔ فقط

جامع مسجد کی موقوفہ جائداد میں اسی کی آمدنی سے مدرسہ جاری کرنا

سوال: (۵۰۳) قصبہ میں ایک مدرسہ قرآن جس کے لیے جداگانہ وقف ہے، جامع مسجد میں

Maktaba Tul Ishaat.com

عرصے سے قائم ہے، دیگر محلوں کی مساجد میں بھی مکاتب قرآنیہ موجود ہیں، بایں ہمہ اپنی عزت اور شہرت وذاتی اغراض کے لیے چندے سے ایک مدرسہ اور قائم کیا گیا، جس میں مدرس کی تنخواہ؛ چندہ اور فیس طلبہ سے دی جاتی ہے، مؤخر الذکر مدرسے کے لیے جامع مسجد کے وقف کی آمدنی سے ایک عالی شان عمارت اراضی وقف جامع مسجد میں بنام مدرسہ بنائی گئی، حالاں کہ واقف نے مصارف وقف کی تصریح کی ہے، جس میں مدرسے کے نام سے کسی تعمیر یا درس گاہ کی صراحت نہیں ہے، پس ایسی حالت میں وقف جامع مسجد کا روپیہ بلا تکمیل وتقدیم تصریحات واقف کے، کسی دوسرے کام مدرسہ وغیرہ میں یا جدید عمارت میں لگانا شرعًا جائز ہے یا نہیں، اگر ناجائز ہے تو اس کا ذمے دار کون ہے؟ اور جس قدر عرصہ تک خلاف منشائے واقف کے اراضی وقف یا روپیہ وقف دوسرے کاموں میں استعمال کیا گیا، اس کا کوئی تدارک علاوہ گناہ کے کرایہ وغیرہ سے ہوسکتا ہے یا نہیں؟ (۲۸۰۱/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: چوں کہ اس مسجد میں مدرسہ دینیہ جاری کرنا بظاہر غرض واقف کے خلاف نہیں ہے، اس لیے اس کے جواز میں کیا تردد ہے؟ لأن مراعاة غرض الواقفين واجبة (الشامی ۶/۵۲۱ کتاب الوقف) جب کہ آمدنی متعلق مسجد کی وافر ہے، اور اگر آمدنی اوقاف مسجد کی اس قدر کثیر ہے کہ مسجد میں خرچ نہیں ہوسکتی تو اس سے تعمیر مدرسہ مذکورہ متعلقہ مسجد مذکور کرانا بھی درست ہے، غایت یہ کہ یہ رقم بہ طریق قرض سمجھی جائے گی جیسا کہ فقہاء نے ایسا لکھا ہے، پھر جب ضرورت مسجد میں ہو تو اس رقم کو واپس کردیا جائے۔ فتح القدیر میں ہے: قال الشيخ الإمام (محمد بن الفضل): ما كان من غلة وقف المسجد الجامع يجوز للحاكم أن يصرفه إلى ذلك على وجه القرض إذا لم تكن حاجةً للمسجد إليه الخ (۱) اور حموی حاشیہ اشباہ ونظائر میں اس سے بھی زیادہ وسعت کی تصریح ہے: نقلاً عن فتاوى قاضي خان أن الناظر له صرف فائض الوقف إلى جهات برٍّ بحسب مايراه انتهى (۲) فقط

(۱) فتح القدير شرح الهداية ۵/۴۵۰ كتاب الوقف – الفصل الأول فى المتولى مطبوعه رشيديه باكستان .

(۲) شرح الحموى على الأشباه والنظائر ص: ۱۴۸ القاعدة الخامسة من الفن الأول: تصرف الإمام على الرعية منوطٌ با لمصلحة .

Maktaba Tul Ishaat.com

مسجد کو ضرورت نہ ہو تو اس کے اوقاف کی آمدنی کہاں صرف کی جائے؟

سوال: (۵۰۴) واقف نے بوقت وقف کوئی شرط نہیں کی تھی، اور ایسی حالت میں اختیار تبدل باقی نہ رہا، لیکن جس مسجد کے مصارف کے لیے وقف کیا وہ حاجت مند نہیں تو موقوفہ کی آمدنی کا جائز مصرف کیا ہوسکتا ہے؟ (۲۶۹۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس آمدنی کو اسی مسجد کی آئندہ ضروریات کے لیے محفوظ رکھے کہ جس وقت ضرورت ہو اس مسجد میں صرف کی جاوے، یا امام اور مؤذن کی تنخواہوں میں اضافہ کردیوے، اور اگر ایسی مجبوری ہے کہ اس مسجد میں کسی طرح صرف ہی نہیں کرسکتا، اور نہ آئندہ کچھ امید ہے تو امید ہے کہ اس میں کچھ مؤاخذہ نہ ہو کہ کسی دوسری مسجد میں صرف کردیوے جب تک کہ مانع قائم ہے، جس وقت مانع مرتفع ہو جاوے پھر اسی مسجد میں صرف کرے جس کے لیے وہ جائداد وقف کی گئی ہے۔

وقف کی آمدنی مسجد کی ضرورت میں صرف کرنا

سوال: (۵۰۵) آمدنی وقف سے امام ومؤذن کو تنخواہ دینا اور غسل وغیرہ کے پانی بھروانے کی اجرت دینا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۰۷۰/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: امام اور مؤذن کی تنخواہ اور غسل وغیرہ کے پانی کے لیے جو خرچ ہو آمدنی وقف سے اس کا خرچ کرنا جائز ہے۔

ایک مسجد کے اوقاف کی آمدنی دوسری مسجد میں صرف کرنا

سوال: (۵۰۶) مسجد کی جائداد وقف کی آمدنی کسی دوسری مسجد میں صرف ہوسکتی ہے یا نہ؟ (۱۴۷۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جس حالت میں مسجد اول آباد ہے، اور اس کی ضرورت حال وآئندہ واقع ہونے والی ہے تو اس کے اوقاف کی آمدنی دوسری مسجد میں صرف کرنا درست نہیں ہے: فی الشامی: لکن علمت أن المفتی به قول أبی یوسفؒ أنه لایجوز نقله ونقل ماله إلی مسجد آخر کمامر عن الحاوی

Maktaba Tul Ishaat.com

نعم هذا التفريع إنما يظهر على ماذكره الشارح من الرواية الثانية عن أبي يوسف وقدمنا أنه جزم بها في الإسعاف وفي الخانية رباط بعيد استغنى عنه المارة وبجنبه رباط آخر قال السيد الإمام أبو شجاع: تصرف غلته إلى الرباط الثاني كالمسجد إذا خرب و استغنى عنه أهل القرية الخ (۱) البتہ اتحاد واقف وجہت وقف کی صورت میں ایسا درست ہے کہ ایک مسجد کے اوقاف کی آمدنی دوسری مسجد میں صرف کردے؛ لیکن جب کہ واقف مختلف ہوں یا جہت وقف مختلف ہو تو پھر درست نہیں۔ فقط

ایک مسجد کے اوقاف کی آمدنی سے دوسری مسجد کے مکانات وغیرہ کی مرمت کرنا

سوال: (۵۰۷) اگر مکانات ودکانات متعلقہ مسجد کی آمدنی، ایسی حالت میں ہے کہ وہ ان مکانات یا دکانات متعلقہ مسجد کی مرمت کے لیے مکتفی نہیں ہوسکتی ہے؛ تو کیا یہ جائز ہے کہ ایک دوسری مسجد کی متعلقہ جائداد (مثل آمدنی دکانات یا مکانات) سے اول الذکر مسجد کے مکانات وغیرہ کی مرمت کرلی جائے؟ (۵۲۰/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: حسب تصریحات فقہاء حنفیہ ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ قال في الدرالمختار: وإن اختلف أحدهما بأن بنى رجلان مسجدين أو رجل مسجدًا ومدرسةً و وقف عليهما أوقافًا لايجوز له ذلك الخ (۲)

ترجمہ: اور اگر مختلف ہوان میں سے ایک؛ یعنی واقف یا جہت وقف مختلف ہوں اس طرح سے کہ دو شخص نے دو مسجدیں بنائیں، یعنی ایک نے ایک مسجد بنائی، اور دوسرے شخص نے دوسری مسجد بنائی، یا ایک شخص نے مسجد اور مدرسہ بنایا، اور ان دونوں پر کچھ جائداد وقف کی تو ایک وقف کی آمدنی دوسرے وقف میں خرچ کرنا درست نہیں ہے، اور صورت ثانیہ میں جب کہ واقف ایک ہو اور وقف متعدد، علامہ شامی نے خلاف کی روایات نقل کی ہیں، چنانچہ لکھا ہے: لكن نقل في البحر بعد هذا عن الولوالجية:

(۱) الشامي ۶/۴۲۹-۴۳۰ كتاب الوقف . مطلبٌ فيما لو خرب المسجد أو غيره .

(۲) الدرالمختارمع الشامي ۶/۴۳۱ كتاب الوقف – مطلبٌ:في نقل أنقاض المسجد ونحوه .

Maktaba Tul Ishaat.com

مسجد له أوقاف مختلفة لابأس للقيم أن يخلط غلتها كلها وإن خرب حانوت منها فلابأس بعمارته من غلةحانوت آخر لأن الكل للمسجد ولو كان مختلفًا لأن المعنى يجمعهماالخ ومثله في البزازية تأمل (۱)(شامی۳/۳۷۲)

ترجمہ: لیکن نقل کیا بحر میں بعد اس کے ولوالجیہ سے کہ ایک مسجد ہے کہ اس کے اوقاف مختلف ہیں؛ تو متولی کو درست ہے کہ وہ سب اوقاف کی آمدنی ایک جگہ جمع کرلے، اور اگر ان میں سے ایک دکان خراب ہوجائے تو دوسری دکان کی آمدنی سے اس کی مرمت کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے؛ اس لیے کہ وہ سب مسجد کے لیے ہیں، اگرچہ مختلف اوقاف ہیں کیوں کہ حقیقت میں سب ایک ہیں؛ یعنی اس مسجد کے لیے ہیں جس کی وہ دکانیں ہیں، اور ایسا ہی ہے بزازیہ میں ہے ——— مگر درحقیقت یہ روایت درمختار کے قول کے خلاف نہیں ہے؛ کیوں کہ درمختار میں مثال اختلاف جہت کی یہ بیان کی تھی کہ ایک شخص نے مسجد اور مدرسہ بنایا، اور روایت ولوالجیۃ میں ایک مسجد کے متعلق اوقاف متعددہ میں صورت جواز کی لکھی ہے، بہرحال صورت مسئولہ جس میں ہر دو مسجد کا بانی وواقف بہ ظاہر ایک شخص نہیں ہے؛ یہ درست نہیں ہے کہ ایک مسجد کے اوقاف کی آمدنی دوسری مسجد کی دکانوں کی مرمت وغیرہ میں صرف کی جائے، جب کہ دونوں مسجدیں آباد ہوں، اور کوئی ان میں سے ویران وخراب نہ ہوئی ہو؛ کیونکہ بہ صورت خرابی مسجد فقہاء نے یہ جائز لکھا ہے کہ مسجد ویران کا سامان دوسری مسجد میں صرف کیا جائے۔ فقط

مسجد کے اوقاف کی آمدنی کو ڈول، رسّی اور حمام کے مصارف میں صرف کرنا

سوال: (۵۰۸) زبیدہ بیگم نے زمین زرعی بہ نام مسجد وقف کی، لیکن وقف نامے میں ڈول رسی اور حمام کے مصارف کی تصریح نہیں کی تو متولیان ڈول، رسی اور حمام کے مصارف میں وقف مذکور کی آمدنی میں سے صرف کرسکتے ہیں یا نہیں؟ اور نمازیان مسجد ان سے حساب فہمی کرسکتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر متولیان موجودہ کو علیحدہ کرکے دوسرا متولی مقرر کردیا جائے تو مسلمانان کو شرعًا یہ حق حاصل ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۲/۱۴۱۸ھ)

(۱) حوالۂ سابقہ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: وقف مذکور کی آمدنی فاضل سے ڈول، رسی وحمام مسجد کے انتظام میں صرف کرنا درست ہے، متولیان کو اس کا انتظام کرنا چاہیے، ایسی ضروریات مسجد کے لیے تصریح واقف کی ضرورت نہیں ہے، اور متولیان کو لازم ہے کہ حساب آمد وصرفِ وقف صاف اور مکمل رکھیں، اور حق حساب فہمی ان سے حاکم کو ہے، عام نمازیوں کو حقِ حساب فہمی نہیں ہے، اور اگر خیانت متولیان کی ثابت ہوجائے تو حاکم ان کو معزول کرکے دوسرا متولی مقرر کردے۔ فقط

ایک مسجد کے نام موقوفہ جائداد کی آمدنی دوسرے کارِ خیر میں صرف کرنا

سوال: (۵۰۹) زید نے ایک جائداد اس لیے وقف کی کہ اس کا ماحصل منافعہ ایک مسجد کے امام ومؤذن کی تنخواہ اور دیگر ضروریات متعلقہ اسی مسجد میں صرف ہو؛ لیکن مسجد مذکور اس وجہ سے مستغنی ہے کہ متولی مسجد جملہ ضروریات مسجد کا خود کفیل ہے؛ اب واقف کو یہ اختیار ہے یا نہیں کہ اپنے موقوف کے منافع کو کسی اور مصرف خیر کے لیے مخصوص کردے؟ (۲۶۴۴/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اگر بہ وقت وقف کرنے کے کوئی اس قسم کی شرط نہ کی تھی تو اب اختیار تبدل کا واقف کو نہیں ہے۔

مسجد کے اوقاف کی آمدنی سے مسجد کے احاطے میں باغ لگانا

سوال: (۵۱۰) جامع مسجد ممبئی کے گیارہ اہل شوری میں سے اکثر نے یہ رائے دی کہ مسجد کے اوقاف کی آمدنی سے مسجد کے احاطے میں جو کھلی جگہ ہے، وہاں باغ قائم کیا جاوے، اور درخت نصب کیے جاویں اور اس کی حفاظت کے لیے تنخواہ سے مالی رکھا جاوے، حالاں کہ جس زمین پر یہ تجویز کیا گیا ہے، یہاں زمانہ قدیم سے مصلیوں کے واسطے گنجائش تھی جب زیادہ مجمع ہوتا تھا تو نمازی یہاں نماز پڑھتے رہے ہیں، پس اس حالت میں اہل مشورہ کو مسجد کے مال سے صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۹۳/۱۳۳۵ھ)

الجواب: مراعاة غرض الواقفين واجبة (الشامی ۶/۵۲۱ کتاب الوقف) کو پیش نظر کر

Maktaba Tul Ishaat.com

کے، ایسے تصرفات اوقاف میں درست نہیں ہیں جو واقف کی شرط اور غرض کے خلاف ہوں۔

مسجد کے اوقاف کی آمدنی سے سرکاری ٹیکس ادا کرنا اور ملازمین کو پنشن دینا

سوال: (۵۱۱).....(الف) مسجد کی جائداد موقوفہ کی آمدنی سے ٹیکس میونسپلٹی دینا سرکار کو جائز ہے یا نہ؟

(ب) نیز اب تک جو دیا جا چکا ہے وہ واپس دینا سرکار کو مسجد کے واسطے چاہیے یا نہیں؟

(ج) مسجد کی آمدنی سے مسجد کے بوڑھے ملازم کو پنشن دی جاسکتی ہے یا نہیں؟

(د) کیا متولیان مسجد اس نقصان کے ذمے دار ہیں جو مقدار کہ اب تک انہوں نے پنشن میں خرچ کی؟

(ھ) مسجد کی زمین موقوفہ میں درخت مسجد کی ملک ہیں یا لگانے والے اور خدمت کرنے والے کی؟ (۶۳۳/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: (الف) اگر سرکار لے تو متولیوں کو دینا درست ہے، مگر سرکار کو ایسے اوقاف کی آمدنی سے محصول نہ لینا چاہیے۔

(ب) اگر واپس دیا جائے تو بہت اچھا ہے۔

(ج) بدون شرط واقف پنشن دینا کسی ملازم مسجد کو درست نہیں ہے؛ لیکن اگر واقف نے ایسی کوئی شرط کی ہو تو دینا درست ہے؛ کیوں کہ واقف کی شرائط کا لحاظ اور پابندی ضروری ہے کما فی الشامی: إن شرط الواقف كنص الشارع الخ (۱)

(د) ذمے دار ہیں۔

(ھ) مسجد کی ملک ہیں۔ استأجر دارًا موقوفة فيها أشجار مثمرة هل له الأكل منها، الظاهر أنه إذا لم يعلم شرط الواقف لم يأكل لما في الحاوي غرس في المسجد أشجارًا تثمر إن غرس للسبيل فلكل مسلم الأكل وإلَّا فلمصالح المسجد الخ (۲) درمختار کی اس آخری روایت حاوی کا حاصل یہ ہے کہ مسجد میں جو درخت کسی نے لگائے، اگر لگانے والے نے عام

(۱) الدرالمختار مع الشامی ۶/۵۰۸ كتاب الوقف – مطلبٌ في قولهم شرط الواقف كنص الشارع.

(۲) الدرالمختار مع الشامی ۶/۵۰۷ كتاب الوقف – مطلبٌ : استأجر دارًا فيها أشجارٌ .

Maktaba Tul Ishaat.com

لوگوں کے لیے ان کو وقف کیا ہے تو ہر ایک مسلمان اس میں سے کھا سکتا ہے، اور اگر ایسا نہیں؛ یعنی لگانے والے کی نیت عام مسلمانوں پر وقف کرنا نہ تھی، بلکہ مسجد کے لیے لگائے یا اس کی غرض کچھ معلوم نہ ہو تو پھر وہ پھل مسجد کے مصالح کے لیے فروخت کیے جائیں۔ فقط

مسجد کے اوقاف کی آمدنی لاوارث کی تجہیز وتکفین یا مزار پر صرف کرنا

سوال: (۵۱۲).....(الف) مسجد کے اوقاف کی آمدنی کو کسی لاوارث کی تجہیز وتکفین یا دیگر کام میں دے دینا کیسا ہے؟

(ب) جامع مسجد کے ایک گوشے میں بہ جانب جنوب ایک بزرگ کا مزار ہے، اور پشت لب سڑک ہے، اس طرف چند دکانیں بنادی گئیں لکھا جاتا ہے کہ فلاں دکان متعلق مزار شریف، اس کی آمدنی مسجد میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟

(ج) مسجد کا روپیہ مزار میں لگانا کیسا ہے؟

(د) ایک مسجد کی آمدنی دوسری مسجد میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟ (۴۹۸/۱۳۳۹ھ)

الجواب: (الف-د) مسجد کے اوقاف کی آمدنی کو تجہیز وتکفین میت لاوارث میں یا کسی مزار پر یا کسی دوسری مسجد میں صرف کرنا درست نہیں ہے، مگر جب کہ مسجد اول ویران ہو جاوے، اور اس کی آبادی متصور نہ ہو تو ایسی حالت میں ایک مسجد کا سامان، اور آمدنی دوسری مسجد میں صرف کر سکتے ہیں، پھر بھی سوائے مسجد کے دوسرے امور میں صرف نہیں کر سکتے، اسی طرح اوقاف مزارات کی آمدنی کو مسجد میں صرف کرنا جائز نہیں ہے، کذا صرح به فی کتب الفقه فقط

مسجد کے اوقاف کی آمدنی سے امام ومؤذن کو تنخواہ دینا

سوال: (۵۱۳) کوئی جائداد برائے اخراجات مسجد وقف ہو؛ تو اس جائداد سے امام ومؤذن کو تنخواہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۰۳۰/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اگر گنجائش ہو تو اس میں سے امام ومؤذن کی تنخواہ دینا بھی درست ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مسجد کی موقوفہ زمین جو امام کے نام پر درج ہے اس کی آمدنی کس کا حق ہے؟

سوال: (۵۱۴) ایک زمین پانچ بیگہ امام مسجد کے نام قدیم سے درج ہے، اور جو امام رہا اس کی آمدنی اس کو ملی؛ درمیان میں ایک دو امام ایسے بھی رہے جن کو اس کی آمدنی نہیں ملی؛ آیا یہ آمدنی امام مسجد کا حق ہے یا مسجد میں صرف کی جائے؟ (۵۵۰/۱۳۳۷ھ)

الجواب: اگر وہ زمین مسجد پر وقف ہے، اور آمدنی اس کی امام مسجد کو دی جاتی تھی، اور اس وجہ سے امام کا نام اس پر درج ہو گیا تھا، اور یہی ظاہر ہے تو وہ زمین مسجد کی ہے، اس کی آمدنی مسجد میں صرف کرنا درست ہے، امام کی تنخواہ وغیرہ کا علیحدہ بندوبست کر دیا جائے، اور اس زمین کی آمدنی مسجد میں صرف کی جائے؛ وہ زمین موقوفہ ملک کسی امام کی نہیں ہے۔ فقط

نیلام شدہ تکیہ؛ مسجد کی رقم سے مسجد کے نام چھڑایا تو وہ کس کی ملک ہے؟

سوال: (۵۱۵) ایک شخص مقروض کا تکیہ مہاجن نے قرض میں نیلام کرایا، اس نے یہ کہا کہ مسجد کے نام سے عذرداری کر کے تکیہ کو مسجد کے نام چھڑوالو، چنانچہ مسجد کے روپے سے عذرداری کی، اور تکیہ کو مسجد کے نام چھڑوالیا، اب یہ تکیہ ملک مسجد ہے یا کیا؟ (۳۲/۲۶۴۸-۱۳۳۳ھ)

الجواب: وہ تکیہ مسجد کے اوقاف میں سے ہے، اس کی آمدنی مسجد میں ہی صرف ہونی چاہیے، اصل مالک کی طرف سے جب کہ اقرار اس کے وقف ہونے کا ہو گیا؛ جیسا کہ اس نے کہا کہ مسجد کے نام سے اس کو چھڑوالو، اس کو کچھ اختیار تصرف مالکانہ کا اس میں نہ رہا۔

تکیہ کے شکستہ کمروں کی اینٹ مسجد میں لگانا

سوال: (۵۱۶) ایک مسجد قلعہ پر شکستہ ہے، اس کی تعمیر کے واسطے اینٹ نہیں ملتی، اس مسجد کی جانب جنوب ایک تکیہ ہے، اس کے اندر دو کمرے شکستہ ہیں تو ان کمروں کی اینٹ مسجد میں لگ سکتی ہے یا

Maktaba Tul Ishaat.com

نہ؟(۲۳۲۷/۱۳۴۱ھ)

الجواب: اس تکیہ کے شکستہ کمروں کی خشت مسجد میں لگانا درست نہیں ہے۔ فقط

مسجد کی حدود یا مسجد کے اوقاف میں دکان بنانا

سوال: (۵۱۷) صحن متعلقہ مسجد جانب شرق اندرون دیوار ومسافر خانہ موقوفہ ملحقہ مسجد جانب جنوب متصل صحن مسجد ہے، مفاد مسجد کا لحاظ کرتے ہوئے متولیان مسجد چاہتے ہیں کہ اراضی مذکورہ کا تھوڑا سا جزو لے کر چند دکانیں بنائی جائیں، جن کی آمدنی اسی مسجد میں صرف کی جائے، مسجد کی فضائیت میں کسی قسم کا حرج نہیں؛ ایسی حالت میں دکانوں کا بنانا ممنوع تو نہیں ہے؟(۷۸۲/۱۳۴۳ھ)

الجواب: البحر الرائق میں مجتبیٰ سے منقول ہے کہ متولی مسجد کو حد مسجد اور فناء مسجد میں دکانیں بنانا درست نہیں ہے، عبارت اس کی یہ ہے: وفی المجتبیٰ: لایجوز لقیم المسجد أن یبنی حوانیت فی حد المسجد أوفنائه (۱) اور اس کے بعد فناء مسجد کی تفسیر یہ کی ہے: وفناء المسجد ماکان علیه ظلة المسجد (۱) اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دکانوں کے بنانے کی ممانعت اس زمین میں ہے جو حد مسجد میں داخل ہے، اور یہ ظاہر ہے کہ جو زمین عین مسجد ہے اور نماز کے لیے خاص ہے، اس میں یہ تصرف متولی کو جائز نہیں ہے، باقی وہ زمین موقوفہ کو جو کہ مسجد نہیں ہے بلکہ اوقاف مسجد سے ہے، اور متعلق مسجد ہے تو اس میں دکانیں بنانا بہ غرض نفع مسجد کے جائز معلوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ بحر رائق میں مجتبیٰ کی عبارت منقولہ کے بعد یہ عبارت منقول ہے: قیم یبیح فناء المسجد لیتجر فیه القوم أویضع فیه سُررًا آجرها لیتجر فیها الناس فلابأس إذا کان لصلاح المسجد (۱) اور نیز عبارت درمختار وکذا یفتی بکل ماهو أنفع للوقف الخ (۲) اس کے جواز پر دال ہے؛ کیوں کہ زمین افتادہ متعلقہ مسجد سے ظاہر ہے کہ کچھ نفع مسجد کا نہیں ہے، اور دکانیں تعمیر ہو جانے کے بعد اس سے مسجد کا بڑا نفع ہے؛ لہٰذا اس کے جواز پر فتویٰ دینا غرض واقف وبانی کے موافق ہے، مخالف نہیں ہے، اور جیسا کہ زمین موقوفہ علی المسجد میں سے عند الضرورت مسجد میں داخل کرنا جائز ہے" کما هو مذکور فی البحر الرائق:

(۱) البحر الرائق ۴۱۸/۵ کتاب الوقف – فصل فی أحکام المساجد .

(۲) الدر المختار مع الشامی ۴۸۲/۶ کتاب الوقف – مطلب: سکن المشتری دار الوقف .

Maktaba Tul Ishaat.com

ولو كان بجنب المسجد أرض وقف على المسجد فأرادوا أن يزيدوا شيئًا في المسجد من الأرض جاز ذلك بأمر القاضي" (۱) اسی طرح مسجد کے نفع کے لیے اور اس کی آبادی اور درستی انتظام کے لیے زمین موقوفہ متعلقہ مسجد میں دکانیں بنوانا بھی جائز ہونا چاہیے ـــــ الحاصل جب کہ زمین مذکورہ مسجد سے خارج ہے، اور مسجد میں داخل نہیں ہے تو اس میں دکانیں تعمیر کرادینا بہ غرض نفع مسجد کے جائز ہے؛ البتہ مسافر خانہ مذکورہ میں سے کچھ زمین لینا اس غرض کے لیے خلاف غرض واقف ہونے کی وجہ سے ناجائز معلوم ہوتا ہے، لیکن اگر کچھ زمین مسافر خانہ متعلقہ مسجد میں سے لینے سے مسافر خانے میں کچھ نقصان نہیں آتا تو یہ بھی جائز ہونا چاہیے، اور اگر مسافر خانے میں سے کچھ زمین نہ لی جائے، بلکہ صرف اسی زمین افتادہ متعلقہ مسجد میں تعمیر دکانوں کی ہوسکے تو یہ بہتر ہے کہ مسافر خانے کو بہ حالہا چھوڑا جائے، کیوں کہ جو زمین واقف نے مسافر خانے کے لیے وقف کی ہے اس میں کوئی دوسرا تصرف بلاضرورت شدیدہ جائز نہیں ہے۔ فقط

مسجد کی حدود یا مسجد کے صحن میں دُکانیں بنانا جائز نہیں

سوال: (۵۱۸) مسجدے است و در جنب او ایوانے است وقف بر مسجد کہ اہالیان مسجد دراں آسائش می نمایند، الحال شخصے از مسلمانان کہ خود را متولی مسجد می داند، ارادہ دارد کہ دراں ایوان متصل مسجد دکانہا بنا کند، جہت نفع مسجد یا غیر آں؛ آیا ایں بنائے دکانہا در جنب مسجد مر اُورا جائز است یا نہ؟ و بانی را منع از بنا باید کرد یا نہ؟ (۱۰۸۱/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: دکانہا ساختن در جنب مسجد در ایوان متصل مسجد ہرگز شرعًا جائز ندارند کہ جائز نیست بلکہ دکانہا ساختن در چنیں موضع جائز نیست، اگرچہ بانی آں متولی مسجد باشد قال في الفتاوى العالمغيرية في كتاب الوقف: قيم المسجد لايجوز له أن يبني الحوانيت في حدالمسجد أو في فنائه لأن المسجد إذاجعل حانوتًا أومسكنًا تسقط حرمته وهذالايجوز، والفناء تبع للمسجد فيكون حكمه حكم المسجد كذا في محيط السرخسي انتهى (۲) وأيضًا قال في الدرالمختار في

(۱) البحر الرائق ۵/۴۲۸ في آخر كتاب الوقف .

(۲) الفتاوى الهندية ۲/۴۶۲ كتاب الوقف – الفصل الثاني في الوقف على المسجد و تصرف القيم و غيره في مال الوقف عليه .

Maktaba Tul Ishaat.com

كتاب الوقف: أما لو تمت المسجد ية ثم أراد البناء منع ولو قال: عنيت ذلك لم يصدق تاترخانية فإذا كان هذافي الواقف فكيف بغيره فيجب هدمه ولو على جدار المسجد ولايجوز أخذالأجرة منه ولا أن يجعل شيئًا منه مستغلاً ولاسكنى بزازية انتهى (۱) پس چون ایں امر درمسجد جائز نیست، درفناء مسجد یعنی میدان متصل مسجد ہم جائز نیست؛ چہ فناء مسجد راحکم مسجد است۔ كماعرفت من عبارة الفتاوى العالمغيرية هذا مَا ظهر لى فى هذا الباب. فقط

ترجمہ: سوال: (۵۱۸) ایک مسجد ہے، اس کے پہلو میں ایک مکان مسجد کے نام وقف ہے جس میں اہل مسجد آرام کیا کرتے ہیں، اب ایک شخص جو خود کو متولی سمجھتا ہے مسجد کے نفع کے لیے یا کسی اور غرض سے اس مکان میں دکانیں بنانا چاہتا ہے؛ تو کیا اس شخص کے لیے مسجد کے بازو میں اس طرح دکانیں بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اور بانی مسجد کو اس طرح کی تعمیر سے منع کرنا چاہیے یا نہیں؟

الجواب: مسجد کے پہلو میں، مسجد سے متصل مکان میں دکانیں بنانا شرعًا کسی بھی طرح جائز نہیں ہے، حتی کہ اگر مسجد کا بانی خود ہی ایسی جگہ میں دکانیں بنائے، تب بھی جائز نہیں ہے۔ فتاوی عالمگیریہ، کتاب الوقف میں ہے کہ مسجد کے منتظم کو مسجد کی حدود یا مسجد کے صحن میں دکانیں بنانا جائز نہیں ہے، اس لیے کہ مسجد کو جب دکان یا رہائش گاہ بنا لیا جائے گا تو اس کی حرمت ختم ہو جائے گی اور یہ کسی بھی طرح جائز نہیں؛ اور صحن چونکہ مسجد کے تابع ہوتا ہے اس لیے اس کا حکم بھی مسجد کے حکم کی طرح ہے، محیط سرخسی میں اسی طرح منقول ہے انتھٰی نیز درمختار، کتاب الوقف میں مذکور ہے کہ مسجد مکمل ہو جانے کے بعد کسی بھی قسم کی تعمیر سے روک دیا جائے گا اور اگر وہ کہتا ہے کہ میں نے اسی کا ارادہ کیا تھا تب بھی اس کی بات نہیں مانی جائے گی، (تاترخانیہ) جب واقف کے بارے میں یہ حکم ہے تو اس کے علاوہ کے بارے میں کیا حکم ہوگا؟! چنانچہ اس کا گرا دینا واجب ہے اگر چہ وہ مسجد کی دیوار پر ہو الخ۔

الحاصل جب یہ کام مسجد میں جائز نہیں ہے تو مسجد کے صحن میں بھی ناجائز ہے؛ کیوں کہ مسجد کا صحن مسجد کے حکم میں ہوتا ہے۔ (۲)

(۱) الدرمع الرد ۶/ ۴۲۸، ۴۲۹ كتاب الوقف ، مطلبٌ فى أحكام المسجد .

(۲) یہ حکم اس وقت ہے جب مسجد سے متصل مسجد کے پہلو میں جو مکان ہے وہ حدود مسجد میں داخل ہو، اور سوال کا یہ جملہ کہ ''اہل مسجد اس میں آرام کرتے ہیں'' قرینہ ہے کہ وہ مکان مسجد سے متصل ہے اور مسجد ہی کا حصہ ہے اور اگر مسجد سے متصل مسجد کے پہلو میں جو مکان ہے وہ خارج مسجد ہے تو اس میں مسجد کے نفع کے لیے دکانیں بنانا جائز ہے۔ (محمد امین)

Maktaba Tul Ishaat.com

حدود مسجد کے باہر دکانیں یا کمرے بنا کران کا کرایہ مسجد میں صرف کرنا درست ہے

سوال: (۵۱۹) دُکانات وچند حجرے متعلق مسجد، حدود صحن مسجد کے باہر (اتر، دکھن، پورب) اس غرض سے بنائے گئے ہیں کہ دکانات کی آمدنی مسجد میں صرف ہو، اور حجروں میں مسافر لوگ آرام کریں، اور جب خالی ہوں اور کوئی اہل روزگار آجاتا ہے، مہینہ دو مہینہ یا کم وبیش رہ جاتے ہیں تو ان سے کرایہ لیا جاتا ہے، اور وہ مسجد کے صرف میں آتا ہے، ان حجروں کا بنانا اور ان کا کرایہ مصارف مسجد میں صرف کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۲۰۳۹/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: مذکورہ حجروں کا بنانا بہ غرض مصارف مسجد اور ان کا کرایہ مسجد میں صرف کرنا درست ہے۔

مسجد کی دُکان ناجائز چیزوں کی تجارت کرنے والے کو کرائے پر دینا

سوال: (۵۲۰) مسجد کی دُکان ایسے کرائے دار کو کرائے پر دینا جو اس میں ممنوعات فروخت کرے اور اس سے کرایہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ (۳۵۳/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: ایسے شخص کو کرائے پر دینا ان دُکانوں کا مکروہ ہے جو محرمات شرعیہ کی تجارت کرے؛ لیکن کرایہ لینا اس سے ضروری ہے، اور مسجد میں خرچ کرنا اس کا درست ہے۔ فقط

مسجد کی موقوفہ دکانوں کی آمدنی سے مسافروں اور عالموں کی خدمت کرنا اور رمضان المبارک کی افطاری میں صرف کرنا

سوال: (۵۲۱) ناجائز چیزوں کی دُکانات موقوفہ مسجد کی آمدنی سے مسافروں کی خدمت کرنا، یا عالموں کی نصیحت سن کر اللہ واسطے آمدنی مذکور سے ان کی خدمت کرنا، اور امام موذن مقرر کرنا، اور آمدنی سے تنخواہ دینا نیز رمضان کی افطاری میں صرف کرنا کیسا ہے؟ (۱۹۳۸/۱۳۳۷ھ)

الجواب: جو دکانیں مسجد پر وقف ہیں ان کی آمدنی مسجد کی ضروریات میں صرف ہونی چاہیے، مثل مرمت مسجد و درستی آلات مسجد مثل صف ولوٹا وغیرہ و دیگر اخراجات مسجد و شعائر مسجد مثل تنخواہ امام و

Maktaba Tul Ishaat.com

مؤذن مسجد میں صرف کرنا چاہیے، خدمت مسافرین ووعاظ وافطاری رمضان المبارک اس میں سے کرنا درست نہیں ہے۔ فقط

ایک مسجد کی دکانوں کی آمدنی دوسری مسجد کی تعمیر، خانقاہ یا مکاتب میں صرف کرنا

سوال: (۵۲۲) ایک مسجد کی دکانوں کی آمدنی، دوسری مسجد کی تعمیر میں خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۳۴۲/۵۱۶ھ)

الجواب: نہیں کر سکتے۔ فقط

سوال: (۵۲۳).....(الف) بازار مسجد سے جو آمدنی ہوتی ہے، اس آمدنی سے دیگر محلے کی مساجد میں یا خانقاہ ومکتب میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ یا مسجد کی تعمیر سے جو سامان بچ جائے اس کو دوسرے محلے کی مسجد میں یا خانقاہ ومکتب میں صرف کر دیا جائے؟

(ب) دوسرے محلے کے لوگ اہل مسجد یعنی اہل محلّہ جامع مسجد کو انتظام کار بنانا نہیں چاہتے؛ یہ لوگ گناہ گار ہوتے ہیں یا نہیں؟ (۱۹۷۱/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: (الف) اس مسجد کی دکانوں کی آمدنی کو دوسری مساجد میں یا خانقاہ میں یا مکتب میں صرف کرنا درست نہیں؛ اسی طرح اس مسجد کا سامان باقی ماندہ دوسری مسجد میں صرف کرنا درست نہیں ہے۔

(ب) دیگر محلے والوں کا کچھ اختیار نہیں کہ وہ اہل محلّہ کو انتظام سے روکیں؛ اگر وہ ایسا کریں گے تو گنہ گار ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسجد کی دکانوں کی آمدنی سے افطاری اور تراویح میں ختم قرآن پر شیرینی تقسیم کرنا

سوال: (۵۲۴) ایک مسجد کے متعلق کچھ خام دکانیں جن کے کرائے کی آمدنی تیس چالیس روپے ماہوار تھی، وہ آمدنی متولی سابق کے خرچ میں جو اس مسجد میں امامت بھی کرتے تھے، اور مؤذن وتیل وبتی کے خرچ میں، وپانی وختم تراویح کی مٹھائیاں وغیرہ مصالح مسجد میں صرف ہوتی تھی، دکانیں پختہ

Maktaba Tul Ishaat.com

ہونے کے بعد کرایہ قریب ڈیڑھ سو کے ہوگیا، نمازیان واہل محلّہ سب کے مشورے سے انتظام مسجد کے لیے کمیٹی قائم ہوئی، اور سب کے مشورے سے یہ بات طے ہوئی کہ وہ اخراجات جو سابق میں مسجد کی آمدنی سے تھے، بہ دستور قائم رہیں، اس کے علاوہ کچھ افطاری رمضان شریف میں نمازیوں کو دی جائے۔ زید کہتا ہے کہ جو اخراجات مصالح مسجد میں شامل ہیں وہ قائم رہنا چاہیے، اور جو اخراجات مصالح مسجد میں نہیں ہیں مثل شیرینی ختم تراویح اور افطاری جائز نہیں ہے، بند ہونا چاہیے، اور بکر کہتا ہے کہ یہ سب اخراجات آمدنی وقف سے ہونے چاہیے کچھ حرج اس میں نہیں ہے کس کا قول معتبر ہے؟ (۹۰۵/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: اس بارے میں قول زید صحیح ہے، اور احتیاط بھی اس میں ہے، پس وہی اخراجات قائم رہنے چاہیے جو کہ مصالح مسجد سے متعلق ہیں، اور شیرینی وافطاری وغیرہ امور کو آمدنی وقف سے نہ کرنا چاہیے۔ فقط

مسجد کی دکانوں کی آمدنی باغ کی آرائش میں لگانا

سوال: (۵۲۵) مسجد شاہی قصبہ چنوٹ کی دکانات کی آمدنی تقریبًا چار ہزار سالانہ بہ صورت کرایہ مسجد میں حاصل ہوتی ہے، مسجد کی حالت نہایت ابتر ہے نہ سردیوں میں نماز پڑھنے کا کوئی سامان ہے، کھلے دروں میں پردے نہیں ہیں، نہ گرم پانی کا انتظام ہے نہ روشنی کا، اور فرش بالکل خراب ہے، علاوہ ازیں اکثر حصص مسجد مرمت طلب ہیں جن کی طرف متولیان اور حکام مجاز مطلق توجہ نہیں کرتے، لیکن مسجد کے سامنے والی سفید زمین پر ایک باغیچہ محض نمائشی لگانے کا انتظام کر رہے ہیں جس پر کئی ہزار روپے مسجد کا صرف ہوگا، ایسے بے جا مصارف میں مسجد کا روپیہ صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر اسی جگہ میں بجائے باغیچہ کے دکانات تعمیر کرائی جاویں تو بہت آمدنی ہوسکتی ہے۔ (۷۳۷/ ۱۳۴۱ھ)

الجواب: مسجد کی ملحق دکانات موقوفہ علی المسجد کی آمدنی سے مسجد کی ضروریات کا انتظام اور تکمیل کرنا ضروری ہے، اور باغیچہ کی آرائش اور خوب صورتی میں اس آمدنی کو صرف کرکے ضائع کرنا درست نہیں ہے، اس بارے میں متولیان کو پوری احتیاط سے کام کرنا چاہیے، مقدم یہ ہے کہ مسجد کی ضروریات موجودہ کو پورا کیا جاوے، اس کے بعد مسجد کے لیے دکانات تیار کرائی جاویں جن کی آمدنی سے ہمیشہ مسجد کی ضروریات اور سامان راحت مصلیان پورا ہوتا رہے، اور غرض واقف پوری ہو۔ فإن مراعاة

Maktaba Tul Ishaat.com

غرض الواقفين واجبة(الشامی ۶/۵۲۱ کتاب الوقف)

جس مسجد کے نیچے دکانیں ہوں اس میں نماز پڑھنے سے مسجد کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

سوال:(۵۲۶) اگر کسی مسجد کے نیچے ایسی دکانیں ہوں کہ جن میں بیع وشراء ہوتی ہو تو اس میں نماز پڑھنے سے مسجد کا ثواب ملے گا یا نہیں؟ ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ نہیں ملے گا، یہ درست ہے یا نہیں؟ اگر ایسی مسجد میں نماز پڑھنے سے مسجد کا ثواب ملے گا تو اس مسجد اور اس مسجد میں جس کے نیچے دکانیں نہ ہوں یا اگر ہوں تو مسجد کا سامان رکھنے کے لیے ہوں خرید وفروخت کے لیے نہ ہوں، نماز پڑھنے کا ثواب برابر ہے یا متفاوت؟ اگر تفاوت ہے تو کیا؟ (۹/۳۷۷/۱۳۳۷ھ)

الجواب: اس مسجد میں نماز پڑھنے سے مسجد کا ثواب حاصل ہوگا، اور در بارۂ حصول ثواب مسجد اس مسجد میں اور اس مسجد میں جس کے نیچے دکانیں نہ ہوں کچھ فرق نہیں، باقی دکانیں مسجد کے نیچے بنانے اور نہ بنانے کے بارے میں یہ حکم ہے کہ جو مسجد پہلے بلا دکانوں کے ہو اس میں فقہاء نے دکانیں بنانا منع لکھا ہے، اور جو مسجد نئی بنائی جائے، اور بنانے کے وقت بانی مسجد دکانیں مسجد کے نیچے بہ غرض مصالح وضروریات مسجد بنائے تو درست ہے، مگر وہ اسی کام کے لیے ہونی چاہیے کہ مسجد کے لوٹے و صف وغیرہ وہاں رکھے جائیں بیع وشراء و پاخانہ و پیشاب وہاں نہ ہو کیوں کہ مسجد نیچے سے اوپر تک مسجد ہی ہوتی ہے؛ یعنی تحت الثریٰ سے آسمان کے اوپر تک مسجد ہی ہے، لہٰذا آداب مسجد کا لحاظ اس میں ضروری ہے۔ فقط

مسجد کی موقوفہ دکانوں سے کفار کا قبضہ ہٹانے کے بعد ان کو دوسرے مصارف کے لیے وقف کرنا

سوال:(۵۲۷)..... (الف) کسی مسجد کی دکانیں جو اس کے صحن وسقف کے نیچے ہیں، ہندو سے خرید کر کسی دوسرے مصرف کے لیے وقف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ یعنی اس مسجد کے سواء دوسری جگہ اس کی آمدنی خرچ کرنا جائز ہے یا نہ؟

Maktaba Tul Ishaat.com

(ب) ایک مسجد کے نیچے دکانیں ہیں جو مدت سے ہنود کے قبضے میں ہیں، ان کو ایک شخص نے خرید کر مدرسے کے لیے دے دیں، ان کی آمدنی مدرسے میں خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر مسجد کا متولی ان دکانوں کو مسجد کے لیے لینا چاہے تو ان کی بازاری قیمت ادا کرنی ہوگی یا جتنے کو خریدار نے خریدی تھی، نیز کچھ عرصہ تک جو اس کی آمدنی مدرسہ نے وصول کی ہے وہ قیمت یا ثمن میں وضع کی جائے گی یا نہیں؟ الخراج بالضمان یہاں جاری ہوگا یا نہیں؟ (۲۷۷۵/۱۳۴۲ھ)

الجواب: (الف) اس کو دوسرے کاموں کے لیے وقف کرنا صحیح نہیں ہے بلکہ جس مسجد کے اوقاف میں سے وہ دکانیں ہیں بعد رفع قبضہ کفار ان کو اسی مسجد کے اوقاف میں قائم رکھنا ضروری ہوگا جس کے لیے وہ وقف تھیں۔

(ب) وہ دکانیں جو مسجد خاص کے لیے وقف ہیں بعد رفع قبضۂ کفار ان کو اسی مسجد میں دینا چاہیے، مدرسے کے لیے ان موقوف شدہ دکانوں کو وقف کرنا صحیح نہ ہوگا، اور آمدنی ان کی مدرسہ میں صرف کرنا جائز نہیں ہے، اور متولی وہی قیمت ادا کرے گا جس قیمت کو خریدی گئیں وبالثمن الذی اشتراہ به لو اشتراہ منهم تاجر (۱) (درمختار) اور جو آمدنی مدرسے میں صرف ہوئی وہ ثمن میں محسوب ہوگی، اور وضع کی جائے گی۔ فقط

مسجد کے درخت کس کی ملکیت ہیں؟

سوال: (۵۲۸) ایک مسجد میں چند درخت بعض خودرو اور بعض لگائے ہوئے ہیں، ان کا مالک کون ہے؟ (۲۲۹۷-۳۲/۱۳۳۳ھ)

الجواب: وہ درخت مسجد کے ہیں، مسجد کے منافع میں حسب ضرورت صرف کیے جاویں، اور متولی و منتظم مسجد ہی ان میں بھی بغرض نفع مسجد تصرف کرسکتا ہے۔

مسجد کے احاطے میں اُگنے والے درخت کس کی ملکیت ہیں؟

سوال: (۵۲۹) زید اپنی زندگی میں ایک مسجد تعمیر کرکے، زمین مسجد کو چہار دیواری سے محدود کیا،

(۱) الدرالمختار مع الشامی ۶/۲۰۰ کتاب الجهاد – مطلبٌ فی أن الأصل فی الأشیاء الإباحة .

Maktaba Tul Ishaat.com

جس کے اندر چند درخت نیب (نیم کے درخت) خودرو پیدا ہوئے یہ درخت ورثائے زید کے ہیں یا مسجد کے؟ (۵۷۷/۱۳۳۹ھ)

الجواب: زید کی اولاد ان درختوں کی مالک نہیں ہے وہ درخت مسجد کے ہیں مسجد میں ہی صرف ہونے چاہئیں۔

مسجد کے اطراف میں لگے ہوئے پھل دار درختوں کا حکم

سوال: (۵۳۰) مسجد کے چاروں طرف درخت انار و نارنگی وغیرہ بویا، اور موسم میں بکثرت پھل آیا تو نمازیوں کو کھانا درست ہے یا فروخت کر کے مسجد میں صرف کریں؟ (۱۴۸۲/۱۳۳۵ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: غرس فی المسجد أشجارًا تثمر إن غرس للسبیل فلکل مسلم الأکل وإلا فتُباع لمصالح المسجد الخ (۱) اس کا حاصل یہ ہے کہ جو درخت مسجد میں لگائے گئے، اگر وہ اسی لیے لگائے ہیں کہ سب لوگ کھاویں؛ تو نمازیوں اور غیر نمازیوں سب کو کھانا اس کا درست ہے، اور اگر مسجد کے لیے لگائے گئے، یا کچھ حال معلوم نہیں تو ان کو فروخت کر کے مسجد کے کاموں میں صرف کرنا چاہیے۔

سوال: (۵۳۱) زید نے ایک مسجد کے صحن میں درخت پھل دار نصب کیا حتی کہ بعد چند سال درخت مذکور بارآور ہوا، اور ہر سال پھل آتا ہے، زید کا دعویٰ ہے کہ پھل اس کا واسطے مصارف مسجد کے بیع نہ کیا جائے، بلکہ ادویہ یا واسطے افطار روزہ رمضان المبارک ہونا چاہیے، متولی مسجد کا بیان ہے کہ زمین وقف میں جو چیزیں نصب ہوتی ہیں، ان میں بلا اجازت متولی کسی کو حق باقی نہیں رہتا اور پھل کو فروخت کر کے مسجد کے لیے رکھا جائے؛ اس صورت میں کیا حکم ہے؟ (۱۴۶۶/۱۳۳۷ھ)

الجواب: کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اعتبار اس میں درخت لگانے والے کی نیت کا ہے، اگر اس نے وہ درخت بہ غرض افطار صائمین و بہ غرض ادویہ نصب کیا ہے؛ تو متولی کو ایسا ہی کرنا چاہیے، اس کا خلاف کرنا نہ چاہیے درمختار میں ہے: استاجر دارًا موقوفة فیها أشجار مثمرة هل له الأکل منها؟ الظاهر أنه إذا لم یعلم شرط الواقف لم یأکل لما فی الحاوی: غرس فی المسجد أشجارًا تثمر إن غرس للسبیل فلکل مسلم الأکل وإلا فتباع لمصالح المسجد الخ (۲) فقط

(۱) الدرمع الشامی ۶/ ۵۰۷ کتاب الوقف – مطلبٌ : استأجر دارًا فیها أشجارٌ .
(۲) حوالۂ سابقہ .

Maktaba Tul Ishaat.com

مسجد کے پھل دار درختوں کے پھلوں کا حکم

سوال:(۵۳۲) مسجد کے احاطے میں جو درخت پھل دار ہیں ان کے پھلوں کو مسجد کے لیے فروخت کرنا چاہیے یا مفت لوگوں کے کھانے کے لیے چھوڑ دینا چاہیے؟(۲۱۰۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: مسجد کے اخراجات کے لیے اس کو فروخت کرنا چاہیے۔فقط

سوال:(۵۳۳).....(الف)ایک مسجد کے احاطے میں کچھ زمین باغیچہ وغیرہ کے لیے چھوڑی گئی،ایسی زمین میں اگر پھل دار درخت لگائے گئے تو ان کا پھل مصلیوں کو تقسیم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(ب)زمین مذکورہ کے پھل دار درختوں کو مسجد کے مؤذن وامام یا کسی ملازم کے سپرد کرکے یہ کہا جاوے کہ ان درختوں کی حفاظت کرو،اور ان کے پھل سے نفع اٹھاؤ؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟(۳۷/۱۳۴۵ھ)

الجواب:(الف،ب)ان دونوں سوالوں کے متعلق درمختار میں یہ لکھا ہے: فی الحاوی: غرس فی المسجد أشجارًا تثمر إن غرس للسبیل فلکل مسلم الأکل وإلّا فتباع لمصالح المسجد الخ قوله:وإلا أی وإن لم یغرسها للسبیل بأن غرسها للمسجد (۱)یعنی مسجد کے اندر اگر پھل دار درخت لگائے گئے تو اگر لگانے والے نے عام لوگوں کے نفع اٹھانے کے لیے لگائے تو ہر ایک مسلمان ان کو لے سکتا ہے اور کھا سکتا ہے،اور اگر عام لوگوں کے لیے نہیں لگائے گئے،یا غارس اشجار کی نیت کا حال کچھ معلوم نہیں ہے تو ان پھلوں کو فروخت کرکے مسجد کی ضروریات میں وہ قیمت صرف کی جاوے۔فقط

مسجد کی موقوفہ زمین کے درختوں کو فروخت کرنا درست نہیں

سوال:(۵۳۴)ایک شخص لاولد نے اپنا حصہ باغ وزمین کا وقف کردیا بہ نام مسجد کے،اور اس کا ہبہ نامہ بہ نام متولیان مسجد کے تحریر کرکے رجسٹری کرادیا،مگر ہبہ نامہ میں لکڑی باغ مذکور کی فروخت کرنے کی اجازت نہیں لکھی،اور زبانی یہ شرط روبرو نمازیان مسجد کے قرار پائی کہ آمدنی تاحیات اپنی وقف کنندہ لیتا رہے گا،بعد فوت ہونے واقف کے مسجد میں صرف ہوگی،چنانچہ آمدنی برابر واقف لے رہا ہے،مال

(۱) الدرمع الشامی ۶/۵۰۷ کتاب الوقف – مطلبٌ : استأجر دارًا فیها أشجار .

Maktaba Tul Ishaat.com

گذاری وغیرہ بھی دیتا ہے، اب درختانِ پرورش شدہ کی لکڑی جن میں درخت مثمرہ وغیر مثمرہ تھے، متولیان مسجد نے فروخت کردی ہیں، ان درختوں کو فروخت کرنا شرعًا جائز ہے یا نہیں؟ (۶۱۴/۱۳۳۷ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: وجاز جعل غلة الوقف أو الولاية لنفسه عند الثانی وعليه الفتوى الخ (۱) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ واقف کا آمدنی وقف کو اپنی حین حیات میں اپنے لیے مقرر کرنا صحیح ہے، اور شامی میں ہے کہ متولی کو اشجار زمین موقوفہ کا فروخت کرنا درست نہیں ہے۔ لما فی البحر عن الظهيرية: شجرة وقف فی دار وقف خربت ليس للمتولی أن يبيع الشجرة ويعمر الدار ولكن يكرى الدار و يستعين بالكراء على عمارة الدار لا بالشجرة فهذا مع خراب الدار فكيف يجوز بيعها مع عمارها الخ (۲) لیکن جب کہ متولیان مسجد نے اس لکڑی درختان پرورش شدہ کو فروخت کردیا ہے؛ تو چوں کہ وہ اصل وقف میں داخل ہیں اس لیے وہ قیمت مسجد میں لگائی جائے گی، واقف کو نہ دی جائے گی، کیوں کہ وہ قیمت آمدنی معروفہ میں داخل نہیں ہے کہ آمدنی سے مراد کرایہ زمین و قیمت ثمرہ باغ ہے، نہ اشجار کی قیمت۔ فقط

جس درخت کو مسجد کے لیے وقف کردیا اس کی لکڑی کو اپنے تصرف میں لانا

سوال: (۵۳۵) زید نے ایک درخت املی مسجد میں دیدیا کہ اس سے اینٹ پکائی جائے، لیکن ایک ماہ کے بعد جب درخت کٹنے لگا تو اپنے دل میں یہ تصفیہ کرلیا کہ جس قدر لکڑی بچے گی وہ اپنے مصرف میں لاؤں گا چنانچہ نصف لکڑی بچ رہی؛ اب زید اس کو اپنے مصرف میں لاسکتا ہے یا نہیں؟ (۱۴۹/۱۳۴۳ھ)

الجواب: جو درخت املی زید نے مسجد میں دیدیا تھا اس میں سے جو لکڑی باقی رہی، اس کو اپنے صرف میں نہ لائے؛ البتہ اگر مسجد میں اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے تو اس کو فروخت کرکے اس کی قیمت مسجد مذکور میں لگادی جائے۔ فقط

مسجد کے احاطے سے درخت کٹوا کر اس جگہ دکانیں بنوانا جائز ہے

سوال: (۵۳۶) مسجد کے پیش دروازہ درخت جامن کھڑے ہیں، اگر وہ بوجہ آندھی کے گریں تو مسجد

(۱) الدر مع الشامی ۶/۴۵۶ كتاب الوقف – مطلبٌ فی اشتراط الغلة لنفسه .
(۲) الشامی ۶/۵۰۷-۵۰۸ كتاب الوقف – مطلبٌ استأجر دارًا فيها أشجارٌ .

Maktaba Tul Ishaat.com

کے دروازہ اور مینار کی عمارت کو سخت صدمہ پہنچنے کا احتمال ہے، ایسی حالت میں ان درختوں کو کٹوانا جائز ہے یا نہ؟ اور درختان کی اراضی میں دکان بنانا جس کی آمدنی سے مسجد کو امداد ملے کیسا ہے؟ (۵۹۶/۱۳۴۰ھ)

الجواب: بہ حالت موجودہ ان درختوں کو کٹوانا، اور اس زمین میں مسجد کے لیے دکانیں بنوا دینا جائز بلکہ بہتر ہے۔

مسجد کے درختوں سے فائدہ اٹھانے کی ایک صورت

سوال: (۵۳۷) زید نے ایک پھل دار درخت کا پودا صحن مسجد میں نصب کیا، اور اس پودے کی پرورش متولی مسجد نے مسجد کے پیسے اور پانی سے کی؛ اب وہ درخت پھلتا ہے لیکن غارس یعنی زید کہتا ہے کہ میری نیت یہ تھی کہ اس کا پھل مصلیان مسجد کھائیں؛ اس صورت میں یہ درخت مسجد کا ہوگا یا نہیں؟ اور اس درخت سے حسب نیت غارس مصلیان مسجد کو فائدہ اٹھانا جائز ہے یا نہیں؟ (۴۵۹/۱۳۳۸ھ)

الجواب: حسب نیت غارس مصلیان مسجد کو انتفاع حاصل کرنا درست ہے کمافی الدرالمختار:

غرس فی المسجد أشجارًا تثمر، إن غرس للسبیل فلکل مسلم الأکل الخ (۱)

تعزیہ کی گذرگاہ کے لیے مسجد کے درختوں کی پھیلی ہوئی شاخیں کاٹنا

سوال: (۵۳۸) ایک مسجد کے احاطے میں ایک درخت ہے اس کی شاخیں مسجد کے احاطے کی دیواروں کے باہر پھیلی ہوئی ہیں، اور مسجد کے قریب ایک مکان قدیم ہے، مسجد اور مکان کے درمیان عام راستہ ہے، اسی راستے سے ایک بڑا تعزیہ نکلا کرتا ہے، مسجد مذکور مع جائداد موقوفہ ہے، مکان مذکور عرصہ چھ سات ماہ کا ہوا راستہ مذکور کی جانب بڑھا لیا گیا ہے جس سے جگہ کی کشادگی میں کمی ہوگئی، اور تعزیہ مذکور کے نکلنے میں دقت ہو؛ لہٰذا ایسی حالت میں بہ مقابلہ تعزیہ مسجد مذکور کے درخت مذکور کا کاٹنا چھانٹنا جائز ہے یا نہیں؟ (۵۳۲/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: تعزیہ کی رعایت سے اس درخت کا کاٹنا چھانٹنا درست نہیں ہے کہ تعزیہ کا نکالنا اور بنانا

(۱) الدرمع الرد ۶/ ۵۰۷ کتاب الوقف . مطلبٌ استأجر دارًا فیها أشجارٌ .

Maktaba Tul Ishaat.com

خود معصیت کبیرہ ہے، اس کے نکالنے کے لیے راستے کو درست کرنا، اور اوپر سے درخت مسجد کو چھڑوانا درست نہیں ہے کہ اس میں اعانت علی المعصیت ہے۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ الآیة (۱) فقط

(۱) سورۂ مائدہ، آیت: ۲

Maktaba Tul Ishaat.com

مسجد کی تولیت اور احکام

مسجد کی تولیت سے متعلق چند سوالات اور ان کے جوابات

سوال: (۵۳۹).....(الف) متولی کا مقرر کرنا ضروریات سے ہے یا نہیں؟

(ب) ایک سے زیادہ متولی مقرر کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(ج) ایک فرقہ واقفین کا زید کو متولی قرار دیتا ہے، دوسرا فرقہ عمر کو ——— ترجیح کس کو ہے؟ بہ صورت مساوات تعداد فریقین کے متولی نصب کرنے کا کس کو اختیار ہے؟

(د) امام ومؤذن مقرر کرنے کا اختیار قوم کو ہے یا واقفین کو؟ (۱۳۴۴/۱۳۳۹ھ)

الجواب: (الف) مسجد کے لیے اگر اوقاف ہیں کہ ان کی آمدنی مسجد کی ضروریات میں صرف ہوتی ہے، اور حساب کتاب کی درستی کی ضرورت ہے تو متولی کا مقرر ہونا ضروری ہے۔

(ب) کر سکتے ہیں۔

(ج) اکثر کو ترجیح ہے؛ یعنی اکثر کی رائے کو ترجیح ہوگی، اور بہ صورت مساوات دونوں فریق مساوی ہیں، دونوں متولی مقرر کر سکتے ہیں، اور وہ دونوں متولی ہو جائیں گے۔

(د) امام ومؤذن کا اختیار واقفین کو ہے، لیکن بہ صورت کہ قوم یعنی اہل مسجد اصلح کو امام مقرر کریں تو وہی امام ہو جائے گا۔

مسجد کا متولی اور مدرسے کا مہتمم کیسا ہونا چاہیے؟

سوال: (۵۴۰) جو شخص جاہل ہو، اور صوم وصلاۃ کا پابند نہ ہو، اس کو متولی مسجد یا مہتمم مدرسہ مقرر کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۲۵۷۶ھ)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: متولی ایسے شخص کو بنانا چاہیے جو خائن نہ ہو، اور کار تولیت اچھی طرح انجام دے سکے اس قدر تو ضروری ہے، اور بہتر یہ ہے کہ نیک آدمی کو جو کہ پابند احکام شریعت ہو، اور تولیت کا کام بھی انجام دے سکے متولی و مہتمم بنایا جائے۔

مسجد کی تعمیر و مرمت اور نظم و نسق کا اختیار کس کو ہے؟

سوال: (۵۴۱).....(الف) مسجد کی جائداد موقوفہ کا متولی؛ مسجد یا مسجد کے کسی مکان میں اپنی رائے سے ایسی ترمیم کرسکتا ہے جس کے مصلیان سخت مخالف ہوں؟

(ب) مسجد کی کوٹھری یا حجرہ یا مسجد کا مدرسہ متولی کی ملکیت ہے، یا ان کا نظم و نسق وغیرہ امام و مؤذن کی تقرری و علیحدگی مصلیان مسجد کے اتفاق پر موقوف ہے؟ مصلیان مسجد کو اس کے متعلق کوئی باز پرس یا حساب فہمی کا اختیار ہے یا نہ؟

(ج) مصلیان مسجد کے خلاف میں اگر کسی مسجد کا متولی دوسری مسجد کے نمازیوں کو اپنے ساتھ ملا کر، مخالفت سے اس مسجد میں کوئی ناپسندیدہ کام کرنا چاہے تو مصلیان کو اس پر رکاوٹ کا جواز اور متولی کو ان کا متفق الرائے کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ (۱۷۹۱/۱۳۴۰ھ)

الجواب: (الف) درمختار میں ہے: **البانی للمسجد أولی من القوم بنصب الإمام والمؤذن فی المختار؛ إلا إذا عین القومُ أصلحَ ممن عیّنه البانی الخ وفی الشامی: قوله: بنصب الإمام والمؤذن أما فی العمارة فنقل فی أنفع الوسائل: أن البانی أولی أی بلا تفصیل الخ** (۱) اس سے معلوم ہوا کہ جائداد موقوفہ مسجد کا انتظام، اور مسجد کی تعمیر و مرمت وغیرہ بانی یا اس کے قائم مقام متولی کے اختیار میں ہوتا ہے، اور وہی اس قسم کے تصرف کرسکتا ہے۔

(ب) مسجد کے مکانات موقوفہ کسی کی ملک نہیں ہیں، لیکن تصرف تعمیر و مرمت وغیرہ کا اختیار اس میں متولی کو ہے، اور امام و مؤذن کے مقرر کرنے کا اختیار بھی بانی و متولی کو ہے، لیکن اگر اہل محلّہ و اہل مسجد بانی و متولی کے امام مقرر کردہ سے لائق تر بالا مامۃ امام و مؤذن مقرر کریں تو وہی امام و مؤذن مقرر ہوگیا **کما مر من الدر المختار. فقط**

(۱) الدر والرد ۶/۵۰۵ کتاب الوقف – قبیل مطلب فی الوقف المنقطع الأول الخ .

Maktaba Tul Ishaat.com

(ج) اس کی تفصیل اوپر کے جوابات سے معلوم ہوگئی ہے کہ یہ اختیارات بانی اور متولی کو ہوتے ہیں، اور متفق الرائے کر لینا اہل محلّہ واہل مسجد کا ظاہر ہے کہ پسندیدہ وبہتر ہے۔ فقط

سوال: (۵۴۲) زید، عمر، بکر، خالد اور حامد ایک ہی مسجد کے امام ہیں، ہر ایک اپنی باری پر امامت کراتا ہے، ان کا آپس میں ایک تحریری معاہدہ بھی ہے کہ ہر ایک اپنے حصے کے موافق مسجد کی شکست وریخت کرتا رہے گا، اب زید، عمر، بکر مسجد میں بغیر رضامندی اور مشورہ کے کچھ تعمیر کرنا چاہتے ہیں؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۵۸۸/۱۳۴۱ھ)

الجواب: یہ امر متعلق متولی مسجد کے ہے، متولی خود اس کو انجام دے، یا اس کی اجازت سے کوئی امام مسجد، یا دوسرا کوئی شخص اس خدمت کو انجام دے سکتا ہے، اور اگر زید، عمر، بکر، خالد اور حامد جو کہ امام مسجد ہیں وہی متولی بھی ہیں تو ان سب کی رضا اور مشورہ سے کام مرمت وغیرہ کا ہونا چاہیے۔ فقط

سوال: (۵۴۳) کیا کسی شخص کو بلا اجازت واطلاع متولیان مسجد کے، مسجد میں تعمیر ومرمت کا منصب ہے کیا ہر شخص جو بلا اجازت متولیان صاحب استطاعت کے تعمیر ومرمت کرے اس کو متولیان مانع ہو سکتے ہیں؟ (۷۲۵/۱۳۳۵ھ)

الجواب: شامی میں منقول ہے: وفی الطحطاوی عن الهندية: مسجد مبنی أراد رجل أن ينقضه ويبنيه أحكم ليس له ذلك لأنه لا ولاية له مضمرات إلا أن يخاف أن ينهدم إن لم يهدم تتارخانية. وتأويله إن لم يكن البانی من أهل تلك المحلة وأما أهلها فلهم أن يهدموه ويجددوا بناءه ويفرشوا الحصير ويعلقوا القناديل لكن من ما لهم لامن مال المسجد إلا بأمر القاضی خلاصة. ويضعوا حيضان الماء للشرب والوضوء إن لم يعرف للمسجد بانٍ فإن عرف فالبانی أولی وليس لورثته منعهم من نقضه والزّيادة فيه الخ (۱) (شامی ۳/۳۷۰ كتاب الوقف) اس عبارت سے یہ امور مستفاد ہوئے کہ اہل محلّہ واہل مسجد، مسجد کی تعمیر ومرمت وغیرہ کر سکتے ہیں اور غیر اہل محلّہ کو یہ اختیار نہیں ہے، مگر اس وقت کہ مسجد کے منہدم ہو جانے کا خوف ہو، اور یہ کہ اگر بانی مسجد معلوم ہو تو وہ مقدم ہے تعمیر مسجد وغیرہ کے لیے، اور یہ کہ بانی مسجد کے ورثہ اہل محلّہ واہل مسجد کو جب کہ وہ تعمیر ومرمت مسجد کریں، یا دیگر اشیاء ضروری مسجد میں رکھیں اور مہیا کریں منع نہیں کر سکتے، اور روک نہیں سکتے۔ فقط

(۱) الشامی ۶/۴۲۸ كتاب الوقف – مطلبٌ فی أحكام المسجد .

Maktaba Tul Ishaat.com

بانی اور واقف میں سے مسجد کی تولیت کا حق دار کون ہے؟

سوال: (۵۴۴) زید نے اپنے زرخاص سے زمین خرید کر پھوس کی مسجد بنا کر وقف کی، اور خود اس کا متولی رہا، بعد کئی سال کے عمر سے استدعاء کی کہ اس مسجد کو وسیع اور شاندار بنادے، چنانچہ عمر نے حسبۃً للہ بنادی، اس صورت میں بانی مسجد و متولی کون ہوگا؟ زید اور اس کی اولاد یا عمر؟ (۴۴/۱۱۷۷-۱۳۴۵ھ)

الجواب: مسجد جدید کا بانی و متولی عمر ہوگا کیوں کہ بانی احق بالتولیت ہے۔ فقط

بانیٔ مسجد کی اولاد کے ہوتے ہوئے دوسرا شخص متولی ہوسکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۵۴۵) اگر کسی نے مسجد بنوائی تو اس کی اولاد کے ہوتے ہوئے دوسرا متولی مسجد ہوسکتا ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۱/۲۵۶۸ھ)

الجواب: کسی مسجد میں امام و مؤذن مقرر کرنے کے لیے زیادہ مستحق بانی مسجد یا اس کی اولاد ہے، لیکن اگر مصلیان مسجد و اہل محلّہ کسی افضل شخص کو امام مقرر کردیں تو وہی امام ہوجاتا ہے، اور امام بنانا ایسے شخص کو چاہیے جو مسائل نماز سے واقف ہو اور صالح و متقی ہو۔ اور قرآن شریف صحیح پڑھتا ہو، باقی تفصیل اس کی کتب فقہ میں مذکور ہے۔ فقط

سوال: (۵۴۶).....(الف) کیا کسی کو یہ کہنے کا حق ہے کہ میرے بزرگوں نے مسجد بنوائی ہے، یا اس کے اندر اینٹ چونہ وغیرہ دیا ہے؛ اس لیے بہ نسبت دوسروں کے میرا حق زیادہ ہے؛ یہ کہنا شرعاً کہاں تک صحیح ہے؟

(ب) متولی مسجد کا مسجد پر کس قدر حق اور اختیار ہے؟ (۱۳۴۲/۴۶۸ھ)

الجواب: (الف) کتب فقہ میں ہے کہ بانی مسجد یا اس کی اولاد کو امام و مؤذن وغیرہ مقرر کرنے کا زیادہ حق ہے، اور متولی و منتظم بھی وہی ہے۔

(ب) جو حقوق اوپر لکھے گئے اس قسم کے حقوق اور انتظام مسجد بانی مسجد و متولی مسجد کو ہوتے ہیں۔ فقط

غیر مسلم بھی مسجد کا متولی ہوسکتا ہے

سوال: (۵۴۷) ایک مسلمان عورت عمر اسّی (۸۰) سالہ نے اپنی جائداد کو مسجد پر وقف کرکے،

Maktaba Tul Ishaat.com

اس کا متولی رام پرشاد کو مقرر کر دیا؛ ہندو شرعًا وقف کا متولی ہوسکتا اور رہ سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۱۴۹/۱۳۳۹ھ)

الجواب: اگر وہ ہندو خیانت آمدنی اوقاف میں نہ کرے؛ تو متولی وقف رہ سکتا ہے۔ شامی میں ہے: ویشترط للصحة بلوغه وعقله لاحريته وإسلامه الخ (۱)

خائن و فاسق اور بدکار شخص مسجد کا متولی اور رکن نہیں ہوسکتا

سوال: (۵۴۸)..... (الف) جو شخص مسجد کی زمین اپنے گھر میں ملا لے، اور ڈاڑھی منڈائے؛ ایسا شخص رکن مسجد ہوسکتا ہے؟

(ب) ایک شخص کے پاس مسجد کا روپیہ رہتا تھا، اس کا انتقال ہوگیا، بیٹا موجود ہے، وہ مسجد کے اس روپے کو ادا نہیں کرتا۔ کیا یہ شخص رکن مسجد اور خازن جماعت ہوسکتا ہے؟

(ج) جو شخص غیر عورت سے حرام کاری کرتا ہے وہ رکن مسجد ہوسکتا ہے؟ (۲۹۸۱/۱۳۳۹ھ)

الجواب: (الف) ایسا شخص فاسق وخائن ہے رکن ومتولی مسجد ہونے کے لائق نہیں ہے۔

(ب) خائن متولی ورکن مسجد ہونے کے لائق نہیں ہے۔

(ج) نہیں ہوسکتا۔ فقط

جھوٹے اور نماز کی پابندی نہ کرنے والوں کو مسجد کی کمیٹی کا ممبر ومنتظم بنانا درست نہیں

سوال: (۵۴۹) جو لوگ سود خوار، دروغ گو، زنا کار، تارک صلوۃ ہیں وہ لوگ مسجد کی کمیٹی کے ممبر ومنتظم ہوسکتے ہیں یا نہیں؟ ایسی کمیٹی میں کن صفات کے اشخاص کی ضرورت ہے؟ (۳۳۳/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: کتب فقہ شامی وغیرہ میں ہے: قال فی الإسعاف: ولا يولّى إلا أمين قادر بنفسه أو بنائبه، لأن الولاية مقيدة بشرط النظر، وليس من النظر تولية الخائن (۲) وفی الدرالمختار: وينزع وجوبًا لو الواقف غير مأمون أو عاجزًا أو ظهر به فسق كشرب خمر ونحوه فتح الخ (۳)

(۱) ردالمحتار ۶/۴۵۳ كتاب الوقف – مطلب فی تولية الصبیِّ .

(۲) ردالمحتار ۶/۴۵۳ كتاب الوقف – مطلب فی شروط المتولی .

(۳) الدر مع الرد ۶/۴۵۲-۴۵۳ كتاب الوقف ، مطلب : يأثم بتولية الخائن .

Maktaba Tul Ishaat.com

ان روایات سے معلوم ہوا کہ منتظم مسجد ومتولی امانت دار نیک لوگ ہونے چاہئیں۔

بدزبان متولی؛ تولیت کے لائق نہیں

سوال: (۵۵۰) آمد وخرچ کے معائنہ حساب کی درخواست پر متولی ومنتظم کا یہ جواب کہ اپنے روپے سے نئی مسجد بنا کر حساب دیکھا کرو، اور آئندہ تم اس مسجد میں قدم نہ رکھنا ورنہ تمہارے حق میں بہتر نہ ہوگا، اور منتظم کی بدزبانی، بے لگامی، انواع واقسام سے ایذاء رسانی کرنا؛ اور بانیان مسجد جدید کو منافق، ونوتعمیر مسجد کو مسجد ضرار قرار دینا کیسا ہے؟ جب کہ نیت ان کی صالح ہے، اور ارادہ ضرر رسانی کا نہیں ہے؟ (۱۸۴۵/۱۳۳۹ھ)

الجواب: جواب مذکور متولی کی طرف سے بے جا اور ناجائز ہے، اور سب وشتم اہل اسلام خود کبیرہ گناہ اور موجب فسق ومعصیت ہے، اور ایسا بدزبان خائن متولی اور منتظم بنانے کے لائق نہیں ہے؛ بلکہ لائق عزل ہے صلحاء مسلمین اس کو معزول کرکے دوسرے شخص امین کو متولی بنائیں، اور بانیان مسجد جدید کو جن کی نیت اور غرض اصلاح اور اخلاص ہے منافق کہنا اور ان کی بناء کردہ مسجد کو ''مسجد ضرار'' کہنا حرام اور معصیت ہے؛ یہ جملہ امور متولی مذکور میں ایسے ہیں کہ جب تک وہ توبہ نہ کرے، اور حساب آمد وخرچ کو صاف کرکے اپنے اوپر سے الزام خیانت کا نہ اٹھائے، اس وقت تک وہ لائق متولی ہونے کے نہیں ہے، اور مستحقِ عزل ہے۔ فقط

سودخوار مسلمان مسجد کا متولی ہوسکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۵۵۱) مسلمان سودخوار مسجد کا متولی ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اگر کوئی سودخوار مسجد کا متولی ہو تو مسلمانوں کو اس کے معزول کرنے کا حق ہے یا نہیں؟ (۳۰۶۲/۱۳۴۲ھ)

الجواب: تولیت کے متعلق حکم شرعی یہ ہے کہ اگر وہ خائن ہو تو اس کو تولیت سے علیحدہ کردیا جائے؛ کیوں کہ خائن کا متولی رکھنا جائز نہیں ہے، اگر وہ خائن نہیں ہے اور تولیت کے کاموں کو اچھی طرح انجام دیتا ہے، اور اس میں کچھ خیانت اس کی ثابت نہیں ہے؛ اگر چہ وہ سودخوار ہے تو معزول کرنا اس کا ضروری نہیں ہے، اور وہ متولی رہ سکتا ہے، کیوں کہ مدار تولیت کا امانت داری پر ہے؛ یعنی متولی اس

Maktaba Tul Ishaat.com

شخص کومقرر کیا جائے جوامانت دار ہواور کارتولیت کوامانت داری سے عمدہ طریق سے کرسکتا ہوشامی میں ہے: قال فی الإسعاف: ولا یولّی إلا أمین قادر بنفسه أو بنائبه الخ (۱)

مسجد وغیرہ کے لیے کتنے متولی ہونے چاہئیں؟

سوال: (۵۵۲) ایک مسجد عرصۂ دراز سے زیرتعمیر ہے، مسجد متذکرہ میں چند قطعہ کا ایک مکان بھی وقف ہے، چندلوگوں کا یہ ارادہ ہے کہ مسجد ومکانات وقف شدہ کا ایک یا دوآدمی کومنتظم بنادیا جائے، اورکثیر التعداد مسلمانوں کی مرضی یہ ہے کہ مسجد ومکانات موقوفہ کا اہتمام ایسے پانچ آدمیوں کے سپرد ہو جومعتبر ودیانت دار ہوں، اورانتظام کریں، اورحساب وکتاب آمدوخرچ کا لکھتے رہیں، ان دونوں فریق میں عوام کوکس کی تائید کرنی چاہیے؟ (۱۳۱۱/ ۱۳۳۷ھ)

الجواب: ایک شخص کومتولی ومہتمم بنایا جائے، یادوکو، یاچار پانچ کوشرعاً سب درست ہے، البتہ یہ ضروری ہے کہ جومتولی ہووہ امانت دار ہو، اورحساب وکتاب صاف رکھے، اورآمدوخرچ کا حساب لکھتا یا لکھواتا رہے، اوراس کی جانچ ہوتی رہے۔

انگریزوں سے اظہارمحبت کرنے والے کومسجد کا متولی بنانا

سوال: (۵۵۳).....(الف) متولی مسجد کے لیے کیا شرائط ہیں؟

(ب) کیا ایسا شخص متولی ہوسکتا ہے جو احکام اسلام سے بالکل ناواقف ہو، انتظامی امور کی صلاحیت نہ رکھتا ہو، اکثر حصہ عمر کا انگریزوں کوشراب پلانے میں صرف کرچکا ہو، اورانگریزوں سے اظہارمحبت ودوستی کرتا ہو، مسلمانوں کومسئلہ خلافت وترک موالات کی ترغیب سے منع کرتا ہو، مسجد کے مال کوبے جاصرف کرتا ہو؟

(ج) کیا ایسا شخص متولی مسجد بنایا جاسکتا ہے جومسئلہ خلافت وترک موالات کوخلاف احکام اسلام بتاتا ہو؟ (۵۲۷/ ۱۳۳۹ھ)

الجواب: (الف) مسجد کا متولی نہایت صالح ومتدین وپرہیزگار متقی ہونا چاہیے، اگراس سے کسی قسم کی خیانت یافسق ظاہر ہوتو وہ مستحق اس کا ہے کہ اس کوتولیت سے علیحدہ کردیا جائے، درمختار میں ہے:

(۱) ردالمحتار ۶/۴۵۳ کتاب الوقف – مطلب فی شروط المتولی .

Maktaba Tul Ishaat.com

وينزع وجوبًا(بزازية) لو الواقف (درر) فغيره بالأولى غير مأمو ن أوعاجزًا أو ظهر به فسق كشرب خمر ونحوه (۱)اورشامی میں ہے:قال في الإسعاف: لايولّى إلا أمين (۲)اوردوسری جگہ ہے: وأن الناظر إذا فسق استحق العزل الخ (۲)

(ب)جوشخص احکام اسلام اورامورانتظامیہ سے ناواقف ہووہ اس قابل نہیں ہے کہ مسجد کا متولی بنایا جائے،کفار سے محبت رکھنا،اورفعل حرام پران کی اعانت کرنا حرام اورمعصیت ہے،مسلمان آدمی کو ایسے ناجائزوحرام امور سے پرہیز کرنا چاہیے۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: لَا يَتَّخِذِالْمُؤْمِنُوْنَ الْكَا فِرِيْنَ أَوْلِيَاءَ (۳) يٰا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوْا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَاءَ،(۴) وَلَاتَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (۵)

(ج)مسئلہ خلافت کوخلاف احکام اسلام بتانا ناواقفی پر مبنی ہے۔فقط

مسجد کے منتظمین کا طرز عمل کیسا ہونا چاہیے؟

سوال:(۵۵۴)مسجد کے منتظمین کا کیا طرزعمل ہونا چاہیے؟ اوران پرصوم وصلوۃ کی پابندی لازم ہے یانہیں؟(۱۴۹۳/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: صوم وصلوٰۃ کی پابندی ہرایک مسلمان پر لازم ہے،اورمسجد کے منتظمین اورمتولی کو احکام شریعت کی پابندی کا زیادہ خیال اوراہتمام ہونا چاہیے۔

مسجد کے متولیوں اورقوم کو باہمی اتفاق سے کام کرنا چاہیے

سوال:(۵۵۵)ایک قوم عرصہ چھ سات سال سے وقف جائداد جامع مسجد پر قابض ہے،حساب کتاب کسی مسلمان کونہیں دیتی، بہت روپیہ جامع مسجد کا ہضم کرلیا،ایک مولوی صاحب کو واسطے فیصلہ کے بلایا،انہوں نے سمجھایا،اس پراس قوم نے مولوی صاحب کو مارا؛ آیا مسجد کسی ایک قوم کی ملکیت ہے یا جملہ مسلمانوں کو ہرطرح کا حق حاصل ہے؟ جن لوگوں نے مولوی صاحب کو مارا ان کے لیے شرعی سزا

(۱) الدرمع الرد ۶/۴۵۲-۴۵۳ كتاب الوقف – مطلب : يأثم بتولية الخائن .

(۲) ردالمحتار ۶/۴۵۳ كتاب الوقف – مطلب في شروط المتولي .

(۳) سورۂ آل عمران،آیت: ۲۸ (۴) سورۂ مائدہ،آیت: ۵۷ (۵) سورۂ مائدہ،آیت: ۲

Maktaba Tul Ishaat.com

کیا ہے؟ (۱۲۷۴/۱۳۴۲ھ)

الجواب: جامع مسجد یا اوقاف مسجد کسی کی ملک نہیں ہیں، دعوی ملکیت اس میں باطل ہے؛ البتہ انتظام اوقاف متولیان کے سپرد ہوتا ہے، اس میں عام لوگوں کو دخل دینا نہ چاہیے؛ اگر وہ متولیان غبن اور خیانت کریں گے تو ان پر مؤاخذہ ہے، اور اگر کوئی شخص یا قوم مسجد کو اپنی ملک کہے تو اس کہنے سے ان کی ملک نہ ہوگی، قول ان کا لغو ہوگا؛ اور نماز اس میں صحیح ہے؛ مولوی صاحب مذکور کو انتظام متولیان میں کچھ دخل نہ دینا چاہیے تھا، اور ان متولیان کی یہ زیادتی ہے کہ مولوی صاحب مذکور کو مارا، بہر حال ان کو چاہیے کہ توبہ کریں، اور معاف کرائیں، اور آئندہ امانت داری سے کار تولیت انجام دیں، اور عام مسلمانوں کو مسجد کی خبر گیری اور درستی سے نہ روکیں، جو کچھ وہ لوگ مسجد میں صرف کریں، ان کو منع نہ کریں، اور اتفاق باہمی سے مسجد کا کام کریں۔ فقط

قاضی شہر کا مسجد کی تولیت کا دعویٰ کرنا ـــــ کمیٹی ہونے کی صورت میں متولی کی ضرورت نہیں

سوال: (۵۵۶)..... (الف) قاضی شہر نے جامع مسجد شاہی کے متولی ہونے کا دعوی کیا ہے؛ حالاں کہ کسی نے اس کو متولی نہیں بنایا، تو وہ مسجد اور اس کی دکانات موقوفہ کا متولی ہوسکتا ہے یا نہ؟

(ب) اگر ایسی مسجد کی دکانات پر کمیٹی مقرر ہو کر انتظام کرے تو پھر بھی متولی کی ضرورت ہے یا نہیں؟

(ج) اگر کوئی متولی انتظام کے اندر برخلاف کمیٹی مالکانہ تصرف کرے، دکانات کے کرائے نامے اپنے نام سے لکھاوے، اور خیانت کا بھی اندیشہ ہو تو وہ متولی رہ سکتا ہے یا نہیں؟ (۵۷۸/۱۳۴۵ھ)

الجواب: (الف) قاضی شہر کو اس وجہ سے کہ وہ شہر کا نکاح خواں ہے، اور نکاح خوانی کرسکتا ہے، جامع مسجد اور اس کی دکانات موقوفہ کی تولیت کا کچھ حق نہیں ہے، متولی بنانے کا حق اصل میں واقف کو ہے، پھر اس کے وصی کو، جو کہ اس کا قائم مقام ہے، اور اگر یہ صورت نہ ہو تو اہل مسجد اور مصلیان مسجد متولی مقرر کرسکتے ہیں۔ جیسا کہ درمختار میں ہے: ولاية نصب القيم إلى الواقف ثم لوصيه لقيامه مقامه، وفي الشامي: ثم ذكر عن التتارخانية ما حاصله أن أهل المسجد لو اتفقوا على نصب

Maktaba Tul Ishaat.com

رجل متولیًا لمصالح المسجد فعند المتقدمين يصح الخ (۱)

(ب) ایسی حالت میں وہی ممبران کمیٹی متولی ہیں، اور کسی متولی کے مقرر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(ج) ایسی حالت میں اس کو متولی نہ بنایا جاوے، اور جس متولی سے خیانت ظاہر ہو وہ لائق معزول کرنے کے ہوتا ہے، لہٰذا ایسے شخص کو کسی حال متولی نہ بنایا جاوے۔

بعض واقفین نے نئی مسجد بنالی تو قدیم مسجد میں ان کی تولیت باقی ہے یا نہیں؟

سوال: (۵۵۷) چند آدمیوں نے ایک زمین خرید کر مسجد بنوائی، امام ومؤذن مقرر کیے، دس بارہ سال تک سب واقفین نے اتفاق سے اس میں نماز ادا کی، مسجد کی آمدنی کے لیے اوقاف خرید کر مسجد کے نام کردیے، ان میں سے بعض لوگوں نے مسجد دور ہونے کی وجہ سے دوسری مسجد بنالی ہے، اور پہلی مسجد کے اوقاف بہ حال خود جاری ہیں، اور اس دوسری مسجد والوں کو پہلی مسجد والے، حقوق اوقاف سے علیحدہ تصور کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ ہم متولی اپنی مرضی سے مقرر کرتے ہیں، تمہارا حق بسبب الگ مسجد بنانے کے نہیں رہا؛ آیا پہلے واقفین کا حق ساقط ہے یا باقی؟ (۱۳۴۰/۱۳۴۴ھ)

الجواب: بڑی مسجد والوں کا یہ کہنا دوسری مسجد جدید والوں کو کہ اب تمہارا کچھ حق مسجد سابق کی تولیت وانتظام میں نہیں رہا غلط ہے، ان کا حق مثل دیگر متولیان کے قائم وباقی ہے۔

جو شخص اپنی زمین میں مسجد بنائے اس کو تولیت سے خارج کرنے کا کسی کو حق نہیں

سوال: (۵۵۸) کیا مالک زمین جو خود مسجد بنا رہا ہے، اور خود ہی مہتمم ومتولی اور قابض ومتصرف اور سرکاری معاملہ اراضی مملوکہ زیر مسجد اور اپنے احاطہ کا ادا کر رہا ہے؛ چند اشخاص خلاف کثیر مسلمانان کے اس کو بے دخل کر سکتے ہیں؟ (۱۱۲۲/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: جو شخص اپنی زمین میں مسجد بنا رہا ہے، اس کو کوئی جماعت مسلمانوں کی قلیل وکثیر اس

(۱) الدر والرد ۶/۴۹۶ كتاب الوقف – مطلب: الأفضل في زماننا نصب المتولي بلا إعلام القاضي الخ.

Maktaba Tul Ishaat.com

مسجد کی تعمیر واہتمام وتولیت سے بے دخل نہیں کرسکتی، بعد تعمیر مسجد کے بانی مسجد متولی ومہتمم رہے گا؛ اور جس وقت مالک زمین مسجد تعمیر کردے اور یہ کہہ دے کہ میں نے اس کو مسجد کردیا یا نماز باجماعت اس میں ہونے لگی تو وہ مسجد ہوجاتی ہے؛ درمختار میں ہے: ویزول ملکه عن المسجد والمصلّٰی بالفعل أی بالصلاة فیه (۱) (شامی) وبقوله جعلته مسجدًا عند الثانی وعلیه الفتویٰ (۱)(درمختار) اورشامی میں ہے: ففی النهر عن القنیة: جعل وسط داره مسجدًا وأذّن للناس بالدخول والصلاة فیه إن شرط معه الطریق صار مسجدًا فی قولهم جمیعًا وإلا فلا عند أبی حنیفة وقالا یصیر مسجدًا ویصیر الطریق من حقه من غیر شرط الخ (۱)(شامی۳/۳۶۹)وأیضًا فی الدرالمختار: جعل الواقف الولایة لنفسه جاز بالإجماع وکذا لو لم یشترط لأحد فالولایة له عند الثانی وهو ظاهر المذهب (۲)

چندہ کرکے مسجد بنانے والا مسجد کا بانی اور واقف نہیں

سوال: (۵۵۹) اگر کوئی شخص بائیس برس سے چندہ اور بھیک مانگ کر مسجد بنائے، اور وہی منتظم ہوتو تازندگی اس بنانے والے کو کوئی مسلمان علیحدہ کرکے دوسرا متولی بنا سکتا ہے یا نہیں؟ اگر لوگ چندہ دیتے ہوں اور متولی پر جھوٹا الزام لگایا جائے کہ حساب روپے کا نہیں دیا تو کیا حکم ہے؟ (۳۶۳/۱۳۴۲ھ)

الجواب: مسئلہ فقہ کا یہ ہے کہ جو بانی مسجد اور واقف ہو وہ یا اس کی اولاد مستحق تولیت ہوتے ہیں، اور جو شخص لوگوں سے چندہ مانگ کر مسجد میں لگاتا ہے وہ درحقیقت بانی اور واقف اس مسجد کا نہیں ہے، پس بہ صورت موجودہ اکثر مسلمانان جس کو لائق تر سمجھیں اس کو متولی بنادیں۔

متولی کو مسجد کے گرانے کا اختیار کب ہوتا ہے؟

چندے سے بنی ہوئی مسجد کا متولی کون ہوگا؟

سوال: (۵۶۰).....(الف) مسجد آباد کو گرا کر دکانیں بنانا اور ان کے اوپر مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں؟

(۱) الدر والشامی ۶/۴۲۶ کتاب الوقف . مطلبٌ فی أحکام المسجد .

(۲) الدر مع الشامی ۶/۴۵۱ کتاب الوقف . مطلبٌ فی اشتراط الواقف الولایة لنفسه .

Maktaba Tul Ishaat.com

(ب) اگر چندے کے روپے سے زمین مسجد ایک شخص کے نام پر خرید کی جائے، اور اس میں مسجد بھی چندہ کے روپے سے بنائی جائے؛ اس صورت میں متولی کون ہوگا؟

(ج) متولی کو مسجد کے گرانے کا کب اختیار ہوتا ہے؟

(د) کیا مسجد مکمل کو آئندہ نفع کے لیے گرانا جائز ہے؟ جب کہ گرانے کا منشا اپنے عیال اور اطفال کے لیے آمدنی کی صورت نکالنی ہو؟ (۲۶/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: (الف) مسجد قدیم وآباد کو شہید کر کے نیچے دکانیں بنوانا اور اوپر مسجد بنانا شرعاً درست نہیں ہے۔ کما صرح به الشامی وغیره.

(ب) تولیت کا حق ان کو ہے جن کے روپے سے مسجد بنی، وہ اگر مشتری زمین کو ـــــ جس کے نام کاغذ ہوا ـــــ متولی بنادیویں تو وہ متولی ہوگا ورنہ نہیں۔

(ج) جب کہ مسجد پرانی وشکستہ ہو جائے اور گرنے کا اندیشہ ہو اس وقت درست ہے کہ مسجد کہنہ کو گرا کر از سرنو مضبوط تعمیر کی جائے؛ لیکن نیچے دکانیں بنانے کی پھر بھی اجازت نہیں ہے۔

(د) ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ فقط

جو مسجد سنی اور شیعہ دونوں کے استعمال میں ہو وہ کس کے انتظام میں رہے گی؟

سوال: (۵۶۱) ایک مسجد جو زمانۂ قدیم سے اہل سنت والجماعت، اور اہل شیعہ دونوں کے زیر استعمال چلی آتی ہے، اس کا انتظام وغیرہ بھی دونوں کے چندے سے ہوتا رہا ہے، اس کے بانی کی تحقیق نہیں کہ سنی تھا یا شیعہ، اب کچھ عرصے سے ایک فریق اپنا حق قائم کر کے دوسرے کو اس مسجد سے بے دخل کرنا چاہتا ہے، لیکن دونوں میں سے کوئی مسجد چھوڑنے پر تیار نہیں، رفع شر کے لیے کیا فیصلہ ہونا چاہیے؟ (۲۴۴۳/۱۳۴۱ھ)

الجواب: اس صورت میں اس مسجد کے بانی اور واقف کی تحقیق کر لی جاوے، خواہ کاغذات کے ذریعہ سے ہو، یا تعامل سابق کے ذریعہ سے، اس تحقیق کے بعد جو شخص اس مسجد کا بانی و واقف محقق ہو اس کا انتظام اسی کے موافق فریق کے قبضہ واہتمام میں رہے گا۔ فقط

Maktaba Tul Ishaat.com

مسجد کے موقوفہ مکان میں متولی کا بلا کرایہ رہائش اختیار کرنا

سوال: (۵۶۲) کسی مسجد کے احاطے کے اندر اس کی امدادی ملکیت سے ایک مکان ہے جس کو چالیس روپے کرائے پر طلب کیا جاتا ہے، اس کو کرائے پر نہ دے کر، اس میں مسجد کے متولی صاحب مع بچوں کے بلا کرایہ رہنا چاہتے ہیں، اور چالیس روپیہ ماہوار کرایہ کا نقصان مسجد کا کرتے ہیں؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۱/۵۰۱ھ)

الجواب: جوامر أنفع للوقف ہو اس کو اختیار کرنا ضروری ہے، اور وقف کو نقصان پہنچانا درست نہیں ہے؛ پس اگر مسجد کو ضرورت ہے کہ اس مکان موقوفہ کا کرایہ مسجد میں صرف ہو تو متولی صاحب کو فعل مذکور درست نہیں ہے، اور اگر مسجد کو ضرورت نہیں ہے، اور متولی صاحب کو ضرورت وہاں رہنے کی ہے، یا وقف میں کوئی ایسی شرط ہے، تو یہ درست ہے، جیسا کہ شامی وغیرہ میں ہے: مراعاة غرض الواقفين واجبة (الشامی ۶/۵۲۱ کتاب الوقف) اور یہ بھی کتب فقہ میں ہے: ويفتى بكل ماهو أنفع للوقف(۱) فقط

مسجد کا کچھ حصہ متولی اپنے مکان میں شامل کرلے تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۵۶۳) مسجد کے متصل متولی کا مکان ہے، اس مکان کی دیوار متولی نے تعمیر کرائی، اور چوں کہ متولی کی دیوار سے احاطۂ مسجد کا بھی اتصال ہوتا تھا اس لیے متولی نے ایک بالشت زمین مسجد کے چبوترے کی اس دیوار کے احاطے میں شامل کرلی، اور اپنے ورثاء پر یہ بات ظاہر کردی؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟ اس قدر اراضی کی قیمت مسجد میں لگادی جائے تو جائز ہوگا یا نہیں؟ (۱۳۴۲/۱۶۴۱ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: فيجب هدمه ولو على جدار المسجد وفي الشامي: قوله ولو على جدار المسجد مع أنه لم يأخذ من هواء المسجد شيئًا ونقل في البحر قبله: ولايوضع الجذع على جدار المسجد وإن كان من أوقافه اه قلت وبه علم حكم مايصنعه بعض جيران المسجد من وضع جذوع على جداره فإنه لايحل ولو دفع الأجرة الخ (۲) (شامی) اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ صورت مسئولہ میں کوئی صورت جواز کی نہیں ہے، سوائے اس کے کہ اس

(۱) الدرالمختارمع الشامی ۶/۴۸۲ كتاب الوقف – مطلبٌ : سكن المشترى دارَ الوقف .

(۲) الدر والرد ۶/۴۲۸-۴۲۹ كتاب الوقف – فى آخر مطلبٌ فى أحكام المسجد .

Maktaba Tul Ishaat.com

دیوار کو منہدم کر کے، مسجد کی زمین کو خارج کر کے، پھر دیوار اپنی زمین میں بناء کرے۔

متولی کا مسجد کے احاطے میں مکان بنانا

سوال: (۵۶۴) متولی کو مسجد کے احاطے میں مکان بنانا درست ہے یا نہیں؟ محلے والے منع کرتے ہیں کہ یہ مال مسجد کا ہے؟ (۱۱۴۲/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: متولی کو اپنے رہنے کے لیے مکان بنانا مسجد کی وقف زمین میں درست نہیں ہے، اور وہ زمین وقف ہے، ملک متولی کی نہیں ہے۔

سوال: (۵۶۵) ایک مسجد کے احاطے میں کچھ جگہ ہے، اس میں متولی اور قاضی محلّہ اپنے رہنے کے لیے مکان بنانا چاہتے ہیں درست ہے یا نہیں؟ (۱۲۱۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: زمین جو اندر احاطہ مسجد کے ہے، وہ اوقاف مسجد سے ہے، اس میں کسی متولی اور محلّہ دار کو تصرف مالکانہ کرنا درست نہیں ہے، اور اپنا رہائشی مکان بنانا جائز نہیں ہے۔

متولی کا مسجد کی گھڑی اپنے ذاتی استعمال میں لانا

سوال: (۵۶۶) متولی مسجد اپنے مکان کی آرائش کی وجہ سے مسجد کی گھڑی وشامیانہ اپنے صرف میں کہ جس میں کوئی دینی مصلحت نہیں، لے سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۸۵۲/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: درست نہیں ہے۔

متولی کو مسجد کی چیزیں اپنے استعمال میں لانا

سوال: (۵۶۷) متولی مسجد اشیاء مسجد کی جو مسجد کے خرچ سے زائد ہو اپنے استعمال میں لاسکتا ہے یا نہیں؟ (۷۳۱/۱۳۴۳ھ)

الجواب: جو جو چیز مسجد کے کام آسکتی ہو وہ تو مسجد ہی کے لیے رکھی جائے، اور اگر کوئی چیز ایسی ہے کہ اس سے مسجد کا کوئی کام متعلق نہیں ہے اور اس کی کوئی قیمت بازار میں مل سکتی ہے تو اس کو فروخت کر کے مسجد کے مصارف میں لگانا چاہیے، یا اگر معمولی چیز ہے تو اس میں فقراء کو دینے کی اجازت بھی بعض روایتوں میں آئی ہے؛ چنانچہ اگر مسجد کی چٹائیاں بوسیدہ ہو کر بے کار ہو گئیں تو ان کو فروخت کر کے

Maktaba Tul Ishaat.com

مسجد کے تیل وغیرہ میں لگانا یا کسی فقیر کو دینا؛ دونوں کی اجازت فقہاء نے دیدی ہے کمافی الخلاصة: بواری المسجد إذا صارت خلقةً واستغنی أهل المسجد عنها وقد بسطها إنسان إن كان الذی بسطها حيًّا فهی له وإن مات ولاوارث له قال فی الفتوی: أرجو أن لابأس أن يدفع أهل المسجد إلی فقير وينتفعوا بثمنها فی شراء حصير آخر وكذا لو كان الذی بسطها حيًا يفعل ذلك(۱)(خلاصة ۴/۴۲۶) متولی مسجد کے لیے اگر واقف نے کوئی حصہ مقرر کررکھا ہے تو وہی اس کا حق ہے، اور اگر اس کے لیے کوئی حصہ نہیں رکھا، اور مسجد کے متعلق کوئی وقف ہے جس کا انتظام متولی کرتا ہے تو ایسی صورت میں متولی کو اجر مثل ملے گا، جس کا کھانا اس کو حلال ہے۔ كمافی الشامی وفي الخلاصة: وللمتولی أن يأكل بالمعروف كما أن الامام يأكل من بيت المال(۲)(۴/۴۱۱) فقط

متولی: مسجد کی رقم بطور قرض لے سکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۵۶۸) مسجد کا متولی؛ مسجد کے روپے کو کسی اپنی ضرورت کی وجہ سے قرض میں لے سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۳۲۵/۱۳۴۰ھ)

الجواب: اس کے جواز کی کوئی روایت نہیں دیکھی لیکن یہ ضرور ہے کہ اگر کسی نے مسجد کے روپے کو صرف کرلیا تو ضمان اس پر لازم ہے، اور واپس کرنا اس کا ضروری ہے، اور اگر مسجد میں بالفعل ضرورت نہ ہو اور یہ اطمینان ہو کہ قرض لینے سے وہ روپیہ ضائع نہ ہوگا، اور بہ وقت ضرورتِ مسجد فوراً ادا ہو سکے گا، اور واپس کر دیا جاوے گا تو اس کی گنجائش ہے(۳) غرض یہ ہے کہ روپیہ مسجد کا ضائع نہ ہو، اور بہ وقت ضرورت مسجد کے کاموں کا کچھ حرج نہ ہو۔ فقط

متولیوں کا اوقاف مسجد کی آمدنی سے کھانا بنا کر خود کھانا اور قوم کو کھلانا

سوال: (۵۶۹) زید، عمر، خالد وغیرہ اشخاص کی نگرانی میں مسجد کے حصہ زیریں میں مکانات و

(۱) خلاصة الفتاوی مع المجموعة ۴/۴۲۵، ۴۲۶ كتاب الوقف ـ قبل الفصل الخامس ، مطبوعة نول كشور لكنؤ . (۲) خلاصة الفتاویٰ مع مجموعة الفتاوی ۴/۴۱۱ كتاب الوقف قبل الفصل الثالث مطبوعة نول كشور لكنؤ .

(۳) مگر یہ اطمینان بہ قضائے قاضی قرض لینے کی صورت ہی میں ہوسکتا ہے ۱۲ سعید احمد پالن پوری۔

Maktaba Tul Ishaat.com

دکانات اوقاف سے ہیں، جن کی آمدنی کو خلاف منشا وقف اشخاص مذکور الصدر کھانے بنا کر خود بھی کھاتے ہیں، اور اپنی قوم کو کھلا دیتے ہیں، اور نوتہ ونذرانہ اس میں سے دیدیا کرتے ہیں، ان کو ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ان کے لیے دنیا میں شرعًا کیا سزا ہے؟ (۵۹۲/۱۳۳۹ھ)

الجواب: آمدنی اوقاف مسجد کو اس طرح ناجائز طریق سے خرچ کرنا حرام ہے، اور خرچ کرنے والے عاصی وظالم ہیں، آخرت میں ان پر اس کا مؤاخذہ ہوگا، اور دنیا میں ان کی سزا یہ ہے کہ ان کو معزول کیا جائے، اور ضمان اس بے موقع صرف کی ہوئی آمدنی کا ان کے ذمے ہے۔ فقط

متولی کے ذمے مسجد کی جو واجب الاداء رقم ہے اس کو معاف کرنے یا کرانے کا کسی کو حق نہیں

سوال: (۵۷۰) ایک سابق متولی ''مسجد قطب خان'' واقعہ شملہ مسلمانانِ شملہ سے استدعا کرتا ہے کہ ایک رقم جو ان کی جانب سے مسجد کو واجب الاداء ہے انہیں للہ معاف کردی جاوے، اس لیے کہ وہ اس رقم کو ادا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے؛ آیا مسلمانان شملہ کو یا متولیان جدید کو یہ اختیار ہے کہ وہ رقم مسجد کو جو بہ ذمہ متولی سابق واجب الاداء ہے اس کو معاف کردیں؟ (۸۳۳/۱۳۳۵ھ)

الجواب: کسی کو مسلمانان شملہ میں سے یا متولیان جدید میں سے یہ حق شرعاً حاصل نہیں ہے، اور جائز نہیں ہے کہ وہ رقم مسجد کو معاف کردیں؛ معاف کرنے کا کسی کو کچھ حق نہیں ہے، جس وقت متولی سابق یا اس کے فرزندان کو استطاعت ادائے رقم مذکور ہو ادا کریں، وہ ذمہ دار اس رقم مسجد کی ادا کے ہیں

قال فی الدرالمختار: یفتی بالضمان فی غصب عقار الوقف وغصب منافعه أو اتلافها الخ وکذا یفتی بکل ما هو أنفع للوقف الخ (۱) فقط

مسجد کی دکانوں کی آمدنی سے مسجد کی ضروریات پوری نہ کرنے والے متولی کا حکم

سوال: (۵۷۱) ایک شخص نے مسجد بنوائی، جب وہ فوت ہوا تو کوئی وارث نہیں چھوڑا، نمازیوں

(۱) الدرمع الشامی ۶/۴۸۱، ۴۸۲ کتاب الوقف – مطلبٌ: إذا آجر المتولی بغبنٍ فاحشٍ کان خیانةً .

Maktaba Tul Ishaat.com

کی رائے سے اُس وقت سے اِس وقت تک یکے بعد دیگرے متولی مقرر ہوتے چلے آتے ہیں، اس مسجد کے متعلق وقف شدہ دکانیں ہیں جن کی آمدنی تقریبًا چھتیس روپے ہے، مگر موجودہ متولی صاحب مسجد کے مصارف کو پورے طور سے پورا نہیں کرتے، تقاضہ کرنے پر جواب دیتے ہیں کہ اس آمدنی کو دوسرے کارِ خیر میں صرف کرتا ہوں؛ ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسے شخص کو متولی رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۷۱۱/۱۳۴۳ھ)

الجواب: مسجد مذکور کی آمدنی سوائے اس مسجد کی ضروریات کے دوسرے کسی کارِ خیر میں صرف کرنا جائز نہیں ہے، اور جو متولی ایسا کرتا ہے کہ اس مسجد کی دکانوں کی آمدنی اس مسجد میں صرف نہیں کرتا وہ خائن ہے اس کو معزول کرنا چاہیے، اور دوسرے شخص امانت دار کو متولی مقرر کرنا چاہیے کذا فی الدر المختار کتاب الوقف. فقط

متولی کو مسجد کی دکان کا کرایہ کم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۵۷۲) زید کے پاس دکان مسجد تقریبًا چھ سال سے بہ شرح کرایہ مبلغ چھ روپیہ ماہوار تھی، لیکن تقریبًا ایک سال سے زید اور متولی مسجد میں نوبت مقدمہ کی آئی ہوئی ہے؛ بوجہ عدم وصول کرایہ، جب کہ فیصلہ عدالت سے حسب منشا متولی صادر ہوگیا تو جو دعوی متولی نے مبلغ بارہ روپے ماہوار کا کیا تھا، اس کے بہ موجب ڈگری ہوگئی تو زید متولی سے استدعا فیصلے کی کرتا ہے؛ یعنی کرایہ میں تخفیف کرانا چاہتا ہے، متولی کو کمی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۳۴۰۶/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: اگر کرایہ دکان کا چھ روپیہ ماہوار مقرر ہوا تھا، اور متولی نے بارہ روپیہ ماہوار کے حساب سے نالش زید پر کی، اور ڈگری ہوگئی تو اس صورت میں متولی کو کمی کرنا جائز ہے، لیکن جس قدر رقم کرائے کی کرایہ دار کے ذمے واجب ہے، اور جس قدر خرچ ہوا ہے یعنی مقدمہ میں؛ اس میں سے کچھ کمی کرنا جائز نہیں ہے کہ اس میں مسجد کا نقصان ہے، اور اس سے زیادہ وصول کرنا بھی درست نہیں ہے۔ فقط

متولی مصلحۃً مسجد کی دکان کم کرایہ ادا کرنے والے کو دے سکتا ہے

سوال: (۵۷۳) ایک مسجد کے متعلق چند دکانات ہیں ان میں مسلمان حلوائی بھی کرایہ دار ہیں، اب مسجد کے متولی کی تحریک سے دکانات کے کرائے کا نیلام تین سال کے لیے کیا گیا، مسمی لطیف بھائی

Maktaba Tul Ishaat.com

جومسجد کے ممبر بھی ہیں ان کی بولی پچھتر روپے ماہوار کی تھی، اورحلوائی کی بولی سوروپے ماہوار کی، متولی اورممبران نے لطیف بھائی کے نام پچھتر روپے میں نیلام ختم کردیا، جس سے تین سال کی مدت میں مسجد کا نقصان مبلغ نوسوروپے ہوا، جس سے مسلمان ملول اورمعترض ہیں، متولی کا یہ عذر ہے کہ حلوائی دھواں کرتے ہیں جس سے عمارت سیاہ اورخراب ہوتی ہے کیا متولی اورممبران کا یہ فعل درست اورقابل تسلیم ہے؟ (۱۷۲۰/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اگرمتولی صاحب اورممبران کا یہ عذر نیک نیتی پر مبنی ہے، اورمصلحت دکان مسجد اسی میں ہے تو عذران کا قابل تسلیم ہے، اوروہ مؤاخذہ سے بری ہیں۔ فقط

متولی: مسجد کا موقوفہ مکان فروخت کردے تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۵۷۴) زید نے اپنی حیات میں اپنا ذاتی مکان، اورجو کچھ کہ اس کے مکان میں سامان تھا مسجد کو دیدیا، اس حالت میں جب کہ اپنے ہوش وحواس بالکل صحیح خیال کرتا تھا، لیکن اس شرط پر کہ جب تک زید اورزید کی بیوی زندہ ہے، اس وقت تک خود استعمال کریں گے، بعد وفات زید اورزید کی بیوی، جملہ سامان ومکان مسجد کی ملکیت ہوگی، اب جب کہ زید اورزید کی بیوی نے وفات پائی تو پنچایت نے اول جو کچھ سامان مکان کے اندر تھا اس کو فروخت کیا، اوراس کے بعد مکان پر قبضہ پاکر مسجد کی ملکیت میں دیدیا، اس کے بعد ایک سن رسیدہ حافظ قرآن جو کہ پیش امام مسجد ہے اس کو متولی قرار دے کر مالک قرار دیدیا، اوریہ طے کیا کہ اس مکان کے کرائے سے جو کچھ حاصل ہوگا وہ مسجد کی روشنی یا دیگر ضروری سامان میں لگایا جائے گا، لیکن کچھ عرصے کے بعد متولی نے اس مکان کو اپنی ملکیت قرار دے کر مکان کو فروخت کردیا، اورمکان مذکور سے جس قدر رقم حاصل ہوئی تھی وہ کل اپنے مصرف میں لایا، اورمسجد میں کوئی پیسہ خرچ نہیں کیا، ایسی حالت میں متولی مذکور کے لیے کیا حکم ہے؟ اوردستاویز پر جو بوقت فروختگی مکان تحریر ہوئی ہے اس پر جن لوگوں کے دستخط ہیں ان کے لیے کیا حکم ہے؟ (۳۳۷۲/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: درمختار میں ہے: فإذا تم ولزم لايُـمْلَكُ وَلا يُمَلَّكُ ولايعار ولايرهن الخ (۱) اور درمختار میں ہے: شرائط الواقف معتبرة إذا لم تخالف الشرع (۲) اورشامی میں ہے: قوله

(۱) تنويرالأبصارمع الشامي ۴۲۱/۶ كتاب الوقف – مطلبٌ فرّق أبو يوسف بين قوله موقوفة إلخ .
(۲) الشامي ۴۱۲/۶ كتاب الوقف . مطلبٌ شرائط الواقف معتبرة إذا لم تخالف الشرع .

Maktaba Tul Ishaat.com

لایملك ای لایکون مملوکًا لصاحبه ولایملك أی لایقبل التملیك لغیره بالبیع ونحوه الخ (۱) یعنی وقف صحیح ہونے کے بعد نہ واقف کی ملک میں آسکتا ہے، اور نہ بہ ذریعہ بیع وغیرہ کے کسی دوسرے شخص کا مملوک ہوسکتا ہے، بناءً علیہ مکان مذکور جو کہ مسجد کے لیے وقف ہو چکا تھا تو وہ ملک مسجد ہے، متولی یا کوئی شخص اس میں تصرف مالکانہ نہیں کرسکتا، لہٰذا متولی نے جو مکان موقوفہ علی المسجد کو فروخت کرکے، اس کی قیمت کو اپنے تصرف میں لایا؛ یہ شرعًا جائز نہیں ہے، یہ بیع صحیح نہیں ہوئی، اور خریدنے والا مکان کا مالک اس مکان کا نہیں ہوا، بلکہ مکان بدستور وقف علی المسجد اور ملک مسجد ہے، ایسے خائن متولی کو معزول کرکے کسی دیانت دار شخص کو متولی مقرر کیا جائے، اور جن لوگوں نے دستاویز پر دستخط اور گواہی کی اور جس نے دستاویز تحریر کی، یا اس میں کسی قسم کی امداد کی، اگر ان لوگوں کو مسئلہ معلوم تھا اور باوجود مسئلہ معلوم ہونے کے انھوں نے یہ کارروائی کی تو وہ سب فاسق اور گنہ گار ہوئے، ان کو توبہ کرنی چاہیے، اور اس مکان موقوفہ کو خریدنے والے کے قبضہ سے نکال کر مسجد کے قبضہ اور تصرف میں دینا چاہیے، اور امانت دار متولی مقرر کرکے اس کے حوالے کرنا چاہیے، ورنہ وقف کے ضائع ہونے کا گناہ سب کی گردن پر رہے گا، اور متولی مذکور جب تک اس مکان کو مشتری کے قبضہ سے نکال کر مسجد کا قبضہ اس پر نہ کراوے اس کو برادری سے علیحدہ کردیں، اور کوئی مسلمان اس سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھے، اور اس کے مرنے جینے میں شریک نہ ہوں۔ فقط

متولی بوقت ضرورت ایک مسجد کی آمدنی دوسری مسجد میں صرف کرسکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۵۷۵) زید دو مسجدوں کا متولی ہے، اور دونوں مساجد کا وقف جدا جدا ہے، اسی شہر میں ایک مسجد ایسی بھی ہے جس کے لیے کچھ وقف نہیں تو زید ان دونوں مسجدوں کے وقف سے اس تیسری مسجد میں صرف کرے تو جائز ہے یا نہیں؟ نیز ان دونوں مسجدوں کے مال کو جن کا وقف الگ ہے بوقت ضرورت ایک مسجد کا مال دوسری مسجد کی ضروریات میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۵۷۴/۱۳۴۵ھ)

الجواب: ان دونوں مسجدوں کے اوقاف کی آمدنی میں سے کسی تیسری مسجد میں صرف کرنا جائز نہیں ہے، اسی طرح جب کہ ان دونوں مسجدوں کے بانی و واقف علیحدہ علیحدہ ہیں تو ایک مسجد کی آمدنی

(۱) الشامی ۶/۴۲۱ کتاب الوقف – مطلبٌ فرّق أبو یوسف بین قوله موقوفة .

Maktaba Tul Ishaat.com

میں سے دوسری مسجد میں خرچ کرنا حسب تصریحات فقہ جائز نہیں ہے۔ لما فی الدرالمختار: اتحد الواقف والجهة وقل مرسوم بعض الموقوف عليه بسبب خراب وقف أحدهما جاز للحاكم أن يصرف من فاضل الوقف الآخر عليه لأنهما حينئذٍ كشئ واحد وإن اختلف أحدهما بأن بنى رجلان مسجدين أو رجل مسجدًا و مدرسةً ووقف عليهما أوقافًا لا يجوز له ذلك الخ(۱)

متولی مسجد کی موقوفہ جائداد کی آمدنی میں سے کچھ رقم کسی کو دے سکتا ہے یا نہیں؟

سوال:(۵۷۶).....(الف) متولی مسجد آمدنی وقف جائداد مسجد سے کسی مسافر یا حاجت مند کو کچھ رقم دے سکتا ہے یا نہیں؟

(ب) ایسی آمدنی سے کسی مسلمان ضرورت مند کو قرض دے سکتا ہے یا نہیں؟

(ج) کسی دوسری مسجد یا مدرسہ میں بھی کچھ خرچ کرسکتا ہے یا نہیں؟ (۳۲۷۹/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: (الف) نہیں دے سکتا (ب) یہ بھی ناجائز ہے (ج) نہیں کرسکتا۔ فقط

موجودہ متولی کی رائے پر عمل کرنا ضروری ہے

سوال:(۵۷۷) نجیب آباد میں ایک مسجد کے متولی کو موقوف کرکے چند لوگ متولی بن گئے، اور اسی مسجد میں یعنی مسجد کے متعلق ایک حجرہ ہے، اس کے آگے سائبان ہے اس میں مدرسہ تجوید القرآن ہے، ان متولیوں نے مدرس کو نوٹس دیا ہے کہ یا کرایہ حجرہ وغیرہ کا ادا کرو، ورنہ مدرسہ اٹھالو اس کی بابت کیا حکم ہے؟ (۲۳۴/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جو لوگ اس وقت متولی مسجد ہیں، انہیں کی رائے کے موافق عمل درآمد ہونا چاہیے، اگر وہ کرایہ طلب کریں تو کرایہ دینا ہوگا ویفتی بكل ما هو أنفع للوقف (۲) فقط

(۱) الدرمع الشامی ۶/۴۳۱ كتاب الوقف – مطلبٌ فی نقل أنقاض المسجد ونحوه .

(۲) الدرالمختارمع الشامی ۶/۴۸۲ كتاب الوقف – مطلبٌ سكن المشترى دارالوقف .

Maktaba Tul Ishaat.com

مسجد کی کمیٹی کا مسجد کی زمین میں مدرسہ بنانے سے روکنا

سوال: (۵۷۸) ہم لوگوں نے ''مسجد رفیع الزماں صاحب'' کا انتظام، اور آمدنی، اور مسجد کی نگرانی کو قانونی حملوں سے بچنے کے واسطے، ایک درخواست دے کر صاحب کلکٹر ضلع ''آگرہ'' کے توسط سے کمیٹی کے سپرد کر دیا، مگر قبضہ دخل متولیانہ اب تک ہمارا بدستور ہے، ایک روپیہ تیرہ آنہ ماہوار ہم خود جمع کر کے دے دیتے ہیں، کمیٹی صرف اس آمدنی کو جمع کرنے کی تحویل دار ہے، اور جملہ خدمات متولیانہ ہم کرتے ہیں، جس میں کمیٹی نے کبھی دست اندازی نہیں کی، مسجد کے متعلق زمین افتادہ پڑی تھی، اس میں ہم لوگوں نے مدرسہ تعمیر کرایا ہے کہ اس میں قرآن وحدیث کی تعلیم دی جائے، کچھ عمارت باقی ہے، اب کمیٹی اہل اسلام آگرہ مدرسہ بنانے سے روکتی ہے، مدرسہ کو پورا نہیں ہونے دیتی، آیا بحالت موجودہ اس کو یہ حق ہے یا نہیں؟ (۱۲۵۶/۱۳۴۵ھ)

الجواب: جب کہ تم لوگوں نے مسجد مذکور کی آمدنی ومصارف وغیرہ کو کمیٹی کے حوالے کر دیا تو اب وہی کمیٹی متولی ہوگئی، ان ہی کی رائے اور مشورے سے تعمیر وغیرہ ہونی چاہیے، لہٰذا وہ کمیٹی تعمیر مذکور کو روک سکتی ہے کذا فی کتب الفقه ۔فقط

متولی محلے والوں کو مسجد کی تعمیر سے نہیں روک سکتا

سوال: (۵۷۹) ایک مسجد زیر تعمیر ہے، اس کا وقف اس قدر کافی نہیں کہ اگر ایک دم اس کی تعمیر کرائی جاوے تو تعمیر پوری ہو سکے، اب متولی کسی دوسرے مسلمان کو اجازت نہیں دیتا کہ اپنا ذاتی روپیہ لگا کر کام ختم کرا دے، متولی کسی دوسرے کا نہ نقدی روپیہ قبول کرتا ہے، نہ اینٹ، گارا نہ مزدور تو اب کیا مسلمان دوسرے مجبور ہیں شرعًا کہ بغیر اجازت متولی اس میں کچھ کام نہ کریں؟ (۲۸۳/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: متولی کو ایسا کرنا جائز نہیں، اہل محلّہ واہل مسجد میں سے جو کوئی امداد اس مسجد کی تعمیر و درستی میں کرے، ان کو منع نہ کرنا چاہیے، اور اگر متولی اس کو نہ مانے اور تعمیر وتکمیل مسجد کی تاخیر سے اہل محلّہ واہل مسجد کا حرج ہے، اور ان کو اس کی تکلیف ہے تو وہ خود اپنے روپے اور چندے سے اس مسجد کی تعمیر وتکمیل کر سکتے ہیں، متولی کو منع کرنے کا حق نہیں ہے۔ وأما أهلها أی أهل المحلة فلهم أن

Maktaba Tul Ishaat.com

يهدموه ويجددوا بناء ه ..... وليس لورثته منعهم من نقضه والزيادة فيه الخ(۱) (درمختار)

چندلوگوں کا مسجد کے متولی سے حساب طلب کرنا

سوال:(۵۸۰) گروہ قلیل جامع مسجد کے متولیوں سے جائداد کا حساب لے کر بدنظمی پھیلانا چاہتا ہے؛ حالانکہ آج تک جامع مسجد کا انتظام خوش اسلوبی سے چلتا رہا، اور کسی قسم کی خرابی انتظام میں واقع نہ ہوئی؛ ابتداء میں جامع مسجد کی کچھ بھی جائداد نہ تھی مگر موجودہ متولیوں کی کوشش سے اس وقت جامع مسجد کی کافی جائداد ہے؛ کیا بہ حالت موجودہ گروہ قلیل کو جامع مسجد کے حساب دیکھنے کا حق پہنچتا ہے؟(۸۴۶/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: حساب لینا حاکم وقاضی کا کام ہے، ہر ایک شخص اس کا مجاز نہیں ہے۔ درمختار میں ہے:

لا تلزم المحاسبة فی کل عام ویکتفی القاضی منه بالإجمال لو معروفًا بالأمانة (۲)

مسجد کے متولی سے خیانت کی رقم وصول کرنا

سوال:(۵۸۱) ایک شخص متولی مسجد ہے جو کچھ آمدنی جائداد مسجد کی ہوتی ہے، اس کو اپنی رائے سے مسجد کے مصارف میں خرچ کرتا ہے مگر خرچ کر کے جو بقایا رہتی ہے، تخمیناً چالیس پچاس روپے سالانہ بچتے ہیں اس کا حساب نہیں دیتا، اہل محلّہ نے مجبور ہو کر ایک دوسرا متولی مقرر کیا، مگر پہلے متولی نے نہ اس کو حساب دیا، اور نہ روپیہ وصول ہونے دیا۔ آیا اس متولی کی چارہ جوئی عدالت سے کر کے تمام سالوں کے بقایا وصول کیے جاویں یا نہیں؟ بینوا توجروا(۴۰۳/۱۳۳۵ھ)

الجواب: اگر پہلے متولی پر شبہ خیانت کا ہے تو حکام سے چارہ جوئی کی جاوے کہ اس متولی سے حساب آمد وخرچ لے کر جو کچھ مسجد کا روپیہ برآمد ہو اس سے وصول کریں، اور کسی دوسرے شخص صالح امانت دار کو متولی مقرر کریں۔ فقط

(۱) الشامی ۶/ ۴۲۷ کتاب الوقف – مطلبٌ فی أحکام المسجد .

(۲) الدر مع الشامی ۶/ ۵۲۴ کتاب الوقف – مطلبٌ فی محاسبة المتولی وتحلیفه .

Maktaba Tul Ishaat.com

مسجد کی آمدنی اوراس کے مصارف کا بیان

مسجد کی آمدنی اور مصارف کے چند احکام

سوال: (۵۸۲) جامع مسجد دہلی کا انتظام بذریعہ ایک مجلس شوری کے ہوتا ہے، اور مجلس منتظمہ جامع مسجد دہلی کو حسب ذیل اقسام کی آمدنی ہوتی ہے: کرایہ دکانات جامع مسجد، کرایہ ٹھیکہ اراضی افتادہ جامع مسجد وغیرہ وغیرہ، ان جملہ اقسام آمدنی مذکورہ سے جس قدر رقم وصول ہوتی ہے وہ حسب ذیل امور میں خرچ ہوتی ہے:

(الف) تنخواہ عملہ مسجد، امام ومؤذنان ودربانان ومحرران۔

(ب) فراہمی آب وضو در حوض مسجد بذریعہ چاہ۔

(ج) فراہمی آب نوشیدنی برائے نمازیان وزائرین اہل اسلام۔

(د) فرش، جانماز، دری وٹاٹ ودیگر سامان متعلقہ فرش اندرونی وبیرونی۔

(ھ) صفائی مسجد بذریعہ ملازمان وصفائی اطراف مسجد بذریعہ خاکروبان۔

(و) وظائف طلبہ دینیات وطلبائے دیگر مدارس جو عربی کی تعلیم بھی پائیں ودیگر طلباء فنون شریفہ اور یہ سب مسلمان ہیں۔

(ز) اخراجات روشنی بجلی بذریعہ الکٹرک کمپنی۔

(ح) اخراجات روشنی مثل تیل گلی (مٹی کا تیل)

(ط) خرچ سائبان وشامیانہ مسجد۔

(ی) خرید ظروف گلی، مٹکہ، لوٹا، آبخورہ وغیرہ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(ک) جائداد سکنی مملوکہ جامع مسجد کا ہاؤس ٹیکس۔

(ل) محصول آبیانہ نل۔

(م) مقدمات متعلقہ کرایہ وغیرہ جائداد جامع مسجد۔

(ن) تعمیرات ومرمت جامع مسجد۔

(س) تعمیر ومرمت وترمیم وغیرہ متعلق جائداد مملوکہ مسجد مذکور۔

(ع) اخراجات خرید ہیزم (سوختہ) وغیرہ برائے آب گرم۔

(ف) اخراجات متعلقہ دفتر جامع مسجد۔

(ص) امداد یتیم خانہ دہلی۔

(ق) اخراجات نومسلمان جو کہ جامع مسجد میں مشرف باسلام ہوں۔

(ر) امداد غرباء بذریعہ نقد وتقسیم پارچہ۔

(ش) امداد مرمت وتعمیر بعض دیگر مساجد شہر دہلی۔

(ت،ث،خ) اخراجات رمضان شریف مثلاً برف جو کہ بوقت افطار ونماز تراویح روزانہ مہیا کیا جاتا ہے وتقسیم شیرینی بروز ختم قرآن وہدیہ حافظ صاحب۔

(ذ) انعام ملازمان جامع مسجد۔

(ض) اخراجات وردی دربانان وجمعداران۔

(ظ) اخراجات گولہ ہائے آتشبازی جو رمضان میں بوقت افطار اور وقت ختم سحر وغیرہ چلائے جاتے ہیں۔

(غ) اخراجات شامیانہ وڈیرہ وخیمہ جات وقنات وفروش وغیرہ یوم جمعۃ الوداع۔ (۱۰۹۴/۱۳۴۲ھ)

الجواب: (الف) جائز ہے۔ (ب) جائز ہے۔

(ج) جائز ہے۔ (د) جائز ہے۔ (ھ) جائز ہے۔

(و) یہ صرف غور طلب اور تحقیق طلب ہے یہ وظائف طلباء جامع مسجد کی آمدنی سے کیوں اور کب سے متعلق ہوئے؛ اور آیا کوئی مدرسہ جامع مسجد کے متعلق بھی ہے جس کے اخراجات جامع مسجد کی آمدنی سے دیے جاتے ہوں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(ز) یہ بےضرورت معلوم ہوتا ہے۔

(ح) خاص مسجد میں تیل گلی کی روشنی سے حتی الوسع احتراز مناسب ہے کیونکہ بدبودار تیل مسجد میں جلانا مکروہ ہے۔

(ط) درست ہے۔(ی) درست ہے۔(ک) درست ہے۔

(ل) جائز ہے۔(م) جائز ہے۔(ن) جائز بلکہ ضروری ہے۔

(س) جائز ہے۔(ع) جائز ہے۔(ف) جائز ہے۔

(ص) یہ گنجائش پر موقوف ہے، اور اگر ضروریات خاص جامع مسجد کی پوری کرنے کے بعد اگر پس انداز ہو تو یہ بھی جائز ہوسکتا ہے۔

(ق) اگر گنجائش ہو تو یہ بھی درست ہے۔

(ر) مسجد کی آمدنی سے امداد غرباء وغیرہ دراصل تفصیل طلب اور غور طلب ہے، البتہ جو اخراجات کسی وقف سے سالہا سال سے متعلق ہوں، اور اس کے موافق برابر عمل درآمد ہوتا رہا تو یہ ایک وجہ ایسے مصرف کے جواز کی ہوسکتی ہے۔

(ش) یہ مسئلہ تفصیل طلب ہے اور زائد و فاضل آمدنی ہونے پر اس کا جواز موقوف ہے، یا یہ کہ رواج سابق اس کے جواز کے لیے دلیل ہوسکتا ہے۔

(ت، ث، خ) یہ بھی عمل سابق کی دلیل سے جواز پر محمول ہوسکتا ہے، اور اس میں برف کا خرچ تو اقرب الی الجواز ہے اور تقسیم شیرینی و ہدیہ حافظ صاحب کے جواز میں تامل ہے۔

(ذ) جائز ہے۔(ض) درست ہے۔(ظ) درست ہے۔(غ) درست ہے۔فقط

مسجد کا روپیہ مسجد ہی میں صرف کرنا چاہیے

سوال: (۵۸۳) ایک شخص نے مسجد کی تعمیر و مرمت کے لیے کچھ روپیہ دیا، اب بعض لوگ اس روپے میں سے کچھ رقم دیگر رفاہ عام کے کاموں میں لگانا چاہتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۷۳۸/۱۳۴۵ھ)

الجواب: وہ روپیہ مسجد کا مسجد میں ہی صرف کرنا چاہیے، دوسرے کام میں صرف کرنا اس کا درست نہیں ہے کما فی عامة کتب الفقه .فقط

Maktaba Tul Ishaat.com

اگر کسی نے مسجد کے لیے یہ کہہ کر روپیہ دیا کہ بہتر مصرف میں صرف کیا جائے تو وہ روپیہ کہاں صرف کرنا چاہیے؟

سوال: (۵۸۴) مسجد کے کسی درجہ میں بوجہ حفاظت اسباب کے کواڑ لگانا جائز ہے یا نہ؟ اور بند کرنا کیسا ہے؟ کسی شخص نے مسجد کے لیے یہ کہہ کر روپیہ دیا ہو کہ بہتر مصرف میں صرف کیا جائے، اور مسجد میں تین ضرورتیں درپیش ہیں:

(الف) مؤذن کا مقرر کرنا۔

(ب) مسجد کے اندر کے درجہ میں حفاظت اسباب کی غرض سے کواڑوں کا لگانا۔

(ج) خارج مسجد احاطہ کی دیوار بنوانا؛ شرعًا وہ روپیہ کہاں صرف کرنا مناسب ہے؟ مؤذن کی سال بھر کی تنخواہ کا خرچ موجود ہو لیکن اس خوف سے نہ تقرر کرنا کہ آئندہ سال کہاں سے آئے گا کیسا ہے؟ (۱۱۲۶/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: کواڑوں کا لگانا بہ غرض حفاظت اسباب مسجد درست ہے، اور علاوہ اوقات نماز کے بند کرنا دروازہ کا بھی درست ہے، اور مؤذن کا تقرر شعائر ولوازم مسجد سے ہے، مؤذن ضرور مقرر کر لینا چاہیے؛ البتہ اگر بلا تقرر مؤذن بھی اذان میں حرج نہ ہوتا ہو، اور کوئی شخص حسبۃً للہ اس خدمت کو انجام دیتا ہو، تو پھر دیوار احاطہ اور کواڑ پہلے بنوائے جائیں؛ الغرض یہ سب کام ضروری اور مناسب ہیں، حسب ضرورت وحاجت جیسی گنجائش ہو اور مناسب ہو کیا جائے، شرعًا اس بارے میں کوئی تنگی نہیں ہے، اور جب کہ سال بھر کی تنخواہ مؤذن کا انتظام بالفعل ہو سکتا ہے تو وہ کر لیا جائے، آئندہ سال کا فکر نہ کیا جائے۔

مسجد کی آمدنی سے نمازیوں کو افطاری کھلانا یا رمضان میں ختم قرآن پر شیرینی تقسیم کرنا

سوال: (۵۸۵) کسی مسجد کی آمدنی اس کی ضروریات خرچ روزمرہ سے بہت زیادہ ہو تو اس زائد آمدنی سے ـــــ ایسی صورت میں کہ شرط واقف معلوم نہ ہو ـــــ تنخواہ مفتی وواعظ کی، اور خرچ ایسے مدرسہ کا جس میں عربی فارسی، اردو اور حساب سکھلایا جاتا ہو، شرعًا ادا کیے جا سکتے ہیں یا نہیں؟ اور زائد

Maktaba Tul Ishaat.com

آمدنی سے افطاری خرید کر نمازیوں کا روزہ کھلوا سکتے ہیں یا نہیں؟

حفاظ کو کوئی رقم بطور نذرانہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟ شیرینی ختم قرآن شریف تقسیم کرنا بھی ایسی آمدنی مسجد سے شرعًا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۳۶۴/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: مسجد کے اوقاف کی آمدنی کو مصارف مذکورہ میں صرف کرنا جائز نہیں ہے؛ بلکہ روایات فقہیہ کے موافق ضروری ہے کہ اس آمدنی کو اس مسجد کی آئندہ ضروریات کے لیے رکھا جاوے، اور اگر کسی ضروری مد میں سوائے مسجد کے صرف بھی کیا جاوے تو بطور قرض صرف کیا جاوے۔

سوال: (۵۸۶) جائداد مسجد کی آمدنی میں سے متولی افطاری وغیرہ میں نمازیوں کی صرف کرسکتا ہے یا نہیں؟ (۲۱۳۹/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس قسم کے اخراجات بغیر شرط واقف کے جائز نہیں ہیں۔

ایک وقف کی آمدنی دوسرے وقف میں صرف کرنا

سوال: (۵۸۷).....(الف) کیا ایک مسجد کا روپیہ دوسری مسجد میں صرف کرنا بہ وقت ضرورت جائز ہے یا نہ؟

(ب) ایک مسجد کا روپیہ مدرسہ عربیہ میں یا بالعکس صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(ج) یا کسی مسجد کی آمدنی سے مدرسہ جدید قائم اور جاری کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۵۴۳/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: قال فی الدر المختار: اتحد الواقف والجهة وقل مرسوم بعض الموقوف عليه بسبب خراب وقف أحدهما جاز للحاكم أن يصرف من فاضل الوقف الآخر عليه لأنهما حينئذٍ كشيءٍ واحدٍ وإن اختلف أحدهما بأن بنى رجلان مسجد ين أو رجل مسجدًا ومدرسة ووقف عليهما أوقافًا لايجوز له ذلك الخ (۱) اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر واقف اور جہت وقف متحد ہوں، اور ان میں سے ایک کی آمدنی کم ہوگئی کہ اس کے اوقاف جو ذریعہ آمدنی تھے، خراب ہوگئے تو حاکم کو درست ہے کہ ایک وقف کی فاضل آمدنی دوسرے وقف پر صرف کردیوے، اس لیے کہ وہ دونوں اس صورت میں مانند شئے واحد کے ہیں، اور اگر واقف دو ہوں یا جہت وقف بدل جائے، اس

(۱) الدرالمختار مع الشامی ۶/۴۳۱ کتاب الوقف– مطلبٌ فی نقل أنقاض المسجد ونحوہٖ .

Maktaba Tul Ishaat.com

طرح کہ دوشخص نے دومسجدیں بنائیں، یاایک شخص نے مسجداور مدرسہ بنایا، اوران پر کچھ اوقاف کیے؛ تو ایک کی فاضل آمدنی دوسرے پرصرف کرنا درست نہیں ہے، اورشامی نے کہا کہ اگرایک مسجد کے اوقاف مختلف ہیں: مثلاً چند دکانیں ہیں تو اگرایک دکان ان میں سے خراب ہوجائے تو دوسری دکان کی آمدنی سے اس کی درستی ومرمت کرسکتے ہیں۔اورپھرنقل کیا: ومن اختلاف الجهة ما إذا كان الوقف منزلين أحدهما للسكنى والآخر للاستغلال فلايصرف أحدهما للآخر (۱) اورنیز درمختارمیں یہ مضمون ہے کہ اگرایک مسجد ویران ہوجائے، اوراس کی آبادی کی کوئی صورت باقی نہ رہے، تو اس کا سامان دوسری مسجد میں صرف کرنا درست ہے(۲)اس سے یہ معلوم ہوا کہ اگرمسجداول ویران نہیں ہوئی تو اس کا سامان یااس کی آمدنی زائد دوسری مسجد میں صرف نہیں کرسکتے، پس جواب، سوال اول ودوم کا عبارات مذکورہ سے ظاہر ہوگیا کہ ایک مسجد آباد کا روپیہ دوسری مسجد میں صرف کرنا درست نہیں ہے، اور اسی طرح دوسرے مدرسہ وغیرہ میں بھی صرف کرنا درست نہیں ہے —— اورسوال سوم کا جواب یہ ہے کہ کسی مسجد کی آمدنی سے مدرسہ جدید قائم نہیں کرسکتے۔جیسا کہ عبارات مذکورہ سے واضح ہوتا ہے۔

سوال:(۵۸۸) ایک مسجد کا روپیہ دوسری مسجد پرخرچ کرنا جائز ہے یانہیں؟(۱۴۷/۱۳۳۵ھ)

الجواب: ایک مسجد میں دوسری مسجد کا روپیہ صرف کرنا،موافق تصریحات فقہاء کے درست نہیں ہے،لیکن اگرزیادہ ضرورت میں بہ طریق قرض لے لیا جاوے تو درست ہے، بہ شرطیکہ اس مسجد ثانی میں آمدنی فاضل ہوجس کی اس وقت مسجد کوضرورت نہ ہو۔فقط

سوال:(۵۸۹) ایک مسجد کے واسطے ایک شخص نے کچھ روپیہ دیا جواس کے حقیقی بھائی کے پاس موجود ہے، مہتمم مسجد اپنی مرضی سے اس مسجد کی درستی وغیرہ چاہتا ہے، اورجس کے پاس روپیہ جمع ہے وہ اس کو دوسری مسجد میں خرچ کرنا چاہتا ہے یہ جائز ہے یانہیں؟(۱۸۲۳/۱۳۳۸ھ)

الجواب: دوسری مسجد میں تبدیل کرنا ان روپیوں کا خلاف تصریح روپیہ دہندہ کے جائز نہیں ہے،

---

(۱) حوالۂ سابقہ۔

(۲) قوله : وعن الثاني الخ جزم به في الإسعاف حيث قال : ولو خرب المسجد وما حوله وتفرق الناس عنه ، لا يعود إلى ملك الواقف عند أبي يوسفؒ ، فيباع نقضه بإذن القاضي و يصرف ثمنه إلى بعض المساجد (الشامي ۶/۴۲۹ كتاب الوقف مطلب فيما لو خرب المسجد أو غيره)

Maktaba Tul Ishaat.com

البتہ اگر کوئی صورت ایسی ہو کہ اس مسجد میں ضرورت نہ ہو، اور مہتمم اس کو ضائع کرنا چاہتا ہو؛ مثلاً ایسے امور میں صرف کرنا چاہتا ہو کہ وہ غیر ضروری یا حد اسراف میں داخل اور ناجائز ہوں؛ تو پھر خود وہ شخص جس کے پاس روپیہ جمع ہے، اس مسجد کی ضروریات میں صرف کردے، اور اگر کوئی صورت وہاں نہ ہو سکے تو پھر بہ مجبوری دوسری مسجد میں صرف کرسکتا ہے۔ فقط

سوال: (۵۹۰).....(الف) ایک مسجد کے متولی کے پاس مسجد کا وقف روپیہ جمع ہے، وہ روپیہ دوسری مسجد میں دینا جائز ہے یا نہیں؟

(ب) یا بطور قرض دوسری مسجد میں صرف کرنا جائز ہے؟

(ج) مسجد کا روپیہ مدرسہ میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱/۱۳۴۳ھ)

الجواب: (الف، تا، ج) جو روپیہ کسی خاص مسجد کا ہے جب تک وہ مسجد آباد ہے، اور وہاں فی الحال ضرورت ہے، یا آئندہ ضرورت کا خیال ہے تو اس روپے کو اسی مسجد میں خرچ کرنا چاہیے، دوسری مسجد یا مدرسہ میں خرچ کرنا اس کا درست نہیں ہے، اور نہ قرض دینا درست ہے، البتہ اگر وہ روپیہ مسلمانوں کے چندہ سے کسی مسجد خاص کے لیے جمع ہوا ہے، اور وہاں فی الحال ضرورت نہیں ہے، تو ان چندہ دینے والوں کی اجازت سے وہ روپیہ دوسری مسجد یا مدرسہ میں صرف ہوسکتا ہے۔

ایک مسجد کی رقم دوسری مسجد میں صرف کرنا

سوال: (۵۹۱) فتح پور میں مسجد متعلقہ مدرسہ اسلامیہ کا ایک منارہ گرا ہوا ہے، زید نے اس کی تعمیر کے واسطے عمر متولی کو چار سو روپے دیے، لیکن وہ اس رقم میں تعمیر نہیں ہو سکتے، کیا متولی مدرسہ کو بہ اجازت یا بلا اجازت زید یہ حق حاصل ہے کہ اس رقم کو کسی دوسری مسجد کی تعمیر میں صرف کرے؟ (۱۳۴۲/۲۲۹۴ھ)

الجواب: اس رقم کو اسی کام میں صرف کرنا چاہیے جس کے لیے زید نے وہ رقم دی ہے، اور ظاہر ہے کہ ایسے کام چندے سے ہوتے ہیں، جس وقت کام شروع ہوجائے گا، ممکن ہے کہ اس وقت دوسرے اہل خیر اس کی تکمیل کی فکر کریں، مساجد وغیرہ کے کام اسی طرح ہوا کرتے ہیں، پہلے سے پوری رقم کہاں جمع ہوتی ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ایک مسجد کے لیے جو چندہ کیا گیا اس کو دوسری مسجد میں صرف کرنا

سوال: (۵۹۲) چندہ جو ایک مسجد کے واسطے کیا گیا ہے وہ دوسری مسجد میں صرف کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۱۵۴/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: چندہ دینے والوں کی اجازت سے دوسری مسجد میں صرف ہوسکتا ہے، بدون ان کی اجازت کے درست نہیں، مگر (یعنی یہ بھی شرط ہے) جب کہ اس مسجد میں فی الحال ضرورت نہ رہے، اور آئندہ کو بھی کوئی ضرورت متصور نہ ہو۔

ایک مسجد کی نہایت زائد آمدنی کو دوسری مسجد یا مدرسہ میں بوقت ضرورت صرف کرنا

سوال: (۵۹۳) ممبئی میں ایک مسجد از حد شکستہ ہے، اور ممبئی کی جامع مسجد اپنے املاک، اوقاف و آمدنی کے باعث خود کی ضروریات واحتیاجات سے بہ درجہا غنی اور صاحب مال ہے، اگر مسجد جامع کی عمارت کو خدانخواستہ کسی قسم کا نقصان پہنچے تو باوجود تعمیر واصلاح کے بہت بڑی فاضل رقم اس کے پاس رہ سکتی ہے، اس شکستہ حال مسجد کے پاس کافی سرمایہ نہ ہونے کے باعث اس کے متولی اگر جامع مسجد کے متولیوں سے جو قوم اور حاکم وقت کی طرف سے اس کی تولیت پر مقرر ہیں، بہ قدر ضرورت امداد کے طالب ہوں؛ تو کیا شرعًا جامع مسجد کے سرمایہ سے امداد جائز ہوسکتی ہے؟ (۱۱۸۰/۱۳۴۵ھ)

الجواب: روایات فقہیہ اس کے عدم جواز پر دال ہیں؛ یعنی باوجود آبادی مسجد کے اس کے اوقاف کی آمدنی دوسری مسجد میں خرچ کرنا جائز نہیں ہے، البتہ اگر مسجد اول غیر آباد ہوجاوے، اور ویران ہوجاوے، تو پھر اس مسجد کا سامان وغیرہ بھی دوسری مسجد میں خرچ کرنا، اور لگا دینا جائز ہے، درمختار میں ہے: **اتحد الواقف والجهة وقل مرسوم بعض الموقوف عليه بسبب خراب وقف أحدهما جاز للحاكم أن يصرف من فاضل الوقف الآخر عليه وإن اختلف أحدهما بأن بنى رجلان مسجدين أو رجل مسجدًا و مدرسة و وقف عليهما أوقافًا لا يجوز له ذلك الخ** (۱) **وفي**

(۱) الدرالمختار مع الرد ۶/ ۴۳۱ كتاب الوقف. قبل مطلب فی وقف المنقول تبعًا للعقار .

Maktaba Tul Ishaat.com

الشامی: قال الزیلعی: وعلی ھٰذا حصیر المسجد و حشیشه إن استغنی عنهما یرجع إلی مالکه عند محمدؒ وعند أبی یوسفؒ ینقل إلی مسجد آخر الخ (۱) لیکن بعض روایات کی بناء پر یہ فتویٰ دیا گیا ہے کہ اگر کسی مسجد کی آمدنی اس قدر کثیر ہے اور اس قدر سرمایہ جمع ہوگیا ہے، کہ اس مسجد کو اس کی ضرورت نہیں ہے، تو اگر فاضل اور زائد آمدنی کو دوسری مسجد یا مدرسہ میں بہ ضرورت صرف کردیا جاوے تو یہ جائز ہے؛ کیونکہ جب آمدنی کثیر ہوتی ہے تو اس میں تغلب (ناجائز قبضہ کرنے) کا احتمال ہے، اور وہ ضائع ہوگی؛ اس سے بہتر ہے کہ کسی مسجد و مدرسہ کے کام میں آجاوے۔ فقط

مسجد کی آمدنی سے امام ومؤذن اور مفتی وواعظ وغیرہ کو تنخواہ دینا

سوال: (۵۹۴) جامع مسجد آگرہ کے گرد کچھ دکانیں ہیں، جن کی آمدنی نہایت وافر ہے، اس آمدنی کے اخراجات حسب ذیل ہیں، صرف تعمیر مسجد، تنخواہ امام ومؤذن وفراش ومفتی وواعظ، صرف روشنی؛ اس کی آمدنی کی تحصیل وصول ودیگر امور مسجد کے لیے ایک سررشتہ (محکمہ) قائم ہے۔ ملازمان سررشتہ کی تنخواہ بھی اسی آمدنی سے دی جاتی ہے، اور اسی آمدنی سے ایک مدرسہ جاری ہے، لیکن اصل بانی کی کوئی شرط معلوم نہیں ہے؛ اس صورت میں یہ اخراجات جائز ہیں یا نہیں؟ (۵۷۴/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اخراجات مذکورہ جائز ہیں قال فی الدرالمختار: ویبدء من غلته بعمارته ثم ما هو أقرب لعمارته کإمام مسجد ومدرّس مدرسة یعطون بقدر کفایتهم ثم السراج والبساط کذلك إلی آخر المصالح الخ (۲)

سوال: (۵۹۵) آمدنی مسجد کرایہ وغیرہ سے امام کی تنخواہ مقرر کردینا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۰۶۶/۱۳۴۳ھ)

الجواب: جائز ہے۔ فقط

مسجد کا مال فروخت کرکے اس کی قیمت امام کو دینا

سوال: (۵۹۶) میں بیوپاریان کی مسجد میں امامت کرتا ہوں، بچوں کا پڑھانا بھی میرے ذمے ہے، اور میرے گذر کے واسطے کوئی معقول مستقل آمدنی نہیں ہے، اور اہل محلّہ کی حالت نازک ہے؛

(۱) الشامی ۴۲۹/۶ کتاب الوقف – مطلب فیما لو خرب المسجد أوغیره .

(۲) الدرالمختارمع الرد ۴۳۸/۶ کتاب الوقف – مطلب : یبدأ من غلة الوقف بعمارته .

Maktaba Tul Ishaat.com

یہاں پر جو بوچڑ خانہ (مذبح) ہے اس میں جس قدر بھینسیں ذبح ہوتی ہیں ان کے سینگ عرصہ دراز سے مسجد کے نام کر رکھے ہیں، ہمیشہ فروخت ہوکر مسجد کی ضروریات میں صرف ہوتے ہیں؛ اب جس قدر سینگ جمع ہیں؛ سب کا یہ ارادہ ہے کہ ہم ان سینگوں کو امام مسجد کو دیتے ہیں، اور بالفعل مسجد میں ضرورت بھی نہیں ہے؛ آیا امام مسجد کو دینا جائز ہے یا نہیں؟ (۴۶/۷/۱۳۳۷ھ)

الجواب: سب دینے والے اگر اس پر متفق ہیں کہ ان سینگوں کی قیمت امام مسجد کو دی جائے تو یہ درست ہے، اسی طرح تیل زائد از حاجت کو فروخت کرکے لوٹوں، صف، سوختہ حمام مسجد وغیرہ ضروریات مسجد میں صرف کرنا درست ہے۔ فقط

کیا مسجد کے مال سے مسجد کے لیے تجارت کرنا جائز ہے؟

سوال: (۵۹۷) اہل محلّہ یا متولی مسجد کو مسجد کے مال موقوفہ سے مسجد کی ترقی کے لیے تجارت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۲۱/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: جائز نہیں ہے(۱) فقط

مسجد کے روپے سے اپنا کاروبار کرنا

سوال: (۵۹۸) کسی کے پاس کچھ روپیہ مسجد کا جمع ہے وہ اس روپیہ سے تجارت کرے اور نفع خود اٹھاوے اور اصل روپیہ مسجد ہی کا رہے تو یہ جائز ہے یا نہ؟ (۵۵۸/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: جائز نہیں ہے۔(۲) فقط

سوال: (۵۹۹).....(الف) زید ایک مسجد کے جمع شدہ روپے سے دوصد روپیہ لے کر تجارت کرتا ہے، اور کچھ عرصے کے بعد اصل مع نفع مبلغ دو ہزار روپے مسجد کے نام جمع کرتا ہے مگر بکر جو کہ دکاندار ہے، مسجد کا تقریبًا نوسو روپیہ خزانچی مسجد سے لے جا کر اپنی تجارت میں لگاتا ہے، اور ایک سال

---

(۱) قال فی البحر الرائق: وفی القنیة: ولا یجوز للقیم شراء شیء من مال المسجد لنفسه ولا البیع له وإن کان فیه منفعة ظاهرة للمسجد (البحر الرائق ۵/۴۰۱ کتاب الوقف)

(۲) حوالۂ سابقہ

Maktaba Tul Ishaat.com

کے بعد نوسو روپے واپس کرتا ہے۔ بکر کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟

(ب) بکر مذکور عید کی نماز کے بعد چندہ برائے مسجد، مسجد میں جمع کرتا ہے، اور اپنے نام مبلغ سو روپے چندہ اٹھاتا ہے، بعد کو حساب دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بکر نے صرف پانچ روپے چندہ دیا ہے شرعًا اس بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا بکر مسجد کا ممبر رہ سکتا ہے؟ جب کہ وہ مسجد میں نماز کے لیے بھی نہ آتا ہو؟ (۶۲۸/۱۳۴۱ھ)

الجواب: (الف) بکر نے جب کہ پورا روپیہ مسجد کا جو کہ لیا تھا، ادا کر دیا تو وہ مؤاخذہ سے بری ہوگیا۔

(ب) اور سو روپے کا وعدہ چندے میں دینے کا کر کے پانچ روپیہ دینا یہ بھی موجب مؤاخذہ نہیں ہے، اور معصیت نہیں ہے، جس کی وجہ سے اس پر طعن کیا جاوے، یا لائق ممبری کے نہ سمجھا جاوے، البتہ ترک جماعت وتراویح، اور مسجد کا روپیہ صرف کر لینا یہ امور خلاف سنت اور خلاف احتیاط ہیں، اگر چہ واپسی روپیۂ مسجد کے بعد وہ مؤاخذہ سے بری ہوگیا؛ مگر اٹھا لینا مسجد کے روپے کا خلاف احتیاط ہے۔ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ متولی امانت دار شخص کو بنانا چاہیے، جو کہ کار تولیت کو بہ امانت انجام دے سکے، اور خائن شخص کو متولی نہ بنانا چاہیے، پس اگر بکر خائن نہیں ہے اور مسجد کے روپے کو ضائع نہیں کرتا تو وہ متولی اور ممبر ہوسکتا ہے۔ فقط

مسجد کے مال کو جلسہ کی روشنی وغیرہ میں خرچ کرنا

سوال: (۶۰۰) جامع مسجد آگرہ میں ایک جلسہ ہوا، اس میں مسجد کے ملازموں سے کام لیا گیا، اور جو کچھ روشنی وغیرہ میں خرچ ہوا، وہ انجمن اوقاف سے دلوایا، اور اس جلسہ کے بانی ایک ممبر صاحب ہیں، اس پر دو ممبر معترض ہوئے، ایک چوتھے ممبر صاحب نے جو کچھ روشنی میں خرچ ہوا تھا اپنے پاس سے دے دیا؛ مسجد کے ملازموں سے کام لینا درست ہے یا نہیں؟ اور مال وقف سے خرچ مذکور کرنا درست ہے؟ (۳۲/۱۷۸-۱۳۳۳ھ)

الجواب: ان ملازموں سے یہ کام لینا تو ممنوع نہیں ہے، مگر خرچ روشنی وغیرہ کا آمدنی وقف سے لینا جائز نہیں ہے، وہ خرچ بذمہ اس ممبر کے ہے جس نے خرچ کیا اور کرایا، اگر کسی دوسرے ممبر نے اس

Maktaba Tul Ishaat.com

کی طرف سے خود ادا کر دیا تو کچھ حرج نہیں ہے؛ غرض یہ ہے کہ وہ خرچ وقف پر نہ ڈالا جاوے، اصل ذمہ دار اور ضامن خرچ کنندہ ہے، اگر دوسرے ممبر نے ضمان ادا کر دیا جائز ہے۔

نمازیوں کے سامان کی حفاظت کے لیے مسجد کی آمدنی سے دربان مقرر کرنا

سوال: (۶۰۱).....(الف) متولیان مساجد کے ذمے امام ومؤذن اور انتظام سامان کے علاوہ نمازیوں کے اسباب مثل جوتی وچھتری وغیرہ کی حفاظت کے لیے ایک دربان مسجد میں مقرر کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

(ب) اس کو مسجد کی آمدنی سے تنخواہ دینا ضروری ہے یا نہیں؟ (۵۵۷/۱۳۴۳ھ)

الجواب: (الف) یہ ضروری نہیں ہے لیکن اگر اس کا انتظام من جانب متولی ہو تو کچھ حرج بھی نہیں ہے

(ب) اور دربان کو تنخواہ مسجد کی آمدنی سے دینا درست ہے۔

سوال: (۶۰۲) یہاں مسجد میں سے مصلیوں کے جوتے بہ حالت جماعت چوری ہو جایا کرتے ہیں تو صرف مصلیوں کے جوتوں کی حفاظت کے واسطے مسجد کے روپے سے ملازم رکھنا جائز ہوگا یا نہیں؟ (۲۸۷/۱۳۴۵ھ)

الجواب: ظاہر یہ ہے کہ اگر نمازی خود اس کا اہتمام چندہ وغیرہ سے نہ کر سکیں تو مسجد کے مال سے ملازم مذکور کی تنخواہ دینا جائز ہے، لیکن احوط یہ ہے کہ نمازی خود چندہ کر کے اس کا اہتمام کریں؛ کیوں کہ بعض فقہاء نے اس میں اشتباہ ظاہر فرمایا ہے۔ جیسا کہ درمختار میں بحر سے نقل کیا ہے: ویقع الاشتباہ فی بوّاب و مزملاتی قالہ فی البحر قلت: ولا تردد فی تقدیم بوّاب ومزملاتی وخادم مطہرۃ الخ۔(۱) فقط

مسجد کی آمدنی سے وعظ وتذکیر وغیرہ کے لیے کسی عالم کو مقرر کرنا

سوال: (۶۰۳) ایک مسجد کے لیے جائداد موقوفہ کی آمدنی اس قدر زیادہ تھی کہ امام ومؤذن و دیگر خدام مسجد وغیرہ کے مصارف پورے ہو جانے کے بعد بھی معتد بہ بچت رہتی تھی، مسجد کے متعلق پہلے

(۱) الدر المختار مع الشامی ۴۴۳/۶ کتاب الوقف – مطلبٌ فی قطع الجہات لأجل العمارۃ .

Maktaba Tul Ishaat.com

سے ایک چھوٹا سا کتب خانہ بھی تھا، جب متولیان مسجد نے یہ دیکھا کہ فراغت کے ساتھ خرچ کرنے کے بعد بھی روپیہ جمع رہتا ہے تو انھوں نے مناسب سمجھ کر کتب خانہ کو بھی وسیع کر دیا جس میں علوم فقہ وحدیث وتفسیر کی بڑی بڑی کتابیں جمع کر دیں، اور امام مسجد کے علاوہ ایک عالم اس غرض سے مقرر کر دیا کہ فجر کے وقت قرآن شریف کی تفسیر شائقین مصلیان مسجد کو سنایا کریں، اور مسجد کے نمازیوں کو جو جو مسئلے پوچھنے کی ضرورت پڑے روزانہ ان سے دریافت کرتے رہیں، اور نیز جو جو استفتاء ان کے سامنے پیش کیے جائیں ان کے جوابات تحریر فرمادیا کریں، اور بعض اوقات نماز بھی پڑھادیا کریں، اور وقتاً فوقتاً وعظ کہتے رہیں؛ اب بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ مسجد مذکور کی آمدنی سے کتب خانہ نہیں بڑھانا چاہیے؛ حالاں کہ قدیم سے کتب خانہ موجود تھا صرف تھوڑے ہونے اور بہت ہونے کا فرق ہے، اور کہتے ہیں کہ شرعی احکام ومسائل بتانے والے عالم کی ضرورت نہیں؛ حالاں کہ مسجد مذکور میں دوسرے مسلم ومشرک بیسیوں ملازم اچھی اچھی تنخواہوں پر ملازم ہیں حتی کہ مصلیوں کے جوتوں تک کی حفاظت کے لیے بھی دو دو آدمی نوکر ہیں، اور مسجد کی کثیر آمدنی بینکوں میں جمع رہتی ہے جسے بینک والے سود پر چلا کر بے شمار فائدے حاصل کر چکے، اور اب بھی حاصل کرتے رہتے ہیں، اور مثلاً دنیا کی ظاہری روشنی حاصل کرنے کے لیے اس قدر وسعت اور دریادلی سے کام لیتے ہیں کہ صرف دس پانچ بتیاں کافی تھیں ان کے بجائے جگہ جگہ پر بہ کثرت بجلی کی بتیاں لگا رکھی ہیں؛ حالاں کہ مسلمانوں کو بالخصوص اس نازک زمانہ میں ظاہری روشنی سے کہیں زیادہ باطنی روشنی کی حاجت ہے۔ پس بہ ظاہر لوگوں کی یہ حالت ہے کہ دوسرے ضروری مصارف کی طرف کچھ بھی توجہ نہیں، ان سے چشم پوشی برتتے ہیں، اور اس کے بجائے ہمت اور جرأت ہوئی تو یہ کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بجالانے والے علماء کے وجود سے مسجد کو صاف کر دیا جائے؛ پس ارشاد ہو کہ صورت مسئولہ میں مسجد کی آمدنی سے کتب دینیہ خریدنا اور بہ غرض فیض رسانی مذکورہ عالم کو رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۳۹۴/۱۳۴۵ھ)

الجواب: صورت موجودہ میں کتب دینیہ ضروریہ کا خریدنا، اور کسی عالم کو بہ غرض وعظ وتذکیر، و پڑھانے ترجمہ وتفسیر قرآن شریف، وبیان مسائل ضروریہ وافتاء کے رکھنا جائز بلکہ ضروری ہے؛ کیوں کہ یہ امر مسجد کی عمارت معنویہ اور غرض واقف کے موافق ہے؛ کیوں کہ ظاہر ہے کہ غرض واقف کی یہی ہوتی ہے کہ جس امر کے لیے اس نے وقف کیا ہے وہ آمدنی ہمیشہ کو اس کی بقاء اور ترقی میں صرف ہو، اور

Maktaba Tul Ishaat.com

حصول ثواب اخروی برابر جاری رہے لأن قصد الواقف صرف الغلة مؤبدًا ولا تبقى دائمة الابالعمارة (۱)(شامی) اوراس سے کچھ پہلے شامی میں ہے: قوله ثم ماهو أقرب لعمارته أى فإن انتهت عمارته و فضل من الغلة شيء يبدأ بما هو أقرب للعمارة وهو عمارته المعنوية التى هى قيام شعائره الخ (۱)(شامی۳/۳۷۶ كتاب الوقف)اس سے معلوم ہوا جیسا کہ عمارت ظاہری وقف کی ضروری ہے اوراس سے بقاء وقف متصور ہے، اسی طرح عمارت معنویہ بھی اور قیام شعائر بھی ضروری ہے، اور ظاہر ہے کہ عالم مذکور کے رہنے سے جو کچھ نفع نمازیان مسجد مذکور وغیرہم کو پہنچے گا، اور لوگوں کی دینی ضروریات پوری ہوں گی وہ مخفی نہیں ہے، نمازیوں کو ترجمہ وتفسیر قرآن شریف سنانا، مسائل نماز وغیرہ سے مستفسرین کو آگاہ کرنا، سوالات کا جواب دینا، اور کتب دینیہ کا مطالعہ کرنا، اس سے نفع اٹھانا اور مخلوق کو نفع پہنچانا، یہ تمام امور موجب اجر عظیم واسطے واقف اوراس کی اعانت کرنے والوں کے لیے ہے اور یہ صدقہ جاریہ ہے۔

الغرض اس کے جواز میں بہ صورت مذکورہ ـــــ کہ جائداد موقوفہ کی آمدنی خرچ معمولی سے بہت زیادہ ہے ـــــ کسی کو تامل نہیں ہوسکتا، اس میں مسجد کی آبادی جو کہ عمارت معنویہ ہے حاصل ہے، مسجد میں رونق اور نمازیوں میں ترقی اس سے حاصل ہے کہ یہ سب عمارت معنویہ میں سے ہے جس کی ضرورت اوپر کی عبارت سے واضح ہے اور غرض واقف کے مطابق ہے جس کی رعایت شرعًا لازم وواجب ہے كما صرح به فى الشامى: مراعاة غرض الواقفين واجبة . فقط

مسجد کا مال تعزیہ داری اور سویم وغیرہ میں خرچ کرنا جائز نہیں

سوال: (۶۰۴) ''اُودیپور'' میں معماروں کی دو مسجدیں ہیں، ان مسجدوں کے نیچے تقریبًا چودہ پندرہ دکانیں ہیں، جن کی آمدنی سالانہ قریب ڈیڑھ ہزار روپے کی ہے، اس میں سے تقریبًا نصف آمدنی تو مسجدوں میں صرف ہوتی ہے، اور باقی نصف روپیہ قوم کے لوگ تعزیہ بنانے میں صرف کرتے ہیں، اور محرم کے سویم کے روز کھانا پکا کر برادری کے لوگ کھا جاتے ہیں؛ یہ روپیہ جو مال وقف ہے برادری کو کھانا جائز ہے یا نہیں؟ (۳۰۰/۱۳۴۵ھ)

(۱) الشامى ۶/۴۳۸،۴۳۹ كتاب الوقف – مطلبٌ يبدأ بعد العمارة بما هو أقرب إليها .

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: وہ دکانیں مسجد کے اوپر وقف ہیں، ان کی آمدنی تمام مسجد میں خرچ کرنی چاہیے؛ تعزیہ داری اور محرم کے سویم میں اس کو خرچ کرنا بالکل حرام ہے؛ بلکہ اس زائد آمدنی کو بھی مسجد کے لیے رکھنا چاہیے تاکہ آئندہ کو مسجد کی دکانوں وغیرہ میں ترقی کی جاوے، یا اور کوئی مکان وغیرہ خرید کر اس کا کرایہ مسجد میں خرچ کیا جاوے؛ برادری کے آدمیوں کو کھلانا اور سویم خلاف شریعت میں خرچ کرنا اس کا حرام اور ناجائز ہے۔ فقط

مسجد کی آمدنی سے مسجد میں نقش ونگار کرنا

سوال: (۶۰۵) صدر دروازہ جامع مسجد سہارنپور کے اوپر جو مینا کاری کرائی گئی ہے، اس میں آمدنی؛ جائداد جامع مسجد سے خرچ ہوئی ہے، یہ صرفہ غیر ضروری سمجھ کر زیادہ تر مسلمانان سہارنپور ناخوش ہیں؛ یہ صرفہ جائز ہے یا نہ؟ (۲۸۱۷/۱۳۴۰ھ)

الجواب: مسئلہ یہ ہے کہ اپنے مال حلال سے ایسے تکلفات کرنا درست ہے، اور مال وقف سے درست نہیں ہے، مگر جب کہ آمدنی وقف سے بہت سا روپیہ جمع ہوگیا، اور حاجات ضروریہ تعمیر وغیرہ سے زائد ہو تو درست ہے۔ کما صرح به فی الدرالمختار والشامی: قوله إلا إذا خيف بأن اجتمعت عنده أموال المسجد وهو مستغن عن العمارة وإلا فيضمنها كما فی القهستانی عن النهاية(۱) فقط

وقف کی آمدنی پانی گرم کرنے میں صرف کرنا

سوال: (۶۰۶) ایک جائداد مسجد کے لیے وقف ہے، لیکن اس کا وقف نامہ موجود نہیں ہے، پہلے سے وہ لوٹے وچٹائی وروشنی وتنخواہ امام وپانی گرم کرنے کے انتظام میں صرف ہوتا چلا آیا ہے، لیکن اب بعض لوگ کہتے ہیں کہ گرم پانی کرنے میں وقف کا مال خرچ کرنا جائز نہیں ہے، آپ مفصل جواب سے ارشاد فرماویں کہ کیا یہ درست ہے یا نہیں؟ (۷۸۷/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: یہ غلط ہے وقف کی آمدنی سے یہ جملہ اخراجات مسجد جو مذکور ہیں درست ہیں، کوئلہ لکڑی حمام کی بھی اس آمدنی سے خرید کر پانی گرم کرنے میں صرف کرنا جیسا کہ پہلے سے ہوتا ہے جائز ہے،

(۱) الشامی ۳۷۳/۲ کتاب الصلوٰة . مطلبٌ كلمة لا بأس دليلٌ على أن المستحب غيرهٗ .

Maktaba Tul Ishaat.com

اورایسی حالت میں کہ واقف کی شرطیں معلوم نہ ہوں یہ حکم ہے کہ جس طرح پہلے سے خرچ ہوتا ہے اسی طرح کیا جاوے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسجد کی رقم سے اخبارات ورسائل خریدنا

سوال:(۶۰۷) مسجد کے روپے سے عام مسلمانوں کے لیے اخبارات ورسالہ جات کا خریدنا درست ہے یانہیں؟(۲۸۰۳/۱۳۴۰ھ)

الجواب: درست نہیں ہے۔

اوقاف مسجد کی نالشات کے مصارف مسجد برداشت کرسکتی ہے یانہیں؟

سوال:(۶۰۸) جائداد مسجد کی وصول وتحصیل کے واسطے جو نالشات ومقدمات ہوتے ہیں،اس میں اخراجات ضابطہ وبے ضابطہ ہرقسم کے ہوتے ہیں، بدون اس کے حصول مدعا میں بہت دشواریاں واقع ہوتی ہیں؛ان مصارف کومسجد برداشت کرسکتی ہے یانہیں؟(۱۴۸۷/۱۳۳۸ھ)

الجواب:اوقاف مسجد کے متعلق جو نالشات ومقدمات وغیرہ کیے جاویں، ان کے اخراجات انہیں اوقاف کی آمدنی سے پورے کیے جاویں۔شامی میں ہے: مسجد له أوقاف مختلفة لا بأس للقيّم أن يخلط غلتها كلها وإن خرب حانوت منها فلا بأس بعمارته من غلة حانوتٍ آخر لأن الكل للمسجد ولو كان مختلفًا لأن المعنى يجمعهما الخ(۱)فقط

مسجد کا مال مسجد کے مقدمہ میں صرف کرنا شرعًا جائز ہے یانہیں؟

سوال:(۶۰۹) مسجد اور اہل مسجد کونقصان پہنچانے کے لیے مسجد پر جھوٹا دعویٰ دائر کیا ہے؛ اب پیروئ مسجد کے لیے ـــــ جو سچی ہے ـــــ روپیہ نہیں ہے،ایک معتبر نمازی کے پاس اسی مسجد کے سابقہ چندے میں سے کچھ بچا ہوا روپیہ امانت رکھا ہے،اس کومقدمہ میں صرف کرنا مسجد کومخالفین سے بچانے کے واسطے شرعًا جائز ہے یانہیں؟(۱۳۴۹/۴۶-۱۳۴۷ھ)

(۱) الشامي ۶/۴۳۱ كتاب الوقف – مطلبٌ في نقل أنقاض المسجد و نحوه .

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: اس وقت بطور قرض یہ روپیہ صرف کیا جاسکتا ہے، پھر مسلمان چندہ کرکے اس کو جمع کرلیں، جو رفتہ رفتہ بہ سہولت جمع ہوسکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسجد کی آمدنی سے مسجد کی رہن شدہ اراضی کو چھڑانا

سوال: (۶۱۰) ساکنان ''موضع ساہا'' نے اراضی زرعی قریب اسّی بیگہ شاملات برائے خدمت مسجد شریف دیہہ مذکور وقف کردی تھی، سیدان نے اس اراضی موقوفہ کو بہ عوض مبلغ تین ہزار کے رہن کردی ہے؛ اب اگر سرمایہ مسجد سے جو محفوظ ہے فک الرہن کرایا جائے تو شرعًا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۴۸۴ھ)

الجواب: یہ ظاہر ہے کہ بہ حکم اَلْوَقْفُ لا یُمْلَكُ وَلا یُمَلَّكُ (۱) اراضی مذکورہ کو رہن رکھنا جائز نہ تھا، اور جو روپیہ راہنوں نے اس پر لیا وہ ان کے ذمے ہے، اور ان ہی کو وہ روپیہ ادا کرکے فک الرہن لازم ہے، لیکن جب کہ یہ نہیں ہوسکتا تو وقف مذکور کو چھڑانے کے لیے مسجد کے روپے محفوظ سے فک الرہن کرانا اور آمدنی اراضی مذکورہ کی مسجد میں صرف کرنا درست ہے۔ فقط

مسجد کی مرمت کے لیے جو روپیہ دیا گیا ہے اس کو مسجد کے دیگر کاموں میں صرف کرنا

سوال: (۶۱۱).....(الف) ایک شخص نے مسجد کی مرمت اور چٹائیوں وغیرہ کے واسطے روپیہ دیا ہے، اس کو مسجد کی نالی اور مکان متعلقہ مسجد میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(ب) مسجد کے زائد تیل کو فروخت کرکے پانی گرم کرنے کے لیے لکڑی خرید سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۳۰۵ھ)

الجواب: (الف) مسجد کی مرمت اور چٹائیوں وغیرہ کے لیے جو روپیہ آئے اور خاص مسجد میں اس کی ضرورت نہ ہو تو اس کو مسجد کے متعلق نالی اور مکان متعلقہ مسجد کی تعمیر میں صرف کرنا درست ہے۔

(ب) اور اسی طرح زائد تیل کو فروخت کرکے حمام کا پانی گرم کرنے کے لیے سوختہ خرید سکتے ہیں۔ فقط

---

(۱) الدرمع الرد ۶/۴۲۱ كتاب الوقف .

Maktaba Tul Ishaat.com

مسجد کی رقم سے خریدی ہوئی دکان کا حکم

سوال: (۶۱۲) خدا بخش بساتی نے بہ ذریعہ وصیت نامہ، دختر و داماد خود کو یہ وصیت کی ہے ''کہ مبلغ تین ہزار روپے نقد مسجد تیار کرنے اور بعد کے دیگر کاموں کے واسطے موصی لہ مذکورین کے پاس رکھ کر روبہ رو پنچان مذکورین اقرار تحریری کرتا ہوں کہ اگر مسمیان مذکورین شرط بالا پر التفات نہ کریں تو پنچان برادری حسب تحریر مظہر مبلغ تین ہزار روپیہ حصہ مساجد کا باختیار خود صرف کرادیں'' خدا بخش کی دختر و داماد نے وصیت کی تکمیل کے لیے روپیہ پنچان برادری کے سپرد کردیا، اس عرصے میں کریم بخش بساتی نے زیر جامع مسجد ایک دکان خریدنے کا ارادہ کیا ——— اس غرض سے کہ یہ دکان زینہ مسجد میں شامل ہوجاوے گی ——— اور وہ دکان خرید لی؛ لیکن ریاست سے حکم امتناعی اس بات کا آچکا ہے کہ دکان زینہ میں شامل نہ کی جاوے گی، دکان کی قیمت مال وقف سے ادا کی گئی ہے؛ اس حالت میں وہ دکان وقفی قرار دی جاوے گی یا نہیں؟ (۹۵۳/۱۳۳۵ھ)

الجواب: وہ دکان چوں کہ مسجد کے منافع کے لیے مسجد کے روپیہ سے خریدی گئی ہے لہٰذا وہ دکان مسجد پر وقف ہے۔

مسجد کا مال جو دوسرے وقف پر خرچ کیا گیا، مسجد کو واپس کرنا ضروری ہے

سوال: (۶۱۳) ایک قطعہ زمین، مسجد و انجمن کے نام سے خریدا گیا ہے، مسجد نے اپنے حصہ کا روپیہ مبلغ دو ہزار ادا کردیا ہے، اور بقیہ مبلغ دو ہزار متفرق قرض لے کر ادا کیا گیا، جس کی ادائیگی مسجد اپنی طرف سے وقتاً فوقتاً ایک ہزار روپے سے زائد کرچکی ہے، اب کل تین ہزار روپے سے زائد مسجد کی طرف سے ادا ہوچکا ہے، اور مبلغ نوسو روپے خلافت فنڈ کا باقی ہے، اب صرف نوسو روپے میں اراکین انجمن اس کو نصف تقسیم کرنا چاہتے ہیں؛ اس میں شرعاً کیا حکم ہے؟ (۱۴۷۰/۱۳۴۵ھ)

الجواب: جب کہ وہ قطعہ زمین انجمن و مسجد کے نام سے خریدا گیا ہے تو انجمن اس قطعہ کے نصف کو تقسیم کرکے اس میں مدرسہ وغیرہ تعمیر کراسکتی ہے، اور جس قدر روپیہ مسجد کی طرف سے زائد دیا گیا

Maktaba Tul Ishaat.com

وہ مسجد کو واپس دیا جاوے۔فقط

مسجد کے روپے سے مسجد کے لیے مکان خریدنا

سوال: (۶۱۴) ایک مسجد ہے اس میں قبلہ رخ بڑھانے کی ضرورت ہے تو اس بڑھانے کی جگہ میں ایک شخص کا مکان ہے وہ شخص کہتا ہے کہ میرے واسطے دوسرا مکان بنوادو تو میں یہ مکان خالی کردوں، آیا مسجد کے روپے سے اس کا مکان اٹھوانا اور اس کا پہلا مکان مسجد میں لینا درست ہے یا نہیں؟

(۳۶۹/۱۳۳۵ھ)

الجواب: درست ہے۔فقط

مساجد کی زائد آمدنی اسلام کی اشاعت اور فتنوں کے ختم کرنے میں صرف کرنا

سوال: (۶۱۵) بعض مساجد کے متعلق اوقاف کی آمدنی مسجد کی حوائج سے بہت زیادہ ہے، اور لاکھوں روپیہ کی تعداد میں جمع ہے، اور اکثر مواقع میں فضولیات بلکہ ناجائز امور میں صرف ہوتی ہے، اور مسجد کو اس وقت یا آئندہ بہ ظاہر حاجت نہیں ہے، اور اکثر جگہ یہ بھی مشاہدہ ہے کہ مساجد میں اکثر مصلی نہیں یا بہت کم ہیں تو اس صورت میں اس زائد روپے کو اشاعت اسلام وتبلیغ اسلام ودفع فتنہ ارتداد میں صرف کرنا جائز ہے یا نہ؟ اور ایسے مدارس قائم کرنے جو دفع فتنۂ ارتداد کے لیے ضروری ہوں، یا قائم شدہ مدارس میں سے جو اس کام کو کراتے ہیں یا ان سے دفع فتنۂ ارتداد وتبلیغ اسلام میں مدد ملتی ہو، اس زائد روپے کو صرف کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور واقف کے لیے وہ روپیہ جمع رہے یہ مفید ہے یا دفع فتنۂ ارتداد واشاعت اسلام واقامت وتائید مدارس مذکورہ میں صرف کرنا مفید ہے؟ واقف کے لیے زیادہ مفید اور ثواب کی کیا بات ہے؟ چوں کہ یہ فتنۂ ارتداد جہل کی وجہ سے ہوا ہے، اور مسلمان دینی تعلیم سے بالکل غافل ہوتے جاتے ہیں بالخصوص عوام کا طبقہ ان میں اکثر ایسے ہیں کہ اسلام اور ضروریات دینی سے بھی بے خبر ہیں، اس کی ضرورت شدیدہ ہے کہ چھوٹے مدارس جن میں صرف نماز روزہ اور ضروریات دینی کی تعلیم دی جاتی ہے قائم ہوں، اور مُبلّغ رکھ کر ان سے دیہات میں تعلیم دیں واشاعت اسلام کا کام

Maktaba Tul Ishaat.com

لیا جائے، اگر زائد روپے کو شریعت اس مد میں صرف کرنے کی اجازت دے تو اس وقت ایک بہت بڑی رقم مسلمانوں کے پاس موجود ہے جس کو وہ اس مد میں صرف کرنے کے لیے راضی ہیں، بہ شرطیکہ علماء اسلام اس کی اجازت دیں مخالفین اسلام اپنے مذہب کی اشاعت میں لاکھوں روپے صرف کرتے ہیں، اور مسلمانوں کا حال معلوم ہے۔ دوسرے مبلغین اور منتظمین اس قدر غنی نہیں ہیں جو وہ بلا معاوضہ اس خدمت کو انجام دے سکیں۔ مکرر عرض ہے کہ جو روپیہ متولیان مساجد کے پاس جمع ہے اگر وہ روپیہ دوسرے شہروں کی مساجد میں جن میں ضرورت ہے، اور ان میں صرف (خرچ کرنا) مقدم ہے وہ زائد روپیہ صرف نہ کریں اور ان ضرورتوں (یعنی اشاعت اسلام اور دفع فتنۂ ارتداد وغیرہ) میں صرف کرنے پر راضی ہوں تو پھر ان ضرورتوں میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا (۲۷۸۵/۱۳۴۱ھ)

الجواب: بہ حالت مذکورہ زائد آمدنی اوقاف مساجد کی جس کی نہ اس وقت مساجد کو ضرورت ہے، اور نہ آئندہ مظنون ہے جیسا کہ سالہا سال کے مشاہدہ سے اور تجربہ سے ظاہر ہے، اشاعت اسلام و تبلیغ اسلام و دفع فتنۂ ارتداد و نوائب مسلمین میں صرف کرنا درست ہے، اور اقامت شعائر اسلام میں مثل اجرائے مدارس وابقائے مدارس جو تبلیغ و اشاعت اسلام کے لیے قائم ہوں یا قائم ہیں صرف کرنا آمدنی مذکور کا درست ہے، اور اگر چہ حسب قواعد فقہیہ وروایات فقہ ایک مسجد کی زائد آمدنی جب کہ وہ اس مسجد کی حاجت سے بہت زیادہ ہو، اور وہاں کے اعتبار سے بے کار ہو، حتی الوسع دوسری مساجد میں صرف کرنا چاہیے؛ لیکن جب کہ ایسا نہیں ہوتا اور متولیان مساجد ایسا نہیں کرتے تو پھر امور دینیہ مذکورہ وامثالہا میں صرف کرنا اس کا حسب روایات حدیث وفقہ وتصریح علماء محققین درست ہے، بلکہ ان مصارف کو اگر مقدم رکھا جاوے تو اغراض ومقاصد کے اعتبار سے مستبعد نہ ہوگا۔ فتح القدیر میں ہے:

ولو اجتمع مال للوقف ثم نابت نائبة من الكفرة فاحتيج إلى مال لدفع شرهم قال الشيخ الإمام (محمد بن الفضل) ما كان من غلة وقف المسجد الجامع يجوز للحاكم أن يصرفه إلى ذٰلك على وجه القرض إذا لم تكن حاجة للمسجد إليه(۱)

عن أبي وائل قال: جلست مع شيبة على الكرسي في الكعبة فقال: لقد جلس هٰذا المجلس عمر فقال: لقد هممت أن لا أدع فيها صفراء و لا بيضاء إلا قسمتُه قلت: إن

(۱) فتح القدير شرح الهداية ۴۵۰/۵ كتاب الوقف. الفصل الأوّل في المتولي. مطبوعة رشيدية باكستان.

Maktaba Tul Ishaat.com

صاحبيك لم يفعلا. قال: هما المرء ان اقتدى بهما (۱) (بخاری شریف ص:۲۱۷) وقال ابن الصلاح الأمرفيها أى فى كسوة الكعبة كل سنة فيقسمها على الحاج (۲)(عمدة القارى) حموی حاشیہ اشباہ میں ہے: لايصرف القاضى الفاضل من وقف المسجد ..... قيل ويعارضه ما فى فتاوى الإمام قاضى خان فى أن الناظر له صرف فائض الوقف إلى جهات برٍّ بحسب مايراه الخ(۳)

پس معلوم ہوا کہ مصارف مذکورہ مہمہ میں آمدنی اوقاف مذکورہ کی صرف کرنا بہ ضرورت مذکورہ درست ہے، اور اس کو قرض سمجھنے کی بھی ضرورت نہیں ہے، جب کہ اس کی طرف آئندہ بھی احتیاج کا گمان نہیں ہے، اور جب کبھی اس قسم کی اسلامی اور دینی ضروریات پیش آیا کریں تو حسب صواب دید علماء ومتولیان مساجد آمدنی مذکورہ کو مصارف مذکورہ میں صرف کر سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(تصویب) از مولانا اشرف علی صاحب: جواب صحیح ہے (اور) جواب کے اس جزو کا احتیاطاً مکرر اعادہ ضروری ہے کہ عوام ایک محل کو دوسرے محل پر قیاس نہ کریں جب کوئی ایسا موقع پیش آوے مستقلاً علماء سے اس کا حکم دریافت کریں۔ کتبہٗ: اشرف علی نزیل دیوبند

اوقاف مساجد کی آمدنی نوائب مسلمین محاربات اور امداد میں صرف کرنا

سوال:(۶۱۶) بسم الله الرحمن الرحيم: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ ایک مسجد ہے جس میں روپیہ وقف ہے۔ اور اس وقف کی صورت یہ ہے کہ واقف نے ایک کمپنی میں کچھ حصہ لے کر وقف کر دیا۔ جس کی ماہوار آمدنی جمع ہوتی رہی، رفتہ رفتہ وہ اصل سے بڑھ گئی

(۱) الجامع الصحيح للبخارى ۱/۲۱۷ باب كسوة الكعبة . كتاب المناسك .

(۲) وقال ابن الصلاح : الأمر فيها إلى الإمام يصرفه فى مصارف بيت المال بيعًا وعطاءً ، واحتج بما ذكره الأزرقى أن عمر كان ينزع كسوة البيت كل سنةٍ فيقسمها على الحاج (عمدة القارى ۹/۲۳۷ كتاب المناسك ، باب كسوة الكعبة. مطبوعة رشيدية باكستان)

(۳) شرح الحموى على الأشباه والنظائر ص: ۱۴۸ القاعدة الخامسة من الفن الأول : تصرف الإمام على الرعية منوط بالمصلحة .

Maktaba Tul Ishaat.com

یا اس کے مساوی یا کم ہو؛ ایسی حالت میں کہ خاص اس مسجد کو اور وہاں کی اور مساجد کو فی الحال ضرورت نہ ہو بلکہ آئندہ بھی کوئی ضرورت عرصۂ دراز تک معلوم نہیں ہوتی، اگر ان زائد حصص کو (جو اصلی حصص سے زیادہ ہوگئے ہیں) فروخت کرکے اس اہم کام یعنی معرکہ بلقان کے ترکی مجروحین ویتیموں و بیوگان اور ترکی لشکر کی امداد میں صرف کیا جائے تو شرع محمدی میں جائز ہے یا نہیں؟ نیز مسجد کے نام کوئی خاص جائداد وقف نہیں بلکہ کمپنی کے وہ حصص جو مشترک ہوتے ہیں وقف ہیں، فی الحال جو روپیہ آمدنی ہے اس کو دے دینا اس مد میں جائز ہے یا جو اصل وقف کی آمدنی سے حصے خریدے گئے ہیں ان کو فروخت کرکے اس مد میں دینا جائز ہے؟ یا دونوں صورتیں جائز ہیں یا ناجائز؟ بینوا توجروا (۱۹۸۷/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: صورت مسئولہ میں زائد آمدنی وقف مذکور کی امداد مجروحین و یتامیٰ جنگ مذکور میں صرف کرنا شرعًا درست اور جائز ہے۔ اور ان حصص کو جو بعد میں آمدنی موقوفہ سے خریدے گئے فروخت کرنا اور چندہ ہلالِ احمر میں صرف کرنا بھی درست ہے۔

روایات احادیث وفقہ اس بارے میں منقول ہیں: بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ آمدنی اوقاف مساجد سے جو کچھ نوائب مسلمین ومحاربات میں صرف کیا جائے وہ بطریق قرض ہونا چاہیے؛ اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ بدون قید قرض کے درست ہے۔

پس جب کہ اس قدر روپیہ آمدنی وقف مذکور سے جمع ہے کہ اس مسجد کو نہ فی الحال اس کی حاجت ہے اور نہ آئندہ کو ضرورت معلوم ہوتی ہے اور امداد مجروحین کی ضرورت اس وقت جس قدر اہم ولابدی ہے وہ مخفی نہیں ہے؛ ایسی حالت میں بدون اس کے کہ رقم خرچ کردہ شدہ کو قرض سمجھا جائے آمدنی مذکور کو امداد مجروحین جنگ ترک میں خرچ کرنا جائز بلکہ ضروری ہے۔ فتح القدیر میں ہے: **ولو اجتمع مال الوقف ثم نابت نائبة من الكفرة فاحتيج إلى مال لدفع شرّهم قال الشيخ الإمام (محمد بن الفضل): ما كان من غلة وقف المسجد الجامع يجوز للحاكم أن يصرفه إلى ذلك على وجه القرض إذا لم تكن حاجة للمسجد إليه** (۱)

عن واصل عن أبي وائل قال: جلست مع شيبةَ على الكرسي في الكعبة فقال: لقد جلس هذا المجلسَ عمرُ فقال: لقد هَمَمْتُ أن لا أدَعَ فيها صفراءَ و لابيضاءَ إلا قسمتُهُ،

(۱) فتح القدير ۴۵۰/۵ كتاب الوقف – قبيل الفصل الثاني في الموقوف عليه . مطبوعة المكتبة النورية الرضوية ، باكستان .

Maktaba Tul Ishaat.com

قلتُ: إنَّ صاحبَيْك لم يفعلا فقال: هما المرآن أقتدى بهما(۱)(بخاری شریف:۱/ ۲۱۷)

وقال ابن الصلاح: الأمرفيها (أی فی کسوة الکعبة) إلی الإمام يصرفه فی مصارف بيت المال بيعًا وعطاءً ، واحتج بما ذكره الأزرقی: أن عمرؓ كان ينزع كسوة البيت كل سنة فيقسمها على الحاج (۲)(عمدة القاری ۴/۶۰۴) حموی حاشیۃ اشباہ میں ہے: لايصرف القاضی الفاضل من وقف المسجد ـــــ الی قوله ـــــ قيل: يعارضه ما فی فتاوی الإمام قاضی خان فی أن الناظر له صرف فاضل الوقف إلی جهات بر بحسب ما يراه الخ (۳) (القاعدة الخامسة من الفن الاول ۱/۱۶۰ مصری)

ان عبارات سے واضح ہے کہ ضرورت موجودہ یعنی امداد مجروحین و یتامیٰ جنگ ترک میں وہ آمدنی زائد اوقاف مسجد کی جس کی ضرورت مسجد کو نہ فی الحال ہے نہ آئندہ مظنون ہے صرف کرنا جائز ہے۔ اور جن فقہاء نے یہ قید لگائی ہے کہ نوائب میں قرضاً دیا جائے اس کا منشا یہ ہے کہ اگر کسی وقت اس مسجد کو کچھ ضرورت پیش آوے تو وہ روپیہ واپس لے کر اس میں صرف کیا جائے۔ لیکن جب کہ آمدنی ان اوقاف کی ہمیشہ اس قدر ہوتی رہتی ہے کہ اگر بالفرض آئندہ کوئی حاجت مسجد کو پیش آوے تو آمدنی آئندہ کی اس کے لیے کافی ہے۔ تو پھر اس رقم خرچ کردہ شدہ کو قرض کہنے کی ضرورت نہیں۔ جیسا کہ بخاری وعمدۃ القاری وعبارات حموی کا منشا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہٗ: عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی مدرسہ عربیہ دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمود عفی عنہ۔ الجواب صواب: محمد انور عفا اللہ عنہ مدرس دارالعلوم دیوبند

مسجد کی فاضل آمدنی بچوں کی تعلیم یا تبلیغ میں صرف کرنا

سوال: (۶۱۷) شملہ میں ایک انجمن ہے، اس کے اراکین یہ کوشش کرتے ہیں کہ جو مساجد ایسی ہیں جن کی آمدنی کافی ہے، اور کچھ روپیہ بچ سکتا ہے اس روپے کو دوسرے کاموں میں یا کسی اسکول میں غریب بچوں کی تعلیم پر اور تبلیغ وغیرہ میں خرچ کریں؛ کیا متولی فاضل آمدنی کو ایسے کاموں میں خرچ کر سکتا ہے یا نہیں؟ (۳/۴۶-۱۳۴۷ھ)

(۱) صحيح البخاری ۱/ ۲۱۷ كتاب المناسك۔ باب كسوة الكعبة .

(۲) عمدة القاری ، ۷/۱۶۲ كتاب الحج – باب كسوة الكعبة . مطبوعہ زکریا دیوبند۔

(۳) حاشية الأشباه والنظائر للحموی ص : ۱۴۸ مطبوعة نول كشور لكنؤ .

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: مساجد کی جو آمدنی ہوتی ہے وہ اسی مسجد کے اوقاف میں سے ہے، اس آمدنی کو اسی مسجد میں صرف کرنا چاہیے، فقہاء نے تصریح کی ہے کہ جب تک وہ مسجد آباد ہے ویران نہیں ہوئی، اس وقت تک اس کی آمدنی کسی دوسری مسجد میں خرچ کرنا درست نہیں ہے، اور کسی مدرسے میں اس کا خرچ کرنا درست نہیں ہے، اور نہ کسی قومی کام اور تبلیغ میں خرچ کر سکتے ہیں۔ درمختار میں ہے: **إتحد الواقف والجهة وقلّ مرسوم بعض الموقوف عليه بسبب خراب وقف أحدهما جاز للحاكم أن يصرف من فاضل الوقف الآخر عليه وإن اختلف أحدهما بأن بنى رجلان مسجدين أو رجل مسجدًا و مدرسةً الخ لا يجوز له ذلك الخ** (۱) ظاہر ہے کہ یہاں دوسری صورت ہے جو اختلاف کی ہے، لہٰذا اس میں ایک وقف کی آمدنی دوسرے وقف میں خرچ کرنا درست نہیں ہے۔ فقط

مسجد کی بچی ہوئی رقم سے کنواں تیار کرانا

سوال: (۶۱۸) پبلک نے کسی مسجد کی تعمیر یا مرمت کے واسطے کچھ روپیہ فراہم کیا، بعد ختم ہونے تعمیر یا مرمت کچھ روپیہ بچ گیا، اب یہ بقیہ روپیہ کسی وقفی کام مثلاً چاہ آب نوشی کی تعمیر میں کام آ سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۰/۱۰۳۲)

الجواب: بہ اجازت چندہ دہندگان چاہ آب نوشی وغیرہ کی تعمیر کے کام میں آ سکتا ہے۔

روشنی کے لیے مسجد کی زائد آمدنی سے جنریٹر کا انتظام کرنا

سوال: (۶۱۹) ''راندیر'' کی مسجد میں روشنی کے اسباب کافی سے زیادہ ہیں، مگر مسجد مذکور میں آمدنی کی معتد بہ مقدار موجود ہے، جس کے آئندہ بے جا صرف ہو جانے کا اندیشہ ہے، اس لیے متولی کا ارادہ ہے کہ ایک انجن برقی روشنی کا اور برقی پنکھوں کا منگوایا جائے یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۳۳۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: ہوا کا انتظام اور روشنی کا انتظام فی الجملہ ضروریات مسجد سے ہے، اور آمدنی مسجد سے ایک معتد بہ رقم موجود ہے، جس کو اگر اس میں صرف نہ کیا جاوے تو ضائع ہونے اور بے جا صرف ہونے کا خوف ہے، لہٰذا رقم مذکور سے انتظام ہوا اور روشنی برقی کا، بہ ذریعہ انجن درست ہے؛ اُس صورت میں

(۱) الدرمع الشامی ۶/۴۳۱ كتاب الوقف – مطلبٌ فی نقل أنقاض المسجد و نحوه .

Maktaba Tul Ishaat.com

کہ مال مسجد کے ضائع ہونے اور بے موقع صرف ہونے کا اندیشہ ہو، فقہاء نے بعض غیر ضروری چیزوں بلکہ فضولیات مثلاً نقش ونگار مسجد میں صرف کرنے کو جائز رکھا ہے؛ پس ضروریات مذکورہ میں بدرجہ اولیٰ صرف کرنا درست ہے۔ وضمن متوليه لو فعل النقش أو البياض إلا إذاخيف طمع الظلمة فلا بأس به كما في الدرالمختار وقوله: إذا خيف الخ بأن اجتمعت عنده أموال المسجد وهو مستغن عن العمارة وإلا فيضمنها كما في القهستاني عن النهاية (۱)(شامی ۱/۴۴۲)

مسجد کی زائد آمدنی سے مدرسہ بنانا

سوال: (۶۲۰) مسجد کی آمدنی اس قدر زیادہ ہے کہ فی الحال اور آئندہ مسجد میں اس کی ضرورت نہیں، اور ضائع ہونے کا خوف ہے، اس آمدنی سے اگر مدرسہ جاری کیا جائے تو حاکم کی اجازت اور منظوری کی ضرورت ہے یا نہ؟ (۱۱۸۰/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: کچھ ضرورت حاکم کی اجازت کی نہیں، عدول اہل محلّہ ومتولیان اس کام کو کر سکتے ہیں۔ فقط

مسجد کی فاضل آمدنی سے دینی مدرسہ قائم کرنا

سوال: (۶۲۱) ایک شاہی مسجد کے اخراجات سے اس قدر پس انداز ہوتا ہے کہ اس سے ایک عربی مدرسہ کے اخراجات کیے جاسکتے ہیں، اور پھر بھی بچ رہے، اور اسی خیال سے ان نگرانوں نے اس مسجد میں ایک عربی مدرسہ قائم کردیا ہے جو اہل شہر کی جانب سے منتخب ہیں، لیکن شرائط واقف بالکل معلوم نہیں؛ اس صورت میں ان کا یہ فعل جائز ہے یا نہیں؟ اور آئندہ ایسے مدرسہ کو قائم رکھا جاسکتا ہے یا نہیں؟ (۴۹۳/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: ان ممبروں کا یہ فعل جائز ہے، اور بہ ظاہر غرض واقف کے مخالف نہیں ہے اور جب کہ آمدنی اس مسجد کی ضروریات مسجد سے اس قدر زیادہ ہے کہ مدرسے کے اخراجات کے بعد بھی بچے رہے، اور مسجد کی ضروریات میں تنگی نہ ہو تو ایسی حالت میں اگر اس آمدنی فاضل کو دینی مدرسے میں

(۱) الدرالمختار و ردالمحتار ۳۷۳/۲ كتاب الصلوة – مطلبٌ: كلمة لا بأس دليلٌ على أن المستحب غيره الخ .

Maktaba Tul Ishaat.com

صرف نہ کیا جاوے تو اندیشہ اس کے ضائع ہونے یا غیرمحل میں صرف ہونے کا ہے، لہٰذا اجراء اس دینی مدرسہ کا اور باقی رکھنا اس کا جائز بلکہ ضروری ہے۔ فقط

سوال: (۶۲۲) ایک مسجد کے اوقاف کی آمدنی اس قدر ہے کہ اس کی حوائج ضروریہ بلکہ متفرقہ غیرضروریہ بھی اعلیٰ پیمانے پر پوری ہوجاتی ہیں، اور پھر بھی رقم کثیر فاضل بچتی ہے، متولی مسجد ہذا کی خواہش ہے کہ ایک مذہبی درس گاہ جس میں صرف دینیات کی تعلیم ہو قائم کی جائے، اور وہ فاضل رقم اس مدرسہ کے اخراجات میں صرف کی جائے تو کیا مسجد کا فاضل روپیہ دینی مدرسے میں صرف کرنا درست ہے؟ (۱۴۴۶/۱۳۴۳ھ)

الجواب: جب کہ وہ مدرسہ اس مسجد کے متعلق ہوگا، اور مسجد کے اوقاف کی آمدنی اس قدر کثیر ہے کہ مسجد کے مصارف سے بہت زیادہ ہے، اور ممکن ہے کہ کسی وقت میں وہ خورد برد ہوجائے؛ اس لیے اس مسجد کے متعلق مدرسہ تعلیم قرآن وحدیث وفقہ کا جاری کرنا درست ہے؛ کیونکہ غرض واقف کے یہ خلاف نہیں ہے، اور زائد آمدنی کے ضائع ہونے سے یہ بہتر ہے کہ کارخیر میں صرف ہو'' و قد صرح الفقهاء أن مراعاة غرض الواقفين واجبة (الشامی ۶/۵۲۱ کتاب الوقف) وأنه يفتى بكل ما هو أنفع للوقف (۱) (درمختار، شامی)

سوال: (۶۲۳) اگر کسی مسجد کے اوقاف سے اس قدر آمدنی ہو کہ اس کے مصارف پورے ہوکر اس قدر بچت ہوتی ہے کہ کئی ہزار تک نوبت پہنچ جائے، اور مسجد میں اس کی ضرورت نہ ہو، اور واقف نے سوائے خرچہ امام ومؤذن وغیرہ کے اور کسی کارخیر میں صرف کرنے کے لیے امر ونہی بھی نہ کی ہو تو اب اس سرمایہ میں سے دوسری مسجد کی مرمت میں خرچ کرنا یا مدرسہ اسلامیہ جاری کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۶۸۶/۱۳۴۳ھ)

الجواب: ایسی حالت میں کہ سرمایہ مسجد مذکور کا اس قدر زیادہ ہے کہ اس مسجد کو نہ اس کی اس وقت ضرورت ہے، اور نہ آئندہ مظنون ہے، تو دوسری مسجد کی مرمت وتعمیر میں اس کو صرف کرنا درست ہے۔ اور نیز جاری کرنا مدرسہ دینیہ کا اس سے درست ہے، کیونکہ مراعات غرض واقف لازم ہے اور ظاہر ہے کہ غرض واقف جو کہ ثواب ہے اس صورت میں بطریق احسن حاصل ہے۔ فقط

(۱) الدرالمختار مع الشامی ۶/۴۸۲ کتاب الوقف ـ مطلبٌ سكن المشترى دار الوقف .

Maktaba Tul Ishaat.com

مسجد کی آمدنی سے مسجد کے مدرسے کا قرض ادا کرنا

سوال: (۶۲۴) زید متولی جامع مسجد نے مع شرکت عامۂ مسلمین قصبہ ایک عمارت خریدی، اس میں مدرسہ اسلامیہ جاری کیا، بعدہ عمارت مدرسہ کو جامع مسجد پر وقف کر کے رجسٹری کرادیا، بعدہ زمین دار سے زمین مدرسہ کی بابت کچھ نزاع ہوگیا جس میں کچھ روپیہ بطور قرض کے لے کر زمین دار کو دے کر مصالحت کرلی، سوال یہ ہے کہ جامع مسجد کی دکانوں سے اگر متولی باجازت مسلمین وہ قرض ادا کرے تو جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۲۰۸ھ)

الجواب: جب کہ مدرسہ مذکورہ جامع مسجد کے اوقاف میں سے ہوگیا تو جامع مسجد مذکورہ کی دکانوں کے کرائے کی آمدنی سے قرض مذکور ادا کرنا جائز ہے، لیکن اس میں اختلاف ہے؛ اس لیے احوط یہ ہے کہ علیحدہ چندہ کر کے وہ قرض ادا کیا جائے۔ **قال فی ردالمحتار: مسجدله أوقاف مختلفة لابأس للقيم أن يخلط غلتها كلها وإن خرب حانوت منها فلابأس بعمارته من غلة حانوت آخر لأن الكل للمسجد ولو كان مختلفًا لأن المعنى يجمعهما اهـ ومثله فی البزازية تأمل** (۱) (شامی) فقط

مسجد کا روپیہ مدرسے میں خرچ کرنا

سوال: (۶۲۵) مسجد کے صحن میں بجانب شمال ایک حوض ہے، اور حوض کے پہلو میں بہ جانب شمال بیت الخلاء اور غسل خانہ وغیرہ ہیں، بیت الخلاء اور غسل خانہ وغیرہ کی چھت پر، ایک متولی نے اپنے نام سے دینی مدرسہ قائم کیا، دوسرے متولیوں نے سکوت کیا، منع نہیں کیا، تقریباً پچاس سال سے یہ مدرسہ جاری ہے، اور یوماً فیوماً ترقی کرتا گیا، یہاں تک کہ درجہ عربیہ کے مدرسین مسجد کے بالائی درجہ میں تعلیم دیتے تھے۔ بعد اس کے نصف حوض مسقّف کر کے مدرسہ میں داخل کر دیا گیا، مسجد کی پرانی چٹائی مدرسہ میں خرچ کی جاتی ہے؛ نیز مرمت مدرسہ؛ یعنی شکستہ چھت و دیواریں وغیرہ سفیدی و رنگ بیت الخلاء اور غسل خانہ کے نل اور پانی پینے کے مٹکے یہ سب، اور روشنی کا خرچ یہ سب اخراجات مسجد کے روپیہ سے بہ موجودگی اصلی متولیوں کے جاری تھے اور ہیں، اب وہ مدرسہ بہ سبب عدم کفایت خرچ قریب

(۱) الشامی ۶/۴۳۱ کتاب الوقف ـ مطلبٌ فی وقف المنقول تبعًا للعقار .

Maktaba Tul Ishaat.com

ٹوٹنے کے ہے مسجد غنی ہے، بہت روپیہ اس کا جمع ہے، آمدنی خرچ سے بہت زیادہ ہے، آیا اس مسجد کا روپیہ اس مدرسے پر بلاقرض خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر بلاقرض خرچ نہیں کر سکتے تو بطور قرض حسنہ خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۷۱۷/۱۳۴۰ھ)

الجواب: اس صورت میں روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ زائد آمدنی مسجد کی مدرسہ وغیرہ مصارف خیر میں بطریق قرض صرف کی جاوے، اور بعض روایات سے واضح ہوتا ہے کہ بلاقرض کے بھی صرف کرنا درست ہے۔ **قال الشيخ الإمام (محمد بن الفضل): ما كان من غلة وقف المسجد الجامع يجوز للحاكم أن يصرفه إلى ذلك على وجه القرض إذا لم تكن للمسجد حاجة إليه** الخ (۱) (فتح القدير) اور حموی شرح اشباہ میں ہے: **قال بعضهم: الذى فيها لا يصرف القاضى الفاضل من وقف المسجد ..... وقيل ويعارضه مافى فتاوى الإمام قاضيخان فى أن الناظر له صرف فائض الوقف إلى جهات برٍ بحسب ما يراه** (۲) اس عبارت حموی سے واضح ہے کہ زائد آمدنی مسجد کو جہات بر میں بلاقرض کے بھی صرف کرنا درست ہے۔ فقط۔

مسجد کے روپے سے مسجد سے متعلق مدرسے کی مرمت کرنا

سوال: (۶۲۶) جامع مسجد کی دیوار جنوبی توڑ کر تھوڑی سی اراضی اور ملا دی گئی، اور اس کا نام مدرسہ رکھا گیا؛ مسجد کا کل سامان اسی مدرسے میں رکھا جاتا ہے اور عورتیں اسی میں نماز جمعہ ادا کرتی ہیں، مسجد کے روپے سے اس مدرسے کی مرمت جائز ہے یا نہیں؟ (۲۰۴/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: جو مدرسہ کہ متعلق مسجد ہے، اور مصالح مسجد کے لیے ہے اس کے تمام اخراجات بھی وقف مسجد سے متعلق ہیں؛ لہٰذا مسجد کے سرمایہ سے اس کی مرمت کی جاسکتی ہے، اور یہی حکم کنویں اور استنجاء خانہ کا بھی ہے۔ فقط

---

(۱) فتح القدير شرح الهداية ۵/۴۵۰ كتاب الوقف ـــ الفصل الأول فى المتولى مطبوعة رشيدية باكستان .

(۲) شرح الحموى على الأشباه والنظائر ص: ۱۴۸ القاعدة الخامسة من الفن الأول: تصرف الإمام على الرعية منوطٌ بالمصلحة .

Maktaba Tul Ishaat.com

مسجد کا روپیہ امام کو بطور قرض دینا

سوال: (۶۲۷) ایک مسجد کی آمدنی متولیان مسجد ''زید وبکر'' نے بلاسود بینک میں جمع کی ہے، زید کو مبلغ پانچ سو روپے کی ضرورت ہے، اور بیس روپے ماہوار ادا کرتا رہے گا، اگر درمیان میں مسجد کو کسی قسم کی ضرورت پڑے گی تو ـــــ ان شاء اللہ تعالیٰ ـــــ فوراً انتظام کر کے بقیہ رقم ادا کردے گا، اور زید اپنی جائداد لکھ کر رجسٹری کرادے گا تاکہ مسجد کا روپیہ تلف نہ ہو یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۲۲۴۱ھ)

الجواب: کتب فقہ میں مال وقف کو قرض دینا جائز نہیں لکھا، لیکن اگر متولیان اپنی ذمہ داری پر قرض دیدیں، اور خود ذمہ دار ادائے قرض کے ہوں، اور جائداد رجسٹری کرادیں جس سے خوف ضائع ہونے روپیۂ مسجد کا نہ رہے، اور پھر ادا بھی کردیں تو امید ہے کہ یہ جائز ہو، اور متولیان عاصی نہ ہوں، جیسا کہ شامی میں ہے: **للمتولی إقراض مال المسجد بأمر القاضی الخ**(۱) پس اس زمانے میں چونکہ قاضی نہیں ہے، اس لیے جائداد کے ذریعہ سے اطمینان کرلیا جائے۔ فقط

سوال: (۶۲۸) ایک مسجد کا روپیہ جمع ہے، اس میں سے امام مسجد کو روپے کی ضرورت ہے، اگر وہ اپنا مکان مسجد میں رکھ دے اور روپیہ لے لے، اور امام کی تنخواہ میں سے ماہوار مجرا ہوتا رہے، کچھ عرصے میں مسجد کا روپیہ بھی ادا ہوجائے گا، اور امام کا مکان بھی بچ جائے گا، وہ مکان ایک ہندو کے پاس رہن ہے، یہاں پر سب لوگ یہ چاہتے ہیں کہ مسجد میں سے روپیہ دے کر مسجد اپنے نام مکان کو رہن رکھ لے یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۳/۶۴۲ھ)

الجواب: ایسی صورت میں اگر متولیان مسجد امام مذکور کو مسجد کے روپیہ جمع شدہ میں سے قرض دیدیں ایسے طریقے سے کہ مسجد کا روپیہ ضائع ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو اس میں جواز کی گنجائش ہے، اس وقت قرض دیدیا جائے، اور امام کی تنخواہ میں سے ماہ بہ ماہ وضع کرتے رہیں، اور اطمینان کے لیے اس کا مکان رہن کرلیں۔ فقط

---

(۱) الشامی ۸/۱۰۰ کتاب القضاء . مطلبٌ للقاضی إقراض مال الیتیم ونحوه .

Maktaba Tul Ishaat.com

مسجد کا روپیہ کسی باعزت مسلمان کو قرض حسنہ کے طور پر دینا

سوال: (۶۲۹) اوقاف مساجد کا روپیہ خزانہ سرکار میں محفوظ ہے، اور اس پر چند متولیان مقرر ہیں؛ کیا اس روپے کو کوئی مسلمان معزز بعد کفالت واطمینان وضمانت کے بطور قرض حسنہ باجازت متولیان لے سکتا ہے یا نہ؟ (۱۵۹۲/۱۳۴۳ھ)

الجواب: آمدنی اوقاف کے روپے کو قرض دینا متولیان کو درست نہیں ہے، کتب فقہ میں ایسا ہی لکھا ہے، اور اگر کسی متولی نے قرض دیدیا تو وہ ذمہ دار اس کی واپسی کا ہے، اگر واپس نہ آیا تو متولی کو اپنے پاس سے دینا پڑے گا۔ فقط

مسجد کی رقم سے عام لوگوں کے فائدے کے لیے رسّی، ڈول وغیرہ خریدنا

سوال: (۶۳۰) مسجد کے کنویں کے لیے رسی اور ڈول، مسجد کے خرچ سے برائے نفع رسانی عام مخلوق خریدنا جائز ہے یا نہیں؟ یعنی مسجد کا روپیہ صرف ضروریات مسجد ہی میں خرچ ہوسکتا ہے یا عام لوگ بھی اس سے نفع اٹھا سکتے ہیں؟ (۲۴۶۶/۱۳۴۰ھ)

الجواب: مسجد کا روپیہ خاص مسجد کی ضروریات میں صرف ہونا چاہیے؛ البتہ اہل محلّہ واہل مسجد اگر اپنے پاس سے ڈول ورسی یا اس کی قیمت مسجد میں دیں اس غرض سے کہ مسجد میں بھی کام آوے، اور عام مخلوق بھی اس سے نفع اٹھاویں تو یہ درست ہے۔ فقط

مسجد میں نل نصب کرنے کی غرض سے دی گئی رقم سے مسجد میں دکان بنانا

سوال: (۶۳۱) ایک شخص ایک معتد بہ رقم مسجد میں نل نصب کرانے کی غرض سے دیتا ہے، اور یہ وعدہ کرتا ہے کہ یہ رقم صرف اس کام میں صرف کی جائے، اگر مزید ضرورت ہوگی تو میں بہ ذات خود اس کام میں جس قدر صرف ہوگا اور دوں گا، لیکن دوسرا شخص اس رقم سے پتھر خرید کر، مسجد کو توڑ کر ایک دوہری

Maktaba Tul Ishaat.com

دکان بنانے میں وہ رقم صرف کرڈالتا ہے، آیا اس قسم کا تصرف وکیل کو جائز ہے یا نہیں؟ (۲۲۲۵/۱۳۳۷ھ)

الجواب: اس رقم کو دکان بنانے میں صرف کرنا درست نہیں ہے(۱) اور مسجد کو توڑ کر اس میں دکان بنانا بھی جائز نہیں ہے کذا فی الدرالمختار والشامی (۲) فقط

مسجد کی رقم خورد برد کرنا

سوال: (۶۳۲) ایک شخص نے مسجد کا روپیہ کھالیا؛ اس کے لیے کیا حکم ہے، اور وہ شخص جامع مسجد کا ممبر ہوسکتا ہے یا نہیں؟ (۱۸۹۸/۱۳۳۸ھ)

الجواب: شخص مذکور نے جو روپیہ مسجد کا خورد وبرد کیا وہ اس کے ذمے ہے، اس کا ادا کرنا اس کے ذمے لازم ہے، اور وہ شخص متولی اور ممبر بنانے کے لائق نہیں ہے۔ فقط

مسجد کی آمدنی میں زکوٰۃ واجب نہیں

سوال: (۶۳۳) مسجد کے روپیوں پر زکوٰۃ ہے یا نہ؟ (۲۰۰/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: مسجد کے روپیوں میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے؛ کیوں کہ وجوب زکوٰۃ کے لیے ملکیت شرط ہے، اور یہ ظاہر ہے کہ اس روپے کا کوئی مالک نہیں۔

مسجد کی رقم خائن سے وصول کرکے امانت دار شخص کے پاس رکھنا

سوال: (۶۳۴) ایک شخص کو چند مسلمانان نے امانت دار جان کر ایک مسجد کا مہتمم بنالیا تھا، جب اس سے آمد وخرچ کا حساب مانگا تو اس نے حساب سنانے سے انکار کیا، اور مسجد کا روپیہ دینے سے بھی انکار کیا، اگر وہ طلب کرنے سے مسجد کا روپیہ نہ دے تو نالش کرکے وصول کرنا، اور کسی امانت دار کے سپرد

---

(۱) شرط الواقف كنص الشارع الدرمع الرد ۶/۵۰۸ كتاب الوقف ، مطلب فی قولهم شرط الواقفين كنص الشارع .

(۲) وبه علم أن الفتوى على قول محمدؒ فی آلات المسجد وعلى قول أبی يوسف فی تأبيد المسجد (الدرمع الرد ۶/۴۲۹ كتاب الوقف ، مطلب فيما لو خرب المسجد أو غيره)

Maktaba Tul Ishaat.com

کرنا جائز ہے یا نہیں؟(۱۳۳۸/۱۹۷۳ھ)

الجواب: بے شک جس طرح ہو سکے وہ روپیہ مسجد کا اس سے وصول کر کے کسی دوسرے امانت دار شخص کے پاس رکھا جاوے۔فقط

امانت دار ہندو کے پاس مسجد کا خزانہ رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال:(۶۳۵) ہندو امانت دار کے پاس جامع مسجد کا خزانہ رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۱۳۴۷-۴۶/۸۴۶ھ)

الجواب: ہندو پر اگر اطمینان ہے تو اس کے پاس رکھنا بھی مسجد کے روپے کا درست ہے، اور اگر بوجہ تعصب جو کہ اس زمانے میں ہندوؤں کو مسلمانوں کے مذہب اور مذہبی امور سے ہے اس سے لے کر کسی مسلمان امانت دار کے پاس رکھا جائے تو یہ انسب ہے، بہر حال یہ امر بھی معرفت حکام کے ہونا چاہیے تا کہ مسجد کا روپیہ ضائع نہ ہو۔فقط

ایک شخص نے مسجد کی تعمیر کے لیے جو روپیہ رکھ چھوڑا ہے اس کو مدرسہ کی تعمیر میں صرف کرنا

سوال:(۶۳۶).....(الف) ایک شخص نے کچھ روپیہ تعمیر مسجد کے لیے رکھ چھوڑا ہے، مگر اس بستی میں بہ قدر ضرورت مساجد موجود ہیں اور بستی ہذا میں مدرسہ انگریزی عرصہ سے ہے اس نے لوگوں کے عقائد خراب کر دیے ہیں دو تین برس سے مدرسہ عربیہ قائم ہوا ہے مگر اب تک کوئی عمارت مدرسہ عربیہ کے لیے بناء نہیں ہوئی؛ اس صورت میں اگر اس روپے کو جس کو مسجد کی تعمیر میں صرف کرنے کا خیال ہے اگر مدرسے کی تعمیر میں صرف کر دیں تو کچھ حرج تو نہیں ہے؟ اور اس میں زیادہ ثواب ہوگا یا تعمیر مسجد میں؟

(ب) اگر تعمیر مسجد کی منت ہو تو پھر حکم بدلے گا یا نہیں؟(۱۳۴۰/۱۰۱۷ھ)

الجواب: (الف) اس میں کچھ حرج معلوم نہیں ہوتا، اور ثواب کی زیادتی اخلاص اور حاجت کی

Maktaba Tul Ishaat.com

زیادتی پر ہے۔ إنما الأعمال بالنيات ولكل امرئ ما نوى الحديث (۱)

(ب) پھر بھی کچھ حکم نہ بدلے گا یہ ان امور میں سے نہیں ہے جس کی نذر لازم اور واجب الادا ہو(۲)

(۱) عن عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ تعالٰی عنه يقول : سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم يقول: إنما الأعمال بالنيات، وإنما لامرئ ما نوى ؛ فمن كانت هجرته الى دنيا يُصِيبُهَا أو إلى امرء ة ينكحها؛ فهجرته إلى ماهاجر إليه(صحيح البخارى ۲/۱ باب كيف كان بدء الوحى)

(۲) قال فى الشامى : وفى البدائع : ومن شروطهٖ أن يكون قربة مقصودة فلا يصح النذر بعيادة المريض، وتشييع الجنازة ، والوضوء والاغتسال وغيرذلك، ودخول المسجد ومس المصحف والأذان وبناء الرباطات والمساجد وغير ذلك، وإن كانت قربًا إلا أنها غيرمقصودةٍ اهـ (ردالمحتار ۴۱۲/۵ كتاب الأيمان ــ مطلب فى أحكام النذر)

Maktaba Tul Ishaat.com

مسجد کی اشیاء اور بوسیدہ چیزوں کا بیان

امام کا مسجد کے قرآن اٹھا کر رکھ دینا — اور زائد قرآن مدارس میں دینا یا فروخت کر کے ان کی قیمت مسجد میں لگانا

سوال: (۶۳۷) اس ملک میں یہ رواج ہے کہ جب کوئی حادثہ مثلاً مرض وغیرہ ہو، تو بالعموم علاوہ اور صدقات کے قرآن شریف ہدیۃً خرید کر — مساجد میں وقف کر دیا کرتے ہیں، اور پیش امام ان کو رکھ دیتے ہیں، اور کسی کو پڑھنے نہیں دیتے، اب کثیر التعداد نسخے ہو گئے ہیں؛ اب ان کی ضرورت — بفضلہٖ تعالیٰ — یہاں کے مدارس میں بھی نہیں ہے؛ ان نسخوں کو رکھ دیا جاوے، یا مدارس بعیدہ میں وقفاً بھیج دیا جاوے، یا فروخت کر کے ان کی قیمت اسی مسجد کے مصارف میں لگائی جاوے؟

(۶۷۲/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جو قرآن شریف کسی مسجد میں وقف کیے جاویں، ان کو نقل کرنا غیر جگہ درست نہیں ہے، اور پیش امام کو یہ اختیار نہیں ہے کہ مسجد کے نمازی کو پڑھنے کے لیے نہ دے؛ کیوں کہ اس صورت میں واقف کی غرض معدوم ہو جاوے گی وہ یہ کہ ''غیر پڑھے اور واقف کو ثواب ملے'' اگر پیش امام نے کسی کو پڑھنے نہ دیا تو گنہ گار ہوگا؛ ہاں اس کی حفاظت ضرور کرے، یہ نہیں کہ دُولاب (الماری) میں بند کر کے قفل لگا دے اور ان قرآنوں کی بیع بھی جائز نہیں ہے؛ کیونکہ قابل نفع ہیں **کما فی الشامی (۳/۳۷۶) لو وقف المصحف علی المسجد أی بلا تعیین أهله ..... یختص بأهله المتردد ین إلیه (۱) وفیه: یستوی فی الانتفاع به الغنی والفقیر (۲) وفی: ص:۳۸۲ نقلاً عن فتح القدیر: واعلم**

(۱) الشامی ۶/۴۳۷ کتاب الوقف ـ مطلبٌ فی نقل کتب الوقف من محلها .

(۲) الشامی ۶/۴۳۷ کتاب الوقف ـ مطلبٌ فی حکم الوقف علی طلبة العلم .

Maktaba Tul Ishaat.com

أن عدم جواز بيعه إلا إذا تعذر الانتفاع به إنما هو فيما إذا ورد عليه وقف الواقف (۱) ان عبارات سے واضح ہوگیا کہ کلام مجید کا نقل کرنا، یا بیع کرنا جائز نہیں ہے۔ فقط

مسجد کے نام وقف کی ہوئی کتابیں مدرسے کو دینا

سوال: (۶۳۸) ایک شخص نے ایک قصبے کی ایک خاص مسجد میں اپنا کتب خانہ وقف کیا، دوسروں کو بھی ترغیب دی، انہوں نے بھی کارِ ثواب سمجھ کر کتابیں داخل کیں، لیکن وہاں کے باشندے اتنے ذی علم اور کتب بیں نہیں ہیں کہ ان علمی کتابوں کو دیکھیں یا ان کی قدر کریں، اب کتب خانہ کی یہ حالت ہے کہ چوہوں کا تختۂ مشق اور دیمکوں کی غذا ہو رہا ہے، اور بے فیض ایک شخص کے مکان میں مقفل الماریوں میں بند پڑا ہے؛ کیونکہ مسجد میں جگہ نہ تھی؛ ایسی صورت میں آیا یہ جائز ہے کہ کسی مدرسہ عربی میں وہاں کے صدر مدرس کے ذمہ داری پر ہر سال درسی کتابیں دیدیا کریں، اور قبل رمضان واپس لے لیا کریں تاکہ محرک کا اصل مقصود فوت بھی نہ ہو، اور وقف کا مقصد بھی حاصل رہے؟ (۹۶/۱۳۴۱ھ)

الجواب: کتب فقہ میں یہ تصریح ہے کہ مراعات غرض واقف ضروری ہے، اس لیے جب اس مسجد میں وہ کتابیں کام میں نہیں آسکتیں؛ تو کسی مدرسے میں ان کو بہ غرض تعلیم وتعلم اور مطالعہ دے دینا، اور پھر بعد فراغ واپس لے لینا، اور اسی طرح کرتے رہنا درست ہے، درمختار کتاب الوقف میں ہے:

وإن وقف على المسجد جاز ويقرء فيه ولا يكون محصورًا على هذا المسجد الخ (۲) وفيه روايات أُخر. وفي الشامي: على أنهم صرحوا بأن مراعاة غرض الواقفين واجبة الخ (۳) (شامی ۳/۴۲۳) فقط

مسجد اور اس کے سامان سے متعلق چند احکام

سوال: (۶۳۹).....(الف) جس مسجد کی آبادی کی کوئی صورت نہیں، اس کا سامان دوسری مسجد میں لگانا جائز ہے یا نہ؟

---

(۱) الشامي ۶/۴۴۹ كتاب الوقف ـ مطلبٌ في الوقف إذا خرب ولم يمكن عمارته .

(۲) الدر مع الشامي ۶/۴۳۶ كتاب الوقف – مطلبٌ متى ذكر للوقف مصرفًا إلخ .

(۳) الشامي ۶/۵۲۱ كتاب الوقف – مطلبٌ : مراعاة غرض الواقفين واجبة .

Maktaba Tul Ishaat.com

(ب) مسجد کی چھت خراب شدہ کی کڑی فروخت کرکے، اس کی قیمت مسجد میں لگانا جائز ہے یا نہ؟
(ج) مسجد کے ٹپکنے کی وجہ سے اس کی کڑی وشہتیریں (جو بالکل درست ہیں) فروخت کرکے داٹ لگانا جائز ہے یا نہ؟ (۳۴۲/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: (الف) منہدم شدہ مسجد جس کی آبادی کی کوئی صورت نہیں، اس کی حفاظت کی جاوے، اور سامان کا دوسری مسجد میں لگانا درست اور جائز ہے۔

(ب) ایسا کرنا درست ہے (ج) جائز ہے۔

آباد مسجد کا سامان دوسری مسجد میں لے جانا درست نہیں

سوال: (۶۴۰) ایک مسجد جو آباد ہو اس کا سامان آرائش دوسری مسجد میں استعمال کرسکتے ہیں یا نہیں؟ (۲۷۲۷/۱۳۳۷ھ)

الجواب: ایک مسجد آباد کا سامان دوسری مسجد میں لے جانا، اور استعمال کرنا درست نہیں ہے، مگر بہ ضرورت ومجبوری کے مضائقہ نہیں ہے۔

سوال: (۶۴۱) ایک مسجد کا نقض (ملبہ) دوسری مسجد پر قیمۃً یا بلا قیمت لگانا جائز ہے یا نہیں؟ درانحالیکہ پہلی مسجد کا محلّہ آباد ہے، اگر کسی نے ایک مسجد کا نقض دوسری مسجد پر لگادیا ہو تو کیا کرنا چاہیے؟ (۲۶۱۶/۱۳۴۱ھ)

الجواب: قال فی رد المحتار: لکن علمت أن المفتی به قول أبی یوسفؒ أنه لایجوز نقله و نقل ماله إلی مسجد آخر کما مرعن الحاوی نعم هٰذا التفریع إنما یظهر علی ما ذکره الشارح من الروایة الثانیة عن أبی یوسفؒ وقدمنا أنه جزم بها فی الإسعاف و فی الخانیة رباط بعید استغنی عنه المارة و بجنبه رباط آخر قال السید الإمام أبو شجاع: تصرف غلته إلی الرباط الثانی کالمسجد إذا خرب و استغنی عنه أهل القریة فرفع ذٰلك إلی القاضی فباع الخشب و صرف الثمن إلی مسجد آخر جاز الخ (۱) وأیضًا فیه (قبل سطورٍ) جزم به فی الإسعاف: ولو خرب المسجد و ماحوله وتفرق الناس عنه لایعود إلی ملك الواقف عند أبی یوسفؒ فیباع نِقضه بإذن القاضی و یصرف ثمنه إلی بعض المساجد الخ (۱) (شامی) پس معلوم

(۱) الشامی ۶/۴۲۹، ۴۳۰ کتاب الوقف – مطلبٌ فیما لو خرب المسجد أو غیره .

Maktaba Tul Ishaat.com

ہوا کہ بہ صورتیکہ پہلی مسجد آباد ہے، اور محلّہ والے جو نماز پڑھنے والے ہیں موجود ہیں، تو اس مسجد کا سامان منقوض دوسری مسجد میں لگانا درست نہیں ہے، اور اگر لگادیا گیا تو اس کی قیمت مسجد اول میں لگادینی چاہیے۔

ایک مسجد کی چٹائی وغیرہ اٹھا کر دوسری مسجد میں لے جانا

سوال: (۶۴۲) ایک مسجد کی چٹائی وغیرہ اٹھا کر کوئی شخص دوسری مسجد میں لے گیا، ایک کو برباد کر گیا، غیر کو آباد کیا؛ یہ فعل جائز ہے یا نہ؛ اور اس شخص پر کیا تعزیر ہے؟ ایک شخص کہتا ہے کہ ایک مسجد کا سامان دوسری مسجد میں لے جانا درست ہے؛ یہ صحیح ہے یا نہیں؟ (۲۲۵۳/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اگر کوئی مسجد بالکل ویران اور غیر آباد ہو جاوے؛ تو اس کا سامان، چٹائی وغیرہ دوسری مسجد میں لے جانا درست ہے، اور اگر مسجد اول ویران نہیں ہے؛ تو پھر اس کا سامان چٹائی وغیرہ دوسری مسجد میں لے جانا درست نہیں ہے کذا فی کتب الفقه. پس جو شخص اس کو جائز کہتا ہے، وہ خطا پر ہے، اس کو چاہیے کہ غلطی سے جو چٹائی وغیرہ وہ دوسری مسجد میں لے گیا وہ اس کو واپس اسی مسجد میں لاوے، اور کچھ تعزیر اس پر نہیں ہے۔ فقط

ایک مسجد کی جانمازیں دوسری مسجد میں دینا

سوال: (۶۴۳) ہمیشہ سے ایک مسجد میں جمعہ ہوا کرتا تھا جس کے واسطے ممبئی سے دو جانمازیں اسّی روپے میں لایا، مگر اب دوسری مسجد میں جمعہ ہونے لگا، اس میں سے موقوف ہو گیا، اگر شرعًا جائز ہو تو وہ جانماز اس مسجد میں بھیج دیں؟ (۲۵۸۳/۱۳۳۷ھ)

الجواب: وہ جانمازیں جو ایک مسجد میں داخل کر دی گئیں ان کو دوسری مسجد میں لے جانا درست نہیں ہے، اگرچہ جمعہ وہاں موقوف ہو گیا ہو کیوں کہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر ایک مسجد بالکل ویران اور غیر آباد ہو جائے کہ کوئی نماز پڑھنے والا وہاں نہ رہے تو اس وقت اس مسجد کا اسباب دوسری مسجد میں لے جانا درست ہے، اور جب تک وہ مسجد آباد ہو، اور اس میں پنج گانہ نمازیں ہوتی ہوں تو اس کے سامان کو دوسری

Maktaba Tul Ishaat.com

مسجد میں لے جانا درست نہیں ہے۔ کذا فی الدرالمختار والشامی (۱) فقط

سوال: (۶۴۴) ایک مسجد میں جانمازیں ضرورت سے زائد ہیں، تو وہ دوسری مسجد میں کام آسکتی ہیں، یا کوئی شخص اپنے گھر میں ان پر نماز پڑھ سکتا ہے؟ (۲۵۶۶/۱۳۴۲ھ)

الجواب: جس مسجد کی جانمازیں ہیں اسی مسجد میں ان کو استعمال کرنا چاہیے دوسری مسجد و مکان میں نہ لے جائیں، جب کہ مسجد اول آباد ہے اور اس میں نماز ہوتی ہے۔

مسجد کی صفیں و دیگر سامان عیدگاہ میں لے جانا اور استعمال کرنا

سوال: (۶۴۵) جامع مسجد کی چٹائی، اور صف وفرش و دیگر سامان عیدگاہ میں لے جا کر استعمال کرنا، اور بعد استعمال و رفع ضرورت فوراً جامع مسجد میں پہنچا دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور بر تقدیر عدم جواز جو نماز ان صفوف وغیرہ پر پڑھی گئی؛ وہ نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟ (۳۵۲/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: تصریحات فقہاء وقواعد فقہیہ سے واضح ہوتا ہے کہ جامع مسجد کا سامان، فرش وصف وغیرہ عیدگاہ میں لے جانا اور استعمال کرنا درست نہیں ہے: **قال فی الشامی: سَبَّلَ مصحفًا فی مسجد بعینه للقراءة لیس له بعد ذلك أن یدفعه إلی آخر من غیر أهل تلك المحلة للقراءة الخ (۲) وفی الدرالمختار: ومثله فی الخلاف المذکور حشیش المسجد وحُصُره مع الاستغناء عنهما وکذا الرباط والبئر إذالم ینتفع بهما فیصرف وقف المسجد والرباط والبئر والحوض إلی أقرب مسجد أورباط أوبئر أوحوض إلیه الخ (۳)**

---

(۱) فی الدرالمختار : ولوخرب ما حوله واستغنی عنه یبقی مسجدًا عند الإمام والثانی وبه یفتی وفی الشامی : لکن علمت أن المفتی به قول أبی یوسف رحمه اللّٰه أنه لا یجوز ونقله ونقل ماله إلی مسجد آخر کما مر عن الحاوی . وأیضا فیه : جزم به في الإسعاف : ولوخرب المسجد وماحوله وتفرق الناس عنه ، لایعود إلی ملك الواقف عند أبی یوسف رحمه اللّٰه فیباع نقضه بإذن القاضی ویصرف ثمنه إلی بعض المساجد الخ (الدرالمختارمع الشامی ۶/۴۲۹-۴۳۰ کتاب الوقف – مطلب فیما لو خرب المسجد أو غیره)

(۲) الشامی ۶/۴۳۶،۴۳۷ کتاب الوقف – مطلب:متی ذکر للوقف مصرفًا لابد أن یکون فیهم تنصیص علی الحاجة .

(۳) الدرالمختارمع الشامی۶/۴۲۹ کتاب الوقف – مطلبٌ:فیما لوخرب المسجد أوغیره .

Maktaba Tul Ishaat.com

واضح ہو کہ مفہوم کتب فقہ معتبر ہوتا ہے کما صرح به فی الدرالمختار و الشامی (۱) پس جب کہ فقہاء یہ قید لگاتے ہیں کہ کسی مسجد کا سامان دوسری مسجد میں لے جانا، اور استعمال کرنا اس وقت درست ہے کہ پہلی مسجد ویران ہو جائے، اور اس میں ضرورت نہ رہے تو اس سے معلوم ہوا کہ اگر اس مسجد میں جس کا وہ سامان ہے ضرورت ہے، اور وہ مسجد آباد ہے تو اس کا سامان دوسری مسجد وغیرہ میں لے جانا بہ غرض استعمال درست نہیں ہے، بایں ہمہ اگر عاریۃً عیدگاہ میں سامان جامع مسجد لے گئے، اور ان صفوف پر نماز پڑھی تو نماز ہوگئی، لیکن ایسا کرنا نہ چاہیے۔ فقط

ایک مسجد کا زائد سامان دوسری مسجد میں دے سکتے ہیں یا نہیں؟

سوال: (۶۴۶) ایک قصبہ میں کئی مساجد ہیں، بعض آباد اور بعض ویران ہیں، ایک مسجد آباد میں لوٹے، فرش، تیل اور سنگ وخشت ضرورت سے زائد موجود ہیں، ایک دوسرے محلّہ کی مسجد میں اشیاء مذکورہ کی ضرورت ہے تو اس مسجد میں لگانا ان اشیاء کا جائز ہے یا نہیں؟ اور مفت دے سکتے ہیں یا قیمۃً؟ (۱۳۹۷/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: آباد مسجد کا سامان دوسری مسجد میں لگانا فقہاء نے ناجائز لکھا ہے؛ البتہ جس چیز کی فی الحال اس مسجد میں بالکل ضرورت نہ ہو، اور آئندہ بھی کوئی ضرورت متوقع نہ ہو تو اس کو فروخت کر سکتے ہیں، اور قیمت فروخت شدہ چیز کی اسی مسجد آباد میں صرف کرنا چاہیے۔

سوال: (۶۴۷) ایک مسجد میں سامان فرش وغیرہ کثیر ہے، اور دوسری مسجد میں سامان نہیں ہے تو مسجد اول سے کچھ سامان لے کر مسجد مذکور میں رکھ دیا جائے تو درست ہے یا نہیں؟ (۲۸۸۰/۱۳۴۳ھ)

الجواب: یہ تو کتب فقہ میں لکھا ہے کہ اگر ایک مسجد خراب وغیر آباد ہو جائے، اور لوگ اس کو ترک کر دیں تو پھر اس کا سامان دوسری مسجد میں منتقل کیا جا سکتا ہے، ویسے جائز نہیں؛ کیونکہ ظاہر ہے کہ ایک وقف کا سامان دوسرے وقف میں نہیں لگایا جا سکتا، وقف میں اس طرح کے تمام تصرفات منع ہیں؛

(۱) فی الدرالمختار : لأن مفاهيم الكتب حجة ؛ وفی الشامي : وفی شرح التحرير عن شمس الأئمة الكردري أن تخصيص الشئ بالذكر لايدل على نفی الحكم عما عداه فی خطابات الشارع ، فأما ما فی متفاهم الناس وعرفهم وفی المعاملات والعقليات فيدل اهـ (الدروالرد ۱/۲۰۵-۲۰۶ كتاب الطهارة ، مطلبٌ فی دلالة المفهوم)

Maktaba Tul Ishaat.com

لہٰذا صورت مسئولہ میں مسجد اول جب کہ وہ بہ دستور آباد ہے دوسری مسجد میں رکھنا جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ایک مسجد کا سامان دوسری مسجد میں دینا کب درست ہے؟

سوال: (۶۴۸) ایک مسجد میں اذان و جماعت کچھ نہیں ہوتی، کچھ عرصہ ہوا کہ آندھی کی وجہ سے وہ مسجد شہید ہوگئی تھی، اب اس مسجد کے متولی چاہتے ہیں کہ اس مسجد کا چھپر اور ستون اور جتنی چیزیں ہیں دوسری مسجد میں ـــــ کہ وہاں اذان و جماعت برابر ہوتی ہے ـــــ دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور دوسری مسجد کا متولی ان اشیاء کو فروخت کر کے اپنی مسجد میں لگا سکتا ہے یا بعینہٖ ان ہی اشیاء کو لگائے۔ (۲۸/۱۳۳۸ھ)

الجواب: فقہاء حنفیہؒ نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ مسجد بالکل غیر آباد ہو، اور اس کی آبادی کی کوئی صورت نہ ہو تو اس کا سامان دوسری مسجد آباد میں لگانا درست ہے، خواہ بعینہٖ وہ سامان لگایا جاوے یا اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت دوسری مسجد میں لگائی جائے، لیکن مسجد اول جو غیر آباد ہوگئی ہے، اس کی زمین بھی مسجد ہوگئی ہے، اور وہ ہمیشہ کو ابدالآباد تک مسجد ہی رہے گی، اس لیے اس زمین کو ایسا محفوظ کر دیا جائے کہ جانور وغیرہ اس میں نہ گھسیں، اور سوء ادبی نہ ہو، درمختار میں ہے: **ولو خرب ماحوله واستغنى عنه يبقى مسجدًا عند الإمام والثاني أبدًا إلى قيام الساعة وبه يفتى ـــ ألى أن قال ـــ فيصرف وقف المسجد والرباط والبئر والحوض إلى أقرب مسجد أو رباط أو بئر أو حوض إليه الخ (۱)**

وفي الشامي: ولو خرب المسجد وماحوله وتفرق الناس عنه لايعود إلى ملك الواقف عند أبي يوسف فيباع نِقضه بإذن القاضي ويصرف ثمنه إلى بعض المساجد الخ (۱)

مسجد کے ردّی سامان کا حکم

سوال: (۶۴۹) مسجد کا ردّی سامان کیا کیا جاوے؟ (۳۲/۱۸-۱۳۳۳ھ)

الجواب: مسجد کا ردّی سامان فروخت کر کے اسی مسجد کے خرچ میں لایا جاوے۔ فقط

سوال: (۶۵۰) کسی محلّہ میں زمانہ دراز سے ایک ٹین کی بنی ہوئی مسجد تھی، جس کو اہل محلّہ نے پختہ

(۱) الدر والشامي ۶/۴۲۹ كتاب الوقف – مطلبٌ فيما لو خرب المسجد أو غيره .

Maktaba Tul Ishaat.com

بنالیا ہے؛ اب سابق سامان مسجد کا مثلاً ٹین وستون وغیرہ جو کسی صورت سے پختہ عمارت میں صرف کرنا ممکن نہیں ہے فروخت کرکے اس کی قیمت جدید عمارت میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۰۹۳/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اس سامان سابق کو فروخت کرکے اس مسجد کی جدید عمارت میں صرف کرنا درست ہے **کذا فی الشامی وغیرہ**(۱) فقط

مسجد کے پرانے سامان کا حکم

سوال: (۶۵۱) مسجد کے پرانے اسباب کو کیا کرنا چاہیے، اس کو استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۴۶۵/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اس کو فروخت کرکے اس کی قیمت مسجد میں لگادی جائے اور مشتری کے لیے استعمال کرنا اس کا درست ہے۔

سوال: (۶۵۲) منتظم مسجد، مسجد کے بوسیدہ فرش یا بوسیدہ لکڑی وغیرہ کو فروخت کرکے نیا فرش وغیرہ خرید سکتا ہے یا نہیں؟ اور پرانے سامان کو اپنے استعمال میں لاسکتا ہے یا نہیں؟ اور دوسرے محتاج نمازیوں کو تبرعًا دے سکتا ہے یا نہیں؟ (۴۲۱/۱۳۴۱ھ)

الجواب: اس پرانے سامان کو فروخت کرکے اس کی قیمت کو اس مسجد میں صرف کرنا چاہیے؛ تبرعًا کسی کو دینا یا بلا قیمت اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں ہے۔

مسجد کی پرانی اشیاء کو مدرسہ میں لگانا درست نہیں

سوال: (۶۵۳) اشیاء مسجد جو پرانی اور بوسیدہ ہوجاویں مدارس دینیہ میں لگانا جائز ہے یا کیا کرنا چاہیے؟ (۱۹۱۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: مدرسے میں لگانا درست نہیں ان کی قیمت اسی مسجد میں لگانا چاہیے۔

ایک مسجد کی شہتیر دوسری مسجد میں لگانا

سوال: (۶۵۴) ایک شہتیر ایک مسجد کے نامزد کیا گیا تھا، مگر تعمیر مسجد میں دیر ہے، اب ایک دوسری

(۱) حوالۂ سابقہ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مسجد تیار ہوئی ہے، اس مسجد پر شہتیر کو بطور تبادلہ لگانا چاہتے ہیں جائز ہے یا نہیں؟ (۲۸۷۸/۱۳۴۲ھ)

الجواب: یہ تبادلہ موافق روایاتِ فقہیہ کے درست نہیں ہے، شامی میں ہے: **ولا یجوز نقله و نقل ماله إلی مسجد آخر..... وهو الفتویٰ حاوی القد سی وأکثر المشائخ علیه مجتبیٰ وهو الأوجه (شامی) وفیه بعد أسطر: بخلاف أنقاضه لما قدمنا عنه قریبًا من أن الفتویٰ علی أن المسجد لایعود میراثًا ولا یجوز نقله ونقل ماله إلی مسجد آخر الخ (۱) (شامی)**

اور ظاہر ہے کہ شہتیر مذکور ایک مسجد کے نامزد کر دینے سے وہ شہتیر اسی مسجد پر وقف ہو گیا، اور اس مسجد کا مال ہو گیا اور مسجد مذکور ویران بھی نہیں ہوئی تا کہ اس میں کچھ خلاف کی گنجائش ہو۔ فقط

مسجد کی کڑیوں وغیرہ کو فروخت کر کے نئی خریدنا

سوال: (۶۵۵) ایک مسجد قبل میں تنگ تھی، بعض اوقات بوجہ کثرت آدمیوں کے نمازیوں کو سخت تکلیف ہوتی تھی، اس لیے مسلمانوں کی کچھ زمین اسی مسجد کے متصل خرید کر مسجد کے وسیع ہونے کے لیے وقف کی، اب دوبارہ مسجد وسیع کی گئی، اب سابق مسجد کے اسباب مثلاً شہتیر، کڑیاں وغیرہ بوجہ وسیع ہونے کے اس میں نہیں آسکتے، اور رکھے رہنے سے ضائع ہو جاویں گے، ایسی صورت میں اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت سے دیگر شہتیر، وکڑیاں وغیرہ خرید کر اس مسجد میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۴۸۳/۱۳۳۸ھ)

الجواب: بہ حالت مذکورہ مسجد مذکور کے سابق اسباب وسامان مثل شہتیر وکڑیاں وغیرہ کو جو کہ اب بعد وسیع ہونے مسجد کے اس کے کام میں نہیں آسکتے، فروخت کر کے اس قیمت سے دوسرے شہتیر وکڑیاں وغیرہ خرید کر مسجد میں لگانا درست ہے، کیونکہ ایسا نہ کرنے کی صورت میں اس سامان سابق کے ضائع وخراب ہونے کا اندیشہ ہے، اور ضائع کرنا اس کا درست نہیں ہے۔ فقط

مسجد کی بوسیدہ کڑیاں فروخت کر کے ان کی رقم مسجد میں لگانا درست ہے

سوال: (۶۵۶) ایک مسجد کا شہتیر اور کڑیاں بوسیدہ ہونے کی وجہ سے کارآمد مسجد نہیں رہیں تو

(۱) الشامی ۶/۴۲۹ کتاب الوقف – مطلبٌ فیما لو خرب المسجد أو غیره .

Maktaba Tul Ishaat.com

اس شہتیر اور کڑیوں کو مسجد کی دکان اور حجرہ میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ شرح وقایہ میں لکھا ہے: **ونقضه يصرف إلى عمارته أو يدخر لوقت الحاجة إليها. وإن تعذر صرفه إليها بِيْعَ وَصُرِفَ ثمنه إليها** (۱) یہ مسئلہ صحیح اور مفتی بہ ہے یا کیا حکم ہے؟ (۱۰۹۶/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: شرح وقایہ میں جیسا کہ اس مسئلہ کی نسبت لکھا ہے وہی صحیح اور مفتی بہ ہے؛ درمختار اور شامی وغیرہما میں بھی ایسا ہی ہے؛ پس حالت موجودہ میں اس شہتیر اور کڑی وغیرہ کو فروخت کرکے، ان کی قیمت کو مسجد کے مصارف ضروریہ کے لیے رکھا جاوے، دکان اور حجرہ میں صرف کرنا درست نہیں ہے؛ مسلمانوں کو اس کے خریدنے میں کچھ حرج نہیں ہے؛ کیونکہ اس میں نفع مسجد کا ہے، اگر فروخت نہ کیا جاوے گا، اور کوئی ان کو نہ خریدے گا تو مسجد کا نقصان ہوگا؛ یہ اچھا نہیں ہے۔

مسجد کی پرانی کڑیاں اور شہتیر وغیرہ خرید کر اپنے گھر میں لگانا درست ہے

سوال: (۶۵۷) اگر مسجد کی پرانی کڑیاں یا شہتیر فروخت کرکے (اس کی قیمت) اسی مسجد کی نئی تعمیر میں لگائیں تو درست ہے یا نہیں، اور کڑیاں اور شہتیر مشتری اپنے مکان میں لگا سکتا ہے یا نہیں؟ (۴۷۷/۱۳۳۷ھ)

الجواب: پرانی کڑیاں وغیرہ فروخت کرکے اس قیمت کو نئی تعمیر میں لگانا درست ہے، اور خریدنے والوں کو اپنے مکان میں ان کڑیوں اور شہتیر کا لگانا درست ہے۔

سوال: (۶۵۸) **وما فضل من تعمير المسجد من الخشب وغيره فبيعه أو استعماله في الدور جائز أم لا ؟** (۱۴۹۳/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: بيعه لمصارف ذلك المسجد جائز و استعماله للمشترى في داره جائز.

ترجمہ: **سوال:** (۶۵۸) مسجد کی تعمیر سے بچا ہوا سامان لکڑی وغیرہ کو بیچ کر مکانات میں اس کا استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۱) شرح الوقاية مع حاشية عمدة الرعاية ۴۱۲/۲ كتاب الوقف ـ ما يتعلق بتعمير المسجد .

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: ایسے سامان کو اسی مسجد کے مصارف کے لیے فروخت کرنا جائز ہے، اور خریدنے والے کے لیے اس سامان کو اپنے گھر میں استعمال کرنا بھی درست ہے۔

مسجد کے پرانے پنکھے، یا بوریے دوسری مسجد میں یا مدرسے میں لگانا

سوال: (۶۵۹) مسجد کے پرانے پنکھے یا پرانے بوریے وغیرہ دوسری مسجد میں یا مدرسہ یا مسافروں کے کام میں لگا سکتے ہیں؟ (۶۶۳/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: ان اشیاء کو فروخت کرکے (اس کا بدل) اس مسجد کے کاموں کے لیے رکھا جاوے، دوسری مسجد یا مدرسہ یا مسافروں کے کام میں نہ لایا جاوے، اور جو سامان جلانے کے قابل ہے، اس کو بھی مسجد کا حمام گرم کرنے کے لیے کام میں لایا جاوے۔

ایک مسجد کے لوٹے اور بوریے بہ وقت ضرورت دوسری مسجد میں عاریت کے طور پر دینا

سوال: (۶۶۰) کسی مسجد سے بوریا یا لوٹا عند الضرورت دوسری مسجد میں مستعار لے سکتے ہیں، اور بعدہٗ واپس اسی مسجد میں بھیج دیں؛ مثلاً ایک مسجد میں لوٹا وضو کے واسطے مستعار لے کر بعدہٗ خرید کر اسی تعداد میں یا اس سے زیادہ عدد ادا کر دیں؟ (۹۸۶/۱۳۳۸ھ)

الجواب: حسب تصریح فقہاء ایک مسجد کا سامان لوٹا و بوریا وغیرہ دوسری مسجد میں لے جانا درست نہیں ہے، اور اگر غلطی سے ایسا ہوگیا تو اس کے عوض دوسرا سامان لوٹا وغیرہ اس مسجد میں دینا چاہیے، یا اگر بعینہٖ وہی لوٹا وغیرہ موجود ہے تو وہی واپس دینا چاہیے۔ فقط

ایک مسجد کے ضرورت سے زائد لوٹے اور صفیں دوسری مسجد میں منتقل کرنا

سوال: (۶۶۱) ایک مسجد میں لوٹے، صفیں زائد از ضرورت ہیں، دوسری مسجد میں نہیں ہیں تو کیا

Maktaba Tul Ishaat.com

اول سے دوسری میں انتقال جائز ہے؟(۲۰۳/۱۳۳۸ھ)

الجواب: جب تک کوئی مسجد ویران نہ ہوجائے اس وقت تک اس کے لوٹے، صفیں وغیرہ دوسری مسجد میں منتقل کرنا درست نہیں ہے۔

مسجد کی تعمیر سے بچے ہوئے سامان کا حکم

سوال: (۶۶۲) مسجد کی تعمیر کے لیے سامان خریدا گیا تعمیر کے بعد کچھ سامان بچ گیا؛ اب اس کو کوئی شخص اپنے ذاتی صرف میں لاسکتا ہے یا نہیں؟(۲۰۷۳/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: اگر وہ سامان چندہ یا وقف کے روپے سے نہیں خریدا گیا بلکہ سائل نے اپنے ذاتی روپے سے تعمیر مسجد کے لیے خریدا ہے تو اس صورت میں خریدنے والا اس کو اپنے ذاتی مصرف میں لاسکتا ہے، اور اگر وہ سامان چندہ یا وقف کے روپے سے خریدا ہے، اور اب مسجد میں اس کی ضرورت نہیں ہے تو اس کو فروخت کرکے اس قیمت کو مسجد میں خرچ کردیا جائے، اور خریدنے والا اس سامان کو اپنے مصرف میں لاسکتا ہے۔

سوال: (۶۶۳) ایک مسجد کو بوجہ بوسیدہ ہونے کے از سر نو تعمیر کیا جو سامان بچ گیا اس کو فروخت کرکے اسی مسجد میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور مشتری کے لیے یہ جائز ہے یا نہیں کہ اس سامان اینٹ ولکڑی کو اپنے صرف میں لاوے؟(۱۲۹۲/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس مسجد کا سامان بچا ہوا فروخت کرکے (قیمت) اسی مسجد میں صرف کرنا درست ہے، اور مشتری کے حق میں وہ حلال ہے، اس کو اپنے کام میں لانا جائز ودرست ہے۔

مسجد کو توڑنے کے بعد اس کی چھت اور دیواروں کی مٹی راستے میں ڈالنا

سوال: (۶۶۴) ایک مسجد گرائی گئی اب اس کی چھت اور دیواروں کی مٹی جو تعمیر سے بچ رہی شارع عام میں ڈالنی جائز ہے یا نہ؟(۲۰۷۲/۱۳۳۹ھ)

الجواب: شارع عام وغیرہ میں اس زائد مٹی کو ڈالنا جائز ہے۔ فإن الضرورات تبيح المحظورات(۱) فقط

(۱) قواعد الفقه ، ص : ۸۹ ، القاعدة : ۱۷۰۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مسجد کی ضرورت سے زائد چیزوں کو خریدنا، بیچنا اور نیلام کرنا

سوال:(۶۶۵)..... (الف) مسجد کا پتھر لکڑی وغیرہ فروخت کرکے (قیمت) اسی مسجد میں صرف کریں تو شرعًا درست ہے یا نہیں؟

(ب) خریدار کو اشیاء مسجد کا خریدنا اور اپنے تصرف میں لانا درست ہے یا نہیں؟

(ج) کیا اشیاء مسجد ہر مذہب والا خرید سکتا ہے اور اپنے تصرف میں لاسکتا ہے؟

(د) اور اشیاء مذکورہ کو نیلام بھی کرسکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۹۸۳/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب:(الف) شرعًا ایسا کرنا درست ہے۔

(ب) خریدار کو درست ہے کہ اشیاء مسجد کو جن کا فروخت کرنا شرعًا درست ہے خرید کر اپنے کسی مصرف میں لاوے۔

(ج) ہر ایک مذہب والا خرید سکتا ہے، اور اپنے تصرف میں لاسکتا ہے۔

(د) نیلام کرنا بھی جائز ہے

مسجد کی چیزوں کو استعمال کرنا اور ان میں ناجائز تصرف کرنا

سوال:(۶۶۶) اشیاء مسجد کو اپنے استعمال میں لانا جائز ہے یا نہ؟ اور ایک شخص نے مسجد کا بوریا کسی وجہ سے کاٹ دیا تو اس کا کیا حکم ہے؟ (۵۲۴/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: مسجد کی اشیاء کو اپنے کام میں لانا درست نہیں ہے۔ جیسا کہ کتب فقہ میں ہے: **الوقف لا یُمْلَكُ وَلایُمَلَّكُ** (الشامی ۶/۴۲۱، کتاب الوقف) اور کاٹنا اس بوریا کا جائز نہ تھا جس نے کاٹا وہ ضامن اس کی قیمت کا ہے، اس کو چاہیے کہ اس کی قیمت سے دوسرا بوریا خرید کر مسجد میں داخل کردے۔ فقط

کسی خاص کام کے لیے دیا ہوا روپیہ دوسرے مصرف میں صرف کرنا

سوال:(۶۶۷) اگر مسجد کے شامیانے کے واسطے چندہ کیا گیا تو اس کو مسجد کی چہار دیواری میں صرف کرنا، یا کوئی شخص بوریوں کے لیے روپیہ دے تو اس کو چراغ بتی میں خرچ کرنا، علی ہذا کسی خاص

Maktaba Tul Ishaat.com

کام کے لیے کوئی دیوے، اوراس کو دوسرے مصرف میں جس کی اشد ضرورت ہو خرچ کر دینا جائز ہے یا نہیں؟ (۶۶۵/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: جس چیز کی مسجد میں اشد ضرورت ہے اس میں صرف کرنا درست ہے۔ فقط واللہ اعلم

کیا امام؛ مسجد کی اشیاء اپنے کام میں لاسکتا ہے؟

سوال: (۶۶۸).....(الف) مسجد میں تیل زائد آتا ہے اس کے سڑنے کا بھی احتمال ہے؛ کیا یہ تیل فروخت کرکے اور مسجد کے مصرف میں صرف ہوسکتا ہے؟

(ب) امام مسجد اس مسجد کی اشیاء تیل وغیرہ ولکڑی بوسیدہ اپنے کام میں لاسکتا ہے یا نہیں؟

(۱۹۶۲/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: (الف) اس زائد تیل کو فروخت کرکے مسجد کے دوسرے کاموں میں صرف کرنا درست ہے، اور امام جس کے سپرد انتظام مسجد ہے ایسا کرسکتا ہے۔

(ب) نہیں لاسکتا۔ فقط واللہ اعلم

مسجد کے محافظ کو مسجد کی اشیاء کا ذاتی استعمال درست نہیں

سوال: (۶۶۹) جو شخص مسجد کی حفاظت کرتا ہو اس کو مسجد کی چٹائی بچھانا یا تیل جلانا درست ہے یا نہیں؟ یا کسی مصلی کو تیل لینے کی اجازت دینا درست ہے یا نہ؟ (۴۶۳/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: درست نہیں ہے۔

مسجد کے ڈول اور رسّی سے پانی بھر کر گھر میں لے جانا کیسا ہے؟

سوال: (۶۷۰) اور مسجد کے ڈول ورسی سے پانی بھر کر گھر میں لے جانا درست ہے یا نہیں؟ اگر متولی مسجد لے جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ (۲۱۵۳/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اگر ڈول ورسی مسجد میں دینے والوں کی یہ نیت ہے کہ دوسرے لوگ بھی اس سے پانی بھریں، یا نمازی یا امام ومتولی اپنے گھر بھی پانی لے جائیں تو درست ہے ورنہ نہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مسجد کے زائد تیل کو بیچ کر امام کی تنخواہ دینا جائز ہے

سوال: (۶۷۱) مسجد میں جو تیل مسلمان لوگ یعنی اہل محلّہ روشنی کی غرض سے بھیجتے ہیں، اگر وہ زائد ہو تو اس کو فروخت کر کے مسجد کے امام کی تنخواہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ یا کسی اور کام میں مسجد کے اس کی قیمت صرف کر سکتے ہیں یا نہیں؟ (۲۰۴۳/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: زائد تیل کو فروخت کر کے مسجد کے دوسرے کاموں میں لانا اور خرچ کرنا درست ہے، اور ظاہر یہ ہے کہ اگر ضرورت ہو تو امام کی تنخواہ میں صرف کرنا بھی جائز ہے کہ یہ بھی مسجد کی ضروریات میں سے ہے۔

سوال: (۶۷۲) مسجد کا زائد تیل امام کا حق ہے یا اس کی قیمت مسجد میں خرچ کی جائے؟ (۵۰۸/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اس کو فروخت کر کے اسی مسجد میں اس قیمت کو صرف کیا جائے وہ مسجد کا حق ہے امام کا حق نہیں ہے۔

مسجد کا ٹین دوسری جگہ منتقل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۶۷۳) ایک مسجد کا ٹین وغیرہ تھا، بعض نمازیوں نے وہ ٹین اس مسجد کے توڑنے کے بعد منتقل کر کے، دوسری جگہ لے جا کر کچھ زمین کسی سے وقف کرالی، اور وہ ٹین وہاں لگا دیا، اور وہیں دوسری مسجد بنالی تو پہلی مسجد قدیم کا ٹین دوسری جگہ منتقل کرنا روا ہے یا نہ؟ اور وہ دوسری جگہ شرعًا مسجد ہوئی یا نہ؟ (۲۰۵/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: اس ٹین کو جو مسجد قدیم کا ہے اسی مسجد میں لگانا چاہیے اور دوسری مسجد کی زمین بھی مسجد ہوگئی ہے اگر اس کو چھاپنا ہے تو اس کے لیے دوسرا سامان خریدا جاوے۔

مسجد کی اشیاء فروخت کرنے کا حق کس کو ہے؟

سوال: (۶۷۴).....(الف) مسجد میں ایک شامیانہ ہے اس کے فروخت کرنے کا حق کس کو حاصل ہے؟

Maktaba Tul Ishaat.com

(ب) باہر کے اشخاص نے لوٹاسی (تانبے کالوٹا) مسجد میں دیا تھا اس کی فروختگی کا حق امام مسجد یا اہل محلّہ کو ہے یا کسی دوسری مسجد کے واسطے یہ سامان دیدیا جائے؟ (۴۶/۷۷۳-۱۳۴۷ھ)

الجواب: (الف) اگر مسجد کو اس کی ضرورت ہے تو اس شامیانے کو فروخت نہ کیا جائے، اور اگر ضرورت اس کی باقی نہیں رہی تو اس کو فروخت کرکے اس قیمت کو اسی مسجد کی ضروریات میں صرف کیا جائے۔

(ب) وہ لوٹاسی جو کسی نے مسجد میں دیا اس کو فروخت کرکے وہ قیمت اسی مسجد کی ضروریات مثل لوٹا مٹی کے یا ڈول ورسی و بوریا میں صرف کی جائے؛ امام مسجد یا متولی مسجد اس کو فروخت کرکے مسجد میں لگا سکتا ہے، اور سامان ایک مسجد کا دوسری مسجد میں لگانا اور دینا جائز نہیں ہے، جب تک وہ پہلی مسجد آباد ہو۔ فقط

مسجد کے ملبے کو فروخت کرکے اس کی قیمت اسی مسجد میں لگانا درست ہے

سوال: (۶۷۵) ملبہ مسجد مثل کڑی وتختہ یا پتھر وغیرہ فروخت کرکے اس مسجد کے خرچ میں اگر لگایا جاوے تو جائز ہے یا نہیں؟ اور بیع بہ مصداق الوقف لا یملك درست ہے یا نہیں؟ (۸/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس ملبے کو فروخت کرکے اس مسجد میں لگانا درست اور جائز ہے، اور یہ بیع صحیح ہے اَلْوَقْفُ لا یُمْلَكُ وَلا یُمَلَّكُ (الدر مع الرد ۶/۴۲۱ کتاب الوقف) سے خارج ہے۔ فقط

مسجد کے برآمدے اور حجرے کے ملبے کو فروخت کرکے مسجد کو پختہ بنانا

سوال: (۶۷۶) ایک محلّہ میں مسجد اور برآمدہ مسجد وحجرہ وبرآمدہ حجرہ میں بوجہ مفلسی محلّہ والوں کی یہ مسجد وحجرہ وہر دو برآمدہ نہایت شکستہ حالت میں ہیں، اگر چند دن اسی طرح رہے تو جملہ ملبہ خراب ہوجائے گا، اگر ملبہ ہر دو برآمدہ وحجرہ کا فروخت کرکے اس مسجد کو پختہ بنادیا جائے تو شرعًا جائز ہے یا نہیں؟

(۴۱۸/۳۵-۱۳۳۶ھ)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: ایسی حالت میں کہ چند عرصے میں اس حجرہ وبرآمدہ کا ملبہ بالکل خراب اور ضائع ہوجائے گا، اور کارآمد نہ رہے گا، یہ جائز ہے کہ اس ملبے کو فروخت کرکے مسجد کو پختہ کرادیا جائے، پھر جب کبھی وسعت ہو حجرہ وبرآمدہ بنوادیا جائے۔ هكذا أفتى به الفقهاء في موضع الضرورة و خوف الضياع (۱) فقط

جو مسجد دریا برد ہوگئی اس کے سامان کو کہاں صرف کیا جائے؟

سوال: (۶۷۷) ایک مسجد دریا برد ہوگئی، اس کا سامان وغیرہ رکھا ہے، اہل محلّہ نے اقرب مساجد تیار کرلی ہے، اور اس میں اس سامان کی ضرورت نہیں ہے تو اس سامان کو مدرسہ اسلامیہ میں صرف کرسکتے ہیں یا نہیں؟ (۳۲/۸۶۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اقرب مساجد ہی میں صرف کرنا چاہیے، اگر اس وقت ضرورت نہیں ہے تو اس کے لیے اس سامان کو محفوظ رکھا جاوے کہ وقت ضرورت کام آوے یا فروخت کرکے اقرب مساجد میں لگایا جاوے مدرسہ میں نہ لگایا جاوے۔

سوال: (۶۷۸) ''عثمان ساگر'' کا تالاب یہاں تیار ہورہا ہے، متعدد گاؤں غرقاب ہورہے ہیں، ان میں ایک مسجد بھی غرقاب ہورہی ہے، اب ہم لوگ تھوڑے فاصلے پر علیحدہ دوسرا گاؤں بسارہے ہیں، اور اس میں ایک مسجد بھی پختہ تیار کررہے ہیں، اس نئی مسجد میں اس غرقاب ہونے والی مسجد کا پتھر وغیرہ تعمیر میں صرف کرسکتے ہیں یا نہیں؟ (۶/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: جو مسجد غرقاب ہورہی ہے، یا ہونے والی ہے، اس کا سامان پتھر وغیرہ مسجد جدید میں لگانا درست ہے كذافي الشامي (۲)

---

(۱) قال في ردالمحتار: سئل شيخ الإسلام عن أهل قرية رحلوا وتداعى مسجدها إلى الخراب وبعض المتغلبة يستولون على خشبه وينقلونه إلى دورهم ، هل لواحد لأهل المحلة أن يبيع الخشبة بأمر القاضي ، ويمسك الثمن ليصرفه إلى بعض المساجد أو إلى هذا المسجد ؟ قال : نعم (الشامي ۶/۴۳۰ كتاب الوقف – مطلب في نقل انقاض المسجد ونحوه)

(۲) قال في الشامي : كالمسجد إذا خرب واستغنى عنه أهل القرية ، فرفع ذلك إلى القاضي فباع الخشب وصرف الثمن إلى مسجد آخر جاز (شامي ۶/۴۳۰ كتاب الوقف ، مطلب فيما لو خرب المسجد أو غيره)

Maktaba Tul Ishaat.com

سوال: (۶۷۹) ایک مسجد ہے، اس کو دریا کاٹ کر قریب آ گیا ہے، اب یقیناً مسجد کو گرا کر دھار میں کرلے گا؛ مسجد کو توڑنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ (۶۳/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: اگر خوف اس مسجد کے دریا برد ہونے کا ہے تو اس کا سامان اٹھا کر دوسری مسجد میں لگا دینا درست ہے۔

دریا برد ہونے والی مسجد کی لکڑی اور اینٹیں استعمال کرنا

سوال: (۶۸۰) ایک مسجد دریا برد ہوئی جاتی ہے اس کی لکڑی اور اینٹیں کھود لینا چاہیے یا نہیں؟ اور بعد کھودنے کے لکڑی وغیرہ اپنے استعمال میں لاسکتا ہے یا نہیں؟ (۶۳۷/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: اس کی لکڑی اور خشت وغیرہ سامان یا اس کی قیمت کسی دوسری مسجد میں صرف کر دینا چاہیے خود اپنے استعمال میں نہ لاوے۔ فقط واللہ اعلم

منہدم مسجد کا سامان دوسری مسجد میں منتقل کرنا

سوال: (۶۸۱) اسباب وسامان مسجد منہدمہ را بہ قضائے قاضی فروختہ، قیمتش بمسجد ثانی صرف کردن جائز است یا نہ؟ (۱۰۷۳/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: اگر مسجدے ویران شود، وصورت آبادی او متعذر شود، سامان او فروختہ بمسجد ثانی صرف کردن جائز باشد، ومسجد اول را ہم محفوظ داشتہ شود کہ آں زمین ہم مسجد است، وتا قیامت مسجد خواہد ماند، حرمت آں نگاہ داشتہ شود، واز سوء ادبی محفوظ کردہ شود۔

ترجمہ: **سوال:** (۶۸۱) قاضی کے فیصلے سے منہدم مسجد کے سامان اور آلات واسباب کو بیچ کر ان کی قیمت دوسری مسجد میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: اگر مسجد ویران ہوجائے اور اس کی آبادی کی کوئی صورت نظر نہ آتی ہو تو ایسی صورت میں اس کا سامان بیچ کر دوسری مسجد میں لگانا جائز ہے ـــــ اور پہلی مسجد کو بھی محفوظ کر دیا جائے اس لیے کہ وہ جگہ بھی مسجد ہی ہے اور قیامت تک مسجد ہی رہے گی اس کی حرمت کا لحاظ رکھا جائے اور بے ادبی سے اسے محفوظ رکھا جائے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

سوال: (۶۸۲) ایک مسجد شکستہ، کہنہ، منہدمہ، غیر مسقّف، غیر آباد جس میں صدہا برس سے کبھی اذان ونماز نہیں ہوئی، ایک زمیں دار اہل ہنود کے موضع میں واقع ہے، اور دوسو برس سے زیادہ عرصے کی معمرہ ہے، اب مسجد کے اندر منہدم پختہ خشت کی دیواریں اور فرش شکستہ باقی ہے، جس پر خودرو درخت: ببول، جھاڑی وغیرہ کے صدہا بڑے بڑے عظیم الشان پیدا ہوگئے ہیں، قریب مسجد کے اہل اسلام موضع مذکور کے باشندہ کا گھر نہیں، اہل ہنود آباد اور پکا ایک شوالا (مندر) ہے، بوجہ ویرانی مسجد کے احاطے میں دن رات جانور رہتے ہیں، اور سگ وخوک (کتے اور سور) وغیرہ بول وبراز کرتے ہیں، جس کی وجہ سے مسجد کی تذلیل ہوتی ہے، اور بہ صورت سعی آبادی مسجد باہم اہل اسلام واہل ہنود فساد عظیم ہوجانے کا قوی احتمال ہے، آیا خشت ہائے بقیہ مسجد مذکورہ کو اگر جائے موقوعہ قدیم سے اٹھوا کر موضع مذکور کے اہل اسلام کے محلے میں دوسری مسجد جدید تعمیر کرادی جائے اور کہنہ مسجد کے خشت ہائے پختہ اس میں لگادی جائیں تو شرعًا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۸۲۴/۱۳۳۷ھ)

الجواب: مسئلہ شرعیہ یہ ہے کہ جو جگہ ایک دفعہ مسجد ہوجاتی ہے، وہ ابدالآباد تک مسجد رہتی ہے، مسلمانوں کو اپنے اختیار سے اس کی حفاظت میں کمی نہ کرنی چاہیے، اس لیے ضروری ہے کہ اگر وہ مسجد آباد نہیں ہوسکتی تو اس کا احاطہ ایسا کرادیا جائے کہ اس کے اندر جانور وغیرہ نہ گھسیں، اور بے حرمتی اس کی نہ ہو اور جو خشت اس کام سے زیادہ ہوں وہ دوسری مسجد میں لگادی جائیں۔ فقط

منہدم مسجد کی تعمیر ضروری ہے یا نہیں؟

سوال: (۶۸۳) ''لہولی'' میں دو مسجدیں پچاس ساٹھ برس سے تھیں، ایک پختہ، ایک خام۔ مسجد خام عرصہ پچیس تیس سال کا ہوا شہید ہوگئی تھی، اس وقت تک اسی حالت میں ہے، سوائے زمین اور جگہ کے دوسرا نشان نہیں، اور بے حرمتی اس کی ہر قسم کی ہوتی ہے، اور موضع میں عموماً تین چار نمازی ہوتے ہیں، اب اس مسجد منہدمہ کو مکمل طور سے پختہ بنایا جائے یا صرف چہار دیواری پختہ کرا کر بند کرادیا جائے؟ (۱۰۰۵/۱۳۳۹ھ)

الجواب: مسئلہ یہ ہے کہ جو جگہ ایک دفعہ مسجد ہوجاتی ہے، وہ ہمیشہ ابدالآباد تک مسجد ہی رہتی ہے، اس لیے ضروری ہے کہ اس مسجد منہدمہ کو تعمیر کرایا جائے، اور اگر سر دست وسعت نہ ہو تو بالفعل اس کا

Maktaba Tul Ishaat.com

احاطہ کرادیا جائے کہ بے ادبی سے محفوظ رہے پھر جس وقت وسعت اور گنجائش ہو اس وقت تعمیر کرادی جائے۔فقط

مسجد کے شکستہ جھاڑ واور بوسیدہ فرش فروخت کرنا

سوال: (۶۸۴) مسجد میں جھاڑ واور فرش شکستہ اور بوسیدہ جمع ہو جاتے ہیں؛ ان کو فروخت کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۲۵۸۲/۱۳۴۰ھ)

الجواب: جب کہ ان کی کچھ ضرورت مسجد میں نہ رہی؛ تو اگر وہ فروخت ہوسکیں تو ان کو فروخت کر کے، ان کی قیمت کو مسجد میں صرف کرنا درست ہے۔

مسجد کی بچی ہوئی اینٹ سے مدرسہ بنانا

سوال: (۶۸۵) مسجد کے لیے اینٹ تیار ہوئی تھی، مسجد کا کل کام ختم ہوگیا ہے، اور کچھ اینٹ بچ گئی ہیں، اس سے مدرسہ تیار کرانا درست ہے یا نہیں؟ (۴۶۰/۱۳۴۱ھ)

الجواب: جو اینٹ مسجد کی بچ گئی ہے، اگر وہ اینٹ مسجد میں لگانے کی ضرورت نہیں ہے؛ تو ان کو فروخت کر کے اس کی قیمت؛ اسی مسجد میں صرف کر دینی چاہیے، خواہ مدرسے کے لیے خریدی جاویں یا اور کوئی خرید لے۔فقط

مسجد کی اینٹوں اور کڑیوں کا حکم

سوال: (۶۸۶).....(الف) ایک مسجد از سرنو تعمیر ہو رہی ہے، اس میں سے کچھ کڑیاں نکلی ہیں، جو مسجد کے کام نہیں آسکتیں؛ ان کو فروخت کر کے کس مصرف میں صرف کیا جائے؟

(ب) مسجد کی بنیاد کے قریب ایک کنواں ہے، جو صرف مسجد کی غرض سے تعمیر کرایا گیا تھا، اب اہل قریہ بھی اس سے کام لیتے ہیں؛ اس صورت میں اس کنویں کی مرمت مسجد کی اینٹ سے ہوسکتی ہے یا نہیں؟

(ج) ایک مشترکہ زمین میں مسجد تعمیر کی گئی، ایک شریک اپنی زمین مسجد میں دینے پر راضی نہیں،

Maktaba Tul Ishaat.com

اگراس کے مرنے کے بعداس کے وارث اس زمین کو بہ خوشی مسجد میں دیدیں تو اس میں نماز پڑھنا جائز ہے یانہیں؟(۱۰۳۹/۱۳۴۳ھ)

الجواب: (الف) پرانی کڑی تختہ جومسجد میں کارآمد نہ ہوفروخت کرکے اس کی قیمت مسجد کی ضروریات میں صرف کرنا جائز ہے۔ کذافی کتب الفقه. (ب) ہوسکتی ہے۔

(ج) اس کے مرنے کے بعداس کے ورثہ نے جس وقت اجازت دیدی تو وہ مسجد ہوگئی؛ نماز اس میں بلاکراہت صحیح ہے، اور پہلے اس میں نماز مکروہ تھی۔ فقط

سوال: (۶۸۷) ایک مسجد کی لکڑی اینٹ وغیرہ کا استعمال دوسری مسجد میں درست ہے یانہیں؟ مسجد کی حاجت سے زائداسباب فروخت ہوسکتا ہے یانہیں؟(۱۴۱۰/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: دوسری مسجد میں لگانا درست نہیں اور زائد بے کاراسباب کوفروخت کرکے اسی مسجد میں صرف کرنا درست ہے۔

مسجد کی اینٹیں اپنے مکان میں لگانا اور مسجد کی زمین پر قبضہ کرنا

سوال: (۶۸۸) ایک مسجد کے محلّہ داران نے اینٹیں اپنی شاملات بنگلہ میں لگائی ہیں، اور اراضی مسجد کو بھی اپنے قبضے میں لانا چاہتے ہیں شرعًا کیا حکم ہے؟(۶۲۹/۱۳۳۵ھ)

الجواب: مسجد کی اینٹیں وغیرہ سامان وقف ہے، اور وقف کا کوئی مالک نہیں ہوسکتا، پس جن لوگوں نے مسجد کی اینٹیں اپنی شاملات کے مکان میں لگائی ہیں وہ گنہ گار ہوئے، ان کو چاہیے کہ اس قدر اینٹیں یا ان کی قیمت مسجد میں دیویں، اور زمین مسجد پر کسی کا قبضہ کرنا صحیح نہ ہوگا، وہ بھی وقف ہے۔ اَلْوَقْفُ لا یُمْلَكُ وَلا یُمَلَّكُ (الدر مع الرد ۶/۴۲۱ کتاب الوقف) حکم صریح ہے دربارۂ عدم مملوکیت وقف۔ فقط

مسجد کی تعمیر کے لیے تیار کی ہوئی اینٹوں کو بیچنے کا حکم

سوال: (۶۸۹) ''باشندگان ہمیر پور'' نے عرصہ ۲۲ سال کا ہوا دو بھٹے اینٹوں کے بغرض تعمیر مسجد آپس میں چندہ کرکے لگوائے تھے، بھٹے الی الیوم موجود ہیں، مگر بوجہ نامساعدت زمانہ تعمیر مسجد نہ ہوسکی،

Maktaba Tul Ishaat.com

کچھ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ نصف اینٹ فروخت کر کے مختصر مسجد تعمیر کرادی جاوے، چندہ دہندگان میں سے کچھ لوگ اس رائے کی ناموافقت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ضرورت فروختگی اینٹوں کی نہیں ہے، اگر تم سے تعمیر مسجد نہیں ہوسکتی تو ہم بدون فروخت کرنے اینٹوں کے تعمیر مسجد کرانے کو تیار ہیں، مگر جماعت اولی اینٹوں کے فروخت کرنے پر ضد کرتی ہے اس صورت میں کیا کیا جاوے؟ (۱۵۸/۱۳۴۱ھ)

الجواب: اس صورت میں مسجد کی اینٹوں کا فروخت کرنا درست نہیں ہے، اور جس جماعت کی رائے یہ ہے کہ مسجد کی خشت فروخت نہ ہوں اور وہ تعمیر مسجد کرنے پر تیار ہیں وہ حق پر ہیں، ان ہی کی رائے کا اتباع کرنا چاہیے، اور یہ اس دوسرے فریق کی ضد اور نفسانیت ہے، جو یہ کہتے ہیں کہ خشت فروخت کر کے چھوٹی مسجد تیار کرالی جاوے۔ فقط

شکستہ مسجد کی اینٹوں اور سامان کا حکم

سوال: (۶۹۰) مسجد شکستہ کی اینٹیں وغیرہ دوسری مسجد کے صرف میں لانا درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۶۹/۱۳۳۵ھ)

الجواب: مسجد شکستہ کی اینٹیں وغیرہ سامان فروخت کر کے حتی الوسع اس مسجد کی ضروریات میں صرف کرنا چاہیے، اگر وہ مسجد بالکل ویران اور بے کار ہوگئی ہے، تو اس وقت دوسری مسجد میں بھی صرف کرسکتے ہیں۔ **کذا فی الشامی وغیرہ.**

سوال: (۶۹۱) ایک مسجد منہدمہ ویران افتادہ کی اینٹوں اور مصالحہ کا دوسری مسجد کی مرمت میں لگانا درست ہے یا نہیں؟ اور اگر اس مسجد منہدمہ کی اینٹیں دوسری مسجد کا فرش بنانے میں استعمال کرلی گئی ہوں تو بہ صورت عدم جواز اب کیا کرنا چاہیے؟ (۶۶۴/۱۳۳۷ھ)

الجواب: مسجد ویران شدہ منہدم کی اینٹیں دوسری مسجد میں صرف کرنا درست ہے؛ جب کہ مسجد ویران کی تعمیر اور آبادی کی کوئی صورت نہ ہو **کذا فی الدر المختار والشامی.** فقط

سوال: (۶۹۲) مسجدے غیر آباد و ویران شدہ است، اگر سامان آں را بمسجد دیگر منتقل نہ کنند خوف ضیاع دارد؛ آیا سامان او بہ مسجد دیگر نقل کردن جائز است یا نہ؟ (۱۶۲۵/۱۳۴۱ھ)

الجواب: نقل سامان مسجد غیر آباد بہ مسجد دیگر جائز است، فقہاء آں را بہ ضرورت جائز داشتہ اند،

Maktaba Tul Ishaat.com

لیکن آں زمین مسجد تاابد مسجد خواہد ماند، حفاظت وبقاء آں ضروری است **لأن الفتویٰ علی تأبید المسجد کذا فی الشامی(۱)**

ترجمہ: **سوال:** (۶۹۲) ایک مسجد غیر آباد اور ویران پڑی ہوئی ہے، اگر اس کا سامان دوسری مسجد میں منتقل نہ کریں تو ضائع ہوجانے کا اندیشہ ہے؛ تو کیا اس کا سامان دوسری مسجد میں منتقل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: اس غیر آباد مسجد کا سامان دوسری مسجد میں منتقل کرنا جائز ہے، فقہاء نے ضرورۃً اس کی اجازت دی ہے؛ اس کے باوجود اس مسجد کی زمین ہمیشہ مسجد ہی رہے گی، اس کی حفاظت اور بقاء کا انتظام کرنا ضروری ہے۔ شامی میں ہے کہ فتوی مسجد کے ہمیشہ مسجد ہونے پر ہے۔

سوال: (۶۹۳) محمد مصطفےٰ خان صاحب رئیس خورجہ نے ایک مسجد جنگل میں بنائی، کیوں کہ اس جنگل میں بازار مویشی ہوا کرتا تھا، لیکن بعد چند روز کے وہ بازار موقوف ہوگیا، اور مسجد ویران ہوگئی، بوجہ دور ہونے کے کوئی نماز پڑھنے نہیں آتا، اس میں جواری جوا کھیلتے ہیں، یا مویشی چرانے والے مویشیوں کو بٹھاتے ہیں، تو اس مسجد کا سامان دوسری مسجد کی تعمیر میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۳۴۲/۱۷۰۳ھ)

الجواب: مسئلہ یہ ہے کہ جو جگہ ایک دفعہ مسجد ہوجاتی ہے وہ ہمیشہ ابدالآباد تک مسجد رہتی ہے: **لأن الفتویٰ علی تأبید المسجد (الشامی ۶/۴۲۹ کتاب الوقف)** پس اس کی مسجدیت کا ابطال؛ یعنی یہ کہ وہ مسجد نہ رہے جائز نہیں ہے، البتہ فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ جو مسجد ویران ہوجائے، اور اس کی آبادی کی کوئی صورت باقی نہ رہے؛ تو اس کا سامان دوسری مسجد میں لگانا جائز ہے، مگر مسجد اول کا احاطہ ایسا کردیا جائے کہ وہ بے ادبی سے محفوظ رہے **هكذا فی الدر المختار والشامی(۲)** فقط

سوال: (۶۹۴) ایک مسجد جو کہ قبرستان میں ہے شہید ہوگئی ہے، اس کی اینٹیں دوسری مسجد میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۳۴۷-۴۶/۳۷۹ھ)

الجواب: جو مسجد قبرستان کی شہید ہوگئی ہے، اور ویران ہے، اس کی اینٹیں وغیرہ سامان دوسری

---

(۱) الشامی ۶/۴۲۹ کتاب الوقف . مطلبٌ فیما لو خرب المسجد أو غیرہ .

(۲) قال فی البحر: وبہٖ علم أن الفتوی علی قول محمد رحمہ اللّٰہ فی آلات المسجد وعلی قول أبی یوسف رحمہ اللّٰہ في تأبید المسجد (الدرمع الرد ۶/۴۲۹ کتاب الوقف۔ مطلب فیما لو خرب المسجد أو غیرہ)

Maktaba Tul Ishaat.com

مسجد میں لگانا جائز ہے، لیکن اس مسجد (قبرستان والی) کی زمین کی بھی حفاظت کی جائے، اس کا احاطہ کرادیا جائے کہ اس کی بے ادبی نہ ہو؛ کیوں کہ جو زمین مسجد ہوجاتی ہے، وہ ہمیشہ کو ابدالآباد تک مسجد رہے گی، اس کی بے ادبی کسی وقت درست نہیں ہے اس کا خیال رکھا جائے۔ فقط

سوال: (۶۹۵) کسی ویران اور غیر آباد مسجد کی اینٹ، کسی دوسری آباد مسجد میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ اور جو حجرہ ویران مسجد کے پاس ہو، اس کی اینٹ بھی دوسری مسجد میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ (۴۰۸/۱۳۴۱ھ)

الجواب: ویران غیر آباد مسجد کی ـــــ جس کی آبادی کی کچھ امید نہ ہو ـــــ اینٹیں وغیرہ دوسری آباد مسجد میں لگانا درست ہے، اور جو حجرۂ ویران مسجد ویران کے متعلق ہے، اس کی اینٹیں بھی دوسری آباد مسجد میں لگانا درست ہے، کیونکہ ویسے بظاہر وہ ضائع ہوجاوے گی، اسی بناء پر فقہاء رحمہم اللہ اجمعین نے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ فقط

مسجد کے زائد از ضرورت سامان کے چند احکام

سوال: (۶۹۶) مسجد کا مال جس کی مسجد میں ضرورت نہ ہو دوسری مسجد میں نقل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ مثلاً مسجد میں ڈاٹ لگوائی، کڑیاں نکلیں، اس مسجد میں ضرورت کڑیوں کی نہیں ہے، اور دوسری مسجد میں ضرورت ہے، اس مسجد میں یہ کڑیاں لگوادینا بہ رائے متولی درست ہے یا نہیں؟ اور مسجد کی اشیاء بدست غیر اہل اسلام بیع کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور مسجد کی چیز مسجد کے اندر فروخت کی جائے یا بازار میں؟ اگر مسجد کی کڑیاں اور اینٹ چونہ جو مسجد درست شدہ سے علیحدہ ہو، اور اس کو پاخانہ یا غسل خانہ مسجد آخر میں یا اسی مسجد کے غسل خانے یا پاخانے کی تعمیر میں صرف کریں تو جائز ہوگا یا ناجائز، اور گھر کے غسل خانے اور پاخانے میں صرف کریں تو جائز ہے یا نہ؟ (۸۸۴/۱۳۳۷ھ)

الجواب: اس مسجد کا وہ سامان جس کی ضرورت اس مسجد کو نہیں ہے، فروخت کرکے اس قیمت کو اسی مسجد میں صرف کرنا چاہیے، اور خریدنا اس سامان کا ہر ایک مسلمان اور غیر مسلمان کو درست ہے، اور خواہ مسجد کے احاطے میں فروخت کرے یا بازار وغیرہ میں سب درست ہے، اور مسجد کا سامان خشت وچونہ وغیرہ جو زائد ہے اس مسجد کے غسل خانے و پاخانے وغیرہ کی تعمیر میں صرف کرنا درست ہے، اور اپنے گھر میں صرف کرنا بغیر خریدنے کے درست نہیں ہے؛ ہاں خریدنے والے کو درست ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ویران مسجد کی اینٹیں دوسری مسجد میں لگانا درست ہے

سوال: (۶۹۷) ایک مسجد ویران منہدم ہے، جس کی مرمت کی امید نہیں ہے، اور مسجد کی اینٹیں خراب ہورہی ہیں؛ اگر وہ اینٹیں کسی دوسری مسجد مرمت طلب میں لگادی جائیں تو جائز ہے یا نہیں؟ (۳۳/۳۰-۱۳۳۴ھ)

الجواب: وہ خشت دوسری مسجد میں لگادینا درست ہے، کچھ حرج نہیں ہے؛ لیکن یہ ضرور ہے کہ مسجد ویران کی حفاظت کردی جائے، اور احاطہ پورا کردیا جائے کہ اس جگہ کی بے ادبی نہ ہو وہ ہمیشہ مسجد ہی رہے گی۔ فقط

سوال: (۶۹۸) ایک مسجد ایسے موقع پر ـــــ کہ برسات کے موسم میں اس کے نیچے دریا بہتا ہے ـــــ آبادی سے فاصلے پر قطعًا غیر آباد جگہ میں واقع ہے، احاطہ کی دیواریں منہدم ہوچکی ہیں، بیرونی فرش کا نام نہیں، اندرونی فرش ٹوٹا ہوا ہے، سگ وشغال (کتا اور گیدڑ) کی نجاست پڑی ہوئی ہے، گنبد تک گرگیا ہے، اینٹیں سوائے اس کے کہ منتشر و پراگندہ ہوں یا لوگ اٹھا کر لے جائیں اور کسی مصرف میں نہیں آتیں، ایسی حالت میں مسجد مذکور کی اینٹیں کسی دوسری مسجد میں لگائی جاسکتی ہیں؟ (۱۳۷۵/۱۳۴۳ھ)

الجواب: ایسی حالت میں بعض فقہاءؒ نے اجازت دی ہے کہ اس کی اینٹیں دوسری مسجد کی تعمیر میں لگادی جائیں؛ لیکن چوں کہ حکم شرعی یہ ہے کہ جو جگہ مسجد ہوجاتی ہے وہ ہمیشہ ابدالآباد تک مسجد ہی رہے گی، لہٰذا اس زمین کی حفاظت اور احترام لازم ہے، کچا پکا احاطہ اس کا کرادیا جائے؛ تاکہ نجاست وغیرہ سے محفوظ رہے۔ فقط

خاص صورت میں مسجد کی اینٹیں مدرسے میں لگانا جائز ہے

سوال: (۶۹۹) ہمارے قصبے میں چند مساجد مسمار اور خراب پڑی ہیں، کسی کی صرف ایک دیوار، اور کسی کی ڈیڑھ دیوار، اور کسی کی صرف بنیاد ہی باقی ہے یہاں تک کہ ان کی زمینیں لوگوں نے کھیتوں میں شامل کرلیں، اور اینٹیں بھی اٹھا کر لے جاتے ہیں، اور مساجد کی آبادی ممکن نہیں ہے؛ ایسی مساجد کی بقیہ اینٹوں کو مدرسہ اسلامیہ میں جو کہ حدود مسجد کے اندر ہے لگانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۸۹/۱۳۳۷ھ)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: ایسی حالت میں مدرسے میں ان اینٹوں کا لگانا درست ہے۔

واقف کی غرض کے خلاف اینٹوں کو لگانا

سوال: (۷۰۰) شیرکوٹ کی جامع مسجد تنگ تھی، مسجد کے شرق کی جانب سڑک سرکاری ہے، اور بہ جانب غرب اراضی افتادہ ایک ہندو کی تھی، جواب بنام مسجد خرید ہوگئی ہے، اور شمال کو ایک سہ درہ غیر مسقّف معمرہ موجود ہے، اور جنوب کو اس کے سہ درہ کے واسطے اراضی موجود ہے، اور بعدہ اور بھی اراضی پڑی ہوئی ہے۔ زید نے اراضی پس پشت مسجد کے احاطے کی غرض سے کچھ اینٹیں ڈلوائی تھیں، بعض مسلمانوں نے ان اینٹوں سے برآمدہ صحن مسجد میں بنوانا بلا اجازت ورضامندی زید شروع کردیا، آیا بلا اجازت زید بعض مسلمانان محلّہ یا اگر کل مسلمانان قصبہ چاہیں تو وہ خشت ہائے مذکورہ کو برآمدہ مسجد بنانے میں صرف کرسکتے ہیں جب کہ زید نے اینٹیں بہ غرض احاطہ مسجد بجانب پشت وقف کی ہیں اور زید اب بھی انکار کرتا ہے۔ (۱۳۳۸/۲۲۲۱ھ)

الجواب: اس میں وقف کرنے والے کی نیت اور غرض کا لحاظ ضروری ہے، دوسری جگہ ان اینٹوں کو لگانا جائز نہیں ہے، لیکن اگر وہ کام نہ ہوسکے جس کے لیے وہ اینٹیں ڈلوائی گئی تھیں تو اس مسجد کے اگر دوسرے کام میں بہ رضائے اہل محلّہ صرف کی جاوے تو درست ہے۔

مسجد کے پتھر مکان میں لگانا

سوال: (۷۰۱) ایک مسجد مکان کے اندر ہے، اور وہ بہت ہی شکستہ ہے، اس کی مرمت نہیں ہوسکتی، اس کا پتھر مکان میں یا کسی دوسری مسجد میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۳۴۰/۱۴۲۴)

الجواب: مسجد مذکور کو ہمیشہ مسجد ہی رکھنا ضروری ہے، اس کی مسجدیت کبھی باطل نہیں ہوسکتی کما فی الشامی: ان الفتوی علی قول أبی یوسف فی تأبید المسجد (الشامی ۶/۴۲۹ کتاب الوقف) اور حتی الوسع اس مسجد کی مرمت ضروری ہے، اور اگر نہ ہوسکے تو اس مسجد کو محفوظ رکھنا ضروری ہے، اور بہ صورت ویرانی وغیر آبادی اس کے پتھر وغیرہ سامان کو دوسری مسجد میں لگا دینا درست ہے، لیکن مکان میں لگانا درست نہیں ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مسجد کے پتھر امام باڑے میں لگانا

سوال: (۷۰۲) ایک شہر میں ایک شاہی مسجد کہنہ آبادی سے باہر ویران پڑی ہوئی تھی، اس میں سے چند لوگوں نے کچھ پتھر نکال کر دوسری عمارت میں لگا دیے؛ یعنی ایک امام باڑا بنایا جاتا ہے، اس میں مسجد کے پتھر استعمال میں لائے گئے، مسجد کے پتھر نکال کر امام باڑے میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟

(۲۱۶۵/۱۳۳۷ھ)

الجواب: مسجد کے پتھر امام باڑے میں لگانا درست نہیں ہے؛ یہ بالکل حرام ہے اور ناجائز ہے۔ فقط

مسجد کی ضرورت سے زائد موم بتیاں فروخت کرنا

سوال: (۷۰۳) مسجد میں کسی نے موم بتی اس قدر دیدیں کہ ضرورت سے بہت زائد ہیں، اگر فاضل از ضرورت موم بتیوں کو فروخت کر کے مسجد کے دیگر مصارف میں صرف کریں تو جائز ہے یا نہ؟

(۲۰۶/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: صورت مسئولہ میں ما بقی موم بتیاں فروخت کر کے مسجد کے دیگر مصارف میں صرف کرنا جائز ہے، **في الشامي سئل شيخ الإسلام عن أهل قريةٍ رحلوا وتداعى مسجدها إلى الخراب ..... هل لواحد لأهل المحلة أن يبيع الخشب بأمر القاضي ويمسك الثمن ليصرفه إلى بعض المساجد أو إلى هٰذا المسجد؟ قال: نعم**(۱) اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد کا سامان بہ وقت استغناء یعنی بوجہ ضرورت سے زائد ہونے کے، یا بوجہ مسجد کے ویران ہونے کے فروخت کر کے، اس کی قیمت مسجد کے دیگر مصارف میں صرف کرنا جائز ہے۔ فقط

(۱) الشامي ۶/۴۳۰ كتاب الوقف ـ مطلبٌ في نقل إنقاض المسجد ونحوه .

Maktaba Tul Ishaat.com

مسجد کے چندہ سے متعلق مسائل

جولوگ مسجد کے لیے چندہ دے چکے وہ اس کے مالک رہے یا نہیں؟

سوال: (۷۰۴).....(الف) جو اشخاص واسطے تعمیر مسجد کے چندہ دے چکے وہ اس کے مالک رہے یا نہیں؟

(ب) روپیہ چندہ دے کر ایک عرصے کے بعد واپس لے سکتے ہیں یا نہ؟

(ج) اور جولوگ واسطے تعمیر مسجد کے روپے دے چکے ان سے دوبارہ اجازت لینے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ (۳۲/۱۲۵۴-۱۳۳۳ھ)

الجواب: (الف) جب تک وہ روپیہ تعمیر وغیرہ میں صرف نہ ہو دینے والے اس روپیہ کے مالک رہتے ہیں۔

(ب) دوسرے سوال کا جواب بھی اول جواب سے ظاہر ہے؛ یعنی اگر وہ روپیہ موجود ہے صرف نہیں ہوا تو واپس لے سکتے ہیں۔

(ج) جب کہ وہ لوگ کسی مسجد وغیرہ کو چندہ دے چکے تو اس میں صرف کرنے کے لیے دوبارہ اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

بیٹے کی شادی کے موقع پر مسجد میں جو رقم دی اس کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

سوال: (۷۰۵) زید نے اپنے بیٹے کی شادی کی، اور جس مقام پر بارات گئی، وہاں کے کمینوں کو جوڑے، اور نقد روپے وغیرہ واسطے شہرت، اور ناموری کے دیے، اور مسجد میں بھی فرش اور کچھ نقد روپیہ دیا،

Maktaba Tul Ishaat.com

اورامام ومؤذن کوبھی روپیہ دیا؛ پس جومسجد میں دیااس کا ثواب ہوسکتا ہے یانہیں؟(۱۵۵۰/۱۳۳۵ھ)

الجواب: اگراللہ کے واسطے مسجد میں دیا تو ثواب ہوگا،اور جونام آوری اوردکھلانے اورسنانے کو دیاتو ثواب نہ ہوگا،حدیث شریف میں ہے: **إنما الأعمال بالنیات**(۱)

مسجد کے لیے جبرًا چندہ وصول کرنا

سوال:(۷۰۶)ایک قوم کوایک مسجد اورکنواں تیار کرنا ہے،اور چندمتمول اشخاص نے یہ منصوبہ باندھاہے کہ کل برادری سے جبرًا چندہ وصول کیا جائے،اور جومقررہ رقم دینے سے انکار کرے وہ برادری سے خارج کیا جائے؛ایسی مسجد میں نماز جائز ہے یانہیں؟اوراس میں اعانت کرنا ثواب ہے یاعذاب؟ اوراشخاص مذکورہ کے لیے کیاحکم ہے؟(۹۶۸/۱۳۳۸ھ)

الجواب: مسجد کی تعمیر کواللہ تعالیٰ نے علامت ایمان کی فرمائی ہے جیسا کہ ارشاد ہے:**اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ الایة** (۲) پس مسلمانوں کومسجد کی اعانت میں خود بہ رضاورغبت شریک ہوناچاہیے،اورحسب استطاعت اس کی اعانت میں کوتاہی نہ کرنی چاہیے،آخراپنی شادی غمی ضروریات اورفضولیات میں خوب دل کھول کرطاقت سے زیادہ خرچ کردیتے ہیں؛پس مسجد کی تعمیر میں کچھ رقم دینے کوکیوں جبرسمجھتے ہیں؟ بلکہ یہ چاہیے کہ جوکچھ رقم مسلمانوں کے ذمے ان کی استطاعت کے موافق مقرر کی جاوے اس کوبطوع ورغبت واخلاص اللہ تعالیٰ کے گھر کی تعمیر میں دیویں تاکہ ثواب اخروی ان کو پورا پوراحاصل ہو،اور جنت میں اس کے عوض مکان ملے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں **من بنی للّٰہ مسجدًا بنی اللّٰہ له بیتًا فی الجنة** (۳) یعنی جس نے اللہ کے واسطے مسجد بنائی اوراس میں کسی قسم کی اعانت اورشرکت کی،اللہ تعالیٰ اس کے واسطے جنت میں مکان بناوے گا۔فقط

---

(۱) عن عمربن الخطاب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه یقول:سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول: إنما الأعمال بالنیات، وإنما لامرئ ما نوی ؛ فمن کانت هجرته إلی دنیا یُصِیْبُهَا أو إلی امرء ة ینکحها؛ فهجرته إلی ماهاجر إلیه(صحیح البخاری ۱/۲ باب کیف کان بدء الوحی)

(۲) سورۂ توبہ،آیت:۱۸۔

(۳) عن عثمان رضی اللّٰہ عنه قال : قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم : من بنی للّٰہ مسجدًا بنی اللّٰہ له بیتًا فی الجنة متفق علیه(مشکاة المصابیح ص:۶۸ باب المساجد ومواضع الصلوة)

Maktaba Tul Ishaat.com

چندہ کرکے پختہ مسجد کوازسرنوتعمیر کرنا

سوال:(۷۰۷) ہمارے موضع میں ایک مسجد ہے، اس میں کسی قسم کی تکلیف نمازیوں کونہیں ہے؛ لیکن چندمساکین قصبہ کی رائے یہ ہے کہ مسجد کوشہید کرکے ازسرنوتعمیر کریں، جس کے اخراجات کا تخمینہ چار ہزارروپے ہے، اوررقم موجودہ صرف بارہ سوروپے ہے، اور باقی اٹھائیس سوروپے بہ صورت سوال لوگوں سے وصول کیا جائے؟ اور باقی رقم کا وصول ہونا سخت مشکل ہے، اوراس جمع شدہ رقم کوبغیر ضرورت خرچ کرنا اسراف میں داخل ہے یانہیں؟ کیوں کہ مسجدازسرنو بنانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (۱۳۳۳-۳۲/۱۹۷۴ھ)

الجواب: وقف ردالمحتار میں منقول ہے: وفی ط. عن الهندية مسجد مبنی أراد رجل أن ينقضه ويبنيه أحكم ليس له ذلك لأنه لا ولاية له مضمرات إلا أن يخاف أن ينهدم إن لم يهدم تتارخانية وتأويله إن لم يكن البانی من أهل تلك المحلة وأما أهلها فلهم أن يهدموه ويجددوا بناءه الخ (۱) پس اگروہ لوگ جومسجد کوازسرنو بنانا چاہتے ہیں اہل محلّہ سے ہیں، اور چندہ کرکے مسجد کوتعمیر کرنا چاہتے ہیں تو یہ درست ہے۔

دومسجدوں کا چندہ یک جا اکٹھا کرنا

سوال:(۷۰۸) ایک موضع میں دومسجدیں ہیں، اوردونوں غیرمکمل ہیں، موضع کے لوگ اس میں چندہ دے رہے ہیں، آیا دونوں کا چندہ علیحدہ علیحدہ ہونا چاہیے یا یک جا؟ اگرکوئی شخص چندہ دے کر یہ کہے کہ یہ چندہ فلاں مسجد کا ہے تو وہ دوسری مسجد میں لگ سکتا ہے یانہیں؟ (۱۳۳۸/۲۰۱ھ)

الجواب: جولوگ مشترک چندہ دونوں مسجدوں کے لیے دیں، وہ دونوں مسجدوں میں لگ سکتا ہے، اورجوشخص خاص کسی ایک مسجد کے لیے چندہ دے وہ اسی مسجد میں لگانا چاہیے۔

مسجد کے چندے میں بیس روپے کا وعدہ کرکے پانچ روپے دینا

سوال:(۷۰۹) زیدنے تعمیرمسجد میں بیس روپے دینے کا وعدہ کیا تھا، اور پانچ روپے اسی وقت

(۱) الشامی ۶/ ۴۲۷ کتاب الوقف ـ مطلبٌ فی أحكام المسجد .

Maktaba Tul Ishaat.com

دیدیے تھےاوراب باوجودوسعت کے باقی پندرہ روپے دینے سے انکارکرتا ہے،زید پرقیامت کے روز ایسا کرنے سے مؤاخذہ ہوگا یانہیں؟(۵۶۵/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: زید پرکوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا۔فقط

جورقم ایک مسجد کے پمپ کے لیے جمع کی گئی ہے اس کودوسری مسجد کی ضرورت میں صرف کرنا

سوال:(۷۱۰) مسجد''الف'' میں پمپ کی ضرورت ہے،اس کے لیے کچھ رقم جمع کی گئی، جو تاحال عطاءکنندگان ہی کے پاس ہے،اورمسجد''ب'' کے لیے اشدترین ضرورت یہ پیش آگئی کہ اس کے متولی نے اراضی مسجد کوایک کافر کے پاس بہ عوض مبلغ ایک ہزار چارسوروپے کے رہن کرکے اپنا ایمان خراب کرلیا،جس کے متعلق مقدمہ دائر ہے؛ لہٰذاجوروپیہ مسجد''الف'' کے پمپ کے لیے جمع کیا تھااس کومسجد''ب'' کی ضرورت مذکورہ میں صرف کرنااور یہ تبدیلی کرنا جائز ہے یانہیں؟

(۲۲۹۶/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اس صورت میں معطیان اس رقم کو جوانہوں نے مسجد''الف'' کے پمپ کے لیے جمع کی ہے مسجد''ب'' کی ضرورت میں صرف کرسکتے ہیں،اور یہ تبدیلی درست ہے؛ کیوں کہ ابھی تک وہ رقم ملک معطیان سے خارج نہیں ہوئی،لہٰذاجب کہ دوسری ضرورت اس سے اہم پیش آگئی تواس رقم کو دوسری ضرورت دینی میں خرچ کرنادرست ہے۔فقط

مسجد کی دیوار کے لیے جمع کیا ہواچندہ مسجد کے غسل خانے اورحمام میں لگانا

سوال:(۷۱۱).....(الف) اگرمسجد کی دیوار کے واسطے چندہ جمع کیا گیا،اس کے بعد کسی وجہ سے وہ دیوارنہ بن سکی،تواس روپے کواس ہی مسجد کے غسل خانے وحمام میں صرف کرسکتے ہیں یانہیں؟ اگر جائزنہیں تواس چندہ کو باجازت چندہ دہندگان کسی اورمسجد میں صرف کردیا جائے؟

(ب) ایک مسجد کی بچی ہوئی اینٹیں ایک مکان کی منڈیر میں لگائی گئی ہیں،اب وہ منڈیرا کھاڑ کر

Maktaba Tul Ishaat.com

ان ہی اینٹوں کو مسجد میں لگایا جائے یا اس کی قیمت مالک منڈیر سے لے کر مسجد میں لگائی جائے؟

(۲۰۱۰/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: (الف) اس مسجد کے حمام وغسل خانے میں اس روپے کو صرف کرنا درست ہے، اور دوسری مسجد میں صرف کرنا درست نہیں مگر باجازت چندہ دہندگان یہ بھی درست ہے۔

(ب) ان ہی اینٹوں کو جو منڈیر پر لگی ہیں ان کو اکھاڑ کر مسجد میں لگایا جائے؛ کیونکہ وہ اینٹیں وقف ہیں، ان کا معاوضہ لینا درست نہیں ہے؛ لیکن اگر اینٹیں بعینہٖ مسجد کے کام میں نہ آئیں بلکہ فروخت کرنا ان کا منظور ہو تو پھر صاحب مکان سے قیمت لے کر مسجد میں صرف کر سکتے ہیں۔ فقط

مسجد کے دروازوں کے لیے جو روپیہ دیا گیا ہے اس کو میناروں پر خرچ کرنا

سوال: (۷۱۲) ایک شخص نے مسجد کے دروازوں پر خرچ کرنے کے لیے کچھ روپیہ دیا، متولی اس کو میناروں پر خرچ کرنا چاہتا ہے جائز ہے یا نہیں؟ (۱۵۵۲/۱۳۴۳ھ)

الجواب: جس کام کے لیے کسی نے روپیہ دیا ہے وہ اسی کام میں صرف کرنا چاہیے، لیکن اس کی اجازت سے دوسرے کاموں میں مسجد کے بھی صرف کرنا درست ہے۔

جدید مسجد کی تعمیر کے لیے جو چندہ جمع کیا گیا ہے اس کو جامع مسجد کی مرمت میں صرف کرنا

سوال: (۷۱۳) اہل محلّہ نے باہمی اس غرض سے چندہ جمع کیا کہ محلّہ میں مسجد جدید تیار کی جاوے، وہ روپیہ ابھی تک امانت رکھا ہے، کچھ عرصے کے بعد باہم یہ مشورہ قرار پایا کہ اس محلّہ میں جدید مسجد بنانا بے سود ہے، اور جامع مسجد میں روپے کی سخت ضرورت ہے؛ یہ روپیہ وہاں دیدیا جاوے، چندہ دینے والے سب اس امر پر راضی ہیں؛ یہ رقم جامع مسجد میں صرف ہو سکتی ہے یا نہیں؟ (۲۳۶۲/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اس صورت میں اس روپے کو جامع مسجد کی مرمت وغیرہ میں صرف کرنا درست اور جائز ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مسجد کے لیے روپے دینے کا ارادہ کرنے کے بعد مسجد کے بجائے کنویں میں لگانا

سوال: (۷۱۴) اگر کوئی شخص مسجد کے لیے کچھ روپے خرچ کرنا چاہے، اور پھر وہ اسی روپے کو بجائے مسجد کے کنویں پر لگادیوے تو جائز ہے یا نہیں؟ (۲۱۱۸/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اس روپے کو کنویں میں لگادینا درست ہے کیونکہ اس شخص نے جب تک اس روپے کو مسجد میں نہیں لگایا اس وقت تک وہ اسی کی ملک ہے، اس لیے اس کو کنویں میں بھی لگا سکتا ہے۔

ایک مسجد کا چندہ دوسری مسجد کی دکان کی مرمت میں لگانا

سوال: (۷۱۵) مسجد کا چبوترا ریلوے تار کے اندر ہے، اس پر چھت ڈلوانے کے لیے مبلغ ایک سو دس روپے چندہ جمع ہے؛ لیکن اس کی چھت پڑنا غیر ممکن ہے، بوجہ اجازت نہ ملنے کے ـــــ ایک دوسری مسجد غریب محلّہ میں واقع ہے اس کی ایک دکان بہت بوسیدہ ہے؛ لہٰذا اس چبوترے کا جمع شدہ چندہ اس دوسری مسجد کی دکان کی مرمت میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۵۰۵/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: جو روپیہ اس چبوترۂ نماز کے لیے جمع ہے اس کو اسی کی ضروریات کے لیے جمع رکھا جائے، اور جس وقت ممکن ہو اس کو مسقّف کردیا جائے، اور اگر یہ نہ ہوسکے تب بھی اس روپیہ جمع شدہ کو اسی چبوترے کے لیے رکھا جائے؛ کیوں کہ روپیہ پیسہ دینے والوں نے جو کچھ دیا ہے اسی کے لیے دیا ہے، دوسری مسجد کی دکان کی تعمیر جدید چندہ سے ہونی چاہیے۔ فقط

مسجد کی تعمیر کے لیے کیا ہوا چندہ فقراء کو دینا

سوال: (۷۱۶) ایک شخص نے برائے تعمیر مسجد لوگوں سے چندہ وصول کیا، پھر سب اپنے خرچ میں صرف کرلیا، اب وہ چاہتا ہے کہ یہ روپیہ اپنے پاس سے فقراء کو دیدوں اگر بجائے تعمیر مسجد کے بھوکے کو دیدیا جاوے تو جائز ہے یا نہیں؟ (۱۸۲/۱۳۳۵ھ)

الجواب: چندہ دینے والوں سے دریافت کرنے سے معلوم ہوسکتا ہے، اگر وہ اجازت دیں تو

Maktaba Tul Ishaat.com

غریب کو دیا جاسکتا ہے، اگر اس مسجد میں اب صرف نہیں ہوسکتا جس کے لیے چندہ کیا گیا تھا تو چندہ دینے والوں کو واپس کردینا چاہیے، اگر یہ دشوار ہو اور تعیین چندہ دینے والوں کی نہ ہو تو پھر کسی محتاج کو ایک یا متعدد کو صدقہ کردیا جاوے۔ فقط واللہ اعلم

مسجد کے لیے باراتیوں کی دی ہوئی رقم قبرستان میں صرف کرنا

سوال: (۷۱۷) ایک مسجد کا کچھ روپیہ جمع ہے، وہ اس طور کا ہے کہ جو بارات آتی ہے وہ مسجد میں حسب حیثیت کچھ روپیہ مسجد کے خرچ کے واسطے دے جاتی ہے، وہ روپیہ مسجد کے خرچ میں لگے یا مسجد کے خادموں کو دیدیا جائے، دوسری مسجد میں یہ روپیہ لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ قبرستان میں کنواں بنوا رہے ہیں اس میں روپیہ صرف ہوسکتا ہے یا نہیں؟ (۱۲۹۵/۱۳۳۹ھ)

الجواب: مسجد کا روپیہ اسی مسجد کی ضروریات میں ہی صرف کرنا چاہیے، اور مسجد کی ضروریات میں امام ومؤذن کی تنخواہ بھی داخل ہے، ان کی خدمت بھی حسب قاعدہ مسجد کی آمدنی میں سے کرسکتے ہیں، اور دوسری مسجد میں یا قبرستان کے کنویں میں اس کو صرف نہیں کرسکتے۔ فقط

مسجد کا چندہ دوسرے کاموں میں صرف کرنا

سوال: (۷۱۸) مسجد کے چندے کو دوسرے کام میں صرف کرسکتے ہیں یا نہیں؟ (۳۲/۳۵۰-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جو چندہ مسجد کے لیے جمع کیا جاوے اس کو مسجد کے کاموں میں صرف کرنا چاہیے، اور دوسرے کاموں میں صرف نہیں کرسکتے۔ فقط

مسجد کا چندہ؛ خیرات، نیاز، اور مدارس وغیرہ میں دینا

سوال: (۷۱۹) جو چندہ اخراجات مسجد کے لیے مثلاً تنخواہ امام ومؤذن، خرید لوٹا، تیل ومرمت مسجد جمع کیا گیا ہے، کسی اور مصارف میں مثلاً اعانت مسافرین، خیرات، نیاز، چندہ مدارس اسلامیہ وغیرہ میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۳۳/۹۴۹-۱۳۳۴ھ)

الجواب: جو روپیہ مسجد کی ضروریات کے لیے یا بناء مسجد کے لیے جمع کیا گیا، اس کو دوسرے مصارف میں مثل اعانت مسافرین وغیرہ میں صرف کرنا بدون اجازت چندہ دہندگان کے درست نہیں

Maktaba Tul Ishaat.com

ہے؛ کیوں کہ چندے کا روپیہ جب تک اس کام میں صرف نہ ہو، جس کے لیے وہ چندہ کیا گیا ہے ملک چندہ دہندگان میں داخل رہتا ہے؛ پس بدون ان کی اجازت کے ان کی تعیین کے خلاف دوسرے مصارف میں صرف کرنا اس کا درست نہیں ہے۔ فقط

مسجد میں چندہ دینے والا اپنی رقم واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟

سوال: (۷۲۰).....(الف) خالد نے زید سے ایک مسجد میں خرچ کرنے کے واسطے کچھ روپیہ لیا تھا، پھر وہ روپیہ خالد نے مسجد کی تعمیر ضروریہ میں خرچ نہیں کیا؛ بلکہ اپنی ذاتی خرچ میں اٹھالیا، پھر کچھ عرصے کے بعد اب خالد وہی روپیہ اسی مسجد کے ضروری کام میں لگانا چاہتا ہے، مگر اب زید یہ کہتا ہے کہ اس سال تم نے میرا روپیہ مسجد میں نہیں لگایا، اب میرا روپیہ مسجد میں نہ لگاؤ۔ مجھے واپس دیدو، زید اس روپے کو واپس کرسکتا ہے یا نہیں؟

(ب) اب بعد منع کردینے کے، خالد کو وہ روپیہ زید کی بلا اجازت مسجد میں صرف کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۳۲/۲۲۴۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: (الف) وہ روپیہ زید واپس لے سکتا ہے۔

(ب) اب بعد منع کرنے زید کے، خالد کو وہ روپیہ مسجد وغیرہ میں صرف کرنا درست نہیں ہے۔ فقط

امام کا مسجد کے چندے میں سے کچھ رقم اپنے ذاتی خرچ میں صرف کرنا

سوال: (۷۲۱) ایک موضع میں کچھ روپیہ مسجد کے چندے کا ایک امام صاحب کے پاس جمع تھا، اس میں سے کچھ روپیہ امام صاحب نے اپنے ذاتی خرچ میں صرف کرلیا، اور باقی چندہ دہندگان کو واپس کردیا، اور جو روپیہ خرچ کرلیا اس کے دینے سے انکار کرتے ہیں، شرعًا اس بارے میں کیا حکم ہے؟ (۳۲۴/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اس صورت میں جو روپیہ امام مذکور اپنے صرف میں لایا، اس کا ادا کرنا اس کے ذمے لازم ہے۔ اور واجب ہے، اور بلا اجازت چندہ دہندگان کے اس کو وہ روپیہ رکھنا ناجائز اور حرام ہے،

Maktaba Tul Ishaat.com

اگر وہ نہ دے گا تو مرتکب فعل حرام ہے اور عاصی ہے۔

مسجد میں جو رقم دی گئی اس کا حق دار کون ہے؟

سوال: (۷۲۲) ایک مسجد میں ایک باہر کے شخص نے پانچ روپے دیے تھے، اس وقت مسجد میں کوئی امام مستقل نہ تھا؛ تخمیناً ایک ہفتہ کے بعد اس مسجد میں امام مستقل رکھا گیا، یہ پانچ روپے اس امام کا حق ہے یا مسجد کے لوٹے بوریے وغیرہ میں صرف کیے جائیں؟ (۷۳۰/۱۳۴۳ھ)

الجواب: پانچ روپے جو امام مذکور کے آنے سے پیشتر کسی شخص نے مسجد میں دیے تھے وہ اس امام کا حق نہیں ہے، وہ روپیہ مسجد کا ہے، مسجد کے کاموں میں مثل ڈول، رسی، لوٹا صف، بوریا وغیرہ میں صرف کیے جائیں۔ فقط

کافر نے مسجد میں جو صدقہ دیا ہے اس کا شرعی حکم

سوال: (۷۲۳) کفار کا صدقہ اگر وہ مسلمانوں کی مسجدوں میں داخل کردیں تو وہ صدقہ ہم مسلمان لوگ لے سکتے ہیں یا نہیں؟ مثلاً ایک ہندو نے اپنی کسی مصیبت میں خدا کے نام پر ایک اونٹ منّت مانا، اور وہ اونٹ ایک مسجد میں دیدیا، ایسا صدقہ مسلمانوں کو لینا اور اسے کھانا درست ہے یا نہیں؟ (۲۱۰۳/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: اگر اس ہندو نے وہ اونٹ مسجد میں دیا ہے تو اس کو فروخت کرکے اس کی قیمت مسجد میں خرچ کرنی چاہیے، نمازیوں کو اس کا کھانا درست نہیں ہے، اور اگر نمازیوں کے لیے دیا ہے جیسا کہ افطاری وغیرہ نمازیوں کے لیے مسجد میں دیتے ہیں تو اس کا کھانا نمازیوں کو درست ہے۔ فقط

مسجد کے پھلوں کی نیلامی —— اور مشرک کے چندہ کا حکم

سوال: (۷۲۴).....(الف) ایک مسجد کے احاطہ میں میوہ جات درخت ہیں، اور وہ درخت مسجد کی ملک میں ہیں، جب درختوں پر میوہ آتا ہے تو وہ نیلام کیا جاتا ہے؛ یہ نیلام کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(ب) غیر کتابی مشرک کچھ مسجد میں دینا چاہے تو متولی مسجد لے سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: (الف) اس طرح نیلام کرنا شرعاً جائز ہے، اور جو روپیہ کہ اس سے حاصل ہو اس کو

Maktaba Tul Ishaat.com

مصالح مسجد میں صرف کیا جائے۔ قال فی الحاوی : غرس فی المسجد أشجارًا تثمر إن غرس للسبیل فلکل مسلم الأکل وإلافتُباع لمصالح المسجد انتهٰی (۱) اورفتاویٰ قاضی خان میں ہے: مسجد فیه شجرة التفاح الخ الصحیح أنه لایباح لأن ذلك صار للمسجد یصرف إلی عمارة المسجد (۲)

(ب) لے سکتا ہے۔فقط

انجمن کی آمدنی مسجد کی تعمیر میں صرف کرنا

سوال:(۷۲۵) ایک انجمن کی آمدنی بذریعہ فراہمی آرد گندم گھر گھر ہوتی ہے، اب ایک مسجد جو نا تمام پڑی ہوئی ہے اس کی تعمیر میں آمدنی انجمن بہ اتفاق رائے ارکان انجمن صرف ہوسکتی ہے یا نہیں؟ (۱۷۱۲/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: آمدنی مذکور تعمیر مسجد میں صرف کرنا درست ہے۔فقط

مسجد کے واسطے وقف کیا ہوا روپیہ واپس لینا

سوال:(۷۲۶) بعض لوگوں نے کچھ روپیہ مسجد کی مرمت کے واسطے وقف کردیا تھا، اب اس روپے کو واپس لینا چاہتے ہیں لے سکتے ہیں یا نہیں؟ (۹۳۳/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: جب تک وہ روپیہ مرمت مسجد میں صرف نہیں ہوا شرکاء چندہ وعطاء کنندگان واپس لے سکتے ہیں، ابھی انہیں کی ملک ہے، روپیہ کا وقف تو ہوتا نہیں، لہٰذا قبل خرچ کرنے کے ملک مالکوں کی باقی ہے۔

عصری تعلیم یافتہ حضرات سے مسجد کے لیے چندہ لینا

سوال:(۷۲۷) ایک مسجد مرمت طلب ہے، اس لیے جملہ احباب نے اس میں چندہ دیا ہے، اور نواب سلطان احمد خاں صاحب وصاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب احمدی بیرسٹریٹ لاہائی کورٹ

(۱) الدرالمختار مع الشامی ۶/ ۵۰۷ کتاب الوقف ــ مطلبٌ استأجر دارًا فیها أشجارٌ .

(۲) الفتاویٰ الخانیة مع الهندیة ۳/ ۳۱۰، ۳۱۱ کتاب الوقف ــ فصلٌ فی الأشجار .

Maktaba Tul Ishaat.com

الٰہ آباد وغیرہ تعلیم یافتہ گان مدرسہ علی گڑھ بھی چندہ دینے کو آمادہ ہیں، بعض احباب کہتے ہیں کہ ان کا چندہ درست نہیں، بروئے شریعت خاص تعلیم یافتہ گان مدرسہ علی گڑھ کا چندہ لینے میں شرعًا کسی قسم کا حرج ہے یا نہیں؟ (۴/۱۳۳۵ھ)

الجواب: صاحبان مذکور سے چندہ لے کر مسجد میں لگانا درست ہے، ان لوگوں کا خیال غلط ہے جو کہتے ہیں کہ ان صاحبوں سے چندہ لینا درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

غرباء کے لیے جمع کیا ہوا چندہ مسجد میں لگانا

سوال: (۷۲۸) اگر وباء بخار میں اہل محلّہ سے چندہ جمع کیا کہ غرباء ومساکین کو کھانا کھلا دیں؛ بعد فراہمی چندہ امام مسجد نے کہا کہ اس روپے کو تعمیر مسجد میں لگا دو ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۱۵۸/۱۳۳۷ھ)

الجواب: اگر چندہ دینے والے اس پر راضی ہوں تو کوئی حرج نہیں۔ فقط

Maktaba Tul Ishaat.com

مسجد میں نامناسب مال صرف کرنے کا بیان

اپنے اور مشترک مال سے بنائی ہوئی مسجد کا حکم

سوال: (۷۲۹) ایک شخص مرگیا، اس کی زوجہ اور چند وارث اور بھی ہیں؛ لیکن اس کی زوجہ نے کسی وارث کو حصہ نہیں دیا، اور بیوہ نے اس مال وروپے سے جس میں وارثوں کا حق ملا ہوا ہے، مسجد پختہ تیار کرائی ہے اس مسجد میں نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟ (۱۶۱۸/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اس مسجد میں نماز ادا ہوجاتی ہے؛ لیکن خدا تعالی کے گھر میں ایسا مال مشتبہ اور مخلوط لگانا برا ہے، اور عنداللہ مقبول نہیں ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: **ولا یقبل اللّٰہ إلا الطیب** (۱) اب اس عورت کو چاہیے کہ جن جن کا حق اس کے ذمے ہے، اس کو ادا کرے یا معاف کرائے تاکہ وہ مؤاخذہ سے بری ہوجائے، اور مسجد بھی پاک وصاف ہوجائے۔ فقط

حج کے لیے جمع کیے ہوئے روپیوں سے مسجد بنانا

سوال: (۷۳۰) ایک عورت نے کچھ روپیہ لوگوں سے مانگ کر حج بیت اللہ کے لیے جمع کیا، اور کسی وجہ سے حج کو نہ جاسکی، اب وہ چاہتی ہے کہ اس روپے سے ایک مسجد بنادیوے تو یہ اس کو جائز ہے یا نہیں اور وہ مال پاک ہے یا نہیں؟ (۱۵۳۱/۱۳۳۵ھ)

الجواب: وہ روپیہ اس عورت کے ملک میں آگیا ہے، اگر اس روپے سے مسجد بناوے تو جائز ہے

---

(۱) عن أبی هریرة رضی اللّٰہ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: من تصدق بعدل تمرة من کسب طیب ولا یقبل اللّٰہ إلا الطیب فإن اللّٰہ یتقبلها بیمینه ثم یربیها لصاحبها کما یربی أحدکم فُلُوَّه حتی تکون مثل الجبل (الجامع الصحیح للبخاری ۱/۱۸۹ کتاب الزکاة. باب الصدقة من کسب طیب)

Maktaba Tul Ishaat.com

اس میں کچھ خبث نہیں ہے۔

نوٹ: احقر کو اس میں تامل ہے، اس لیے کہ جب روپیہ عورت کی ملک میں ایسے وقت آیا کہ حج پر قادر تھی تو حج اس کے ذمے فرض ہوگیا، اب اگر وہ حج خود نہیں کرسکتی تو حج بدل کرانا چاہیے، مسجد میں لگادیا تو حج بدل کرانا پھر اس کے ذمے رہے گا۔ بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

صدقۂ فطر و دیگر صدقات واجبہ کی رقم مدرسے کی تعمیر میں لگانا

سوال: (۷۳۱) مدرسے کی عمارت میں صدقۂ فطر کا روپیہ لگانا جائز ہے یا اس کے لیے دوسرا چندہ کیا جائے؟ بعض لوگ یہی چاہتے ہیں۔ (۱۸۶۸/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: فطرہ کا روپیہ تعمیر مدرسہ میں صرف کرنا درست نہیں ہے؛ کیوں کہ فطرہ وغیرہ صدقات واجبہ میں ''تملیک فقیر'' ضروری ہے، اور تعمیر میں صرف کرنے سے تملیک نہیں ہوسکتی، لہٰذا مدرسے کی تعمیر کے لیے علیحدہ چندہ کیا جائے، جیسا کہ بعض حضرات کی یہی رائے ہے، اور یہی صحیح ہے، اور صدقۂ فطر کا روپیہ طلبائے مدارس اسلامیہ کے اخراجات میں صرف کرنا چاہیے۔ فقط

قربانی اور عقیقہ کے چمڑوں کی قیمت اور دیگر صدقات واجبہ کو مسجد میں صرف کرنا

سوال: (۷۳۲).....(الف) آمدنی صدقات وخیرات وزکوٰۃ وزر چرم قربانی وعقیقہ وغیرہ مسجد میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ خواہ تعمیر ہو یا دیگر مصارف۔

(ب) آمدنی مذکور الصدر سے جو مسجد تعمیر ہو اس میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟ یعنی نماز کامل ہوتی ہے یا ناقص؟ یا کمی ثواب کے ساتھ؟

(ج) تعمیر مسجد میں کس قسم کا مال ہونا چاہیے؟ (۱۷۶۸/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: (الف-ج) زکوٰۃ و چرم قربانی و جملہ صدقات واجبہ کا تعمیر مسجد میں صرف کرنا بدون حیلۂ تملیک کے جائز نہیں، صدقات وخیرات نفلی مسجد میں صرف ہوسکتے ہیں ـــــ مسجد میں مال حلال لگانا چاہیے اور یہ اوپر معلوم ہوا کہ جس مسجد میں مال حرام لگا ہو اس میں نماز بکراہت ہوتی ہے، پس معلوم

Maktaba Tul Ishaat.com

ہوا کہ ثواب کم ہوجاتا ہے اصل نماز ادا ہوجاتی ہے۔شامی میں ہے: قال تاج الشريعة: أما لو أنفق في ذلك مالاً خبيثا أو مالاً سببه الخبيث والطيب فيكره، لأن الله تعالىٰ لا يقبل إلا الطيب، فيكره تلويث بيته بما لا يقبله (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

زکوۃ کا روپیہ مسجد کی تعمیر میں لگانا

سوال:(۷۳۳) ایک گروہ مسلمانوں کا غریب ہے، ان کی مسجد خام ہے بارش میں بہت ٹپکتی ہے، وہ لوگ بوجہ افلاس کے پختہ نہیں بنواسکتے، ایک شخص کے پاس زکوٰۃ کا روپیہ موجود ہے، وہ روپیہ مسجد میں صرف ہوسکتا ہے یا نہیں؟ (۱۳۴۰/۱۷ھ)

الجواب: زکوٰۃ کے روپیہ کو مسجد کی تعمیر میں لگانا درست نہیں ہے، یعنی اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اور پھر زکوٰۃ دینی پڑے گی، مگر ایک حیلہ جواز کا فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ وہ روپیہ زکوٰۃ کا اول کسی ایسے شخص کو دیا جائے جو مالک نصاب نہ ہو، پھر وہ شخص اپنی طرف سے اس روپے کو تعمیر مسجد میں صرف کردیوے یہ جائز ہے۔فقط

چرم قربانی کا روپیہ مسجد میں لگانا

سوال:(۷۳۴) ایک قدیم مسجد ویران پڑی ہوئی ہے، نمازی وہاں نہیں جاتے، اور بوسیدہ حالت میں ہے؛ بستی کے مسلمانوں نے ایک اور نئی مسجد بنوائی تو اس صورت میں پہلی مسجد کی مرمت زیادہ ضروری ہے یا اس نئی کو بنانا ضروری ہے؟ جماعت میں تفریق ہونے کا اندیشہ ہے اور چرم قربانی کا روپیہ مسجد کی تعمیر میں لگانا کیسا ہے؟ (۲۱۰۱/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: پہلی مسجد جو ویران پڑی ہے اس کی مرمت کرانا اور اس کو آباد کرنا جائز بلکہ ضروری ہے، اور یہ عذر کہ اس کے آباد ہونے سے جماعت ٹوٹ جائے گی یہ ایسا عذر نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے اس کو آباد نہ کیا جائے؛ البتہ قیمت چرم قربانی کا صرف کرنا تعمیر مسجد میں اور مرمت مسجد میں جائز نہیں ہے۔

چرم قربانی کی رقم مسجد کی ضروریات میں خرچ کرنا

سوال:(۷۳۵) اگر متولی مسجد کے پاس چرم قربانی کی رقم جمع ہو، اور وہ مسئلہ معلوم نہ ہونے

(۱) الشامي ۲/۳۷۳ كتاب الصلوة – مطلبٌ : كلمة لا بأس دليل على أن المستحب غيره الخ .

Maktaba Tul Ishaat.com

سے ضروریات مسجد میں اسی رقم (چرم) قربانی سے خرچ کرتا ہے؛ تو مسئلہ معلوم ہونے کے بعد مسجد کی خاص آمدنی سے وہ رقم خرچ کردہ (چرم) قربانی کی واپس کرے یا اپنے پاس سے ادا کرے؟ (۳۹۸/۱۳۳۸ھ)

الجواب: اپنے پاس سے ادا کرے۔ فقط

گورنمنٹ کے روپیوں سے مسجد کی مرمت کرانا

سوال: (۷۳۶) شاہ اکبر نے کسی جگہ پر ایک عظیم الشان مسجد تیار کردی ہے، فی الحال اس مسجد کے متولی ونمازی بوجہ افلاس وتہی دستی اس کی مرمت نہیں کرسکتے، لہٰذا گورنمنٹ اپنی خوشی سے اس مسجد کی مرمت کرانا چاہتی ہے خواہ تیس چالیس ہزار روپے صرف ہوں؛ کیا اس روپے سے مسجد کی مرمت کرانا جائز ہے؟ (۶۱۴/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ گورنمنٹ یہ روپیہ مسلمانوں کو دیدے، وہ اپنے طور سے اس کو مسجد کی مرمت میں صرف کردیں؛ بہرحال اگر گورنمنٹ نے اپنے طور سے بھی اس کی مرمت کرائی تو اس میں بھی گنجائش ہے۔ فقط

سوال: (۷۳۷) ایک قصبہ میں ایک مسجد ہے جو بہت شکستہ حالی میں ہے، اس کی مرمت کی استطاعت مسلمانوں میں نہیں ہے، موجودہ حالت میں اس کے جلد منہدم ہوجانے کا اندیشہ ہے؛ کیا اس کی مرمت کے لیے مسلمان گورنمنٹ سے درخواست کرسکتے ہیں؟ اور گورنمنٹ کا مسجد مذکور کی مرمت کرانا خلاف شرع تو نہ ہوگا؟ جب کہ تولیت اور اندرونی انتظام مسجد مذکور کا مسلمانوں ہی کے ہاتھ میں رہے گا، اور امور مذہبی اس میں حسب دستور جاری وبرقرار رہیں گے، اور مرمت کرانے سے گورنمنٹ کا کسی قسم کا قبضہ یا امور مذہبی میں مداخلت کا کوئی حق حاصل نہ ہوگا۔ (۶۱۸/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: اگر واقعہ یہی ہے جو کہ سوال میں مذکور ہے، اور گورنمنٹ کا سوائے مرمت اور درستی کے اور کچھ دخل مسجد مذکور کے انتظام میں نہ ہوگا تو گورنمنٹ سے مرمت کرانے میں کچھ حرج نہیں ہے۔

فوجی سرمائے سے بنائی ہوئی مسجد کا حکم

سوال: (۷۳۸) ایک مسجد جو پہلے فوجی مسلمانوں نے تعمیر اور آباد کی تھی جس میں جمعہ ہوا کرتا تھا،

Maktaba Tul Ishaat.com

اب بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ مسجد سرکاری ہے، اور فوجی سرمائے سے بنی ہے، لہٰذا جمعہ و جماعت اس میں جائز نہیں ہے؛ اس بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ (۲۶۲۴/۱۳۴۰ھ)

الجواب: نماز جمعہ وغیرہ اس میں ہوجاتی ہے کیونکہ ظاہر یہ ہے کہ تعمیر اس مسجد کی فوجی مسلمانوں نے کرائی ہوگی، اگرچہ زمین سرکار نے دی ہوگی۔ فقط

جو جائداد کسی پیر کے نام پر وقف کی گئی ہے اس کی آمدنی مسجد یا مدرسے میں خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟

سوال: (۷۳۹) کسی پیر یا بزرگ کے نام پر کوئی جائداد یا زمین وقف کی ہو تو اس کی آمدنی کہاں خرچ کرنی چاہیے؟ اور مسجد اور مدرسہ میں خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۶۱۹/۱۳۳۵ھ)

الجواب: واقف کی شرائط کا لحاظ ضروری ہے، پس جو مصرف واقف نے مقرر کیے ہوں اسی کے موافق ان ہی مصارف میں اس آمدنی کو خرچ کرنا چاہیے؛ بدون تصریح واقف کے مسجد اور مدرسہ میں خرچ نہیں کر سکتے شرائط الواقف کنص الشارع (۱) (شامی وغیرہ)

ریاء اور فخر کے طور پر دیا ہوا روپیہ مسجد میں لگانا

سوال: (۷۴۰) جب کوئی شخص کسی تقریب میں موافق رواج کے اپنی ہمشیرہ کے یہاں بھات لے کر آتا ہے، اور گاؤں والوں کو جمع کر کے دکھاتا ہے تاکہ لوگ تعریف کریں، اور سب مسجدوں میں ایک ایک دو دو روپیہ دیتا ہے، اس سے بھی یہی غرض ہوتی ہے کہ لوگ تعریف کریں؛ آیا مسجد کا متولی اس روپیہ کو مسجد میں خرچ کرے یا نہیں؟ یا اس کو واپس کر دیوے؟ (۲۴۸۶/۱۳۴۰ھ)

الجواب: اگر دینے والے کی نیت خالص نہ ہو بلکہ ریاء و فخر و سُمعہ کی ہو تو اس کو اس دینے میں ثواب نہ ہوگا، لیکن متولی مسجد کو اس روپے کا لینا اور مسجد میں صرف کرنا درست ہے اور اس کو واپس کرنا نہ چاہیے۔ فقط

---

(۱) الدر المختار و رد المحتار ۶/ ۵۰۸ کتاب الوقف ـ مطلبٌ: فی قولهم: شرط الواقف کنص الشارع .

Maktaba Tul Ishaat.com

بے نمازی یا کافر کی بنائی ہوئی مسجد کا حکم

سوال: (۷۴۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں: مسئلہ: اگر کوئی بے نمازی مسجد اپنے مال سے بنائے تو اس میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس میں نماز پڑھنے سے مسجد کے برابر ثواب ہوگا یا نہیں؟ اور اس مسجد کو حکم مسجد کا ہے یا دیگر مثل مکانات وغیرہ کا علیٰ ہذا کافر: نصرانی، ہندو، شیعہ کی بنائی ہوئی مسجد کا کیا حکم ہے؟ و نیز ان سب سے چندہ لینا کیسا ہے؟ (۴۰۰/۱۳۳۸ھ)

الجواب: بے نمازی کی بنائی ہوئی مسجد، حکم مسجد کا رکھتی ہے اور نماز اس میں درست ہے، اور نصرانی ہندو وغیرہ جن کے نزدیک مسجد کا بنانا کار ثواب نہ ہو ان کی بنا کردہ مسجد مسجد نہیں، اور اگر وہ اس کو کار ثواب سمجھتے ہوں تو مسجد ہو جائے گی اور (ان سب سے) چندہ لینا بھی درست ہے —— اور شیعہ کی بنائی ہوئی مسجد، مسجد ہے۔

مزاروں کی آمدنی سے مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: (۷۴۲) مزاروں میں جو لوگ روپیہ دیتے ہیں اس روپے سے مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۰۲/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: اگر کوئی جگہ مسجد کے لیے علیحدہ ہو، اور روپیہ دینے والے راضی ہوں تو وہ روپیہ مسجد کی تعمیر میں صرف ہو سکتا ہے۔

بیمار کے ہاتھ پر باندھا ہوا اور نذر کا روپیہ مسجد میں لگانا

سوال: (۷۴۳) اگر کوئی شخص اپنے مویشی کی بیماری میں یہ کہے کہ اگر یہ اچھا ہو گیا تو میں اتنی رقم اللہ کے نام پر دوں گا، تو وہ رقم مسجد میں لگ سکتی ہے یا نہیں؟ اور جو روپیہ بیمار کے ہاتھ پر باندھا جاتا ہے، وہ مسجد میں لگ سکتا ہے یا نہیں؟ (۲۰۱/۱۳۳۸ھ)

الجواب: وہ روپیہ خیرات کرنا چاہیے فقراء پر مسجد میں خرچ کرنا اس کا درست نہیں ہے، البتہ جو بہ صیغہ نذر نہ ہو جیسا کہ بیمار کے ہاتھ پر روپیہ باندھنا؛ تو اس کو اختیار ہے کہ مسجد میں لگائے یا محتاجوں کو دے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

قصابوں کا؛ ذبیحہ کی اجرت مسجد اور قبرستان میں دینا

سوال: (۷۴۴) ہمارے شہر میں ذبیحے کی اجرت کے متعلق باہم قصابوں میں یہ فیصلہ ہوا کہ نصف پیسہ مسجد میں لگایا جاوے، اور نصف قبرستان کے کام میں آوے، اور پہلے یہ پیسہ قبرستان کے فقیر کو دیا جاتا تھا؛ اس صورت میں کیا کرنا چاہیے؟ (۷۰۷/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: مسجد میں لگانا اس پیسے کا درست ہے، اور قبرستان میں صرف کرنا بھی درست ہے، جس طرح قصابان کی منشا ہو (جو کہ اس پیسے کو دیتے ہیں) ویسا کرنا چاہیے، جو فیصلہ برضائے باہمی ہوگیا ہے، اس میں شرعًا کچھ حرج نہیں ہے ایسا ہی کیا جاوے کہ نصف پیسہ مسجد میں صرف ہو اور نصف قبرستان کے کام میں آوے، یا اگر فقیر کو دینے کی رائے ہو تو اس کو دیا جائے۔ فقط

قرض لے کر مسجد بنوانے کا حکم

سوال: (۷۴۵).....(الف) قرض لے کر مسجد بنوانا درست ہے یا نہیں؟

(ب) مسجد کے بڑے بڑے گنبد اور منار بنوانا درست ہے یا نہیں؟ (۳۱۸/۱۳۴۵ھ)

الجواب: (الف) درست ہے (ب) درست ہے۔

جرمانے کا روپیہ مسجد میں لگانے کا حکم

سوال: (۷۴۶) پنچایت میں کسی شخص کو بوجہ جرم کے کہتے ہیں کہ بہ طریق جرمانہ دس یا بیس روپے مثلاً مسجد میں دے، ایسے روپے کو مسجد میں لگانا یا کنویں کی تعمیر میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟ (۷۵۷/۱۳۳۸ھ)

الجواب: جرمانہ شریعت میں درست نہیں ہے، لہٰذا بہ طریق جرمانہ اس مجرم سے جبرًا کچھ روپیہ لے کر مسجد و چاہ کی تعمیر میں لگانا درست نہیں ہے۔ فقط

نکاح خوانی کی اجرت مسجد میں دینا

سوال: (۷۴۷) اگر نکاح خواں اجرت نکاح اپنے مصرف میں نہ لائے؛ بلکہ مسجد کے تیل و چٹائی

Maktaba Tul Ishaat.com

میں صرف کرے تو جائز ہے یا نہیں؟(۱۰۹۹/۱۳۳۸ھ)

الجواب: خواہ اپنے کام میں لائے یا مسجد میں دیدے دونوں درست ہیں۔

بائسکوب اور سرکس کی آمدنی سے مسجد کی مرمت کرنا

سوال:(۷۴۸) بائسکوب وسرکس کی آمدنی سے مسجد کی مرمت وغیرہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۴۴/۳۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: مسجد کو ایسی ناجائز آمدنی سے محفوظ رکھنا چاہیے، **لأن اللّٰہ طیب لا یقبل إلا الطیب فیکرہ تلویث بیتہ بما لا یقبلہ** (۱) **انتھٰی ملخصًا من الشامی . فقط**

کسی پر بدفعلی کا شبہ ہو تو اس کا پیسہ مسجد میں لگانا کیسا ہے؟

سوال:(۷۴۹) ایک شخص کی حالت بہت خراب تھی بہت غریب آدمی تھا، روٹی تک کھانے کو نہیں ملتی تھی، اب چند روز سے اس نے ایک بنگالی بابو کے یہاں نوکری کرلی، جب سے اس کی یہ حالت ہے کہ کوئی مہینہ ایسا نہیں گذرتا کہ جس میں پانچ سو چھ سو روپے نہیں روانہ کرتا۔ معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ وہ بابو اس شخص سے بدفعلی کرتا ہے، اس وجہ سے وہ بابو اس کو روپیہ دیتا ہے اب وہ شخص ایک مسجد ہمارے گاؤں میں بنانا چاہتا ہے وہ روپیہ مذکورہ مسجد میں لگانے دیں یا نہیں؟(۲۷۵/۱۳۳۵ھ)

الجواب: ایسی افواہی خبروں سے شخص مذکور کی آمدنی پر حکم حرمت کا شرعًا نہیں ہوسکتا، اور وہ تعمیر مسجد کرنے سے نہیں روکا جاسکتا؛ البتہ اس کو یہ چاہیے کہ مسجد میں سوائے حلال مال کے نہ لگائے کیونکہ وارد ہوا ہے: **إنما یقبل اللّٰہ الطیب** (۲) یعنی اللہ تعالیٰ پاک کو ہی قبول کرتا ہے، اور دوسرے لوگ اس پر بدظنی نہ کریں **اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ** (۳) یعنی بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ فقط

---

(۱) الشامی ۳۷۳/۲ کتاب الصلوۃ . مطلبٌ: کلمۃ لا بأس دلیلٌ علی أن المستحب غیرہ .

(۲) عن أبی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: إن اللّٰہ طیبٌ لا یقبل إلا طیبًا .....(ص:۲۴۱ کتاب البیوع . باب الکسب وطلب الحلال)

(۳) سورۂ حجرات آیت:۱۲ ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

جھاڑو دینے والے مسلمان کا روپیہ مسجد میں لگانا

سوال:(۷۵۰)جب کہ تعمیر مساجد کے چندے میں یہاں کے خاکروب کلمہ گونمازی صوم وصلوٰۃ کے پابند مسلمان زرنقد خفیہ دے کرثواب لینے کے مستحق بننا چاہتے ہیں؛ آیا وہ چندہ ان لوگوں کا دیا ہوا لائق کارخیر میں لگادینے کے ہے یانہیں؟(۸۳۱/۱۳۳۵ھ)

الجواب: خاکروب مسلمان،نمازی، پابندصوم وصلوٰۃ کا چندہ مسجد میں لینااورصرف کرنا درست ہے،اور چندہ دینے والے خاکروب بے شک مستحق اجروثواب کے ہوں گے۔قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: اِنَّمَا یَعْمُرُمَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ الآیۃ (۱) وقال رسول اللّٰہ: من بنی للّٰہ مسجدًا بنی اللّٰہ لہ بیتًا فی الجنۃ(الحدیث)(۲) واضح ہوکہ خاکروبی کا پیشہ کرنا سبب اس کا نہیں کہ ان کا روپیہ مسجد میں نہ لگایا جائے؛ بلکہ جب وہ مسلمان ہیں اور نیک نیتی واخلاص سے مسجد کی امداد کریں تولاریب مستحق ثواب کے اور مستحق جنت کے موافق وعدہ اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول کے ہیں۔

دنگل کے ٹکٹ سے حاصل ہونے والا روپیہ مسجد میں لگانا

سوال:(۷۵۱)کشتی کے دنگل میں جوروپیہ ٹکٹ میں وصول اورجمع ہواس کومسجد میں لگانا جائز ہے یانہیں؟(۴۸۲/۱۳۳۸ھ)

الجواب: درست نہیں ہے کیونکہ جومال بہ طریق ناجائز اورمشتبہ حاصل کیا جائے،اس کومسجد میں لگانا ممنوع ہے، کمافی الشامی: قال تاج الشریعۃ: أمالوانفق فی ذلك مالاً خبیثًا أومالاسببہ الخبیث والطیب فیکرہ لأن اللّٰہ تعالٰی لایقبل إلا الطیب فیکرہ تلویث بیتہ بمالایقبلہ الخ (۳) (شامی ۱/۴۴۲) فقط

سوال:(۷۵۲)پہلوانوں کی کشتی دیکھنے والوں سے جوٹکٹ کی آمدنی ہوتی ہے،اس کوتعمیر مسجد میں صرف کرنا جائز ہے یانہیں؟(۱۹۷۶/۱۳۴۵ھ)

---

(۱) سورۂ توبہ آیت:۱۸۔

(۲) عن عثمان رضی اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: من بنی للّٰہ مسجدًا بنی اللّٰہ لہ بیتًا فی الجنۃ متفق علیہ(مشکاۃ ص:۶۸ باب المساجد ومواضع الصلوۃ، کتاب الصلاۃ)

(۳) الشامی ۲/۳۷۳ کتاب الصلاۃ ، مطلبٌ :کلمۃ لا بأس دلیل علی أن المستحب غیرہ .

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: ایسا روپیہ مسجد میں لگانا جائز نہیں، مسجد خدا کا گھر ہے، اس میں مال طیب ہی صرف کیا جاسکتا ہے، خبیث یا مشتبہ مال سے اس کی تعمیر نہیں ہوسکتی، لہو ولعب تماشوں اور کھیلوں کے ذریعہ سے مختلف مذہب کے لوگوں سے جو روپیہ وصول کیا گیا ہے کسب خبیث ہے، اور اسباب خبیثہ سے وصول کیا گیا ہے اس کا مصرف مسجد نہیں۔ **قال تاج الشريعة: أما لو أنفق فی ذلك مالا خبيثًا أو مالاً سببه الخبيث والطيب فيكره لأن اللّٰه تعالىٰ لا يقبل إلا الطيب فيكره تلويث بيته بمالا يقبله انتهى شرنبلالية (۱)(شامی) وفی الدرالمختار: أن الملاهی كلهاحرام الخ(۲)**

شورہ کی آمدنی کا روپیہ مسجد میں لگانا کیسا ہے؟

سوال: (۷۵۳) اگر شورہ کی آمدنی کا روپیہ مسجد کی مرمت میں لگانا چاہیں تو جائز ہوگا یا نہیں؟ (۱۲۱/۱۳۳۷ھ)

الجواب: شامی میں ہے: **قال تاج الشريعة: أما لو أنفق فی ذلك مالاً خبيثًا أو مالاً سببه الخبيث والطيب فيكره لأن اللّٰه تعالىٰ لا يقبل إلا الطيب فيكره تلويث بيته بما لايقبله الخ (۳)** اس روایت سے معلوم ہوا کہ حرام ومکروہ آمدنی مسجد میں لگانا ناجائز ہے، باقی سوال سے یہ معلوم نہیں ہوا کہ ''شورہ'' کی آمدنی سے کیا مراد ہے، اگر یہ مراد ہے کہ شورہ قلمی (۴) وغیرہ جو لوگ فروخت کرتے ہیں وہ آمدنی مسجد میں لگانا کیسا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ درست ہے، اور اگر یہ مراد ہے کہ آتش بازی وغیرہ میں جو شورہ بھرا جاتا ہے؛ اس کی آمدنی کا سوال ہے؛ تو وہ ناجائز ہے۔ فقط

ہڈی کی تجارت کے روپے سے تعمیر کرائی ہوئی مسجد میں نماز صحیح ہے

سوال: (۷۵۴) ایک شخص زید ہڈی کی تجارت کرتا تھا، اس تجارت کے روپے سے اس نے ایک

(۱) الشامی ۳۷۳/۲ كتاب الصلوة . مطلبٌ : كلمة لا بأس دليل على أن المستحب غيره.

(۲) الدرالمختار مع الشامی ۴۲۴/۹ كتاب الحظر والإباحة . قبل فصلٌ فی اللبس .

(۳) الشامی ۳۷۳/۲ كتاب الصلوة . مطلبٌ كلمة لا بأس دليلٌ على أن المستحب غيره .

(۴) شورہ قلمی: سفید رنگ کی چمک دار شش پہلو قلمیں ہوتی ہیں، جن کا مزہ شور ہوتا ہے اور منہ میں سردی محسوس ہوتی ہے..... شورہ قدرتی طور پر شورزمین کی سطح پر سفیدی کی شکل میں منجمد ہوتا ہے جس کو خاص ترکیب سے صاف کرلیتے ہیں الخ (کتاب الادویہ المعروف بہ مخزن مفردات ۲/ ۲۵۸)

Maktaba Tul Ishaat.com

مسجد تعمیر کرائی، اس مسجد میں نماز صحیح ہے یا نہیں؟ اس سے پہلے سائل گانجہ شراب افیون وغیرہ کی دکان کرتا تھا اس کا عدم جواز اور ممنوع ہونا سن کر فوراً دکان چھوڑ دی اور توبہ کی؛ شراب کی دکان کا سرمایہ مبلغ پانچ سو روپے اس کے پاس موجود ہیں، اس وقت جو سرمایہ اور روپیہ حلال اور ہڈی کی تجارت کا سائل کے پاس ہے اس میں وہ پانچ سو روپیہ شراب کا شامل ہوگیا ہے، اس کو کس طریقہ سے علیحدہ کیا جائے؟

الجواب: اس صورت میں جو مسجد زید نے ہڈی کی تجارت کے روپے سے تعمیر کرائی، وہ مسجد شرعی ہے اس میں نماز صحیح ہے، اور پانچ سو روپیہ جو شراب کی تجارت کا شامل ہوگیا ہے، وہ روپیہ علیحدہ کر کے اس کو فقراء و مساکین پر صدقہ کر دیا جائے، اور علیحدہ کرنے کی صورت یہ ہے کہ روپیہ موجودہ میں سے پانچ سو روپیہ یہ خیال کر کے علیحدہ کرے کہ یہ روپیہ بہ معاوضہ اس روپیہ کے ہے جو قیمت شراب کا شامل ہوگیا ہے، اور اس کو علیحدہ کر کے صدقہ کر دے۔ فقط

ہندو اور مسلمان کا مخلوط چندہ مسجد میں لگانا

سوال: (۷۵۵) کچہری وغیرہ میں کوئی بکس رکھ دیا جاوے، اس میں ہر شخص ہندو مسلمان پیسہ ڈال دے تو ایسی مخلوط آمدنی کا صرف کرنا مسجد میں جائز ہے یا نہیں؟ (۱۹۴۹/۱۳۴۰ھ)

الجواب: ایسی رقوم مختلفہ کا مسجد میں خرچ کرنا درست ہے۔

حرام آمدنی سے خریدی ہوئی اشیاء مسجد میں دینا مکروہ ہے

سوال: (۷۵۶) اگر زید انگریزی باجا کی آمدنی سے فرش، دری اور دیواری گھڑی خرید کر مسجد میں دے تو اس فرش پر نماز پڑھنا اور اس گھڑی کا مسجد میں رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۵۶۹/۱۳۴۰ھ)

الجواب: شامی میں ہے: **قال تاج الشريعة : اما لو انفق فی ذلك مالاً خبيثًا او مالاً سببه الخبيث والطيب فيكره لأن الله تعالىٰ لا يقبل الا الطيب فيكره تلويث بيته بما لا يقبلهٗ** (۱) پس معلوم ہوا کہ آمدنی حرام سے مسجد میں اشیاء مذکورہ لانا اور رکھنا اور دینا مکروہ ہے اور نماز اگرچہ ادا ہو جاتی ہے مگر مکروہ ہے **كما فی ارض المغصوبة** .فقط

(۱) ردالمحتار ۲/۳۷۳ كتاب الصلوٰة – مطلبٌ : كلمة لابأس دليلٌ على أن المستحبّ غيره الخ.

Maktaba Tul Ishaat.com

مخلوط اور مشتبہ مال کا مسجد میں لگانا درست نہیں

سوال: (۷۵۷) زید ایک شخص طوائف زادہ ہے، اور اس کی کمائی مشتبہ ہے، ستار وغیرہ بجا کر جمع کی ہے، اس کا روپیہ مسجد کی ضروریات میں صرف ہوسکتا ہے یا نہیں؟ (۴۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: مسجد میں اور مسجد کی ضروریات میں حلال و پاک پیسہ لینا چاہیے، اور لگانا چاہیے، ناپاک اور مشتبہ آمدنی مسجد میں نہ لگائی جاوے؛ پس زید کی آمدنی چوں کہ مشتبہ ہے، اور مخلوط ہے حلال وحرام سے؛ لہٰذا مسجد کے صرف میں نہ لائی جاوے۔

سوال: (۷۵۸) ایک شخص سوداگری کرتا ہے، خاص کر انگریزی اشیاء کی، اور اس کی آمدنی مختلف ذرائع سے ہے، مثلاً بنگلوں کے کرائے کی آمدنی ہو، اور ٹھیکہ بھی لیتا ہو، مگر دکان میں علاوہ بہت سے سامان تجارت کے خنزیر یا سور کا گوشت اور ہر قسم کی ولایتی شراب بھی فروخت کرتا ہو، اور سود بھی لیتا ہو، اور تصویر، تاش، کھلونے اور باجے کی قسم کی چیزیں بھی فروخت کرتا ہو، اور یہی شخص مسجد کے کسی حصہ کی مرمت یا کنویں کی مرمت یا مدرسہ اسلامیہ کے خرچ کے لیے کچھ روپے دینا چاہتا ہے، اس شخص کی آمدنی میں سے ان کاموں میں روپیہ لگانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر اس شخص کا روپیہ ان کاموں میں لگ گیا ہو تو کیا خرابی واقع ہوگی؟ اور اشیاء مذکورہ میں سے کون سی چیزوں کی بیع وشراء منع ہے؟ (۲۰۳۷/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: خنزیر کا گوشت و چربی وغیرہ اور شراب ہر قسم کی، ان سب اشیاء کی بیع وشراء قطعًا حرام ہے، اور بعض صورتوں میں باطل ہے، اور تصویر اور تاش وغیرہ محرمات کی خرید وفروخت بھی ناجائز ہے، بہر حال آمدنی اس شخص کی مخلوط ہے حرام وحلال سے، لہٰذا جو کچھ وہ صدقہ کرے مساکین کو اس کا لینا درست ہے، اور مدارس وغیرہ میں طلبہ کے خرچ میں لانا بھی درست ہے، مسجد میں ایسا مشتبہ مال نہ لگانا چاہیے، یہ گناہ اس دینے والے کو ہوگا، اور اس مسجد میں نماز درست ہے، اور اس کنویں سے پانی پینا درست ہے۔

حلال وحرام آمدنی والے شخص کی بنائی ہوئی مسجد میں نماز پڑھنا

سوال: (۷۵۹) ایک محلّہ میں ایک مسجد بہت پرانی ہے، اور ہمیشہ سے نماز جمعہ اس میں ہوتی ہے، اب ایک سود خوار تاجر نے ایک نئی مسجد تیار کرائی ہے، اور چاہتا ہے کہ جمعہ کی نماز اسی میں ادا کی جاوے؛

Maktaba Tul Ishaat.com

اس صورت میں جمعہ کون سی مسجد میں پڑھا جاوے؟ اور جو مسجد سود کے روپے سے بنی ہے؛ اس میں نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور وہ شخص سود خوار تجارت بھی کرتا ہے۔(۷۶/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: سود کے روپے سے اگر مسجد بنی ہو تو نماز اس میں مکروہ ہے؛ لیکن جس شخص کی آمدنی تجارت سے بھی ہو تو یہ سمجھا جاوے گا کہ اس نے مسجد میں تجارت کی آمدنی کا روپیہ لگایا ہے، اس میں نماز صحیح ہے، اور نماز جمعہ دونوں مسجدوں میں سے جس میں چاہیں پڑھیں چاہے دونوں میں پڑھیں؛ یہ بھی درست ہے، بہتر یہ ہے کہ صرف ایک جگہ جمعہ ہو، جس مسجد میں گنجائش زیادہ ہو اور حلال مال سے بنی ہو بہ اتفاق رائے اس میں سب جمعہ پڑھیں، اختلاف باہمی برا ہے۔ **قال فی الشامی: أما لو أنفق فی ذٰلك مالاً خبیثًا أو مالاً سببه الخبیث والطیب فیکره لأن اللّٰه تعالیٰ لایقبل إلا الطیب فیکره تلویث بیته بمالایقبله الخ**(۱) فقط

حلال روپے سے مسجد کو دوبارہ تعمیر کرنے سے سابقہ خباثت دور ہو جاتی ہے

سوال:(۷۶۰) کسی طوائف نے عطیہ زمین مشرک میں مسجد تعمیر کی، بعد انتقال طوائف بوجہ انقضائے مدت مدید، مسجد مذکورہ کا نام ونشان نہ رہا؛ ورثائے مشرک اس کو لاوارث اور افتادہ دیکھ کر مکرر قابض ہوئے، بعد ازاں ایک مسلمان نے ورثائے مشرک کو کچھ روپیہ دے کر ان سے زمین موصوفہ کا قبالہ لکھالیا، اور بذات خود از سر نو مسجد تعمیر کی تو صورت مسئولہ میں وہ مسجد ہوگئی یا نہیں؟ اور نماز ادا کرنے والوں کی نمازیں اکمل طور پر ادا ہوں گی یا کچھ نقصان رہے گا؟(۱۵۷۴/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: صورت مسئولہ میں جو دوبارہ تعمیر مسجد کی کسی مسلمان نے بذات خود حلال روپے سے کی، اب وہ برائی جو پہلے طوائف کی آمدنی حرام سے تعمیر کرانے میں اس میں آئی تھی باقی نہیں رہی، نماز اس میں بلا کراہت صحیح ہے، اور وہ مسجد ہوگئی ہے؛ بے تامل مسلمان اس میں نماز ادا کریں، اور اس کو آباد کریں کہ اجر عظیم اس پر مرتب ہے۔ **قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَاللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَآتَی الزَّکٰوةَ وَلَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ الآیة** (۲) کوئی مشرک اگر اپنی زمین مسجد کے

(۱) ردالمحتار ۳۷۳/۲ کتاب الصلوٰة – مطلبٌ : کلمة لا بأس دلیلٌ علی أن المستحبّ غیره الخ .
(۲) سورۂ توبہ آیت:۱۸ ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

لیے دیدے، اور کوئی ایک مسلمان یا چند مسلمانان جن کو وہ زمین مشرک نے دی، اس زمین کو وقف کردیں تو وہ وقف ہوجاتی ہے، اور مسجد ہوجاتی ہے اور وقف کرنا زمین کا مسجد کے لیے طوائف کی طرف سے بھی صحیح ہے؛ یعنی وہ وقف صحیح ہے، باقی تعمیر کی جو برائی تھی وہ تبدیل سے رفع ہوگئی، اور اگر اصل زمین میں بھی کچھ خباثت بوجہ طوائف کی ملک کے آئی تھی تو وہ بھی اب دوبارہ قبالہ لکھانے سے رفع ہوگئی؛ بہرحال حالت موجودہ میں وہ مسجد ہے اور نماز اس میں صحیح ہے۔

مخلوط آمدنی والے کا یہ اقرار کرنا کہ ''میں نے حلال مال سے چندہ دیا ہے'' معتبر ہے یا نہیں؟

سوال: (۷۶۱) ایک بستی میں ایک مسجد عرصہ ہوا کہ بہ ذریعہ تحصیل چندہ کے تعمیر کرائی گئی، اور برابر جماعت قائم ہوتی رہی، اب بالتحقیق یہ بات معلوم ہوئی کہ بعض بعض چندہ دہندہ ایسے بھی ہیں جن کا مال مخلوط تجارت اور کاشت کاری اور سود کی آمدنی سے ہے، مگر انہوں نے عندالتفتیش اقرار کیا کہ زر چندہ مال حلال سے دیا گیا ہے؛ اب یہ مسجد حکم مسجد میں ہے یا نہیں؟ اور چندہ دہندہ کا قول معتبر ہوگا یا نہیں؟ (۲۶۱۶/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: مسجد مذکور حکم مسجد میں ہے، اور ایسی صورتوں میں جس کی آمدنی مخلوط ہے حلال اور حرام سے، بلا دریافت بھی اس کا صدقہ و ہدیہ قبول کرنا درست ہے؛ کیوں کہ مسلمان کی طرف گمان یہی کرنا چاہیے کہ وہ حلال سے صدقہ کرتا ہے، سوال کرنے اور تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اور جب کہ بعد سوال اور تحقیق وہ بھی یہی اقرار کرتا ہے کہ میں نے مال حلال سے دیا ہے تو بناء علی الاصل وہ مال حلال سمجھا جاوے گا۔ الحاصل اس مسجد کے مسجد ہونے میں کچھ تردد نہیں ہے۔

سوال: (۷۶۲) ایک ہندو مسلمان ہوگیا اور مسلمان ہونے سے پہلے سود لیا کرتا تھا مگر بعد میں ترک کردیا، اور ایک طوائف سے عقد کرلیا، اور کپڑے کی تجارت اپنے روپے سے کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ میرا مال طوائف کے مال سے علیحدہ ہے؛ لیکن اس کی اور کوئی شہادت نہیں ہے؛ اس کا قول اس بارے میں معتبر ہے یا نہیں؟ اور اس سے تعمیر مسجد میں چندہ لینا اور اس کی بنوائی ہوئی جائے نماز پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲۱۰/۳۹-۱۳۴۰ھ)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: اس بارے میں اس کے قول کا اعتبار کر کے اس سے چندہ لینا اور مسجد کی تعمیر میں صرف کرنا درست ہے، اور نماز اس مسجد میں درست ہے، اور اس جائے نماز پر نماز پڑھنا جائز ہے۔ فقط

حرام کمائی والے کا روپیہ مسجد کے چندے میں مخلوط ہو گیا ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال: (۷۶۳) عمر کو مرمت مسجد وغیرہ کے لیے چندہ جمع کرنا تھا، اس میں ایک روپیہ میراسی یا ہیجڑے کا شامل ہو کر وصول شدہ چندہ میں مخلوط ہو گیا ہے، معلوم ہونے پر اگر اس روپیہ کو واپس کیا جاوے؛ تو اس وصول شدہ رقم میں سے ایک روپیہ واپس دیا جاوے یا خاص وہی روپیہ جو میراسی وغیرہ سے وصول ہوا تھا وہی دیا جاوے؟ (۱۱۶۹/۱۳۳۵ھ)

الجواب: اگر بوجہ حرام کمائی سے ہونے کے اس کا روپیہ واپس کیا جاوے؛ تو ایک روپیہ واپس کر دیا جاوے، اسی روپے کی تخصیص نہیں ہے جو اس نے چندہ میں دیا تھا۔ فقط

حرام آمدنی سے خریدی ہوئی جائداد کو کارِ خیر میں صرف کرنا

سوال: (۷۶۴) ایک مسماۃ پیشہ ناجائز کرتی تھی، اور اب عرصہ پندرہ سولہ سال سے اس نے پیشہ ترک کر دیا ہے، اور دکانداری سے اپنے اوقات گذارتی ہے؛ اب وہ اپنی جائداد کسی کارخیر میں صرف کرنا چاہتی ہے؛ یعنی مسجد یا مدرسہ میں؛ یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۱۱۵۴/۱۳۳۵ھ)

الجواب: جو جائداد اس نے حرام آمدنی سے خریدی ہے اس کو کسی کارخیر مسجد اور مدرسہ وغیرہ میں صرف کرنا درست نہیں ہے۔ (۱)

مسجد کے غسل خانے و نالی وغیرہ میں حرام مال لگانے کا حکم

سوال: (۷۶۵) انبالہ چھاؤنی میں ایک رنڈی ہے، وہ چاہتی ہے کہ میں اپنے مال حرام کو کسی کار

(۱) قال تاج الشريعة: أما لو أنفق فی ذلك مالاً خبيثًا أو مالاً سببه الخبيث و الطيب فيكره لأن اللّٰه تعالٰی لا يقبل إلا الطيب فيكره تلويث بيته بما لا يقبله اهـ (ردالمحتار ۳۷۳/۲ كتاب الصلوة. مطلبٌ: كلمة "لا بأس" دليل على أن المستحب غيره)

Maktaba Tul Ishaat.com

خیر میں صرف کروں؛ آیا وہ مال کسی کارِ خیر میں لگ سکتا ہے یا نہیں؟ ایک شخص کہتا ہے کہ غسل خانہ و پیشاب کی نالی بن سکتی ہے؛ یہ صحیح اور درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۶۵/۱۳۴۳ھ)

الجواب: ایسے مشتبہ اور حرام مال کا حکم یہ ہے کہ جب ان کو جن سے وہ مال لیا گیا ہے یا ان کے ورثہ کو واپس ہونا دشوار ہو تو اس کو فقراء و مساکین پر صدقہ کیا جائے، مسجد میں یا مسجد کے متعلق نالی میں اور غسل خانے میں لگانا اس کا جائز نہیں ہے۔

سود کے روپیوں سے بنائی ہوئی مسجد میں نماز ادا کرنا

سوال: (۷۶۶)..... (الف) اگر کوئی سود کا روپیہ مسجد کی تعمیر میں خرچ کرتا ہے تو اس مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(ب) اگر چند (آدمی) مل کر باہم مسجد تعمیر کرائیں اور ان میں سے اس مسجد تعمیر شدہ کو ایک شخص اور شریکوں کے نام وقف کر دے تو یہ وقف درست ہے یا نہیں؟ (۱۶۴۴/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: (الف) نماز ادا ہو جاتی ہے مگر مکروہ ہے۔

(ب) مسجد، اللہ کے لیے وقف ہونی چاہیے نہ بقیہ شرکاء کے لیے۔ فقط

سود خوار کے چندے سے مسجد میں ٹین ڈالنا

سوال: (۷۶۷) ولایتی لوگ سود کا لین دین کرتے ہیں، اور سوائے سود خواری کے دوسرا روزگار ان کا نہیں ہے، ان کے چندے سے مسجد کے صحن میں ٹین ڈالنا جائز ہے یا نہیں؟ (۳۴۲۹/۴۶-۱۳۴۷ھ)

الجواب: اگر مسجد میں ضرورت ہے تو سامان مسجد ٹین وغیرہ قرض روپیہ لے کر خرید لیا جائے، پھر قرض میں ولایتی لوگوں کا روپیہ دیدیا جائے، اور ان کے روپے سے قرض ادا کر دیا جائے۔ فقط

سودی قرض لے کر کاروبار کرنے والوں سے پتھر خرید کر مسجد میں لگانا

سوال: (۷۶۸) دو شخص قوم کنچن تجارت کرتے ہیں، اور روپیہ ایک مہاجن سے سودی قرض لے

Maktaba Tul Ishaat.com

کرتجارت میں لگا رکھا ہے، ان سے فرش مسجد کے لیے چوکے پتھر کے خریدے ہیں، ان کا لگانا مسجد میں جائز ہے یا نہیں؟ (۱۱۶۹/۱۳۳۵ھ)

الجواب: وہ چوکے پتھر کے مسجد میں لگانا درست ہے۔

بینک سے سود لے کر مسجد کے لیے جائداد خریدنا

سوال: (۷۶۹) ایک مسجد جس کے ساتھ کچھ جائداد وقف ملحق ہے، اس کا متولی جائداد کی فاضل آمدنی سے ایک اور جائداد مسجد مذکور کے لیے خریدتا ہے، مگر مسجد کا فاضل روپیہ اس جائداد کی قیمت ادا کرنے کے لیے کافی نہیں ہے، اس لیے باقی روپیہ ایک بینک سے سود پر لیا ہے، خواہ رقم سود مسجد کی آمدنی سے یا مسلمان چندہ کر کے ادا کریں؛ آیا شرعاً اس طرح جائداد بڑھانے کی اجازت ہے یا نہیں؟ (۱۲۵۷/۱۳۳۵ھ)

الجواب: اس طرح سے اجازت نہیں ہے۔

رہن کے عوض یا سود پر قرض لے کر مسجد کی مرمت کرانے کا حکم

سوال: (۷۷۰) سودی روپیہ قرض لے کر مسجد کی مرمت کرانا جائز ہے یا نہیں؟ یا زمین رہن رکھ کر قرض لے کر مرمت مسجد کرانا جائز ہے یا نہیں؟ (۳۹۹/۳۵-۱۳۳۶ھ)

الجواب: سودی قرض لینا یا زمین رہن رکھ کر قرض لینا جس میں مرتہن زمین مرہونہ سے نفع اٹھائے اگرچہ گناہ ہے، مگر وہ روپیہ جو قرض لیا گیا حلال ہے، مرمت مسجد میں صرف کرنا اس کا درست ہے۔ فقط

مسجد کی تعمیر میں سود کا روپیہ لگانے کا حکم

سوال: (۷۷۱) تعمیر مسجد میں سود کا روپیہ اور شراب کے ٹھیکہ کی آمدنی کا روپیہ لگانا جائز ہے یا نہیں؟ اور غسل خانہ و دیوار احاطہ میں لگانا کیسا ہے؟ (۱۲۲۱/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: مسجد میں مال حلال لگانا چاہیے سودی آمدنی کا روپیہ اور شراب کی ٹھیکے داری کی آمدنی کا روپیہ مسجد میں لگانا حرام و ممنوع ہے، اسی طرح متعلقات مسجد مثل غسل خانہ و دیوار احاطہ وغیرہ میں صرف کرنا اس کا حرام ہے، یہ سب کام مال حلال سے ہی ہونے چاہئیں۔ **قال تاج الشریعة: أما لو**

Maktaba Tul Ishaat.com

أنفق فی ذلك مالاً خبیثاً أومالاً سببه الخبیث والطیب فیکره لأن اللّٰه تعالی لایقبل إلاالطیب فیکره تلویث بیته بما لایقبله (۱)

سوال:(۷۷۲) سود لینے والے کا پیسہ مسجد میں لگانا اوراس کے گھر کا کھانا درست ہے یانہیں؟ (۱۳۳۳-۳۲/۲۴۸ھ)

الجواب: اس کا نہ کھانا درست ہے اور نہ مسجد میں لگانا درست ہے۔

سوال:(۷۷۳) جو مسجد سود کے روپے سے بنوائی جائے اور زمین مسجد سود کے روپے سے خریدی جائے؛ اس میں نماز درست ہے یانہیں؟ (۱۳۴۷-۴۶/۱۷۷ھ)

الجواب: مسجد میں سود کی آمدنی کا روپیہ لگانا اور مشتبہ مال لگانا مکروہ اور ممنوع ہے۔ شامی میں ہے: قال تاج الشریعة: أما لو أنفق فی ذٰلك مالاً خبیثًا أو ما لا سببه الخبیث والطیب فیکره لأن اللّٰه تعالیٰ لا یقبل إلا الطیب فیکره تلویث بیته بما لا یقبله شرنبلالیة(۲)(شامی۱/۴۴۲) باقی نماز اس میں ادا ہوجاتی ہے، اور وہ جگہ وقف ہوگئی، اور مسجد ہوگئی اور مال حرام لگانے کی وجہ سے جو گناہ ہوا اور وہ مسجد مال حرام سے ملوث ہوئی اس کی تطہیر اور ارتفاع کراہت ومعصیت کی یہ صورت کی جائے کہ جس قدر مال اس مسجد میں صرف ہوا ہے اس قدر مال حلال اس کے عوض فقراء پر صدقہ کردیا جائے اور توبہ کی جائے۔ فقط

شراب کی آمدنی سے مسجد تعمیر کرنا

سوال:(۷۷۴) ایک شخص مسلمان نے جس کا پیشہ شراب کا ہے ایک مسجد کی بنیاد ڈالی، کچھ دیوار بھی تیار ہوئی، تب اس طرف کے علماء نے اس کو منع کیا کہ تمہارا مال پاک وطاہر نہیں ہے، اس نے مسجد بنانا چھوڑ دیا اور کچھ دنوں بعد مرگیا، اس کے لڑکے نے وہ مسجد عدم تعمیر شدہ ایک دوسرے کو ہبہ کردی، وہ قرض لے کر اس مسجد میں صرف کرتا ہے؛ یعنی اس کی تعمیر میں، اور اپنے پیشہ کی کمائی سے وہ قرض ادا کرتا ہے؛ اس صورت سے مسجد بنانا جائز ہے یانہیں؟ (۱۳۳۴-۳۳/۸۲۵ھ)

الجواب: شامی میں ہے: قال تاج الشریعة: أمالو أنفق فی ذلك مالاً خبیثًا أومالاً سببه

(۱) الشامی ۲/۳۷۳ کتاب الصلوة – مطلبٌ : کلمة لا بأس دلیلٌ علی أن المستحبَّ غیره إلخ .
(۲) حوالۂ سابقہ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الخبیث والطیب فیکرہ لأن اللّٰہ تعالیٰ لایقبل إلا الطیب فیکرہ تلویث بیتہ بما لا یقبلہ الخ (۱) حاصل اس کا یہ ہے کہ مسجد میں مال خبیث یا مخلوط خبیث وطیب سے لگانا مکروہ ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ پاک وحلال مال ہی کو قبول فرماتا ہے؛ پس مکروہ ہے اس کے گھر کو ملوث کرنا اس مال سے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قبول نہ فرماوے۔ فقط

سوال: (۷۷۵).....(الف) ایک شخص نے شراب کی آمدنی سے ایک مسجد بنائی، اور کسی قدر دیوار مسجد کی بلند کی، جب اس کو معلوم ہوا کہ ایسے روپے سے مسجد بنوانا درست نہیں تو اس مسجد کو ناتمام چھوڑ دیا، اور اس کا انتقال بھی ہوگیا، اب وہ زمین اس کے ورثہ کی ملک ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اور بیع وہبہ اس کا درست ہے یا نہیں؟ یا وہ مسجد کے حکم میں ہے؟ مسجد اس وقت میں ناتمام اور غیر محفوظ ہے۔

(ب) اگر کوئی شخص ورثائے بانی سے اس مسجد کو خرید کر از سر نو تعمیر کرادے تو درست ہے یا نہیں؟

(ج) اگر کسی شخص نے بذریعہ تجارتِ شراب روپیہ حاصل کیا، اور اس محصولہ سے تجارت غلہ اور کپڑے کی کرتا ہو؛ تو اس روپے سے وہ شخص مسجد بنا سکتا ہے یا نہیں؟ بہ صورت عدم جواز اگر وہ دوسرے شخص کے پاس سے قرض لے کر مسجد بناوے، اور پھر اپنے پاس کے روپے سے قرض ادا کردے تو ایسی صورت سے مسجد بنانا درست ہے یا نہیں؟ (۱۰۲۰/۳۲-۱۳۳۳ھ)

الجواب: (الف) مسجد میں حلال مال خرچ کرنا چاہیے، اور تعمیر مسجد حلال اور طیب مال سے کرنی چاہیے، حرام مال سے تعمیر مسجد کرنا حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے: **ولایقبل اللّٰہ الا الطیب (الحدیث)** (۲) شامی میں ہے: **قال تاج الشریعۃ: أمالو أنفق فی ذٰلك مالاً خبیثًا أومالاً سببہ الخبیث والطیب فیکرہ لأن اللّٰہ تعالیٰ لا یقبل إلا الطیب فیکرہ تلویث بیتہ بمالا یقبلہ الخ** (۳) پس چاہیے کہ اس قدر دیواروں کو جو مال حرام اور خبیث سے تیار ہوئی ہیں، اٹھا کر حلال مال سے

(۱) الشامی ۳۷۳/۲ کتاب الصلوۃ . مطلبٌ کلمۃ لا بأس دلیلٌ علی أن المستحب غیرہ .

(۲) عن أبی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: من تصدق بعدل تمرۃ من کسب طیب ولا یقبل اللّٰہ إلا الطیب فإن اللّٰہ یتقبلھا بیمینہ ثم یربیھا لصاحبھا کما یربی أحدکم فُلُوَّہ حتی تکون مثل الجبل (الجامع للبخاری ۱۸۹/۱ کتاب الزکوۃ – باب الصدقۃ من کسب طیب)

(۳) الشامی ۳۷۳/۲ کتاب الصلوۃ . مطلبٌ: کلمۃ لا بأس دلیلٌ علی أن المستحب غیرہ

Maktaba Tul Ishaat.com

اس مسجد کو تعمیر کریں، اور حفاظت اس مسجد کی ضروری ہے، بیع اور ہبہ کرنا اس کا صحیح نہیں ہے، اور وارثوں کی ملک میں نہیں آسکتی اَلْوَقْفُ لا يُمْلَكُ وَلا يُمَلَّكُ (الدرمع الرد ۴۲۱/۶ كتاب الوقف) مسئلہ مشہور ہے۔

(ب) یہ تو اوپر معلوم ہوا کہ بیع وہبہ اس کا ناجائز ہے، باقی اگر اس حیلے سے کوئی شخص ورثہ کے قبضہ سے اس کو نکال کر از سر نو تعمیر کراوے، اور تکمیل کردے تو یہ بہت اچھا ہے اور کار ثواب ہے۔

(ج) پہلی صورت ناجائز ہے، البتہ اگر قرض لے کر مسجد بنادیوے تو یہ جائز ہے، پھر اگر اس قرض کو حرام آمدنی سے ادا کیا تو یہ گناہ اس کے ذمے ہوگا، بہرحال مسجد میں ایسے حیلوں سے بھی حرام روپیہ نہ لگاوے۔

جو شخص شراب کا ٹھیکہ لیتا ہے اس کا مسجد کے واسطے اینٹیں دینا

سوال: (۷۷۶) ایک شخص شراب کا ٹھیکہ لیتا ہے، اور زمین داری و کاشت کاری اور دکانداری وغیرہ بھی کرتا ہے؛ اس سے مسجد کے واسطے اینٹوں کا سوال کیا گیا، اس نے کہا کہ ہم حلال پیسے سے ایک لاکھ اینٹ مسجد کے واسطے تیار کرا کر مسجد میں دیں گے؛ وہ اینٹ مسجد میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟

(۱۶۵۸/۱۳۳۵ھ)

الجواب: وہ خشت (اینٹ) مسجد میں لگانا درست ہے۔(۱)

جو شخص خنزیر وغیرہ کا ٹھیکہ لیتا ہے اس کے روپیہ سے مسجد کا شامیانہ بنانا

سوال: (۷۷۷) ایک مسجد میں شامیانہ کی تیاری کے لیے کچھ چندہ کیا گیا تھا، ابھی تیار نہیں ہوا تھا کہ ایک مسلمان نے (جو خنزیر وغیرہ کا ٹھیکہ لیتا ہے) کہا کہ شامیانہ اس چندے کے روپے سے نہ بناؤ،

(۱) وفی الهندية : ولا يجوز قبول هدية أمراء الجور ، لأن الغالب في مالهم الحرمة إلا إذا علم أن اكثر مالهٖ حلالٌ بأن كان صاحب تجارة أو زرع فلابأس بهٖ ، لأن أموال الناس لا تخلو عن قليل حرامٍ فالمعتبر الغالب وكذا أكل طعامهم (الفتاوى العالمغيرية ۳۴۲/۵ كتاب الكراهية الباب الثانى عشر فى الهدايا والضيافات)

Maktaba Tul Ishaat.com

میں اپنے روپے سے بنائے دیتا ہوں، بعض لوگوں نے کہا کہ یہ روپیہ اچھا نہیں ہے خنزیر کے ٹھیکہ کا ہے؛ لیکن ایک مولوی صاحب نے کہا کہ کچھ حرج نہیں ہے، الحاصل اسی ٹھیکہ دار کے روپیہ سے شامیانہ بنایا گیا، اس شامیانے کا مسجد میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟ اور جس نے اس روپیہ سے بنوایا اس کے لیے کیا حکم ہے؟ (۵۸۰/۱۳۳۵ھ)

الجواب: ان شامیانوں کو مسجد میں نصب کرنا حرام ہے، اور جس نے اس کو تجویز کیا گنہگار ہوا وہ توبہ کرے، حدیث شریف میں ہے: إن اللّٰہ طیب لایقبل إلاالطیب (۱) اور شامی میں ہے: قال تاج الشریعة: أما لو أنفق في ذٰلك مالاً خبیثًا أو مالاً سببه الخبیث والطیب فیکره (ای تحریمًا) لأن اللّٰہ تعالٰی لایقبل إلا الطیب فیکره تلویث بیته بمالا یقبله اهـ شرنبلالیة (۲) اور ظاہر ہے کہ خبیث مال سے تیار شدہ شامیانہ میں تلویث المسجد بمالا یقبله (۲) حاصل ہے، لہٰذا مکروہ تحریمی ہے جو کہ بہ معنی حرام کے ہے۔

سرکاری چوری کا سامان مسجد میں لگانا

سوال: (۷۷۸) کیا فتویٰ دیتے ہیں علماء کرام واولی العظام مسئلہ ذیل کی نسبت:

آج کل جن جن جنگل پر سرکار کے قبضے ہو چکے ہیں ان میں بعض پر تو سرکار نے جبراً قبضے کر لیے ہیں، اور بعض آبادی کے تعلق سے خارج تھے جو کہ ہر قسم کی لکڑی پر مشتمل ہیں، اعنی: دیار چڑ، بیاڑ وغیرہ ہر ایک لکڑی کاٹنے کا جرم سرکار نے علیحدہ علیحدہ مقرر کر دیا ہے، خصوصًا ''دیار'' کی سخت سزا قانونی مقرر ہوئی؛ اب ایک شخص نے ''بیاڑ'' کو بالا جازت اور ''دیار'' کو بغیر اجازت کاٹ کر مسجد بنائی؛ اب اس مسجد کے صحن میں تختے مسروقہ بچھائے گئے، خصوصًا بلاد کشمیر کی مسجدیں مقطوع بغیر اجازت (بغیر اجازت کاٹی ہوئی لکڑیوں سے) بنائی جاتی ہیں؛ اب علمائے کرام کی خدمت میں نہایت مؤدبانہ گذارش ہے کہ ایسی مسجدوں میں نماز جواز یا عدم پر مبنی ہے یا کراہت پر؟ بینوا بحوالات الکتاب (۵۷۵/۴۴-۱۳۴۵ھ)

الجواب: ایسی لکڑیوں کا مسجد میں لگانا کراہت سے خالی نہیں من حیث الشرع قطعًا احتیاط

(۱) عن أبی هریرة رضی اللّٰہ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم إن اللّٰہ طیب لا یقبل إلا طیّبًا الحدیث (مشکاة المصابیح ص: ۲۴۱ کتاب البیوع-باب الکسب وطلب الحلال)

(۲) الشامی ۳۷۳/۲ کتاب الصلوة- مطلبٌ: کلمة لا بأس دلیل علی أن المستحب غیره.

Maktaba Tul Ishaat.com

کے خلاف ہے؛ پس اس صورت میں حکم یہ ہے کہ جو مسجدیں پہلے بنوائی جا چکی ہیں ان میں تو نماز پڑھی جاوے، مگر آئندہ کے لیے ایسے معاملہ میں پوری احتیاط کی ضرورت ہے؛ کیونکہ اس قسم کے جنگلوں اور بنوں کی جن سے یہ لکڑیاں کاٹی گئی ہیں شرعًا دو حیثیتیں ہیں: ان کی نمایاں حیثیت یہ ہے کہ بوجہ استیلائے کفاران پر ان کی ملکیت تسلیم کی جائے، جیسا کہ کتب فقہ میں تصریح ہے کہ **وإذا غلبوا على أموالنا والعياذ بالله واحرزوها بدارهم ملكوها ..... ولنا أن الاستيلاء ورد على مال مباح فينعقد سببًا للملك الخ** (۱) (هدايه ربع ثانی) تو اس لحاظ سے یہ تصرفات ملک غیر میں سمجھے جائیں گے جس کا عدم جواز ظاہر ہے، علی الخصوص ایسی حالت میں کہ اس کے مرتکبین قانونی مجرم ٹھہرائے گئے۔

اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ ایسی چیزیں استیلاء کے تحت آتی ہی نہیں؛ کیونکہ جو اشیاء پہلے ہی استیلاء سے خارج تھیں ان پر غلبہ کفار کے وقت بھی استیلاء متصور نہیں ہے، بہر کیف احتیاط اس میں ہے کہ مساجد پر ایسا مشتبہ مال صرف نہ کیا جائے، کتب فقہ میں تصریح ہے کہ جس مال میں خبیث اور طیب دونوں کا احتمال ہے اس کا مسجد میں لگانا مکروہ ہے، **كما في الشامي: قال تاج الشريعة: أما لو أنفق في ذلك مالا خبيثًا أو مالاً سببه الخبيث والطيب فيكره لأن الله تعالىٰ لا يقبل إلا الطيب فيكره تلويث بيته بما لا يقبله انتهى** (۲) فقط

جرمانے کا روپیہ مسجد میں لگانا درست نہیں

سوال: (۷۷۹) ایک شخص نے کسی عورت غیر سے زنا کاری کی، اور بعد معلوم ہونے کے اس پر جماعت کے لوگوں نے اس زنا کے بدلے میں کچھ جرمانہ کیا یا کسی قسم کا فساد دنیاوی جماعت میں آپس میں ہو، اور جماعت کے لوگوں نے کسی شخص پر کچھ اس کے بدلے میں جرمانہ کیا ہو تو وہ پیسہ مسجد میں خرچ کرنا یا مسجد تعمیر کرنا یا وضو کے پانی وغیرہ میں صرف کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور مسجد میں کون سا پیسہ صرف کرنا چاہیے؟ اس کا خلاصہ معہ حوالہ کتاب معتبر اور آیات واحادیث سے لکھنا۔ **جزاكم الله خير الجزاء** (۳۴۸/۲۹-۱۳۳۰ھ)

الجواب: مسجد میں حلال پیسہ لگانا چاہیے **قال عليه الصلوٰة والسلام: إن الله طيب لايقبل**

(۱) الهداية ۵۸۱/۲ كتاب السير – باب استيلاء الكفار .

(۲) الشامي ۳۷۳/۲ كتاب الصلوة – مطلبٌ: كلمة لا بأس دليلٌ على أن المستحب غيره .

Maktaba Tul Ishaat.com

إلا الطيب (۱) اور جرمانہ کرنا چوں کہ شرعاً ناجائز ہے پس ایسا مال جرمانے کا بدون رضامندی واجازت مالک کے، مسجد میں لگانا یا وضو کے پانی میں صرف کرنا درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: (۷۸۰) اگر پنچ کسی زانی کو زنا کی وجہ سے جرمانہ کرے تو اس جرمانے کو نیک کام مثلاً مسجد کی تعمیر وغیرہ میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۹/۳۵۵-۱۳۳۰ھ)

الجواب: جرمانہ مالی کرنا شریعت میں جائز نہیں ہے پس جو روپیہ پیسہ جرمانے میں لیا جاتا ہے مالک کو واپس کرنا چاہیے اور وہ اپنی خوشی سے تعمیر مسجد وغیرہ میں لگا دیوے تو جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شراب فروش نے جس مسجد کی تعمیر ناتمام چھوڑ دی تھی اس کے انتقال کے بعد اس کے ورثاء کا مسجد کے لیے اس کو ہبہ کرنا

سوال: (۷۸۱) ایک آب کار (شراب فروش) نے مقام شیخ پورہ میں ایک مسجد کی بنیاد ڈالی، جب کچھ دیوار اس مسجد کی بلند ہوئی تو اس آب کار کو معلوم ہوا کہ شراب کی تجارت کے روپے سے مسجد بنوانا درست نہیں ہے تو اس آب کار نے مسجد بنوانا چھوڑ دیا؛ چنانچہ وہ مسجد زمانہ دراز تک ناتمام رہی، اس عرصہ میں اس آب کار کا بھی انتقال ہوگیا، اب ایک آب کار نے اس مسجد ناتمام کو من جملہ املاک متروکہ متوفی کے سمجھ کر اس کے ورثہ سے بذریعہ ہبہ حاصل کیا، اور قرض لے کر اس کو تمام اور مکمل کیا تو اس کو مسجد کا حکم ہوا یا نہیں؟ اور اس میں نماز پڑھنے سے مسجد کا ثواب ملے گا یا نہیں؟ (۳۳/۸۷۰-۱۳۳۴ھ)

الجواب: اصل مسجد؛ زمین ہے اگر زمین کو مسجد کے لیے وقف کر دیا گیا یا وہ پہلے سے مسجد کے لیے وقف تھی تو وہ مسجد شرعی ہوگئی، دیواروں اور چھت کا مال مشتبہ وحرام سے بنانا مسجد کی مسجدیت کو باطل نہیں کرتا، اگرچہ یہ درست نہیں ہے کہ مسجد کی تعمیر میں مال حرام مشتبہ لگایا جائے۔ **كمافي الشامي: قال تاج الشريعة: أما لو أنفق في ذلك مالاً خبيثًا أومالاسببه الخبيث و الطيب فيكره لأن الله تعالىٰ لايقبل إلا الطيب فيكره تلويث بيته بمالايقبله الخ** (۲) بہرحال یہ تو ممنوع ہے کہ مسجد کی تعمیر مال

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله طيب لايقبل إلا طيبًا الحديث (مشكاة المصابيح ص:۲۴۱ كتاب البيوع – باب الكسب وطلب الحلال)

(۲) الشامي ۲/۳۷۳ كتاب الصلوة. مطلبٌ كلمة لا بأس دليلٌ على أن المستحب غيره.

Maktaba Tul Ishaat.com

حرام ومشتبہ سے کی جائے، تعمیر کرنے والا اس صورت میں گناہ گار ہے اور تعمیر اس کی مقبول نہیں ہے؛ لیکن مال حرام لگانے کی وجہ سے مسجد کا مسجد ہونا باطل نہیں ہوتا؛ پس اگر وہ زمین مورث مسجد کے لیے وقف کر چکا تھا تو تصرف وارث کا اس میں جائز نہیں اور ہبہ صحیح نہیں ہوا، اور اگر مورث نے وہ زمین ابھی وقف نہیں کی تھی اور نہ وہ پہلے سے مسجد کے لیے وقف تھی، اور پھر اس نے اپنا ارادہ بدل دیا اور مسجد کی بناء اس بناء پر موقوف کی تو پھر وارث کا ہبہ کرنا صحیح ہوگیا؛ لیکن موہوب لہ کا اس کو مسجد بنانا اور قرض لے کر تعمیر کرنا صحیح ہوگیا، بہرحال اب وہ مسجد شرعی ہوگئی اور اس میں نماز پڑھنے سے مسجد کا ثواب ملے گا قال فی الدرالمختار: ومحله المال المتقوم الخ أی بشرط أن یکون عقارًا أومنقولاً فیه تعامل الخ (۱) (شامی) ورکنه الأ لفاظ الخاصة کأرضی هذه صدقة موقوفة مؤبدة الخ(۱)(درمختار)فقط

طوائف کا اپنی جائداد مسجد کے لیے وقف کرنا

سوال:(۷۸۲) اگر کسی طوائف کو ترکہ میں وراثۃً کوئی جائداد پہنچی ہو، اور اس کا بھی پیشہ طوائف کا ہو، اور مرنے سے پانچ چھ برس قبل اپنے سب گناہوں سے تائب ہوکر مرید ہوئی ہو، اپنی جائداد کو جو اس کو وراثۃً ترکہ میں پہنچی ہے اس کو اس نے مسجد میں وقف کردیا ہے؛ یہ وقف صحیح ہے یا نہیں؟ اور اس کی آمدنی مسجد میں صرف ہوسکتی ہے یا نہیں؟(۲۳۳۹/۱۳۳۷ھ)

الجواب: چونکہ وقف مذکور صحیح ہے اس لیے آمدنی اس کی مسجد میں صرف کرنا درست ہے، جیسا کہ شامی جلد ثالث کتاب الوقف میں ہے: قوله وشرطه شرط سائر التبرعات. أفاد أن الواقف لابد أن یکون مالکًا له وقت الوقف ملکًا باتا ولو بسبب فاسد —— إلی إن قال —— وصح وقف ماشراه فاسدًا بعد القبض وعلیه القیمة للبائع الخ (۲)

طوائف کے مال سے مسجد بنانا

سوال:(۷۸۳) ایک طوائف کے پاس ناچ اور گانے کی آمدنی کا روپیہ جمع ہے، آیا وہ اس روپے سے مسجد بنواسکتی ہے اور حج کو جاسکتی ہے یا نہیں؟(۲۱۷۱/۳۲-۱۳۳۳ھ)

(۱) الدر والرد ۶/۴۰۹ کتاب الوقف . قبل مطلبٌ قد یثبت الوقف بالضرورة .

(۲) ردالمحتار ۶/۴۱۰ کتاب الوقف ـ شرائط الوقف .

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: آمدنی مذکور حرام آمدنی ہے، حکم ایسے مال کا شرعًا بصورت معلوم نہ ہونے مالکوں کے یہ ہے کہ فقراء پر صدقہ کر دیا جاوے، اور ثواب اس صدقہ کا مالکوں کو ہوگا، مسجد بنوانا ایسے حرام مال سے درست نہیں ہے، اور ایسے مال سے حج کرنا درست نہیں اور ثواب حج کا نہیں ہوتا، اور حدیث شریف میں ہے: **لا یقبل اللّٰہ الا الطیب** (۱) یعنی اللہ تعالیٰ پاک مال ہی کو قبول کرتا ہے۔

طوائف کا مال مسجد اور دیگر کار خیر میں لگانا

سوال: (۷۸۴) ان عورتوں سے جن کا پیشہ بجز زنا کاری اور ناچ گانے کے دوسرا نہیں ہے، چندہ اور آرد چٹکی (مٹھی بھر آٹا) جو روزمرہ ان کے یہاں سے بطور خیرات نکالا جاتا ہے، اس کو لے کر اغراض ذیل میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟

تعمیر مساجد و آبادی وغیرہ، تربیت یتامی، تجہیز و تکفین اموات لاوارث، علمائے اسلام کی دعوت۔

(۱۱۲۷/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: ایسے روپیۂ حرام کو مساجد میں صرف کرنا درست نہیں ہے، فقراء و یتامی وغیرہ بعض حالتوں میں ایسے روپے کا مصرف ہیں؛ یعنی جب کہ مالکوں پر رد کرنا متعذر ہو؛ پس حاصل یہ ہے کہ اول تو ایسا روپیہ و آرد (آٹا) نہ لیا جائے، اور اگر لیا جائے تو اس کو مسجد کے صرف میں نہ لایا جائے، فقراء و مساکین پر صرف کیا جائے۔ فقط

طوائف کا اپنی کمائی سے مکان خرید کر مسجد کی ضروریات کے لیے وقف کرنا

سوال: (۷۸۵) ایک طوائف نے اپنی حرام کمائی سے ایک مکان خرید کیا، اور یہ لکھ کر کہ اس کی آمدنی مصارف مسجد میں خرچ کی جائے، چند اشخاص معتمد کو سپرد کر دیا، اور ان کو بیع و رہن کا اختیار نہیں کیا، ایسے مکان کی آمدنی مسجد کے اخراجات میں صرف کرنا شرعًا درست ہے یا نہیں؟ (۲۷۹۵/۱۳۳۷ھ)

---

(۱) عن أبی هریرة قال : قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم : إن اللّٰه طیبٌ لا یقبل إلاطیبًا .....
(ص:۲۴۱ کتاب البیوع . باب الکسب وطلب الحلال)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: وقف کی صحت کے لیے یہ ضروری ہے کہ واقف اس مکان موقوفہ کا مالک ہو، اگر چہ بہ طریق بیع فاسد مالک ہوا ہو جیسا کہ شامی (جلد ثالث کتاب الوقف) میں ہے: **قولہ وشرطه شرط سائر التبرعات أفاد أن الواقف لابد أن يكون مالكًا له وقت الوقف ملكًا باتا ولو بسبب فاسد الخ** (۱) پس یہ ظاہر ہے کہ جب اس طوائف نے اپنی حرام آمدنی سے اس مکان کو خریدا وہ اس مکان کی مالک ہوگئی، کیونکہ رکن بیع پایا گیا جو کہ **مبادلة المال بالمال بالتراضي** ہے، پس جب کہ وہ مالک اس مکان کی ہوگئی اگر چہ طریق فاسد سے ہوئی؛ تو وقف کرنا اس کا اس مکان کو اخراجات مسجد کے لیے صحیح ہوگیا، اور آمدنی اس کی ضروری ہے کہ اخراجات مسجد میں صرف کی جائے **كما هو حكم الأوقاف**۔ فقط

طوائف کی بنائی ہوئی مسجد کا حکم

سوال: (۷۸۶) ایک مسجد ایک موضع میں ایک طوائف کی تعمیر کردہ ہے، اور تا ہنوز اس مسجد کے متولی اس طوائف کے اعزّہ ہی ہیں، اور اہل موضع نے اس میں نماز پڑھنی ترک کردی ہے، جس کی وجہ سے اب وہ بالکل ویران ہے؛ ایسی صورت میں اس مسجد کو بہ زر چندہ اس طوائف کے اعزّہ سے لینا جائز ہے یا نہیں؟ نیز حالت موجودہ میں نماز پڑھنا اس مسجد میں جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳۰۵/۱۳۴۳ھ)

الجواب: اس میں شک نہیں کہ اللہ کے راستے میں وقف کرنے کے لیے کسب حلال اور مال طیب کی ضرورت ہے، واقف کو چاہیے کہ کسب حلال کو وقف کرے، خصوصًا مسجد جیسی متبرک شئے کے لیے تو اور بھی احتیاط کی ضرورت ہے؛ لیکن صحت وقف کے لیے اس کی شرط نہیں، بناءً علیہ کسی طوائف کا مسجد تعمیر کرا کر اس کو وقف کردینا صحیح ہوا، خصوصًا جب کہ یقینی طور پر یہ بھی معلوم نہیں کہ مسجد مذکور کسب حرام ہی سے تیار کرائی ہو، **قال في الدر المختار: وشرطه شرط سائر التبرعات**، شامی نے اس کے تحت میں نقل کیا ہے: **أفاد أن الواقف لابد أن يكون مالكًا له وقت الوقف ملكًا باتًا ولو بسبب فاسد** (۲) بہر حال جب کہ وقف مذکور صحیح ہوگیا تو اب وہ ہمیشہ رہے گا: **لأن الوقف لايجوز إلا مؤبدًا** (۳) خصوصًا مسجد کے متعلق تو صاف صاف تصریحات موجود ہیں کہ جو ایک مرتبہ مسجد ہوچکی قیام

(۱) الشامي ۶/۴۱۰ كتاب الوقف ـ شرائط الوقف .

(۲) الدر مع الشامي ۶/۴۱۰ كتاب الوقف . شرائط الوقف .

(۳) الفتاوى الخانية مع الهندية ۳/۳۰۵ كتاب الوقف . فصل في مسائل الشرط في الوقف .

Maktaba Tul Ishaat.com

قیامت تک مسجد ہی رہے گی۔البحرالرائق میں ہے: وقال أبو یوسفؒ: هو مسجد أبدًا إلى قيام الساعة لايعود ميراثًا ولا يجوز نقله ونقل ماله إلى مسجد آخر سواء كانوا يصلون فيه أولا وهو الفتوىٰ كذا في الحاوى القدسي وفي المجتبىٰ وأكثر المشائخ على قول أبي يوسفؒ ورجح في فتح القدير قول أبي يوسفؒ بأنه الأوجه (۱) اورشامی میں ہے: أن الفتوىٰ على قول أبي يوسف في تأبيد المسجد (۲) الحاصل جب کہ یہ تعمیر کردہ مسجد ایک مرتبہ مسجد ہوچکی تو اب کسی کو نہ اس کے فروخت کرنے کا اختیار ہے نہ خریدنے کا، لوگوں کو چاہیے کہ اس میں نماز پڑھیں، اور اس کو آباد کریں، اگر دوسری مسجد بنانی ہے تو علیحدہ چندہ کرکے کسی دوسری زمین میں بنائی جائے۔

سوال: (۷۸۷) ایک طوائف نے ایک مسجد اپنے مال سے بنوائی تھی جس پر عالموں نے فتوی دیا کہ اس مسجد میں نماز جائز نہیں ہے، اب وہ مسجد ویران پڑی ہے، طوائف اس کو فروخت کرسکتی ہے یا نہ؟ اور مسلمان اس کو خرید سکتے ہیں یا نہ؟ (۳۲/۱۴۴۳-۱۳۳۳ھ)

الجواب: اگر زمین اس مسجد کی پہلے سے وقف تھی، اور طوائف نے صرف تعمیر اس کی اپنے مال سے کرائی ہے تو اس کے ملبے کو اٹھا کر زمین کو خالی کردیا جاوے، اور مال حلال چندہ وغیرہ سے اس کو تعمیر کرالیا جاوے، وہ زمین مسجد کی فروخت نہیں ہوسکتی، اور یہ صورت بھی اس میں بہ حالت موجودہ نماز جائز ہونے کی ہوسکتی ہے کہ اس ملبے کی لاگت طوائف کو دیدی جائے؛ یعنی جس قدر اس نے صرف کیا ہے وہ اس کو مسلمان دیدیں پھر نماز اس میں صحیح ہے۔فقط

سوال: (۷۸۸) ایک فاحشہ عورت نے اپنی ناپاک کمائی سے ایک مسجد بنائی تھی، کچھ عرصہ آباد رکھ کر اس کو معطل کردیا گیا، اور اب تک معطل ہے اب اس کو دارالطلبہ یا دارالکتب کے لیے استعمال میں لانا درست ہے یا نہ؟ (۴۴/۶۱۹-۱۳۴۵ھ)

الجواب: وہ مسجد ہوگئی تھی، اب اس کو دائماً مسجد رکھنا ضروری ہے، اور بہ شکل دارالطلبہ ودارالکتب بنانا درست نہیں ہے۔لأن الفتوىٰ على تأبيد المسجد(الشامي۶/۴۲۹ كتاب الوقف)قوله وشرطه شرط سائر التبرعات أفاد أن الواقف لابد أن يكون مالكًا له وقت الوقف ملكًا باتًا

(۱) البحر الرائق ۵/۴۲۱ كتاب الوقف . فصلٌ في أحكام المساجد .

(۲) الشامي ۶/۴۲۹ كتاب الوقف – مطلبٌ فيما لو خرب المسجد أو غيره .

Maktaba Tul Ishaat.com

ولو بسبب فاسد الخ (۱)(**شامی کتاب الوقف**)اس سے معلوم ہوا کہ ملک فاسد کا وقف کرنا بھی صحیح ہے، پس جب کہ وہ جگہ وقف ہوگئی تو مسجد ہوگئی، اور مسجد کو ہمیشہ مسجد رکھنا ضروری ہے۔فقط

زنا کی آمدنی سے حاصل کردہ جائداد وزیورات کو مسجد کے لیے وقف کرنا

سوال:(۷۸۹)ایک عورت نے کسب زنا سے کچھ جائداد اور سونے چاندی کے زیورات حاصل کیے، اگر وہ اپنی جائداد اور زیورات کو مسجد پر وقف کردے تو جائز ہے یا نہیں؟(۱۳۴۷-۴۶/۱۱۳۴ھ)

الجواب: جائداد مذکورہ کو اگر مسجد پر وقف کیا جائے تو وہ وقف صحیح ہے۔جیسا کہ شامی میں ہے کہ ''اگر مالک جائداد بہ ملک فاسد بھی مالک ہوا ہو تو وقف کرنا اس کا صحیح ہے'' الفاظ اس کے یہ ہیں: **ولو بملك فاسد الخ** (۲)پس اس صورت میں مسجد کی ضروریات میں آمدنی ان مکانات موقوفہ کی خرچ کرنا درست ہے، اور زیورات کو فروخت کرکے اس کی قیمت سے بھی مکان وزمین خرید کر مسجد پر وقف کردی جائے، اور پھر تمام آمدنی وقف کی مسجد میں خرچ کی جائے۔فقط

زنا کی آمدنی سے تعمیر کی ہوئی مساجد میں نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

سوال:(۷۹۰).....(الف)جو مساجد زنا کے خرچ سے تیار کی گئی ہوں ان میں نماز درست ہے یا نہیں؟

(ب)ان مساجد کی بابت شرعًا کیا حکم ہے؟ نیز مساجد کے ساتھ زمین بھی وقف کی گئی ہے تو اس کی پیداوار کھانا جائز ہے یا ناجائز؟(۱۳۳۴-۳۳/۱۹۶۳ھ)

الجواب:(الف)ان مساجد میں نماز پڑھنا ایسا ہے جیسا کہ غصب کی زمین میں نماز پڑھنا، نماز ہوجاتی ہے مگر مکروہ ہے۔فقط

---

(۱) الشامی ۶/۴۱۰ کتاب الوقف . شرائط الوقف .

(۲) حوالۂ سابقہ ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(ب) وقف ہوجاتی ہیں، اور وہ مساجد ہوجاتی ہیں مگر حرام روپیہ لگانے والا ان میں گناہ گار ہوتا ہے، اور پیداوار کا کھانا ان اراضی کا بلا ادائے بدل اچھا نہیں ہے۔

سوال: (۷۹۱) ایک مسجد رنڈیوں نے تعمیر کرائی تھی، اب مسلمانان دیہہ آباد کرنا چاہتے ہیں، اس مسجد میں نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ پہلے آپ کا فتوی جواز کا آیا تھا جس پر غیر مجوزین معترض ہیں؛ آیا اس میں نماز صحیح ہے یا نہیں؟ (۱۰۷۴/۱۳۳۷ھ)

الجواب: قال فی الشامی: قوله وشرطه شرط سائر التبرعات، أفاد أن الواقف لابد أن يكون مالكًا له وقت الوقف ملكًا باتًّا ولو بسبب فاسد الخ (۱) اس سے معلوم ہوا کہ اگر سبب فاسد کے ساتھ بھی کوئی شخص مالک کسی زمین کا ہو، اور اس کو وقف کردے تو وہ زمین وقف ہوجائے گی، سو اگر اس زمین کو مسجد کے لیے وقف کیا جائے گا تو وہ زمین مسجد ہوجائے گی اور یہ بھی حکم شرعی ہے کہ مسجد میں مال حلال صرف کرنا چاہیے، اور مال حرام صرف کرنا مسجد میں حرام ہے، حدیث شریف میں ہے: إن اللّٰه طيب لايقبل إلا الطيب (الحديث) (۲) اور شامی میں ہے: قوله ولو بماله الحلال، قال تاج الشريعة: أما لو أنفق في ذلك مالا خبيثًا أو مالاً سببه الخبيث والطيب فيكره لأن اللّٰه تعالٰى لايقبل الا الطيب فيكره تلويث بيته بمالا يقبله الخ (۳) (شامی ۱/۴۴۲) حاصل یہ ہے کہ وہ مسجد جس میں مال حرام صرف ہوا ہو تو حکم اس کا یہ ہے کہ مال حرام صرف کرنے والے کے حق میں یہ امر موجب کراہت ومعصیت ہے؛ لیکن نماز پڑھنے والوں کو کچھ گناہ نہیں ہے ان کی نماز ادا ہوجاتی ہے کیونکہ جب وقف صحیح ہوگیا تو وہ مسجد ہوگئی۔ فقط

زنا کی آمدنی سے ادا کیا ہوا کرایہ مسجد میں صرف کرنا

سوال: (۷۹۲) مسجد کے مکان موقوفہ میں کرایہ دار ایک زانیہ عورت ہے، اور زنا کی آمدنی سے وہ کرایہ ادا کرتی ہے، اس روپے کو مسجد میں صرف کرنا چاہیے یا نہیں؟ (۳۶۰/۱۳۴۳ھ)

---

(۱) الشامی ۶/۴۱۰ كتاب الوقف . شرائط الوقف .

(۲) عن ابی هريرة رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم إن اللّٰه طيبٌ لا يقبل إلا طيبًا (الحديث) (المشكاة، ص:۲۴۱ باب الكسب وطلب الحلال كتاب البيوع)

(۳) الشامی ۲/۳۷۳ كتاب الصلوة، مطلبٌ كلمة لا بأس دليلٌ على أن المستحب غيره .

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: امام صاحب کے مذہب کے موافق یہ اجارہ صحیح ہے اور کرایہ اس کا حلال ہے، اور صاحبین ایسے اجارہ کو مکروہ فرماتے ہیں؛ لیکن آمدنی کرایہ مذکورہ ان کے نزدیک بھی حرام نہیں ہے؛ البتہ کچھ کراہت اور خباثت ضرور ہے اس لیے مسجد میں صرف کرنا اس کا اچھا نہیں ہے۔

ہیجڑے کی آمدنی مسجد یا عیدگاہ میں لگانا

سوال: (۷۹۳) ایک ہیجڑا یعنی گانے بجانے والا اپنے مال مکسوبہ سے عیدگاہ تیار کراتا ہے، اس میں عامۂ مسلمین کی نماز درست ہے یا نہیں؟ (۱۸۷۰/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: حرام آمدنی کے روپے سے مسجد اور عیدگاہ کی مرمت و درستی نہ کرائی جائے۔

ہندو یا بھنگی چمار کا مال مسجد میں لگانا درست ہے

سوال: (۷۹۴) ہندو اور بھنگی کے مال سے مسجد تعمیر کرانا جائز ہے یا نہیں؟ (۲۲۷/۳۳-۱۳۳۴ھ)

الجواب: ہندو کا مال یا بھنگی چمار کا مال ـــــ اگر وہ دیں ـــــ مسجد میں لگانا درست ہے، اگرچہ وقف کرنا ان کا مسجد کو درست نہیں؛ لیکن اگر بطور چندہ کفار مذکورین کا مال مسجد میں لگایا جائے تو درست ہے۔

مسجد میں لگے ہوئے مال کا غیر طیب ہونا گواہوں سے ثابت نہیں ہوسکتا

سوال: (۷۹۵) جو مسجد مال غیر طیب سے بنی ہو تو مال غیر طیب ہونے کے ثبوت میں کس قدر گواہ کی ضرورت ہے؟ بینوا توجروا۔ (۵۳۰/ ۱۳۳۸ھ)

الجواب: یہ امر قضاء اور شہادت سے متعلق نہیں ہے، پس اگر کوئی شخص کہے کہ میرا مال حلال وطیب ہے تو کسی گواہی سے وہ مال غیر طیب قرار نہ دیا جائے گا اور کوئی شہادت اس کے مقابلہ میں مسموع نہ ہوگی؛ کیونکہ قضاء سے اس کا کچھ تعلق نہیں ہے۔ فقط

سوال: (۷۹۶) جو عورت فاحشہ ہو گو قبل اس کے منکوحہ رہی ہو تو وہ تعمیر مسجد کرائے، اس کا مال

Maktaba Tul Ishaat.com

طیب تصور ہوگا یا غیر طیب؟ غیر طیب ہونے کے ثبوت میں گواہ معتبر ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۳۳۸/۵۳۳ھ)

الجواب: جب کہ وہ عورت پہلے منکوحہ بھی رہی ہو، اور اس کو آمدنی طریق حلال سے بھی حاصل ہوئی ہو تو یہ گمان کرنا صحیح نہیں ہے کہ اس نے مسجد کی تعمیر میں حرام مال لگایا ہوگا؛ بلکہ یہی گمان کرنا چاہیے کہ اس نے مال حلال مسجد میں لگایا ہوگا؛ کیونکہ مسلمان اللہ کے گھر میں مال حرام نہیں لگاتا —— اور مال کا غیر طیب ہونا گواہوں سے ثابت نہیں ہوسکتا۔ فقط

مندر کا چندہ مسجد میں صرف کرنا

سوال: (۷۹۷) ایک مندر کے لیے مبلغ چالیس روپے ماہوار چندہ ہوتا ہے، اس میں سے مبلغ دس روپے بہ اجازت چندہ دہندگان مسجد میں صرف ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ (۱۳۴۰/۱۲۸۵ھ)

الجواب: رقم مذکور کا مسجد میں صرف کرنا درست ہے۔

مسجد کے کبوتروں کو بیچ کر ان کی قیمت مسجد میں صرف کرنا

سوال: (۷۹۸) کبوتروں کا گونجس ہے یا نہیں؟ اور مسجد میں جو کبوتر رہتے ہیں ان کو فروخت کر کے ان کی قیمت اسی مسجد میں صرف کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۵/۸۹۵ھ)

الجواب: کبوتروں کی بیٹ پلید نہیں ہے، اور مسجد کے کبوتروں کو پکڑ کر فروخت کر کے مسجد میں اس قیمت کو صرف کرنا درست ہے۔ فقط

دباغت کے بغیر مردار کے چمڑے کی خرید وفروخت کرنا اور اس تجارت سے جو نفع ہو اس کو مسجد یا عیدگاہ میں صرف کرنا

سوال: (۷۹۹) مردار کے چمڑے کی خرید وفروخت جائز ہے یا نہیں؟ اور اس تجارت سے جو نفع ہو اس کو مسجد یا عیدگاہ میں صرف کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۱۳۳۳-۳۲/۱۵۵ھ)

الجواب: مردار کے چمڑے کی خرید وفروخت بدون دباغت کے جائز نہیں باطل ہے، پس ایسے روپے کو مسجد اور عیدگاہ میں لگانا درست نہیں ہے۔ حدیث میں وارد ہے: **إن اللّٰہ طیب لایقبل إلا**

Maktaba Tul Ishaat.com

الطیب(الحدیث)(۱) فقط

دوسروں کی اینٹیں بلا اجازت مسجد میں لگانا جائز نہیں

سوال:(۸۰۰) ''ملک پور'' میں دو مسجدیں ہیں، اور اس موضع میں ایک مکان پختہ مشترکہ تھا، جس کو گرا کر اس کی اینٹیں ایک مسجد والوں نے بلا رضامندی دیگر شرکاء، مسجد میں صرف کر دیں؛ کیا اس مسجد میں نماز جائز ہے؟(۸۶/۱۳۳۸ھ)

الجواب: دوسروں کی اینٹیں بلا اجازت مسجد میں لگانا جائز نہیں ہے، تاوقتیکہ مالکوں کو اس کی قیمت نہ دے دیں، یا ان سے معاف نہ کراویں، لگانے والوں کے ذمّے مؤاخذہ حق العباد کا رہے گا، اور نماز اس مسجد میں درست ہے، لیکن مثل زمین مغصوبہ کے نماز مکروہ ہوگی، جب تک قیمت ادا نہ کر دی جاوے یا معاف نہ کرایا جاوے۔ فقط

(۱) عن أبی هریرة رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: إن اللّٰه طیبٌ لا یقبل إلا طیبًا (الحدیث) (المشکاة، ص:۲۴۱ باب الکسب وطلب الحلال کتاب البیوع)

Maktaba Tul Ishaat.com

دارالعلوم دیوبند کی مطبوعات

ألفية الحديث	تاریخ دارالعلوم دیوبند (مکمل، دوجلد)
قصائد منتخبة من ديوان المتنبى	هدايةالمعتدى فى قراء ة المقتدى (اردو)
المقامات الحريرية	الرأى النجيح فى عدد ركعات التراويح (اردو)
الحسامى	علمائے دیوبند کا دینی رخ اور مسلکی مزاج
مبادى الفلسفه	ختم نبوت (کامل)
تسهيل الأصول	ردمرزائیت کے زریں اصول
باب الأدب من ديوان الحماسة	نماز کے چند اہم مسائل کی تحقیق
مفتاح العربية (اول، دوم)	نیک بیبیاں نماز کہاں پڑھیں؟
علماؤ ديوبند اتجاههم الدينى ومزاجهم	سوانح قاسمی (مکمل، دوجلد)
دار العلوم ديوبند	ادلہ کاملہ
الحديث الحسن	ایضاح الادلہ
حسن غريب (مکمل دوجلد)	آب حیات
الحالة التعليمية فى الهند	بریلویت طلسم فریب یا حقیقت؟
حجة الإسلام (عربى)	حیات اور کارنامے مولانا قاسم صاحبؒ
تفسير النصوص	خیرالقرون کی درس گاہیں
مناهل العرفان	تدوین سیر ومغازی
شيوخ الإمام أبى داؤد السجستانى.....	اجودھیا کے اسلامی آثار
علماؤ ديوبند خدماتهم فى الحديث	مختصر سوانح ائمۂ اربعہ
فتاوى دارالعلوم ديوبند (۱ تا ۱۳)	شوری کی شرعی حیثیت
دارالعلوم کا فتوی اور اس کی حقیقت	اوثق العریٰ
فتاوی اور فیصلے	احسن القری فی توضیح اوثق العری

Maktaba Tul Ishaat.com

حیات اور کارنامے حضرت گنگوہیؒ	اسلام اور قادیانیت کا تقابلی مطالعہ
مجموعہ ہفت رسائل	تحقیق الکفر والایمان
عہد رسالت	ختم نبوت خورد
حجۃ الاسلام (اردو)	دعاوی مرزا
اسلام اور عقلیات	مسیح موعود کی پہچان
علوم القرآن	قادیانیت پر غور کرنے کا سیدھا راستہ
فقہائے صحابہؓ	اسلام اور مرزائیت کا اصولی اختلاف
ثبوت حاضر ہیں	تناقضات مرزا
نزول عیسیٰ علیہ السلام وظہور مہدی	فلسفۂ ختم نبوت
قرآنی پیشین گوئیاں	مسئلہ ختم نبوت اور قادیانی وسوسے
مثنوی فروغ (دارالعلوم دیوبند کی قدیم منظوم تاریخ)	ختم نبوت اور بزرگان ملت
نظریۂ دو قرآن پر ایک نظر	قادیانی مردہ
حکمت قاسمیہ	قادیانی ذبیحہ
جماعت اسلامی کا دینی رخ (مکمل ۴: حصے)	آخری اتمام حجت
اجتماع گنگوہ	مرزا طاہر کے جواب میں
درر منثورہ (مکمل دو حصہ)	کثرتِ رائے کا فیصلہ شریعت کی نظر میں
دو ضروری مسئلے	قادیانی اقرار
غلط فہمیوں کا ازالہ	قادیانی فیصلے
نکاح وطلاق عقل وشرع کی روشنی میں	اسلام دشمن کفریہ عقائد
اسلامی عقائد اور سائنس	قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
قرآن محکم	تاریخ دارالعلوم دیوبند (انگریزی، مکمل، دو جلد)
مسلمان ہوشیار رہیں	کلمہ طیبہ کی توہین (ہندی)